اُردو زبان میں اپنی نوعیت کی منفرد اور اوّلین کاوش

سلیس ترجمہ، تشریح، تحقیق و تخریج

10

الفتح الرّبّانی

فقہی ترتیب

مسند امام احمد بن حنبل

شیخ الاسلام صاحب المذہب شیخ السنۃ امام اہل الحدیث وصاحب المنۃ علی الامۃ

ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی

ترجمہ

❖ مولانا عباس انجم گوندلوی ❖ پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی ❖ ابو القاسم محمد محفوظ اعوان

تحقیق و تخریج وشرح

❖ ابو القاسم محمد محفوظ اعوان

تقریظ

❖ شیخ الحدیث عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

نظر ثانی

❖ حافظ عبد اللہ رفیق

دار العلم ممبئی

سلسلہ مطبوعات دارالعلم نمبر 277

نام کتاب : مسند امام احمد حنبل

تالیف : ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی

ترجمہ : شیخ الحدیث عباس انجم گوندلوی

سعید مجتبیٰ سعیدی، ابوالقاسم محمد محفوظ اعوان

جلد : 10

ناشر : دارالعلم، ممبئی

طابع : محمد اکرم مختار

تعداد اشاعت : ایک ہزار

تاریخ اشاعت : ۲۰۱۶ء

دار العلم ممبئی

DARUL ILM

PUBLISHERS & DISTRIBUTORS

242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel. (+91-22) 2308 8989, 2308 2231
Fax : (+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

فہرست مضامین

حَوَادِثُ السَّنَةِ الأُوْلٰى مِنَ الْهِجْرَةِ

أَبْوَابُ حَوَادِثِ السَّنَةِ الثَّانِيَةِ مِنَ الْهِجْرَةِ

ا......ہجری کے اہم واقعات

۲ ہجری کے اہم واقعات

أَبْوَابُ حَوَادِثِ السَّنَةِ السَّادِسَةِ

٦ ہجری کے واقعات

اَبْوَابُ حَوَادِثِ السَّنَةِ السَّابِعَةِ

۷ہجری کے احوال وواقعات

أَبْوَابُ مَا أَيَّدَهُ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْمُعْجِزَاتِ وَخَوَارِقِ الْعَادَاتِ

رسول اللہ ﷺ کو عطا کردہ معجزات اور خوارق عادت خصوصیات سے متعلقہ ابواب

أَبْوَابُ مَا جَاءَ فِي أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہما

ام المؤمنین سیدہ عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کے تذکرے کے ابواب

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ کُتَّابِهِ ﷺ

نبی کریم ﷺ کے کاتبین کا تذکرہ

حَوَادِثُ السَّنَةِ الاُوْلٰى مِنَ الْهِجْرَةِ

سنہ (۱) ہجری کے اہم واقعات

بَابُ مَبْدَىءِ التَّارِيْخِ وَاسْتِشَارَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الصَّحَابَةَ فِيْ ذٰلِكَ

تاریخ کی ابتداء اور اس بارے میں امیر المؤمنین سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی صحابہ کرام سے مشاورت کا بیان

وضاحت: ان ابواب کی احادیث میں موجود فقہی مسائل پر ان سے متعلقہ موضوعات میں بحث ہو چکی ہے، لہٰذا قارئین فہرست کی مدد سے مطلوبہ موضوع تلاش کر لیں۔

(۱۰۶۵۱)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَوْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً، فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ، قَالَ: فَمَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ۔ (مسند احمد: ۲۱۱۰)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت یا آپ ﷺ پر نزولِ قرآن کی ابتداء جب ہوئی تو آپ ﷺ کی عمر چالیس برس تھی، اس کے بعد آپ نے تیرہ سال مکہ مکرمہ میں اور دس برس مدینہ منورہ میں بسر کئے اور تریسٹھ برس کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا۔

(۱۰۶۵۲)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: أُنْزِلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَأَرْبَعِيْنَ، فَمَكَثَ بِمَكَّةَ عَشْرًا وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرًا، وَقُبِضَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ۔ (مسند احمد: ۲۰۱۷)

(دوسری سند) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر نزولِ وحی کا آغاز ہوا تو آپ ﷺ کی عمر مبارک تینتالیس برس تھی، اس کے بعد آپ نے مکہ مکرمہ میں دس سال اور مدینہ منورہ دس سال قیام کیا اور تریسٹھ برس کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا۔

فوائد:...... پہلی حدیث میں چالیس سال کی عمر میں نزولِ وحی کا ذکر ہے اور دوسری میں تینتالیس برس کا؟ جمع و تطبیق کی صورت یہ ہے کہ دوسری حدیث میں فترہ وحی کا زمانہ شمار نہیں کیا گیا، وگرنہ وحی کا آغاز آپ ﷺ کی چالیس برس کی عمر میں ہی ہوا تھا۔

نبی کریم ﷺ کی عمر کتنی تھی؟ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۰۶۵) کے فوائد۔

(۱۰۶۵۱) تخريج: أخرجه البخاری: ۳۸۵۱ (انظر: ۲۱۱۰)

(۱۰۶۵۲) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

خلیفۃ المسلمین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (۱۷یا۱۸) سن ہجری میں امت مسلمہ کے لیے امتیازی تاریخ کا سلسلہ شروع کیا اوراس کی ابتدا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے واقعہ سے کی۔

مسلمانوں کو چاہیے تھا کہ اپنے کیلنڈروں میں ہفتہ کے دنوں، مہینے کی تاریخوں اورسن کا ذکر کرنے میں اسلامی روایات کا خیال رکھتے، ہفتہ کے دنوں میں جمعہ کے دن کو پہلے ذکر کرتے، کیونکہ یہ پہلا دن ہے، اسلامی مہینوں (محرم، صفر، ربیع الاول ......) کے پابند ٹھہرتے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان ہی مہینوں کو مرتب کیا ہے اورسن میں ہجری سن کی پیروی کرتے، جس میں نبی کریم کے عروج کی طرف بھی اشارہ ہے اور عظیم خلیفہ کے عظیم کارنامے کی طرف بھی۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ کارنامہ ان کی انتہائی دوررسی، دوراندیشی اور قانون دانی پر دلالت کرتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ إِسْلَامِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ

سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کا بیان

(۱۰۶۵۳)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: فَنَزَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ جَانِبَ الْحَرَّةِ، ثُمَّ بَعَثَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَاؤُوا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمُوا عَلَيْهِمَا وَقَالُوا: ارْكَبَا آمِنَيْنِ مُطْمَئِنَّيْنِ، قَالَ: فَرَكِبَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَحَفُّوا حَوْلَهُمَا بِالسِّلَاحِ، قَالَ: فَقِيلَ بِالْمَدِينَةِ: جَاءَ نَبِيُّ اللّٰهِ، فَاسْتَشْرَفُوا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ وَيَقُولُونَ: جَاءَ نَبِيُّ اللّٰهِ، فَأَقْبَلَ يَسِيرُ حَتَّى جَاءَ إِلَى جَانِبِ دَارِ أَبِي أَيُّوبَ، قَالُوا: فَإِنَّهُ لَيُحَدِّثُ أَهْلَهَا إِذْ سَمِعَ بِهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ، وَهُوَ فِي نَخْلٍ لِأَهْلِهِ يَخْتَرِفُ لَهُمْ مِنْهُ، فَعَجِلَ أَنْ يَضَعَ الَّذِي يَخْتَرِفُ فِيهَا، فَجَاءَ وَهِيَ مَعَهُ، فَسَمِعَ مِنْ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَرَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَيُّ بُيُوتِ أَهْلِنَا أَقْرَبُ؟)) قَالَ: فَقَالَ أَبُو أَيُّوبَ: أَنَا يَا نَبِيَّ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو حرہ کی ایک جانب میں تشریف فرما ہوئے اور انصار کو اپنی آمد کی اطلاع بھجوائی۔ وہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور انہوں نے آپ دونوں کو سلام کہا اور عرض کیا آپ امن اور اطمینان کے ساتھ سوار ہو کر شہر میں تشریف لائیں۔ چناں چہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی اپنی سواری پر سوار ہوئے اور لوگوں نے اسلحہ تان کر آپ کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ مدینہ منورہ میں خبر پھیل گئی کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے ہیں۔ چناں چہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اڈکر آئے، تاکہ آپ کی زیارت کرلیں، اور وہ خوشی سے کہتے جاتے اللہ کے نبی تشریف لائے ہیں۔ آپ چلتے چلتے سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے قریب آ پہنچے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے اہلِ خانہ سے باتیں کرنے لگیں گے۔ تو عبداللہ بن سلام اپنے اہلِ خانہ کے نخلستان میں اہلِ خانہ کے لیے کھجوریں چن رہے تھے انہوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۱۰۶۵۳) تخريج:أخرجه البخاري: ۳۹۱۱ (انظر: ۱۳۲۰۵)

اللّٰہِ! ھٰذِہِ دَارِی وَھٰذَا بَابِی، قَالَ: ((فَانْطَلِقْ فَهَيِّءْ لَنَا مَقِيلًا۔)) قَالَ: فَذَهَبَ فَهَيَّأَ لَهُمَا مَقِيلًا، ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! قَدْ هَيَّأْتُ لَكُمَا مَقِيلًا، فَقُومَا عَلٰى بَرَكَةِ اللّٰهِ فَقِيلَا، فَلَمَّا جَاءَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ حَقًّا، وَأَنَّكَ جِئْتَ بِحَقٍّ، وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْيَهُودُ أَنِّي سَيِّدُهُمْ وَابْنُ سَيِّدِهِمْ وَأَعْلَمُهُمْ وَابْنُ أَعْلَمِهِمْ، فَادْعُهُمْ فَاسْأَلْهُمْ، فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ ((يَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ! وَيْلَكُمْ اتَّقُوا اللّٰهَ، فَوَالَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ حَقًّا وَأَنِّي جِئْتُكُمْ بِحَقٍّ، أَسْلِمُوا۔)) قَالُوا: مَا نَعْلَمُهُ ثَلَاثًا۔ (مسند احمد: ۱۳۲۳۷)

کی آمد کی خبر سنی، وہ اس قدر تیزی اور جلدی سے آپ کی خدمت میں آئے کہ وہ کھجوریں اٹھائے ہوئے تھے۔اور انہوں نے آکر آپ کی گفتگو سنی۔اس کے بعد وہ اپنے گھر تشریف لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارے رشتہ داروں کے گھروں میں سے کس کا گھر یہاں سے قریب ترین ہے۔ تو سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اللہ کے نبی ﷺ! یہ میرا گھر اور میرا دروازہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا آپ جا کر ہمارے لئے جگہ بنائیں۔سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ سن کر سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے جا کر آپ کے لئے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے جگہ تیار کی۔ اور آ کر عرض کیا اللہ کے نبی ﷺ! میں آپ دونوں کے لئے جگہ تیار کر آیا ہوں۔ اللہ کے نام کی برکت سے اٹھ کر تشریف لائیں اور آرام فرمائیں۔ جب اللہ کے نبی ﷺ ان کے گھر آئے تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ آ گئے۔ اور کہنے لگے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں اور دعوتِ حق اور دینِ حق لے کر مبعوث ہوئے ہیں۔ یہودی جانتے ہیں کہ میں ان کا سردار اور ابن سراد ہوں، اور میں ان کا سب سے بڑا عالم اور ان کے سب سے بڑے عالم کا بیٹا ہوں۔آپ ان یہودیوں کو بلوائیں۔ اور ان سے میری بابت دریافت فرمائیں۔ یہودی آئے تو اللہ کے نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اے یہودیو! اللہ سے ڈرو اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں تم یقیناً جانتے ہو کہ میں واقعی اللہ کا رسول ہوں۔ اور میں تمہارے پاس دینِ حق اور دعوتِ حق لے کر آیا ہوں۔تم اسلام قبول کر لو۔ تو وہ بولے، ہم اس بات کو نہیں جانتے۔''

فوائد:...... سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا تعلق بنو قینقاع سے تھا، یہ بنوخزرج کے حلیف تھے، ایک قول کے مطابق دورِ جاہلیت میں ان کا نام حصین تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھا، مذہباً یہودی تھے، جب نبی

کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہ اس وقت یہ مسلمان ہو گئے، یہ (۴۳) سن ہجری میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔
سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور قبولیتِ اسلام کی مزید تفصیل مناقبِ صحابہ میں بیان ہو گی۔

مَا جَاءَ فِيْ بِنَاءِ مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ

مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی تعمیر کا بیان

(۱۰۶۵٤)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نَزَلَ فِي عُلُوِّ الْمَدِينَةِ فِي حَيٍّ، يُقَالُ لَهُم: بَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، فَأَقَامَ فِيهِمْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً، ثُمَّ إِنَّهُ أَرْسَلَ إِلٰى مَلَإٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ، قَالَ: فَجَاءُ وْا مُتَقَلِّدِينَ سُيُوفَهُمْ، قَالَ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى رَاحِلَتِهِ وَأَبُو بَكْرٍ رِدْفُهُ، وَمَلَأُ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهُ، حَتّٰى أَلْقٰى بِفِنَاءِ أَبِي أَيُّوبَ، قَالَ: فَكَانَ يُصَلِّي حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ، وَيُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ، ثُمَّ إِنَّهُ أَمَرَ بِالْمَسْجِدِ، فَأَرْسَلَ إِلٰى مَلَإٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ فَجَاءُ وْا، فَقَالَ: ((يَا بَنِي النَّجَّارِ! ثَامِنُونِي حَائِطَكُمْ هٰذَا۔)) فَقَالُوا: وَاللّٰهِ! لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ، قَالَ: وَكَانَ فِيهِ مَا أَقُولُ لَكُمْ كَانَتْ فِيهِ قُبُورُ الْمُشْرِكِينَ، وَكَانَ فِيهِ حَرْثٌ، وَكَانَ فِيهِ نَخْلٌ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَنُبِشَتْ، وَبِالْحَرْثِ فَسُوِّيَتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ، قَالَ: ((فَصَفُّوا النَّخْلَ إِلٰى قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ وَجَعَلُوا عِضَادَتَيْهِ حِجَارَةً، قَالَ: وَجَعَلُوا يَنْقُلُونَ ذٰلِكَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب ہجرت کر کے تشریف لائے تو آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کے بالائی علاقہ میں بنوعمرو بن عوف کے قبیلہ میں چودہ راتیں قیام فرمایا، بعد ازاں آپ ﷺ نے اپنے ماموں قبیلہ بنونجار کے معززین کے ہاں پیغام بھجوایا، وہ ہتھیار سجا کر آ گئے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: وہ منظر گویا اب بھی میری نظروں کے سامنے ہے کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر سوار ہیں اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے ہیں اور بنونجار کے معززین کی جماعت آپ کے گرد حلقہ بنائے ہوئے ہے، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے اپنا سامان رکھا، اس وقت تک چونکہ مسجد تعمیر نہ ہوئی تھی اس لئے جہاں نماز کا وقت ہو جاتا، آپ ﷺ وہیں نماز ادا فرما لیتے تھے، آپ ﷺ بکریوں کے باڑے میں بھی نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے تعمیر مسجد کا حکم دیا اور بنونجار کو آپ ﷺ نے طلب فرمایا، وہ آ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے بنونجار! تم میرے ساتھ اپنے اس قطعہ ارضی کی قیمت طے کرو۔'' لیکن انہوں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! ہم اس کا معاوضہ صرف اللہ سے لیں گے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس قطعہ میں مشرکین کی قبریں تھیں اور کچھ کھیتیاں (اور کھنڈرات) اور کھجوروں کے کچھ درخت تھے، اللہ کے رسول ﷺ نے مشرکین کی قبروں کے متعلق حکم دیا کہ

(۱۰۶۵٤) تخریج: أخرجه البخاري: ۲۷۷٤، ۳۹۳۲، ومسلم: ٥۲٤ (انظر: ۱۳۲۰۸)

الصَّخْرَ، وَهُمْ يَرْتَجِزُونَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَعَهُمْ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَه، فَانْصُرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ۔)) (مسند احمد: ۱۳۲۴۰)

ان کو اکھیڑ دیا جائے، پس ان کو اکھاڑ دیا گیا اور کھیتوں (یا کھنڈرات) کے متعلق حکم دیا اور ان کو مسمار کر کے برابر کر دیا گیا اور کھجوروں کے درختوں کو کاٹ دینے کا حکم دیا اور انہیں کاٹ دیا گیا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کھجوروں کے تنوں کو مسجد کے قبلہ کے رُخ ایک قطار میں کھڑا کر کے دیوار بنا دی گئی، اور دونوں پہلوں کی دیواروں کی جگہ پتھر چُن دیے گئے، صحابہ کرام ان پتھروں کو اُٹھا اُٹھا کر لاتے اور یہ شعر پڑھتے رسول اللہ ﷺ بھی ان کے ساتھ یہ کلمات فرما رہے تھے: "اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَه، فَانْصُرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ" (یااللہ! اصل بھلائی تو آخرت کی بھلائی ہے، تو انصار اور مہاجرین کی مدد فرمایا۔)

فوائد:...... جب محمد رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہو چکے تو ''دعوت الی اللہ'' کے ساتھ ساتھ وہاں کے دینی اور دنیوی امور کو بھی منظم کرنا شروع کیا۔

اس سلسلے میں آپ ﷺ کا پہلا قدم یہ تھا کہ آپ ﷺ نے مسجدِ نبوی کی تعمیر شروع کی اور اس کے لیے وہ زمین خریدی، جس میں آپ ﷺ کی اونٹنی بیٹھی تھی، یہ تقریباً (۱۰۰) ہاتھ لمبی اور (۶۰) ہاتھ چوڑی جگہ تھی۔ معلوم ہوا کہ مسلم حکومت وحکمرانی کا آغاز مسجد سے ہوتا ہے، کاش عصر حاضر کا سیاسی اور مذہبی طبقہ بھی اس راز کا شعور رکھتا ہوتا۔

الْمُؤَاخَاةُ وَالْمُحَالَفَةُ بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ

مہاجرین اور انصار کے مابین بھائی چارہ قائم کرنے کا بیان

(۱۰۶۵۵)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ الْمَدِينَةَ، آخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ، فَقَالَ: أُقَاسِمُكَ مَالِي نِصْفَيْنِ، وَلِي امْرَأَتَانِ فَأُطَلِّقُ إِحْدَاهُمَا، فَإِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَتَزَوَّجْهَا، فَقَالَ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ، دُلُّونِي عَلَى السُّوقِ، فَدَلُّوهُ،

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے تو نبی کریم ﷺ نے ان کے اور سیدنا سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے مابین مواخات اور بھائی چارہ قائم کر دیا، سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اپنا سارا مال نصف نصف کرتا ہوں، میری دو بیویاں ہیں، میں ایک کو طلاق دے دیتا ہوں، اس کی عدت پوری ہونے کے بعد آپ اس سے نکاح کر لیں، سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ

(۱۰۶۵۵) تخریج: أخرجه البخاري: ۲۰۴۹، ۲۲۹۳، ومسلم: ۱۴۲۷ (انظر: ۱۲۹۷۶)

فَانْطَلَقَ فَمَا رَجَعَ إِلَّا وَمَعَهُ شَيْءٌ مِنْ أَقِطٍ وَسَمْنٍ قَدِ اسْتَفْضَلَهُ، فَرَآهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِنْ صُفْرَةٍ، فَقَالَ: ((مَهْيَمْ؟)) قَالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: ((مَا أَصْدَقْتَهَا؟)) قَالَ: نَوَاةً مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ حُمَيْدٌ: أَوْ وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ: ((أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ۔)). (مسند احمد: ١٣٠٠٦)

تمہارے اہل وعیال اور مال میں برکت فرمائے، لیکن مجھے ان چیزوں کی ضرورت نہیں، مجھے بازار اور منڈی کا راستہ بتلا دو۔ لوگوں نے ان کو منڈی کا راستہ بتلا دیا، وہ اس میں چلے گئے اور جب واپس آئے تو ان کے پاس کچھ پنیر اور کچھ گھی تھا، جو وہ بطورِ منافع کما کر لائے تھے، اس کے بعد ایک موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا تو ان کے کپڑوں پر زرد رنگ لگا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ کیا؟ جواب دیا کہ میں نے ایک انصاری خاتون سے شادی کر لی ہے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''تم نے اسے مہر کے طور پر کیا ادا کیا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: نواۃ کے برابر سونا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ولیمہ کرو خواہ وہ ایک بکری ہی کیوں نہ ہو۔''

فوائد:...... مشہور قول اور اکثر اہل علم کی رائے کے مطابق "نواۃ" سے مراد سونے کا وہ سکہ ہے، جس کی قیمت پانچ درہم چاندی تھی، اس رائے کی تائید سنن بیہقی کی روایت کے ان الفاظ سے ہوتی ہے: "وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ قُوِّمَتْ خَمْسَةَ دَرَاهِمَ۔" ......نواۃ کے وزن کے برابر سونے کے عوض، جس کی قیمت پانچ درہم تھی۔

(١٠٦٥٦)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: وَحَالَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ فِي دَارِي الَّتِي بِالْمَدِينَةِ۔ (مسند احمد: ١٢٤٩٩)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قریش اور انصار کے مابین مؤاخات اور بھائی چارہ میرے اس گھر میں کرایا تھا، جو مدینہ منورہ میں ہے۔

(١٠٦٥٧)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: حَالَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فِي دَارِنَا، قَالَ سُفْيَانُ: كَأَنَّهُ يَقُولُ: آخَى۔ (مسند احمد: ١٢١١٣)

(دوسری سند) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے مابین بھائی چارہ ہمارے گھر میں قائم کیا تھا۔

(١٠٦٥٧)۔ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا، قَالَ لَهُ قَائِلٌ: بَلَغَكَ أَنَّ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی نے ان سے کہا: کیا تم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ

(١٠٦٥٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٧٣٤٠، ومسلم: ٢٥٢٩ (انظر: ١٢٤٧٢)

(١٠٦٥٧) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١٠٦٥٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٥٢٩ (انظر: ١٤٩٧٦)

رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ۔)) قَالَ: فَغَضِبَ ثُمَّ قَالَ: بَلٰى بَلٰى، قَدْ حَالَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ فِي دَارِهِ۔ (مسند احمد: ۱۴۰۳۱)

''اسلام میں کوئی مؤاخات نہیں ہے۔'' ؟ یہ سن کر سیدنا انس رضی اللہ عنہ غضب ناک ہو گئے اور کہنے لگے، کیوں نہیں، کیوں نہیں، بلکہ رسول اللہ ﷺ نے خود قریش اور انصار کے مابین میرے گھر میں مواخات کرائی تھی۔

(۱۰۶۵۸)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: حَالَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فِي دَارِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ۔ (مسند احمد: ۱۴۰۳۲)

(دوسری سند) عاصم احول سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے مابین مواخات سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر میں کرائی تھی۔

فوائد:...... یہ انصار کا کرم اور ان کی خوبی تھی کہ وہ مہاجرین کو اپنے گھر ٹھہرانے اور ان کی میزبانی کرنے میں ایک دوسرے سے آگے نکل جانا چاہتے تھے، وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا حقیقی نمونہ تھے کہ ﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ أُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾...... ''اور (ان کے لیے) جنھوں نے ان سے پہلے اس گھر میں اور ایمان میں جگہ بنا لی ہے، وہ ان سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے ان کی طرف آئیں اور وہ اپنے سینوں میں اس چیز کی کوئی خواہش نہیں پاتے جو ان (مہاجرین) کو دی جائے اور اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں، خواہ انھیں سخت حاجت ہو اور جو کوئی اپنے نفس کی حرص سے بچا لیا گیا تو وہی لوگ ہیں جو کامیاب ہیں۔'' (سورۂ حشر: ۹)

پھر نبی کریم ﷺ نے اس محبت و ایثار کو انصار اور مہاجرین میں بھائی چارہ کرا کے مزید پختہ کر دیا، چنانچہ آپ ﷺ نے ہر انصاری اور اس کے نزیل (مہاجر مہمان) کو بھائی قرار دیا، یہ کل نوے آدمی تھے، آدھے مہاجرین سے اور آدھے انصار سے، آپ ﷺ نے ان کے درمیان غمگساری پر اور اس بات پر بھائی چارہ کرایا کہ قرابت داروں کے بجائے وہی موت کے بعد ایک دوسرے کے وارث ہوں گے، بعد میں وراثت تو منسوخ کر دی گئی، لیکن بھائی چارگی باقی رہی۔

(۱۰۶۵۹)۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ، وَأَيُّمَا حِلْفٍ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَمْ يَزِدْهُ الْإِسْلَامُ إِلَّا شِدَّةً۔)). (مسند احمد: ۱۶۸۸۳)

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں آپس کا عہد و پیمان نہیں ہے، البتہ اسلام سے قبل دورِ جاہلیت میں جو عہد و پیمان ہو چکا ہے، اسلام اسے مزید مضبوط اور پختہ کرتا ہے۔''

(۱۰۶۵۸) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۱۰۶۵۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۵۳۰ (انظر: ۱۶۷۶۱)

فوائد:...... عہد و پیان کی دو قسمیں ہیں: (۱) عہد و پیان کی وہ صورتیں جن سے اسلامی تعلیمات کی مخالفت ہوتی ہو، مثلا دو افراد کا آپس میں یہ معاہدہ کرنا کہ وہ ایک دوسرے کے وارث بنیں گے، اس سے اللہ تعالیٰ کے میراث سے متعلقہ قوانین متاثر ہوں گے، اسی طرح خواتین کا آپس میں معاہدہ کرنا کہ وہ ایک دوسری کے اموات پر مل کر نوحہ کریں گی، وغیرہ وغیرہ۔ عہد و پیان کی یہ قسم ہر صورت میں ممنوع ہے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑھے گا کہ اسلام سے پہلے اس کا تعین کیا گیا یا بعد میں۔

(۲) عہد و پیان کی وہ قسم جس سے حق کی تائید ہوتی ہو، جیسے صلہ رحمی کو برقرار رکھنے، حق کی تائید کرنا اور مظلوم وغیرہ کی مدد کرنا، ایسے معاہدے شریعت کی نظر میں قابل تعریف ہیں اور اسلام ان میں مزید تاکید پیدا کرتا ہے۔

ان احادیث میں ان ہی دو قسمیں کو ذکر کیا گیا ہے، اول الذکر سے روکا گیا ہے اور ثانی الذکر کی رغبت دلائی گئی ہے۔

(۱۰۶۶۰)۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْحَلْفِ، فَقَالَ: ((مَا كَانَ مِنْ حَلْفٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَتَمَسَّكُوا بِهِ وَلَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ۔))۔ (مسند احمد: ۲۰۸۸۹)

قیس بن عاصم سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عہد و پیان کے بارے میں دریافت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو عہد و پیان دورِ جاہلیت میں کر چکے ہو، انہیں پورا کرو، البتہ اسلام میں از سرِ نو ایسے عہد و پیان نہیں ہیں۔''

(۱۰۶۶۱)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((شَهِدْتُ حِلْفَ الْمُطَيَّبِينَ مَعَ عُمُومَتِي وَأَنَا غُلَامٌ، فَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِي حُمْرَ النَّعَمِ وَأَنِّي أَنْكُثُهُ۔)) قَالَ الزُّهْرِيُّ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَمْ يُصِبِ الْإِسْلَامُ حِلْفًا إِلَّا زَادَهُ شِدَّةً، وَلَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ۔)) وَقَدْ أَلَّفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ۔ (مسند احمد: ۱۶۵۵)

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں ابھی لڑکا ہی تھا کہ اپنے چچاؤں کے ساتھ مطیبین کے معاہدہ میں شامل ہوا تھا، اب بھی مجھے بیش قیمت سرخ اونٹ بھی مل جائیں تو تب بھی میں اس معاہدہ کو توڑنا پسند نہیں کروں گا۔'' امام زہری کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام نے لوگوں کے کئے ہوئے جس معاہدہ کو پایا، اس نے اسے مزید پختہ کیا اور اب اسلام میں اس قسم کے عہد و پیان اور معاہدوں کی گنجائش نہیں ہے۔'' خود اللہ کے رسول ﷺ نے قریش اور انصار کے مابین مؤاخات قائم کی تھی۔

فوائد:...... جنگ فجار کے بعد ہی ذیقعدہ کے مہینے میں پانچ قبائل کے درمیان ایک عہد نامہ طے پایا، جسے ''حلف الفضول'' کہتے ہیں، ان قبائل کے نام یہ ہیں:

(۱۰۶۶۰) تخریج: صحیح لغیرہ، أخرجه الطبرانی فی "المعجم الكبير": ۱۸/ ۸۶٤، والحمیدی: ۱۲۰٦، والبزار: ۱۹۱۵ (انظر: ۲۰٦۱۳)

(۱۰۶۶۱) تخریج: هذا مرسل، لكن ورد معناه فی احاديث موصولة صحيحة (انظر: ۱٦۵۵)

بنو ہاشم، بنو مطلب، بنو اسد، بنو زہرہ اور بنو تیم۔

اس کی وجہ یہ ہوئی کہ زبید (یمن) کا ایک آدمی سامان تجارت لے کر مکہ آیا، عاص بن وائل نے اس سے سامان خرید لیا، لیکن قیمت ادا نہ کی، اس نے بنو عبد الدار، بنو مخزوم، بنو جمح، بنو سہم اور بنو عدی سے فریاد کی، لیکن انھوں نے کوئی توجہ نہ دی، چنانچہ اس نے جبل ابوقبیس پر چڑھ کر چند اشعار میں اپنی مظلومیت کا نقشہ بیان کیا اور آواز لگائی کہ کوئی اس کا حق دلانے کے لیے اس کی مدد کرے۔ اس پر زبیر بن عبد المطلب نے دوڑ دھوپ کی، چنانچہ مذکورہ قبائل کے افراد بنو تیم کے سردار عبد اللہ بن جدعان کے گھر میں اکٹھے ہوئے اور آپس میں عہد و پیمان کیا کہ مکہ میں جو بھی مظلوم نظر آئے، خواہ مکہ کا رہنے والا ہو یا کہیں اور کا، یہ سب اس کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوں گے اور عاص بن وائل سے زبیدہ کا حق لے کر اس کے حوالے کیا۔

اس عہد و پیمان میں آپ ﷺ اپنے چچاؤں کے ساتھ تشریف فرما تھے، اس وقت آپ ﷺ کی عمر بیس برس تھی اور شرف رسالت سے مشرف ہونے کے بعد اس کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔

ان افراد نے اس معاہدے میں تاکید پیدا کرنے کے لیے خوشبو کا ایک ٹب بھرا، اس کو کعبہ کے پاس مسجد حرام میں رکھا اور اس میں اپنے ہاتھ ڈبوئے اور پھر یہ خوشبو زدہ ہاتھ کعبہ کو لگائے، اسی بنا پر اس معاہدے میں شریک افراد کو "مُطَيَّبِين" (خوشبودار بنائے گئے افراد) کہا گیا۔

آپ ﷺ ایسے معاہدوں کی تعریف کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ کسی دنیوی لالچ میں پڑ کر ایسے معاہدوں کو نہیں توڑنا چاہیے، بلکہ ان کو اسلام میں بھی برقرار رکھنا چاہیے۔

(١٠٦٦٢)۔ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كُلُّ حِلْفٍ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، لَمْ يَزِدْهُ الْإِسْلَامُ إِلَّا شِدَّةً أَوْ جِدَّةً.)). (مسند احمد: ٢٩٠٩)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دورِ جاہلیت میں جو معاہدے اور عہد و پیمان ہوئے، اسلام نے ان کو مزید پختہ اور مضبوط کیا ہے۔''

(١٠٦٦٣)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَتِ الْمُهَاجِرُونَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا رَأَيْنَا مِثْلَ قَوْمٍ قَدِمْنَا عَلَيْهِمْ أَحْسَنَ بَذْلًا مِنْ كَثِيرٍ وَلَا أَحْسَنَ مُوَاسَاةً فِي قَلِيلٍ، قَدْ كَفَوْنَا الْمَئُونَةَ وَأَشْرَكُونَا فِي الْمَهْنَإِ، فَقَدْ خَشِينَا أَنْ يَذْهَبُوا بِالْأَجْرِ كُلِّهِ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مہاجرین نے کہا: ہم جن انصاری لوگوں کے پاس آئے ہیں، ہم نے ان سے زیادہ خرچ کرنے والا اور قلت کے باوجود ان سے بڑھ کر ہمدردی کرنے والا کسی کو نہیں پایا، انہوں نے ہماری ہر ضرورت کو پورا کیا اور ہمیں اپنی ہر خوشی میں شریک رکھا، ہمیں تو اندیشہ ہے کہ سارا ثواب یہ لوگ ہی لے جائیں گے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے

(١٠٦٦٢) تخريج: حديث صحيح، أخرجه بنحوه الدارمي: ٢٥٢٦، وابويعلى: ٢٣٣٦ (انظر: ٢٩٠٩)

(١٠٦٦٣) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه ابن ابى شيبة: ٩/ ١٨ (انظر: ١٣١٢٢)

((كَلَّا مَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِمْ بِهِ، وَدَعَوْتُمُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمْ۔))۔ (مسند احمد: ۱۳۱۵۳)

فرمایا: ”نہیں، ایسی بات نہیں ہے، جب تک تم ان کے حسنِ سلوک پر ان کی جو تعریف کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ سے ان کے حق میں دعائیں کرتے ہو، (اللہ تمہیں بھی اس کا اجر وثواب دے گا)۔“

فوائد:...... اگر احسان کرنے والے کو اسی کی طرح کا بدلہ دینا ناممکن ہے تو پھر اس انداز میں ان کی تعریف کر کے ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے کہ ریاکاری کے اسباب پیدا نہ ہوں اور ان کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے۔

(۱۰٦٦٤)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَتَبَ كِتَابًا بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ: ((أَنْ يَعْقِلُوْا مَعَاقِلَهُمْ وَأَنْ يَفْدُوْا عَانِيَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ، وَالْإِصْلَاحِ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔))۔ (مسند احمد: ۲٤٤٣)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے مابین یہ معاہدہ تحریر کیا تھا کہ ”یہ سب مل کر ایک دوسرے کے خون بہا ادا کریں گے، ایک دوسرے کے قیدیوں کو معروف طریقہ سے رہا کرائیں گے اور مسلمانوں کے مابین اصلاحِ احوال کریں گے۔“

بَابُ: مَا جَاءَ فِي بَيْعَةِ نِسَاءِ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ

اہلِ مدینہ کی خواتین کی بیعت کا بیان

(۱۰٦٦٥)۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ، جَمَعَ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ فِي بَيْتٍ، ثُمَّ بَعَثَ إِلَيْهِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَامَ عَلَى الْبَابِ فَسَلَّمَ، فَرَدَدْنَ عَلَيْهِ السَّلَامَ، فَقَالَ: أَنَا رَسُولُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَيْكُنَّ، قُلْنَا: مَرْحَبًا بِرَسُولِ اللّٰهِ وَرَسُولِ رَسُولِ اللّٰهِ وَقَالَ: ((تُبَايِعْنَ عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا تَزْنِينَ وَلَا تَقْتُلْنَ أَوْلَادَكُنَّ، وَلَا تَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ تَفْتَرِينَهُ بَيْنَ

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے انصار کی خواتین کو ایک گھر میں جمع کیا اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ان کی طرف بھیجا، وہ جا کر دروازے پر کھڑے ہو گئے اور سلام کہا، ان عورتوں نے سلام کا جواب دیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہاری طرف رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں۔ ہم نے کہا: ہم اللہ کے رسول اور اللہ کے رسول کے قاصد کو مرحبا اور خوش آمدید کہتی ہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم ان امور پر بیعت کرو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو کو شریک نہیں ٹھہراؤ گی، زنا نہیں کرو گی، اپنی اولادوں کو قتل نہیں کرو گی، تم از خود کوئی بات بنا کر کسی پر بہتان طرازی نہیں کرو گی اور نوحہ نہیں کرو گی۔ ہم نے

(۱۰٦٦٤) تخريج: اسناده ضعيف لتدليس الحجاج (انظر: ۲٤٤٣)

(۱۰٦٦٥) تخريج: حديث صحيح دون ذكر عمر فيه، أخرجه ابوداود: ۱۱۳۹ (انظر: ۲۰۷۹۷)

أَيْدِيكُنَّ وَأَرْجُلِكُنَّ، وَلَا تَعْصِينَهُ فِي مَعْرُوفٍ۔)) قُلْنَا: نَعَمْ! فَمَدَدْنَا أَيْدِينَا مِنْ دَاخِلِ الْبَيْتِ، وَمَدَّ يَدَهُ مِنْ خَارِجِ الْبَيْتِ، ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ اشْهَدْ! وَأَمَرَنَا بِالْعِيدَيْنِ أَنْ نُخْرِجَ الْعُتَّقَ وَالْحُيَّضَ، وَنَهٰى عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَلَا جُمُعَةَ عَلَيْنَا، وَسَأَلْتُهَا عَنْ قَوْلِهِ: ﴿وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ﴾ قَالَتْ: نُهِينَا عَنِ النِّيَاحَةِ۔ (مسند احمد: ۲۱۰۷۸)

کہا ٹھیک ہے۔ پھر ہم نے گھر کے اندر سے اپنے ہاتھ آگے کو بڑھائے اور انھوں نے باہر ہی سے اپنا بڑھایا، ہاتھ ملائے بغیر ہی محض اشارے سے بیعت ہوئی۔ پھر انھوں نے فرمایا: ''یا اللہ! گواہ رہنا۔'' انھوں نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم عیدین کے موقعہ پر نوجوان لڑکیوں کو اور حیض والی خواتین کو بھی باہر، عیدگاہ کی طرف عید کے لیے لے جایا کریں اور انھوں نے ہمیں جنازوں کے ساتھ جانے سے منع فرمایا، نیز فرمایا کہ ''ہمارے لیے جمعہ کی حاضری ضروری نہیں۔'' اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں: میں نے اپنی دادی سے دریافت کیا کہ حدیث میں وارد لفظ ﴿وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ﴾ سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا کہ اس لفظ کے ذریعے ہمیں نوحہ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

فوائد:...... اس حدیث کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیعت تو انصاری خواتین کے ساتھ خاص تھی، ویسے جب آپ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لے آئے تو آپ ﷺ کے خواتین وحضرات سے بیعت لینے کے مختلف سلسلے جاری رہے۔

ویسے آپ ﷺ درج ذیل آیت کی روشنی میں خواتین سے بیعت لیا کرتے تھے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ﴾ (سورۂ ممتحنه: ۱۲) یعنی: ''اے نبی! جب اہل ایمان خواتین آپ کے پاس آئیں تو وہ ان باتوں کی بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی، چوری نہیں کریں گی، زنا نہیں کریں گی، اپنی اولادوں کو قتل نہیں کریں گی اور کسی پر بہتان طرازی نہیں کریں گی اور کسی معروف کام میں آپ کی حکم عدولی نہیں کریں گی۔''

اگلی حدیث میں بھی یہی آیت مراد ہے۔

(۱۰۶۶۶)۔ عَنْ أُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي نِسَاءٍ نُبَايِعُهُ فَأَخَذَ عَلَيْنَا مَا فِي الْقُرْآنِ أَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا الْآيَةَ قَالَ: ((فِيمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَأَطَقْتُنَّ۔)) قُلْنَا اللّٰهُ

سیدہ امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں عورتوں کے ساتھ مل کر نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی، ہم نے آپ سے بیعت کی، آپ ﷺ نے ہم سے قرآن پاک میں بیان کئے گئے اصولوں پر بیعت لی کہ ہم اللہ تعالیٰ کے

(۱۰۶۶۶) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه النسائي: ۷/ ۱۴۹ (انظر: ۲۷۰۰۹)

وَرَسُولُهُ أَرْحَمُ بِنَا مِنْ أَنْفُسِنَا، قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَلَا تُصَافِحُنَا؟ قَالَ: ((إِنِّي لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ إِنَّمَا قَوْلِي لِامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ كَقَوْلِي لِمِائَةِ امْرَأَةٍ۔)) (مسند احمد: ۲۷۵٤۹)

ساتھ شرک نہ کریں گی، (آیت آخر تک)، لیکن آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ ''ان شقوں پر تم نے اتنا عمل کرنا ہے، جتنی تم میں طاقت اور قوت ہوگی۔'' ہم نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول تو ہمارے ساتھ ہمارے نفسوں سے بھی زیادہ رحم کرنے والے ہیں، ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ ہمارے ساتھ مصافحہ کیوں نہیں کرتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اجنبی عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا، میرا سو خواتین سے عہد لینا، ایسے ہی ہے جیسے ایک عورت سے عہد لیتا ہوں۔''

فوائد:...... چونکہ غیر محرم خاتون کو ہاتھ لگانا حرام ہے، اس لیے آپ ﷺ خواتین سے بیعت لیتے وقت خواتین کے ہاتھ پر ہاتھ نہیں رکھتے تھے، بلکہ زبانی کلامی بیعت لیتے تھے۔

جب صحابیات آیت میں مذکورہ امور پر علی الاطلاق پابند رہنے کا دعوی کرتیں تو آپ ﷺ ان کو لقمہ دیتے کہ طاقت اور استطاعت کے مطابق اقرار کرنا چاہیے، تاکہ اگر کسی مجبوری اور شرعی عذر کی وجہ سے کسی شق کو توڑنا پڑ جائے تو بیعت کا معاہدہ برقرار رہے۔

(۱۰٦٦۷)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: جَاءَتْ أُمَيْمَةُ بِنْتُ رُقَيْقَةَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ تُبَايِعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَقَالَ: ((أُبَايِعُكِ عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكِي بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقِي، وَلَا تَزْنِي وَلَا تَقْتُلِي وَلَدَكِ، وَلَا تَأْتِي بِبُهْتَانٍ تَفْتَرِينَهُ بَيْنَ يَدَيْكِ وَرِجْلَيْكِ، وَلَا تَنُوحِي، وَلَا تَبَرَّجِي تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى۔)) (مسند احمد: ٦٨٥٠)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدہ امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اسلام کی بیعت کرنے کی غرض سے حاضر ہوئی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تم سے اس بات کی بیعت لیتا ہوں کہ تم اللہ کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہیں ٹھہراؤ گی، چوری اور زنا نہیں کرو گی، اپنے بچوں کو قتل نہ کرو گی، اور از خود گھڑ کر کسی پر بہتان طرازی نہیں کرو گی، نوحہ نہیں کرو گی اور پہلی جاہلیت کی طرح سرِ عام بے پردہ نہ گھومو گی۔''

بَابُ ذِكْرِ مَا أَصَابَ الْمُهَاجِرِينَ مِنْ حُمَّى الْمَدِينَةِ

اس امر کا بیان کہ مدینہ منورہ پہنچ کر مہاجرین بخار میں مبتلا ہو گئے

(۱۰٦٦۸)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَدِمَ رَسُولُ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ

(۱۰٦٦۷) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٦٨٥٠)

(۱۰٦٦۸) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٣٧٢، ومسلم: ٣٧٦ (انظر: ٢٤٢٨٨)

اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ، وَهِيَ أَوْبَأُ أَرْضِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَاشْتَكَى أَبُو بَكْرٍ، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ، وَصَحِّحْهَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّهَا وَصَاعِهَا، وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا فِي الْجُحْفَةِ۔)) (مسند احمد: ٢٤٧٩٢)

مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو وہ شدید قسم کی وبائی زمین تھی، پھر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بیمار پڑ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: ''یا اللہ! ہمارے لئے مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ کی طرح یا اس سے بھی زیادہ محبوب بنا دے اور اس کی فضا کو صحت والا کر دے اور ہمارے لیے اس کے مد اور صاع میں برکت فرما اور اس کے بخار کو یہاں سے جُحفہ کے علاقے میں منتقل کر دے۔''

(١٠٦٦٩)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ، اشْتَكَى أَصْحَابُهُ، وَاشْتَكَى أَبُو بَكْرٍ وَعَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ وَبِلَالٌ، فَاسْتَأْذَنَتْ عَائِشَةُ النَّبِيَّ ﷺ فِي عِيَادَتِهِمْ، فَأَذِنَ لَهَا، فَقَالَتْ لِأَبِي بَكْرٍ: كَيْفَ تَجِدُكَ؟ فَقَالَ: ((كُلُّ امْرِءٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ، وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ، وَسَأَلَتْ عَامِرًا فَقَالَ: إِنِّي وَجَدْتُ الْمَوْتَ قَبْلَ ذَوْقِهِ، إِنَّ الْجَبَانَ حَتْفُهُ مِنْ فَوْقِهِ، وَسَأَلَتْ بِلَالًا فَقَالَ: يَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً بِفَجٍّ، وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلُ، فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَتْهُ بِقَوْلِهِمْ، فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ وَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ، كَمَا حَبَّبْتَ إِلَيْنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ، اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِهَا وَفِي مُدِّهَا، وَانْقُلْ وَبَاءَهَا إِلَى مَهْيَعَةَ۔)) وَهِيَ الْجُحْفَةُ كَمَا زَعَمُوا۔ (مسند احمد: ٢٤٨٦٤)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو سیدنا ابوبکر صدیق، ان کے غلام سیدنا عامر بن فہیرہ اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہم سمیت کچھ صحابۂ کرام بیمار پڑ گئے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی عیادت کے لیے جانے کی خاطر نبی کریم ﷺ سے اجازت چاہی، آپ ﷺ نے انہیں جانے کی اجازت مرحمت فرما دی۔ جب انھوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کیسے ہیں؟ تو انہوں نے یہ شعر پڑھ کر اپنی پریشانی کا اظہار کیا: ہر شخص کو اس کے اہلِ خانہ میں صبح بخیر کہا جاتا ہے، حالانکہ موت اس کے جوتے کے تسمے سے بھی اس کے قریب ہے۔ پھر جب انھوں نے سیدنا عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ سے ان کا حال دریافت کیا تو انہوں نے کہا: ''میں موت کے آنے سے پہلے ہی موت سے دو چار ہو گیا ہوں، موت ہر وقت بزدل آدمی کے سر پر کھڑی ہوتی ہے۔ جب سیدہ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے ان کا حال دریافت کیا تو انہوں نے کہا: ''اے کاش میں جان سکوں کہ میں کوئی ایک رات اس وادی فج (جو کہ مکہ کی ایک وادی ہے) میں گزار سکوں گا، جہاں میرے گرد اذخر گھاس اور جلیل نامی گھاس ہو۔'' جب عیادت کے بعد سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، نبی کریم ﷺ کے ہاں آئیں اور آپ ﷺ کو ان حضرات کی باتوں کے

(١٠٦٦٩) تخریج: أخرجه البخاري: ١٨٨٩، ومسلم: ١٣٧٦ (انظر: ٢٤٣٦٠)

متعلق بتلایا تو آپ ﷺ نے آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر فرمایا: ''یا اللہ! ہمارے لیے مدینہ منورہ کے صاع اور مد میں برکت فرما اور اس کی وباء کو مہیعہ یعنی جحفہ کی طرف منتقل کر دے۔''

(۱۰۶۷۰)۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ وَهِيَ وَبِيئَةٌ، ذُكِرَ أَنَّ الْحُمَّى صَرَعَتْهُمْ فَمَرِضَ أَبُو بَكْرٍ، وَكَانَ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمَّى يَقُولُ: كُلُّ امْرِءٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ، وَالْمَوْتُ أَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ، قَالَتْ: وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمَّى يَقُولُ: أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً بِوَادٍ، وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلُ، وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ، وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَطَفِيلُ، اللّٰهُمَّ الْعَنْ عُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَشَيْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَأُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ، كَمَا أَخْرَجُونَا مِنْ مَكَّةَ، فَلَمَّا رَأٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا لَقُوا، قَالَ: ((اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ، اللّٰهُمَّ صَحِّحْهَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِهَا وَمُدِّهَا، وَانْقُلْ حُمَّاهَا إِلَى الْجُحْفَةِ۔)) قَالَ: فَكَانَ الْمَوْلُودُ يُولَدُ بِالْجُحْفَةِ، فَمَا يَبْلُغُ الْحُلُمَ حَتّٰى تَصْرَعَهُ الْحُمَّى۔ (مسند احمد: ۲۶۷۷۰)

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ وبا والا علاقہ اور لوگ بخار میں مبتلا تھے، سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے۔ انہیں جب شدت کا بخار ہوتا تو وہ یوں کہنے لگتے: ''ہر شخص اپنے اہلِ خانہ میں صبح کرتا ہے، حالانکہ موت اس کے جوتے کے تسمے سے بھی اس کے زیادہ قریب ہے۔'' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو شدید بخار ہوتا تو وہ یوں کہتے: ''اے کاش میں جان سکوں کہ میں کوئی ایک رات اس وادی میں گزار سکوں گا، جہاں میرے اردگرد اذخر اور جلیل نامی گھاس ہو، اور میں کبھی مجنہ کے چشموں پر جا سکوں گا اور کیا شامہ اور جلیل نامی پہاڑ میرے لیے ظاہر ہوں گے، اے اللہ! عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف پر لعنت فرما کہ انہوں نے ہمیں مکہ مکرمہ سے نکال دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب ان صحابہ کی یہ پریشانی دیکھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: یا اللہ! ہمارے لئے مدینہ منورہ کو مکہ مکرمہ کی طرح یا اس سے بھی بڑھ کر محبوب بنا دے۔ اور اس کی فضا کو صحت والا بنا دے، اور ہمارے لئے یہاں کے صاع اور مد میں برکت فرما اور یہاں کے بخار کو جحفہ کی طرف منتقل کر دے عروہ کہتے ہیں آپ کی اس دعا کا نتیجہ یہ ہوا کہ جحفہ کے علاقے میں جو بچہ بھی پیدا ہوتا وہ بلوغت کی عمر کو نہیں پہنچتا تھا حتی کہ اسے بخار چت گرا دیتا۔

فوائد:...... مدینہ منورہ کے علاقے میں پایا جانے والا بخار مشہور تھا، یہاں تک کہ عمرۂ قضا میں طواف کے دوران مکہ کے مشرکوں نے صحابہ کے بارے میں کہا تھا کہ یثرت (مدینہ) کے بخار نے ان کو کمزور کر دیا ہے، اس لیے

(۱۰۶۷۰) تخریج: أخرجه البخاري: ۱۸۸۹ (انظر: ۲۶۲۴۰)

آپ ﷺ نے رفع کرنے کا حکم دیا تھا۔ ایک طرف صحابۂ کرام کے ذہنوں میں اپنے آبائی وطن مکہ مکرمہ کو چھوڑنے کا طبعی غم موجود تھا، دوسری طرف وہ جس شہر میں آئے تھے، اس میں پائے جانے والے بخار کی لپیٹ میں آ گئے، اسی بنا پر سیدنا ابو بکر اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہما نے یہ اشعار کہے ہیں، پھر آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے مسلمان امراض سے راحت پا گئے اور انہیں مدینہ محبوب ہو گیا۔

اس وقت جحفہ دار الشرک تھا، اس لیے آپ ﷺ نے مدینہ کے بخار کے جحفہ میں منتقل ہو جانے کی دعا کی، تا کہ وہ لوگ اس بخار میں مبتلا رہیں اور کافروں اور سرکشوں کی مدد نہ کر سکیں، اس دعا کے بعد سب سے زیادہ بخار اسی علاقے میں پایا جاتا تھا، بلکہ اگر کوئی آدمی جحفہ مقام سے پانی پیتا تو اسے بخار چڑھ جاتا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مِيْلَادِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَبَنَائِهِ ﷺ بِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ولادت اور رسول اللہ ﷺ کی سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی کا بیان

(١٠٦٧١)۔ عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ، قَالَتْ: فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتِمٌّ، فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَنَزَلْتُ بِقُبَاءَ فَوَلَدْتُهُ بِقُبَاءَ، ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَوَضَعْتُهُ فِي حِجْرِهِ، ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِي فِيهِ، فَكَانَ أَوَّلَ مَا دَخَلَ فِي جَوْفِهِ رِيقُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: ثُمَّ حَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ، ثُمَّ دَعَا لَهُ وَبَرَّكَ عَلَيْهِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ۔ (مسند احمد: ٢٧٤٧٧)

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مکہ میں حاملہ ہو گئی تھیں، وہ کہتی ہیں: میں جب مکہ سے سفر ہجرت پر روانہ ہوئی تو ایام حمل پورے ہو چکے تھے، میں مدینہ منورہ آئی اور قباء میں قیام کیا، وہیں میں نے بچے کو جنم دیا، میں اسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لائی اور میں نے اسے آپ ﷺ کی گود میں رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے کھجور منگوا کر اسے چبایا اور اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈال دیا، اس کے پیٹ میں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کا لعاب مبارک داخل ہوا۔ پھر آپ ﷺ نے اسے کھجور کی گھٹی دی اور اس کے حق میں برکت کی دعا کی، اسلام کے دور میں یہ سب سے پہلا پیدا ہونے والا بچہ تھا۔

(١٠٦٧٢)۔ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: تَزَوَّجَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ شَوَّالٍ وَبَنٰى بِيْ فِيْ شَوَّالٍ، فَأَيُّ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ أَحْظٰى عِنْدَهُ مِنِّيْ، وَكَانَتْ

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے (قبل از ہجرت) ماہِ شوال میں مجھ سے نکاح کیا تھا اور (بعد از ہجرت) ماہ شوال میں میری رخصتی ہوئی، تو کونسی بیوی مجھ سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی منظورِ نظر تھی، اور

(١٠٦٧١) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٩٠٩، ٥٤٦٩، ومسلم: ٢١٤٦ (انظر: ٢٦٩٣٨)

(١٠٦٧٢) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤٢٣ (انظر: ٢٥٧١٦)

عَـائِشَةُ تَسْتَـحِـبُّ أَنْ تَـدْخُـلَ نِسَـائُهَا فِيْ شَوَّالٍ۔ (مسند احمد: ٢٦٢٣٥)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات کو پسند کرتی تھیں کہ اپنے خاندان کی عورتوں کی ماہِ شوال میں شادی کریں۔

فوائد:...... دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۵۵۲)، یہ ایک طویل حدیث ہے، اس میں اور اس حدیث والے باب میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی کا ذکر ہے۔

دورِ جاہلیت میں شوال میں شادی کرنے کو ناپسند کیا جاتا تھا، یہ ایک باطل نظریہ اور بے بنیاد خیال تھا، امام نووی نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شوال کے مہینے میں نکاح کرنا اور شادی کرنا مستحب ہے۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا شوال کا ذکر کر کے دراصل جاہلیت کی توہم پرستی کا ردّ کر رہی ہیں۔

(١٠٦٧٣)۔ عَـنْ أَسْـمَـاءَ بِـنْتِ عُمَيْـسٍ قَـالَـتْ: كُـنْـتُ صَاحِبَةَ عَائِشَةَ الَّتِي هَيَّأَتْهَا وَأَدْخَـلَتْهَـا عَـلَـى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَمَـعِيْ نِسْوَةٌ، قَالَتْ: فَوَاللّٰهِ! مَا وَجَدْنَا عِنْدَهُ قِرًى إِلَّا قَـدَحًـا مِنْ لَبَنٍ، قَالَتْ: فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ نَـاوَلَهُ عَائِشَةَ، فَاسْتَحْيَتِ الْجَارِيَةُ، فَقُلْنَا: لَا تَـرُدِّي يَـدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ خُـذِي مِنْهُ، فَأَخَذَتْهُ عَلَى حَيَاءٍ، فَشَرِبَتْ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ: ((نَـاوِلِـي صَوَاحِبَكِ۔)) فَقُلْنَا: لَا نَشْتَهِهِ، فَقَالَ: ((لَا تَجْمَعْنَ جُوعًا وَكَذِبًا۔)) قَالَتْ: فَـقُـلْـتُ: يَـا رَسُـولَ اللّٰهِ! إِنْ قَالَتْ إِحْدَانَا لِشَـيْءٍ تَشْتَهِيـهِ: لَا أَشْتَهِيـهِ، يُعَدُّ ذٰلِكَ كَذِبًا، قَالَ: ((إِنَّ الْكَذِبَ يُكْتَبُ كَذِبًا حَتّٰى تُـكْتَـبَ الْـكُذَيْبَةُ كُذَيْبَةً۔)) (مسند احمد: ٢٨٠١٩)

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ کے ہاں روانہ کرتے وقت ان کو تیار کیا، چند دوسری خواتین بھی میرے ساتھ تھیں، اللہ کی قسم! ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہاں دودھ کے ایک پیالے کے سوا مزید کوئی مہمانی نہ پائی، آپ ﷺ نے اس سے دودھ نوش فرمایا اور پھر وہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو تھما دیا، انھوں نے دلہن ہونے کی وجہ سے دودھ نوش کرنے میں جھجک محسوس کی، لیکن ہم نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ کا ہاتھ یوں نہ واپس کرو اور آپ ﷺ سے پیالہ پکڑ لو، انہوں نے جھجکتے ہوئے پیالہ لے کر اس سے نوش کیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اپنی ان سہیلیوں کو دے دو، تو ہم نے عرض کیا، ہمیں اس کی حاجت نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم جھوٹ اور بھوک کو یکجا نہ کرو۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کسی کو کسی چیز کی حاجت تو ہو مگر وہ ویسے ہی کہہ دے کہ مجھے حاجت نہیں تو کیا یہ بھی جھوٹ لکھا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جھوٹ کو جھوٹ ہی لکھا جاتا ہے اور چھوٹا جھوٹ چھوٹا ہی لکھا جاتا ہے۔''

(١٠٦٧٣) تخريج: اسناده ضعيف، ابو شداد مجهول الحال، أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير": ٢٤/ ٤٠٠ (انظر: ٢٧٤٧١)

(۱۰۶۷٤)۔ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيدَ بْنِ السَّكَنِ، إِحْدَى نِسَاءِ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا، فَقَرَّبَتْ إِلَيْهِ طَعَامًا، فَقَالَ: لَا أَشْتَهِيهِ، فَقَالَتْ: إِنِّي قَيَّنْتُ عَائِشَةَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ جِئْتُهُ فَدَعَوْتُهُ لِجِلْوَتِهَا، فَجَاءَ فَجَلَسَ إِلَى جَنْبِهَا، فَأُتِيَ بِعُسٍّ لَبَنٍ فَشَرِبَ، ثُمَّ نَاوَلَهَا النَّبِيُّ ﷺ فَخَفَضَتْ رَأْسَهَا وَاسْتَحْيَا، قَالَتْ أَسْمَاءُ: فَانْتَهَرْتُهَا، وَقُلْتُ لَهَا: خُذِي مِنْ يَدِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: فَأَخَذَتْ فَشَرِبَتْ شَيْئًا، ثُمَّ قَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ ((أَعْطِي تِرْبَكِ۔)) قَالَتْ أَسْمَاءُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! بَلْ خُذْهُ فَاشْرَبْ مِنْهُ، ثُمَّ نَاوِلْنِيهِ مِنْ يَدِكَ، فَأَخَذَهُ فَشَرِبَ مِنْهُ، ثُمَّ نَاوَلَنِيهِ، قَالَتْ: فَجَلَسْتُ ثُمَّ وَضَعْتُهُ عَلَى رُكْبَتِي، ثُمَّ طَفِقْتُ أُدِيرُهُ وَأَتْبَعُهُ بِشَفَتَيَّ لِأُصِيبَ مِنْهُ مَشْرَبَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَالَ لِنِسْوَةٍ عِنْدِي: ((نَاوِلِيهِنَّ۔)) فَقُلْنَ: لَا نَشْتَهِيهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَا تَجْمَعْنَ جُوعًا وَكَذِبًا، فَهَلْ أَنْتِ مُنْتَهِيَةٌ أَنْ تَقُولِي لَا أَشْتَهِيهِ؟)) فَقُلْتُ: أَيْ أُمَّهْ! لَا أَعُودُ أَبَدًا۔ (مسند احمد: ۲۸۱٤۳)

شہر بن حوشب سے مروی ہے کہ وہ ایک دن قبیلہ بنو عبد الاشہل کی ایک خاتون سیدہ اسماء بنت یزید بن سکن رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے، انہوں نے اس کے سامنے کھانا پیش کیا، تو انہوں نے کہا کہ مجھے کھانے کی طلب نہیں، انہوں نے کہا: میں نے اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ان کی شادی کی موقع پر رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ کرتے وقت تیار کیا تھا، پھر میں آپ ﷺ کی خدمت میں گئی اور میں نے آپ ﷺ کو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملوانے کے لئے بلایا، آپ آ کر ان کے پہلو میں بیٹھ گئے، دودھ کا ایک پیالہ پیش کیا گیا، آپ ﷺ نے اس سے نوش فرمایا اور پھر آپ نے باقی ماندہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیا، انہوں نے سر جھکا لیا اور شرما گئیں۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو جھڑک دیا اور کہا کہ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ سے پیالہ پکڑ لو، چنانچہ انہوں نے پیالہ لے کر اس سے کچھ پی لیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''اپنی سہیلی کو دے دو۔'' سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول! آپ لیں اور نوش فرمائیں، اس کے بعد مجھے عنایت فرمائیں، چنانچہ آپ ﷺ نے پیالہ لے کر اس میں سے کچھ نوش کیا اور پھر وہ مجھے تھما دیا، وہ کہتی ہیں کہ میں نے بیٹھ کر اسے اپنے گھٹنے پر رکھا اور اسے گھمانے لگی اور اپنے ہونٹ اس پر پھیرنے لگی تاکہ میرے ہونٹ اس مبارک مقام پر لگ جائیں، جہاں منہ رکھ کر آپ ﷺ نے نوش فرمایا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے وہاں میرے پاس موجود خواتین کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ انہیں بھی دو، تو انہوں نے کہا ہمیں حاجت نہیں ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم جھوٹ اور بھوک کو جمع نہ کرو، پس کیا تو اس بات

(۱۰۶۷٤) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف شہر بن حوشب (انظر: ۲۷۵۹۱)

سے باز نہیں آئے گی کہ مجھے حاجت نہیں ہے؟'' میں نے کہا: اماں جان! میں آئندہ ایسے نہ کہوں گی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مَشْرُوْعِيَّةِ الْأَذَانِ وَزِيَادَةِ رَكْعَتَيْنِ فِيْ صَلَاةِ الْحَضَرِ الخ

اذان کی مشروعیت اور حضر کی نماز میں دو رکعت کے اضافے کا بیان

(١٠٦٧٥)۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: كَانَ الْمُسْلِمُونَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ، يَجْتَمِعُونَ فَيَتَحَيَّنُونَ الصَّلَاةَ، وَلَيْسَ يُنَادِي بِهَا أَحَدٌ، فَتَكَلَّمُوا يَوْمًا فِي ذٰلِكَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اتَّخِذُوا نَاقُوسًا مِثْلَ نَاقُوسِ النَّصَارٰى، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ قَرْنًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُودِ، فَقَالَ عُمَرُ: أَوَلَا تَبْعَثُونَ رَجُلًا يُنَادِي بِالصَّلَاةِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا بِلَالُ! قُمْ فَنَادِ بِالصَّلَاةِ۔)). (مسند احمد: ٦٣٥٧)

امام نافع سے مروی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو وہ جمع ہو کر نماز کے وقت انتظار کیا کرتے تھے، اس وقت کوئی بھی اذان دینے والا نہیں ہوتا تھا، ایک دن صحابہ نے اس بارے میں گفتگو شروع کی، بعض نے کہا کہ عیسائیوں کے ناقوس جیسا ناقوس بنا لو۔ بعض نے کہا کہ ناقوس تو نہیں ہونا چاہیے، البتہ یہودیوں کی طرح کا ایک سینگ مقرر کر لو۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم اس طرح کیوں نہیں کرتے کہ کسی کو بھیج دیا کرو جو نماز کا اعلان کر دیا کرے؟ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلال! اُٹھو اور نماز کا اعلان کرو۔''

فوائد:...... مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی تعمیر ہو چکی تھی اور اب مسلمان پانچوں نمازیں باجماعت ادا کرنے کے لیے حاضر ہو رہے تھے، اس کے لیے وہ وقت کا اندازہ تو لگاتے تھے، لیکن پھر بھی کوئی پہلے پہنچ جاتا اور کوئی دیر سے، مذکورہ بالا حدیث کے مطابق مشورہ کیا گیا تو طے پایا کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نماز کے لیے اکٹھا کرنے کے لیے ان الفاظ کے ساتھ آواز دیں گے: اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ۔

پھر سیدنا عبداللہ بن زید بن عبد ربہ رضی اللہ عنہ نے خواب میں اذان دیکھی اور آ کر رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی، نماز کے ابواب میں اذان کی مکمل تفصیل گزر چکی ہے۔

(١٠٦٧٦)۔ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَدْ فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ بِمَكَّةَ، فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ،

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ مکہ میں نماز کی دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں، جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو ہر دو رکعت کے ساتھ مزید دو رکعتوں کا اضافہ

(١٠٦٧٥) تخريج: أخرجه البخارى: ٦٠٤، ومسلم: ٣٧٧ (انظر: ٦٣٥٧)

(١٠٦٧٦) تخريج:...... اسناده ضعيف بهذه السياقة، الشعبى لم يسمع من عائشة، ويغنى عنه الحديث بالطريق الأول، أخرجه ابن خزيمة: ٣٠٥، ٩٤٤، وابن حبان: ٢٧٣٨، ، والطحاوى فى "شرح معانى الآثار": ١/ ٤١٥، وابن ابى شيبة: ١٤/ ١٣٢، واسحاق بن راهويه: ١٦٣٥ (انظر: ٢٦٠٤٢)

زَادَ مَعَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ إِلَّا الْمَغْرِبَ، فَإِنَّهَا وِتْرُ النَّهَارِ، وَصَلَاةَ الْفَجْرِ لِطُولِ قِرَاءَتِهِمَا، قَالَ: وَكَانَ إِذَا سَافَرَ صَلَّى الصَّلَاةَ الْأُولٰى۔ (مسند احمد: ٢٦٥٧٠)

کر دیا تھا، ماسوائے مغرب کے، کیونکہ وہ دن کی طاق نماز ہے اور ماسوائے نمازِ فجر کے، کیونکہ ان میں قراءت طویل ہوتی ہے، اور آپ ﷺ کا معمول تھا کہ جب آپ ﷺ سفر پر روانہ ہوتے تو پہلے کی طرح نماز ادا فرماتے۔

فوائد:...... لیکن یہ بات ثابت ہے کہ جب نماز فرض ہوئی تو فجر، ظہر، عصر اور عشا کی نمازوں کی فرض رکعات کی تعداد دو دو تھی اور نمازِ مغرب کی تین رکعات تھیں، پھر رکعتوں کی اس تعداد کو سفر کے ساتھ خاص کیا گیا اور حضر کے لیے ظہر، عصر اور عشا کی چار چار رکعات فرض کر دی گئیں، فجر اور مغرب کی تعداد وہی رہی، البتہ حضر میں نمازِ فجر میں طویل قراءت مطلوب اور مستحب ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مُنَاوَأَةِ الْيَهُوْدِ وَمُنَافِقِي الْمَدِيْنَةِ لِلنَّبِيِّ ﷺ

یہود اور منافقینِ مدینہ کی نبی کریم ﷺ سے عداوت و مخالفت کا بیان

(١٠٦٧٧)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَقْبَلَتْ يَهُودُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: يَا أَبَا الْقَاسِمِ! إِنَّا نَسْأَلُكَ عَنْ خَمْسَةِ أَشْيَاءَ، فَإِنْ أَنْبَأْتَنَا بِهِنَّ عَرَفْنَا أَنَّكَ نَبِيٌّ وَاتَّبَعْنَاكَ، فَأَخَذَ عَلَيْهِمْ مَا أَخَذَ إِسْرَائِيلُ عَلٰى بَنِيهِ إِذْ قَالُوْا: ﴿اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُولُ وَكِيلٌ﴾ قَالَ: ((هَاتُوْا۔)) قَالُوْا: أَخْبِرْنَا عَنْ عَلَامَةِ النَّبِيِّ، قَالَ: ((تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ۔))، قَالُوْا: أَخْبِرْنَا كَيْفَ تُؤَنَّثُ الْمَرْأَةُ وَكَيْفَ تُذْكِرُ؟ قَالَ: ((يَلْتَقِي الْمَاءَ ان فَإِذَا عَلَا مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْأَةِ أَذْكَرَتْ، وَإِذَا عَلَا مَاءُ الْمَرْأَةِ آنَثَتْ۔))، قَالُوْا: أَخْبِرْنَا مَا حَرَّمَ إِسْرَائِيلُ عَلٰى نَفْسِهِ، قَالَ: ((كَانَ يَشْتَكِي عِرْقَ النَّسَا فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا يُلَائِمُهُ إِلَّا أَلْبَانَ كَذَا وَكَذَا۔)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ: قَالَ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ یہودی لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انھوں نے کہا: اے ابو القاسم! ہم آپ سے پانچ چیزوں کے بارے میں سوال کریں گے، اگر آپ ان کے جوابات دیں گے تو ہم پہچان جائیں گے کہ آپ برحق نبی ہیں اور ہم آپ کی اتباع بھی کریں گے، آپ نے ان سے اس طرح عہد لیا، جس طرح یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے عہد لیا تھا، جب انھوں نے کہا تھا ''ہم جو بات کر رہے ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ وکیل ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ سوال پیش کرو۔'' (۱) انہوں نے کہا: ہمیں نبی کی نشانی بتائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نبی کی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل نہیں سوتا۔'' (۲) انھوں نے کہا: یہ بتائیں کہ نر اور مادہ کیسے پیدا ہوتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مرد و زن کا آب جو ہر دونوں ملتے ہیں، جب آدمی کا پانی عورت کے پانی پر غالب آتا ہے، تو نر پیدا ہوتا ہے اور جب عورت کا آب جو ہر غالب آتا ہے تو مادہ پیدا ہوتی ہے۔'' (۳) انہوں نے کہا: ہمیں بتاؤ

(١٠٦٧٧) تخريج: صحيح، قاله الالباني، أخرجه الترمذي: ٣١١٧ (انظر: ٢٤٨٣)

أَبِی: قَالَ بَعْضُهُمْ: یَعْنِی الْإِبِلَ فَحَرَّمَ لُحُومَهَا، قَالُوْا: صَدَقْتَ، قَالُوْا: أَخْبِرْنَا مَا هٰذَا الرَّعْدُ؟ قَالَ: ((مَلَكٌ مِنْ مَلَائِكَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مُوَكَّلٌ بِالسَّحَابِ بِیَدِهِ، أَوْ فِی یَدِهِ مِخْرَاقٌ مِنْ نَارٍ، یَزْجُرُ بِهِ السَّحَابَ، یَسُوقُهُ حَیْثُ أَمَرَ اللّٰهُ۔)) قَالُوْا: فَمَا هٰذَا الصَّوْتُ الَّذِی یُسْمَعُ؟ قَالَ: ((صَوْتُهُ۔))، قَالُوْا: صَدَقْتَ، إِنَّمَا بَقِیَتْ وَاحِدَةٌ وَهِیَ الَّتِی نُبَایِعُكَ إِنْ أَخْبَرْتَنَا بِهَا، فَإِنَّهُ لَیْسَ مِنْ نَبِیٍّ إِلَّا لَهُ مَلَكٌ یَأْتِیهِ بِالْخَبَرِ، فَأَخْبِرْنَا مَنْ صَاحِبُكَ؟ قَالَ: ((جِبْرِیلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔)) قَالُوْا: جِبْرِیلُ؟ ذَاكَ الَّذِی یَنْزِلُ بِالْحَرْبِ وَالْقِتَالِ وَالْعَذَابِ عَدُوُّنَا۔ لَوْ قُلْتَ: مِیكَائِیلَ الَّذِی یَنْزِلُ بِالرَّحْمَةِ وَالنَّبَاتِ وَالْقَطْرِ لَكَانَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِیلَ﴾ إِلَی آخِرِ الْآیَةِ۔

(مسند احمد: ۲٤۸۳)

کہ یعقوب علیہ السلام نے خود پر کیا حرام قرار دیا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''انہیں عرق نسا کی بیماری تھی، انہیں صرف اونٹنیوں کا دودھ موافق آیا، تو صحت ہونے پر اونٹوں کا گوشت خود پر حرام قرار دے دیا۔'' انہوں نے کہا: آپ سچ کہتے ہیں، (۴) اچھا یہ بتائیں کہ یہ گرج کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے، جس کے سپرد بادل ہیں۔ اس فرشتہ کے ہاتھ میں آگ کا ہنٹر ہے، جس کے ساتھ وہ اس جگہ بادلوں کو چلاتا ہے، جہاں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہوتا ہے۔'' انہوں نے کہا: یہ آواز کیا ہے جو سنی جاتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اسی ہنٹر کی آواز ہے۔'' انہوں نے کہا: آپ نے سچ کہا ہے۔ (۵) انہوں نے کہا: ایک بات رہ گئی ہے، اگر آپ اس کا جواب دیں گے تو ہم آپ کی بیعت کریں گے، وہ یہ ہے کہ ہر نبی کے لئے ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے، جو اس کے پاس بھلائی یعنی وحی لے کر آتا ہے، آپ بتائیں آپ کا فرشتہ ساتھی کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل علیہ السلام ہیں۔'' اب کی بار انھوں نے کہا: جبریل، یہ تو جنگ، لڑائی اور عذاب لے کر آتا ہے، یہ تو ہمارا دشمن ہے، اگر آپ میکائیل کہتے جو کہ رحمت، نباتات اور بارش کے ساتھ نازل ہوتا ہے، تو پھر بات بنتی، اللہ تعالیٰ نے اس وقت یہ آیت نازل کی: ﴿قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ فَإِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَهُدًی وَّبُشْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ﴾ ...... ''کہہ دے جو کوئی جبریل کا دشمن ہو تو بے شک اس نے یہ کتاب تیرے دل پر اللہ کے حکم سے اتاری ہے، اس کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے ہے اور مومنوں کے لیے سراسر ہدایت اور خوشخبری ہے۔'' (سورۂ بقرہ: ۹۷)

فوائد: ...... جب یوسف رضی اللہ عنہ کے بھائیوں نے اپنے باپ یعقوب رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے بیٹے کو غلہ لینے

کے لیے ان کے ساتھ بھیجیں، تو اس وقت انھوں نے ان سے پکا عہد لیا تھا کہ وہ اس کو اپنے ساتھ واپس لائیں گے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ فَلَمَّاۤ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ﴾ ...... ''اس نے کہا میں اسے تمھارے ساتھ ہرگز نہ بھیجوں گا، یہاں تک کہ تم مجھے اللہ کا پختہ عہد دو گے کہ تم ہر صورت اسے میرے پاس لاؤ گے، مگر یہ کہ تمھیں گھیر لیا جائے۔ پھر جب انھوں نے اسے اپنا پختہ عہد دے دیا تو اس نے کہا اللہ اس پر جو ہم کہہ رہے ہیں، ضامن ہے۔'' (سورۂ یوسف:٦٦)

اس حدیث کی مزید وضاحت درج ذیل حدیث سے ہو رہی ہے:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: حَضَرَتْ عِصَابَةٌ مِنَ الْيَهُودِ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فَقَالُوا: يَا أَبَا الْقَاسِمِ! حَدِّثْنَا عَنْ خِلَالٍ نَسْأَلُكَ عَنْهُنَّ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ، قَالَ: ((سَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ، وَلٰكِنِ اجْعَلُوا لِي ذِمَّةَ اللّٰهِ، وَمَا أَخَذَ يَعْقُوبُ عَلَيْهِ السَّلَام عَلٰى بَنِيهِ، لَئِنْ حَدَّثْتُكُمْ شَيْئًا فَعَرَفْتُمُوهُ لَتُتَابِعُنِّي عَلَى الْإِسْلَامِ۔)) قَالُوْا: فَذٰلِكَ لَكَ، قَالَ: ((فَسَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ۔)) قَالُوْا: أَخْبِرْنَا عَنْ أَرْبَعِ خِلَالٍ نَسْأَلُكَ عَنْهُنَّ، أَخْبِرْنَا أَيُّ الطَّعَامِ حَرَّمَ إِسْرَائِيلُ عَلٰى نَفْسِهِ مِنْ قَبْلِ أَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرَاةُ؟ وَأَخْبِرْنَا كَيْفَ مَاءُ الْمَرْأَةِ وَمَاءُ الرَّجُلِ، كَيْفَ يَكُونُ الذَّكَرُ مِنْهُ؟ وَأَخْبِرْنَا كَيْفَ هٰذَا النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ فِي النَّوْمِ؟ وَمَنْ وَلِيُّهُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ؟ قَالَ: ((فَعَلَيْكُمْ عَهْدُ اللّٰهِ وَمِيثَاقُهُ، لَئِنْ أَنَا أَخْبَرْتُكُمْ لَتُتَابِعُنِّي۔)) قَالَ: فَأَعْطَوْهُ مَا شَاءَ مِنْ عَهْدٍ وَمِيثَاقٍ، قَالَ: ((فَأَنْشُدُكُمْ بِالَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلٰى مُوسٰى ﷺ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ إِسْرَائِيلَ يَعْقُوبَ عَلَيْهِ السَّلَام مَرِضَ مَرَضًا شَدِيدًا، وَطَالَ سَقَمُهُ، فَنَذَرَ لِلّٰهِ نَذْرًا، لَئِنْ شَفَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ سَقَمِهِ لَيُحَرِّمَنَّ أَحَبَّ الشَّرَابِ إِلَيْهِ وَأَحَبَّ الطَّعَامِ إِلَيْهِ، وَكَانَ أَحَبَّ الطَّعَامِ إِلَيْهِ لُحْمَانُ الْإِبِلِ، وَأَحَبَّ الشَّرَابِ إِلَيْهِ أَلْبَانُهَا؟)) قَالُوْا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ عَلَيْهِمْ، فَأَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلٰى مُوسٰى، هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ مَاءَ الرَّجُلِ أَبْيَضُ غَلِيظٌ، وَأَنَّ مَاءَ الْمَرْأَةِ أَصْفَرُ رَقِيقٌ، فَأَيُّهُمَا عَلَا كَانَ لَهُ الْوَلَدُ وَالشَّبَهُ بِإِذْنِ اللّٰهِ، إِنْ عَلَا مَاءُ الرَّجُلِ عَلٰى مَاءِ الْمَرْأَةِ كَانَ ذَكَرًا بِإِذْنِ اللّٰهِ، وَإِنْ عَلَا مَاءُ الْمَرْأَةِ عَلٰى مَاءِ الرَّجُلِ كَانَ أُنْثٰى بِإِذْنِ اللّٰهِ؟)) قَالُوْا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ عَلَيْهِمْ، فَأَنْشُدُكُمْ بِالَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلٰى مُوسٰى، هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ هٰذَا النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ؟)) قَالُوْا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ۔)) قَالُوْا: وَأَنْتَ الْآنَ فَحَدِّثْنَا مَنْ وَلِيُّكَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَعِنْدَهَا نُجَامِعُكَ أَوْ نُفَارِقُكَ، قَالَ: ((فَإِنَّ وَلِيِّيَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام، وَلَمْ يَبْعَثِ اللّٰهُ نَبِيًّا قَطُّ إِلَّا وَهُوَ وَلِيُّهُ۔)) قَالُوْا: فَعِنْدَهَا نُفَارِقُكَ، لَوْ كَانَ وَلِيُّكَ سِوَاهُ

مِـنِ الْـمَلَائِكَةِ لَتَابَعْنَاكَ وَصَدَّقْنَاكَ ، قَالَ: ((فَمَا يَمْنَعُكُمْ مِنْ أَنْ تُصَدِّقُوهُ؟)) قَالُوْا: إِنَّهُ عَدُوُّنَا ، قَالَ: فَعِنْدَ ذٰلِكَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلٰى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللّٰهِ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿كِتَابَ اللّٰهِ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾ فَعِنْدَ ذٰلِكَ ﴿بَاءُوْا بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ﴾ الآية۔ یہودیوں کی ایک جماعت ایک دن اللہ کے نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے ابوالقاسم! ہمیں چند باتیں بتاؤ، انہیں صرف نبی جانتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو مرضی ہے پوچھو، لیکن اللہ تعالیٰ کے ذمہ کو مدنظر رکھنا اور اسے بھی مدنظر رکھنا جو یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے ذمہ داری لی تھی کہ اگر میں تمہیں تمہارے سوالوں کے درست جوابات دے دوں تو پھر اسلام کے مطابق میری پیروی کرنا۔'' انہوں نے کہا: ٹھیک ہے، یہ تمہارا حق ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب جو مرضی سوال کرو۔'' انہوں نے کہا: ہمیں چار باتوں کے بارے میں بتاؤ، یعقوب علیہ السلام نے تورات نازل ہونے سے پہلے اپنے اوپر کونسا کھانا حرام کیا تھا، آدمی کا آب جوہر عورت کے آب جوہر پر غالب آ جائے تو مذکر کیسے بنتا ہے اور یہ اُمّی نبی نیند میں کیسے ہوتا ہے اور فرشتوں میں سے اس کا دوست کون ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا عہد و میثاق دیتا ہوں ہے کہ اگر میں نے تمہیں جواب دیدیے تو تم میری اتباع کرو گے۔'' انہوں نے آپ ﷺ کو ہر پختہ عہد دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں اس اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی، کیا تم جانتے ہو کہ یعقوب علیہ السلام سخت بیمار پڑ گئے تھے اور ان کی بیماری لمبی ہو گئی تھی، بالآخر انہوں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ان کو شفا دی تو وہ سب سے زیادہ محبوب مشروب اور سب سے زیادہ پسندیدہ کھانا حرام قرار دیں گے، اور انہیں سب سے زیادہ پیارا کھانا اونٹوں کا گوشت اور سب سے زیادہ پسندیدہ مشروب اونٹنیوں کا دودھ تھا؟'' انہوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے میرے اللہ! ان پر گواہ رہنا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں اس اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی ہے، کیا تم جانتے ہو آدمی کا آب جوہر سفید اور گاڑھا ہوتا ہے اور عورت کا پانی زرد اور باریک ہوتا ہے، ان میں سے جو بھی غالب آتا ہے، اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس سے مشابہت ہو جاتی ہے، اگر آدمی کا آب جوہر عورت کے پانی پر غالب آ جائے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے مذکر بن جاتا ہے اور اگر عورت کا آب جوہر آدمی کے مادۂ منویہ پر غالب آ جائے تو مؤنث پیدا ہوتی ہے؟'' انہوں نے کہا: اللہ جانتا ہے یہی بات ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے میرے اللہ! ان پر گواہ رہنا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں اس اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی، کیا تم جانتے ہو اس اُمّی نبی کی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل نہیں سوتا؟'' انہوں نے کہا: اللہ جانتا ہے کہ یہی بات ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے میرے اللہ! گواہ رہنا۔'' انہوں نے کہا: آپ بھی اب اسی طرح ہیں، ہمیں بتاؤ فرشتوں میں سے آپ کا دوست کون ہے؟ یہ بتانے کے بعد یا تو ہم آپ سے مل جائیں گے یا جدا ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرا دوست جبریل علیہ السلام ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی بھیجا ہے، یہی جبریل علیہ السلام اس کے دوست رہے ہیں۔'' انہوں نے

کہا: تب تو ہم آپ سے علیحدہ ہوتے ہیں، اگر اس کے علاوہ کوئی اور فرشتہ آپ کا دوست ہوتا تو ہم آپ کی اتباع کرتے اور تصدیق کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں جبریل کی تصدیق میں کونسی چیز رکاوٹ ہے؟'' انہوں نے کہا: یہ فرشتہ ہمارا دشمن ہے۔'' اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّه نَزَّلَه عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ۔ ...... كِتَابَ اللّٰهِ وَرَاءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ...... ''کہہ دے جو کوئی جبریل کا دشمن ہو تو بے شک اس نے یہ کتاب تیرے دل پر اللہ کے حکم سے اتاری ہے، اس کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے ہے اور مومنوں کے لیے سراسر ہدایت اور خوشخبری ہے۔...... اللہ تعالیٰ کی کتاب کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے پھینک دیا، گویا کہ وہ نہیں جانتے۔'' پس اس وقت یہ لوگ ''دوہرے غضب کے ساتھ لوٹے۔'' (مسند احمد: ٢٥١٤، مسند طيالسی: ٢٧٣١)

فوائد:...... یہ پوری آیات یوں ہیں:

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّه نَزَّلَه عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ۔ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰۤئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ۔ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ وَمَا يَكْفُرُ بِهَاۤ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ۔ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَه فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ وَلَمَّا جَاۤءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَاۤءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔﴾ .... ''کہہ دے جو کوئی جبریل کا دشمن ہو تو بے شک اس نے یہ کتاب تیرے دل پر اللہ کے حکم سے اتاری ہے، اس کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے ہے اور مومنوں کے لیے سراسر ہدایت اور خوشخبری ہے۔ جو کوئی اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائل کا دشمن ہو تو بے شک اللہ کافروں کا دشمن ہے۔ اور بلاشبہ یقیناً ہم نے تیری طرف واضح آیات نازل کی ہیں اور ان سے کفر نہیں کرتے مگر جو فاسق ہیں۔ اور کیا جب کبھی انھوں نے کوئی عہد کیا تو اسے ان میں سے ایک گروہ نے پھینک دیا، بلکہ ان کے اکثر ایمان نہیں رکھتے۔'' (سورۂ بقرہ: ٩٧۔١٠١)

یہ یہودیوں کی ہٹ دھرمی تھی، ان کے پاس پہلے والے چار سوالات کے جوابات کے انکار کی کوئی صورت نہیں تھی، سو انھوں نے جبریل علیہ السلام کے بارے میں یہ بات گھڑ لی۔

﴿بَاءُوْا بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ﴾...... ''دوہرے غضب کے ساتھ لوٹے۔'' سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد نے کہا: پہلا غضب تورات کو ضائع کرنے کی وجہ سے تھا اور دوسرا محمد ﷺ کے ساتھ کفر کرنے کی وجہ سے۔ جبکہ قتادہ نے کہا: پہلا غضب عیسی علیہ السلام اور انجیل کے ساتھ کفر کرنے کی وجہ سے تھا اور دوسرا محمد ﷺ اور قرآن کے ساتھ کفر کرنے کی وجہ سے تھا۔

مکہ مکرمہ میں مشرکین مکہ کی صورت میں آپ ﷺ کا ایک ہی دشمن تھا، لیکن جب نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے

مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ کے دشمنوں میں اضافہ ہو گیا، مدینہ میں منافقوں اور یہودیوں کی صورت میں اندرونی دشمن اور مکہ کے مشرکوں اور دوسرے قبائل اور مملکتوں کی صورت میں بیرونی دشمن، آپ ﷺ نے دس سال کے مختصر عرصے میں بڑی خوبصورت منصوبہ بندی کے ساتھ ہر قریبی دشمن سے نجات حاصل کر لی اور دور والے دشمنوں سے نبٹنے کے لیے اپنے صحابہ کو منہج دے کر خود وفات پا گئے۔

(١٠٦٧٨)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: سَأَلْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيرِ، أَهِيَ مِنْ نَسْلِ الْيَهُودِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَلْعَنْ قَوْمًا قَطُّ، فَمَسَخَهُمْ فَكَانَ لَهُمْ نَسْلٌ حِينَ يُهْلِكُهُمْ، وَلٰكِنْ هٰذَا خَلْقٌ كَانَ، فَلَمَّا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَى الْيَهُودِ، مَسَخَهُمْ فَجَعَلَهُمْ مِثْلَهُمْ۔)) (مسند احمد: ٣٧٤٧)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بندروں اور خنزیروں کے متعلق دریافت کیا کہ کیا یہ یہودیوں کی مسخ شدہ نسل سے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسا کبھی نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم پر لعنت کرتے ہوئے انہیں مسخ کر دے اور انہیں ہلاک کر دے اور پھر ان کی نسل چلے، درحقیقت یہ مخلوق ان کے مسخ کئے جانے سے پہلے کی ہے، اللہ تعالیٰ جب یہود پر غضب ناک ہوا تو اس نے ان کو ان مخلوقات کی مانند بنا دیا تھا۔''

فوائد:...... سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَا مُسِخَتْ أُمَّةٌ قَطُّ، فَيَكُوْنُ لَهَا نَسْلٌ۔)) ...... ''جس امت کو بھی (کسی دوسری شکل میں) مسخ کیا گیا، اس کی نسل نہیں ہوئی۔'' (معجم اوسط طبرانی: ۴۲۹، صحیحہ: ۲۲۶۴)

معلوم ہوا کہ آپ ﷺ سے پہلے جتنی امتوں کو مسخ کیا گیا اب ان کا کوئی نشان باقی نہیں ہے، بندر اور خنزیر وغیرہ مستقل جنسیں ہیں، یہ کسی انسان کی مسخ شدہ شکلیں نہیں ہیں، بندروں اور خنزیروں کی شکلوں میں مسخ ہونے والے بنو اسرائیل ہلاک ہو گئے، اس حالت میں ان کی نسل آگے نہ چل سکی۔

(١٠٦٧٩)۔ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ أَخِي بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ سَلَامَةَ بْنِ وَقْشٍ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ بَدْرٍ، قَالَ: كَانَ لَنَا جَارٌ مِنْ يَهُودَ فِي بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، قَالَ: فَخَرَجَ عَلَيْنَا يَوْمًا مِنْ بَيْتِهِ قَبْلَ مَبْعَثِ

قبیلہ بنو عبدالاشہل کے سیدنا محمود بن لبید سلمہ بن سلامہ بن وقش سے روایت ہے، یہ اصحاب بدر میں سے تھے، کہتے ہیں کہ قبیلہ بنو عبدالاشھل کا ایک یہودی ہمارا ہمسایہ تھا، نبی کریم ﷺ کی بعثت سے کچھ دن پہلے ایک دن وہ اپنے گھر سے نکل کر قبیلہ عبدالاشھل کی ایک محفل میں آ کھڑا ہوا، سلمہ کہتے ہیں کہ میں

(١٠٦٧٨) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الطيالسي: ٣٠٧، وابويعلى: ٥٣١٤ (انظر: ٣٧٤٧)

(١٠٦٧٩) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير": ٦٣٢٧، والحاكم: ٣/ ٤١٧ (انظر: ١٥٨٤١)

النَّبِيِّ ﷺ بِيَسِيرٍ، فَوَقَفَ عَلٰى مَجْلِسِ عَبْدِ الْأَشْهَلِ، قَالَ سَلَمَةُ: وَأَنَا يَوْمَئِذٍ أَحْدَثُ مَنْ فِيهِ سِنًّا، عَلَيَّ بُرْدَةٌ مُضْطَجِعًا فِيهَا بِفِنَاءِ أَهْلِي، فَذَكَرَ الْبَعْثَ وَالْقِيَامَةَ وَالْحِسَابَ وَالْمِيزَانَ وَالْجَنَّةَ وَالنَّارَ، فَقَالَ: ذٰلِكَ لِقَوْمٍ أَهْلِ شِرْكٍ أَصْحَابِ أَوْثَانٍ لَا يَرَوْنَ أَنَّ بَعْثًا كَائِنٌ بَعْدَ الْمَوْتِ، فَقَالُوا لَهُ: وَيْحَكَ يَا فُلَانُ! تَرٰى هٰذَا كَائِنًا، إِنَّ النَّاسَ يُبْعَثُونَ بَعْدَ مَوْتِهِمْ إِلٰى دَارٍ فِيهَا جَنَّةٌ وَنَارٌ، يُجْزَوْنَ فِيهَا بِأَعْمَالِهِمْ، قَالَ: نَعَمْ، وَالَّذِي يُحْلَفُ بِهِ! لَوَدَّ أَنَّ لَهُ بِحَظِّهِ مِنْ تِلْكَ النَّارِ أَعْظَمَ تَنُّورٍ فِي الدُّنْيَا يُحَمُّونَهُ، ثُمَّ يُدْخِلُونَهُ إِيَّاهُ، فَيُطْبَقُ بِهِ عَلَيْهِ، وَأَنْ يَنْجُوَ مِنْ تِلْكَ النَّارِ غَدًا، قَالُوا لَهُ: وَيْحَكَ! وَمَا آيَةُ ذٰلِكَ؟ قَالَ: نَبِيٌّ يُبْعَثُ مِنْ نَحْوِ هٰذِهِ الْبِلَادِ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ نَحْوَ مَكَّةَ وَالْيَمَنِ، قَالُوا: وَمَتٰى تَرَاهُ، قَالَ: فَنَظَرَ إِلَيَّ وَأَنَا مِنْ أَحْدَثِهِمْ سِنًّا، فَقَالَ: إِنْ يَسْتَنْفِدْ هٰذَا الْغُلَامُ عُمُرَهُ يُدْرِكْهُ، قَالَ سَلَمَةُ: فَوَاللّٰهِ! مَا ذَهَبَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَتّٰى بَعَثَ اللّٰهُ تَعَالٰى رَسُولَهُ ﷺ وَهُوَ حَيٌّ بَيْنَ أَظْهُرِنَا، فَآمَنَّا بِهِ وَكَفَرَ بِهِ بَغْيًا وَحَسَدًا، فَقُلْنَا: وَيْلَكَ، يَا فُلَانُ! أَلَسْتَ بِالَّذِي قُلْتَ لَنَا فِيهِ مَا قُلْتَ؟ قَالَ: بَلٰى وَلَيْسَ بِهِ۔ (مسند احمد: ١٥٩٣٥)

اس روز وہاں پر موجود سب سے کم سن تھا۔ میں ایک چادر اوڑھے اپنے گھر کے سامنے لیٹا ہوا تھا۔ اس یہودی نے مرنے کے بعد جی اُٹھنے قیامت، حساب وکتاب، میزان اور جنت وجہنم کا ذکر کیا۔ اس نے یہ باتیں ایسے لوگوں کے سامنے کی تھیں، جو مشرک اور بت پرست تھے، وہ مرنے کے بعد جی اُٹھنے پر ایمان واعتقاد نہ رکھتے تھے، انہوں نے اس سے کہا: ارے یہ کیا؟ تو بھی کہتا ہے کہ یہ کچھ ہوگا اور لوگ مرنے کے بعد ایک ایسے جہان میں اُٹھائے جائیں گے، جہاں جنت اور جہنم ہوگی اور لوگوں کو ان کے اعمال کی جزادی جائے گی؟ اس نے کہا: ہاں، اس ذات کی قسم جس کی قسم اُٹھائی جاتی ہے! میں تو یہ بھی پسند کرتا ہوں کہ دنیا میں آگ کا ایک بہت بڑا تنور ہو اور لوگ اس میں داخل ہو جائیں اور پھر اسے اوپر سے بند کر دیا جائے اور میں کل کو جہنم کی آگ سے بچ جاؤں۔ لوگوں نے اس سے کہا: تجھ پر افسوس، اس کی علامت کیا ہے؟ تو اس نے مکہ اور یمن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ان علاقوں سے ایک نبی مبعوث ہوگا لوگوں نے اس سے پوچھا ہم اس کو کب دیکھ سکیں گے؟ اس نے میری طرف دیکھا، میں ان میں سب سے کم سن تھا اور اس نے کہا: یہ لڑکا اگر زندہ رہا تو اپنی عمر تمام ہونے سے پہلے پہلے اسے دیکھ لے گا۔ سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! کچھ دن رات ہی گزرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو بھیج دیا اور وہ ہمارے درمیان زندہ موجود تھے۔ پس ہم آپ ﷺ پر ایمان لے آئے اور اس نے بغض وحسد کی بنا پر آپ ﷺ کا کفر کیا، ہم نے اس سے کہا: اے فلاں! تجھ پر افسوس! کیا تو ہی وہ شخص نہیں، جس نے ہم سے اس نبی کے متعلق باتیں کی تھیں اور بتلایا تھا؟ اس نے کہا! ہاں، کیوں نہیں، لیکن یہ وہ نبی نہیں ہے۔

فوائد:...... یہودیت اور عیسائیت کے مذہبی ادب میں نبی کریم ﷺ، آپ ﷺ کے علاقے اور صحابۂ کرام کے تعین کے بارے میں واضح علامتیں موجود تھیں، لیکن کوئی چیز ہٹ دھرمی، سرکشی اور بغاوت کا حل نہیں کر سکتی۔

(۱۰۶۸۰)۔ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ الزُّهْرِيِّ قَالَ: مَرَّ بِي يَهُوْدِيٌّ، وَأَنَا قَائِمٌ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ، وَالنَّبِيُّ ﷺ يَتَوَضَّأُ، قَالَ: فَقَالَ: اِرْفَعْ أَوِ اكْشِفْ ثَوْبَهُ عَنْ ظَهْرِهِ؟ قَالَ: فَذَهَبْتُ بِهِ أَرْفَعُهُ، قَالَ: فَنَضَحَ النَّبِيُّ ﷺ فِي وَجْهِي مِنَ الْمَاءِ۔ (مسند احمد: ۱۹۱۱۵)

سیدنا مسور بن مخرمہ زہری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ وضو کر رہے تھے اور میں آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا تھا، ایک یہودی میرے پاس سے گزرا اور اس نے کہا ان کی پشت پر سے کپڑا اوپر اُٹھاؤ، تو میں آپ کا کپڑا اوپر کو اٹھانے لگا تو نبی کریم ﷺ نے میرے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔

فوائد:...... نبی کریم ﷺ نے از راہ مذاق یا اس کو اس کے ارادے سے باز رکھنے کے لیے اس کے منہ پر چھینٹے مارے۔

(۱۰۶۸۱)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: جَاءَ جُرْمُقَانِيٌّ إِلَى أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَقَالَ: أَيْنَ صَاحِبُكُمْ هٰذَا الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ؟ لَئِنْ سَأَلْتُهُ لَأَعْلَمَنَّ أَنَّهُ نَبِيٌّ أَوْ غَيْرُ نَبِيٍّ، قَالَ: فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ الْجُرْمُقَانِيُّ: اِقْرَأْ عَلَيَّ أَوْ قُصَّ عَلَيَّ، فَتَلَا عَلَيْهِ آيَاتٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، فَقَالَ الْجُرْمُقَانِيُّ: هٰذَا، وَاللّٰهِ الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ: هٰذَا الْحَدِيثُ مُنْكَرٌ۔ (مسند احمد: ۲۱۱۷۶)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک عجمی قوم جرامقہ کا ایک فرد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس آیا اور اس نے کہا: تمہارے وہ صاحب کہاں ہیں جو نبی ہونے کے دعوے دار ہیں؟ میں ان سے کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں، تاکہ جان لوں کہ وہ نبی ہیں یا نہیں؟ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور اس جرمقانی نے کہا: آپ میرے سامنے کچھ تلاوت کریں یا بیان کریں، آپ ﷺ نے اس کے سامنے کتاب اللہ کی چند آیات کی تلاوت کی، جرمقانی نے کہا: اللہ کی قسم! موسیٰ علیہ السلام بھی ایسی ہی تعلیم لے کر آئے تھے۔ عبداللہ بن احمد نے کہا کہ یہ حدیث ''منکر'' ہے۔

(۱۰۶۸۲)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَكِبَ حِمَارًا،

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک گدھے پر سوار ہوئے، اس پر کاٹھی اور اس کے نیچے فدک کی کپڑا

(۱۰۶۸۰) تخریج: اسناده ضعیف لجهالة حال ام بكر بنت المسور ، أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير": ۲۰/ ۳۲ (انظر:)

(۱۰۶۸۱) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ايوب بن جابر اليمامي، وعبدُ الرحمن المعلم لين الحديث، ولم يعرفه الحافظان: الحسيني وابن حجر، أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير": ۲۰۵٤ (انظر: ۲۰۸۸٤)

(۱۰۶۸۲) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٢٥٤، ومسلم: ۱۷۹۸ (انظر: ۲۱۷٦۷)

عَلَيْهِ إِكَافٌ تَحْتَهُ قَطِيفَةٌ فَدَكِيَّةٌ، وَأَرْدَفَ وَرَائَهُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، وَهُوَ يَعُودُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، وَذٰلِكَ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ، حَتّٰى مَرَّ بِمَجْلِسٍ، فِيهِ أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُودِ، فِيهِمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ، وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ، فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ، خَمَّرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَائِهِ ثُمَّ قَالَ: لَا تُغَبِّرُوا عَلَيْنَا، فَسَلَّمَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللّٰهِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ: أَيُّهَا الْمَرْءُ! لَا أَحْسَنَ مِنْ هٰذَا إِنْ كَانَ مَا تَقُولُ حَقًّا، فَلَا تُؤْذِينَا فِي مَجَالِسِنَا، وَارْجِعْ إِلٰى رَحْلِكَ، فَمَنْ جَاءَ كَ مِنَّا فَاقْصُصْ عَلَيْهِ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ: اغْشَنَا فِي مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ، قَالَ: فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْيَهُودُ، حَتّٰى هَمُّوا أَنْ يَتَوَاثَبُوا، فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ ﷺ يُخَفِّضُهُمْ، ثُمَّ رَكِبَ دَابَّتَهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، فَقَالَ: ((أَيْ سَعْدُ! أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُو حُبَابٍ؟ (يُرِيدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ) قَالَ كَذَا وَكَذَا۔)) فَقَالَ: اعْفُ عَنْهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَاصْفَحْ، فَوَاللّٰهِ! لَقَدْ أَعْطَاكَ اللّٰهُ الَّذِي أَعْطَاكَ، وَلَقَدِ اصْطَلَحَ أَهْلُ هٰذِهِ الْبُحَيْرَةِ، أَنْ يُتَوِّجُوهُ فَيُعَصِّبُونَهُ

یعنی فدک مقام کا تیار شدہ کپڑا رکھا ہوا تھا، آپ ﷺ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو گدھے پر اپنے پیچھے سوار کر لیا، آپ ﷺ قبیلہ بنو حارث بن خزرج میں سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لے جا رہے تھے، یہ غزوۂ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے، آپ ﷺ چلتے چلتے ایک ایسی محفل کے پاس سے گذرے جس میں مسلمان، مشرکین، بتوں کے پجاری اور یہودی ملے جلے بیٹھے تھے۔ ان میں عبداللہ ابن ابی اور عبداللہ بن رواحہ بھی تھے، گدھے کے چلنے کی وجہ سے اڑنے والا غبار محفل پر پہنچا تو عبداللہ بن ابی نے اپنی چادر سے اپنی ناک کو ڈھانپ لیا اور بولا ہم پر غبار نہ اڑاؤ، نبی کریم ﷺ نے ان لوگوں کو سلام کہا اور رک کر نیچے اتر آئے اور ان لوگوں کو اللہ کے دین کی طرف دعوت دی اور ان کے سامنے قرآن کی تلاوت کی، عبداللہ بن ابی نے آپ ﷺ سے کہا: آپ کی بات سے بہتر کوئی بات نہیں، اگر آپ جو کچھ کہتے ہیں وہ حق ہے تو آپ ﷺ ہماری محافل میں آ کر ہمیں تنگ نہ کیا کریں، آپ اپنے گھر جائیں ہم میں سے جو کوئی آپ ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ اس کے سامنے یہ چیزیں بیان کیا کریں۔ اس پر سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! آپ ﷺ ہماری محافل میں تشریف لایا کریں، ہم پسند کرتے ہیں۔ یا سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن ابی سے مخاطب ہو کر کہا: تم اپنی محافل میں آنے سے ہمیں روک رہے ہو، تاہم ہم تمہیں اپنی محافل میں آنے کی دعوت دیتے ہیں، تم ہماری محافل میں آیا کرو ہم اسے پسند کرتے ہیں، ان باتوں سے مسلمانوں، مشرکین اور یہود میں تو تکار شروع ہوگئی، یہاں تک کہ نوبت ہاتھا پائی تک جا پہنچی۔ نبی کریم ﷺ انہیں خاموش کراتے رہے، اس کے بعد

بِالْعِصَابَةِ، فَلَمَّا رَدَّ اللّٰهُ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِي أَعْطَاكَهُ شَرِقَ بِذٰلِكَ فَذَاكَ فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ، فَعَفَا عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ۔ (مسند احمد: ٢٢١١٠)

آپ ﷺ اپنی سواری پر سوار ہو کر تشریف لے گئے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاں جا کر نزول فرما ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سعد! کیا تم نے ابو حباب یعنی عبداللہ بن ابی کی بات سنی ہے؟ اس نے یوں یوں کہا ہے۔'' سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ اسے جانے دیں اور درگزر کریں، اللہ کی قسم! اللہ نے آپ ﷺ کو جو عزت دینی تھی، وہ دے رکھی ہے اس بستی یعنی مدینہ منورہ کے لوگ اس کی تاج پوشی اور دستار بندی کر کے اسے سردار بنانے والے تھے، جب اللہ نے آپ ﷺ کو عطا کئے ہوئے حق کے ذریعے اسے ناکام ونامراد کیا تو وہ آپ سے حسد کرنے لگا ہے۔ اس نے آپ کے ساتھ جو کچھ کیا یہ اسی کا نتیجہ ہے، سو نبی کریم ﷺ نے اسے معاف کر دیا۔

فوائد:...... عبداللہ بن ابی منافق تھا، لیکن اس نے بظاہر اسلام کا لبادہ اوڑھا ہوا تھا، آپ ﷺ نے اسلام کے ابتدائی دور میں ان منافقوں کو برداشت کیا، یہ آپ ﷺ کی کمال حکمت کا نتیجہ تھا، جوں جوں اہل اسلام بڑھتے گئے، ایک ایک کر کے دشمنوں کو ختم کر دیا گیا۔

أَبْوَابُ حَوَادِثِ السَّنَةِ الثَّانِيَةِ مِنَ الْهِجْرَةِ
۲ سن ہجری کے اہم واقعات

بَابُ مَا جَاءَ فِي عِدَّتِ غَزَوَاتِهِ ﷺ وَشَيْءٍ مِنْ آدَابِ الْغَزْوِ
نبی کریم ﷺ کے غزوات کی تعداد اور جنگ وقتال کے بعض آداب کا بیان

(١٠٦٨٣)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: غَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَمْسَ عَشَرَةَ غَزْوَةً۔ (مسند احمد: ١٨٧٥٨)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پندرہ غزوے کئے تھے۔

(١٠٦٨٣) تخریج: اسنادہ ضعیف، الجراح الرؤاسی مختلف فیه (انظر: ١٨٥٥٩)

(١٠٦٨٤)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) ثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خَمْسَ عَشْرَةَ غَزْوَةً، وَأَنَا وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لِدَةٌ۔ (مسند احمد: ١٨٧٨٧)

(دوسری سند) سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پندرہ غزوات میں شرکت کی، میں اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہم عمر ہیں۔

(١٠٦٨٥)۔ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ كَمْ غَزَا النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: تِسْعَ عَشْرَةَ، وَغَزَوْتُ مَعَهُ سَبْعَ عَشْرَةَ، وَسَبَقَنِي بِغَزَاتَيْنِ۔ (مسند احمد: ١٩٥٣١)

ابو اسحاق سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے کل کتنے غزوے کئے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے انیس غزوے کیے اور میں نے آپ کے ساتھ سترہ غزوات میں شرکت کی، آپ ﷺ دو غزووں میں مجھ سے سبقت لے گئے تھے، (سو میں ان میں شرکت نہ کر سکا تھا)۔

(١٠٦٨٦)۔ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سِتَّ عَشْرَةَ غَزْوَةً۔ (مسند احمد: ٢٣٣٤١)

سیدنا بریدہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سولہ غزوات میں شرکت کی۔

(١٠٦٨٦م)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَغْزُو فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ إِلَّا أَنْ يُغْزٰى أَوْ يُغْزَوْا، فَإِذَا حَضَرَ ذٰلِكَ، أَقَامَ حَتّٰى يَنْسَلِخَ۔ (مسند احمد: ١٤٦٣٧)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حرمت والے مہینوں میں قتال نہیں کیا کرتے تھے، سوائے اس صورت کے کہ دشمن آپ ﷺ پر چڑھائی کر دیتا، اگر کوئی ایسی صورت پیش آ جاتی تو آپ ﷺ حرمت والے مہینے کے گزرنے تک رک جاتے تھے۔

فوائد:...... حرمت والے مہینے چار ہیں: محرم، رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ۔ جنگ و جدل کے معاملے میں ان چار مہینوں کا ادب یہ ہے کہ اہل اسلام کسی سے جنگ شروع نہ کریں، ہاں اگر دشمن یورش کر دے تو جوابی کاروائی کرتے ہوئے ان سے جہاد کیا جائے گا۔

(١٠٦٨٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٤٧٢ (انظر: ١٨٥٨٦)

(١٠٦٨٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٤٧١، ومسلم: ١٢٥٤(انظر: ١٩٣١٦)

(١٠٦٨٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٤٧٣، ومسلم: ١٨١٤ (انظر: ٢٢٩٥٣)

(١٠٦٨٦م) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم (انظر: ١٤٥٨٣)

(۱۰۶۸۷)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا غَزَا قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَنْتَ عَضُدِيْ، وَأَنْتَ نَصِيْرِيْ، وَبِكَ أُقَاتِلُ۔))۔ (مسند احمد: ۱۲۹٤٠)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب دشمن سے قتال کرتے تو یہ دعا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَضُدِی وَاَنْتَ نَصِیری وَبِكَ أُقَاتِلُ۔" (یا اللہ! تو ہی میرا دست وبازو اور مددگار ہے اور میں تیرے ہی سہارے دشمن سے قتال کرتا ہوں۔"

فوائد:...... غزوات کی تعداد کے بارے میں مؤرخین کا اختلاف ہے، درج بالا روایات میں ہر صحابی نے اپنے علم کی روشنی میں یا اپنے ذاتی غزووں کے بارے میں بات کی ہے، ابن سعد وغیرہ نے آپ ﷺ کے غزوات کو مفصل اور مرتب بیان کیا ہے اور انھوں نے کل ستائیس غزوے اور چھپن سریے شمار کیے ہیں۔

غَزْوَةُ الْعُشَيْرَةِ
غزوۂ عشیرہ کا بیان

(۱۰۶۸۸)۔ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ رَفِيقَيْنِ فِي غَزْوَةِ ذَاتِ الْعُشَيْرَةِ، فَلَمَّا نَزَلَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَقَامَ بِهَا، رَأَيْنَا أُنَاسًا مِنْ بَنِي مُدْلِجٍ يَعْمَلُونَ فِي عَيْنٍ لَهُمْ فِي نَخْلٍ، فَقَالَ لِي عَلِيٌّ: يَا أَبَا الْيَقْظَانِ! هَلْ لَكَ أَنْ تَأْتِيَ هٰؤُلَاءِ، فَنَنْظُرَ كَيْفَ يَعْمَلُونَ؟ فَجِئْنَاهُمْ فَنَظَرْنَا إِلٰى عَمَلِهِمْ سَاعَةً، ثُمَّ غَشِيَنَا النَّوْمُ فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ، فَاضْطَجَعْنَا فِي صَوْرٍ مِنَ النَّخْلِ فِي دَقْعَاءَ مِنَ التُّرَابِ، فَنِمْنَا فَوَاللّٰهِ! مَا أَهَبَّنَا إِلَّا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُحَرِّكُنَا بِرِجْلِهِ، وَقَدْ تَتَرَّبْنَا مِنْ تِلْكَ الدَّقْعَاءِ، فَيَوْمَئِذٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِيٍّ: ((يَا أَبَا تُرَابٍ!)) لِمَا يُرَى عَلَيْهِ مِنَ التُّرَابِ، قَالَ: ((أَلَا

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوۃ العشیرۃ میں میں اور علی رضی اللہ عنہ اکٹھے تھے۔ جب نبی کریم ﷺ وہاں نزول فرما ہوئے تو ہم نے وہاں بنو مدلج کے لوگوں کو ایک نخلستان میں ایک چشمے پر کام کرتے دیکھا تو علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا ابو الیقظان! کیا خیال ہے ہم ان کے پاس جا کر دیکھیں یہ کس طرح کام کرتے ہیں؟ ہم ان کے پاس گئے اور ہم نے کچھ دیر ان کا کام دیکھا۔ پھر ہمیں نیند نے آلیا۔ تو میں اور علی چل کر کھجوروں کے ایک جھنڈ میں مٹی پر ہی لیٹ کر سو گئے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ہی اپنے پاؤں سے حرکت دے کر ہمیں بیدار کیا۔ ہم دونوں مٹی کے ساتھ لتھڑے ہوئے تھے اس دن رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو "اے ابو تراب" کی کنیت سے پکارا، کیونکہ ان کے وجود پر مٹی نظر آ رہی تھی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمھارے لیے دو بدبخت ترین مردوں کی نشاندہی نہ کروں؟" ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول!

(۱۰۶۸۷) تخریج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ۲۶۳۲، والترمذی: ۳۵۸٤ (انظر: ۱۲۹۰۹/ ۲)

(۱۰۶۸۸) تخریج: حسن لغيره، أخرجه الحاكم: ۳/ ۱٤٠ (انظر: ۱۸۳۲۱)

أُحَدِّثُكُمَا بِأَشْقَى النَّاسِ رَجُلَيْنِ؟)) قُلْنَا: بَلٰى، يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: ((أُحَيْمِرُ ثَمُودَ الَّذِي عَقَرَ النَّاقَةَ، وَالَّذِي يَضْرِبُكَ يَا عَلِيُّ عَلٰى هٰذِهِ، يَعْنِي قَرْنَهُ، حَتّٰى تُبَلَّ مِنْهُ هٰذِهِ، يَعْنِي لِحْيَتَهُ.)). (مسند احمد: ۱۸۵۱۱)

کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''احیمر ثمودی، جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی تھیں اور وہ آدمی جو (اے علی!) تیرے سر پر مارے گا، حتی کہ تیری (داڑھی) خون سے بھیگ جائے گی۔''

فوائد:...... نبی کریم ﷺ جمادی الاولیٰ یا جمادی الاخری ۲ ہجری میں (۱۵۰ یا ۲۵۰) مہاجرین کے ساتھ ذوالعشیرہ تک تشریف لے گئے، مقصود قریش کے ایک قافلے کو روکنا تھا، جو شام جا رہا تھا، لیکن وہ آپ کے پہنچنے سے چند دن پہلے ہی جا چکا تھا، اس سفر میں آپ ﷺ نے بنو مدلج کے ساتھ جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کیا تھا۔

صالح علیہ السلام کو قوم ثمود کی طرف بھیجا گیا، یہ ایک نافرمان قوم تھی، انھوں نے اپنے پیغمبر سے مطالبہ کیا کہ وہ پتھر کی چٹان سے اس طرح ایک اونٹنی نکال کر دکھائے کہ وہ بھی دیکھ رہے ہوں۔ صالح نے ان سے عہد لیا کہ اس کے بعد بھی اگر ایمان نہ لائے تو وہ ہلاک کر دیے جائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس معجزے کا اظہار کر دیا، لیکن باغیوں کا ایمان لانا تو درکنار، انھوں نے تو سرے سے اونٹنی کا قصہ ہی تمام کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی گرفت میں مبتلا ہو گئے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوٰهَا إِذِ انْبَعَثَ أَشْقٰهَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ نَاقَةَ اللهِ وَسُقْيٰهَا فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْبِهِمْ فَسَوّٰهَا﴾ (سورۂ شمس: ۱۲ تا ۱۴)......''قوم ثمود نے اپنی سرکشی کے باعث جھٹلا دیا۔ جب ان کا بڑا بد بخت کھڑا ہوا۔ انہیں اللہ کے رسول نے فرما دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی اور اس کے پینے کی باری کی (حفاظت کرو)۔ ان لوگوں نے اپنے پیغمبر کو جھوٹا سمجھ کر اس اونٹنی کی کوچیں کاٹ دیں۔ پس ان کے رب نے ان کے گناہوں کے باعث ان پر ہلاکت ڈالی اور پھر ہلاکت کو عام کر دیا اور اس بستی کو (نیست و نابود کر کے) برابر کر دیا۔''

اکثر مفسرین کے نزدیک اونٹنی کی کوچیں کاٹنے والے بد بخت کا نام قدار بن سالف تھا، وہ اس بغاوت کی وجہ سے رئیس الاشقیاء (سب سے بڑا بد بخت) بن گیا۔ چونکہ اس شرارت میں پوری قوم شریک تھی، اس لیے اس آیت میں اس جرم کو پوری قوم کی طرف منسوب کیا گیا، وگرنہ عملی طور پر ایک شخص نے اونٹنی کی کوچیں کاٹی تھیں۔

جنگ نہروان میں خوارج کے صرف نو آدمی بچ گئے تھے، یہ صدارت و امامت کی حیثیت رکھتے تھے، انھوں نے فارس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوتیں اور سازشیں کیں، لیکن ناکام رہے۔ بالآخر عبد الرحمن بن ملجم مرادی، برک بن عبد اللہ تمیمی اور عمرو بن بکر تمیمی مکہ مکرمہ میں جمع ہوئے اور تینوں اس رائے پر متفق ہو گئے کہ سیدنا علی، سیدنا امیر معاویہ اور سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کو قتل کر دیا جائے، انھوں نے اس ناپاک عزم کی تکمیل کے لیے ۱۶ رمضان ۴۰ھ جمعہ کے دن فجر کی نماز کا تقرر کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کی ذمہ داری عبد الرحمن بن ملجم نے سنبھالی اور کوفہ کی طرف روانہ

ہوا، وہاں پہنچ کر اپنے دوستوں سے ملاقاتیں کیں، اس کے ہم خیالوں نے وردان نامی شخص کو ابن ملجم کی مدد کرنے کے لیے مقرر کیا، شبیب بن شجرہ بھی ان کے ساتھ تھا۔ یہ تینوں پچھلی رات مسجد کوفہ میں پہنچ گئے اور دروازے کے قریب چھپ کر بیٹھ گئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ حسبِ عادت لوگوں کو نماز کے لیے آوازیں دیتے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے۔ سب سے پہلے وردان نے آگے بڑھ کر تلوار کا وار کیا، مگر اس کی تلوار دروازے کی چوکھٹ یا دیوار پر پڑی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ آگے بڑھ گئے۔ ابن ملجم فوراً لپکا اور آپ کی پیشانی پر تلوار کا ہاتھ مارا، جو بہت کاری پڑا۔ اس زخم کے صدمہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ ۱۷ رمضان ۴۰ھ کو شہید ہو گئے۔ بعد میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے ابن ملجم کو قصاصاً ایک ہی وار سے قتل کر دیا۔

بَابَ مَا جَاءَ فِيْ سَرِيَّةِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ وَهُوَ أَوَّلُ أَمِيْرٍ أُمِّرَ فِي الْإِسْلَامِ
سریہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ یہ عہدِ اسلام میں بنائے جانے والے اولین امیر لشکر ہیں

(۱۰۶۸۹)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ، جَاءَتْهُ جُهَيْنَةُ، فَقَالُوا: إِنَّكَ قَدْ نَزَلْتَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا، فَأَوْثِقْ لَنَا حَتّٰى نَأْتِيَكَ وَتُؤْمِنَّا، فَأَوْثَقَ لَهُمْ فَأَسْلَمُوا، قَالَ: فَبَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي رَجَبٍ، وَلَا نَكُونُ مِائَةً وَأَمَرَنَا أَنْ نُغِيرَ عَلٰى حَيٍّ مِنْ بَنِي كِنَانَةَ إِلٰى جَنْبِ جُهَيْنَةَ، فَأَغَرْنَا عَلَيْهِمْ وَكَانُوا كَثِيرًا، فَلَجَأْنَا إِلٰى جُهَيْنَةَ فَمَنَعُونَا، وَقَالُوا: لِمَ تُقَاتِلُونَ فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ؟ فَقُلْنَا: إِنَّمَا نُقَاتِلُ مَنْ أَخْرَجَنَا مِنَ الْبَلَدِ الْحَرَامِ فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ، فَقَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ: مَا تَرَوْنَ، فَقَالَ بَعْضُنَا: نَأْتِي نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ فَنُخْبِرُهُ، وَقَالَ قَوْمٌ: لَا، بَلْ نُقِيمُ هَاهُنَا، وَقُلْتُ أَنَا فِي أُنَاسٍ مَعِي: لَا، بَلْ نَأْتِي عِيرَ قُرَيْشٍ فَنَقْتَطِعُهَا، فَانْطَلَقْنَا إِلَى الْعِيرِ،

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو قبیلہ جہینہ کے لوگ آپ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے عرض کیا آپ ہمارے درمیان تشریف لا چکے ہیں، آپ ہمارے ساتھ مضبوط تعلق قائم کریں تاکہ ہم آپ کی خدمت میں آئیں اور آپ ﷺ ہماری قیادت بھی فرمائیں، آپ ﷺ نے ان سے پختہ عہد و پیمان کیا، وہ لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے، سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ماہ رجب میں روانہ کیا، ہماری تعداد ایک سو بھی نہ تھی، آپ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم قبیلہ جہینہ کے قریب آباد بنو کنانہ کی ایک شاخ پر حملہ کریں، ہم نے ان پر حملہ کر دیا، وہ لوگ تعداد میں بہت زیادہ تھے، ہم قبیلہ جہینہ میں جا کر پناہ گزیں ہو گئے اور انہوں نے ہمیں پناہ دے دی اور یہ بھی کہا کہ آپ لوگ حرمت والے مہینے میں قتال کیوں کرتے ہیں؟ ہم نے کہا: ہم ان لوگوں سے قتال کرتے ہیں جنہوں نے ہمیں بلد حرام یعنی حرمت والے شہر سے حرمت والے مہینے میں نکال باہر کیا، یہ باتیں سن کر ہم میں سے بعض نے بعض سے

(۱۰۶۸۹) تخریج: اسناده ضعيف، المجالد بن سعيد ضعيف، وزياد بن علاقة لم يسمع من سعد، أخرجه ابن ابی شيبة: ۱۴/ ۱۲۳، والبزار: ۱۷۵۷ (انظر: ۱۵۳۹)

وَكَانَ الْفَيْءُ إِذْ ذَاكَ مَنْ أَخَذَ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ، فَانْطَلَقْنَا إِلَى الْعِيرِ، وَانْطَلَقَ أَصْحَابُنَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرُوهُ الْخَبَرَ، فَقَامَ غَضْبَانًا مُحْمَرَّ الْوَجْهِ، فَقَالَ: ((أَذَهَبْتُمْ مِنْ عِنْدِي جَمِيعًا وَجِئْتُمْ مُتَفَرِّقِينَ، إِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ الْفُرْقَةُ، لَأَبْعَثَنَّ عَلَيْكُمْ رَجُلًا لَيْسَ بِخَيْرِكُمْ، أَصْبَرُكُمْ عَلَى الْجُوعِ وَالْعَطَشِ۔)) فَبَعَثَ عَلَيْنَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَحْشٍ الْأَسَدِيَّ، فَكَانَ أَوَّلَ أَمِيرٍ أُمِّرَ فِي الْإِسْلَامِ۔ (مسند احمد: ۱۵۳۹)

کہا: اب تمہارا کیا خیال ہے؟ بعض نے کہا: ہم اللہ کے نبی ﷺ کی خدمت میں جا کر صورتِ حال کی خبر کریں، لیکن کچھ لوگوں نے کہا: نہیں نہیں، ہمیں یہیں ٹھہرنا چاہیے۔ اور میں نے چند مزید لوگوں کو ساتھ ملا کر کہا کہ ہمیں قریش کے قافلہ کا رخ کر کے اس کو لوٹ لینا چاہیے، چنانچہ ہم قافلہ کی طرف چل پڑے، ان دنوں دستور تھا کہ مال پر جو آدمی قابض ہو جاتا وہ اسی کا ہوتا ، ہم قافلہ کی طرف چل دیئے، اور ہمارے کچھ ساتھیوں نے جا کر نبی کریم ﷺ کو سارے حالات کی اطلاع کر دی، آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور آپ ﷺ غضب ناک ہو کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''تم میرے ہاں سے اکٹھے ہو کر گئے تھے اور تم الگ الگ ہو کر واپس آ رہے ہو، تم سے پہلے لوگوں کو بھی اسی اختلاف نے ہلاک کیا تھا، میں تمہارے اوپر ایک ایسے آدمی کو امیر بنا کر بھیجوں گا جو تم سے بہتر یا افضل نہیں، البتہ تمہاری نسبت وہ بھوک پیاس کو زیادہ برداشت کر سکتا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن جحش اسدی رضی اللہ عنہ کو ہمارے اوپر امیر بنا کر روانہ فرمایا، یہ پہلا شخص تھا جسے دورِ اسلام میں سب سے پہلے امیر بنایا گیا تھا۔

فوائد:...... رجب ۲ سن ہجری میں آپ ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن جحش اسدی رضی اللہ عنہ کو بارہ مہاجرین کے ہمراہ، مکہ اور طائف کے درمیان مقام نخلہ کے لیے روانہ کیا، مقصود یہ تھا کہ وہ قریش کے ایک قافلے کی خبر لائیں، مگر ان لوگوں نے قافلہ پر حملہ کر کے ایک آدمی کو قتل اور دو کو قید کر لیا اور قافلہ کو ہانک لائے ، اس حرکت پر آپ ﷺ ناراض ہوئے ، چنانچہ قیدیوں کو چھوڑ دیا اور مقتول کا خون بہا ادا کیا۔ یہ واقعہ رجب کی آخری تاریخ کو پیش آیا تھا، اس لیے مشرکین نے شور مچایا کہ مسلمانوں نے حرام مہینے کی حرمت پامال کر ڈالی، اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نازل ہوا:

﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ﴾ ...... ''وہ تجھ سے حرمت والے مہینے کے متعلق اس میں لڑنے کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دے اس میں لڑنا بہت بڑا ہے اور اللہ کے راستے

سے روکنا اور اس سے کفر کرنا اور مسجد حرام سے (روکنا) اور اس کے رہنے والوں کو اس سے نکالنا اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ بڑا ہے اور فتنہ قتل سے زیادہ بڑا ہے۔'' (سورۂ بقرہ: ۲۱۷)

مَا جَاءَ فِيْ تَحْوِيْلِ الْقِبْلَةِ اِلَى الْكَعْبَةِ فِي السَّنَةِ الثَّانِيَةِ مِنَ الْهِجْرَةِ

ہجرت کے دوسرے سال میں تحویل کعبہ کا بیان

(۱۰٦۹۰)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ أَوَّلَ مَا قَدِمَ الْمَدِينَةَ، نَزَلَ عَلَى أَجْدَادِهِ اَوْ أَخْوَالِهِ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَأَنَّهُ صَلَّى قِبَلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا، وَكَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ تَكُونَ قِبْلَتُهُ قِبَلَ الْبَيْتِ، وَأَنَّهُ صَلَّى أَوَّلَ صَلَاةٍ صَلَّاهَا صَلَاةَ الْعَصْرِ وَصَلَّى مَعَهُ قَوْمٌ، فَخَرَجَ رَجُلٌ مِمَّنْ صَلَّى مَعَهُ، فَمَرَّ عَلَى أَهْلِ مَسْجِدٍ وَهُمْ رَاكِعُونَ، فَقَالَ: أَشْهَدُ بِاللّٰهِ! لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قِبَلَ مَكَّةَ، قَالَ: فَدَارُوا كَمَا هُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ، وَكَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ يُحَوَّلَ قِبَلَ الْبَيْتِ، وَكَانَ الْيَهُودُ قَدْ أَعْجَبَهُمْ إِذْ كَانَ يُصَلِّي قِبَلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، وَأَهْلُ الْكِتَابِ فَلَمَّا وَلَّى وَجْهَهُ قِبَلَ الْبَيْتِ أَنْكَرُوا ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ۱۸٦۹۰)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو ابتدائی طور پر اپنے انصاری اجداد یا ماموؤں کے ہاں اترے اور وہیں قیام فرمایا، آپ ﷺ نے یہاں آ کر سولہ سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نمازیں ادا فرمائیں، جبکہ آپ ﷺ کی دلی پسند یہ تھی کہ آپ کا قبلہ خانہ کعبہ ہو۔ (تحویل قبلہ کے بعد) آپ ﷺ نے سب سے پہلی نماز عصر (خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے) ادا فرمائی۔ لوگوں نے بھی آپ کی معیت میں نماز ادا کی، آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کرنے والے لوگوں میں سے ایک آدمی وہاں سے روانہ ہوا، تو اس کا گزر کچھ لوگوں کے پاس سے ہوا، جو مسجد میں نماز ادا کر رہے تھے اور وہ رکوع کی حالت میں تھے، اس شخص نے کہا: میں اللہ کا واسطہ دے کر شہادت دیتا ہوں کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کی معیت میں مکہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کر کے آیا ہوں۔ وہ لوگ نماز کے دوران ہی کعبہ کی طرف مڑ گئے، رسول اللہ ﷺ کی بھی دلی پسند یہی تھی کہ آپ کا رخ کعبہ (بیت اللہ) کی طرف کر دیا جائے اور یہودیوں کو یہ بات اچھی لگتی تھی کہ آپ بیت المقدس کی طرف اور اہل کتاب کے قبلہ کی طرف رخ کر کے نمازیں ادا کیا کرتے تھے، جب آپ کا رخ بیت اللہ کی طرف کر دیا گیا تو انہیں یہ بات اچھی نہ لگی۔

فوائد:...... تحویل قبلہ کی تفصیل کے لیے دیکھیں حدیث نمبر (۱۴۴۹) والا باب۔

(۱۰٦۹۰) تخریج: أخرجه البخاری: ٤٠، ٤٤٨٦، ومسلم: ٥٢٥ (انظر: ١٨٤٩٦)

(۱۰۶۹۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: ((إِنَّهُمْ (يَعْنِي الْيَهُوْدَ) لَا يَحْسُدُوْنَّا عَلٰى شَيْءٍ كَمَا يَحْسُدُوْنَّا عَلٰى يَوْمِ الْجُمُعَةِ، الَّتِي هَدَانَا اللّٰهُ لَهَا وَضَلُّوا عَنْهَا، وَعَلَى الْقِبْلَةِ الَّتِي هَدَانَا اللّٰهُ لَهَا وَضَلُّوا عَنْهَا، وَعَلٰى قَوْلِنَا خَلْفَ الْإِمَامِ آمِينَ۔))۔ (مسند احمد: ۲۵۵٤۳)

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ''یہودی ہمارے اوپر اور کسی چیز کا اتنا حسد نہیں کرتے جتنا وہ جمعہ کے دن پر حسد کرتے ہیں، جبکہ اللہ نے یہ دن ہمیں دیا اور وہ اس سے محروم رہے، وہ ہمارے قبلہ پر بھی حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں یہ قبلہ دیا اور وہ اس سے محروم ہے اور وہ امام کے پیچھے ہمارے آمین کہنے پر بھی حسد کرتے ہیں۔''

فوائد:...... سلام اور آمین کے لیے دیکھیں حدیث نمبر (۸۲۸۴)

جب امت مسلمہ کے لیے بیت المقدس کے بجائے کعبہ کو قبلہ قرار دیا گیا تو یہودیوں کو اس سے خاصی تکلیف ہوئی، کیونکہ بیت المقدس ان کا قبلہ تھا اور آپ ﷺ نے سولہ سترہ مہینے اسی کو ہی قبلہ قرار دیے رکھا، اس لیے یہودیوں نے اعتراضات شروع کر دیے اور کہا: محمد (ﷺ) تو اب اپنے آباء واجداد کے دین کی طرف لوٹ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب کے لیے درج ذیل آیت نازل فرمائی:

﴿وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ﴾...... ''اور ہم نے وہ قبلہ جس پر تو تھا، مقرر نہیں کیا تھا مگر اس لیے کہ ہم جان لیں کون اس رسول کی پیروی کرتا ہے، اس سے جو اپنی دونوں ایڑیوں پر پھر جاتا ہے اور بلاشبہ یہ بات یقیناً بہت بڑی تھی مگر ان لوگوں پر جنھیں اللہ نے ہدایت دی۔'' (سورۂ بقرہ: ۱۴۳)

مزید تفصیل کے لیے دیکھیں حدیث نمبر (۸۴۹۳)

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَرِيضَةِ صَوْمِ رَمَضَانَ فِي الثَّانِيَةِ أَيْضًا قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ

ہجرت کے دوسرے سال ہی غزوۂ بدر سے قبل رمضان کے روزہ کی فرضیت کا بیان

(۱۰۶۹۲)۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أُحِيْلَتِ الصَّلَاةُ ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ وَأُحِيْلَ الصِّيَامُ ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ، فَأَمَّا أَحْوَالُ الصَّلَاةِ فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ وَهُوَ يُصَلِّي سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ (الْحَدِيْثَ)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تین مراحل میں نماز کی فرضیت اور تین مراحل میں ہی روزے کی فرضیت ہوئی، نماز کے مراحل یہ ہیں: جب نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے،...... (کتاب الصلاۃ

(۱۰۶۹۱) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابن ماجه مختصرا بذكر حسد اليهود: ۸۵٦ (انظر: ۲۵۰۲۹)

(۱۰۶۹۲) تخریج: قال الالبانی: صحيح، اخرجه ابوداود: ۵۰۷ (انظر: ۲۲۱۲٤)

قَالَ: وَاَمَّا اَحْوَالُ الصِّيَامِ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَجَعَلَ يَصُوْمُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ، وَقَالَ يَزِيْدُ: فَصَامَ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا مِنْ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ إِلٰى رَمَضَانَ، مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ، وَصَامَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ، ثُمَّ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَرَضَ عَلَيْهِ الصِّيَامَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ (إِلٰى هٰذِهِ الآيَةِ) وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ قَالَ: فَكَانَ مَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ اَطْعَمَ مِسْكِيْنًا فَاَجْزَأَ ذَالِكَ عَنْهُ، قَالَ: ثُمَّ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَنْزَلَ الْآيَةَ الْاُخْرٰى: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِى اُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ (إِلٰى قَوْلِهِ) فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ فَاَثْبَتَ اللّٰهُ صِيَامَهُ عَلَى الْمُقِيْمِ الصَّحِيْحِ، وَرَخَّصَ فِيْهِ لِلْمَرِيْضِ وَالْمُسَافِرِ وَثَبَّتَ الإِطْعَامَ لِلْكَبِيْرِ الَّذِى لَايَسْتَطِيْعُ الصِّيَامَ فَهٰذَانِ حَالَانِ، قَالَ: وَكَانُوْا يَاْكُلُوْنَ وَيَشْرَبُوْنَ، وَيَاْتُوْنَ النِّسَاءَ مَالَمْ يَنَامُوْا فَإِذَا نَامُوْا اِمْتَنَعُوْا، قَالَ: ثُمَّ إِنَّ رَجُلاً مِنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ صِرْمَةُ، ظَلَّ يَعْمَلُ صَائِمًا حَتّٰى اَمْسٰى فَجَاءَ إِلٰى اَهْلِهِ فَصَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ نَامَ فَلَمْ يَاْكُلْ، وَلَمْ يَشْرَبْ حَتّٰى اَصْبَحَ فَاَصْبَحَ صَائِمًا، قَالَ: فَرَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ جَهِدَ جَهْدًا شَدِيْدًا، قَالَ: ((مَالِيْ

میں مکمل حدیث گزر چکی ہے) روزے کے مراحل یہ ہیں: جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ ہر ماہ میں تین روزے رکھا کرتے تھے، یزید راوی کہتا ہے: ربیع الاول سے لے کر ماہِ رمضان کے روزوں کی فرضیت تک کل سترہ ماہ کے دوران آپ ﷺ ہر ماہ میں تین روزے رکھتے رہے، نیز آپ ﷺ نے دس محرم کا روزہ بھی رکھا تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر ماہِ رمضان کے روزے فرض کر دیئے اور یہ آیات نازل فرمائیں: ﴿يَـا اَيُّهَـا الَّذِيْنَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ.﴾ (اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے فرض کئے گئے ہیں، جس طرح کہ تم سے پہلے والے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔) نیز فرمایا: ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ (اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں، وہ (روزہ کی بجائے) ایک مسکین کو بطور فدیہ کھانا کھلا دیا کریں۔) ان آیات پر عمل کرتے ہوئے جو آدمی چاہتا وہ روزہ رکھ لیتا اور جو کوئی روزہ نہ رکھنا چاہتا وہ بطورِ فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیتا اور یہی چیز اس کی طرف سے کافی ہو جاتی، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِى اُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ (ماہِ رمضان وہ مہینہ ہے، جس میں لوگوں کو ہدایت کے لئے اور ہدایت کے واضح دلائل بیان کرنے کے لئے قرآن مجید نازل کیا گیا ہے، جو حق و باطل میں امتیاز کرنے والا ہے، اب تم میں سے جو آدمی اس مہینہ کو پائے وہ روزے رکھے۔) اس طرح اللہ تعالیٰ نے مقیم اور تندرست آدمی پر اس مہینے کے روزے فرض

أَرَاكَ قَدْ جَهِدْتَ جَهْدًا شَدِيْدًا؟)) قَالَ: يَا رَسُوْلُ اللّٰهِ! إِنِّي عَمِلْتُ أَمْسِ فَجِئْتُ حِيْنَ جِئْتُ فَأَلْقَيْتُ نَفْسِي فَنِمْتُ وَأَصْبَحْتُ حِيْنَ أَصْبَحْتُ صَائِمًا، قَالَ: وَكَانَ عُمَرُ قَدْ أَصَابَ مِنَ النِّسَاءِ مِنْ جَارِيَةٍ أَوْ مِنْ حُرَّةٍ بَعْدَ مَانَامَ، وَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذَالِكَ لَهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ (إِلَى قَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ) ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ-﴾
(مسند احمد: ٢٢٤٧٥)

کر دیئے، البتہ مریض اور مسافر کو روزہ چھوڑنے کی رخصت دے دی اور روزہ کی طاقت نہ رکھنے والے عمر رسیدہ آدمی کے لیے روزہ کا یہ حکم برقرار رکھا کہ وہ بطورِ فدیہ مسکین کو کھانا کھلا دیا کرے، یہ دو حالتیں ہوگئیں، تیسری حالت یہ تھی کہ لوگ رات کو سونے سے پہلے تک کھا پی سکتے تھے اور بیویوں سے ہم بستری کر سکتے تھے، لیکن جب نیند آ جاتی تو اس کے بعد یہ سب کچھ ان کے لئے ممنوع قرار پاتا تھا، ایک دن یوں ہوا کہ ایک صرمہ نامی انصاری صحابی روزے کی حالت میں سارا دن کام کرتا رہا، جب شام ہوئی تو اپنے گھر پہنچا اور عشا کی نماز پڑھ کر کچھ کھائے پیئے بغیر سو گیا، یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور اس طرح اس کا روزہ بھی شروع ہو چکا تھا، جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا کہ وہ کافی نڈھال ہو چکا تھا تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ: ''بہت نڈھال دکھائی دے رہے ہو، کیا وجہ ہے؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کل سارا دن کام کرتا رہا، جب گھر آیا تو ابھی لیٹا ہی تھا کہ سو گیا (اور اس طرح میرے حق میں کھانا پینا حرام ہوگیا اور) جب صبح ہوئی تو میں نے تو روزے کی حالت میں ہی ہونا تھا۔ اُدھر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بھی ایک معاملہ تھا کہ انھوں نے نیند سے بیدار ہونے کے بعد اپنی بیوی یا لونڈی سے ہم بستری کر لی تھی اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر ساری بات بتلا دی تھی، اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ

اَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى الَّيْلِ﴾ (روزے کی راتوں میں اپنی بیویوں سے ملنا تمہارے لیے حلال کیا گیا، وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو، تمہاری پوشیدہ خیانتوں کا اللہ تعالیٰ کو علم ہے، اس نے تمہاری توبہ قبول فرما کر تم سے درگزر فرما لیا، اب تمہیں ان سے مباشرت کی اور اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی چیز کو تلاش کرنے کی اجازت ہے، تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے، پھر رات تک روزے کو پورا کرو۔)

فوائد:...... مسلمانوں پر جو روزے فرض ہیں، ان کی موجودہ صورتحال یہ ہے: سال کے بارہ مہینوں میں صرف رمضان کے روزے فرض ہے، روزے کا دورانیہ طلوع فجر سے غروبِ آفتاب تک ہے، روزہ نہ رکھ سکنے والا مستقل مریض اور کمزور بزرگ ایک روزہ ترک کرنے کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں، مسافر اور شفا کی امید رکھنے والے مریض کے لیے یہ حکم ہے کہ اگر وہ اس سفر اور بیماری کے دوران روزے نہ رکھ سکیں تو بعد میں قضائی دے دیں۔

لیکن روزوں کو درج بالا صورت دینے سے پہلے بالترتیب درج ذیل مراحل سے گزارا گیا:

۱۔ ہر ماہ میں تین روزے رکھنا اور یوم عاشوراء (یعنی دس محرم) کا روزہ رکھنا، انیس مہینوں تک یہ عمل جاری رہا۔

۲۔ رمضان کے روزے فرض کر دیئے گئے، لیکن یہ اختیار دیا گیا کہ جو چاہتا ہے، روزے رکھ لے اور جو چاہتا ہے ہر روزے کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلا دے۔

۳۔ مقیم اور صحت مند آدمی پر رمضان کے روزے فرض کر دیئے گئے، مریض اور مسافر کو مخصوص رخصت دی گئی،...... یعنی روزوں کی موجودہ صورت۔

بیچ میں ایک تبدیلی یہ بھی ہوئی کہ شروع میں سحری کی رخصت نہیں تھی، بلکہ غروبِ آفتاب کے بعد افطاری سے لے کر رات کو سونے سے پہلے تک کھانے پینے اور مجامعت کی اجازت ہوتی تھی، جونہی کسی کی آنکھ لگ جاتی، اس کا روزہ شروع ہو جاتا تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے غروب آفتاب سے طلوع فجر تک کھانے پینے اور مجامعت کی اجازت دے دی۔

غَزْوَةُ بَدْرِ الْكُبْرٰى فِي رَمَضَانَ

ماہِ رمضان میں غزوۂ بدرِ کبری کا پیش آنا

یہ قریش اور مسلمانوں کے درمیان پہلا فیصلہ کن معرکہ ہے، اس کا سبب یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ جس قافلے کے لیے ذوالعشیرہ تشریف لے گئے تھے اور جو بچ کر شام چلا گیا تھا، آپ ﷺ اس کی تاک میں تھے اور اس کی خبر لانے کے لیے آپ ﷺ نے شام کے مقام حوراء تک دو آدمی بھیجے تھے، چنانچہ جیسے ہی یہ قافلہ وہاں سے گزرا، انہوں نے

جلدی سے مدینہ خبر پہنچائی اور خبر ملتے ہی رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو نکلنے کی دعوت دی، لیکن نکلنا ضروری نہیں قرار دیا، چنانچہ اس دعوت پر ۳۱۳، یا ۳۱۴، یا ۳۱۷، آدمیوں نے لبیک کہا، جس میں ۸۲ یا ۸۳ یا ۸۶ مہاجرین تھے اور ۶۱ قبیلہ اوس کے اور ۱۷۰ قبیلہ خزرج کے انصار تھے، انہوں نے مکمل تیاری بھی نہیں کی تھی، سواری میں صرف دو گھوڑے اور ستر اونٹ تھے، رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے ایک سفید جھنڈا باندھا اور اسے سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا، اس کے علاوہ ایک جھنڈا مہاجرین کا تھا، جسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ لیے ہوئے تھے اور ایک جھنڈا انصار کا تھا، جسے سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے اٹھا رکھا تھا، مدینہ کا انتظام سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا، لیکن روحاء پہنچ کر ان کی جگہ ابولبابہ عبد المنذر کو روانہ فرمایا، ۱۷۔رمضان سنہ ۲ ہجری کی صبح کو دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا، باقی تفصیل اگلی روایات میں آ رہی ہے، تاریخ کی کسی کتاب سے اس غزوہ کی تفصیلات کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي اِسْتِشَارَةِ النَّبِيِّ ﷺ اَصْحَابَهُ بِشَأْنِهَا

نبی کریم ﷺ کی صحابہ کرام سے غزوۂ بدر کے بارے میں مشاورت

(۱۰۶۹۳)۔ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَمَّا سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى بَدْرٍ، خَرَجَ فَاسْتَشَارَ النَّاسَ، فَاَشَارَ عَلَيْهِ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ، ثُمَّ اسْتَشَارَهُمْ فَاَشَارَ عَلَيْهِ عُمَرُ رضی اللہ عنہ، فَسَكَتَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ: اِنَّمَا يُرِيْدُكُمْ فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَاللّٰهِ لَانَكُوْنُ كَمَا قَالَتْ بَنُوْا اِسْرَئِيْلَ لِمُوْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ: ﴿اذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ﴾ وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ لَوْ ضَرَبْتَ اَكْبَادَ الْاِبِلِ حَتّٰى تَبْلُغَ بَرْكَ الْغِمَادِ لَكُنَّا مَعَكَ۔ (مسند احمد: ۱۲۰۴۵)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف روانہ ہونے لگے تو باہر تشریف لائے اور لوگوں سے مشورہ کیا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک مشورہ دیا، پھر آپ ﷺ نے مشورہ طلب کیا، اس بار سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک رائے دی، لیکن آپ ﷺ خاموش رہے، اتنے میں ایک انصاری کھڑا ہوا اور اس نے کہا: انصاریو! حضور ﷺ تم سے مخاطب ہیں، پس انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! ہم اس طرح نہیں ہوں گے، جیسا کہ بنو اسرائیل نے موسی علیہ السلام سے کہا تھا: ''تو جا اور تیرا ربّ جائے اور تم دونوں جا کر لڑو، ہم تو یہیں بیٹھنے والے ہیں۔'' اللہ کی قسم ہے، اے اللہ کے رسول! اگر آپ اونٹوں کے جگروں پر مارتے ہوئے سفر کرتے جائیں، یہاں تک کہ برک الغماد تک پہنچ جائیں تو ہم آپ کے ساتھ ہی رہیں گے۔

فوائد:...... غزوۂ بدر کو بدر عظمی، بدر ثانیہ، بدر قتال اور بدر فرقان بھی کہا جاتا ہے، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان بدر ایک گاؤں کا نام ہے اور یہ مدینہ سے چار مراحل (۱۵۵ کلومیٹر) کے فاصلے پر واقع ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰى

(۱۰۶۹۳) تخريج: أخرجه مطولا و مختصرا مسلم: ۲۸۷٤ (انظر: ۱۲۰۲۲)

اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ۔ قَالُوْا يٰمُوْسٰى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ۔ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ قَالُوْا يٰمُوْسٰى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ۔ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ۔ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ۔ ﴾…… ’’اے میری قوم! اس مقدس زمین میں داخل ہو جاؤ جو اس نے تمھارے لیے لکھ دی ہے اور اپنی پیٹھوں پر نہ پھر جاؤ، ورنہ خسارہ اٹھانے والے ہو کر لوٹو گے۔ انھوں نے کہا اے موسیٰ! بے شک اس میں ایک بہت زبردست قوم ہے اور بے شک ہم ہرگز اس میں داخل نہ ہوں گے، یہاں تک کہ وہ اس سے نکل جائیں، پس اگر وہ اس سے نکل جائیں تو ہم ضرور داخل ہونے والے ہیں۔ دو آدمیوں نے کہا، جو ان لوگوں میں سے تھے جو ڈرتے تھے، ان دونوں پر اللہ نے انعام کیا تھا، تم ان پر دروازے میں داخل ہو جاؤ، پھر جب تم اس میں داخل ہو گئے تو یقیناً تم غالب ہو اور اللہ ہی پر پس بھروسا کرو، اگر تم مومن ہو۔ انھوں نے کہا اے موسیٰ! بے شک ہم ہرگز اس میں کبھی داخل نہ ہوں گے جب تک وہ اس میں موجود ہیں، سو تو اور تیرا رب جاؤ، پس دونوں لڑو، بے شک ہم یہیں بیٹھنے والے ہیں۔ اس نے کہا اے میرے رب! بے شک میں اپنی جان اور اپنے بھائی کے سوا کسی چیز کا مالک نہیں، سو تو ہمارے درمیان اور ان نافرمان لوگوں کے درمیان علیحدگی کر دے۔ فرمایا پھر بے شک وہ ان پر چالیس سال حرام کی ہوئی ہے، زمین میں سر مارتے پھریں گے، پس تو ان نافرمان لوگوں پر غم نہ کر۔‘‘ (سورۂ مائدہ: ۲۱ ۔ ۲۶)

بنو اسرائیل کے مورثِ اعلیٰ یعقوب علیہ السلام کا مسکن بیت المقدس تھا، لیکن یوسف علیہ السلام کے امارت مصر کے زمانے میں یہ لوگ مصر جا کر آباد ہو گئے تھے اور پھر تب سے مصر ہی میں رہے، جب تک کہ موسیٰ علیہ السلام انہیں راتوں رات فرعون سے چھپ کر مصر سے نکال نہیں لے گئے، اس وقت بیت المقدس پر عمالقہ کی حکمرانی تھی، جو ایک بہادر قوم تھی۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے پھر بیت المقدس جا کر آباد ہونے کا عزم کیا تو اس کے لیے وہاں قابض عمالقہ سے جہاد ضروری تھا، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس ارضِ مقدسہ میں داخل ہونے کا حکم دیا اور نصرتِ الٰہی کی بشارت بھی سنائی، لیکن اس کے باوجود بنو اسرائیل عمالقہ سے لڑنے پر آمادہ نہ ہوئے اور پہلے مرحلے میں ہی ہمت ہار بیٹھے اور جہاد سے دست بردار ہو گئے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم کی کوئی پرواہ نہ کی اور بدترین بزدلی، سوئے ادبی اور تمرد سرکشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ اے موسیٰ! تو اور تیرا ربّ جا کر لڑو۔

اس کے برعکس جب جنگ بدر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام سے مشورہ کیا تو انھوں نے قلتِ تعداد اور قلتِ وسائل کے باوجود جہاد میں حصہ لینے کا بھرپور عزم کا اظہار کیا۔

’’برک الغماد‘‘ ایک مقام کا نام ہے، ایک قول کے مطابق یہ مکہ مکرمہ سے آگے پانچ دنوں کی مسافت پر ہے، اس کا

مطلب یہ ہوا کہ یہ مقام مدینہ منورہ سے تقریباً پندرہ دنوں کی مسافت پر پڑتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ہجر کے اُس پار یا حبشہ میں ایک شہر کا نام ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ إِرْسَالِهِ ﷺ بُسَيْسَةَ عَيْنًا يَنْظُرُ مَا فَعَلَتْ عِيْرُ اَبِيْ سُفْيَانَ ثُمَّ الْإِذْنُ بِالْقِتَالِ

رسول اللہ ﷺ کا بسیسہ نامی شخص کو جاسوس بنا کر بھیجنا تا کہ وہ ابوسفیان کے قافلہ پر نظر رکھے اور بعدازاں قتال کی اجازت کا بیان

(۱۰۶۹۴)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بُسَيْسَةَ عَيْنًا، يَنْظُرُ مَا فَعَلَتْ عِيرُ أَبِي سُفْيَانَ، فَجَاءَ وَمَا فِي الْبَيْتِ أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا أَدْرِي مَا اسْتَثْنٰى بَعْضَ نِسَائِهِ فَحَدَّثَهُ الْحَدِيثَ، قَالَ: فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَتَكَلَّمَ، فَقَالَ: ((إِنَّ لَنَا طَلِبَةً فَمَنْ كَانَ ظَهْرُهُ حَاضِرًا فَلْيَرْكَبْ مَعَنَا۔)) فَجَعَلَ رِجَالٌ يَسْتَأْذِنُونَهُ فِي ظَهْرٍ لَهُمْ فِي عُلُوِّ الْمَدِينَةِ، قَالَ: ((لَا إِلَّا مَنْ كَانَ ظَهْرُهُ حَاضِرًا۔)) فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ حَتّٰى سَبَقُوا الْمُشْرِكِينَ إِلٰى بَدْرٍ، وَجَاءَ الْمُشْرِكُونَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلٰى شَيْءٍ حَتّٰى أَكُونَ أَنَا أُوْذِنُهُ۔)) فَدَنَا الْمُشْرِكُونَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((قُومُوا إِلٰى جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوَاتُ وَالْأَرْضُ۔)) قَالَ: يَقُولُ عُمَيْرُ بْنُ الْحُمَامِ الْأَنْصَارِيُّ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! جَنَّةٌ عَرْضُهَا السَّمٰوَاتُ وَالْأَرْضُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) فَقَالَ: بَخٍ بَخٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا بسیسہ رضی اللہ عنہ کو جاسوس کی حیثیت سے روانہ فرمایا تا کہ وہ ابو سفیان کے قافلہ پر نظر رکھے، ایک دفعہ جب کہ گھر میں میرے اور رسول اللہ ﷺ کے سوا اور کوئی نہ تھا وہ آئے، ثابت راوی کہتے ہیں: مجھے یاد نہیں ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے امہات المؤمنین میں سے کسی کا استثناء کیا تھا یا نہیں، اور سیدنا بسیسہ رضی اللہ عنہ نے آ کر آپ ﷺ سے بات کی، اس کے بعد آپ ﷺ باہر تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک قافلے پر ہماری نظر ہے، جس آدمی کے پاس سواری ہو، وہ سوار ہو کر ہمارے ساتھ چلے۔'' بعض لوگوں نے یہ اجازت چاہی کہ ان کی سواریاں مدینہ منورہ کے بالائی علاقہ میں ہیں، وہ جا کر سواریاں لے آئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، صرف وہ لوگ چلیں جن کی سواریاں اس وقت موجود ہیں۔'' رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب روانہ ہوئے اور مشرکین سے پہلے پہلے بدر کے مقام پر جا پہنچے، مشرکین بھی آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک میں اجازت نہ دوں کوئی آدمی پیش قدمی نہ کرے۔'' جب مشرکین مسلمانوں کے قریب آ پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اب بڑھو اس جنت کی طرف جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔'' عمیر بن حمام انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا جنت کا

(۱۰۶۹۴) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۹۰۱ (انظر: ۱۲۳۹۸)

يَحْمِلُكَ عَلٰى قَوْلِكَ بَخٍ بَخٍ؟)) قَالَ: لَا، وَاللّٰهِ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِلَّا رَجَاءَ أَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِهَا، قَالَ: ((فَإِنَّكَ مِنْ أَهْلِهَا۔)) قَالَ: فَأَخْرَجَ تَمَرَاتٍ مِنْ قَرَنِهِ فَجَعَلَ يَأْكُلُ مِنْهُنَّ، ثُمَّ قَالَ: لَئِنْ أَنَا حَيِيتُ حَتّٰى آكُلَ تَمَرَاتِي هٰذِهِ إِنَّهَا لَحَيَاةٌ طَوِيلَةٌ، قَالَ: ثُمَّ رَمٰى بِمَا كَانَ مَعَهُ مِنَ التَّمْرِ، ثُمَّ قَاتَلَهُمْ حَتّٰى قُتِلَ۔ (مسند احمد: ١٢٤٢٥)

عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں!'' تو وہ کہنے لگے: واہ، واہ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم یہ واہ واہ کیوں کہہ رہے ہو؟'' انہوں نے: کہا اللہ کے رسول! میں یہ الفاظ اس امید پر کہہ رہا ہوں کہ اللہ مجھے اہلِ جنت میں سے بنا دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم جنتی ہو، اس کے بعد اس نے اپنی تھیلی سے کچھ کھجوریں نکالیں اور کھانے لگا، اتنے میں اس نے کہا: اگر میں ان کھجوروں کے کھانے تک زندہ رہوں، تو یہ تو بڑی طویل زندگی ہے، چنانچہ اس کے پاس جو کھجوریں تھیں، اس نے ان کو پھینک دیا اور مشرکین سے قتال کیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔

فوائد:...... نبی کریم ﷺ نے غزوۂ بدر کے بارے میں اپنے صحابہ کو پوری اطلاعات سے آگاہ نہیں کیا تھا، ایمرجنسی نافذ کی گئی اور جتنے لوگ اور جو ساز و سامان موقع پر موجود تھا، آپ ﷺ وہ کچھ لے کر روانہ ہو گئے۔

مَا جَاءَ فِي سِيَاقِ الْقِصَّةِ وَالتَّحرِيضِ عَلَى الْقِتَالِ
واقعہ کی تفصیل اور دشمن کے خلاف قتال کی ترغیب

(١٠٦٩٥)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ أَصَبْنَا مِنْ ثِمَارِهَا، فَاجْتَوَيْنَاهَا وَأَصَابَنَا بِهَا وَعْكٌ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَخَبَّرُ عَنْ بَدْرٍ، فَلَمَّا بَلَغَنَا أَنَّ الْمُشْرِكِينَ قَدْ أَقْبَلُوا، سَارَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى بَدْرٍ، وَبَدْرٌ بِئْرٌ، فَسَبَقَنَا الْمُشْرِكُونَ إِلَيْهَا، فَوَجَدْنَا فِيهَا رَجُلَيْنِ مِنْهُمْ، رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ وَمَوْلًى لِعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ، فَأَمَّا الْقُرَشِيُّ فَانْفَلَتَ، وَأَمَّا مَوْلٰى عُقْبَةَ فَأَخَذْنَاهُ فَجَعَلْنَا نَقُولُ لَهُ: كَمِ الْقَوْمُ؟ فَيَقُولُ: هُمْ، وَاللّٰهِ! كَثِيرٌ عَدَدُهُمْ، شَدِيدٌ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو وہاں کی آب وہوا ہمیں راس نہ آئی اور ہمیں شدید بخار نے آلیا۔ اور نبی کریم ﷺ بدر کے متعلق حالات و واقعات معلوم کرتے رہتے تھے، جب ہمیں یہ اطلاع ملی کہ مشرکین مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے نکل پڑے ہیں تو رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف روانہ ہوئے، بدر ایک کنوئیں کا نام ہے مشرکین ہم سے پہلے وہاں پہنچ گئے، ہمیں وہاں دو مشرک ملے، ان میں سے ایک قریشی تھا اور دوسرا عقبہ بن ابی معیط کا غلام تھا، قریشی تو وہاں سے بھاگ نکلا البتہ عقبہ کے غلام کو ہم نے پکڑ لیا۔ ہم اس سے پوچھنے لگے کہ قریشیوں کی تعداد کتنی ہے؟ وہ کہتا اللہ کی قسم وہ تعداد میں بہت زیادہ ہیں اور

(١٠٦٩٥) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ٢٦٦٥ (انظر: ٩٤٨)

بَأْسُهُمْ، فَجَعَلَ الْمُسْلِمُونَ، إِذْ قَالَ ذٰلِكَ، ضَرَبُوهُ حَتّٰى انْتَهَوْا بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُ: ((كَمِ الْقَوْمُ؟)) قَالَ: هُمْ، وَاللّٰهِ! كَثِيرٌ عَدَدُهُمْ، شَدِيدٌ بَأْسُهُمْ، فَجَهَدَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُخْبِرَهُ كَمْ هُمْ فَأَبٰى، ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَأَلَهُ: ((كَمْ يَنْحَرُونَ مِنَ الْجُزُرِ۔)) فَقَالَ: عَشْرًا كُلَّ يَوْمٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الْقَوْمُ أَلْفٌ كُلُّ جَزُورٍ لِمِائَةٍ۔)) وَتَبِعَهَا ثُمَّ إِنَّهُ أَصَابَنَا مِنَ اللَّيْلِ طَشٌّ مِنْ مَطَرٍ، فَانْطَلَقْنَا تَحْتَ الشَّجَرِ وَالْحَجَفِ نَسْتَظِلُّ تَحْتَهَا مِنَ الْمَطَرِ، وَبَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُو رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَيَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ إِنَّكَ إِنْ تُهْلِكْ هٰذِهِ الْفِئَةَ لَا تُعْبَدْ۔)) قَالَ: فَلَمَّا أَنْ طَلَعَ الْفَجْرُ نَادَى الصَّلَاةَ عِبَادَ اللّٰهِ، فَجَاءَ النَّاسُ مِنْ تَحْتِ الشَّجَرِ وَالْحَجَفِ فَصَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَحَرَّضَ عَلَى الْقِتَالِ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ جَمْعَ قُرَيْشٍ تَحْتَ هٰذِهِ الضِّلَعِ الْحَمْرَاءِ مِنَ الْجَبَلِ۔)) فَلَمَّا دَنَا الْقَوْمُ مِنَّا وَصَافَفْنَاهُمْ، إِذَا رَجُلٌ مِنْهُمْ عَلٰى جَمَلٍ لَهُ أَحْمَرَ يَسِيرُ فِي الْقَوْمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا عَلِيُّ! نَادِ لِي حَمْزَةَ۔)) وَكَانَ أَقْرَبَهُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مَنْ صَاحِبُ الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ، وَمَاذَا يَقُولُ لَهُمْ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنْ يَكُنْ فِي الْقَوْمِ أَحَدٌ يَأْمُرُ بِخَيْرٍ فَعَسٰى أَنْ يَكُونَ صَاحِبَ

سازوسامان کے لحاظ سے بھی وہ مضبوط ہیں، اس نے جب یہ کہا تو مسلمانوں نے اسے مارنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ اسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ آپ نے بھی اس سے دریافت کیا کہ ان کی تعداد کتنی ہے؟ تو اس نے پھر وہی کہا کہ اللہ کی قسم! ان کی تعداد بہت زیادہ ہے اور سازوسامان بھی ان کے پاس کافی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے پورا زور لگایا تا کہ وہ بتلادے کہ ان کی تعداد کس قدر ہے؟ مگر اس نے کچھ نہ بتلایا۔ بعدازاں نبی کریم ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا کہ وہ روزانہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں؟ اس نے بتلایا کہ روزانہ دس اونٹ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کی تعداد ایک ہزار ہے ایک سو کے لگ بھگ افراد کے لیے ایک اونٹ ہوتا ہے۔ بعدازاں رات کو بوندا باندی ہو گئی ہم نے بارش سے بچاؤ کے لیے درختوں اور ڈھالوں کی پناہ لی، رسول اللہ ﷺ ساری رات اللہ سے دعائیں کرتے رہے۔ آپ ﷺ کہہ رہے تھے یا اللہ! اگر تو نے اس چھوٹی سی جماعت کو ہلاک کر دیا تو زمین پر تیری عبادت نہ کی جائے گی۔ صبح صادق ہوئی تو آپ نے آواز دی، لوگو! نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ لوگ درختوں اور ڈھالوں کے نیچے سے نکل آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دشمن کے خلاف لڑنے کی ترغیب دلائی، پھر آپ نے فرمایا کہ قریش کی جماعت اس ٹیڑھے سرخ پہاڑ کے نیچے ہوگی جب دشمن ہمارے قریب آئے اور ہم بھی ان کے بالمقابل صف آراء ہوئے تو ان میں سے ایک آدمی اپنے سرخ اونٹ پر سوار دشمن کی فوج میں چکر لگا رہا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو پکار کر فرمایا حمزہ رضی اللہ عنہ کو میری طرف بلاؤ وہ مشرکین کا سب سے قریبی رشتہ دار تھا، آپ نے پوچھا یہ سرخ اونٹ والا آدمی کون ہے؟ اور وہ ان سے کیا کہہ رہا ہے؟

الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ۔)) فَجَاءَ حَمْزَةُ، فَقَالَ: هُوَ عُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَهُوَ يَنْهَى عَنِ الْقِتَالِ، وَيَقُولُ لَهُمْ: يَا قَوْمُ! إِنِّي أَرَى قَوْمًا مُسْتَمِيتِينَ لَا تَصِلُونَ إِلَيْهِمْ وَفِيكُمْ خَيْرٌ، يَا قَوْمُ! اعْصِبُوهَا الْيَوْمَ بِرَأْسِي، وَقُولُوا: جَبُنَ عُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي لَسْتُ بِأَجْبَنِكُمْ، فَسَمِعَ ذٰلِكَ أَبُو جَهْلٍ فَقَالَ: أَنْتَ تَقُولُ هٰذَا؟ وَاللّٰهِ! لَوْ غَيْرُكَ يَقُولُ هٰذَا، لَأَعْضَضْتُهُ قَدْ مَلَأَتْ رِئَتُكَ جَوْفَكَ رُعْبًا، فَقَالَ عُتْبَةُ: إِيَّايَ تُعَيِّرُ يَا مُصَفِّرَ اسْتِهِ! سَتَعْلَمُ الْيَوْمَ أَيُّنَا الْجَبَانُ، قَالَ: فَبَرَزَ عُتْبَةُ وَأَخُوهُ شَيْبَةُ وَابْنُهُ الْوَلِيدُ حَمِيَّةً، فَقَالُوا: مَنْ يُبَارِزُ؟ فَخَرَجَ فِتْيَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ سِتَّةٌ، فَقَالَ عُتْبَةُ: لَا نُرِيدُ هٰؤُلَاءِ وَلٰكِنْ يُبَارِزُنَا مِنْ بَنِي عَمِّنَا مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((قُمْ يَا عَلِيُّ! وَقُمْ يَا حَمْزَةُ! وَقُمْ يَا عُبَيْدَةُ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ!)) فَقَتَلَ اللّٰهُ تَعَالَى عُتْبَةَ وَشَيْبَةَ ابْنَيْ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدَ بْنَ عُتْبَةَ وَجُرِحَ عُبَيْدَةُ، فَقَتَلْنَا مِنْهُمْ سَبْعِينَ وَأَسَرْنَا سَبْعِينَ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ قَصِيرٌ بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَسِيرًا، فَقَالَ الْعَبَّاسُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ هٰذَا وَاللّٰهِ مَا أَسَرَنِي، لَقَدْ أَسَرَنِي رَجُلٌ أَجْلَحُ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ وَجْهًا، عَلَى فَرَسٍ أَبْلَقَ مَا أُرَاهُ فِي الْقَوْمِ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: أَنَا أَسَرْتُهُ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ!

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر ان لوگوں میں کوئی بھلا مانس ان کو اچھی بات کہنے والا ہوا تو وہ یہی سرخ اونٹ والا ہی ہو گا۔ حمزہ رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے بتلایا کہ یہ عتبہ بن ربیعہ ہے جو انہیں قتال سے منع کر رہا ہے اور ان سے کہہ رہا ہے لوگو! میں ایسے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جو مرنے پر تلے ہوئے ہیں، اور تم ان تک نہیں پہنچ سکو گے۔ اسی میں تمہاری خیر ہے، لوگو! تم لڑائی سے پیچھے ہٹنے کی عار میرے سر پر باندھو، اور کہہ دو کہ عتبہ بن ربیعہ نے بزدلی دکھائی، تم جانتے ہو کہ میں تم سے زیادہ بزدل نہیں ہوں، ابوجہل نے اس کی باتیں سنیں تو کہا ارے تم ایسی باتیں کہہ رہے ہو؟ کوئی دوسرا کہتا تو میں اس سے کہتا جا کر اپنے باپ کی شرم گاہ کو کاٹ کھاؤ، تمہارے دل میں تو خوف بھر گیا ہے۔ تو عتبہ نے کہا ارے اپنی دبر کو زعفران سے رنگنے والے کیا تو مجھے عار دلاتا ہے؟ آج تجھے پتہ چل جائے گا کہ ہم میں سے بزدل کون ہے؟ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں چنانچہ عتبہ اس کا بھائی شیبہ اور اس کا بیٹا ولید قومی حمیت وغیرت کے جذبہ سے مقابلے میں نکلے اور عتبہ نے پکارا، کون آئے گا ہمارے مقابلہ میں؟ تو چھ انصاری اس کے جواب میں سامنے آئے۔ تو عتبہ نے کہا ہم ان سے لڑنا نہیں چاہتے، ہم تو اپنے عم زاد بنو عبدالمطلب کو مقابلے کی دعوت دیتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ! تم اٹھو، حمزہ رضی اللہ عنہ اٹھو اور عبیدہ بن حارث بن مطلب رضی اللہ عنہ تم اُٹھو، تو اللہ تعالیٰ نے ربیعہ کے دونوں بیٹوں عتبہ اور شیبہ کو اور ولید بن عتبہ کو قتل کر دیا اور مسلمانوں میں سے عبیدہ رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے۔ مسلمانوں نے ستر کافروں کو قید اور ستر کو قتل کیا، ایک پست قد انصاری صحابی رضی اللہ عنہ عباس بن عبدالمطلب کو گرفتار کر لائے، تو عباس نے کہا اللہ کے رسول! ﷺ اللہ کی قسم مجھے اس نے نہیں بلکہ مجھے ایک ایسے

فَقَالَ: ((اسْكُتْ فَقَدْ أَيَّدَكَ اللّٰهُ تَعَالَى بِمَلَكٍ كَرِيمٍ۔)) فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: فَأَسَرْنَا وَأَسَرْنَا مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْعَبَّاسَ وعَقِيلًا وَنَوْفَلَ بْنَ الْحَارِثِ۔ (مسند احمد: ٩٤٨)

آدمی نے گرفتار کیا ہے جس کے سر کے دونوں پہلوؤں پر بال نہیں تھے۔ جو انتہائی حسین وجمیل تھا اور اس کے گھوڑے کی ٹانگیں رانوں تک سفید تھیں۔ وہ آدمی مجھے آپ لوگوں میں دکھائی نہیں دے رہا۔ تو انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کے رسول! اسے میں نے ہی گرفتار کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: خاموش رہو، اس سلسلہ میں اللہ نے اپنے ایک معزز فرشتے کے ذریعے تمہاری نصرت کی تھی۔ علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نے بہت سے کافروں کو اور بنوعبدالمطلب میں سے عباس، عقیل اور نوفل بن حارث کو گرفتار کیا تھا۔

(١٠٦٩٦)۔ عن ابْنِ عَبَّاسٍ، حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ، قَالَ: نَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى أَصْحَابِهِ، وَهُمْ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَنَيِّفٌ، وَنَظَرَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ فَإِذَا هُمْ أَلْفٌ وَزِيَادَةٌ، فَاسْتَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْقِبْلَةَ، ثُمَّ مَدَّ يَدَيْهِ وَعَلَيْهِ رِدَاؤُهُ وَإِزَارُهُ ثُمَّ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ أَيْنَ مَا وَعَدْتَنِي، اللّٰهُمَّ أَنْجِزْ مَا وَعَدْتَنِي، اللّٰهُمَّ إِنَّكَ إِنْ تُهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ، فَلَا تُعْبَدْ فِي الْأَرْضِ أَبَدًا۔)) قَالَ: فَمَا زَالَ يَسْتَغِيثُ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَيَدْعُوهُ حَتّٰى سَقَطَ رِدَاؤُهُ، فَأَتَاهُ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَرَدَّاهُ، ثُمَّ الْتَزَمَهُ مِنْ وَرَائِهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! كَفَاكَ مُنَاشَدَتُكَ رَبَّكَ، فَإِنَّهُ سَيُنْجِزُ لَكَ مَا وَعَدَكَ، وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بدر کے دن نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کی طرف دیکھا، جبکہ وہ تین سو سے کچھ زائد تھے، پھر آپ ﷺ نے مشرکوں کی طرف دیکھا اور وہ ایک ہزار سے زائد تھے، پھر آپ ﷺ قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے، ہاتھوں کو لمبا کیا، جبکہ آپ ﷺ نے ایک چادر اور ایک ازار زیب تن کیا ہوا تھا اور آپ ﷺ نے یہ دعا کی: ''اے اللہ! تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا، وہ کہاں ہے، اے اللہ! تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا، اس کو پورا کر دے، اے اللہ! اگر تو نے اہل اسلام کی اس جماعت کو ختم کر دیا تو زمین میں کبھی بھی تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔'' آپ ﷺ اپنے ربّ سے مدد طلب کرتے رہے اور دعا کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی چادر گر گئی، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے، انھوں نے آپ ﷺ کی چادر اٹھائی اور اس کو آپ ﷺ پر ڈال کر پیچھے سے آپ ﷺ کو پکڑ لیا اور پھر کہا: اے اللہ کے نبی! آپ نے اپنے ربّ سے جو مطالبہ کر لیا ہے، یہ آپ کو کافی ہے، اس نے آپ سے جو وعدہ کیا ہے،

(١٠٦٩٦) تخريج: أخرجه مسلم: ١٧٦٣ (انظر: ٢٠٨)

مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ﴾ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَئِذٍ وَالْتَقَوْا، فَهَزَمَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمُشْرِكِينَ، فَقُتِلَ مِنْهُمْ سَبْعُونَ رَجُلًا، وَأُسِرَ مِنْهُمْ سَبْعُونَ رَجُلًا، فَاسْتَشَارَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَبَا بَكْرٍ وَعَلِيًّا وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ هٰؤُلَاءِ بَنُو الْعَمِّ وَالْعَشِيرَةُ وَالْإِخْوَانُ، فَإِنِّي أَرٰى أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُمُ الْفِدْيَةَ، فَيَكُونُ مَا أَخَذْنَا مِنْهُمْ قُوَّةً لَنَا عَلَى الْكُفَّارِ، وَعَسَى اللّٰهُ أَنْ يَهْدِيَهُمْ، فَيَكُونُونَ لَنَا عَضُدًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا تَرٰى يَا ابْنَ الْخَطَّابِ؟)) قَالَ: قُلْتُ: وَاللّٰهِ! مَا أَرٰى مَا رَأٰى أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَلٰكِنِّي أَرٰى أَنْ تُمَكِّنَنِي مِنْ فُلَانٍ قَرِيبًا لِعُمَرَ، فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ، وَتُمَكِّنَ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ مِنْ عَقِيلٍ فَيَضْرِبَ عُنُقَهُ، وَتُمَكِّنَ حَمْزَةَ مِنْ فُلَانٍ أَخِيهِ فَيَضْرِبَ عُنُقَهُ حَتّٰى يَعْلَمَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَيْسَتْ فِي قُلُوبِنَا هَوَادَةٌ لِلْمُشْرِكِينَ، هٰؤُلَاءِ صَنَادِيدُهُمْ وَأَئِمَّتُهُمْ وَقَادَتُهُمْ، فَهَوِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَلَمْ يَهْوَ مَا قُلْتُ فَأَخَذَ مِنْهُمُ الْفِدَاءَ، فَلَمَّا أَنْ كَانَ مِنَ الْغَدِ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: غَدَوْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا هُوَ قَاعِدٌ وَأَبُوبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَإِذَا هُمَا يَبْكِيَانِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَخْبِرْنِي مَاذَا يُبْكِيكَ أَنْتَ وَصَاحِبَكَ؟

وہ عنقریب اس کو پورا کر دے گا، اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمایا: ﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ﴾...... ''اس وقت کو یاد کرو جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تمہاری سن لی کہ میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا، جو لگاتار چلے آئیں گے۔'' (سورۂ انفال: ۹) پھر جب اس دن دونوں لشکروں کی ٹکر ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو اس طرح شکست دی کہ ان کے ستر افراد مارے گئے اور ستر افراد قید کر لیے گئے، پھر رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو بکر، سیدنا علی اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہم سے قیدیوں کے بارے میں مشورہ کیا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! یہ لوگ ہمارے چچوں کے ہی بیٹے ہیں، اپنے رشتہ دار اور بھائی ہیں، میرا خیال تو یہ ہے کہ آپ ان سے فدیہ لے لیں، اس مال سے کافروں کے مقابلے میں ہماری قوت میں اضافہ ہوگا اور یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو بعد میں ہدایت دے دے، اس طرح یہ ہمارا سہارا بن جائیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابن خطاب! اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟'' انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے سے اتفاق نہیں کرتا، میرا خیال تو یہ ہے کہ فلاں آدمی، جو میرا رشتہ دار ہے، اس کو میرے حوالے کریں، میں اس کی گردن اڑاؤں گا، عقیل کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کریں، وہ اس کو قتل کریں گے، فلاں شخص کو سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کریں، وہ اس کی گردن قلم کریں گے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کو علم ہو جائے کہ ہمارے دلوں کے اندر مشرکوں کے لیے کوئی رحم دلی نہیں ہے، یہ قیدی مشرکوں کے سردار، حکمران اور قائد ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے پسند کی اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کو

فَإِنْ وَجَدْتُ بُكَاءً بَكَيْتُ وَإِنْ لَمْ أَجِدْ بُكَاءً تَبَاكَيْتُ لِبُكَائِكُمَا، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((الَّذِي عَرَضَ عَلَيَّ أَصْحَابُكَ مِنَ الْفِدَاءِ، لَقَدْ عُرِضَ عَلَيَّ عَذَابُكُمْ أَدْنٰى مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ لِشَجَرَةٍ قَرِيبَةٍ۔)) وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ...... إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ﴾ مِنَ الْفِدَاءِ ثُمَّ أُحِلَّ لَهُمُ الْغَنَائِمُ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ عُوقِبُوا بِمَا صَنَعُوا يَوْمَ بَدْرٍ مِنْ أَخْذِهِمُ الْفِدَاءَ، فَقُتِلَ مِنْهُمْ سَبْعُونَ، وَفَرَّ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ وَهُشِمَتِ الْبَيْضَةُ عَلٰى رَأْسِهِ، وَسَالَ الدَّمُ عَلٰى وَجْهِهِ، وَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُمْ مِثْلَيْهَا﴾ الْآيَةَ بِأَخْذِكُمُ الْفِدَاءَ۔ (مسند أحمد: ۲۰۸)

پسند نہیں کیا، اس لیے آپ ﷺ نے ان سے فدیہ لے لیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب اگلے دن میں نبی کریم ﷺ کے پاس گیا تو آپ اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ دونوں بیٹھے ہوئے رو رہے تھے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے اس چیز کے بارے میں بتائیں جو آپ کو اور آپ کے ساتھی کو رُلا رہی ہے؟ اگر مجھے بھی رونا آ گیا تو میں بھی روؤں گا اور اگر مجھے رونا نہ آیا تو تمہارے رونے کی وجہ سے رونے کی صورت بنا لوں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے ساتھیوں نے فدیہ لینے کے بارے میں جو رائے دی تھی، اس کی وجہ سے مجھ پر تمہارا عذاب پیش کیا گیا ہے، جو اس درخت سے قریب ہے۔'' اس سے آپ ﷺ کی مراد قریب والا ایک درخت تھا، اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں: ﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔ لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ ''نبی کے ہاتھ قیدی نہیں چاہییں جب تک کہ ملک میں اچھی خونریزی کی جنگ نہ ہو جائے، تم تو دنیا کے مال چاہتے ہو اور اللہ کا ارادہ آخرت کا ہے اور اللہ زور آور باحکمت ہے، اگر پہلے ہی سے اللہ کی طرف سے بات لکھی ہوئی نہ ہوتی تو جو کچھ تم نے لیا ہے اس بارے میں تمہیں کوئی بڑی سزا ہوتی۔'' (سورۂ انفال: ۶۷) پھر ان کے لیے مالِ غنیمت حلال کر دیا گیا، جب اگلے سال غزوۂ احد ہوا تو بدر والے دن فدیہ لینے کی سزا دی گئی اور ستر صحابہ شہید ہو گئے، نیز آپ ﷺ کے صحابہ آپ ﷺ سے بھاگ گئے، آپ ﷺ کے دانت شہید کر دیے گئے، آپ ﷺ کے سر پر خود کو توڑ دیا گیا اور آپ ﷺ کے چہرے پر خون بہنے لگا، پس اللہ تعالیٰ

نے یہ آیت نازل کی: ﴿اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.﴾ ''(کیا بات ہے کہ جب احد کے دن) تمہیں ایک ایسی تکلیف پہنچی کہ تم اس جیسی دو چند پہنچا چکے، تو یہ کہنے لگے کہ یہ کہاں سے آ گئی؟ آپ کہہ دیجئے کہ یہ خود تمہاری طرف سے ہے، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔'' (سورۂ آل عمران: ۱۶۵) یعنی فدیہ لینے کی وجہ سے۔

فوائد:...... غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی تعداد (۳۱۳، یا ۳۱۴، یا ۳۱۷) تھی اور کافروں کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی، پھر مسلمان نہتے اور بے سرو سامان تھے، جبکہ کافروں کے پاس اسلحہ کی بھی فراوانی تھی، ان حالات میں مسلمانوں کا سہارا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات تھی، جس سے وہ گڑگڑا کر مدد کی فریادیں کر رہے تھے، خود نبی کریم ﷺ الگ ایک خیمے میں نہایت الحاح و زاری سے مصروفِ دعا تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کی اور ایک ہزار فرشتے ایک دوسرے کے پیچھے مسلسل لگا تار مسلمانوں کی مدد کے لیے آ گئے۔

بدر کے قیدیوں کے بارے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جو مشورہ دیا تھا، وہی اللہ تعالیٰ کو پسند تھا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے نرم فیصلہ کرنے کی وجہ سے عتاب نازل ہوا۔

آخری آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اگر احد کے دن ستر صحابہ شہید ہو گئے تو تم اس سے پہلے بدر والے معرکے میں ستر کافر قتل کر چکے ہو اور ستر قیدی بند چکے ہے، جبکہ غزوۂ احد کی شکست کی وجہ تم خود ہو کہ رسول اللہ ﷺ کے تاکیدی حکم کے باوجود تم نے پہاڑی مورچہ چھوڑ دیا اور کافروں کو اسی درّے سے دوبارہ حملہ کرنے کا موقع مل گیا۔

(۱۰٦۹۷)۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ شَاوَرَ النَّاسَ يَوْمَ بَدْرٍ، فَتَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ تَكَلَّمَ عُمَرُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِيَّانَا تُرِيدُ؟ فَقَالَ الْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ أَمَرْتَنَا أَنْ نُخِيضَهَا الْبَحْرَ لَأَخَضْنَاهَا، وَلَوْ أَمَرْتَنَا أَنْ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن لوگوں سے مشاورت کی، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بات کی تو آپ نے منہ دوسری طرف موڑ لیا، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے بات کی، تو آپ ﷺ نے ان کی طرف سے بھی منہ موڑ لیا، تو انصار نے کہا اللہ کے رسول! آپ ہماری بات کے منتظر ہیں؟ تو مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا (دوسری روایت میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا نام ہے) اللہ کے رسول! اس ذات کی قسم جس

(۱۰٦۹۷) تخريج: أخرجه مطولا ومختصرا مسلم: ۲۸۷٤ (انظر: ۱۳۲۹٦)

نَضْرِبَ أَكْبَادَهَا إِلَى بَرْكِ الْغِمَادِ فَعَلْنَا فَشَأْنَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَنَدَبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَصْحَابَهُ، فَانْطَلَقَ حَتّٰى نَزَلَ بَدْرًا وَجَاءَتْ رَوَايَا قُرَيْشٍ، وَفِيهِمْ غُلَامٌ لِبَنِي الْحَجَّاجِ أَسْوَدُ، فَأَخَذَهُ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلُوهُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ وَأَصْحَابِهِ، فَقَالَ: أَمَّا أَبُو سُفْيَانَ فَلَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ، وَلٰكِنْ هٰذِهِ قُرَيْشٌ وَأَبُو جَهْلٍ وَأُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ قَدْ جَاءَتْ، فَيَضْرِبُونَهُ فَإِذَا ضَرَبُوهُ، قَالَ: نَعَمْ، هٰذَا أَبُو سُفْيَانَ، فَإِذَا تَرَكُوهُ فَسَأَلُوهُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، قَالَ: مَا لِي بِأَبِي سُفْيَانَ مِنْ عِلْمٍ، وَلٰكِنْ هٰذِهِ قُرَيْشٌ قَدْ جَاءَتْ، وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فَانْصَرَفَ فَقَالَ: ((إِنَّكُمْ لَتَضْرِبُونَهُ إِذَا صَدَقَكُمْ وَتَدَعُونَهُ إِذَا كَذَبَكُمْ۔)) وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ فَوَضَعَهَا، فَقَالَ: ((هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا، وَهٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔)) فَالْتَقَوْا فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، فَوَاللّٰهِ! مَا أَمَاطَ رَجُلٌ مِنْهُمْ عَنْ مَوْضِعِ كَفَّيِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فَخَرَجَ إِلَيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَقَدْ جَيَّفُوا، فَقَالَ: ((يَا أَبَا جَهْلٍ! يَا عُتْبَةُ! يَا شَيْبَةُ! يَا أُمَيَّةُ! قَدْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا؟ فَإِنِّي قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي رَبِّي حَقًّا۔)) فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! تَدْعُوهُمْ بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَقَدْ جَيَّفُوا، فَقَالَ:

کے ہاتھ میں میری جان ہے آپ اگر ہمیں سمندر میں کود جانے کا حکم فرمائیں تو ہم سمندر میں کود جائیں اور اگر آپ ہمیں برک الغماد تک اپنی سواریاں دوڑانے کا حکم دیں تو ہم اس کے لیے بھی حاضر ہیں۔ اللہ کے رسول! جو مقصد پیشِ نظر ہے اس کے لیے چلیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو روانگی کا حکم دیا۔ آپ روانہ ہو کر بدر کے مقام پر نزول فرما ہوئے، قریش کے پانی لانے والے اونٹ پر آدمی آئے۔ ان میں بنو حجاج کا ایک سیاہ فام غلام بھی تھا، اسے رسول اللہ ﷺ نے پکڑ لیا۔ مسلمانوں نے اس سے ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے متعلق دریافت کیا تو اس نے کہا ابوسفیان کے متعلق تو میں کچھ نہیں جانتا۔ البتہ قریش، ابوجہل اور امیہ بن خلف وغیرہ یہاں آئے ہوئے ہیں مسلمان اس کی بات سن کر اسے مارنے لگے مسلمانوں نے جب اسے مارا تو اس نے کہا ہاں ہاں ابو سفیان وہاں ہے، جب اسے مارنا چھوڑ کر اس سے ابوسفیان کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا مجھے تو ابوسفیان کے متعلق کچھ علم نہیں، البتہ قریش یہاں آئے ہوئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے۔ آپ نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا، وہ سچ کہتا ہے تو اسے مارتے ہو جھوٹ بولتا ہے تو چھوڑ دیتے ہو۔ اور رسول اللہ ﷺ نے کچھ جگہوں پر ہاتھ رکھ رکھ کر فرمایا، ان شاء اللہ کل فلاں آدمی یہاں مر کر گرے گا اور فلاں آدمی یہاں گرے گا۔ مسلمانوں اور کفار کا مقابلہ ہوا، اللہ تعالیٰ نے کفار کو شکست دی، اللہ کی قسم نبی کریم ﷺ کی ہتھیلیوں والی جگہوں سے کوئی بھی آدمی ادھر اُدھر نہ گرا۔ تین دن بعد نبی کریم ﷺ ان مردہ کافروں کی طرف گئے۔ ان کی لاشوں میں بدبو پڑ چکی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوجہل! اے عتبہ! اے شیبہ! اے امیہ! تمہارے رب نے تمہارے ساتھ جو وعدہ کیا تھا تم

((مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ غَيْرَ أَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ جَوَابًا، فَأَمَرَ بِهِمْ فَجُرُّوا بِأَرْجُلِهِمْ فَأُلْقُوا فِي قَلِيبِ بَدْرٍ۔)). (مسند احمد: ۱۳۳۲۹)

اسے سچ پا چکے ہو۔ میرے رب نے میرے ساتھ جو وعدہ کیا تھا میں نے اسے سچا پایا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کے رسول ﷺ ان کو مرے ہوئے تین دن گزر چکے ہیں۔ آپ ﷺ ان سے ہم کلام ہو رہے ہیں؟ جب کہ ان کے لاشو میں بدبو پڑ چکی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا میں ان سے جو کچھ کہہ رہا ہوں تم میری بات کو ان سے زیادہ نہیں سن رہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ یہ جواب دینے کی استطاعت نہیں رکھتے، چنانچہ آپ نے ان مردوں کے متعلق حکم صادر فرمایا، انہیں ٹانگوں سے پکڑ کر گھسیٹ کر بدر کے کنوئیں میں پھینک دیا گیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ اِهْتِمَامِ النَّبِيِّ ﷺ بِوَقْعَةِ بَدْرٍ وَاسْتِغَاثَتِهِ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَنُزُوْلِهِ مَعْمَعَةَ الْقِتَالِ بِنَفْسِهِ وَشُجَاعَتِهِ وَاتِّقَاءِ الْمُحَارِبِيْنَ بِهِ وَتَأْيِيْدِ اللّٰهِ بِالْمَلَائِكَةِ

نبی کریم ﷺ کا غزوۂ بدر کے متعلق اہتمام، اللہ تعالیٰ سے طلبِ نصرت، اور آپ کا بنفس نفیس میدانِ جنگ میں اترنا اور مجاہدین کا آپ کے پیچھے ہو کر زخمی ہونے سے بچنے کی کوشش کرنا اور اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کے ذریعے آپ کی نصرت فرمانے کا بیان

(۱۰۶۹۸)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ يَوْمَ بَدْرٍ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ، اللّٰهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ۔)) فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ فَقَالَ: حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَقَدْ أَلْحَحْتَ عَلٰى رَبِّكَ، وَهُوَ يَثِبُ فِي الدِّرْعِ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ: ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ﴾۔ (مسند احمد: ۳۰۴۲)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ اپنے قبہ کے اندر تشریف فرما تھے، آپ ﷺ نے یوں دعا کی: ''یا اللہ! میں تجھے تیرا کیا ہوا وعدہ یاد دلاتا ہوں، یا اللہ! اگر تو چاہتا ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے (تو ہمارے مخالفین کو ہم پر غلبہ دے اور ہمیں ان کے ہاتھوں قتل کرا دے۔)'' اتنے میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا ہاتھ تھام لیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اپنے رب سے خوب خوب دعائیں کر لی ہیں اور یہی کافی ہیں، نبی کریم ﷺ اپنی قمیض میں خوشی سے اچھلتے ہوئے فرما رہے تھے ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ﴾ ...... ''عنقریب مسلمانوں کی دشمن جماعتیں ہزیمت سے دوچار ہوں گی، اور وہ پیٹھ دے کر بھاگ جائیں گے۔''

(۱۰۶۹۸) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۹۱۵، ۳۹۵۳ (انظر: ۳۰۴۲)

(۱۰۶۹۹)۔ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ: مَا كَانَ فِيْنَا فَارِسٌ يَوْمَ بَدْرٍ غَيْرَ الْمِقْدَادِ، وَلَقَدْ رَاَيْتُنَا وَمَا فِيْنَا اِلَّا نَائِمٌ اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَحْتَ شَجَرَةٍ يُصَلِّيْ وَيَبْكِيْ حَتّٰى اَصْبَحَ۔ (مسند احمد: ۱۰۲۳)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن ہم مسلمانوں میں مقداد رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی گھڑ سوار نہ تھا اور رسول اللہ ﷺ کے سوا ہم میں سے ہر ایک کو نیند آ گئی تھی، آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے نماز پڑھ رہے تھے اور صبح تک اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ زاری کرتے رہے۔

(۱۰۷۰۰)۔ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ لَمَّا حَضَرَ الْبَاْسُ يَوْمَ بَدْرٍ، اِتَّقَيْنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَكَانَ مِنْ اَشَدِّ النَّاسِ، مَا كَانَ اَوْ لَمْ يَكُنْ اَحَدٌ اَقْرَبَ اِلَى الْمُشْرِكِيْنَ مِنْهُ۔ (مسند احمد: ۱۰۴۲)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن جب لڑائی شروع ہوئی تو ہم رسول اللہ ﷺ کو جا ملے، آپ ﷺ بہت بہادر تھے اور ہم میں سے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر مشرکین کے قریب تر اور کوئی نہ تھا۔

(۱۰۷۰۱)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: لَقَدْ رَاَيْتُنَا يَوْمَ بَدْرٍ، وَنَحْنُ نَلُوْذُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَهُوَ اَقْرَبُنَا اِلَى الْعَدُوِّ، وَكَانَ مِنْ اَشَدِّ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ بَاْسًا۔ (مسند احمد: ۶۵۴)

(دوسری سند) سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے بدر کے دن دیکھا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پناہ ڈھونڈتے تھے اور ہم سب کی بہ نسبت آپ ﷺ دشمن کے انتہائی قریب تھے، آپ ﷺ نے اس دن بہادری کے خوب جوہر دکھائے۔''

(۱۰۷۰۲)۔ عَنْ اَبِیْ صَالِحِ الْحَنَفِیِّ عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قِيْلَ لِعَلِیٍّ وَلِاَبِیْ بَكْرٍ يَوْمَ بَدْرٍ: مَعَ اَحَدِكُمَا جِبْرِيْلُ وَمَعَ الْآخَرِ مِيْكَائِيْلُ وَاِسْرَافِيْلُ، مَلَكٌ عَظِيْمٌ يَشْهَدُ الْقِتَالَ اَوْ قَالَ: يَشْهَدُ الصَّفَّ۔ (مسند احمد: ۱۲۵۷)

ابو صالح حنفی سے مروی ہے کہ بدر کے دن سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ تم میں سے ایک کے ساتھ جبریل اور دوسرے کے ساتھ میکائل اور اسرافیل بھی، یہ بہت بڑا فرشتہ ہے، جو لڑائی میں یا لڑائی کے وقت صف میں حاضر ہوتا ہے۔

(۱۰۷۰۳)۔ عَنْ اَبِیْ دَاوُدَ الْمَازِنِیِّ، وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا، قَالَ: اِنِّیْ لَاَتْبَعُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ لِاَضْرِبَهُ اِذَا وَقَعَ رَاْسُهُ قَبْلَ اَنْ

سیدنا ابو داود مازنی رضی اللہ عنہ، جو غزوۂ بدر میں شریک تھے، سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں ایک مشرک کو قتل کرنے کے لیے اس کے پیچھے لگا ہوا تھا کہ اچانک میری تلوار اس تک نہ پہنچے

(۱۰۶۹۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۷۷۸، ومسلم: ۱۷۰۷ (انظر: ۱۰۲۳)

(۱۰۷۰۰) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه ابویعلی: ۴۱۲، وابن ابی شیبة: ۱۴/ ۳۵۷ (انظر: ۱۰۴۲)

(۱۰۷۰۱) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۱۰۷۰۲) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم، أخرجه البزار: ۷۲۹، وابویعلی: ۳۴۰، والحاکم: ۳/ ۱۳۴ (انظر: ۱۲۵۷)

(۱۰۷۰۳) تخریج: اسناده ضعیف لابهام الواسطة بین اسحاق بن یسار وبین ابی داود الیمانی (انظر: ۲۳۷۷۸)

يَصِلَ إِلَيْهِ سَيْفِيْ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ قَدْ قَتَلَهُ غَيْرِيْ۔ (مسند احمد: ٢٤١٨٦)

سے پہلے ہی اس کا سر کٹ کر دور جا گرا، میں جان گیا کہ اسے میرے سوا کسی دوسرے نے قتل کیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مَقْتَلِ اللَّعِيْنِ اَبِيْ جَهْلٍ فِرْعَوْنِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَ فَرِحَ النَّبِيُّ ﷺ بِذٰلِكَ

اس امت کے فرعون ابوجہل ملعون کے قتل اور اس پر نبی کریم ﷺ کی خوشی کا بیان

(١٠٧٠٤)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ قَالَ: إِنِّي لَوَاقِفٌ يَوْمَ بَدْرٍ فِي الصَّفِّ، نَظَرْتُ عَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي، فَإِذَا أَنَا بَيْنَ غُلَامَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ حَدِيثَةٍ أَسْنَانُهُمَا، تَمَنَّيْتُ لَوْ كُنْتُ بَيْنَ أَضْلَعَ مِنْهُمَا فَغَمَزَنِي أَحَدُهُمَا، فَقَالَ: يَا عَمِّ! هَلْ تَعْرِفُ أَبَا جَهْلٍ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، وَمَا حَاجَتُكَ؟ يَا ابْنَ أَخِي؟ قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّهُ سَبَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ رَأَيْتُهُ لَمْ يُفَارِقْ سَوَادِي سَوَادَهُ حَتَّى يَمُوتَ الْأَعْجَلُ مِنَّا، قَالَ: فَغَمَزَنِي الْآخَرُ، فَقَالَ لِي مِثْلَهَا، قَالَ: فَتَعَجَّبْتُ لِذٰلِكَ، قَالَ: فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ نَظَرْتُ إِلٰى أَبِي جَهْلٍ يَجُولُ فِي النَّاسِ، فَقُلْتُ لَهُمَا: أَلَا تَرَيَانِ هٰذَا صَاحِبُكُمَا الَّذِي تَسْأَلَانِ عَنْهُ، فَابْتَدَرَاهُ فَاسْتَقْبَلَهُمَا فَضَرَبَاهُ حَتَّى قَتَلَاهُ، ثُمَّ انْصَرَفَا إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرَاهُ، فَقَالَ: ((أَيُّكُمَا قَتَلَهُ؟)) فَقَالَ: كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَنَا قَتَلْتُهُ، قَالَ: ((هَلْ مَسَحْتُمَا سَيْفَيْكُمَا؟)) قَالَا: لَا فَنَظَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي السَّيْفَيْنِ، فَقَالَ: ((كِلَاكُمَا قَتَلَهُ۔))

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بدر کے دن میں صف میں کھڑا تھا، میں نے دائیں بائیں دیکھا تو میں نے اپنے آپ کو دو نوعمر انصاری بچوں کے درمیان کھڑا ہوا پایا، میں نے سوچا کہ کاش میرے قریب ان نوعمر بچوں کی بجائے کوئی طاقت ور آدمی ہوتا، اتنے میں ان میں سے ایک نے مجھے متوجہ کر کے پوچھا چچا جان! کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں! لیکن بھتیجے! یہ تو بتلاؤ تمہیں اس سے کیا غرض ہے؟ وہ بولا: میں نے سنا ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دی ہوئی ہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو میں اس سے اس وقت تک جدا نہ ہوں گا، جب تک کہ ہم میں سے جس نے پہلے مرنا ہے وہ مر نہ جائے، اس کے ساتھ ہی دوسرے نوجوان لڑکے نے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا، اس نے بھی مجھ سے ویسی ہی بات کی، مجھے ان دونوں کی باتوں پر تعجب ہوا۔ اتنے میں میں نے ابوجہل کو دیکھا، وہ کافر لوگوں کے درمیان چکر لگا رہا تھا، میں نے ان دونوں سے کہا: کیا تم اس آدمی کو دیکھ رہے ہو؟ یہی وہ آدمی ہے جس کی بابت تم دریافت کر رہے ہو، وہ یہ سنتے ہی اس کی طرف لپکے، ابوجہل کا ان دونوں سے سامنا ہوا تو انہوں نے وار کر کے اسے قتل کر ڈالا، اور اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، اور سارا واقعہ آپ ﷺ کے گوش گزار کیا۔ آپ ﷺ نے ان سے

(١٠٧٠٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٣١٤١، ٣٩٦٤، ومسلم: ١٧٥٢ (انظر: ١٦٧٣)

وَقَضٰى بِسَلَبِهِ لِمُعَاذِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ، وَهُمَا مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ وَمُعَاذُ بْنُ عَفْرَاءَ۔ (مسند احمد: ۱۶۷۳)

دریافت فرمایا: ''تم میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے؟'' دونوں میں سے ہر ایک نے کہا کہ اسی نے قتل کیا ہے، آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تم نے اپنی تلواروں کو صاف کر لیا ہے؟'' انہوں نے کہا: جی نہیں، رسول اللہ ﷺ نے دونوں تلواروں کو دیکھا تو فرمایا: ''تم دونوں نے اسے قتل کیا ہے۔'' اور آپ ﷺ نے ابوجہل کا حاصل شدہ سامان کا فیصلہ سیدنا معاذ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے حق میں کیا، ان دونوں نوجوانوں کے نام سیدنا معاذ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ ہیں۔

فوائد: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابوجہل پر حملہ کرنے والے سیدنا معاذ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ ہیں، جبکہ اگلی حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ عفراء کے دو بیٹوں سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ اور سیدنا معوذ رضی اللہ عنہ نے یہ کارنامہ سرانجام دیا۔

ابن اسحاق جمع و تطبیق کی یہ صورت پیش کی ہے: عفراء کا بیٹا معوذ اور اس کا بھائی معاذ، ممکن ہے کہ سیدنا معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاذ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر ابوجہل پر حملہ کیا ہو، ان کے بعد سیدنا معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ نے اس کو کوئی ضرب لگائی ہو اور پھر سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کا سر کاٹ کر اسے جہنم رسید کر دیا ہو، اس طرح سے سارے اقوال اور روایات کے درمیان تطبیق ہو جاتی ہے۔

(۱۰۷۰۵)۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ: ((مَنْ يَنْظُرُ مَا فَعَلَ اَبُوْ جَهْلٍ؟)) فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَوَجَدَ اِبْنَيْ عَفْرَاءَ قَدْ ضَرَبَاهُ حَتّٰى بَرَدَ، (وَفِيْ رِوَايَةٍ: حَتّٰى بَرَكَ) فَاَخَذَ بِلِحْيَتِهِ فَقَالَ: اَنْتَ اَبُوْ جَهْلٍ! فَقَالَ: وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوْهُ اَوْ قَتَلَهُ اَهْلُهُ۔ (مسند احمد: ۱۲۱۶۷)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن فرمایا: ''کون ہے جو جا کر دیکھے کہ ابوجہل کیا کر رہا ہے؟'' سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ گئے، انہوں نے دیکھا کہ عفراء کے دو بیٹوں نے ابوجہل کو مار گرایا ہوا ہے تا آنکہ وہ ٹھنڈا ہونے یعنی مرنے کے قریب تھا، تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے اس کی ڈاڑھی سے پکڑ کر کہا: تو ہی ابوجہل ہے؟ ابوجہل نے کہا: تم نے جن جن لوگوں کو قتل کیا، کیا مجھ سے بڑھ کر بھی ان میں سے کوئی ہے؟ یا یوں کہا: کیا مجھ سے بڑھ کر بھی کوئی آدمی ایسا ہے، جسے اس کے خاندان والوں نے قتل کیا ہو؟

(۱۰۷۰۵) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۹۶۲، ومسلم: ۱۸۰۰ (انظر: ۱۲۱۴۳)

(١٠٧٠٦)۔ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: انْتَهَيْتُ إِلَى أَبِي جَهْلٍ يَوْمَ بَدْرٍ، وَقَدْ ضُرِبَتْ رِجْلُهُ، وَهُوَ صَرِيعٌ وَهُوَ يَذُبُّ النَّاسَ عَنْهُ بِسَيْفٍ لَهُ، فَقُلْتُ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَخْزَاكَ، يَا عَدُوَّ اللّٰهِ! فَقَالَ: هَلْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ قَتَلَهُ قَوْمُهُ، قَالَ: فَجَعَلْتُ أَتَنَاوَلُهُ بِسَيْفٍ لِي غَيْرِ طَائِلٍ، فَأَصَبْتُ يَدَهُ فَنَدَرَ سَيْفُهُ فَأَخَذْتُهُ فَضَرَبْتُهُ بِهِ حَتّٰى قَتَلْتُهُ، قَالَ: ثُمَّ خَرَجْتُ حَتّٰى أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ كَأَنَّمَا أُقَلُّ مِنَ الْأَرْضِ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ((آللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ۔)) قَالَ: فَرَدَّدَهَا ثَلَاثًا قَالَ: قُلْتُ: آللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، قَالَ فَخَرَجَ يَمْشِي مَعِي حَتّٰى قَامَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَخْزَاكَ، يَا عَدُوَّ اللّٰهِ! هٰذَا كَانَ فِرْعَوْنَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ۔)) قَالَ: وَزَادَ فِيهِ أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَنَفَّلَنِي سَيْفَهُ۔ (مسند احمد: ٤٢٤٦)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بدر کے دن میں ابوجہل کے پاس پہنچا، اس کی ٹانگ پر ضرب آئی ہوئی تھی اور وہ گرا پڑا تھا اور اس حال میں بھی اپنی تلوار سے لوگوں کو اپنے آپ سے دور بھگا رہا تھا، میں نے کہا: اے اللہ کے دشمن! اُس اللہ کا شکر ہے جس نے تجھے رسوا کیا، وہ بولا: میں وہی ہوں جسے اس کی اپنی قوم نے قتل کیا ہے۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس کی اس بات پر میں نے بلاتا خیر اپنی تلوار چلا کر اس کے ہاتھ پر ماری اور اس کی تلوار گر گئی۔ پھر میں نے اسے اچھی طرح پکڑ کر اسے مارا اور قتل کر ڈالا۔ پھر میں گرمی میں، خوشی خوشی چلتا ہوا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچا، خوشی کے مارے میرے پاؤں زمین پر نہیں لگ رہے تھے، میں نے آپ کو ساری بات بتلائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، کیا واقعی؟ آپ ﷺ نے اپنی بات کو تین بار دہرایا، میں نے عرض کیا: واقعی، اُس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! پھر آپ ﷺ میرے ساتھ چلتے ہوئے گئے یہاں تک کہ اس کی میت پر جا کھڑے ہوئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے دشمن! اللہ کا شکر ہے جس نے تجھے ذلیل و رسوا کیا، یہ اس امت کا فرعون تھا۔'' سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ابوجہل کی تلوار مجھے عنایت فرمائی۔

(١٠٧٠٧)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ اللّٰهَ قَدْ

(دوسری سند) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے ابوجہل کو

(١٠٧٠٦) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، ابو عبيدة لم يسمع من ابيه عبد الله بن مسعود، أخرجه ابن ابى شيبة: ١٤/ ٣٧٣، والطبرانى فى "المعجم الكبير": ٨٤٧٢ (انظر: ٤٢٤٦)

(١٠٧٠٧) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

قَتَلَ اَبَا جَهْلٍ، فَقَالَ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَصَرَ عَبْدَهُ وَاَعَزَّ دِيْنَهُ۔)) وَقَال مَرَّةً يَعْنِيْ أُمَيَّةَ: ((صَدَقَ عَبْدَهُ وَاَعَزَّ دِيْنَهُ۔)) وَفِيْ لَفْظٍ آخَرَ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهُ۔)) (مسند احمد: ۳۸۵٦)

ہلاک کر دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''سب تعریف اس اللہ کے لیے ہیں، جس نے اپنے بندے کی مدد کی اور اپنے دین کو عزت دی۔'' امیہ بن خالد راوی کے الفاظ یہ ہیں: ''سب تعریف اس اللہ کے لیے ہے، جس نے اپنے بندے کے ساتھ کیے ہوئے وعدہ کو پورا کیا اور اپنے دین کو عزت دی۔'' ایک اور روایت کے الفاظ یوں ہیں: ''سب تعریف اس اللہ کے لیے ہیں، جس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور اس اکیلے نے کفار کے تمام لشکروں کو شکست دی۔''

بَابُ إِخْبَارِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَصَارِعِ صَنَادِيْدِ قُرَيْشٍ قَبْلَ مَوْتِهِمْ وَرَمْيِ جُثَثِهِم فِي بِئْرٍ ثُمَّ نِدَائِهِ إِيَّاهُمْ بِالتَّقْرِيْعِ وَالتَّوْبِيْخِ

اس امر کا بیان کہ نبی کریم ﷺ نے سردارانِ قریش کی موت سے پہلے ہی ان کے گرنے کی جگہوں کے متعلق بتلا دیا تھا، نیز ان کی لاشوں کو کنوئیں میں پھینکنے اور پھر ان کو زجر و توبیخ کرتے ہوئے ان سے ہم کلام ہونے کا بیان

(۱۰۷۰۸)۔ عَنْ عُمَرَ ؓ عَنْ أَهْلِ بَدْرٍ قَالَ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيُرِينَا مَصَارِعَهُمْ بِالْأَمْسِ، يَقُولُ: ((هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى، وَهٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔)) قَالَ: فَجَعَلُوا يُصْرَعُونَ عَلَيْهَا، قَالَ: قُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! مَا أَخْطَئُوا تِيكَ كَانُوا يُصْرَعُونَ عَلَيْهَا، ثُمَّ أَمَرَ بِهِمْ فَطُرِحُوا فِي بِئْرٍ، فَانْطَلَقَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: ((يَا فُلَانُ! يَا فُلَانُ! هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ حَقًّا؟ فَإِنِّي وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي اللّٰهُ حَقًّا۔)) قَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَتُكَلِّمُ قَوْمًا قَدْ جَيَّفُوا؟

سیدنا عمر ؓ سے اہل بدر کے متعلق مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ بدر سے ایک دن پہلے ہمیں سردارانِ قریش کے گرنے اور پچھڑنے کے مقامات دکھا رہے تھے، اور فرماتے تھے: ''کل ان شاء اللہ فلاں کافر یہاں قتل ہو کر گرے گا، اور فلاں آدمی قتل ہو کر یہاں گرے گا، ان شاء اللہ۔'' سیدنا عمر ؓ نے بیان کیا کہ واقعی وہ لوگ انہی جگہوں پر گرے۔ میں (عمر) ؓ نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا! وہ ان مقامات سے بالکل اِدھر اُدھر نہیں گرے۔ پھر آپ ﷺ نے ان کی لاشوں کے متعلق حکم دیا تو انہیں گھسیٹ کر کنوئیں میں پھینک دیا گیا، آپ ﷺ ان کفار کی لاشوں کی طرف گئے اور فرمایا: اے فلاں! اے فلاں! تمہارے رب نے تمہارے ساتھ جو وعدہ کیا تھا، کیا تم نے

(۱۰۷۰۸) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۸۷۳ (انظر: ۱۸۲)

قَالَ: ((مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ، وَلٰكِنْ لَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يُجِيبُوا۔)) (مسند احمد: ١٨٢)

اسے سچ پالیا ہے، میرے ساتھ تو اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ کیا تھا، میں نے تو اسے پورا پالیا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا آپ ﷺ ایسے لوگوں سے ہم کلام ہیں جو مردہ ہو چکے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں ان سے جو کچھ کہہ رہا ہوں، تم ان کی بہ نسبت زیادہ نہیں سن رہے، لیکن وہ ان باتوں کا جواب نہیں دے سکتے۔''

فوائد:...... نبی کریم ﷺ نے وحی کی روشنی میں کفر کے سرداروں کے قتل کے بارے میں جیسے پیشین گوئی کی تھی، ایسے ہی ہوا۔

(١٠٧٠٩)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَمِعَ الْمُسْلِمُونَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يُنَادِي عَلَى قَلِيبِ بَدْرٍ: ((يَا أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ! يَا عُتْبَةُ بْنَ رَبِيعَةَ! يَا شَيْبَةُ بْنَ رَبِيعَةَ! يَا أُمَيَّةُ بْنَ خَلَفٍ! هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا، فَإِنِّي وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي رَبِّي حَقًّا؟)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! تُنَادِي قَوْمًا قَدْ جَيَّفُوا، قَالَ: ((مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ وَلٰكِنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يُجِيبُوا۔)) (مسند احمد: ١٢٠٤٣)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ کو بدر کے کنوئیں پر یوں کلام کرتے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوجہل بن ہشام! اے عتبہ بن ربیعہ! اے شیبہ بن ربیعہ! اے امیہ بن خلف! تمہارے رب نے تمہارے ساتھ جو وعدہ کیا تھا، کیا تم نے اسے پورا پا لیا ہے؟'' تو انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ ایسے لوگوں سے ہم کلام ہیں جو مردہ ہو چکے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں ان سے جو کہہ رہا ہوں، تم ان کی بہ نسبت زیادہ نہیں سن رہے ہو؟ لیکن وہ جواب دینے کی سکت نہیں رکھتے۔''

(١٠٧١٠)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: وَقَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْقَلِيبِ يَوْمَ بَدْرٍ، فَقَالَ: ((يَا فُلَانُ! يَا فُلَانُ! هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا؟ أَمَا وَاللّٰهِ! إِنَّهُمُ الْآنَ لَيَسْمَعُونَ كَلَامِي۔)) قَالَ يَحْيَى: فَقَالَتْ عَائِشَةُ: غَفَرَ اللّٰهُ لِأَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ، إِنَّهُ وَهِلَ، إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَاللّٰهِ!

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ بدر والے دن رسول اللہ ﷺ نے کنویں (جس میں کفار کے مقتولوں کو پھینک دیا گیا تھا) کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا: ''او فلاں! اوفلاں! تمہارے رب نے تمہارے ساتھ جو وعدہ کیا تھا کیا تم نے اسے درست پایا ہے؟ خبردار! اللہ کی قسم ہے کہ یہ لوگ اس وقت میرا کلام سن رہے ہیں۔ لیکن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ تعالیٰ ابو عبدالرحمن پر رحم فرمائے، وہ

(١٠٧٠٩) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه النسائى: ٤/ ١٠٩ (انظر: ١٢٠٢٠)
(١٠٧١٠) تخريج: أخرجه البخارى: ٣٩٧٩، ٣٩٨٠، ٣٩٨١، ومسلم: ٩٣٢ (انظر: ٤٨٦٤، ٤٩٥٨)

إِنَّهُمْ لَيَعْلَمُوْنَ الْآنَ أَنَّ الَّذِي كُنْتُ أَقُوْلُ لَهُمْ حَقًّا۔)) وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ: ﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى﴾ ﴿وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ۔﴾ (مسند احمد: ٤٨٦٤)

بھول گئے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے تو یہ فرمایا تھا کہ ''اب یہ جانتے ہیں کہ میں ان سے جو کچھ کہتا تھا، وہ حق تھا۔'' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بیشک تو مردوں کو نہیں سنا سکتا۔'' نیز فرمایا: ''جو لوگ قبروں میں ہیں، تو ان کو نہیں سنا سکتا۔''

فوائد:...... دیکھیں: حدیث نمبر (۳۳۵۵)

(١٠٧١١)۔ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: وَحُدِّثَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِبِضْعَةٍ وَعِشْرِيْنَ رَجُلًا مِنْ صَنَادِيدِ قُرَيْشٍ، فَأُلْقُوا فِي طُوًى مِنْ أَطْوَاءِ بَدْرٍ خَبِيثٍ مُخْبِثٍ، قَالَ: وَكَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلٰى قَوْمٍ أَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ، قَالَ: فَلَمَّا ظَهَرَ عَلٰى بَدْرٍ أَقَامَ ثَلَاثَ لَيَالٍ، حَتّٰى إِذَا كَانَ الثَّالِثُ أَمَرَ بِرَاحِلَتِهِ فَشُدَّتْ بِرَحْلِهَا ثُمَّ مَشٰى، وَاتَّبَعَهُ أَصْحَابُهُ قَالُوا: فَمَا نَرَاهُ يَنْطَلِقُ إِلَّا لِيَقْضِيَ حَاجَتَهُ، قَالَ: حَتّٰى قَامَ عَلٰى شَفَةِ الطُّوٰى، قَالَ: فَجَعَلَ يُنَادِيهِمْ بِأَسْمَائِهِمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ: ((يَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ! أَسَرَّكُمْ أَنَّكُمْ أَطَعْتُمُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا؟)) قَالَ عُمَرُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! مَا تُكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لَا أَرْوَاحَ فِيهَا؟ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُوْلُ مِنْهُمْ۔)) قَالَ قَتَادَةُ: أَحْيَاهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ حَتّٰى سَمِعُوا قَوْلَهُ تَوْبِيخًا وَتَصْغِيرًا وَنِقْمَةً۔ (مسند احمد: ١٢٤٩٨)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کو بیان کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ نے بیس سے زائد قریشی سرداروں کے متعلق حکم دیا اور انہیں بدر کے کنوؤں میں سے ایک کنوئیں میں پھینک دیا گیا۔ وہ کنواں بڑا خبیث اور گندا تھا، آپ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ جب آپ ﷺ کسی قوم پر فتح پاتے تو وہاں تین رات قیام فرماتے، اسی طرح آپ ﷺ جب بدر میں فتح یاب ہوئے تو آپ ﷺ نے وہاں بھی تین رات قیام فرمایا، جب تیسرا دن ہوا تو آپ ﷺ نے اپنی سواری کو تیار کرنے کا حکم فرمایا، پس آپ ﷺ روانہ ہوئے، صحابہ نے بھی آپ ﷺ کی پیروی کی، صحابہ کہتے ہیں کہ ہم سب نے سمجھا کہ آپ اپنی کسی ضروری حاجت کے لیے تشریف لے جا رہے ہیں۔ چلتے چلتے آپ اس کنوئیں کے کنارے پر جا رکے اور ان مقتول کفار قریش کو ان کے ناموں اور ان کے آباء کے ناموں کا ذکر کر کے ان کو پکارا اور یوں فرمایا: ''اے فلاں بن فلاں! کیا اب تمہیں یہ بات اچھی لگتی ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے؟ تمہارے رب نے تمہارے ساتھ جو وعدہ کیا تھا، کیا تم نے اسے سچا پالیا ہے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے نبی! کیا آپ ایسے اجسام سے ہم کلام ہو رہے ہیں، جن میں روحیں ہی نہیں ہیں؟ قتادہ کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زجر و توبیخ، رسوائی اور اظہار ناراضگی کے لیے ان کفار کو زندہ کر دیا تھا۔

(١٠٧١١) تخريج: أخرجه البخاري، ومسلم: ٢٨٧٥ عن انس بن مالك (انظر: ١٢٤٧١)

فوائد:...... دراصل اللہ تعالیٰ نے ان لاشوں میں آپ ﷺ کی آواز سننے کا ادراک پیدا کر دیا تھا، جس سے ان کی حسرت میں اضافہ ہوگا۔

(۱۰۷۱۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ بِأُولَئِكَ الرَّهْطِ، فَأُلْقُوا فِي الطُّوَى عُتْبَةُ وَأَبُو جَهْلٍ وَأَصْحَابُهُ، وَقَفَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ: ((جَزَاكُمُ اللّٰهُ شَرًّا مِنْ قَوْمِ نَبِيٍّ مَا كَانَ أَسْوَأَ الطَّرْدِ وَأَشَدَّ التَّكْذِيبِ۔)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَيْفَ تُكَلِّمُ قَوْمًا جَيَّفُوا؟ فَقَالَ: ((مَا أَنْتُمْ بِأَفْهَمَ لِقَوْلِي مِنْهُمْ أَوْ لَهُمْ أَفْهَمُ لِقَوْلِي مِنْكُمْ۔)) (مسند احمد: ۲۵۸۸٦)

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بدر میں نبی کریم ﷺ جب ان مقتول سردارانِ قریش عتبہ، ابوجہل اور ان کے ساتھیوں کے پاس سے گزرے، جنہیں کنوئیں میں پھینک دیا گیا تھا تو آپ ﷺ وہاں رک گئے اور فرمایا: ''تم ایک نبی کی ایسی قوم ہو، جو اس کے شدید مخالف اور بہت زیادہ تکذیب کرنے والے تھے، اللہ نے تمہیں بہت بُرا بدلہ دیا، میں ان سے جو کچھ کہہ رہا ہوں، تم ان کی نسبت میری بات کو زیادہ نہیں سن رہے ہو۔'' یا آپ ﷺ نے یوں فرمایا کہ ''وہ تمہاری بہ نسبت میری بات کو زیادہ سمجھ رہے ہیں۔''

(۱۰۷۱۳)۔ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالْقَتْلٰى أَنْ يُطْرَحُوا فِي الْقَلِيبِ، فَطُرِحُوا فِيهِ إِلَّا مَا كَانَ مِنْ أُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ فَإِنَّهُ انْتَفَخَ فِي دِرْعِهِ فَمَلَأَهَا، فَذَهَبُوا يُحَرِّكُوهُ فَتَزَايَلَ، فَأَقَرُّوهُ وَأَلْقَوْا عَلَيْهِ مَا غَيَّبَهُ مِنَ التُّرَابِ وَالْحِجَارَةِ، فَلَمَّا أَلْقَاهُمْ فِي الْقَلِيبِ وَقَفَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((يَا أَهْلَ الْقَلِيبِ! هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا، فَإِنِّي قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي رَبِّي حَقًّا۔)) فَقَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَتُكَلِّمُ قَوْمًا مَوْتٰى؟ قَالَ: فَقَالَ لَهُمْ: ((لَقَدْ عَلِمُوا أَنَّ مَا

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مقتولینِ بدر کو کنوئیں میں پھینک دیئے جانے کا حکم صادر فرمایا، پس ان کو اس میں پھینک دیا گیا۔ البتہ امیہ بن خلف اپنی زرہ کے اندر اس قدر پھول چکا تھا اور اس کے اندر پھنس گیا، جب صحابہ کرام نے اسے کھینچا تو اس کے اعضاء الگ ہو گئے، سو انھوں نے اسے ویسے ہی رہنے دیا اور اس پر پتھر اور مٹی ڈال کر اسے چھپا دیا، جب ان مقتولین کو کنوئیں میں ڈالا جا چکا تھا تو رسول اللہ ﷺ ان کے اوپر جا کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے کنوئیں والو! کیا تم نے اپنے رب کے وعدہ کو سچا پا لیا ہے؟ میرے رب نے میرے ساتھ جو وعدہ کیا تھا، میں نے تو اسے سچا پا لیا ہے۔'' صحابہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا آپ مردوں سے کلام کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ

(۱۰۷۱۲) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، ابراهيم بن يزيد النخعى لم يسمع من عائشة، ورواية مغيرة بن مقسم عنه ضعيفة (انظر: ۲۵۳۷۲)

(۱۰۷۱۳) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابن حبان: ۷۰۸۸، والحاكم: ۳/ ۲۲٤ (انظر: ۲٦۳٦۱)

وَعَدْتُهُمْ حَقٌّ۔)) قَالَتْ عَائِشَةُ: وَالنَّاسُ يَقُولُونَ لَقَدْ سَمِعُوا، مَا قُلْتُ لَهُمْ، وَإِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَقَدْ عَلِمُوا۔)) (مسند احمد: ٢٦٨٩٣)

لوگ جانتے ہیں کہ میں نے ان سے جو وعدہ کیا تھا یعنی ان سے جو کچھ کہا تھا وہ حق تھا۔'' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بھی فرمایا کہ لوگ اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان مقتولین نے آپ کی باتیں سن لی تھیں، میں نے تو ایسی کوئی بات نہیں کہی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''یہ لوگ اس بات کو جانتے ہیں۔''

فوائد:...... دیکھیں: حدیث نمبر (۳۳۵۵)

بَابُ إِخْبَارِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَصْرَعِ أُمَيَّةَ بْنِ خَلْفٍ فِيْ وَقْعَةِ بَدْرٍ وَتَبْلِيْغِهِ ذٰلِكَ قَبْلَ حُصُوْلِهِ وَلِذٰلِكَ قِصَّةٌ

اس امر کا بیان کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ بدر سے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ امیہ بن خلف قتل ہو کر گرے گا اور اس کی اطلاع اسے مل گئی تھی

(١٠٧١٤)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: انْطَلَقَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ مُعْتَمِرًا، فَنَزَلَ عَلٰى صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ، وَكَانَ أُمَيَّةُ إِذَا انْطَلَقَ إِلَى الشَّامِ فَمَرَّ بِالْمَدِينَةِ نَزَلَ عَلٰى سَعْدٍ، فَقَالَ أُمَيَّةُ لِسَعْدٍ: انْتَظِرْ حَتّٰى إِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ وَغَفَلَ النَّاسُ انْطَلَقْتَ فَطُفْتَ، فَبَيْنَمَا سَعْدٌ يَطُوفُ إِذْ أَتَاهُ أَبُو جَهْلٍ فَقَالَ: مَنْ هٰذَا يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ آمِنًا، قَالَ سَعْدٌ: أَنَا سَعْدٌ، فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ: تَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ آمِنًا: وَقَدْ آوَيْتُمْ مُحَمَّدًا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَتَلَاحَيَا، فَقَالَ أُمَيَّةُ لِسَعْدٍ: لَا تَرْفَعَنَّ صَوْتَكَ عَلٰى أَبِي الْحَكَمِ فَإِنَّهُ سَيِّدُ أَهْلِ الْوَادِي، فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: وَاللّٰهِ! إِنْ مَنَعْتَنِي أَنْ أَطُوفَ بِالْبَيْتِ لَأَقْطَعَنَّ إِلَيْكَ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ عمرہ کی غرض سے تشریف لے گئے، صفوان بن امیہ بن خلف کے ہاں مہمان ٹھہرے، امیہ بھی مکہ سے شام کی طرف جاتے ہوئے مدینہ منورہ سے گزرتے ہوئے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے ہاں قیام کیا کرتا تھا، امیہ نے سعد سے کہا: تم ابھی انتظار کرو، جب دوپہر ہو گی اور لوگ تھک جائیں گے تب جا کر طواف کر لینا، سیدنا سعد طواف کر رہے تھے کہ ابوجہل ان کے پاس آ گیا اور بولا یہ کون ہے، جو بڑے امن اور سکون کے ساتھ کعبہ کا طواف کر رہا ہے؟ سعد نے کہا: میں سعد ہوں۔ ابوجہل نے کہا: تو بڑے سکون سے طواف کر رہا ہے حالانکہ تم لوگوں نے محمد (ﷺ) کو پناہ دے رکھی ہے۔ دونوں میں تو تکار ہو گئی، تو امیہ نے سعد رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ ابو الحکم (یعنی ابوجہل) کے مقابلے میں آواز بلند نہ کریں، یہ یہاں کا سردار ہے۔ لیکن سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر تو نے مجھے

(١٠٧١٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٦٣٢، ٣٩٥٠ (انظر: ٣٧٩٤)

مَتْجَرَكَ إِلَى الشَّأْمِ، فَجَعَلَ أُمَيَّةُ يَقُولُ: لَا تَرْفَعَنَّ صَوْتَكَ عَلَى أَبِي الْحَكَمِ، وَجَعَلَ يُمْسِكُهُ، فَغَضِبَ سَعْدٌ فَقَالَ: دَعْنَا مِنْكَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَزْعُمُ أَنَّهُ قَاتِلُكَ، قَالَ: إِيَّايَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَاللَّهِ! مَا يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ، فَلَمَّا خَرَجُوا رَجَعَ إِلَى امْرَأَتِهِ، فَقَالَ: أَمَا عَلِمْتِ؟ مَا قَالَ لِيَ الْيَثْرِبِيُّ، فَأَخْبَرَهَا فَلَمَّا جَاءَ الصَّرِيخُ، وَخَرَجُوا إِلَى بَدْرٍ، قَالَتِ امْرَأَتُهُ: أَمَا تَذْكُرُ مَا قَالَ أَخُوكَ الْيَثْرِبِيُّ؟ فَأَرَادَ أَنْ لَا يَخْرُجَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو جَهْلٍ: إِنَّكَ مِنْ أَشْرَافِ الْوَادِي فَسِرْ مَعَنَا يَوْمًا أَوْ يَوْمَيْنِ، فَسَارَ مَعَهُمْ فَقَتَلَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ۔ (مسند احمد: ٣٧٩٤)

بیت اللہ کا طواف کرنے سے روکا تو میں شام کی طرف تمہارا تجارتی راستہ بند کر دوں گا۔ امیہ پھر سعد رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا اور اسے پکڑ کر روکنے لگا کہ ابو الحکم (یعنی ابوجہل) کے سامنے آواز بلند نہ کرو، سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا، وہ بولے مجھے چھوڑ دو، میں محمد ﷺ سے سن چکا ہوں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ تجھے قتل کر کے رہیں گے، امیہ نے کہا: کیا مجھے؟ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں، ہاں، امیہ نے کہا: اللہ کی قسم! محمد ﷺ کی بات غلط نہیں ہو سکتی، جب لوگ چلے گئے تو وہ اپنی بیوی کے پاس گیا اور کہا: کیا تیرے علم میں وہ بات آئی جو یثربی مہمان نے کہی ہے؟ اور پھر اسے ساری بات بتلائی، جب لڑائی کا اعلان ہوا اور لوگ بدر کی طرف جانے لگے تو امیہ کی بیوی نے اس سے کہا: کیا تمہیں وہ بات یاد نہیں ہے جو تمہارے یثربی بھائی نے کہی تھی؟ اس نے ایک دفعہ تو ارادہ کیا کہ لڑائی کے لیے نہ جائے، لیکن ابوجہل نے اس سے کہا تم یہاں کے سرداروں میں سے ہو، سو ہمارے ساتھ ایک دو دن کے لیے ضرور چلو، پس وہ ان کے ساتھ چل پڑا اور اللہ تعالیٰ نے اسے (بدر میں) ہلاکت سے دو چار کر دیا۔

فوائد:...... غزوۂ بدر سے پہلے آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں کسی موقع پر یہ پیشین گوئی کر دی تھی کہ امیہ بن خلف قتل ہوگا اور پھر ایسے ہی ہوا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَارِيخِ غَزْوَةِ بَدْرٍ وَعَدَدِ رِجَالِهَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ رضی اللہ عنہم وَأُمُورٍ مُتَفَرِّقَةٍ تَتَعَلَّقُ بِهَا

غزوۂ بدر کی تاریخ، اس غزوہ میں مہاجرین وانصار کی تعداد اور اس غزوہ سے متعلقہ متفرق امور کا بیان

(١٠٧١٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ أَهْلَ بَدْرٍ كَانُوا ثَلَاثَ مِائَةٍ وَثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا،

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل بدر کی کل تعداد تین سو تیرہ تھی، ان میں سے چھہتر (٧٦) مہاجرین تھے،

(١٠٧١٥) تخريج: اسناده ضعيف لضعف نصر بن باب وتدليس الحجاج، أخرجه البزار: ١٧٨٣، والطبراني: ١٢٠٨٣ (انظر: ٢٢٣٢)

وَكَانَ الْمُهَاجِرُونَ سِتَّةً وَسَبْعِينَ، وَكَانَ هَزِيمَةُ أَهْلِ بَدْرٍ لِسَبْعَ عَشْرَةَ مَضَيْنَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ۔ (مسند احمد: ۲۲۳۲)

کفار سترہ رمضان کو جمعہ کے دن ہزیمت سے دو چار ہوئے۔

(۱۰۷۱٦)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ حِينَ فَرَغَ مِنْ بَدْرٍ: عَلَيْكَ الْعِيرَ لَيْسَ دُونَهَا شَيْءٌ، قَالَ فَنَادَاهُ الْعَبَّاسُ وَهُوَ أَسِيرٌ فِي وَثَاقِهِ: لَا يَصْلُحُ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((لِمَ؟)) قَالَ: لِأَنَّ اللّٰهَ قَدْ وَعَدَكَ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ، وَقَدْ أَعْطَاكَ مَا وَعَدَكَ۔ (مسند احمد: ۲۸۷۳)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ غزوۂ بدر سے فارغ ہوئے تو کسی نے آپ ﷺ سے کہا: آپ ابوسفیان کے قافلہ کی خبر لیں، اب کوئی آپ کی مزاحمت نہیں کر سکے گا، لیکن عباس جو کہ اس وقت اسیر تھے اور بندھے ہوئے تھے، انہوں نے کہا: اب ابوسفیان کا پیچھا کرنا آپ کے شایانِ شان نہیں، نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ''وہ کیوں؟'' اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ دو گروہوں میں سے ایک کا وعدہ کیا تھا اور اس نے اپنے وعدے کے مطابق آپ کو ایک گروہ پر غلبہ دے دیا ہے۔

فوائد:...... لیکن یہ بات درست ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے ساتھ دو گروہوں میں سے ایک کا وعدہ کیا تھا، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللّٰهُ أَن يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ۔﴾ ...... ''اور جب اللہ تم سے دو گروہوں میں سے ایک کا وعدہ کر رہا تھا کہ یقیناً وہ تمھارے لیے ہوگا اور تم چاہتے تھے کہ جو کانٹے والا نہیں وہ تمھارے لیے ہو اور اللہ چاہتا تھا کہ حق کو اپنی باتوں کے ساتھ سچا کر دے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے۔'' (سورۂ انفال: ۷)

ایک گروہ سے مراد تجارتی قافلہ ہے کہ وہ لڑائی کے بغیر مسلمانوں کو مل جائے گا اور اس میں وافر مال و اسباب بھی ہوں گے۔

دوسرے گروہ سے مراد لشکرِ قریش ہے کہ اس کے ساتھ صحابہ کا مقابلہ ہوگا، جس میں مسلمان غالب آ جائیں گے اور ان کو مالِ غنیمت ملے گا۔

(۱۰۷۱۷)۔ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا الْتَقَيْنَا

سیدنا ابو اسید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بدر کے دن جب ہماری اور کفار کی مڈبھیڑ ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ہم

(۱۰۷۱٦) تخريج: رواية سماك عن عكرمة فيها اضطراب، أخرجه الترمذي: ۳۰۸۰ (انظر: ۲۸۷۳)
(۱۰۷۱۷) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۹۸٤، ۳۹۸۵ (انظر: ١٦٠٦٠)

نَحْنُ وَالْقَوْمُ يَوْمَ بَدْرٍ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ لَنَا: ((إِذَا أَكْثَبُوكُمْ (يَعْنِي غَشُوكُمْ) فَارْمُوهُمْ بِالنَّبْلِ۔)) وَأُرَاهُ قَالَ: ((وَاسْتَبْقُوا نَبْلَكُمْ۔)) (مسند احمد: ١٦١٥٧)

سے فرمایا: ''جب دشمن تمہارے اوپر چڑھ آئے یعنی بالکل قریب آ جائے تو تب تم ان پر تیر چلانا۔'' اور میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ''اندھا دھند تیر اندازی کرنے کی بجائے احتیاط سے تیر چلانا۔''

فوائد:...... لشکرِ اسلام میں اسلحہ کی قلت بھی تھی اور دور سے تیر فائر کر دینے سے تیر ضائع بھی ہوسکتا ہے، کیونکہ ممکن ہے کہ وہ دوری کی وجہ سے نشانے پر نہ لگے یا دشمن کو اس سے بچنے کا موقع مل جائے۔

(١٠٧١٨)۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: صَفَفْنَا يَوْمَ بَدْرٍ فَنَدَرَتْ مِنَّا نَادِرَةٌ (وَفِي رِوَايَةٍ: فَبَدَرَتْ مِنَّا بَادِرَةٌ) أَمَامَ الصَّفِّ، فَنَظَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَيْهِمْ فَقَالَ: ((مَعِي مَعِي۔)) (مسند احمد: ٢٣٩٦٥)

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن ہم نے صف بندی کی تو ہم میں سے بعض جلد بازوں نے جلدی کی اور صف سے آگے نکل گئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''میرے ساتھ ساتھ رہو۔''

فوائد:...... جنگ میں حسنِ نظام کو برقرار رکھنا انتہائی ضروری ہے، نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ مل کر جہاد کرتے تھے اور ساتھ ساتھ ان کی قیادت بھی کرتے تھے۔

(١٠٧١٩)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ: غَشِيَنَا النُّعَاسُ وَنَحْنُ فِي مَصَافِّنَا يَوْمَ بَدْرٍ، قَالَ أَبُو طَلْحَةَ: فَكُنْتُ فِيمَنْ غَشِيَهُ النُّعَاسُ يَوْمَئِذٍ، فَجَعَلَ سَيْفِي يَسْقُطُ مِنْ يَدِي وَآخُذُهُ، وَيَسْقُطُ وَآخُذُهُ۔ (مسند احمد: ١٦٤٧٠)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بدر کے دن ہم میدان جنگ میں تھے کہ ہمیں اونگھ نے آلیا، وہ کہتے ہیں کہ میں بھی اس دن انہی لوگوں میں شامل تھا، جن کو اونگھ آ گئی تھی، میری تلوار بار بار میرے ہاتھ سے چھوٹ کر جاتی تھی اور میں اسے سنبھالنے کی کوشش کرتا تھا۔

فوائد:...... اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت پر دلوں کا مطمئن ہونا اور اس کی ذات پر مکمل توکل اور بھروسہ کرنا، اس چیز کا نتیجہ تھا کہ دشمن سامنے ہونے کے باوجود لشکرِ اسلام کی یہ کیفیت تھی اور ان کو دشمن کا کوئی خوف و خطر نہیں تھا، حالانکہ ان کی تعداد بھی کم تھی اور جنگی ساز و سامان بھی کم تھا۔

(١٠٧٢٠)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بدر کے موقع پر

(١٠٧١٨) تخريج: حديث حسن، أخرجه الطبراني: ٤٠٥٦ (انظر: ٢٣٥٦٩)

(١٠٧١٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٥٦٢ (انظر: ١٦٣٥٧)

(١٠٧٢٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٩٥٥ (انظر: ١٨٦٣٣)

اِسْتَصْغَرَنِی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَا وَابْنَ عُمَرَ، فَرُدِدْنَا يَوْمَ بَدْرٍ۔ (مسند احمد: ۱۸۸۳٦)

رسول اللہ ﷺ مجھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کو کم عمر قرار دے کر ہمیں لڑائی سے واپس بھیج دیا تھا۔

فوائد:...... جنگ میں جنگجو کی قوت و طاقت، عزم وعزیمت اور عقل ورشد کی اشد ضرورت ہوتی ہے، جبکہ کم سن افراد ان صفات سے متصف نہیں ہوتے۔

(۱۰۷۲۱)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ بْنِ صُعَيْرٍ اَنَّ اَبَا جَهْلٍ قَالَ حِيْنَ الْتَقَى الْقَوْمُ: اَللّٰهُمَّ اَقْطَعَنَا الرَّحِمَ، وَآتَانَا بِمَا لَا نَعْرِفُهُ، فَأَحِنْهُ الْغَدَاةَ فَكَانَ الْمُسْتَفْتِحُ۔ (مسند احمد: ۲٤۰٦۱)

سیدنا عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن جب کفار اور مسلمان ایک دوسرے کے بالمقابل ہوئے تو ابو جہل نے کہا: یا اللہ! ہم میں سے جس نے قطع رحمی کی اور ہمارے پاس ایسی چیز لایا جسے ہم پہچانتے نہیں تو اسے کل صبح رسوا کر، چنانچہ اس کی یہی دعا مسلمانوں کی فتح کا نقطۂ آغاز ثابت ہوئی۔

فوائد:...... ابو جہل کی اس دعا کا مصداق وہ خود ٹھہرا، کیونکہ اسی نے قطع رحمی کی تھی اور وہ بتوں کی پوجا پاٹ کی صورت ایسا عمل کرتا تھا، جو انتہائی غیر معروف تھا، پس اس کے حق میں اس کی دعا قبول ہوئی اور وہ بری طرح رسوا ہوا۔ نبی کریم ﷺ تو صلہ رحمی کرنے والے تھے اور اس توحید کی تعلیم دینے والے تھے، جو جن وانس کی تخلیق کا مقصد ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ زِوَاجِ عَلِيٍّ بِفَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ رضی اللہ عنہما

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی سیّدہ فاطمۃ الزاہرا رضی اللہ عنہا سے شادی کرنے کا بیان

(۱۰۷۲۲)۔ (٦۹۳٦)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَرَدْتُ أَنْ أَخْطُبَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ابْنَتَهُ، فَقُلْتُ: مَا لِيْ مِنْ شَيْءٍ فَكَيْفَ؟ ثُمَّ ذَكَرْتُ صِلَتَهُ، وَعَائِدَتَهُ، فَخَطَبْتُهَا إِلَيْهِ، فَقَالَ: ((هَلْ لَكَ مِنْ شَيْءٍ؟)) قُلْتُ: لَا، قَالَ: ((فَأَيْنَ دِرْعُكَ الْحُطَمِيَّةُ الَّتِي أَعْطَيْتُكَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا؟)) قَالَ: هِيَ عِنْدِيْ، قَالَ: ((فَأَعْطِهَا إِيَّاهُ۔)) (مسند احمد: ٦۰۳)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے ارادہ کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کو آپ ﷺ کی بیٹی کے بارے میں پیغام بھیجوں، لیکن پھر میں نے سوچا کہ میرے پاس تو کوئی مال نہیں ہے، سو میں کیا کروں، پھر مجھے یاد آیا کہ آپ ﷺ تو صلہ رحمی کرتے ہیں اور بار بار ہمارے گھر آتے جاتے رہتے ہیں، پس میں نے آپ ﷺ کو یہ پیغام بھیج دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے پاس کوئی چیز ہے؟'' میں نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ حطمی زرہ کہاں ہے، جو میں نے تجھے فلاں دن دی تھی؟'' میں نے کہا: وہ میرے پاس ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہی فاطمہ کو دے دو۔''

(۱۰۷۲۱) تخريج: صحيح، أخرجه ابن ابى شيبة: ١٤/ ٣٥٩، والحاكم: ٢/ ٣٢٨ (انظر: ٢٣٦٦١)

(۱۰۷۲۲) تخريج: حسن لغيره، أخرجه بنحوه النسائي: ٣٣٧٧ (انظر: ٦٠٣)

فوائد:...... امام نسائی نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے: "نِحْلَةُ الْخَلْوَةِ" (شب زفاف کے موقع پر تحفہ دینے کا بیان)۔ امام نسائی کی تبویب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مذکورہ زرہ کو مہر سے الگ سمجھ رہے ہیں اور اسے رخصتی اور خلوت کا خصوصی تحفہ قرار دیتے ہیں، جبکہ بہت سے اہل علم کی رائے یہ ہے کہ یہ مہر ہی ہے، جو نکاح کی بجائے رخصتی کے موقع پر دیا گیا۔ واللہ اعلم۔

حطمی زرہ کی وجۂ تسمیہ کے بارے میں دو اقوال ہیں: (۱) یہ "حطم" کی طرف منسوب ہے، جس کے معانی توڑنے کے ہیں، کیونکہ یہ زرہ تلواروں کو توڑ دیتی تھی، یعنی جو تلوار اس پر لگتی، وہ ٹوٹ جاتی، یا (۲) یہ عبدالقیس کے ایک قبیلے حطمہ بن محارب کی طرف منسوب ہے، کیونکہ وہ لوگ یہ تلواریں بناتے تھے۔

(۱۰۷۲۳)۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا زَوَّجَهُ فَاطِمَةَ، بَعَثَ مَعَهُ بِخَمِيْلَةٍ وَوِسَادَةٍ مِنْ اَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ (وَفِيْ لَفْظٍ: لِيْفُ الْإِذْخِرِ) وَرَحْيَيْنِ وَسِقَاءٍ وَ جَرَّتَيْنِ، فَقَالَ عَلِيٌّ لِفَاطِمَةَ ذَاتَ يَوْمٍ: وَاللّٰهِ! لَقَدْ سَنَوْتُ حَتّٰى لَقَدِ اشْتَكَيْتُ صَدْرِيْ، قَالَ: وَقَدْ جَاءَ اللّٰهُ اَبَاكِ بِسَبْيٍ، فَاذْهَبِيْ فَاسْتَخْدِمِيْهِ، فَقَالَتْ: وَاَنَا وَاللّٰهِ! قَدْ طَحَنْتُ حَتّٰى مَجَلَتْ يَدَيَّ، فَاَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((مَا جَاءَ بِكِ اَيْ بُنَيَّةُ؟)) قَالَتْ: جِئْتُ لِاُسَلِّمَ عَلَيْكَ، وَاسْتَحْيَتْ اَنْ تَسْاَلَهُ وَرَجَعَتْ، فَقَالَ: مَا فَعَلْتِ؟ قَالَتْ: اسْتَحْيَيْتُ اَنْ اَسْاَلَهُ، فَاَتَيْنَا جَمِيْعًا، فَقَالَ عَلِيٌّ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ! لَقَدْ سَنَوْتُ حَتّٰى اشْتَكَيْتُ صَدْرِيْ، وَقَالَتْ فَاطِمَةُ: قَدْ طَحَنْتُ حَتّٰى مَجَلَتْ يَدَايَ وَقَدْ جَاءَكَ اللّٰهُ بِسَبْيٍ وَسِعَةٍ فَاَخْدِمْنَا، فَقَالَ

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا علی رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا تو آپ نے ان کے ہمراہ ایک اونی چادر، چمڑے کا ایک تکیہ، جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی تھی، دو چکیاں، ایک مشک اور دو مٹکے بھیجے، ایک دن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ باہر سے پانی لا لا کر اب تو میرا سینہ دکھنے لگا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کے والد کے پاس کچھ قیدی بھیج دیئے ہیں، تم جا کر ان سے ایک خادم طلب کر لو، انہوں نے کہا اللہ کی قسم! میرا بھی اب تو یہ حال ہو چکا ہے کہ آٹا پیسنے کے لیے چکی چلا چلا کر میرے ہاتھوں پر گٹے پڑ گئے ہیں یعنی ہاتھ بہت سخت ہو گئے ہیں۔ چنانچہ سیّدہ، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں گئیں۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا: "بیٹی! کیسے آنا ہوا؟" انہوں نے کہا میں تو محض سلام کہنے کی غرض سے آئی ہوں، اور کوئی چیز طلب کرنے سے جھجک گئیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا بنا؟ انہوں نے بتلایا: میں تو شرم کے مارے آپ سے کچھ نہیں مانگ سکی، پھر ہم دونوں آپ کی خدمت میں گئے، اس بار سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! باہر سے پانی لا لا کر میرا سینہ دکھنے لگا ہے، اور سیّدہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ چکی چلا چلا

(۱۰۷۲۳) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجہ ابن ماجہ: ٤١٥٢ (انظر: ٨٣٨)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَاللّٰهِ! لَا أُعْطِيكُمَا وَأَدَعُ أَهْلَ الصُّفَّةِ تَطْوِي بُطُوْنُهُمْ لَا أَجِدُ مَا أُنْفِقُ عَلَيْهِمْ، وَلٰكِنِّي أَبِيْعُهُمْ وَأُنْفِقُ عَلَيْهِمْ أَثْمَانَهُمْ۔)) فَرَجَعَا فَأَتَاهُمَا النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ دَخَلَا فِي قَطِيْفَتِهِمَا إِذَا غَطَّتْ رُءُوْسَهُمَا تَكَشَّفَتْ أَقْدَامُهُمَا، وَإِذَا غَطَّيَا أَقْدَامَهُمَا تَكَشَّفَتْ رُءُوْسُهُمَا فَثَارَا، فَقَالَ: ((مَكَانَكُمَا۔)) ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمَا بِخَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَانِيْ؟)) قَالَا: بَلٰى! فَقَالَ: ((كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيْهِنَّ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَام، فَقَالَ: تُسَبِّحَانِ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا، وَتَحْمَدَانِ عَشْرًا، وَتُكَبِّرَانِ عَشْرًا، وَإِذَا أَوَيْتُمَا إِلٰى فِرَاشِكُمَا فَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، وَكَبِّرَا أَرْبَعًا وَثَلَاثِيْنَ۔)) قَالَ: فَوَاللّٰهِ! مَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ عَلَّمَنِيْهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ ابْنُ الْكَوَّاءِ: وَلَا لَيْلَةَ صِفِّيْنَ، فَقَالَ قَاتَلَكُمُ اللّٰهُ، يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ! نَعَمْ، وَلَا لَيْلَةَ صِفِّيْنَ۔ (مسند احمد: ۸۳۸)

کر میرے ہاتھوں پر گٹے پڑ گئے ہیں، اب اللہ نے آپ کے پاس قیدی بھیجے ہیں اور آپ کو مالی طور پر خوش حال کر دیا ہے، پس آپ ہمیں ایک خادم عنایت کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں تمہیں خادم نہیں دے سکتا، جب کہ اہلِ صفہ کا حال یہ ہے کہ بھوک کے مارے ان کے پیٹ بل کھاتے ہیں اور میرے پاس اس قدر گنجائش نہیں کہ ان پر کچھ خرچ کر سکوں، یہ جو قیدی آئے ہیں، میں انہیں فروخت کر کے ان سے حاصل ہونے والی رقم اصحاب صفہ پر خرچ کروں گا۔'' یہ سن کر وہ دونوں لوٹ آئے، بعد میں نبی کریم ﷺ ان کے ہاں ایسے وقت تشریف لے گئے، جب وہ اپنی چادر میں داخل ہو چکے تھے، اور اس چادر کا بھی یہ حال تھا کہ وہ چادر ان کے سروں کو ڈھانپتی تو ان کے پاؤں ننگے ہو جاتے اور جب وہ دونوں اپنے کے پاؤں ڈھانپتے تو ان کے سر ننگے رہ جاتے، وہ اٹھ کر بیٹھنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بات نہیں، تم اپنی جگہ پر ہی رہو۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''آپ لوگوں نے مجھ سے جو کچھ طلب کیا تھا، اب کیا میں تمہیں اس سے بہتر بات نہ بتلاؤں؟'' دونوں نے کہا: ضرور، ضرور، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ چند کلمات ہیں جو جبریل علیہ السلام نے مجھے سکھائے ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰه، دس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰه، اور دس مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَر کہہ لیا کرو اور جب تم سونے کے لیے بستر پر آؤ تو ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰه، ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰه اور ۳۴ مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَر کہہ لیا کرو۔'' سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب سے اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے یہ کلمات سکھائے ہیں، میں نے انہیں ترک نہیں کیا۔ یہ سن کر عبداللہ بن کواء نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ نے جنگ صفین والی رات کو بھی انہیں ترک نہیں کیا تھا؟

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اہل عراق! اللہ تمہیں ہلاک کرے، ہاں صفین کی شب کو بھی میں نے اس عمل کو ترک نہیں کیا۔

فوائد:...... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جہیز میں حاجت وضرورت کے مطابق کچھ چیزیں دی جا سکتی ہے، لیکن اس میں تکلف اور وسعت اختیار کرنا ہر لحاظ سے انتہائی ناپسندیدہ ہے، جیسا کہ دورِ حاضر میں ہو رہا ہے، امیر لوگ اس سلسلے میں فخر ومباہات میں پڑے ہوئے ہیں، غریب لوگ انتہائی پریشانی میں بھیک مانگ کر بچی کی شادی کی تیاری کر رہے ہیں اور درمیانی قسم کے لوگ مقروض ہو کر اپنی زندگیوں کا سکون غارت کر رہے ہیں۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ((فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ وَفِرَاشٌ لِامْرَأَتِهِ وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ۔)) ...... ''ایک بستر مرد کے لیے ہوتا ہے، ایک اس کی بیوی کے لیے، تیسرا مہمان کے لیے اور چوتھا شیطان کے لیے ہوتا ہے۔'' (صحیح مسلم: ۳۸۸۶)

امام نووی نے کہا: علمائے اسلام کا نظریہ ہے کہ ان احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب لوگ اس سلسلے حاجت اور ضرورت سے بڑھ کر کام کریں گے تو وہ مباہات، تکبر اور دنیوی زینت کے لیے ہوگا اور اس قسم کی چیز مذموم ہوتی ہے، جس کو شیطان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، کیونکہ وہی اس سے راضی ہوتا ہے، لوگوں کو اس قسم کے وسوسے ڈالتا ہے اور ان کو ان کی کاروائیاں خوبصورت بنا کر دکھاتا ہے۔

قارئین کرام! ذہن نشین کر لیں کہ دورِ حاضر کے پر تکلف جہیز، پر اہتمام باراتیں اور رسمیں اور بڑے بڑے ولیمے ایسی ایسی صورتیں اختیار کر چکے ہیں کہ ان کا مقصد نمود ونمائش اور فخر ومباہات کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور ان امور کی بنیاد سنتِ رسول نہیں ہے، انتہائی کنجوس اور بخیل لوگوں کو ان موقعوں پر کھلے دل سے خرچ کرتے ہوئے پایا گیا ہے، بھلا کیوں؟ کچھ دن پہلے کی بات ہے کہ ایک آدمی نے اپنے ولیمہ پر پندرہ سو افراد کو دعوت دی اور مٹن اور چکن سمیت تین قسم کی ڈشیں تیار کروائیں اور تین چار دن شادی کا یہ سلسلہ جاری ہے، اس آدمی نے اپنے ایک انتہائی غریب اور معذور رشتہ دار سے پچیس ہزار روپے کا قرض لینا تھا، جونہی وہ شادی سے فارغ ہوا تو اس نے اپنے اس رشتہ دار کے گھر پہنچ کر اپنے قرض کا مطالبہ شروع کر دیا، اس بیچارے نے ضرورت کی گندم بیچ کر اور کچھ رقم ادھار پر لے کر اس کا قرض اتارا۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر باراتوں اور ولیموں پر لاکھوں روپے لٹانا سنت ہے تو کسی محتاج رشتہ دار کو چند ہزار روپے معاف کیوں نہیں کیے جا سکتے یا اس کو چند ماہ کی مزید رخصت کیوں نہیں دی جاتی؟ کون سمجھے روحِ اسلام کو اور پھر کہاں سے لائے جواب؟ یہی معاملہ جہیز کا ہے، ایسی بے غیرتی رقص کناں ہیں کہ لڑکے کی طرف سے باقاعدہ جہیز کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور اس طرح وہ شریعت کی نگاہ میں مذموم بھکاری بنتا ہے۔

(۱۰۷۲۴)۔ أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي ابْنُ   سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ

(۱۰۷۲٤) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۰۸۹، ۲۳۷۵، ۳۰۹۱، ومسلم: ۱۹۷۹ (انظر: ۱۲۰۱)

شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: أَصَبْتُ شَارِفًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَغْنَمِ يَوْمَ بَدْرٍ، وَأَعْطَانِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَارِفًا أُخْرَى، فَأَنَخْتُهُمَا يَوْمًا عِنْدَ بَابِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَحْمِلَ عَلَيْهِمَا إِذْخِرًا لِأَبِيعَهُ وَمَعِي صَائِغٌ مِنْ بَنِي قَيْنُقَاعَ لِأَسْتَعِينَ بِهِ عَلَى وَلِيمَةِ فَاطِمَةَ، وَحَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَشْرَبُ فِي ذَلِكَ الْبَيْتِ، فَثَارَ إِلَيْهِمَا حَمْزَةُ بِالسَّيْفِ فَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا، ثُمَّ أَخَذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا، قُلْتُ لِابْنِ شِهَابٍ: وَمِنَ السَّنَامِ؟ قَالَ: جَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا، فَذَهَبَ بِهَا، قَالَ: فَنَظَرْتُ إِلَى مَنْظَرٍ أَفْظَعَنِي، فَأَتَيْتُ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ، فَخَرَجَ وَمَعَهُ زَيْدٌ فَانْطَلَقَ مَعَهُ فَدَخَلَ عَلَى حَمْزَةَ فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ، فَرَفَعَ حَمْزَةُ بَصَرَهُ فَقَالَ: هَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيدٌ لِأَبِي، فَرَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُقَهْقِرُ حَتَّى خَرَجَ عَنْهُمْ وَذَلِكَ قَبْلَ تَحْرِيمِ الْخَمْرِ.

(مسند احمد: ١٢٠١)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: غزوۂ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ کی معیت میں مجھے مالِ غنیمت میں سے ایک اونٹ ملا، اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے ایک اور اونٹ عطا فرمایا تھا، میں نے ایک دن دونوں اونٹوں کو ایک انصاری کے دروازے کے پاس بٹھایا۔ میں اذخر گھاس کاٹ کر ان پر لاد کر لے جا کر بیچنا چاہتا تھا۔ میرے ہمراہ بنو قینقاع کا ایک صراف شخص بھی تھا، میں اس سے حاصل ہونے والی رقم کو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ولیمہ پر خرچ کرنا چاہتا تھا۔ انصاری کے اس گھر میں سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بیٹھے شراب نوشی کر رہے تھے کہ اچانک وہ تلوار لے کر اُٹھے اور اونٹوں کی طرف لپک کر ان کے کوہان کاٹ ڈالے اور ان کی کوکھیں چاک کر دیں اور ان کے جگر نکال کر چلتے بنے۔ ابن جریج راوی کہتے ہیں: میں نے اپنے شیخ زہری سے دریافت کیا کہ کوہانوں کا کیا بنا؟ انہوں نے کہا: انہیں بھی وہ کاٹ کر ساتھ لے گئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں یہ منظر دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا اور گھبرا گیا، میں اسی وقت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچا، اس وقت سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے۔ میں نے سارا واقعہ آپ ﷺ کے گوش گزار کیا، رسول اللہ ﷺ اور سیدنا زید رضی اللہ عنہ وہاں سے روانہ ہو کر سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی طرف گئے اور ناراضگی کا اظہار فرمایا، سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنی نظروں کو گھمایا اور کہنے لگے: تم لوگ تو میرے باپ کے غلام ہو۔ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ الٹے پاؤں واپس ہو کر واپس لوٹ آئے۔ یہ واقعہ شراب کی حرمت سے پہلے کا ہے۔

فوائد:...... الٹے پاؤں لوٹنے کی وجہ یہ تھی کہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نشے میں تھے اور ان کا آپ ﷺ کو نقصان پہنچا دینا ممکن تھا، اس لیے آپ ﷺ نے ان پر نظر رکھی اور پیچھے کو ہٹ گئے۔

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے باپ عبد المطلب تھے، جبکہ وہ آپ ﷺ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دادے تھے اور دادا کو سید اور آقا بھی کہا جاتا ہے، سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ وہ رشتے اور نسب میں عبد المطلب کے زیادہ قریب ہیں۔

حَوَادِثِ السَّنَةِ الثَّالِثَةِ مِنَ الْهِجْرَةِ
۳ ہجری کے اہم واقعات

مَاجَاءَ فِیْ قَتْلِ كَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ
کعب بن اشرف یہودی کے قتل کا بیان

(۱۰۷۲۵)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَشٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ، ثُمَّ وَجَّهَهُمْ وَقَالَ: ((انْطَلِقُوْا عَلَى اسْمِ اللّٰهِ، وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَعِنْهُمْ۔)) (يَعْنِى النَّفَرَ الَّذِيْنَ وَجَّهَهُمْ اِلٰى كَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ)۔ (مسند احمد: ۲۳۹۱)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بقیع الغرقد میں تشریف لے گئے اور صحابہ کرام کو ان کے مشن کے لیے روانہ کرتے ہوئے فرمایا: ''تم اللہ کا نام لے کر چل پڑو۔ اور یہ دعا فرمائی: یا اللہ ان کی مدد فرمانا۔'' (یہ وہ گروہ تھا، جس کو آپ ﷺ نے کعب بن اشرف کی طرف روانہ کیا تھا۔)

فوائد:…… یہ واقعہ صحیح بخاری، سیرت ابن اسحاق اور سیرت موسیٰ بن عقبہ میں بیان ہوا ہے، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے البدایہ والنہایہ میں ہجرت کے تیسرے سال کے واقعات کے ضمن میں اسے ذکر کیا ہے، ابن اسحاق کا بیان ہے کہ کعب بن اشرف قبیلہ بنونبہان کی ایک شاخ بنوطی کا فرد تھا اور اس کی ماں قبیلہ بنونضیر سے تھی۔ اللہ تعالیٰ نے بدر میں جب نبی کریم ﷺ کو فتح دے کر عزت سے سرفراز فرمایا تو کعب حسد کی آگ میں جلنے لگا اور اس کے کینہ وبغض میں مزید اضافہ ہوگیا۔ اس نے مکہ جا کر قریش سے اظہار ہمدردی کیا، ان کے مقتولین کے مرثیے کہے اور انہیں مسلمانوں کے خلاف اکسایا، پھر مدینہ منورہ میں آ کر اپنے قصیدوں میں مسلم خواتین کا انتہائی بے ہودگی کے ساتھ ذکر کرنے لگا اس کے رویہ کو دیکھ کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے جو کعب سے اس کی ان سرگرمیوں کا انتقام لے؟ اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو بہت ایذا پہنچائی ہے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اسے قتل کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' انہوں نے عرض کیا: آپ مجھے اجازت دیں تاکہ میں اس کے پاس جا کر کچھ ایسی باتیں کر سکوں جن سے وہ خوش ہو جائے اور کسی حد تک میں آپ کے خلاف بھی بات کر سکوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم جا کر جو چاہو کہہ سکتے ہو۔'' اس کے بعد سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کعب بن اشرف کے قتل کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کئے ہوئے وعدہ کو پورا کرنے کے لیے سوچ بچار اور منصوبہ بندی کرتے رہے، اس سلسلہ میں وہ کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی ابو نائلہ سلکان بن سلامہ بن وقش، عباد بن بشر بن وقش، حارث بن اوس بن معاذ اور ابوعیسیٰ بن جبر کے پاس گئے اور کعب بن اشرف کے قتل کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کئے

(۱۰۷۲۵) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الطبراني: ۱۱۵۵٤، والبزار: ۱۸۰۱، والحاكم: ۲/ ۹۸ (انظر: ۲۳۹۱)

ہوئے اپنے وعدے کا ان حضرات سے ذکر کیا۔ سب نے ان سے موافقت کی اور کہا ہم سب اس کام کے لیے حاضر ہیں، یہ سب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس کے پاس جا کر ہمیں کچھ نار وا باتیں کرنا پڑیں گی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم جو چاہو کہہ لو، وہ تمہیں معاف ہیں۔'' چنانچہ یہ لوگ روانہ ہو کر کعب بن اشرف کے قلعہ پر پہنچے، انہوں نے سب سے پہلے ابو نائلہ سلکان بن سلمہ کو آگے بھیجا، اس نے وہاں جا کر اللہ کے دشمن کعب بن اشرف سے کچھ دیر گفتگو کی۔ آپس میں شعروں کا تبادلہ کیا۔ ابو نائلہ بھی شعر و شاعری کرتے تھے، باتوں باتوں میں انہوں نے کعب سے کہا: ابن اشرف! میں تو آپ کے پاس ایک کام کی غرض سے آیا ہوں۔ میں آپ سے اس کا ذکر کرتا ہوں، براہ مہربانی آپ کسی سے اس کا ذکر نہ کریں۔ کعب نے کہا ٹھیک ہے۔ تم اپنی بات کہو، انہوں نے کہا کہ اس شخص یعنی محمد ﷺ کی یہاں آمد تو ہمارے لیے مصیبت بن گئی ہے۔ سب عرب ہمارے دشمن ہو گئے ہیں، اور ہمیں ایسے الگ کر دیا ہے جیسے کمان سے تیر کو الگ اور لاتعلق کر دیا جاتا ہے۔ ہم ہر طرح سے غیر محفوظ ہو گئے ہیں۔ راستے پر خطر ہیں، اہل و عیال مشکلات کا شکار ہیں اور ہم سب پریشانیوں میں مبتلا ہیں کعب بولا، میں اشرف کا بیٹا ہوں، اللہ کی قسم! ابن سلامہ! میں تم سے کہا کرتا تھا کہ صورت حال اسی طرح ہو جائے گی، جیسے میں کہتا ہوں، سلکان بولے میں چاہتا ہوں کہ آپ ہمیں طعام دیں اور ہم اپنی کوئی چیز آپ کے پاس گروی رکھ دیں۔ ہم آپ سے پختہ وعدہ کریں اور آپ اس مشکل میں ہمارے کام آئیں گے۔ کعب نے کہا: تم لوگ اپنے بیٹوں کو میرے پاس گروی رکھ دو، سلکان رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا اس طرح آپ ہمیں سب لوگوں میں رسوا کرنا چاہتے ہیں؟ میرے ساتھ اور بھی کچھ لوگ ہیں ان کے خیالات بھی میری طرح ہی ہیں، میں انہیں بھی آپ کے پاس لانا چاہتا ہوں، آپ انہیں بھی کھانا دیں اور اچھا برتاؤ کریں۔ ہم آپ کے پاس ہتھیار گروی رکھ دیں گے۔ سلکان رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ جب ہم لوگ ہتھیار لے کر اس کے پاس آئیں تو وہ اس صورت حال سے کچھ اور نہ سمجھ لے، کعب نے کہا: ٹھیک ہے ہتھیاروں کے عوض میں اپنی بات پوری کر دوں گا، اس کے بعد سلکان رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے پاس آئے اور ساری بات ان کو سنائی، اور ان سے کہا کہ وہ اپنے ہتھیار جمع کر لیں، پھر اکٹھے اس کے پاس جائیں گے، اس کے پاس جانے سے پہلے، وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہوئے۔ ابن اسحاق کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ان کے ہمراہ بقیع الغرقد تک تشریف لے گئے، اس کے بعد آپ اپنے گھر کو واپس چلے گئے، وہ ایک چاندنی رات تھی، یہ لوگ کعب کے قلعہ کے قریب پہنچے، کعب اپنی بیوی کے پاس تھا کہ ابو نائلہ نے اسے باہر سے آواز دی۔ ابو نائلہ رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر کعب چادر سمیت جلدی سے اٹھا، اس کی بیوی نے اس کی چادر کا کونا پکڑا کر کہا آپ کے بہت سے لوگ مخالف ہیں، ایسے لوگ ایسے وقت حفاظتی انتظام کے بغیر یوں ہی نہیں جایا کرتے، کعب نے کہا ایسی کوئی بات نہیں، یہ ابو نائلہ ہے اگر میں سویا ہوا ہوتا تو وہ مجھے نہ جگاتا اس کی بیوی نے کہا مجھے تو اس کی آواز سے خوف محسوس ہو رہا ہے۔ صحیح البخاری کے الفاظ ہیں کہ مجھے تو اس کی آواز سے خون کی بو آ رہی ہے کعب نے کہا نہیں نہیں وہ تو میرا رضاعی بھائی ابو نائلہ محمد بن مسلمہ ہے کسی شریف آدمی کو رات کے وقت اگر نیزے مارنے کے

لیے بھی بلایا جائے تو وہ ایسی پکار کا انکار نہیں کرتا۔ وہ چادر لپیٹے اسی حالت میں ان کی طرف گیا، اس سے خوشبو کے بھبھوکے آ رہے تھے، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے آج تک ایسی عمدہ خوشبو نہیں دیکھی یہ سن کر وہ پھولا نہ سمایا اور فخر سے کہنے لگا میری ایک بیوی تمام اہلِ عرب سے بڑھ کر عمدہ خوشبو تیار کرتی ہے، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا اجازت ہو تو میں آپ کا سر سونگھ سکتا ہوں؟ کعب نے کہا ہاں ہاں کوئی بات نہیں پھر باقی لوگوں نے بھی باری باری اسے سونگھا، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے ایک بار پھر کہا اجازت ہو تو میں ایک بار پھر سونگھ لوں؟ کعب نے کہا ہاں ہاں کوئی بات نہیں اس بہانے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اسے اچھی طرح قابو کر لیا اور ساتھیوں سے کہا اس پر ٹوٹ پڑو، اور سب نے اسے قتل کر دیا۔ ابن اسحاق اور بغوی وغیرہ کی روایات میں ہے کہ ان میں سے ایک کی تلوار سے حارث بن اوس رضی اللہ عنہ کے سر پر زخم آ گیا۔ یہ لوگ اپنی کاروائی سے فارغ ہو کر وہاں سے نکل بھاگے حارث بن اوس رضی اللہ عنہ پیچھے رہ گئے ان کے سر سے خون جاری تھا، یہ آگے جا کر اس کی انتظار میں رک گئے، حارث رضی اللہ عنہ بھی ان کے پیچھے پیچھے آ گئے۔ یہ لوگ اسے اُٹھا کر رات کے آخری حصے میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے، آپ ﷺ اس وقت نماز ادا فرما رہے تھے، انہوں نے جا کر سلام عرض کیا، آپ ﷺ باہر تشریف لائے۔ اور انہوں نے کعب کے قتل کی خبر آپ کو دی اور اس کا سر آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حارث رضی اللہ عنہ کے زخم پر اپنا لعاب مبارک لگایا۔

اَبْوَابُ مَا جَاءَ فِيْ غَزْوَةِ اُحُدٍ

غزوہ احد کے متعلق ابواب

قریش ابھی تک غزوۂ بدر کے انتقام کی تیاری کر ہی رہے تھے کہ مقام ''قردہ'' میں ان پر ایک اور مار پڑ گئی، اس سے ان کا غصہ اور بھڑک اٹھا اور تیاری کی رفتار تیز کر دی، رضا کارانہ بھرتی کا دروازہ کھول دیا، احابیش کو بھرتی کیا اور ترغیب وتحریص کے لیے کچھ شاعر خاص کیے، یہاں تک کہ تین ہزار فوجیوں کا ایک لشکر تیار ہو گیا، جس کے پاس ۳۰۰ اونٹ، ۲۰۰ گھوڑے اور ۷۰۰ زرہیں تھیں، اس لشکر کے ساتھ کچھ عورتیں بھی تھیں، جن کا کام جنگ کے لیے بھڑکانا اور جوش و بہادری کی روح پھونکنا تھا، اس لشکر کا سپہ سالار ابوسفیان اور علم بردار بنو عبدالدار کے بہادر۔

یہ لشکر غیظ وغضب کے ساتھ مدینہ کے اطراف میں پہنچا اور جبل عینین اور احد کے قریب وادی قناۃ کے دامن میں ایک کھلے میدان میں ڈیرہ ڈال دیا، یہ جمعہ کا دن تھا اور شوال ۳ ہجری کی ٦ تاریخ۔

اِدھر رسول اللہ ﷺ کو لشکر کی آمد سے ایک ہفتہ پہلے اطلاع ہو چکی تھی اور آپ ﷺ نے ہنگامی حالات سے نمٹنے اور مدینہ کی حفاظت کرنے کے لیے فوجی طلایہ گردی کا انتظام فرما لیا تھا، آپ ﷺ کے لشکر کی تعداد ایک ہزار تھی، لیکن عبداللہ بن ابی منافق نے بغاوت کی اور اپنے ۳۰۰ ساتھیوں کو لے کر واپس پلٹ گیا، اب لشکرِ اسلام کی تعداد ۷۰۰ باقی رہ گئی تھی، اب قارئین آنے والی روایات میں اس غزوہ سے متعلقہ مزید تفصیلات پڑھیں گے، پورے واقعہ کے تمام گوشوں کو سمجھنے کے لیے کسی تاریخی کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

بَابُ مَا رَآهُ النَّبِیُّ ﷺ قَبْلَ وَقْعَةِ أُحُدٍ

رسول اللہ ﷺ کے اس خواب کا بیان جو آپ ﷺ نے غزوۂ احد سے قبل دیکھا تھا۔

(۱۰۷۲۶)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَنَفَّلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَيْفَهُ ذَا الْفَقَارِ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ الَّذِي رَأَى فِيهِ الرُّؤْيَا يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ رَأَيْتُ فِي سَيْفِي ذِي الْفَقَارِ فَلًّا فَأَوَّلْتُهُ فَلًّا يَكُونُ فِيكُمْ وَرَأَيْتُ أَنِّي مُرْدِفٌ كَبْشًا فَأَوَّلْتُهُ كَبْشَ الْكَتِيبَةِ وَرَأَيْتُ أَنِّي فِي دِرْعٍ حَصِينَةٍ فَأَوَّلْتُهَا الْمَدِينَةَ وَرَأَيْتُ بَقَرًا تُذْبَحُ فَبَقَرٌ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَبَقَرٌ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَكَانَ الَّذِي قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مسند احمد: ۲۴۴۵)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ذوالفقار تلوار جنگ بدر کے دن بطور نفل حاصل کی یہ وہی تلوار ہے جس کے بارے میں آپ نے احد کے دن خواب دیکھا تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنی اس تلوار ذوالفقار میں ایک دندانہ دیکھا ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ تمہیں شکست ہوگی میں نے دیکھا ہے کہ میں نے مینڈھے کو پیچھے سوار کیا ہوا ہے میں نے تاویل کی ہے کہ لشکر کا بہادر شہید ہوگا میں نے دیکھا ہے کہ میں نے محفوظ زرہ پہنی ہوئی ہے میں نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ مدینہ محفوظ رہے گا میں نے دیکھا ہے کہ گائے ذبح کی جارہی ہے اللہ کی قسم یہ بہتر ہے۔'' وہی ہوا جو نبی کریم ﷺ نے کہا تھا۔

فوائد:...... تلوار میں دندانہ یہ تھا، جو احد میں مسلمانوں کو پہلے شکست ہوئی بعد میں سنبھل گئے تھے اور مینڈھے کے ذبح ہونے کی صورت میں سیدنا طلحہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت دکھائی گئی، جنہوں نے اس دن جھنڈا اٹھایا ہوا تھا اور گائے ذبح ہونے کی صورت میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ستر آدمیوں کی شہادت کی نشاندہی کی گئی تھی اور مدینہ بہترین پناہ گاہ ثابت ہوا، شکست وشہادت کے بعد مسلمان سرخرو ہوئے تھے اور آپ کے گھر والوں میں سید الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت مینڈھے کے ذبح ہونے کی صورت میں دکھائی گئی۔

(۱۰۷۲۷)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((رَأَيْتُ كَأَنِّي فِي دِرْعٍ حَصِينَةٍ، وَرَأَيْتُ بَقَرًا مُنَحَّرَةً، فَأَوَّلْتُ أَنَّ الدِّرْعَ الْحَصِينَةَ الْمَدِينَةُ، وَأَنَّ الْبَقَرَ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ۔)) قَالَ: فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: ((لَوْ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں ایک محفوظ مضبوط قلعہ کے اندر ہوں، اور میں نے ایک ذبح شدہ گائے دیکھی، میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ مضبوط ومحفوظ قلعہ سے مراد مدینہ منورہ ہے، اور اللہ کی قسم گائے کا دیکھنا بھی بہتر ہے۔''

(۱۰۷۲۶) تخريج: اسناده حسن، أخرج أوله الى قوله "يوم احد": الترمذي: بعد الحديث: ۱۵۶۱، وابن ماجه: ۲۸۰۸، وأخرج بأطول مما هنا الحاكم: ۲/ ۱۲۸، والبيهقي: ۷/ ۴۱ (انظر: ۲۴۴۵)

(۱۰۷۲۷) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الدارمي: ۲۱۵۹، وابن ابي شيبة: ۱۱/ ۶۸ (انظر: ۱۴۷۸۷)

أَنَا أَقَمْنَا بِالْمَدِينَةِ فَإِنْ دَخَلُوا عَلَيْنَا فِيهَا قَاتَلْنَاهُمْ۔)) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَاللّٰهِ، مَا دُخِلَ عَلَيْنَا فِيهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَكَيْفَ يُدْخَلُ عَلَيْنَا فِيهَا فِي الْإِسْلَامِ؟ قَالَ عَفَّانُ فِي حَدِيثِهِ: فَقَالَ: ((شَأْنَكُمْ إِذًا۔)) قَالَ: فَلَبِسَ لَأْمَتَهُ، قَالَ: فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: رَدَدْنَا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَأْيَهُ، فَجَاءُ وْا فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! شَأْنَكَ إِذًا، فَقَالَ: ((إِنَّهُ لَيْسَ لِنَبِيٍّ إِذَا لَبِسَ لَأْمَتَهُ أَنْ يَضَعَهَا حَتّٰى يُقَاتِلَ۔)) (مسند احمد: ١٤٨٤٧)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر آپ ﷺ نے صحابہ سے مشورہ کرتے ہوئے فرمایا: ''اگر ہم مدینہ میں ٹھہریں، پھر اگر دشمن ہم پر حملہ آور ہو تو ہم ان سے قتال کریں، اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟'' تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! دشمن ہم پر ہمارے شہر میں اس وقت بھی نہیں آیا تھا، جب ہم کافر تھے، اب جب کہ ہم اسلام میں داخل ہو چکے ہیں، وہ ہمارے اوپر ہمارے شہر میں کیونکر آ سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے صحابہ کی بات سن کر فرمایا: ''چلو ٹھیک ہے، جیسے چاہو کر لو۔'' چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے ہتھیار اپنے جسم پر سجا لئے، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ منظر دیکھ کر انصاریوں نے آپس میں کہا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی رائے کے برعکس عمل کیا ہے۔ (اللہ خیر کرے) چنانچہ انہوں نے آ کر عرض کیا کہ اللہ کے نبی! آپ اپنی رائے پر ہی عمل کریں، لیکن اب آپ ﷺ نے فرمایا: ''نبی کے لیے یہ روا نہیں کہ جب وہ ہتھیاروں سے مسلح ہو جائے تو دشمن سے قتال کیے بغیر انہیں اتار دے۔''

فوائد:...... ذبح شدہ گائے سے مراد غزوۂ احد میں ہونے والی ستر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت ہے۔

(١٠٧٢٨)۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((رَأَيْتُ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ كَأَنِّي مُرْدِفٌ كَبْشًا، وَكَأَنَّ ظُبَةَ سَيْفِي انْكَسَرَتْ، فَأَوَّلْتُ أَنِّي أَقْتُلُ صَاحِبَ الْكَتِيبَةِ، وَأَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُقْتَلُ۔)) (مسند احمد: ١٣٨٦١)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے خواب میں دیکھا ہے گویا کہ ایک مینڈھا میرے پیچھے ہے اور گویا میری تلوار کی دھار ٹوٹ گئی ہے، تو میں نے ان خوابوں کی تعبیر یہ کی کہ میں مشرکین کے جھنڈا بردار (طلحہ بن ابی طلحہ) کو قتل کروں گا اور میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی قتل ہو گا۔''

(١٠٧٢٨) تخريج: اسناده ضعيف لضعف على بن زيد بن جدعان، أخرجه ابن ابى شيبة: ١١/ ٦٩، والحاكم: ٣/ ١٩٨ (انظر: ١٣٨٢٥)

بَابُ خَبَرِ مَوْقَعَةِ أُحُدٍ وَتَنْظِيمِ الصُّفُوفِ وَالْقِيَادَةِ وَوُجُوبِ طَاعَةِ الْإِمَامِ وَسُوءِ مُخَالَفَتِهِ

غزوۂ احد میں مقامِ جنگ، صفوں کی تنظیم وترتیب، قائدین کا تقرر، امام کی اطاعت کے وجوب اور اس کے امر کی مخالفت کی مذمت کا بیان

(۱۰۷۲۹)۔ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ أَنَّ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ: جَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الرُّمَاةِ يَوْمَ أُحُدٍ وَكَانُوا خَمْسِينَ رَجُلًا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جُبَيْرٍ، قَالَ: وَوَضَعَهُمْ مَوْضِعًا، وَقَالَ: ((إِنْ رَأَيْتُمُونَا تَخْطَفُنَا الطَّيْرُ فَلَا تَبْرَحُوا حَتّٰى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ، وَإِنْ رَأَيْتُمُونَا ظَهَرْنَا عَلَى الْعَدُوِّ وَأَوْطَأْنَاهُمْ فَلَا تَبْرَحُوا حَتّٰى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ۔)) قَالَ: فَهَزَمُوهُمْ، قَالَ: فَأَنَا وَاللّٰهِ! رَأَيْتُ النِّسَاءَ يَشْتَدِدْنَ عَلَى الْجَبَلِ، وَقَدْ بَدَتْ سُوقُهُنَّ وَخَلَاخِلُهُنَّ رَافِعَاتٍ ثِيَابَهُنَّ، فَقَالَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُبَيْرٍ: الْغَنِيمَةَ أَيْ قَوْمُ الْغَنِيمَةَ، ظَهَرَ أَصْحَابُكُمْ فَمَا تَنْظُرُونَ؟ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جُبَيْرٍ: أَنَسِيتُمْ، مَا قَالَ لَكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالُوا: إِنَّا وَاللّٰهِ لَنَأْتِيَنَّ النَّاسَ فَلَنُصِيبَنَّ مِنَ الْغَنِيمَةِ، فَلَمَّا أَتَوْهُمْ صُرِفَتْ وُجُوهُهُمْ، فَأَقْبَلُوا مُنْهَزِمِينَ، فَذٰلِكَ الَّذِي يَدْعُوهُمُ الرَّسُولُ فِي أُخْرَاهُمْ، فَلَمْ يَبْقَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ غَيْرُ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا، فَأَصَابُوا مِنَّا سَبْعِينَ رَجُلًا، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ أَصَابَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ بَدْرٍ أَرْبَعِينَ وَمِائَةً، سَبْعِينَ أَسِيرًا وَسَبْعِينَ

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوۂ احد کے روز رسول اللہ ﷺ نے پچاس تیراندازوں پر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمایا اور انہیں ایک مقام پر ٹھہرایا اور فرمایا: ''اگر تم دیکھو کہ پرندے ہماری لاشوں کو آ کر کھا رہے ہیں تم تب بھی یہاں سے نہ ہٹنا، تا آنکہ میں خود تمہارے پاس پیغام بھیجوں اور اگر تم دیکھو کہ ہم دشمن پر غالب آ چکے اور اسے روند چکے ہیں تم تب بھی یہاں سے اِدھر اُدھر نہ جانا، جب تک کہ میں خود تمہارے پاس پیغام نہ بھیج دوں۔'' سیدنا براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مسلمانوں نے کفار کو شکست سے دو چار کیا۔ اللہ کی قسم! میں نے عورتوں کو پہاڑ کے اوپر دوڑتے ہوئے یعنی گھبراہٹ میں تیز تیز چلتے دیکھا ان کی حالت یہ تھی کہ ان کی پنڈلیاں اور پازیبیں دکھائی دے رہی تھیں اور انہوں نے اپنے کپڑوں کو اٹھایا ہوا تھا۔ یہ صورت حال دیکھ کر سیدنا عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے تیرانداز ساتھیوں نے کہا: لوگو! چلو مالِ غنیمت اکٹھا کریں، مسلمانوں کو فتح حاصل ہو چکی ہے، اب تم کس چیز کے منتظر ہو؟ سیدنا عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے بہت کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے تم سے جو فرمایا تھا، کیا تم اسے بھول گئے ہو؟ یہ لوگ جب میدان میں پہنچے، صورت حالات بدل گئی اور شکست خوردہ ہو کر واپس ہوئے۔ یہی وہ وقت تھا جب رسول ان کو ان کے پیچھے سے آوازیں دے دے کر بلا رہے تھے اور اللہ کے رسول ﷺ کے ہمراہ محض بارہ آدمی رہ گئے تھے اور کفار نے ہمارے ستر آدمیوں کو قتل کیا تھا، جب کہ اللہ کے

(۱۰۷۲۹) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۰۳۹، ۳۹۸۶، ٤٠٦١ (انظر: ۱۸۵۹۳)

قَتِيلًا ، فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: أَفِي الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ؟ أَفِي الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ؟ أَفِي الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ؟ ثَلَاثًا ، فَنَهَاهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُجِيبُوهُ ، ثُمَّ قَالَ: أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ؟ أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ؟ أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ؟ أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ؟ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلٰى أَصْحَابِهِ ، فَقَالَ: أَمَّا هٰؤُلَاءِ فَقَدْ قُتِلُوا وَقَدْ كُفِيتُمُوهُمْ ، فَمَا مَلَكَ عُمَرُ نَفْسَهُ أَنْ قَالَ: كَذَبْتَ وَاللّٰهِ ، يَا عَدُوَّ اللّٰهِ! إِنَّ الَّذِينَ عَدَدْتَ لَأَحْيَاءٌ كُلُّهُمْ ، وَقَدْ بَقِيَ لَكَ مَا يَسُوئُكَ ، فَقَالَ: يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ ، وَالْحَرْبُ سِجَالٌ ، إِنَّكُمْ سَتَجِدُونَ فِي الْقَوْمِ مُثْلَةً لَمْ آمُرْ بِهَا وَلَمْ تَسُؤْنِي ، ثُمَّ أَخَذَ يَرْتَجِزُ: اعْلُ هُبَلُ ، اعْلُ هُبَلُ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَلَا تُجِيبُونَهُ؟)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَمَا نَقُولُ؟ قَالَ: ((قُولُوا: اَللّٰهُ أَعْلٰى وَأَجَلُّ۔)) قَالَ: إِنَّ الْعُزّٰى لَنَا وَلَا عُزّٰى لَكُمْ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَلَا تُجِيبُونَهُ۔)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَمَا نَقُولُ؟ قَالَ: ((قُولُوا: اللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ۔))۔ (مسند احمد: ١٨٧٩٤)

رسول ﷺ اور صحابہ کرام نے بدر کے دن ستر کافروں کو قتل اور ستر کافروں کو قیدی بنایا تھا، لڑائی کے بعد ابوسفیان نے پکار کر دریافت کیا: کیا تمہارے اندر محمد ﷺ موجود ہیں؟ کیا تمہارے اندر محمد ﷺ موجود ہیں؟ کیا تمہارے اندر محمد ﷺ موجود ہیں؟ اللہ کے رسول ﷺ نے مسلمانوں کو اس کی بات کا جواب دینے سے منع فرما دیا۔ اس کے بعد اس نے پکار کر پوچھا کیا تمہارے ابن ابی قحافہ یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ کیا تمہارے اندر ابو قحافہ کے بیٹے موجود ہیں؟ کیا تمہارے اندر ابن خطاب ہیں؟ کیا تمہارے اندر خطاب کا بیٹا ہے؟ پھر اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر خوشی سے کہا یہ سب لوگ مارے جا چکے ہیں اور ان کی بابت تمہارا کام مکمل ہو چکا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس کی یہ باتیں سن کر کنٹرول نہ کر سکے اور فرمایا: اے اللہ کے دشمن! تو جھوٹ کہہ رہا ہے، تو نے جن جن لوگوں کے نام لیے ہیں وہ سب زندہ ہیں، اور تیرے لیے بری خبر باقی ہے۔ ابوسفیان نے کہا: آج کا دن، بدر کا بدلہ ہے، اور لڑائی میں ایسا ہوتا رہتا ہے، کبھی کوئی غالب اور کبھی کوئی، تم دیکھو گے کہ تمہارے مسلمانوں کے مقتولین کا مُثلہ کیا گیا ہے، مگر میں نے کسی کو ایسا کرنے کا نہیں کہا۔ مگر مجھے یہ کام برا بھی نہیں لگا، پھر وہ خوشی سے اس قسم کے رجز یہ کلمات کہنے لگا۔ اے ہُبل! تو سر بلند ہو، اے ہبل! تو سربلند ہو، تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس کی باتوں کا جواب نہ دو گے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا، اللہ کے رسول! اس کے جواب میں ہم کیا کہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم یوں کہو' اَللّٰهُ أَعْلٰى وَأَجَلُّ '' (اللہ ہی بلند وبالا اور بزرگی والا ہے)۔ ابوسفیان نے کہا: ہمارے پاس تو ایک عُزیٰ ہے، جب کہ تمہارا کوئی عزیٰ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' تم اسے اس کی بات کا جواب

کیوں نہیں دیتے ہو؟'' صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم کیا کہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم یوں کہو: ''اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ'' (ہمارا مددگار تو اللہ ہے، تمہارا کوئی مددگار نہیں)۔''

(۱۰۷۳۰)۔ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: مَا نَصَرَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي مَوْطِنٍ كَمَا نَصَرَ يَوْمَ أُحُدٍ، قَالَ: فَأَنْكَرْنَا ذٰلِكَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بَيْنِي وَبَيْنَ مَنْ أَنْكَرَ ذٰلِكَ كِتَابُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ فِي يَوْمِ أُحُدٍ: ﴿وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُمْ بِإِذْنِهِ﴾ يَقُولُ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَالْحَسُّ الْقَتْلُ، ﴿حَتّٰى إِذَا فَشِلْتُمْ إِلٰى قَوْلِهِ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ﴾ وَإِنَّمَا عَنٰى بِهٰذَا الرُّمَاةَ، وَذٰلِكَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقَامَهُمْ فِي مَوْضِعٍ، ثُمَّ قَالَ: ((احْمُوا ظُهُورَنَا فَإِنْ رَأَيْتُمُونَا نُقْتَلُ فَلَا تَنْصُرُونَا، وَإِنْ رَأَيْتُمُونَا قَدْ غَنِمْنَا فَلَا تَشْرَكُونَا۔)) فَلَمَّا غَنِمَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَبَاحُوا عَسْكَرَ الْمُشْرِكِينَ أَكَبَّ الرُّمَاةُ جَمِيعًا فَدَخَلُوا فِي الْعَسْكَرِ يَنْهَبُونَ، وَقَدِ الْتَقَتْ صُفُوفُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَهُمْ كَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِ يَدَيْهِ، وَالْتَبَسُوا فَلَمَّا أَخَلَّ الرُّمَاةُ تِلْكَ الْخَلَّةَ الَّتِي كَانُوا فِيهَا دَخَلَتِ الْخَيْلُ مِنْ ذٰلِكَ الْمَوْضِعِ عَلٰى أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے جیسے احد کے موقع پر مسلمانوں کی مدد کی، ایسی کسی بھی موقع پر نہیں کی، عبیداللہ کہتے ہیں: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر ہم سب کو تعجب ہوا۔ انھوں نے کہا: جو لوگ اس بات کے انکاری ہیں ان کے اور میرے درمیان اللہ کی کتاب فیصلہ کرے گی۔ اللہ تعالیٰ نے احد والے دن کے متعلق فرمایا ہے: ﴿وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُمْ بِإِذْنِهِ﴾ ...... ''اللہ نے تمہارے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا کیا تم ان کافروں کو قتل کر رہے تھے۔'' یہاں ''الحسّ'' سے مراد قتل کرنا ہے۔ مزید فرمایا: ﴿حَتّٰى إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا أَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّونَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ۔﴾ ...... ''مگر جب تم نے کمزوری دکھائی اور اپنے کام میں باہم اختلاف کیا، اور جونہی کہ وہ چیز اللہ نے تمہیں دکھائی جس کی محبت میں تم گرفتار تھے (یعنی مالِ غنیمت اور دشمن کی شکست) تم اپنے سردار کے حکم کی خلاف ورزی کر بیٹھے، اس لیے کہ تم میں سے کچھ لوگ دنیا کے طالب تھے اور کچھ آخرت کی خواہش رکھتے تھے، تب اللہ نے تمہیں کافروں کے مقابلہ میں پسپا کر دیا تا کہ تمہاری آزمائش کرے۔ اور حق یہ ہے کہ اللہ نے پھر بھی تمہیں معاف ہی کر دیا کیونکہ

(۱۰۷۳۰) تخريج: اسناده حسن، تخريج: أخرجه الطبراني: ۱۰۷۳۱، والحاكم: ۲/ ۲۹٦ (انظر: ۲٦۰۹)

فَضَرَبَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَالْتَبَسُوا وَقُتِلَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ نَاسٌ كَثِيرٌ، وَقَدْ كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابِهِ أَوَّلُ النَّهَارِ حَتَّى قُتِلَ مِنْ أَصْحَابِ لِوَاءِ الْمُشْرِكِينَ سَبْعَةٌ أَوْ تِسْعَةٌ، وَجَالَ الْمُسْلِمُونَ جَوْلَةً نَحْوَ الْجَبَلِ وَلَمْ يَبْلُغُوا حَيْثُ يَقُولُ النَّاسُ الْغَارَ، إِنَّمَا كَانُوا تَحْتَ الْمِهْرَاسِ وَصَاحَ الشَّيْطَانُ: قُتِلَ مُحَمَّدٌ، فَلَمْ يُشَكَّ فِيهِ أَنَّهُ حَقٌّ، فَمَا زِلْنَا كَذٰلِكَ مَا نَشُكُّ أَنَّهُ قَدْ قُتِلَ حَتَّى طَلَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ السَّعْدَيْنِ نَعْرِفُهُ بِتَكَفُّئِهِ إِذَا مَشٰى، قَالَ: فَفَرِحْنَا حَتَّى كَأَنَّهُ لَمْ يُصِبْنَا مَا أَصَابَنَا، قَالَ: فَرَقِيَ نَحْوَنَا وَهُوَ يَقُولُ: ((اشْتَدَّ غَضَبُ اللَّهِ عَلٰى قَوْمٍ دَمَّوْا وَجْهَ رَسُولِهِ۔)) قَالَ: وَيَقُولُ مَرَّةً أُخْرٰى: اَللّٰهُمَّ إِنَّهُ لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَعْلُونَا حَتَّى انْتَهٰى إِلَيْنَا، فَمَكَثَ سَاعَةً فَإِذَا أَبُو سُفْيَانَ يَصِيحُ فِي أَسْفَلِ الْجَبَلِ: اعْلُ هُبَلُ، مَرَّتَيْنِ يَعْنِي آلِهَتَهُ، أَيْنَ ابْنُ أَبِي كَبْشَةَ؟ أَيْنَ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ؟ أَيْنَ ابْنُ الْخَطَّابِ؟ فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَلَا أُجِيبُهُ؟ قَالَ: ((بَلٰى۔)) فَلَمَّا قَالَ: اعْلُ هُبَلُ، قَالَ عُمَرُ: اللّٰهُ أَعْلٰى وَأَجَلُّ، قَالَ: فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! إِنَّهُ قَدْ أَنْعَمَتْ عَيْنُهَا فَعَادِ عَنْهَا أَوْ فَعَالِ عَنْهَا، فَقَالَ أَيْنَ ابْنُ أَبِي كَبْشَةَ؟ أَيْنَ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ؟ أَيْنَ ابْنُ الْخَطَّابِ؟ فَقَالَ عُمَرُ: هٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهٰذَا

مومنوں پر اللہ بڑی نظر عنایت رکھتا ہے۔'' اس سے وہ تیر انداز مراد ہیں جنہیں اللہ کے رسول ﷺ نے ایک مقام پر متعین کیا تھا، اور فرمایا تھا کہ ''تم ادھر سے یعنی ہماری پشت کی جانب سے ہماری حفاظت کرنا، اگر تم دیکھو کہ ہم مارے جا رہے ہیں تب بھی تم ہماری مدد کو نہ آنا، اگر تم دیکھو کہ ہم غنیمتیں جمع کر رہے ہیں تب بھی تم ہمارے ساتھ شریک نہ ہونا۔'' جب نبی کریم ﷺ غنیمتیں جمع کرنے لگے اور انہوں نے مشرکین کے لشکر کو شکست سے دو چار کیا تم تمام تیر انداز اُدھر اُمڈ آئے اور لشکر میں شامل ہو کر لوٹ مار کرنے لگے، اصحاب رسول کی صفیں آپس میں اس طرح گڈ مڈ ہو گئیں اور ساتھ ہی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کر کے دکھایا، جب ان تیر اندازوں نے اس مقررہ مقام کو غیر محفوظ چھوڑ دیا جہاں انہیں متعین کیا گیا تھا تو دشمنوں کا لشکر ادھر ہی سے اصحاب نبی پر حملہ آور ہو گیا۔ انہوں نے ایک دوسرے کو مارا اور گتھم گتھا ہو گئے اور بہت سے مسلمان شہید ہو گئے۔ دن کے ابتدائی حصہ میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کا پلہ بھاری رہا، یہاں تک کہ مشرکین کے سات یا نو جھنڈا بردار قتل ہوئے اور مسلمان پہاڑ کی جانب بڑھتے گئے، وہ اس غار تک نہیں پہنچے تھے جس کے متعلق لوگ بیان کرتے ہیں کہ مسلمان غار تک پہنچ گئے تھے بلکہ وہ مہراس نامی چشمہ تک پہنچے تھے جس کے قریب ہی سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو دفن کیا گیا تھا۔ اور شیطان نے زور دار آواز سے چیخ کر کہا تھا: محمد ﷺ قتل ہو گئے۔ اس بات کے حق ہونے میں کسی کو شک بھی نہ گزرا، ہمیں بھی اس بات کا پورا یقین ہو چکا تھا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ سعدین کے درمیان سے نظر آئے۔ ہم آپ کو آپ کے چلنے کے انداز سے پہچان لیتے تھے کہ آپ ﷺ چلتے

أَبُـوبَـكْـرٍ ، وَهَا أَنَا ذَا عُمَرُ ، قَالَ: فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ ، اَلْأَيَّامُ دُوَلٌ ، وَإِنَّ الْحَرْبَ سِجَالٌ ، قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ:لَا سَوَاءَ قَتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلَاكُمْ فِي النَّارِ ، قَالَ: إِنَّكُمْ لَتَزْعُمُونَ ذٰلِكَ لَقَدْ خِبْنَا إِذَنْ وَخَسِرْنَا ، ثُمَّ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: أَمَا إِنَّكُمْ سَوْفَ تَجِدُونَ فِي قَتْلَاكُمْ مُثْلًا ، وَلَمْ يَكُنْ ذَاكَ عَنْ رَأْيِ سَرَاتِنَا ، قَالَ: ثُمَّ أَدْرَكَتْهُ حَمِيَّةُ الْجَاهِلِيَّةِ ، قَالَ: فَقَالَ: أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَانَ ذَاكَ وَلَمْ نَكْرَهْهُ۔ (مسند احمد: ٢٦٠٩)

وقت سامنے کی طرف تھوڑا سا جھک کر چلتے تھے، صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں: آپ ﷺ کو دیکھ کر ہمیں اس قدر خوشی ہوئی گویا کہ ہمیں کوئی دکھ پہنچا ہی نہیں۔ آپ ﷺ پہاڑ کے اوپر ہماری طرف چڑھ آئے اور اس وقت آپ یوں کہہ رہے تھے: ''ان لوگوں پر اللہ کا سخت غضب ہو، جنہوں نے اس کے رسول کے چہرے کو خون آلود کیا۔'' اور کبھی آپ ﷺ نے یوں کہا: ''یہ لوگ کبھی بھی ہم پر غالب نہیں ہو سکتے۔'' آپ اسی طرح کے کلمات کہتے کہتے ہمارے پاس آن پہنچے۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ پہاڑ کے نیچے سے ابوسفیان نے زور سے چیخ کر دو مرتبہ کہا، اے ہُبَل، تو سر بلند ہو۔ ابن ابی کبشہ کہاں ہے؟ (اس سے اس کی مراد نبی کریم ﷺ تھے) ابو قحافہ کا بیٹا ابوبکر کہاں ہے؟ خطاب کا بیٹا عمر کہاں ہے؟ اس کی باتیں سن کر عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اس کی باتوں کا جواب نہ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ضرور دو۔'' ابوسفیان نے جب کہا کہ اے ہبل تو سر بلند ہو۔ تو اس کے جواب میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اللّٰهُ أَعْلٰى وَأَجَلُّ '' (صرف اللہ ہی سب سے بلند اور بزرگ ترین ہے۔) ابوسفیان نے کہا: اے ابن خطاب! ہبل کی بات پوری ہو چکی ہے۔ اب تم اس کے ذکر کو چھوڑو، ابوسفیان نے کہا تھا: ابو کبشہ کا بیٹا محمد ﷺ کہاں ہے؟ ابو قحافہ کا بیٹا کہاں ہے؟ اور خطاب کا بیٹا کہاں ہے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ ہیں اللہ کے رسول ﷺ، یہ ہیں ابو بکر رضی اللہ عنہ اور یہ میں ہوں عمر، ابوسفیان نے کہا: آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے، یہ ایام پانی کے ڈول کی مانند ہوتے ہیں کبھی کوئی غالب آتا ہے اور کوئی مغلوب اور لڑائی میں باریاں ہوتی ہیں، غالب ہونے والے کبھی مغلوب اور مغلوب ہونے والے کبھی غالب آجاتے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

نہیں، برابری نہیں ہے، ہمارے مقتول تو جنت میں جائیں گے اور تمہارے مقتول جہنمی ہیں۔ ابوسفیان بولا: یہ تو تمہارا خیال ہے، اگر بات ایسی ہی ہو تو ہم سراسر ناکام اور خسارہ پانے والے ہیں۔ پھر ابوسفیان نے کہا: اے عمر! تم دیکھو گے کہ تمہارے مقتولین کا مثلہ کیا گیا ہے۔ مگر یہ ہمارے لیڈروں کا فیصلہ قطعاً نہ تھا، یہ بات کرنے کے ساتھ ہی اسے جاہلی حمیت نے آن لیا اور کہنے لگا: اگر چہ بات ایسے ہی ہے کہ یہ ہمارے لیڈروں کا فیصلہ نہ تھا، تاہم ہم اس پر خوش ہیں اور اسے ناپسند نہیں کرتے۔

فوائد:...... غزوۂ احد میں آپ ﷺ نے ایک درّے پر پچاس تیرانداز صحابہ کو تعینات کیا، یہ نبی کریم ﷺ کی جنگی مہارت کا منہ بولتا ثبوت تھا، لیکن یہ دستہ حکم عدولی کر بیٹھا اور لشکرِ اسلام کی فتح، شکست میں تبدیل ہوگئی، سبق یہ ملتا ہے کہ کسی حالت میں محمد رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی نہیں کرنی چاہیے اور ہر حال میں آپ ﷺ کے حکم کو مقدم رکھنا چاہیے۔

''تم میں سے کچھ لوگ دنیا کے طالب تھے اور کچھ آخرت کی خواہش رکھتے تھے۔'' جن صحابہ نے دشمنوں کی شکست دیکھ کر غنیمت میں رغبت کی اور درّے سے اتر آئے، ان کو دنیا کا طالب قرار دیا گیا اور جو درّے پر سیدہ عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ڈٹے رہے، وہ آخرت کی خواہش رکھنے والے تھے۔

(۱۰۷۳۱)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النِّسَاءَ كُنَّ يَوْمَ أُحُدٍ خَلْفَ الْمُسْلِمِينَ يُجْهِزْنَ عَلٰى جَرْحَى الْمُشْرِكِينَ، فَلَوْ حَلَفْتُ يَوْمَئِذٍ رَجَوْتُ أَنْ أَبَرَّ إِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَّا يُرِيدُ الدُّنْيَا، حَتَّى أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿مِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ﴾ فَلَمَّا خَالَفَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ وَعَصَوْا مَا أُمِرُوا بِهِ، أُفْرِدَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي تِسْعَةٍ سَبْعَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ وَهُوَ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ احد کے دن خواتین مسلمانوں کے پیچھے تھیں اور وہ مشرکین کے زخمی لوگوں کی مرہم پٹی اور خدمت کر رہی تھیں، میں اس روز قسم اُٹھا کر کہہ سکتا تھا کہ ہم میں سے ایک بھی آدمی دنیا کا خواہش مند اور طالب نہ تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿مِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ﴾...... ''اس لیے کہ تم میں سے کچھ لوگ دنیا کے طالب تھے اور کچھ آخرت کی خواہش رکھتے تھے، تب اللہ نے تمہیں کافروں کے مقابلہ میں پسپا کر دیا تا کہ تمہاری آزمائش کرے۔'' جب بعض صحابہ سے نبی کریم ﷺ

(۱۰۷۳۱) تخریج: حسن لغیره، أخرجه ابن ابی شيبة: ١٤/ ٤٠٢ (انظر: ٤٤١٤)

عَاشِرُهُمْ، فَلَمَّا رَهِقُوهُ، قَالَ: ((رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا رَدَّهُمْ عَنَّا۔)) قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَاتَلَ سَاعَةً حَتّٰى قُتِلَ، فَلَمَّا رَهِقُوهُ أَيْضًا قَالَ: ((يَرْحَمُ اللّٰهُ رَجُلًا رَدَّهُمْ عَنَّا۔)) فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُ ذَا حَتّٰى قُتِلَ السَّبْعَةُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِصَاحِبَيْهِ: ((مَا أَنْصَفْنَا أَصْحَابَنَا۔)) فَجَاءَ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ: اعْلُ هُبَلُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((قُولُوا: اَللّٰهُ أَعْلٰى وَأَجَلُّ۔)) فَقَالُوا: اللّٰهُ أَعْلٰى وَأَجَلُّ، فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: لَنَا عُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((قُولُوا: اللّٰهُ مَوْلَانَا وَالْكَافِرُونَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ۔)) ثُمَّ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ، يَوْمٌ لَنَا وَيَوْمٌ عَلَيْنَا، وَيَوْمٌ نُسَاءُ وَيَوْمٌ نُسَرُّ، حَنْظَلَةُ بِحَنْظَلَةَ، وَفُلَانٌ بِفُلَانٍ، وَفُلَانٌ بِفُلَانٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا سَوَاءَ أَمَّا قَتْلَانَا فَأَحْيَاءٌ يُرْزَقُونَ، وَقَتْلَاكُمْ فِي النَّارِ يُعَذَّبُونَ۔)) قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: قَدْ كَانَتْ فِي الْقَوْمِ مُثْلَةٌ، وَإِنْ كَانَتْ لَعَنْ غَيْرِ مَلَإٍ مِنَّا مَا أَمَرْتُ وَلَا نَهَيْتُ وَلَا أَحْبَبْتُ وَلَا كَرِهْتُ وَلَا سَاءَنِي وَلَا سَرَّنِي، قَالَ: فَنَظَرُوا فَإِذَا حَمْزَةُ قَدْ بُقِرَ بَطْنُهُ وَأَخَذَتْ هِنْدُ كَبِدَهُ فَلَاكَتْهَا فَلَمْ تَسْتَطِعْ أَنْ تَأْكُلَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَأَكَلَتْ مِنْهُ شَيْئًا؟)) قَالُوا: لَا، قَالَ: ((مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُدْخِلَ شَيْئًا مِنْ حَمْزَةَ النَّارَ۔)) فَوَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

کے حکم کی خلاف ورزی ہوگئی اور آپ ﷺ کے حکم عدولی کے مرتکب ہوئے اور حالات نے رخ بدلا تو رسول اللہ ﷺ سات انصار اور دو قریشیوں کے ایک گروپ میں علیحدہ ہو گئے، آپ ﷺ ان میں دسویں فرد تھے، جب کفار آپ ﷺ پر چڑھ آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس آدمی پر اللہ کی رحمت ہو جو ان حملہ آوروں کو ہم سے ہٹائے۔'' آپ ﷺ برابر یہ بات کہتے رہے تا آنکہ ان میں سے سات آدمی شہید ہو گئے اور صرف دو آدمی باقی بچے۔ آپ ﷺ نے اپنے ان دونوں ساتھیوں سے فرمایا: ''ہم نے اپنے ان ساتھیوں سے انصاف نہیں کیا (یعنی قریشیوں نے انصاریوں سے انصاف نہیں کیا کہ انصاری ہی یکے بعد دیگرے نکل نکل کر شہید ہوتے گئے یا ہمارے جو لوگ میدان سے راہِ فرار اختیار کر گئے ہیں انہوں نے ہمارے ساتھ انصاف نہیں کیا)۔'' ابوسفیان نے آ کر کہا: اے ہبل! تو سر بلند ہو تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے جواب میں تم یوں کہو اَللّٰهُ أَعْلَى وَأَجَلُّ (اللہ ہی بلند شان والا اور بزرگی والا ہے۔) صحابہ نے بلند آواز سے کہا: اَللّٰهُ أَعْلَى وَأَجَلُّ۔ پھر ابوسفیان نے کہا: ہمارا تو ایک عزی ہے اور تمہارا کوئی عزی نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم کہو اللہ ہمارا مددگار ہے اور کافروں کا کوئی بھی مددگار نہیں ہے۔'' پھر ابوسفیان نے کہا: آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے، آج ہمیں فتح ہوئی ہے، اس روز ہمیں شکست ہوئی تھی، ایک دن ہمیں برا لگا اور ایک دن ہمیں اچھا لگا، حنظلہ کے مقابلے میں حنظلہ، فلاں کے فلان مقابلے میں اور فلاں بالمقابل فلاں، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے تمہارے درمیان کوئی برابری نہیں، ہمارے مقتولین زندہ ہیں، انہیں اللہ کی طرف سے رزق دیا جاتا ہے اور تمہارے مقتولین

حَـمْـزَ ةَ فَـصَلَّى عَلَيْهِ، وَجِيءَ بِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَوُضِعَ إِلَى جَنْبِهِ، فَصَلَّى عَلَيْهِ، فَرُفِعَ الْأَنْصَارِيُّ وَتُرِكَ حَمْزَةُ، ثُمَّ جِيءَ بِآخَرَ فَوَضَعَهُ إِلَى جَنْبِ حَمْزَةَ فَصَلَّى عَلَيْهِ، ثُمَّ رُفِعَ وَتُرِكَ حَمْزَةُ، حَتَّى صَلَّى عَلَيْهِ يَوْمَئِذٍ سَبْعِينَ صَلَاةً۔ (مسند احمد: ٤٤١٤)

جہنم میں ہیں، انہیں عذاب سے دوچار کیا جاتا ہے۔'' ابوسفیان نے کہا: تمہارے یعنی مسلمانوں کے مقتولین کا مثلہ کیا گیا ہے ، یہ کام ہماری رائے یا مشاورت کے بغیر ہوا ہے، میں نے نہ اس کا حکم دیا اور نہ اس سے روکا۔ اور میں نے اسے پسند یا ناپسند بھی نہیں کیا، مجھے اس کا نہ غم ہوا ہے اور نہ خوشی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے جب شہدائے کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا تو سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چاک کیا گیا تھا، ابوسفیان کی بیوی ہند نے ان کا جگر نکال کر اسے چبایا، مگر وہ اسے کھا نہ سکی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ ''کیا اس نے اس میں سے کچھ کھایا تھا؟'' صحابہ نے عرض کیا: جی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ حمزہ کے جسم کے کسی بھی حصہ یا اس کے جزء کو جہنم میں داخل کرنے والا نہیں ہے۔'' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی میت کو سامنے رکھ کر ان کی نماز جنازہ ادا کی، بعد ازاں ایک انصاری رضی اللہ عنہ کی میت کو لایا گیا، اسے سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں رکھ کر اس کی نماز جنازہ ادا کی گئی، انصاری کی میت کو اُٹھا لیا گیا اور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی میت کو وہیں رہنے دیا گیا، پھر ایک اور شہید کو لایا گیا، اسے بھی سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں رکھ کر اس کی نماز جنازہ ادا کی گئی، پھر اسے اُٹھا لیا گیا اور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو وہیں رہنے دیا گیا، یہاں تک کہ اس روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ ستر بار ادا فرمائی۔

بَابُ مَا اَصَابَ النَّبِیَّ ﷺ یَوْمَ اُحُدٍ مِنْ کَسْرِ رَبَاعِیَتِهٖ وَشَجِّ وَجْهِهٖ وَوَقَایَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَهٗ بِالْمَلَائِکَةِ وَشِدَّةِ غَضَبِهٖ عَلٰی مَنْ فَعَلَ بِهٖ ذٰلِكَ

غزوۂ احد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کے دانتوں کی شہادت، چہرہ انور کا زخمی ہونا، اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کے ذریعے آپ کی حفاظت کرنا اور آپ کے ساتھ بدسلوکی کرنے والوں پر اللہ کی شدید ناراضی کا بیان

(١٠٧٣٢)۔ عَـنْ أَنَـسٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ شُجَّ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوۂ احد کے موقع

(١٠٧٣٢) تخريج: أخرجه مسلم: ١٧٩١ (انظر: ١١٩٥٦)

يَوْمَ أُحُدٍ وَكَسَرُوا رَبَاعِيَتَهُ، فَجَعَلَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَهُوَ يَقُولُ: ((كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ خَضَّبُوا وَجْهَ نَبِيِّهِمْ بِالدَّمِ، وَهُوَ يَدْعُوهُمْ إِلَى رَبِّهِمْ عَزَّ وَجَلَّ۔)) فَأُنْزِلَتْ: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾۔ [آل عمران: ۱۲۸] (مسند احمد: ۱۱۹۷۸)

پر نبی کریم ﷺ کے سامنے والے دو دانتوں اور کچلیوں کے درمیان والا دانت شہید ہوگیا اور آپ کا رُخ انور اس قدر زخمی ہوگیا کہ خون آپ کے چہرے پر بہہ پڑا، آپ ﷺ اسی اثناء میں فرما رہے تھے: ''وہ قوم کیسے کامیاب ہوگی، جنہوں نے اپنے نبی کے ساتھ یہ سلوک کیا، حالانکہ وہ نبی تو انہیں ان کے رب کی طرف بلا رہا تھا۔'' اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾...... ''آپ کو اس بارے میں کچھ بھی اختیار نہیں، یہ اللہ کی مرضی ہے کہ ان پر توجہ کرے یا انہیں عذاب سے دوچار کرے، بے شک وہ ظالم ہیں۔''

فوائد:...... دراصل آپ ﷺ نے ان لوگوں کی ہدایت سے ناامیدی ظاہر فرمائی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعے یہ بتلایا کہ ان کافروں کو ہدایت دینا یا ان کے معاملے میں کسی بھی قسم کا فیصلہ کرنا سب اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

آپ ﷺ جن لوگوں کے بارے میں یہ فرما رہے تھے کہ وہ کیسے کامیاب ہوں گے، ان میں سے اکثر مشرف باسلام ہوگئے تھے۔

(۱۰۷۳۳)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ) وَفِيهِ: شُجَّ فِي وَجْهِهِ يَوْمَ أُحُدٍ، وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ، وَرُمِيَ رَمْيَةً عَلَى كَتِفَيْهِ، فَجَعَلَ الدَّمُ يَسِيلُ عَلَى وَجْهِهِ، وَهُوَ يَمْسَحُهُ عَنْ وَجْهِهِ وَهُوَ يَقُولُ: ((كَيْفَ تُفْلِحُ أُمَّةٌ فَعَلُوا هٰذَا بِنَبِيِّهِمْ، وَهُوَ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔)) فَأَنْزَلَ: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ﴾ [آل عمران: ۱۲۸] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ۔ (مسند احمد: ۱۳۱۱٤)

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: احد کے دن آپ ﷺ کا چہرہ زخمی ہوگیا، سامنے والے دانتوں اور کچلیوں کے درمیان والا دانت ٹوٹ گیا اور آپ ﷺ کے کندھے پر بھی ایک تیر آ کر لگا اور آپ ﷺ کے چہرے پر بھی خون بہنے لگا، آپ ﷺ اس عالم میں اپنے چہرے سے خون صاف کر رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ ''وہ وہ امت کیسے فلاح یاب ہوسکتی ہے، جنہوں نے اپنے نبی کے ساتھ یہ سلوک کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾...... ''تیرے اختیار میں اس معاملے سے کچھ بھی نہیں، یا وہ ان پر مہربانی فرمائے، یا انھیں عذاب دے، کیوں کہ بلا شبہ وہ ظالم ہیں۔''

(۱۰۷۳۳) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

فوائد:...... اس آیت کے نزول کے بارے میں ایک اور حدیث درج ذیل ہے:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یوں بد دعا کی: ((اللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا، اللّٰهُمَّ الْعَنِ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ، اللّٰهُمَّ الْعَنْ سُهَيْلَ بْنَ عَمْرٍو، اللّٰهُمَّ الْعَنْ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ۔))، قَالَ: فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾ [آل عمران: ١٢٨] قَالَ: فَتِيبَ عَلَيْهِمْ كُلِّهِمْ۔ ......''اے اللہ! حارث بن ہشام پر لعنت کر، اے اللہ! سہیل بن عمرو پر لعنت کر، اے اللہ! صفوان بن امیہ پر لعنت کر۔'' اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾ ......''تیرے اختیار میں اس معاملے سے کچھ بھی نہیں، یا وہ ان پر مہربانی فرمائے، یا انھیں عذاب دے، کیوں کہ بلا شبہ وہ ظالم ہیں۔'' پس ان سب افراد کی توبہ قبول کر لی گئی۔

(ترمذی: ۳۰۰۴، نسائی: ۲/۲۰۳، مسند احمد: ۵۶۷۴)

نبی کریم ﷺ نے صفر (۴) سن ہجری میں ستر قراء صحابہ کو بئر معونہ والوں کی طرف بھیجا، تا کہ یہ ان کو قرآن مجید اور علم شرعی کی تعلیم دیں، ان کے امیر سیدنا منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ تھے، لیکن عامر بن طفیل نے ان قراء کو قتل کر دیا، آپ ﷺ کو ان کا بڑا دکھ ہوا اور آپ ﷺ نے ایک ماہ قنوتِ نازلہ کی اور ان قبائل پر بد دعا، بالآخر یہ آیت نازل ہوئی اور اس کے نزول کے بعد آپ ﷺ نے بد دعا کرنا ترک کر دیا تھا۔

ویسے تعیین کے ساتھ صرف اس آدمی پر لعنت کی جا سکتی ہے، جس کا وحی کے ذریعے جہنمی ہونا واضح ہو چکا ہو، مثلا ابو جہل پر لعنت ہو، ابولہب پر لعنت۔

وگرنہ کسی کافر اور مسلمان پر تعیین کے ساتھ لعنت نہیں کی جا سکتی، کیونکہ ممکن ہے کہ ایسا کافر اپنی زندگی میں مشرف باسلام ہو جائے، ہاں مطلق طور ایسے کہنا درست ہے کہ کافروں پر لعنت ہو، جھوٹوں پر لعنت ہو، اس سے مراد وہ افراد ہوں گے، جنھوں نے کفر اور جھوٹ کی حالت میں ہی مرنا ہو گا۔

ان دو احادیث میں الگ الگ واقعات بیان کیے گئے ہیں، پہلے غزوۂ احد اور اس کے بعد بئر معونہ کا واقعہ پیش آیا، لیکن دونوں میں ایک ہی آیت کے نزول کا ذکر ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے جمع و تطبیق کی یہ صورت بیان کی ہے کہ جب آپ ﷺ نے غزوۂ احد کے بعد نماز میں مذکورہ لوگوں پر بد دعا کی تو دونوں واقعات کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ لیکن یہاں اصول تفسیر کا یہ قانون پیش کرنا زیادہ بہتر ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جب ایک آیت سے مختلف مسائل استنباط کرتے ہیں تو وہ لفظ ''فَنَزَلَتْ'' استعمال کرتے ہیں، یہ سب سے بہتر صورت ہے۔

(١٠٧٣٤)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ٹوٹے رباعی دانت کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: ''ان

(١٠٧٣٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٠٧٣، ومسلم: ١٧٩٣ (انظر: ٨٢١٣)

قَوْم فَعَلُوْا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔)) وَهُوَ حِينَئِذٍ يُشِيْرُ اِلٰى رَبَاعِيَتِهِ وَقَالَ: ((اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى رَجُلٍ يَقْتُلُهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔)). (مسند احمد: ۸۱۹۸)

لوگوں پر اللہ کا شدید غضب ہوا، جنہوں نے اللہ کے رسول کے ساتھ ایسا سلوک کیا اور اس آدمی پر بھی اللہ کا شدید غضب ہے، جسے اللہ کا رسول اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے قتل کرے۔''

فوائد:...... حافظ ابن کثیر نے ''البدایہ والنہایہ'' میں کہا: واقدی نے کہا: میرے نزدیک یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ آپ ﷺ کے رخساروں پر تیر مارنے والا ابن قمئہ تھا اور آپ ﷺ کے ہونٹوں اور سامنے والے دانتوں پر وار کرنے والا عتبہ بن ابی وقاص تھا۔

دشمنوں کے ہاتھوں نبی کریم ﷺ کے اس قدر زخمی ہو جانے کی یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ ان کے اجر و ثواب میں اضافہ ہو جائے، نیز اس حقیقت کا پتہ چل جائے کہ آپ ﷺ بھی بشر ہیں اور وہ عارضے آپ ﷺ کو بھی پیش آ سکتے ہیں، جو عام طور پر انسانوں کا مقدر بن جاتے ہیں تاکہ لوگوں کو یقین ہو جائے کہ اصل اختیار، اقتدار اور مرضی اللہ تعالیٰ کی چلتی ہے۔

(۱۰۷۳۵)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ: لَقَدْ رَاَیْتُ عَنْ یَمِیْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَنْ یَسَارِهِ یَوْمَ اُحُدٍ رَجُلَیْنِ، عَلَیْهِمَا ثِیَابٌ بِیْضٌ یُقَاتِلَانِ عَنْهُ كَاَشَدِّ الْقِتَالِ، مَا رَاَیْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ۔ (مسند احمد: ۱٤٦۸)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: احد کے دن میں نے رسول اللہ ﷺ کے دائیں بائیں دو آدمیوں کو دیکھا، وہ سفید لباس میں ملبوس تھے، وہ آپ ﷺ کا بھرپور دفاع کر رہے تھے، ان دونوں کو میں نے اس سے پہلے یا بعد میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔

فوائد:...... صحیح مسلم کی روایت کے مطابق یہ جبریل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام تھے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غزوۂ بدر کے علاوہ دوسرے غزوات میں بھی فرشتوں کی شرکت ہوئی ہے۔

اُمُورٌ شَتّٰی تَتَعَلَّقُ بِالْقِتَالِ وَالْمُقَاتِلِینَ وَشُهَدَاءِ اُحُدٍ

جنگ، اس کے مقاتلین اور شہداء احد سے متعلقہ مختلف امور کا بیان

(۱۰۷۳٦)۔ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَ سَیْفًا یَوْمَ اُحُدٍ فَقَالَ: ((مَنْ یَاْخُذُ هٰذَا السَّیْفَ؟)) فَاَخَذَهُ قَوْمٌ فَجَعَلُوْا یَنْظُرُوْنَ اِلَیْهِ، فَقَالَ: ((مَنْ یَاْخُذُهُ بِحَقِّهِ؟)) فَاَحْجَمَ الْقَوْمُ، فَقَالَ اَبُوْ دُجَانَةَ سِمَاكٌ: اَنَا آخُذُهُ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوۂ احد کے دن رسول اللہ ﷺ نے ایک تلوار ہاتھ میں لے کر فرمایا: ''اس تلوار کو کون لے گا؟'' لوگ اسے لے کر دیکھنے لگ گئے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کون ہے جو اسے لے کر اس کا حق بھی ادا کرے۔'' تو لوگ پیچھے ہٹ گئے، سیدنا ابو دجانہ سماک رضی اللہ عنہ

(۱۰۷۳۵) تخریج: أخرجه البخاری: ٤۰٥٤، ومسلم: ۲۳۰٦ (انظر: ۱٤٦۸)

(۱۰۷۳٦) تخریج: أخرجه مسلم: ۲٤۷۰ (انظر: ۱۲۲۳٥)

بِحَقِّهِ، فَفَلَقَ هَامَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ (مسند احمد: ١٢٢٦٠)

نے عرض کیا: میں اسے لے کر اس کا حق ادا کروں گا، چنانچہ انہوں نے مشرکین کی کھوپڑیاں اتارنا شروع کر دیں۔

(١٠٧٣٧)۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ظَاهَرَ بَيْنَ دِرْعَيْنِ يَوْمَ اُحُدٍ۔ (مسند احمد: ١٥٨١٣)

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن دو زرہیں اوپر نیچے پہنی ہوئی تھیں۔

(١٠٧٣٨)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِذَ ذُكِرَ أَصْحَابُ أُحُدٍ: ((أَمَا وَاللّٰهِ! لَوَدِدْتُ أَنِّي غُوْدِرْتُ مَعَ أَصْحَابِ نُحْصَ الْجَبَلِ۔)) يَعْنِي سَفْحَ الْجَبَلِ۔ (مسند احمد: ١٥٠٨٩)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سنا کہ جب شہدائے احد کا تذکرہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ فرماتے: ''اللہ کی قسم! میں یہ پسند کرتا ہوں کہ مجھے بھی ان کے ہمراہ پہاڑ کے دامن میں دفن کر دیا جاتا۔''

فوائد:...... اس میں شہدائے احد کی بڑی عظمت ومنقبت کا بیان ہے کہ آپ ﷺ ان کے ساتھ ہی دفن ہو جانے کی خواہش کر رہے ہیں۔

(١٠٧٣٩)۔ وَعَنْهُ: اَنَّ قَتْلٰى اُحُدٍ حُمِلُوْا مِنْ مَكَانِهِمْ، فَنَادٰى مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنْ رُدُّوْا الْقَتْلٰى اِلٰى مَضَاجِعِهَا۔ (مسند احمد: ١٤٢١٦)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شہدائے احد کو وہاں سے اُٹھا کر مدینہ منورہ کی طرف لایا جانے لگا تو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ ان مقتولین کو ان کی جگہ پر یعنی میدان احد میں واپس لے آؤ۔

فوائد:...... شہید کے علاوہ دوسرے اموات کو دوسرے مقامات میں منتقل کیا جا سکتا ہے، کیونکہ اس بارے میں کوئی ایسی روایت نہیں ہے، جس کی روشنی میں یہ پابندی لگائی جا سکے، جبکہ اصل تو جواز ہی ہے، سیدنا سعد بن ابی وقاص ورسیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہما عقیق کے مقام پر فوت ہوئے تھے اور ان کو مدینہ منورہ لا کر دفن کیا گیا تھا۔

(١٠٧٤٠)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: اسْتُشْهِدَ اَبِيْ بِاُحُدٍ، فَاَرْسَلَنِيْ اَخَوَاتِيْ اِلَيْهِ بِنَاضِحٍ لَهُنَّ، فَقُلْنَ اذْهَبْ فَاحْتَمِلْ اَبَاكَ عَلٰى هٰذَا

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب احد کے دن میرے والد شہید ہو گئے، تو میری بہنوں نے اونٹ دے کر مجھے بھیجا اور کہا کہ جاؤ اور ابا جان کی میت کو اس پر لاد کر لے آؤ اور

(١٠٧٣٧) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه ابن ماجه: ٢٨٠٦، والترمذى فى "الشمائل": ١٠٤، (انظر: ١٥٧٢٢)

(١٠٧٣٨) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الحاكم: ٢/ ٧٦ (انظر: ١٥٠٢٥)

(١٠٧٣٩) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الترمذى: ١٧٧، وابوداود: ٣١٦٥، والنسائى: ٤/ ٧٩ (انظر: ١٤١٦٩)

(١٠٧٤٠) تخريج: اسناده ضعيف، عمر بن سلمة بن ابى يزيد وابوه مجهولان (انظر: ١٥٢٥٨)

الْجَمَلِ فَادْفُنْهُ فِيْ مَقْبَرَةِ بَنِيْ سَلِمَةَ، قَالَ فَجِئْتُهُ وَاَعْوَانٌ لِيْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ بِأُحُدٍ فَدَعَانِيْ وَقَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَا يُدْفَنُ اِلَّا مَعَ اِخْوَتِهِ۔)) فَدُفِنَ مَعَ اَصْحَابِهِ بِأُحُدٍ۔ (مسند احمد: ١٥٣٣١)

انہیں بنوسلمہ کے قبرستان میں دفن کرو، میں اور میرے معاونین وہاں پہنچے، لیکن جب اللہ کے نبی ﷺ کو ہمارے منصوبے کی اطلاع ہوئی تو آپ نے مجھے بلوایا، جبکہ آپ ﷺ ابھی وہیں احد کے مقام پر ہی تشریف فرما تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اسے اس کے باقی شہید بھائیوں کے ساتھ ہی دفن کیا جائے گا۔'' پھر ایسے ہی ہوا کہ ان کو دیگر شہداء کے ساتھ ہی احد میں دفن کیا گیا۔

(١٠٧٤١)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ اُحُدٍ بِالشُّهَدَاءِ اَنْ يُنْزَعَ عَنْهُمُ الْحَدِيْدُ وَالْجُلُوْدُ وَقَالَ: ((اُدْفُنُوْهُمْ بِدِمَائِهِمْ وَثِيَابِهِمْ۔))۔ (مسند احمد: ٢٢١٧)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن شہداء کے بارے میں حکم دیا کہ ان کے اجساد سے لوہا اور چمڑے کا لباس الگ کر دیا جائے اور ''ان کو خون اور کپڑوں سمیت دفن کر دو۔''

فوائد:...... دیکھیں: حدیث نمبر (٣١٢٦)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مَقْتَلِ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَمِّ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ قَتَلَهُ وَسَبَبِ ذٰلِكَ

نبی کریم ﷺ کے چچا سیّدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ اور ان کے قاتل اور قتل کے سبب کا بیان

(١٠٧٤٢)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرٍو الضَّمْرِيِّ، قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ إِلَى الشَّامِ، فَلَمَّا قَدِمْنَا حِمْصَ، قَالَ لِي عُبَيْدُ اللّٰهِ: هَلْ لَكَ فِي وَحْشِيٍّ، نَسْأَلُهُ عَنْ قَتْلِ حَمْزَةَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، وَكَانَ وَحْشِيٌّ يَسْكُنُ حِمْصَ، قَالَ: فَسَأَلْنَا عَنْهُ، فَقِيلَ لَنَا: هُوَ

جعفر بن عمرو ضمری سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں عبید اللہ بن عدی بن خیار کی معیت میں شام کی طرف گیا، جب ہم حمص میں پہنچے تو عبید اللہ نے مجھ سے کہا: کیا تم سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی بن حرب کو دیکھنا چاہتے ہو؟ ہم اس سے سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کے متعلق دریافت کریں گے۔ میں نے کہا: جی ہاں ان دنوں وحشی حمص میں مقیم تھا۔ ہم نے اس کے متعلق لوگوں سے دریافت کیا تو ہمیں بتایا گیا کہ وہ سامنے اپنے محل کے سایہ میں ہے، اس کا جسم ایک مشک کی طرح (موٹا) تھا، جعفر کہتے ہیں: ہم اس کے قریب جا کر رک گئے اور ہم نے

(١٠٧٤١) تخريج: ......حسن لغيره۔ أخرجه ابوداود: ٣١٣٤، وابن ماجه: ١٥١٥ (انظر: ٢٢١٧)

(١٠٧٤٢) تخريج: أخرجه البخارى: ٤٠٧٢ (انظر: ١٦٠٧٧)

ذَاكَ فِي ظِلِّ قَصْرِهِ كَأَنَّهُ حَمِيتٌ، قَالَ: فَجِئْنَا حَتَّى وَقَفْنَا عَلَيْهِ فَسَلَّمْنَا فَرَدَّ عَلَيْنَا السَّلَامَ، قَالَ: وَعُبَيْدُ اللَّهِ مُعْتَجِرٌ بِعِمَامَتِهِ مَا يَرَى وَحْشِيٌّ إِلَّا عَيْنَيْهِ وَرِجْلَيْهِ، فَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: يَا وَحْشِيُّ! أَتَعْرِفُنِي؟ قَالَ: فَنَظَرَ إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: لَا وَاللَّهِ! إِلَّا أَنِّي أَعْلَمُ أَنَّ عَدِيَّ بْنَ الْخِيَارِ تَزَوَّجَ امْرَأَةً، يُقَالُ لَهَا: أُمُّ قِتَالٍ، ابْنَةُ أَبِي الْعِيصِ، فَوَلَدَتْ لَهُ غُلَامًا بِمَكَّةَ فَاسْتَرْضَعَهُ، فَحَمَلْتُ ذَلِكَ الْغُلَامَ مَعَ أُمِّهِ فَنَاوَلْتُهَا إِيَّاهُ، فَلَكَأَنِّي نَظَرْتُ إِلَى قَدَمَيْكَ، قَالَ: فَكَشَفَ عُبَيْدُ اللَّهِ وَجْهَهُ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا تُخْبِرُنَا بِقَتْلِ حَمْزَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِنَّ حَمْزَةَ قَتَلَ طُعَيْمَةَ بْنَ عَدِيٍّ بِبَدْرٍ، فَقَالَ لِي مَوْلَايَ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ: إِنْ قَتَلْتَ حَمْزَةَ بِعَمِّي فَأَنْتَ حُرٌّ، فَلَمَّا خَرَجَ النَّاسُ يَوْمَ عَيْنَيْنِ، قَالَ: وَعَيْنَيْنُ جُبَيْلٌ تَحْتَ أُحُدٍ وَبَيْنَهُ وَادٍ، خَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ إِلَى الْقِتَالِ، فَلَمَّا أَنْ اصْطَفُّوا لِلْقِتَالِ، قَالَ: خَرَجَ سِبَاعٌ: مَنْ مُبَارِزٌ؟ قَالَ: فَخَرَجَ إِلَيْهِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ: سِبَاعُ بْنُ أُمِّ أَنْمَارٍ؟ يَا ابْنَ مُقَطِّعَةِ الْبُظُورِ! أَتُحَادُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ؟ ثُمَّ شَدَّ عَلَيْهِ فَكَانَ كَأَمْسِ الذَّاهِبِ، وَأَكْمَنْتُ لِحَمْزَةَ تَحْتَ صَخْرَةٍ حَتَّى إِذَا مَرَّ عَلَيَّ، فَلَمَّا أَنْ دَنَا مِنِّي رَمَيْتُهُ بِحَرْبَتِي فَأَضَعُهَا فِي ثُنَّتِهِ حَتَّى خَرَجَتْ مِنْ بَيْنِ وَرِكَيْهِ، قَالَ: فَكَانَ ذَلِكَ الْعَهْدُ بِهِ،

اسے سلام کہا، اس نے ہمیں سلام کا جواب دیا۔اس وقت عبید اللہ اپنے عمامہ کو اچھی طرح لپیٹا ہوا تھا، وحشی کو ان کی آنکھیں اور پاؤں ہی نظر آئے تھے۔ عبیداللہ نے کہا: وحشی! کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ اس نے اس کی طرف دیکھ کر کہا: اللہ کی قسم! نہیں، البتہ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ عدی بن الخیار نے ابو العیص کی دختر ام قتال سے شادی کی تھی، اس کے بطن سے مکہ میں اس کا ایک بیٹا پیدا ہوا تھا، میں اس بچے کے لیے کسی عورت کی تلاش میں تھا، جو اسے دودھ پلائے، میں نے اس بچے کو اس کی ماں کے ہمراہ اٹھایا تھا اور اسے پکڑ کر اس عورت کو تھمایا تھا، مجھے تمہارے قدم اس بچے کے سے لگتے ہیں، اس کے بعد عبیداللہ نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور کہا: کیا آپ ہمیں سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا واقعہ سنائیں گے؟ اس نے کہا: ہاں، حمزہ رضی اللہ عنہ نے بدر میں طیمہ بن عدی کو قتل کیا تھا، میرے آقا جبیر بن مطعم نے مجھ سے کہا کہ اگر تم میرے چچا کے بدلے میں سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دو تو تم آزاد ہو گے۔ جب لوگ عینین کے دن جنگ کے لیے روانہ ہوئے، احد کے قریب ہی ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے، جس کا نام عینین ہے۔ ان دونوں کے درمیان صرف ایک وادی ہے،لوگ قتال کے لیے نکلے اور قتال کے لیے صف آراء ہو گئے تو سباع بن عبدالعزی خزاعی سامنے نکلا اور اس نے للکارا کہ ہے کوئی میرے مدمقابل؟ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اس کے مقابلے میں نکلے اور کہا کیا تو سباع بن ام انمار ہے؟ اے اس عورت کے بیٹے جو بچیوں کے فرج کے ساتھ بڑھے ہوئے چمڑے کاٹا کرتی تھی! کیا تو اللہ اور اس کے رسول کے مقابلے میں آیا ہے؟ اور یہ کہتے ہی اس پر حملہ کر دیا۔ میں سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے ارادے سے ایک چٹان کے پیچھے گھات میں تھا، تاکہ جب وہ میرے پاس سے گزریں

قَالَ: فَلَمَّا رَجَعَ النَّاسُ رَجَعْتُ مَعَهُمْ، قَالَ: فَأَقَمْتُ بِمَكَّةَ حَتّٰى فَشَا فِيهَا الْإِسْلَامُ، قَالَ: ثُمَّ خَرَجْتُ إِلَى الطَّائِفِ، قَالَ: فَأَرْسَلَ إِلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: وَقِيلَ لَهُ: إِنَّهُ لَا يَهِيجُ لِلرُّسُلِ، قَالَ: فَخَرَجْتُ مَعَهُمْ حَتّٰى قَدِمْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَلَمَّا رَآنِي، قَالَ: ((أَنْتَ وَحْشِيٌّ؟)) قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((أَنْتَ قَتَلْتَ حَمْزَةَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: قَدْ كَانَ مِنَ الْأَمْرِ مَا بَلَغَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِذْ قَالَ: ((مَا تَسْتَطِيعُ أَنْ تُغَيِّبَ عَنِّي وَجْهَكَ؟)) قَالَ: فَرَجَعْتُ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَخَرَجَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ، قَالَ: قُلْتُ: لَأَخْرُجَنَّ إِلٰى مُسَيْلِمَةَ لَعَلِّي أَقْتُلُهُ فَأُكَافِءَ بِهِ حَمْزَةَ، قَالَ: فَخَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ فَكَانَ مِنْ أَمْرِهِمْ مَا كَانَ، قَالَ: فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِي ثَلْمَةِ جِدَارٍ كَأَنَّهُ جَمَلٌ أَوْرَقُ ثَائِرٌ رَأْسُهُ، قَالَ: فَأَرْمِيهِ بِحَرْبَتِي فَأَضَعُهَا بَيْنَ ثَدْيَيْهِ حَتّٰى خَرَجَتْ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ، قَالَ: وَوَثَبَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: فَضَرَبَهُ بِالسَّيْفِ عَلٰى هَامَتِهِ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْفَضْلِ: فَأَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَقَالَتْ جَارِيَةٌ عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ، وَأَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ قَتَلَهُ الْعَبْدُ الْأَسْوَدُ۔

(مسند احمد: ١٦١٧٤)

تو حملہ کرسکوں۔ جب وہ میرے قریب پہنچے تو میں نے ان کے مثانے پر وار کیا، جوان کے جسم سے پار ہوگیا۔ یہی وار ان کی موت کا سبب بنا، لوگ جب جنگ سے واپس ہوئے تو میں بھی واپس گیا اور میں مکہ میں مقیم رہا تا آنکہ وہاں بھی اسلام پھیل گیا، میں وہاں سے طائف کو نکل گیا، اہل طائف نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنا ایک قاصد بھیجا، کہا گیا کہ آپ کسی کے قاصد کو کچھ نہیں کہتے، میں بھی لوگوں کے ہمراہ آپ کی خدمت میں جا پہنچا، آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: ''تم ہی وحشی ہو؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ہی نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہی ہوا تھا جس کی اطلاع آپ تک پہنچ چکی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اپنے آپ کو مجھ سے دور نہیں رکھ سکتے؟'' چنانچہ میں وہاں سے چلا آیا، جب اللہ کے رسول ﷺ کا انتقال ہوا اور مسیلمہ کذاب مدعی نبوت بن کر ظاہر ہوا تو میں نے سوچا کہ میں مسیلمہ کی طرف جا کر دیکھوں شاید میں اسے قتل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں اور اس طرح حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کی تلافی کرسکوں، چنانچہ میں لوگوں کے ہمراہ مسیلمہ کے مقابلے کو نکلا، پس جو ہونا تھا وہی ہوا، میں نے دیکھا کہ ایک آدمی ایک دیوار کے شگاف میں کھڑا تھا یوں لگتا تھا، جیسے وہ خاکستری رنگ کا اونٹ ہو، اس کے سر کے بال پراگندہ تھے، میں نے اپنا نیزہ اس پر پھینکا، جو اس کے پستانوں کے درمیان جا کر لگا، اور کندھوں کے درمیان سے پار ہوگیا، پھر ایک انصاری اس کی طرف لپکا اور اس کے سر پر تلوار چلائی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک گھر کی چھت پر سے ایک لڑکی نے کہا کہ ایک سیاہ فام غلام نے امیر المؤمنین مسیلمہ کو قتل کر دیا۔

حَوَادِثُ السَّنَةِ الرَّابِعَةِ مِنَ الْهِجْرَةِ
۴ ہجری کے واقعات وحوادث

بَابُ مَا جَاءَ فِی سَرِيَّةِ عَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ وَاسْتِشْهَادِهِ مَعَ خُبَيْبٍ
سریہ عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ اور سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بیان

(۱۰۷۴۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَشَرَةَ رَهْطٍ عَيْنًا، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتِ بْنِ أَبِي الْأَقْلَحِ جَدَّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَانْطَلَقُوا حَتّٰى إِذَا كَانُوا بِالْهَدَّةِ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ذُكِرُوا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيْلٍ، يُقَالُ لَهُمْ: بَنُو لِحْيَانَ، فَنَفَرُوا لَهُمْ بِقَرِيبٍ مِنْ مِائَةِ رَجُلٍ رَامٍ، فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ حَتّٰى وَجَدُوا مَأْكَلَهُمُ التَّمْرَ فِي مَنْزِلٍ نَزَلُوهُ، قَالُوا: نَوَى تَمْرِ يَثْرِبَ فَاتَّبَعُوا آثَارَهُمْ، فَلَمَّا أُخْبِرَ بِهِمْ عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ لَجَئُوا إِلٰى فَدْفَدٍ فَأَحَاطَ بِهِمُ الْقَوْمُ، فَقَالُوا: لَهُمْ انْزِلُوا وَأَعْطُونَا بِأَيْدِيكُمْ وَلَكُمُ الْعَهْدُ وَالْمِيثَاقُ أَنْ لَا نَقْتُلَ مِنْكُمْ أَحَدًا، فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ أَمِيرُ الْقَوْمِ: أَمَّا أَنَا وَاللّٰهِ! لَا أَنْزِلُ فِي ذِمَّةِ كَافِرٍ، اللّٰهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ ﷺ فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوا عَاصِمًا فِي سَبْعَةٍ، وَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ عَلَى الْعَهْدِ وَالْمِيثَاقِ، مِنْهُمْ خُبَيْبٌ الْأَنْصَارِيُّ وَزَيْدُ بْنُ الدَّثِنَةِ وَرَجُلٌ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس آدمیوں کی ایک جماعت کو روانہ فرمایا تاکہ وہ قریش کے حالات کو معلوم کریں کہ وہ آج کل کیا منصوبہ بندی کر رہے ہیں اور آپ ﷺ نے عاصم بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے نانا عاصم بن ثابت بن ابی اقلح کو ان پر امیر مقرر فرمایا، یہ لوگ اپنے مشن پر روانہ ہوئے جب عسفان اور مکہ مکرمہ کے درمیان ایک مقام ''الھدۃ'' پر پہنچے تو بنو ہذیل کے ایک قبیلے بنولحیان کے لیے ان کا ذکر کیا گیا۔ اس قبیلے کے ایک سو کے لگ بھگ تیر اندازوں نے ان کا پیچھا کیا، یہ مسلمان ایک مقام پر ٹھہرے تھے، بنولحیان کے لوگوں نے وہاں ان کے طعام میں دیکھا کہ انہوں نے وہاں کھجوریں کھائی ہیں، کہنے لگے یہ تو یثرب کی کھجوروں کی گٹھلیاں ہیں، وہ ان کے قدموں کے آثار پر ان کا پیچھا کرتے کرتے، ان تک جا پہنچے۔ جب عاصم رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو ان کے بارے میں خبر دی گئی تو یہ ایک بلند ٹیلے پر چڑھ گئے۔ دشمن نے ان کا محاصرہ کر لیا اور کہا تم نیچے اتر آؤ تمہارے پاس جو کچھ ہے، ہمیں دے دو، ہم تمہارے ساتھ پختہ عہد کرتے ہیں کہ ہم تم میں سے کسی کو بھی قتل نہیں کریں گے، تو عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ امیر قافلہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں تو کسی کافر کی امان میں نہیں جاتا، یا اللہ! ہمارے متعلق اپنے نبی کو

(۱۰۷۴۳) تخريج: أخرجه البخاري: ۴۰۸۶ (انظر: ۸۰۹۶)

آخرُ، فَلَمَّا تَمَكَّنُوا مِنْهُمْ أَطْلَقُوا أَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَرَبَطُوهُمْ بِهَا، فَقَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ: هٰذَا أَوَّلُ الْغَدْرِ، وَاللّٰهِ! لَا أَصْحَبُكُمْ إِنَّ لِي بِهٰؤُلَاءِ لَأُسْوَةً يُرِيدُ الْقَتْلَ، فَجَرَّرُوهُ وَعَالَجُوهُ فَأَبَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَقَتَلُوهُ، فَانْطَلَقُوا بِخُبَيْبٍ وَزَيْدِ بْنِ الدَّثِنَةِ حَتّٰى بَاعُوهُمَا بِمَكَّةَ بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ، فَابْتَاعَ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ خُبَيْبًا، وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ بْنَ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلٍ يَوْمَ بَدْرٍ فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيرًا حَتّٰى أَجْمَعُوا قَتْلَهُ، فَاسْتَعَارَ مِنْ بَعْضِ بَنَاتِ الْحَارِثِ مُوسٰى يَسْتَحِدُّ بِهَا لِلْقَتْلِ فَأَعَارَتْهُ إِيَّاهَا، فَدَرَجَ بُنَيٌّ لَهَا، قَالَتْ: وَأَنَا غَافِلَةٌ حَتّٰى أَتَاهُ فَوَجَدْتُهُ يُجْلِسُهُ عَلٰى فَخِذِهِ وَالْمُوسٰى بِيَدِهِ، قَالَتْ: فَفَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ، قَالَ: أَتَخْشَيْنَ أَنِّي أَقْتُلُهُ؟ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ، فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ! مَا رَأَيْتُ أَسِيرًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ، قَالَتْ: وَاللّٰهِ! لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْمًا يَأْكُلُ قِطْفًا مِنْ عِنَبٍ فِي يَدِهِ، وَإِنَّهُ لَمُوثَقٌ فِي الْحَدِيدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرَةٍ، وَكَانَتْ تَقُولُ: إِنَّهُ لَرِزْقٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ خُبَيْبًا، فَلَمَّا خَرَجُوا بِهِ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ فِي الْحِلِّ، قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ: دَعُونِي أَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ، فَتَرَكُوهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: وَاللّٰهِ! لَوْلَا أَنْ تَحْسِبُوا

مطلع کر دے، پھر کافروں نے ان مسلمانوں پر تیر برسانا شروع کر دیئے اور سات مسلمانوں کو شہید کر دیا، ان میں سے ایک سیدنا عاصم رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ باقی تین آدمی سیدنا خبیب انصاری رضی اللہ عنہ، سیدنا زید بن دثنہ اور ایک تیسرا آدمی یہ ان کے عہد و پیمان کے نتیجے میں نیچے آ گئے۔ کافروں نے جب ان تینوں کو قابو کر لیا تو ان کی کمانوں کی رسیاں کھول کر انہیں انہی سے باندھ دیا۔ ان تین میں سے تیسرے صحابی نے کافروں سے کہا: یہ تمہارا دھوکا ہے، اللہ کی قسم! میں تو تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا، میرے لیے ان شہیدوں میں بہترین نمونہ ہے۔ کافروں نے اسے گھسیٹا اور ساتھ لے جانے کی پوری کوشش کی، مگر اس نے ساتھ جانے سے صاف صاف انکار کر دیا، بالآخر انھوں نے اسے بھی قتل کر ڈالا اور سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ اور سیدنا زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے گئے اور جا کر مکہ میں فروخت کر دیا، یہ بدر کے بعد کا واقعہ ہے، سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن حارث بن عامر بن نوفل کو قتل کیا تھا، اس کی اولاد نے سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کو خرید لیا، سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ ان کے ہاں قیدی کی حیثیت سے رہے حتی کہ انہوں نے ان کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ اپنے قتل سے قبل سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ نے حارث کی کسی بیٹی سے استرا طلب کیا، اس نے انہیں استرا لا دیا، اس دوران اس عورت کا چھوٹا سا بیٹا خبیب رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا، وہ کہتی ہے کہ میں بچے کی طرف سے غافل تھی، مجھے اس کا پتہ نہ چل سکا اور وہ خبیب رضی اللہ عنہ کے پاس جا پہنچا، جب میں نے خبیب کو دیکھا کہ انہوں نے بچے کو اپنی ران پر بٹھایا ہوا تھا اور استرا ان کے ہاتھ میں تھا۔ وہ کہتی ہے: میں یہ منظر دیکھ کر خوف زدہ ہو گئی، خبیب رضی اللہ عنہ میری گھبراہٹ کو جان گئے۔ کہنے لگے: کیا تمہیں اس بات کا خدشہ لاحق ہوا کہ میں اسے قتل کر دوں

أَنَّ مَا بِي جَزَعًا مِنَ الْقَتْلِ لَزِدْتُ، اللَّهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا وَاقْتُلْهُمْ بَدَدًا وَلَا تُبْقِ مِنْهُمْ أَحَدًا، فَلَسْتُ أُبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا، عَلَى أَيِّ جَنْبٍ كَانَ لِلَّهِ مَصْرَعِي، وَذَٰلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلٰهِ وَإِنْ يَشَأْ يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعٍ، ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ أَبُو سِرْوَعَةَ عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ فَقَتَلَهُ، وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَّ لِكُلِّ مُسْلِمٍ قُتِلَ صَبْرًا الصَّلَاةَ، وَاسْتَجَابَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ يَوْمَ أُصِيبَ، فَأَخْبَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَصْحَابَهُ يَوْمَ أُصِيبُوا خَبَرَهُمْ، وَبَعَثَ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَى عَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ حِينَ حُدِّثُوا أَنَّهُ قُتِلَ لِيُؤْتَى بِشَيْءٍ مِنْهُ يُعْرَفُ، وَكَانَ قَتَلَ رَجُلًا مِنْ عُظَمَائِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ، فَبَعَثَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى عَاصِمٍ مِثْلَ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ، فَحَمَتْهُ مِنْ رُسُلِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَى أَنْ يَقْطَعُوا مِنْهُ شَيْئًا۔ (مسند احمد: ۸۰۸۲)

گا؟ میں یہ کام نہیں کر سکتا، وہ کہتی ہے کہ اللہ کی قسم! میں نے خبیب سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ان کا بیان ہے کہ اللہ کی قسم! میں نے ان کو ایک دن انگور کھاتے دیکھا، جو ان کے ہاتھ میں تھے۔ حالانکہ وہ تو زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے اور ان دنوں مکہ میں پھل تھے ہی نہیں۔ وہ کہا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے خبیب رضی اللہ عنہ کو خصوصی رزق عطا فرمایا تھا، وہ لوگ قتل کرنے کے لیے سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر حرم کی حدود سے باہر گئے تا کہ ان کو وہاں جا کر قتل کریں، سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: مجھے اجازت دو، تا کہ میں دو رکعت نماز ادا کروں۔ چنانچہ انہوں نے دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر کہا اللہ کی قسم! اگر یہ اندیشہ نہ ہو کہ تم سمجھو گے کہ میں قتل سے گھبرا رہا ہوں تو میں مزید نماز پڑھتا، یا اللہ ان میں سے ایک ایک کو شمار کر اور انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہلاک کر، اور ان میں سے کسی کو بھی باقی نہ چھوڑ، پھر انھوں نے یہ اشعار پڑھے: فَلَسْتُ أُبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا، عَلَى أَيِّ جَنْبٍ كَانَ لِلَّهِ مَصْرَعِي، وَذَٰلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلٰهِ وَإِنْ يَشَأْ يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعٍ۔ (میں جب اسلام کی حالت میں قتل ہوں کر مر رہا ہوں تو مجھے اس بات کی قطعاً کوئی پروا نہیں کہ اللہ کی خاطر میں کس پہلو پر گرتا ہوں، میرے ساتھ یہ سلوک اللہ تعالیٰ کی ذات کی وجہ سے ہو رہا ہے کہ میں اس پر اور اس کے رسول پر ایمان لایا ہوں، اگر وہ چاہے گا تو میرے جسم کے کٹے ہوئے اعضاء کو برکتوں سے نواز دے گا۔) اس کے بعد ابو سروعہ عقبہ بن حارث نے آگے بڑھ کر ان کو شہید کر دیا۔سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ نے باندھ کر قتل کیے جانے والے ہر مسلمان کے لیے قتل سے قبل نماز کا طریقہ جاری کیا اور اللہ تعالیٰ نے سیدنا عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن کی دعا کو قبول کیا اور اللہ کے

رسول ﷺ نے اسی دن صحابہ کرام کو ان کے واقعہ کی خبر دی۔ قریش کو پتہ چلا کر عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے ہیں تو انہوں نے کچھ قریشی لوگوں کو بھیجا تا کہ وہ جا کر عاصم رضی اللہ عنہ کے جسم کے کچھ اعضاء کاٹ لائیں تا کہ انہیں مزید یقین ہو جائے کہ وہ واقعی قتل ہو چکے ہیں۔ دراصل عاصم رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن قریش کے ایک سردار کو قتل کیا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے بھڑ جیسے زہریلے جانوروں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیج دیئے، جنہوں نے عاصم رضی اللہ عنہ کے اوپر چھتری کی مانند سایہ کر دیا اور قریش کے بھیجے ہوئے لوگوں کے برے ارادے سے ان کو بچا لیا، وہ ان کے جسم کے کسی بھی حصہ کو کاٹنے کی جرأت نہ کر سکے۔

فوائد:...... یہ حادثہ صفر ۴ سن ہجری میں پیش آیا، ایک روایت میں ہے کہ عضل اور قارہ قبائل کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ذکر کیا کہ ان کے اندر اسلام کا کچھ چرچا ہے، لہٰذا آپ انہیں دین سکھانے اور قرآن پڑھانے کے لیے کچھ لوگوں کو بھیج دیں، آپ ﷺ نے سیدنا عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کی امارت میں دس صحابہ کو روانہ فرمایا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ سَرِيَةِ بِئْرِ مَعُوْنَةَ وَهِيَ الَّتِيْ قُتِلَ فِيْهَا الْقُرَّاءُ رضي الله عنهم

سریہ بئر معونہ کا بیان اور یہ وہی سریہ ہے، جس میں ستر افراد شہید ہو گئے تھے

(۱۰۷٤٤)۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا بَعَثَ حَرَامًا خَالَهُ أَخَا أُمِّ سُلَيْمٍ فِي سَبْعِينَ رَجُلًا، فَقُتِلُوا يَوْمَ بِئْرِ مَعُونَةَ، وَكَانَ رَئِيسُ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَئِذٍ عَامِرَ بْنَ الطُّفَيْلِ، وَكَانَ هُوَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: اخْتَرْ مِنِّي ثَلَاثَ خِصَالٍ يَكُونُ لَكَ أَهْلُ السَّهْلِ وَيَكُونُ لِي أَهْلُ الْوَبَرِ، أَوْ أَكُونُ خَلِيفَةً مِنْ بَعْدِكَ أَوْ أَغْزُوكَ بِغَطَفَانَ أَلْفِ أَشْقَرَ وَأَلْفِ شَقْرَاءَ، قَالَ: فَطُعِنَ فِي بَيْتِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي فُلَانٍ، فَقَالَ: غُدَّةٌ كَغُدَّةِ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے بھائی میرے ماموں حرام کو ستر افراد کے ایک دستہ کے ہمراہ بھیجا تھا اور یہ لوگ بئر معونہ کے دن قتل کر دیئے گئے تھے۔ ان دنوں مشرکین کا لیڈر عامر بن طفیل بن مالک عامری تھا، اس نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آ کر پیش کش کی تھی کہ آپ میری طرف سے تین میں سے کوئی ایک بات قبول کر لیں: (۱) دیہاتی علاقے آپ کے اور شہری علاقے میرے ہوں، یا (۲) آپ کے بعد خلافت مجھے دی جائے، یا (۳) میں بنو غطفان کو ساتھ ملا کر ایک ہزار اونٹوں اور ایک ہزار اونٹنیوں کے ساتھ آپ سے لڑوں گا۔ (اس موقعہ

(۱۰۷٤٤) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۸۰۱، ٤۰۹۱ (انظر: ۱۳۱۹۵)

الْبَعِيرِ فِي بَيْتِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي فُلَانٍ ائْتُونِي بِفَرَسِي، فَأُتِيَ بِهِ فَرَكِبَهُ فَمَاتَ وَهُوَ عَلَى ظَهْرِهِ، فَانْطَلَقَ حَرَامٌ أَخُو أُمِّ سُلَيْمٍ وَرَجُلَانِ مَعَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ، وَرَجُلٌ أَعْرَجُ، فَقَالَ لَهُمْ: كُونُوا قَرِيبًا مِنِّي حَتَّى آتِيَهُمْ فَإِنْ آمَنُونِي وَإِلَّا كُنْتُمْ قَرِيبًا، فَإِنْ قَتَلُونِي أَعْلَمْتُمْ أَصْحَابَكُمْ، قَالَ: فَأَتَاهُمْ حَرَامٌ، فَقَالَ: أَتُؤْمِنُونِي أُبَلِّغْكُمْ رِسَالَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَيْكُمْ، قَالُوا: نَعَمْ، فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُمْ وَأَوْمَئُوا إِلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ مِنْ خَلْفِهِ فَطَعَنَهُ حَتَّى أَنْفَذَهُ بِالرُّمْحِ، قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، قَالَ: ثُمَّ قَتَلُوهُمْ كُلَّهُمْ غَيْرَ الْأَعْرَجِ، كَانَ فِي رَأْسِ جَبَلٍ، قَالَ أَنَسٌ: فَأُنْزِلَ عَلَيْنَا وَكَانَ مِمَّا يُقْرَأُ فَنُسِخَ أَنْ بَلِّغُوا قَوْمَنَا أَنَّا لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا، قَالَ: فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبَنِي لِحْيَانَ، وَعُصَيَّةَ الَّذِينَ عَصَوُا اللَّهَ وَرَسُولَهُ۔ (مسند احمد: ۱۳۲۲۷)

پر آپ نے دعا کی کہ یا اللہ عامر کے مقابلے میں میری مدد فرما) چنانچہ وہ بنوسلول کے ایک گھرانے میں تھا کہ اسے طاعون نے آلیا، وہ کہنے لگا: یہ تو بنوفلاں کی عورت کے گھر میں اونٹوں کی گلٹی جیسی گلٹی ہے، میرا گھوڑا میرے پاس لاؤ۔ اس کا گھوڑا اس کے پاس لایا گیا، یہ اس پر سوار ہوا اور اس کی پشت پر ہی اسے موت آ گئی۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا بھائی سیدنا حرام رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھ دو آدمی ان میں سے ایک کا تعلق بنوامیہ سے تھا اور دوسرا اعرج یعنی لنگڑا تھا، کو ساتھ لئے چلا، اور اس نے ان تینوں سے کہا: تم میرے قریب قریب رہنا تا آنکہ میں ان کے پاس جا پہنچوں، انہوں نے اگر مجھے کچھ نہ کہا تو بہتر اور اگر کوئی دوسری صورت پیدا ہوئی تو تم میرے قریب ہی ہو گئے اور اگر انہوں نے مجھے قتل کر ڈالا تو تم پیچھے والے اپنے ساتھیوں کو اطلاع تو دے سکو گے۔ چنانچہ حرام رضی اللہ عنہ ان کے قریب پہنچے اور ان سے کہا: کیا تم مجھے اس بات کی اجازت دو گے کہ میں رسول اللہ ﷺ کا پیغام تم لوگوں تک پہنچا سکوں۔ انہوں نے کہا: جی ہاں، یہ ان کے سامنے گفتگو کرنے لگے اور ان لوگوں نے حرام رضی اللہ عنہ کے پیچھے سے اپنے ایک آدمی کو اشارہ کیا وراس نے ان پر نیزے کا وار کیا، جو ان کے جسم سے پار ہو گیا۔ سیدنا حرام رضی اللہ عنہ نے اس وقت کہا: اللہ اکبر، رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔ پھر انہوں نے اعرج کے سوا باقی دو کو قتل کر دیا، وہ پہاڑ کی چوٹی پر تھا اس لئے بچ گیا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اسی واقعہ کے سلسلہ میں ہم پر یہ آیت نازل ہوئی، اس کی باقاعدہ تلاوت کی جاتی تھی، یہ بعد میں منسوخ کر دی گئی: بَلِّغُوا قَوْمَنَا أَنَّا لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا۔ (ہماری قوم تک یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے جا ملے ہیں اور وہ ہم سے راضی ہو گیا ہے اور اس نے ہمیں بھی راضی

کر دیا ہے۔) نبی کریم ﷺ نے ان رِعل، ذکوان، بنولحیان اور بنوعصیہ پر چالیس دن تک بددعا کی، جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی معصیت کی تھی۔

فوائد:...... یہ حادثہ بھی صفر ۴ سن ہجری میں ہی پیش آیا، رسول اللہ ﷺ کو سریہ عاصم اور بئر معونہ کے ان حادثات سے سخت رنج والم پہنچا۔

(۱۰۷٤٥)۔ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَكَتَبَ كِتَابًا بَيْنَ أَهْلِهِ فَقَالَ: اشْهَدُوا، يَا مَعْشَرَ الْقُرَّاءِ! قَالَ: ثَابِتٌ فَكَأَنِّي كَرِهْتُ ذٰلِكَ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا حَمْزَةَ! لَوْ سَمَّيْتَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ، قَالَ: وَمَا بَأْسُ ذٰلِكَ أَنْ أَقُلْ لَكُمْ قُرَّاءُ، أَفَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنْ إِخْوَانِكُمُ الَّذِينَ كُنَّا نُسَمِّيهِمْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْقُرَّاءَ، فَذَكَرَ أَنَّهُمْ كَانُوا سَبْعِينَ فَكَانُوا إِذَا جَنَّهُمُ اللَّيْلُ انْطَلَقُوا إِلٰى مُعَلِّمٍ لَهُمْ بِالْمَدِينَةِ، فَيَدْرُسُونَ اللَّيْلَ حَتّٰى يُصْبِحُوا، فَإِذَا أَصْبَحُوا فَمَنْ كَانَتْ لَهُ قُوَّةٌ اسْتَعْذَبَ مِنَ الْمَاءِ وَأَصَابَ مِنَ الْحَطَبِ، وَمَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ سَعَةٌ اجْتَمَعُوا فَاشْتَرَوُا الشَّاةَ وَأَصْلَحُوهَا، فَيُصْبِحُ ذٰلِكَ مُعَلَّقًا بِحُجَرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا أُصِيبَ خُبَيْبٌ بَعَثَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَوْا عَلٰى حَيٍّ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ وَفِيهِمْ خَالِي حَرَامٌ، فَقَالَ حَرَامٌ لِأَمِيرِهِمْ: دَعْنِي فَلْأُخْبِرْ هٰؤُلَاءِ أَنَّا لَسْنَا إِيَّاهُمْ نُرِيدُ حَتّٰى يُخْلُوا وَجْهَنَا، وَقَالَ عَفَّانُ: فَيُخْلُونَ وَجْهَنَا، فَقَالَ لَهُمْ حَرَامٌ:

ثابت سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تھے، انہوں نے اپنے اہل کے درمیان بیٹھ کر ایک مکتوب لکھا اور کہا: اے قراء کی جماعت! حاضر ہو جاؤ، ثابت کہتے ہیں: مجھے یہ لفظ کچھ اچھا نہ لگا، سو میں نے عرض کیا: اے ابوحمزہ! کیا ہی بہتر ہوتا کہ آپ ان لوگوں کو ان کے ناموں سے پکارتے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: اس میں تو کوئی حرج نہیں کہ میں تمہیں قراء کہوں، کیا میں تمہیں تمہارے ان بھائیوں کے متعلق نہ بتلاؤں، جنہیں ہم عہدِ رسالت میں قراء کہا کرتے تھے۔ پھر انہوں نے بیان کیا کہ وہ ستر افراد تھے، ان کی حالت یہ تھی کہ جب رات ہوتی تو وہ مدینہ میں اپنے ایک استاد کی خدمت میں پہنچ جاتے اور وہاں ساری رات صبح تک قرآن کا سبق لیتے اور جب صبح ہوتی تو جس میں استطاعت ہوتی وہ شیریں پانی لاتا۔ (اور اسے فروخت کرتا) اور کوئی ایندھن کی لکڑیاں لا کر بیچ لیتا اور جس میں استطاعت ہوتی وہ مل کر بکری خرید لیتے، اسے خوب بنا سنوار کر ذبح کر کے رسول اللہ ﷺ کے حجروں کے پاس لٹکا دیتے، جب سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان قراء کو ایک مہم پر روانہ فرمایا، یہ بنوسلیم کے ایک قبیلے میں گئے، ان کے ہمراہ میرے ماموں سیدنا حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ سیدنا حرام رضی اللہ عنہ نے اپنے امیرِ قافلہ سے گزارش کی کہ مجھے اجازت

(۱۰۷٤٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٠٩٢ (انظر: ١٢٤٠٢)

إِنَّا لَسْنَا إِيَّاكُمْ نُرِيدُ فَخَلُّوا وَجْهَنَا، فَاسْتَقْبَلَهُ رَجُلٌ بِالرُّمْحِ فَأَنْفَذَهُ مِنْهُ، فَلَمَّا وَجَدَ الرُّمْحَ فِي جَوْفِهِ، قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، قَالَ: فَانْطَوَوْا عَلَيْهِمْ فَمَا بَقِيَ أَحَدٌ مِنْهُمْ، فَقَالَ أَنَسٌ: فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَجَدَ عَلَى شَيْءٍ قَطُّ وَجْدَهُ عَلَيْهِمْ، فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ فَدَعَا عَلَيْهِمْ، فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ إِذَا أَبُو طَلْحَةَ يَقُولُ لِي: هَلْ لَكَ فِي قَاتِلِ حَرَامٍ؟ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: مَا لَهُ فَعَلَ اللَّهُ بِهِ وَفَعَلَ، قَالَ: مَهْلًا فَإِنَّهُ قَدْ أَسْلَمَ، وَقَالَ عَفَّانُ: رَفَعَ يَدَيْهِ يَدْعُو عَلَيْهِمْ وَقَالَ أَبُو النَّضْرِ رَفَعَ يَدَيْهِ۔ (مسند احمد: ١٢٤٢٩)

دیں تا کہ میں ان لوگوں کو بتا دوں کہ ہم ان سے لڑائی کرنے کے لیے نہیں آئے، تا کہ وہ ہمارا راستہ نہ روکیں، پس سیدنا حرام رضی اللہ عنہ نے جا کر ان سے کہا: ہم تمہارے ساتھ لڑنے کے لیے نہیں آئے، لہٰذا تم ہمارا راستہ نہ روکو۔ ایک آدمی نیزہ لے کر سیدنا حرام رضی اللہ عنہ کے سامنے آیا اور اس نے ان پر نیزے کا وار کر دیا، نیزہ ان کے جسم سے پار ہو گیا۔ انہوں نے جب اپنے پیٹ پر نیزے کا وار محسوس کیا تو زور سے کہا: اللہ اکبر، ربّ کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ پھر وہ لوگ باقی قافلہ والوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ان میں سے ایک بھی باقی نہ بچا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی موقع پر اس قدر غمگین نہیں دیکھا، جس قدر آپ ﷺ اس واقعہ سے غمگین ہوئے۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر میں ہاتھ اُٹھا کر ان ظالموں پر بددعا کرتے تھے، سیدنا ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ مجھ سے کہا کرتے تھے: کیا میں تمہیں تمہارے ماموں سیدنا حرام رضی اللہ عنہ کے قاتل کے متعلق بتلاؤں؟ میں نے کہا: اللہ نے اس کے ساتھ جو کرنا تھا کر لیا، اس نے کہا وہ تو اسلام قبول کر چکا ہے۔ عفان کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر ان پر بددعائیں کیں۔ اور ابوالنضر نے یوں کہا کہ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ غَزْوَةِ بَنِي النَّضِيرِ وَإِجْلَائِهِمْ عَنِ الْمَدِيْنَةِ

غزوۂ بنی نضیر اور بنو نضیر کو مدینہ منورہ سے جلا وطن کرنے کا بیان

(١٠٧٤٦)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ يَهُودَ بَنِي النَّضِيرِ وَقُرَيْظَةَ حَارَبُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَجْلَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَنِي النَّضِيرِ وَأَقَرَّ قُرَيْظَةَ، وَمَنَّ عَلَيْهِمْ حَتَّى حَارَبَتْ قُرَيْظَةُ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنو نضیر اور بنو قریظہ کے یہود نے رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی، آپ ﷺ نے بنو نضیر کو مدینہ منورہ سے جلا وطن کر دیا اور بنو قریظہ کو وہیں رہنے کی اجازت دے دی اور ان پر احسان فرمایا، لیکن جب

(١٠٧٤٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٠٢٨، ومسلم: ١٧٦٦ (انظر: ٦٣٦٧)

بَعْدَ ذٰلِكَ، فَقَتَلَ رِجَالَهُمْ وَقَسَمَ نِسَاءَ هُمْ وَأَوْلَادَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا بَعْضَهُمْ لَحِقُوا بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَمَّنَهُمْ وَأَسْلَمُوا وَأَجْلٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَهُودَ الْمَدِينَةِ كُلَّهُمْ، بَنِي قَيْنُقَاعَ وَهُمْ قَوْمُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ، وَيَهُودَ بَنِي حَارِثَةَ، وَكُلَّ يَهُودِيٍّ كَانَ بِالْمَدِينَةِ۔ (مسند احمد: ٦٣٦٧)

بنوقریظہ نے لڑائی کی تو آپ ﷺ نے ان کے مردوں کو قتل کروا دیا اوران کی عورتوں، بچوں اور مالوں کو مسلمانوں کے درمیان تقسیم کر دیا، البتہ ان میں سے بعض آ کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل گئے تھے، آپ ﷺ نے انہیں امان دے دی اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا، رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کے سارے یہودیوں کو جلا وطن کر دیا، بنوقینقاع کو بھی، یہ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی قوم تھی اور بنو حارثہ کے یہودیوں کو اور باقی تمام یہودی جو جو مدینہ میں موجود تھے، آپ ﷺ نے سب کو جلا وطن کر دیا۔

(١٠٧٤٧)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ وَقَطَّعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلٰى أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ﴾۔ (مسند احمد: ٦٠٥٤)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنونضیر کے بویرہ نخلستان کی کھجوروں کو جلایا اور کاٹ ڈالا، پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلٰى أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ﴾ ...... ''تم نے بنونضیر کے کھجوروں کے جو درخت کاٹ ڈالے یا جن کو تم نے ان کی جڑوں پر کھڑا چھوڑ دیا تو یہ سب اللہ کے حکم سے تھا، یہ اس لیے ہوا کہ اللہ فاسقین کو رسوا کرنا چاہتا تھا۔'' (سورۂ حشر: ٥)

فوائد:...... مختصر قصہ یہ ہے کہ مدینہ میں آ کر نبی کریم ﷺ نے ان یہودیوں سے صلح کر لی تھی کہ نہ آپ ان سے لڑیں نہ یہ آپ سے لڑیں، لیکن ان لوگوں نے اس عہد کو توڑ دیا تھا، جن کی وجہ سے اللہ کا غضب ان پر نازل ہوا، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو ان پر غالب کیا اور آپ نے انہیں یہاں سے نکال دیا، مسلمانوں کو کبھی اس کا خیال تک نہ تھا، خود یہ یہود بھی سمجھ رہے تھے کہ ان مضبوط قلعوں کے ہوتے ہوئے کوئی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، لیکن جب اللہ کی پکڑ آئی یہ سب چیزیں یونہی رکھی کی رکھی رہ گئیں اور اچانک اس طرح گرفت میں آ گئے کہ حیران رہ گئے اور آپ نے انہیں مدینہ سے نکلوا دیا، بعض تو شام کی زراعتی زمینوں میں چلے گئے، جو حشر ونشر کی جگہ ہے اور بعض خیبر کی طرف جا نکلے، ان سے کہہ دیا گیا تھا کہ اپنے اونٹوں پر لاد کر جو سامان لے جا سکو اپنے ساتھ لے جاؤ، اس لئے انہوں نے اپنے گھروں کو توڑ پھوڑ کر جو چیزیں لے جا سکتے تھے، اپنے ساتھ اٹھا لیں، جو رہ گئیں وہ مسلمانوں کے ہاتھ لگیں۔

(١٠٧٤٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٠٣١، ٤٨٨٤، ومسلم: ١٧٤٦ (انظر: ٦٠٥٤)

اس آیت میں بنونضیر کا ذکر ہے، جب آپ ﷺ نے ان کا محاصرہ کیا تو ان کے کھجور کے درختوں کو آگ لگا دی اور کچھ کاٹ ڈالے اور کچھ چھوڑ دیئے، جس سے مقصود دشمن کی آڑ کو ختم کرنا تھا اور یہ واضح کرنا تھا کہ اب مسلمان تم پر غالب آگئے ہیں۔

یہ ربیع الاول ۴ سن ہجری کا واقعہ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ زَوَاجِهِ ﷺ بِأُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

نبی کریم ﷺ کی اُمّ المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کا بیان

(۱۰۷٤۸)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: أَتَانِي أَبُو سَلَمَةَ يَوْمًا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: لَقَدْ سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَوْلًا فَسُرِرْتُ بِهِ، قَالَ: ((لَا تُصِيبُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ مُصِيبَةٌ فَيَسْتَرْجِعَ عِنْدَ مُصِيبَتِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا فُعِلَ ذٰلِكَ بِهِ۔)) قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: فَحَفِظْتُ ذٰلِكَ مِنْهُ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُو سَلَمَةَ اسْتَرْجَعْتُ وَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُفْنِي خَيْرًا مِنْهُ۔ ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى نَفْسِي قُلْتُ: مِنْ أَيْنَ لِي خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ؟ فَلَمَّا انْقَضَتْ عِدَّتِي اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا أَدْبُغُ إِهَابًا لِي، فَغَسَلْتُ يَدَيَّ مِنَ الْقَرَظِ وَأَذِنْتُ لَهُ، فَوَضَعْتُ لَهُ وِسَادَةَ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ، فَقَعَدَ عَلَيْهَا فَخَطَبَنِي إِلَى نَفْسِي، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ مَقَالَتِهِ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ!

اُمّ المؤمنین سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میرے شوہر ابوسلمہ رضی اللہ عنہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پاس سے تشریف لائے اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک ایسی بات کہتے سنا ہے کہ جس سے مجھے بہت خوشی ہوئی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی مسلمان کو کوئی مصیبت آئے اور وہ اس وقت (اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ) کہہ کہ یہ دعا پڑھے ''اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا'' (یااللہ! مجھے اس مصیبت کا اجر دے اور اس کا نعم البدل عطا فرما) تو اللہ اسے یہ چیزیں عطا فرما دیتا ہے۔'' سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے ان کی یہ بات یاد رکھی اور جب سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو میں نے (اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ) کہہ کہ یہ دعا پڑھی ''اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا''۔ لیکن ساتھ ہی میرے دل میں خیال آیا کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر اور اچھا انسان کون ہوسکتا ہے؟ (بہرحال میں نے دعا جاری رکھی)، سو جب میری عدت پوری ہوئی تو اللہ کے رسول ﷺ نے میرے ہاں داخل ہونے کی اجازت طلب کی، اس وقت میں چمڑا

(۱۰۷٤۸) تخريج: رجاله ثقات، الا ان المطلب بن عبد الله، روايته عن الصحابة مرسلة، الا انس بن مالك، وسهل بن سعد، وسلمة بن الاكوع ومن كان قريبا من طبقتهم، وهو عند مسلم بغير هذه السياقة من حديث ام سلمة بلفظ: ما من مسلم تصيبه مصيبة فيقول ما أمره الله: انا لله وانا اليه راجعون، اللهم أجرني في مصيبتي واخلف لي خيرا منها، الا اخلف الله له خيرا منها (انظر: ١٦٣٤٤)

مَا بِي أَنْ لَا تَكُونَ بِكَ الرَّغْبَةُ فِيَّ، وَلٰكِنِّي امْرَأَةٌ فِيَّ غَيْرَةٌ شَدِيدَةٌ، فَأَخَافُ أَنْ تَرٰى بِنِّي شَيْئًا يُعَذِّبُنِي اللّٰهُ بِهِ، وَأَنَا امْرَأَةٌ دَخَلْتُ فِي السِّنِّ، وَأَنَا ذَاتُ عِيَالٍ، فَقَالَ: ((أَمَّا مَا ذَكَرْتِ مِنَ الْغَيْرَةِ فَسَوْفَ يُذْهِبُهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْكِ، وَأَمَّا مَا ذَكَرْتِ مِنَ السِّنِّ، فَقَدْ أَصَابَنِي مِثْلُ الَّذِي أَصَابَكِ، وَأَمَّا مَا ذَكَرْتِ مِنَ الْعِيَالِ فَإِنَّمَا عِيَالُكِ عِيَالِي۔)) قَالَتْ: فَقَدْ سَلَّمْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَتَزَوَّجَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: فَقَدْ أَبْدَلَنِي اللّٰهُ بِأَبِي سَلَمَةَ خَيْرًا مِنْهُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مسند احمد: ١٦٤٥٥)

رنگ رہی تھی، میں نے جلدی سے ہاتھ دھوئے اور آپ ﷺ کو اندر آنے کی اجازت دی، میں نے آپ ﷺ کے لیے چمڑے کا ایک تکیہ رکھا، اس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے، آپ ﷺ اس پر بیٹھ گئے اور آپ ﷺ نے مجھے اپنے ساتھ شادی کا پیغام دیا، جب آپ ﷺ اپنی بات سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ایسی تو کوئی بات نہیں کہ مجھے آپ میں رغبت نہ ہو، درحقیقت بات یہ ہے کہ میرے اندر غیرت کا جذبہ بہت زیادہ ہے، مجھے ڈر ہے کہ مبادا آپ میرے اندر ایسی کوئی بات دیکھیں، جس کی وجہ سے اللہ مجھے عذاب سے دوچار کر دے، نیز میں اب کافی عمر رسیدہ بھی ہو چکی ہوں اور میں اولاد والی بھی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے جو غیرت کا ذکر کیا ہے، اللہ تعالیٰ اسے عنقریب ختم کر دے گا، تم نے عمر رسیدہ ہونے کی جو بات کی ہے تو میرا حال بھی ایسا ہی ہے اور جو تم نے اولاد کی بات کی ہے تو وہ میری اپنی اولاد ہوگی۔'' چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی بات تسلیم کر لی اور اللہ کے رسول ﷺ نے مجھ سے نکاح کر لیا، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے بدلے میں اس سے بہتر شوہر یعنی اللہ کے رسول عطا کر دیئے۔

(١٠٧٤٩)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا أَصَابَ أَحَدَكُمْ مُصِيبَةٌ فَلْيَقُلْ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِيبَتِي وَأْجُرْنِي فِيهَا وَأَبْدِلْنِي مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْهَا۔))، فَلَمَّا احْتُضِرَ أَبُو سَلَمَةَ، قَالَ: اللّٰهُمَّ اخْلُفْنِي فِي أَهْلِي بِخَيْرٍ، فَلَمَّا قُبِضَ

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی مروی ہے کہ سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''جب تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت آئے تو اسے چاہیے کہ وہ کہے: ''إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِيبَتِي وَأْجُرْنِي فِيهَا وَأَبْدِلْنِي مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْهَا '' (بیشک ہم اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور بیشک ہم نے اسی کی طرف لوٹنا ہے، اے اللہ میں اپنی اس مصیبت کا تجھ سے اجر چاہتا ہوں، تو مجھے

(١٠٧٤٩) تخريج: بعضه صحيح، وهذا اسناد ضعيف (انظر: ٢٦٦٦٩)

قُلْتُ: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ أَحْتَسِبُ مُصِيبَتِي فَأْجُرْنِي فِيهَا، قَالَتْ: وَأَرَدْتُ أَنْ أَقُولَ وَأَبْدِلْنِي خَيْرًا مِنْهَا، فَقُلْتُ: وَمَنْ خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ؟ فَمَا زِلْتُ حَتّٰى قُلْتُهَا، فَلَمَّا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا، خَطَبَهَا أَبُو بَكْرٍ فَرَدَّتْهُ، ثُمَّ خَطَبَهَا عُمَرُ فَرَدَّتْهُ، فَبَعَثَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: مَرْحَبًا بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَبِرَسُولِهِ، أَخْبِرْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنِّي امْرَأَةٌ غَيْرٰى وَأَنِّي مُصْبِيَةٌ وَأَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَوْلِيَائِي شَاهِدًا، فَبَعَثَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَمَّا قَوْلُكِ إِنِّي مُصْبِيَةٌ فَإِنَّ اللّٰهَ سَيَكْفِيكِ صِبْيَانَكِ، وَأَمَّا قَوْلُكِ إِنِّي غَيْرٰى فَسَأَدْعُو اللّٰهَ أَنْ يُذْهِبَ غَيْرَتَكِ، وَأَمَّا الْأَوْلِيَاءُ فَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْهُمْ شَاهِدٌ وَلَا غَائِبٌ إِلَّا سَيَرْضَانِي.)) قُلْتُ: يَا عُمَرُ! قُمْ فَزَوِّجْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَمَا إِنِّي لَا أَنْقُصُكِ شَيْئًا مِمَّا أَعْطَيْتُ أُخْتَكِ فُلَانَةَ، رَحَيَيْنِ وَجَرَّتَيْنِ وَوِسَادَةً مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ.)) قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَأْتِيهَا، فَإِذَا جَاءَ أَخَذَتْ زَيْنَبَ فَوَضَعَتْهَا فِي حِجْرِهَا لِتُرْضِعَهَا، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَيِيًّا كَرِيمًا يَسْتَحْيِي، فَرَجَعَ فَفَعَلَ ذٰلِكَ مِرَارًا فَفَطِنَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ لِمَا تَصْنَعُ، فَأَقْبَلَ ذَاتَ يَوْمٍ وَجَاءَ عَمَّارٌ وَكَانَ أَخَاهَا لِأُمِّهَا، فَدَخَلَ عَلَيْهَا فَانْتَشَطَهَا مِنْ حِجْرِهَا وَقَالَ:

اس کا اجر اور اس کا نعم البدل عطا فرما)۔'' جب میرے شوہر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہونے لگا تو انہوں نے کہا: یا اللہ! میرے بعد میرے اہل میں اچھا نائب بنانا۔ جب ان کا انتقال ہوا تو میں نے کہا: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، عِنْدَكَ إِحْتَسَبْتُ مُصِيبَتِي وَأْجُرْنِي فِيهَا وَأَبْدِلْنِي مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْهَا۔ سیدہ فرماتی ہیں: میں نے یوں کہنا چاہا کہ وَأَبْدِلْنِي مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْهَا (اور مجھے اس سے بہتر بدلہ عطا فرما)، لیکن ساتھ ہی مجھے یہ خیال آیا کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون ہو سکتا ہے؟ میں یہ سوچتی رہی، آخر کار میں نے یہ لفظ بھی کہہ ہی دیئے، جب ان کی عدت پوری ہوئی تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا، انہوں نے ان کو رد کر دیا، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام بھیجا، انہوں نے ان کو بھی رد کر دیا، پھر اللہ کے رسول ﷺ نے نکاح کا پیغام بھیجا تو انہوں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ اور ان کے قاصد کو خوش آمدید، لیکن تم جا کر اللہ کے رسول ﷺ سے ذکر کرو کہ میں تو بہت زیادہ غیرت والی ہوں اور میں صاحبِ اولاد بھی ہوں اور میرے سر پرستوں میں سے یہاں کوئی بھی موجود نہیں، رسول اللہ ﷺ نے واپسی جواب بھیجا کہ ''تمہارا یہ کہنا کہ تم صاحب اولاد ہو اس بارے میں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں، بچوں کے بارے میں اللہ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہارا یہ کہنا کہ تم انتہائی غیرت مند ہو تو میں اللہ سے دعا کروں گا کہ وہ تمہاری غیرت کی اس شدت کو ختم کر دے اور تمہارا یہ کہنا کہ تمہارے سر پرستوں میں سے کوئی بھی یہاں موجود نہیں، تو یاد رہے کہ تمہارا کوئی بھی سر پرست، وہ موجود ہو یا غائب، وہ میرے متعلق رضا مندی کا ہی اظہار کرے گا۔'' یہ سن کر میں نے اپنے بیٹے عمر سے کہا کہ اٹھو اور رسول اللہ ﷺ سے میرا نکاح کر دو۔ رسول

دَعِي هٰذِهِ الْمَقْبُوحَةَ الْمَشْقُوحَةَ الَّتِي آذَيْتِ بِهَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: وَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلَ فَجَعَلَ يُقَلِّبُ بَصَرَهُ فِي الْبَيْتِ، وَيَقُولُ: ((أَيْنَ زَنَابُ؟ مَا فَعَلَتْ زَنَابُ؟)) قَالَتْ: جَاءَ عَمَّارٌ فَذَهَبَ بِهَا، قَالَ: فَبَنَى بِأَهْلِهِ ثُمَّ قَالَ: ((إِنْ شِئْتِ أَنْ أُسَبِّعَ لَكِ سَبَّعْتُ لِلنِّسَاءِ.)) (مسند احمد: ٢٧٢٠٤)

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہاری فلاں بہن کو جو کچھ دیا ہے، تمہیں اس سے کم نہ دوں گا، اسے دو چکیاں، دو مٹکے، اور چمڑے کا ایک تکیہ، جس میں کھجور کی چھال بھری تھی، دیئے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ ان کے ہاں آتے اور وہ اپنی دختر زینب کو گود میں اٹھائے دودھ پلا رہی ہوتی تو چوں کہ اللہ کے رسول ﷺ بھی انتہائی حیا دار اور مہربان تھے، ان کو اس کیفیت میں دیکھتے تو واپس چلے جاتے، اس قسم کی صورت حال کئی مرتبہ پیش آئی، سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو اس کا پتہ چل گیا وہ ان کا مادری بھائی تھا، تو ایک دن سیدنا عمار رضی اللہ عنہ آ کر زینب کو ان کی گود سے اٹھا لے گئے اور کہا کہ تم اس بچی کو چھوڑو، جس کی وجہ سے تم اللہ کے رسول ﷺ کو پریشان کرتی ہو۔ اللہ کے رسول ﷺ گھر تشریف لائے تو ادھر ادھر دیکھنے لگے اور فرمایا: ''زناب کہاں ہے؟ زناب کدھر گئی؟'' آپ ﷺ کی مراد زینب تھی، سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا کہ عمار رضی اللہ عنہ آئے تھے اور وہ اسے لے گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنے اہل خانہ کے ساتھ وقت گزارا اور فرمایا: ''اگر تم چاہو تو تمہارے پاس سات دن قیام کروں گا، لیکن یاد رکھو پھر میں اپنی تمام ازواج کے ہاں سات سات دن قیام کرنے کے بعد میں تمہارے پاس آؤں گا۔''

(١٠٧٥٠)۔ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ: قَالَ: فَتَزَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَأَتَاهَا فَوَجَدَهَا تُرْضِعُ فَانْصَرَفَ، ثُمَّ أَتَاهَا فَوَجَدَهَا تُرْضِعُ فَانْصَرَفَ، قَالَ: فَبَلَغَ

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے گزشتہ حدیث کی مانند ہی مروی ہے، البتہ اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کر لیا، جب آپ ﷺ ان کے ہاں آئے تو دیکھا کہ وہ اپنی بیٹی کو دودھ پلا رہی ہیں، آپ واپس لوٹ گئے، اس کے بعد پھر آپ ﷺ تشریف لائے اور انہیں دیکھا کہ وہ اپنی بیٹی کو

(١٠٧٥٠) تخريج: بعضه صحيح، وهذا اسناد ضعيف لجهالة عبد العزيز بن بنت ام سلمة، ولضعف اسماعيل بن عبد الملك (انظر: ٢٦٧٢١)

ذٰلِكَ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ اَتَاهَا، فَقَالَ: حَلَّتْ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبَيْنَ حَاجَتِهِ هَلُمَّ الصَّبِيَّةَ، قَالَ: فَاَخَذَهَا فَاسْتَرْضَعَ لَهَا، فَاَتَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَيْنَ زَنَابُ؟)) يَعْنِي زَيْنَبَ، قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَخَذَهَا عَمَّارٌ، فَدَخَلَ بِهَا وَقَالَ: ((اِنَّ بِكِ عَلٰى اَهْلِكِ كَرَامَةً۔)) قَالَ: فَاَقَامَ عِنْدَهَا اِلَى الْعَشِيِّ ثُمَّ قَالَ: ((اِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ لَكِ وَاِنْ سَبَّعْتُ لَكِ سَبَّعْتُ لِسَائِرِ نِسَائِيْ؟ وَاِنْ شِئْتِ قَسَمْتُ لَكِ؟)) قَالَتْ: لَا، بَلِ اقْسَمْ لِيْ۔ (مسند احمد: ۲۷۲۵۷)

دودھ پلا رہی ہیں، آپ ﷺ پھر واپس چلے گئے۔ جب سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو اس بات کا پتہ چلا تو وہ ان کے ہاں آئے اور کہا: تم اللہ کے رسول ﷺ اور ان کی حاجت کے درمیان حائل ہو، تم یہ بچی مجھے دے دو، پس وہ اسے لے گئے اور اسے دودھ پلانے والی عورت کا بندوبست کر دیا، اللہ کے رسول ﷺ سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے تو دریافت فرمایا کہ ''زناب یعنی زینب کہاں ہے؟'' سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اسے عمار لے گئے ہیں، آپ ﷺ نے سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف رکھی اور فرمایا: ''تم اپنے اہل خانہ کے ہاں معزز اور مکرم ہو۔'' آپ ﷺ نے ان کے ہاں پچھلے پہر تک قیام کیا اور پھر فرمایا: ''اگر تم چاہو تو میں تمہارے ہاں سات دن قیام کر سکتا ہوں، لیکن اگر میں تمہارے ہاں سات دن قیام کروں تو اپنی تمام ازواج کے ہاں سات سات دن گزاروں گا اور اگر چاہو تو تمہارے لیے باری مقرر کر دوں؟'' سیّدہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ آپ میرے لیے باری ہی مقرر کر دیں۔

(۱۰۷۵۱)۔ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُخْبِرُ: أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ، أَنَّهَا لَمَّا قَدِمَتِ الْمَدِينَةَ أَخْبَرَتْهُمْ، أَنَّهَا ابْنَةُ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَكَذَّبُوهَا، وَيَقُولُونَ: مَا أَكْذَبَ الْغَرَائِبَ حَتّٰى أَنْشَأَ نَاسٌ مِنْهُمْ إِلَى الْحَجِّ، فَقَالُوا: مَا تَكْتُبِينَ إِلٰى أَهْلِكِ، فَكَتَبَتْ مَعَهُمْ فَرَجَعُوا إِلَى الْمَدِينَةِ يُصَدِّقُونَهَا فَازْدَادَتْ عَلَيْهِمْ كَرَامَةً، قَالَتْ:

ابوبکر بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو بتلایا کہ وہ جب مدینہ منورہ آئیں تو انہوں نے لوگوں کو بتلایا: میں ابوامیہ بن مغیرہ کی دختر ہوں، لوگوں نے ان کو جھوٹا سمجھا اور انھوں نے کہا: یہ کیسی عجیب وغریب جھوٹی بات ہے، یہاں تک کہ وہاں سے کچھ لوگ حج کے لیے روانہ ہوئے، انہوں نے کہا: کیا آپ اپنے اہلِ خانہ کے نام خط نہیں لکھ دیتیں؟ سو انہوں نے انہیں خط لکھ دیا، پھر انہوں نے مدینہ واپس آ کر ان کی باتوں کی تصدیق کی (کہ

(۱۰۷۵۱) تخريج: بعضه صحيح، وهذا اسناد ضعيف لجهالة عبد الحميد بن عبدالله، أخرجه الطبرانی فی "المعجم الكبير": ۲۳/ ۸۵۸، وعبد الرزاق فی "مصنفه": ۱۰٦٤٤ (انظر: ۲٦٦۱۹)

فَلَمَّا وَضَعَتْ زَيْنَبَ جَاءَنِي النَّبِيُّ ﷺ فَخَطَبَنِي، فَقُلْتُ: مَا مِثْلِي نُكِحَ أَمَّا أَنَا فَلَا وَلَدَ فِيَّ وَأَنَا غَيُورٌ وَذَاتُ عِيَالٍ، فَقَالَ: ((أَنَا أَكْبَرُ مِنْكِ، وَأَمَّا الْغَيْرَةُ فَيُذْهِبُهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَأَمَّا الْعِيَالُ فَإِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ۔)) فَتَزَوَّجَهَا فَجَعَلَ يَأْتِيهَا فَيَقُولُ: ((أَيْنَ زُنَابُ؟)) حَتّٰى جَاءَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ يَوْمًا فَاخْتَلَجَهَا، وَقَالَ: هٰذِهِ تَمْنَعُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ تُرْضِعُهَا فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَيْنَ زُنَابُ؟)) فَقَالَتْ قُرَيْبَةُ ابْنَةُ أَبِي أُمَيَّةَ، وَوَافَقَهَا عِنْدَهَا أَخَذَهَا عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنِّي آتِيكُمُ اللَّيْلَةَ۔)) قَالَتْ: فَقُمْتُ فَأَخْرَجْتُ حَبَّاتٍ مِنْ شَعِيرٍ كَانَتْ فِي جَرٍّ، وَأَخْرَجْتُ شَحْمًا فَعَصَدْتُهُ لَهُ، قَالَتْ: فَبَاتَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ أَصْبَحَ، فَقَالَ حِينَ أَصْبَحَ: ((إِنَّ لَكِ عَلٰى أَهْلِكِ كَرَامَةً، فَإِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ لَكِ، فَإِنْ أُسَبِّعْ لَكِ أُسَبِّعْ لِنِسَائِي۔)) (مسند احمد: ۲۷۱۵٤)

واقعی وہ ابو امیہ کی بیٹی ہیں)، پس لوگوں میں ان کا مقام مزید بڑھ گیا، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب میں نے اپنی بیٹی زینب کو جنم دیا تو نبی کریم ﷺ نے میرے ہاں آ کر مجھے نکاح کا پیغام دیا، میں نے عرض کیا: مجھ جیسی عورت سے نکاح نہیں کیا جاتا، اب مجھ سے اولاد ہونے کی امید نہیں اور پھر میں بہت زیادہ غیرت کھانے والی ہوں اور صاحب اولاد بھی ہوں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تم سے زیادہ عمر رسیدہ ہوں، باقی رہی غیرت کی بات تو اللہ اسے ختم کر دے گا اور اولاد تو اللہ اور اس کے رسول کے سپرد ہے۔'' چنانچہ آپ ﷺ نے ان سے نکاح کر لیا، پھر آپ ﷺ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آنے لگے اور آپ ﷺ فرماتے کہ ''زناب کہاں ہے؟'' یہاں تک کہ ایک دن سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ آئے اور اس بچی کو لے گئے اور انہوں نے کہا: یہ بچی رسول اللہ ﷺ کے اور اُمّ المؤمنین سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان حائل ہے، کیونکہ سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اسے دودھ پلا رہی ہوتی تھیں، اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ ''زناب یعنی زینب کہاں ہے؟'' رسول اللہ ﷺ ایسے وقت آئے تھے کہ قُریبہ بنت ابی امیہ بھی اپنی بہن کے ہاں آئی ہوئی تھیں، انہوں نے کہا: بچی کو عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ لے گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہارے ہاں رات کو آؤں گا۔'' سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے میں اٹھی اور ایک مٹکے میں کچھ جو تھے، میں نے انہیں نکال کر ان کا مغز نکالا اور آپ ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا۔ نبی کریم ﷺ نے رات بسر کی، جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے اہل خانہ کے ہاں معزز اور مکرم ہو، اگر چاہو تو میں تمہارے ہاں سات دن راتیں گزاروں گا، اور اگر تمہارے ہاں سات راتیں گزاریں تو اپنی

تمام ازواج کے ہاں سات سات راتیں گزاروں گا۔‘‘

فوائد:...... ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ بنت ابو امیہ رضی اللہ عنہا پہلے سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں اور ان سے ان کی کئی اولاد بھی تھی، سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ جمادی الثانیہ ۴ ہجری میں وفات پا گئے، پھر رسول اللہ ﷺ نے شوال ۴ ہجری میں چند روز باقی تھے کہ ان سے شادی کر لی، یہ فقیہ ترین اور عقلمند ترین عورتوں میں سے تھیں، ۸۴ سال کی عمر میں ۵۹ یا ۶۲ ہجری میں وفات پائی اور بقیع میں دفن ہوئیں۔

اَبْوَابُ حَوَادِثِ السَّنَةِ الْخَامِسَةِ
۵ ہجری کے احوال وواقعات

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ غَزْوَةِ بَنِی الْمُصْطَلَقِ اَوِ الْمُرَیْسِیْعِ
غزوۂ بنی مصطلق یا غزوۂ مریسیع کا بیان

یہ شعبان ۵ ہجری یا ۲ محرم ۶ ہجری کا واقعہ ہے، ’’بنو مصطلق‘‘ قبیلہ خزاعہ کی ایک شاخ ہے، قبیلہ خزاعہ کے لوگ عام طور پر رسول اللہ ﷺ کے خیر خواہ تھے، مگر یہ شاخ قریش کی طرفدار تھی، جب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ یہ لوگ آپ ﷺ سے جنگ کی تیاری کر رہے ہیں تو آپ ﷺ نے خبر کی تحقیق کے لیے سیدنا بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور انھوں نے اطلاع دی کہ واقعی خبر صحیح ہے، آپ ﷺ نے مدینہ کا انتظام سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ یا کسی اور صحابی کو سونپا اور بنو مصطلق کی طرف یلغار کرتے ہوئے نکلے، تاکہ اچانک ان پر ٹوٹ پڑیں، آپ ﷺ کے ساتھ ۷۰۰ صحابہ تھے اور بنو مصطلق اس وقت قدید کے اطراف میں ساحل کے قریب ’’مریسیع‘‘ نامی ایک چشمے پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے اس حال میں چھاپہ مارا کہ وہ غافل تھے، بعض کو قتل کیا، عورتوں اور بچوں کو قید کیا اور مال مویشی پر قبضہ کر لیا۔ قیدیوں میں بنو مصطلق کے رئیس حارث بن ضرار کی صاحبزادی سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں، مدینہ آ کر ان کے اسلام لانے پر آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر کے ان سے شادی کر لی، اس پر صحابہ نے بنو مصطلق کے ایک سو گھرانے جو مسلمان ہو چکے تھے، آزاد کر دیئے اور کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے سسرال کے لوگ ہیں، لہٰذا سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا اپنی قوم کے لیے نہایت عظیم برکت والی خاتون ثابت ہوئیں، اگلے باب میں اس شادی کا تذکرہ آ رہا ہے۔

اس غزوہ کے دوران دو تکلیف دہ حادثے پیش آئے، ایک جس کا ذکر درج ذیل احادیث میں ہے کہ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے کہا: مدینہ پلٹ کر ہم عزت والے اِن ذلت والوں کو نکال باہر کریں گے۔

دوسرا عفیفۂ کائنات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کا واقعہ اس غزوے سے واپسی پر پیش آیا تھا۔

(١٠٧٥٢)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةٍ، قَالَ: يَرَوْنَ أَنَّهَا غَزْوَةُ بَنِي الْمُصْطَلِقِ، فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: يَا لَلْأَنْصَارِ! وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ: يَا لَلْمُهَاجِرِينَ! فَسَمِعَ ذٰلِكَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَا بَالُ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ۔)) فَقِيلَ: رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كَسَعَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((دَعُوهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ۔)) قَالَ جَابِرٌ: وَكَانَ الْمُهَاجِرُونَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ أَقَلَّ مِنَ الْأَنْصَارِ، ثُمَّ إِنَّ الْمُهَاجِرِينَ كَثُرُوا، فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ، فَقَالَ: فَعَلُوهَا وَاللّٰهِ! لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ، فَسَمِعَ ذٰلِكَ عُمَرُ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! دَعْنِي أَضْرِبُ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((يَا عُمَرُ! دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ۔)) (مسند احمد: ١٥٢٩٣)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے، لوگوں کا خیال ہے کہ یہ غزوہ بنی مصطلق تھا، اسی دوران ایک مہاجر شخص نے ایک انصاری کی دُبُر پر ہاتھ مار دیا تو انصاری نے دہائی دیتے ہوئے کہا: انصاریو! ذرا ادھر آنا اور مہاجر نے بھی مہاجرین کو اپنی مدد کے لیے پکارا، نبی کریم ﷺ نے ان لوگوں کی یہ باتیں سنیں تو فرمایا: ''یہ جاہلیت والی پکاریں کس لیے؟'' آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ مہاجرین میں سے کسی نے ایک انصاری کی دبر پر ہاتھ مار دیا ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایسی باتوں کو دفع کرو، یہ بدبودار یعنی فتنہ انگیز اور شر انگیز باتیں ہیں۔'' سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مہاجرین جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تھے تو ان کی تعداد انصار سے بہت تھوڑی تھی، بعد میں مہاجرین کی تعداد بڑھ گئی۔ جب مہاجرین اور انصاریوں والی بات رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی تک پہنچی تو وہ کہنے لگا: کیا مہاجرین اب اس حد تک آگے نکل گئے ہیں؟ اللہ کی قسم! اگر ہم مدینہ واپس گئے تو ہم معزز لوگ ان ذلیلوں کو مدینہ سے باہر نکال دیں گے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیں، میں اس منافق کی گردن اتار دوں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے عمر! اسے چھوڑو، لوگ یہ نہ کہنا شروع کر دیں کہ محمد ﷺ اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کرتا ہے۔''

(١٠٧٥٣)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عَمِّي فِي غَزَاةٍ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ ابْنَ سَلُولَ يَقُولُ لِأَصْحَابِهِ: لَا

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں ایک غزوہ میں اپنے چچا کے ساتھ نکلا، میں نے عبداللہ بن ابی ابن سلول کو سنا، وہ اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا: اس رسول کے

(١٠٧٥٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٩٠٥، ٤٩٠٧، ومسلم: ٢٥٨٤ (انظر: ١٥٢٢٣)

(١٠٧٥٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٩٠٠، ٤٩٠١، ٤٩٠٤، ومسلم: ٢٧٧٢ (انظر: ١٩٣٣٣).

تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ، وَلَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمِّي فَذَكَرَهُ عَمِّي لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَرْسَلَ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَحَدَّثْتُهُ، فَأَرْسَلَ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيِّ ابْنِ سَلُوْلَ وَأَصْحَابِهِ فَحَلَفُوْا مَا قَالُوْا، فَكَذَّبَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَصَدَّقَهُ، فَأَصَابَنِي هَمٌّ لَمْ يُصِبْنِي مِثْلُهُ قَطُّ، وَجَلَسْتُ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ عَمِّي: مَا أَرَدْتَ إِلٰى أَنْ كَذَّبَكَ النَّبِيُّ ﷺ وَمَقَتَكَ، قَالَ: حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِذَا جَاءَ كَ الْمُنَافِقُوْنَ﴾ [المنافقون: ١] قَالَ: فَبَعَثَ إِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَأَهَا ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ صَدَّقَكَ۔)) (مسند احمد: ١٩٥٤٨)

ساتھیوں پر خرچ نہ کرو اور اگر ہم مدینہ میں لوٹے تو ہم عزت والے اِن ذلیل لوگوں کو باہر نکال دیں گے۔ میں نے یہ بات اپنے چچا کو بتائی اور میرے چچا نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کر دیا، آپ ﷺ نے میری طرف پیغام بھیجا، میں نے آپ ﷺ کے پاس آ کر آپ ﷺ کو اس کی بات بتا دی، پھر آپ ﷺ نے عبداللہ بن ابی ابن سلول اور اس کے ساتھیوں کی طرف پیغام بھیجا، سو وہ آگئے، لیکن انہوں نے قسم اٹھائی کہ انہوں نے یہ بات کہی ہی نہیں، نبی کریم ﷺ نے مجھے جھوٹا اور عبداللہ بن ابی کو سچا قرار دیا، اس سے مجھے بہت پریشانی ہوئی، کبھی بھی اتنی پریشانی مجھے نہیں ہوئی تھی، پس میں گھر میں بیٹھ گیا، میرے چچا نے کہا: تجھے کس چیز نے آمادہ کیا تھا کہ تو ایسی بات کہتا، اب نبی کریم ﷺ نے تجھے جھوٹا قرار دے دیا ہے اور تجھ پر ناراض بھی ہوئے ہیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات اتار دیں: ﴿إِذَا جَاءَ كَ الْمُنَافِقُوْنَ ....﴾ ...... ''جب وہ منافق آپ کے پاس آتے ہیں، ......'' اب نبی کریم ﷺ نے میری طرف پیغام بھیجا، آپ ﷺ نے مجھ پر یہ آیات پڑھیں اور فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے تجھے سچا قرار دیا ہے۔''

بَابُ مَا جَاءَ فِي زِوَاجِهِ ﷺ بِجُوَيْرِيَةَ بِنْتِ حَارِثٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِي هٰذِهِ الْغَزْوَةِ

نبی کریم ﷺ کی اُمّ المومنین سیّدہ جویریہ بنت حارث سے شادی کا بیان

(١٠٧٥٤)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ: لَمَّا قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَبَايَا بَنِي الْمُصْطَلِقِ، وَقَعَتْ جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ فِي السَّهْمِ لِثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، أَوْ لِابْنِ عَمٍّ لَهُ

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بنو مصطلق کے قیدی تقسیم کیے تو جویریہ بنت حارث، سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ یا ان کے چچا زاد بھائی کے حصے میں آئی اور پھر اس نے ان سے مکاتبت بھی کر لی، یہ بڑی ہی خوب رو خاتون تھی، جس نے اس کو دیکھنا تھا، اس نے اس کو

(١٠٧٥٤) تخريج: اسناده حسن، أخرجه أبو داود: ٣٩٣١ (انظر: ٢٦٢٦٥)

وَكَاتَبَتْهُ عَلٰى نَفْسِهَا، وَكَانَتِ امْرَأَةً حُلْوَةً مُلَاحَةً لَا يَرَاهَا أَحَدٌ إِلَّا أَخَذَتْ بِنَفْسِهِ، فَأَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَسْتَعِينُهُ فِي كِتَابَتِهَا، قَالَتْ: فَوَاللّٰهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُهَا عَلٰى بَابِ حُجْرَتِي فَكَرِهْتُهَا، وَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَرٰى مِنْهَا مَا رَأَيْتُ، فَدَخَلَتْ عَلَيْهِ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنَا جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ أَبِي ضِرَارٍ سَيِّدِ قَوْمِهِ، وَقَدْ أَصَابَنِي مِنَ الْبَلَاءِ مَا لَمْ يَخْفَ عَلَيْكَ، فَوَقَعْتُ فِي السَّهْمِ لِثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ الشَّمَّاسِ أَوْ لِابْنِ عَمٍّ لَهُ فَكَاتَبْتُهُ عَلٰى نَفْسِي، فَجِئْتُكَ أَسْتَعِينُكَ عَلٰى كِتَابَتِي، قَالَ: ((فَهَلْ لَكِ فِي خَيْرٍ مِنْ ذٰلِكَ؟)) قَالَتْ: وَمَا هُوَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((أَقْضِي كِتَابَتَكِ وَأَتَزَوَّجُكِ۔)) قَالَتْ: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((قَدْ فَعَلْتُ۔)) قَالَتْ: وَخَرَجَ الْخَبَرُ إِلَى النَّاسِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَزَوَّجَ جُوَيْرِيَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ، فَقَالَ النَّاسُ: أَصْهَارُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَرْسَلُوا مَا بِأَيْدِيهِمْ، قَالَتْ: فَلَقَدْ أَعْتَقَ بِتَزْوِيجِهِ إِيَّاهَا مِائَةَ أَهْلِ بَيْتٍ مِنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ، فَمَا أَعْلَمُ امْرَأَةً كَانَتْ أَعْظَمَ بَرَكَةً عَلٰى قَوْمِهَا مِنْهَا۔ (مسند أحمد: ٢٦٨٩٧)

اپنے لیے لے لیتا تھا، پس وہ اپنی مکاتبت میں رسول اللہ ﷺ سے مدد لینے کے لیے آپ ﷺ کے پاس آئی، اللہ کی قسم! جب میں (عائشہ) نے اس کو اپنے حجرے کے دروازے پر دیکھا تو میں نے اس کے آنے کو ناپسند کیا اور میں جان گئی کہ جو چیز میں دیکھ رہی ہوں، رسول اللہ ﷺ کی نظر بھی اسی چیز پر پڑے گی، پس جب وہ آپ ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار ہوں، میرے باپ اپنی قوم کے سردار ہیں اور میں ایسی آزمائش میں پھنس گئی ہوں کہ اس کا معاملہ آپ پر بھی واضح ہے، میں سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ یا ان کے چچا زاد بھائی کے حصے میں آئی ہوں اور میں نے ان سے مکاتبت کر لی ہے، اب میں آپ کے پاس آئی ہوں، تاکہ آپ مکاتبت پر میرا تعاون کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا یہ بتاؤ کہ کیا تمہیں اس سے بہتر چیز کی رغبت ہے؟'' اس نے کہا: جی وہ کیا؟ اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہاری مکاتبت کی قیمت ادا کر کے تم سے شادی کر لیتا ہوں۔'' اس نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''تحقیق میں نے ایسے ہی کر دیا ہے۔'' اتنے میں لوگوں تک یہ خبر پہنچ گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی ہے، لوگوں نے کہا: بنو مصطلق، رسول اللہ ﷺ کے سسرال بن گئے ہیں، پس اس وجہ سے انھوں نے وہ غلام اور لونڈیاں آزاد کر دیں، جو ان کے ہاتھ میں تھے، سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی اس شادی کی وجہ سے بنو مصطلق کے سو گھرانوں کے افراد کو آزاد کیا گیا، میں ایسی کوئی خاتون نہیں جانتی جو اپنی قوم کے لیے اس سے زیادہ برکت والی ثابت ہوئی ہو۔

فوائد:...... پچھلے باب کے شروع میں سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے ام المومنین بننے کی بات گزر چکی ہے۔

یہ صحابۂ کرام کے دلوں میں گھر کر جانے والی نبی کریم ﷺ کی محبت اور اس کے تقاضے ہیں کہ جب بنو مصطلق قبیلے کو نبی کریم ﷺ کا سسرال ہونے کا شرف حاصل ہوا تو صحابہ نے ان کے سو گھرانوں کے افراد کو آزاد کر دیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مِحْنَةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بِحَدِيْثِ الْإِفْلِكِ فِيْ هٰذِهِ الْغَزْوَةِ

غزوۂ بنو مصطلق میں واقعۂ افک کی وجہ سے اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ابتلاء وآزمائش کا بیان

(۱۰۷۵۵)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فِيْ حَدِيْثِ الْإِفْكِ قَالَتْ: وَاللّٰهِ! مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنْ يَنْزِلَ فِي شَأْنِي وَحْيٌ يُتْلٰى وَلَشَأْنِي، كَانَ أَحْقَرَ فِي نَفْسِي مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلٰى، وَلٰكِنْ كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَرٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا، قَالَتْ: فَوَاللّٰهِ! مَا رَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَجْلِسِهِ، وَلَا خَرَجَ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ أَحَدٌ، حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى نَبِيِّهِ، وَأَخَذَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنَ الْبُرَحَاءِ عِنْدَ الْوَحْيِ، حَتّٰى إِنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِثْلُ الْجُمَانِ مِنَ الْعَرَقِ فِي الْيَوْمِ الشَّاتِي مِنْ ثِقَلِ الْقَوْلِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْهِ، قَالَتْ: فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَكَانَ أَوَّلُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا أَنْ قَالَ: ((أَبْشِرِي يَا عَائِشَةُ! أَمَّا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَقَدْ بَرَّأَكِ۔)) فَقَالَتْ لِي أُمِّي: قُومِي إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ! لَا أَقُومُ إِلَيْهِ وَلَا أَحْمَدُ إِلَّا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ بَرَاءَتِي،

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ حدیث الافک (یعنی بہتان والی بات) بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں: اللہ کی قسم! یہ بات میرے وہم وگمان میں بھی نہ تھی کہ میرے بارے میں وحی نازل ہوگی، میں اپنے اس معاملہ کو اس سے کم تر سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ خود اس کے بارے میں کلام کریں گے اور پھر اس کلام کی تلاوت کی جائے گی، ہاں یہ مجھے امید تھی کہ میرے بارے میں نبی کریم ﷺ خواب دیکھیں گے، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مجھے بری کر دیں گے، اللہ کی قسم! نبی کریم ﷺ نے اپنی نشست گاہ سے حرکت نہ کی تھی اور نہ ہی گھر والوں میں سے ابھی کوئی باہر گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ پر وحی نازل کر دی اور وحی کے وقت سخت بوجھ کی وجہ سے آپ ﷺ کا پسینہ آنا شروع ہو گیا، سردی کے سخت دن میں بھی وحی کے نازل ہوتے وقت آپ کی پیشانی سے پسینہ لؤلؤ موتیوں کی طرح گرتا تھا، اس وحی کے بوجھ کی وجہ سے، جو آپ پر نازل ہو رہی ہوتی تھی، جب نبی کریم ﷺ سے وحی کے نازل ہونے کی کیفیت ختم ہوئی تو آپ ﷺ مسکرا رہے تھے، سب سے پہلے آپ ﷺ نے وحی کے بعد جو بات کی، وہ یہ تھی: ''اے عائشہ! خوش ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ نے تمہیں بری قرار دیا ہے۔'' یہ سن کر میری ماں نے کہا: عائشہ! کھڑی ہو جا

(۱۰۷۵۵) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۸۷۹، ۴۰۲۵، ۴۶۹۰، ۴۷۵۰، ۶۶۶۲، ومسلم: ۲۷۷۰ (انظر: ۲۶۱۴۱)

فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُ وْا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ﴾ [النور: ١١] عَشْرَ آيَاتٍ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هٰذِهِ الْآيَاتِ بَرَاءَ تِي قَالَتْ: فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحٍ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ وَفَقْرِهِ: وَاللّٰهِ! لَا أُنْفِقُ عَلَيْهِ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ الَّذِي قَالَ لِعَائِشَةَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ [النور: ٢٢] فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَاللّٰهِ! إِنِّي لَأُحِبُّ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لِي، فَرَجَعَ إِلٰى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِي كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ، وَقَالَ: لَا أَنْزِعُهَا مِنْهُ أَبَدًا، قَالَتْ عَائِشَةُ: وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَأَلَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ أَمْرِي: ((وَمَا عَلِمْتِ أَوْ مَا رَأَيْتِ أَوْ مَا بَلَغَكِ؟)) قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَحْمِي سَمْعِي وَبَصَرِي وَأَنَا مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا، قَالَتْ عَائِشَةُ: وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فَعَصَمَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِالْوَرَعِ، وَطَفِقَتْ أُخْتُهَا حَمْنَةُ بِنْتُ جَحْشٍ تُحَارِبُ لَهَا فَهَلَكَتْ فِيمَنْ هَلَكَ، قَالَ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَهٰذَا مَا انْتَهٰى إِلَيْنَا مِنْ أَمْرِ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطِ. (مسند احمد: ٢٦١٤١)

اور آپ ﷺ کا شکریہ ادا کر۔ لیکن میں نے کہا: میں آپ ﷺ کا شکریہ ادا کرنے کے لیے کھڑی نہیں ہوں گی، میں اپنے اس اللہ کی تعریف کروں گی، جس نے میری براءت نازل کی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دیں: ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُ وْا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ﴾ [النور: ١١] یہ کل دس آیات تھیں۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ مسطح پر خرچ کیا کرتے تھے کیونکہ وہ فقیر تھا اور ان کا رشتہ دار بھی تھا، اس نے بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تہمت والی بات کر دی تھی، اس لیے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس پر آئندہ خرچ نہیں کروں گا، یہ اس حد تک چلا گیا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی: ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوْا أُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ﴾ ...... ''اور تم میں سے فضیلت اور وسعت والے اس بات سے قسم نہ کھالیں کہ قرابت والوں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دیں اور لازم ہے کہ معاف کر دیں اور درگزر کریں، کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمھیں بخشے اور اللہ بے حد بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔'' یہ آیت سن کر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے، پس انہوں نے جو مسطح کا خرچہ لگا رکھا تھا وہ دوبارہ جاری کر دیا اور کہا اب میں اسے کبھی نہیں روکوں گا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے میرے معاملہ کے بارے میں سوال کیا کہ ''تم اس بارے میں کیا جانتی ہو؟ یا کیا سمجھتی ہو؟ یا تم کو کون سی بات پہنچی ہے؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس بات سے اپنے کان اور آنکھ کو

محفوظ رکھنا چاہتی ہوں! اللہ کی قسم، میری معلومات کے مطابق عائشہ میں خیر ہی خیر ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: یہ سیدہ زینب ہی امہات المومنین میں سے میرا مقابلہ کرتی تھیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں تقویٰ کی بدولت اس معاملے میں پڑنے سے بچا لیا اور ان کی بہن سیدہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نے اپنی بہن کے ساتھ عصبیت اختیار کی اور ہلاک ہونے والوں میں شامل ہوگئی۔ ابن شہاب کہتے ہیں: اس گروہ کے بارے میں ہمیں یہی کچھ معلوم ہو سکا۔

(١٠٧٥٦)۔ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ أُمِّ رُومَانَ، وَهِيَ أُمُّ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُنْتُ أَنَا وَعَائِشَةُ قَاعِدَةً فَدَخَلَتْ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَتْ: فَعَلَ اللّٰهُ بِفُلَانٍ وَفَعَلَ تَعْنِي ابْنَهَا، قَالَتْ: فَقُلْتُ لَهَا: وَمَا ذٰلِكَ؟ قَالَتْ: ابْنِي كَانَ فِيمَنْ حَدَّثَ الْحَدِيثَ، قَالَتْ: فَقُلْتُ لَهَا: وَمَا الْحَدِيثُ؟ قَالَتْ: كَذَا وَكَذَا، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَسَمِعَ بِذٰلِكَ أَبُو بَكْرٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَتْ: أَسَمِعَ بِذٰلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: نَعَمْ، فَوَقَعَتْ أَوْ سَقَطَتْ مَغْشِيًّا عَلَيْهَا، فَأَفَاقَتْ حُمَّى بِنَافِضٍ فَأَلْقَيْتُ عَلَيْهَا الثِّيَابَ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَا لِهٰذِهِ؟)) قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَخَذَتْهَا حُمَّى بِنَافِضٍ، قَالَ: ((لَعَلَّهُ مِنَ الْحَدِيثِ الَّذِي تُحُدِّثَ بِهِ؟)) قَالَتْ: قُلْتُ: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَرَفَعَتْ عَائِشَةُ رَأْسَهَا وَقَالَتْ: إِنْ قُلْتُ: لَمْ

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ماں سیدہ ام رومان رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں اور عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی تھیں کہ ایک انصاری خاتون آئی اور وہ اپنے بیٹے کے متعلق کہنے لگی کہ اللہ اسے ہلاک کرے، تباہ کرے، میں نے اس سے کہا: کیا بات ہے؟ اس نے کہا: وہ بات کرنے والوں میں میرا بیٹا بھی شامل ہے۔ ام رومان رضی اللہ عنہا نے کہا: کونسی بات؟ اس نے کہا: فلاں بات، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا کہ آیا یہ بات ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی سنی ہے؟ اس عورت نے کہا: جی ہاں، انہوں نے پھر پوچھا: کیا اللہ کے رسول ﷺ کو بھی اس کا علم ہو چکا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں! یہ سنتے ہی وہ گر گئی اور وہ بے ہوش ہوگئی اسے شدت کا بخار ہو گیا، اور جسم کانپنے لگا، میں نے اس پر کپڑے ڈالے، اللہ کے رسول ﷺ تشریف لے آئے اور پوچھا: ''اسے کیا ہوا؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اسے شدید بخاری ہو گیا ہے اور اس کا جسم کانپ رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''شاید اس کی یہ کیفیت اس بات کی وجہ سے ہوئی ہے جو کہی جا رہی ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! یہ باتیں سن کر سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سر اُٹھایا اور

(١٠٧٥٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٣٨٨، ٤١٤٣ (انظر: ٢٧٠٧٠)

تَعْذِرُونِي ، وَإِنْ حَلَفْتُ لَمْ تُصَدِّقُونِي ، وَمَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ يَعْقُوبَ وَبَنِيهِ حِينَ قَالَ: ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ﴾ فَلَمَّا نَزَلَ عُذْرُهَا أَتَاهَا النَّبِيُّ ﷺ فَأَخْبَرَهَا بِذَلِكَ ، فَقَالَتْ: بِحَمْدِ اللّٰهِ لَا بِحَمْدِكَ أَوْ قَالَتْ: وَلَا بِحَمْدِ أَحَدٍ۔ (مسند احمد: ٢٧٦١٠)

کہا: ''اگر میں اپنے حق میں کچھ کہوں تو آپ میری معذرت قبول نہیں کریں گے اور اگر میں قسم اُٹھاؤں تب بھی آپ میری بات نہیں مانیں گے، میری اور آپ کی مثال یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں کی سی ہے، جنہوں نے بیٹوں کی بات سن کر کہا تھا: ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ﴾ ...... ''پس صبر کرنا ہی بہتر ہے، تم جو کچھ بیان کر رہے ہو اس پر اللہ ہی کی مدد درکار ہے۔'' (سورۂ یوسف: ۱۸) پس جب اللہ کی طرف سے ان کی براءت نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ ان کے پاس آئے اور انہیں نزولِ براءت کی اطلاع دی تو سیّدہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں اللہ کی حمد کرتی ہوں، آپ کی نہیں، یا یوں کہا کہ اللہ کے سوا کسی کی حمد نہیں۔

(١٠٧٥٧)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ أُمِّ رُومَانَ قَالَتْ: بَيْنَا أَنَا عِنْدَ عَائِشَةَ إِذْ دَخَلَتْ عَلَيْنَا امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ ، فَذَكَرَتْ نَحْوَ الْحَدِيثِ الْمُتَقَدِّمِ وَفِيهِ: قَالَتْ وَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عُذْرَهَا فَرَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَعَهُ أَبُو بَكْرٍ فَدَخَلَ فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَنْزَلَ عُذْرَكِ۔)) قَالَتْ: بِحَمْدِ اللّٰهِ لَا بِحَمْدِكَ ، قَالَتْ: قَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ: تَقُولِينَ هٰذَا لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: نَعَمْ ، قَالَتْ: فَكَانَ فِيمَنْ حَدَّثَ الْحَدِيثَ رَجُلٌ ، كَانَ يَعُولُهُ أَبُو بَكْرٍ فَحَلَفَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ لَا يَصِلَهُ ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ﴾ إِلَى آخِرِ

(دوسری سند) سیدہ ام رومان رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تھی کہ ایک انصاری خاتون ہمارے ہاں آئی، اس سے آگے ساری حدیث گزشتہ حدیث کی مانند ہے، البتہ اس میں ہے: اللہ کے رسول ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت نازل کر دی ہے۔'' اللہ کے رسول ﷺ، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی معیت میں واپس اندر آئے اور فرمایا: ''عائشہ! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہاری براءت نازل کی ہے۔'' انھوں نے کہا: اللہ کا شکر ہے، آپ کا نہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ بات سن کر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: تم ایسی بات اللہ کے رسول ﷺ سے کہتی ہو؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، ام رومان رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام وتہمت لگانے والوں میں سے ایک شخص کی کفالت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کرتے تھے، اس واقعہ کے بعد انہوں نے قسم اُٹھالی کہ اب اس کے ساتھ پہلے والا برتاؤ

(١٠٧٥٧) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

الْآيَةِ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: بَلٰى! فَوَصَلَهُ۔ (مسند احمد: ٢٧٦١١)

نہیں کریں گے، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ....﴾ ''تم میں سے جو لوگ صاحبِ فضل اور مال دار ہیں وہ اس بات کی قسم نہ اُٹھائیں کہ وہ اپنے رشتہ داروں، مساکین اور اللہ کی راہ میں ہجرت کر کے آنے والوں کو کچھ نہ دیں گے۔ انہیں چاہیے کہ معاف کر دیں اور درگزر کریں، کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ اللہ تمہاری خطائیں معاف کر دے۔'' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیوں نہیں، چنانچہ انہوں نے اس کے ساتھ حسن برتاؤ کا سلسلہ دوبارہ شروع کر دیا۔

فوائد:...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عفت اور پاکدامنی کو ثابت کرنے کے موقع پر درج ذیل آیات نازل ہوئیں:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُ وْ بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِءٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔ لَوْلَآ إِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّقَالُوْا هٰذَآ إِفْكٌ مُّبِيْنٌ۔ لَوْلَا جَاءُ وْ عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوْا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ۔ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ أَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔ إِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ۔ وَلَوْلَآ إِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ أَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ۔ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ أَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ أَبَدًا إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔ إِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ أَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَأَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَإِنَّهٗ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ أَبَدًا وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔ وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُّؤْتُوْٓا أُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔﴾

......''بے شک وہ لوگ جو بہتان لے کر آئے ہیں وہ تمھی سے ایک گروہ ہیں، اسے اپنے لیے برا مت سمجھو، بلکہ یہ تمھارے لیے بہتر ہے۔ ان میں سے ہر آدمی کے لیے گناہ میں سے وہ ہے جو اس نے گناہ کمایا اور ان میں سے جو اس کے بڑے حصے کا ذمہ دار بنا اس کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔ کیوں نہ جب تم نے اسے سنا تو مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنے نفسوں میں اچھا گمان کیا اور کہا کہ یہ صریح بہتان ہے۔ وہ اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے، تو جب وہ گواہ

نہیں لائے تو اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں۔ اور اگر دنیا اور آخرت میں تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو یقیناً اس بات کی وجہ سے جس میں تم مشغول ہوئے، تم پر بہت بڑا عذاب پہنچتا۔ جب تم اسے ایک دوسرے سے اپنی زبانوں کے ساتھ لے رہے تھے اور اپنے مونہوں سے وہ بات کہہ رہے تھے جس کا تمھیں کچھ علم نہیں اور تم اسے معمولی سمجھتے تھے، حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی تھی۔ اور کیوں نہ جب تم نے اسے سنا تو کہا ہمارا حق نہیں ہے کہ ہم اس کے ساتھ کلام کریں، تو پاک ہے، یہ بہت بڑا بہتان ہے۔ اللہ تمھیں نصیحت کرتا ہے اس سے کہ دوبارہ کبھی ایسا کام کرو، اگر تم مومن ہو۔ اور اللہ تمھارے لیے آیات کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔ بے شک جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ ان لوگوں میں بے حیائی پھیلے جو ایمان لائے ہیں، ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور یہ کہ یقیناً اللہ بے حد مہربان، نہایت رحم والا ہے (تو تہمت لگانے والوں پر فوراً عذاب آ جاتا)۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! شیطان کے قدموں کے پیچھے مت چلو اور جو شیطان کے قدموں کے پیچھے چلے تو وہ تو بے حیائی اور برائی کا حکم دیتا ہے اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی بھی کبھی پاک نہ ہوتا اور لیکن اللہ جسے چاہتا ہے پاک کرتا ہے اور اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ اور تم میں سے فضیلت اور وسعت والے اس بات سے قسم نہ کھالیں کہ قرابت والوں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دیں اور لازم ہے کہ معاف کر دیں اور درگزر کریں، کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمھیں بخشے اور اللہ بے حد بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔'' (النور: ۱۱۔ ۲۲)

قارئین سے گزارش ہے کہ وہ ان آیات کی تفسیر کا مطالعہ بھی کر لیں، سبق آموز باتیں تو مذکورہ بالا حدیث اور آیات سے ہی سمجھ آ جاتی ہیں، مزید تفصیل "کتاب السیرۃ النبویۃ" میں آئے گی۔

صحیح بخاری میں اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے تہمت لگانے والوں کا واقعہ بیان کیا، لوگوں نے ان پر تہمت لگائی تھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی پاکیزگی کا اعلان کیا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کرتے، ان میں جس کا نام نکل آتا، اس کو ساتھ لے کر جاتے ایک جنگ (غزوہ بنی مصطلق) میں جانے کے لئے اسی طرح قرعہ اندازی کی، میرا نام نکل آیا، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلی گئی، یہ واقعہ پردہ کی آیت اترنے کے بعد کا ہے، میں ہودج میں سوار رہتی اور ہودج سمیت اتاری جاتی، ہم لوگ اسی طرح چلتے رہے، یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس غزوہ سے فارغ ہوئے اور لوٹے، (واپسی میں) ہم لوگ مدینہ کے قریب ہی پہنچے تھے کہ رات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روانگی کا اعلان کر دیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روانگی کا اعلان کیا تو میں اٹھی اور چلی، یہاں تک کہ لشکر سے آگے بڑھ گئی، جب میں اپنی حاجت سے فارغ ہوئی اور اپنے ہودج کے پاس آئی تو میں نے اپنے سینہ پر ہاتھ پھیرا، معلوم ہوا کہ میرا ظفار کے موتیوں کا ہار ٹوٹ کر گر گیا، میں

واپس ہوئی اور اپنا ہار ڈھونڈنے لگی، اس کی تلاش میں مجھے دیر ہوگئی، جو لوگ میرا ہودج اٹھاتے تھے، وہ آئے اور اس ہودج کو اٹھا کر اس اونٹ پر رکھ دیا، جس پر میں سوار ہوتی تھی، وہ لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ میں اس ہودج میں ہوں، اس زمانہ میں عورتیں عموماً ہلکی پھلکی ہوتی تھیں، بھاری نہیں ہوتی تھیں، ان کی خوراک قلیل تھی، اس لئے جب ان لوگوں نے ہودج کو اٹھایا، تو اس کا وزن انہیں خلاف معمول معلوم نہ ہوا اور اٹھالیا، مزید برآں کہ میں ایک کم سن لڑکی تھی، چنانچہ یہ لوگ اونٹ کو ہانک کر روانہ ہوگئے، لشکر کے روانہ ہونے کے بعد میرا ہار مل گیا، میں ان لوگوں کے ٹھکانے پر آئی تو وہاں کوئی نہ تھا، میں نے اس مقام کا قصد کیا، جہاں میں تھی اور یہ خیال کیا کہ جب وہ مجھے نہیں پائیں گے تو تلاش کرتے ہوئے میرے پاس پہنچ جائیں گے، میں اسی انتظار میں بیٹھی ہوئی تھی کہ نیند آنے لگی اور میں سوگئی، سیدنا صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ لشکر کے پیچھے تھے، صبح کو میری جگہ پر آئے اور دور سے انہوں نے ایک سویا ہوا آدمی دیکھا تو میرے پاس آئے اور (مجھ کو پہچان لیا) اس لئے کہ پردہ کی آیت اترنے سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکے تھے، صفوان کے (انا للہ وانا الیہ راجعون) پڑھنے سے میں جاگ گئی، وہ میرا اونٹ پکڑ کر پیدل چلنے لگے، یہاں تک کہ ہم لشکر میں پہنچ گئے جب کہ لوگ ٹھیک دوپہر کے وقت آرام کرنے کے لئے اتر چکے تھے، تو ہلاک ہوگیا وہ شخص جس نے ہلاک ہی ہونا تھا اور تہمت لگانے والوں کا سردار عبداللہ بن ابی ابن سلول تھا، خیر ہم لوگ مدینہ پہنچے اور میں ایک مہینہ تک بیمار رہی تہمت لگانے والوں کی باتیں لوگوں میں پھیلتی رہیں اور مجھے اپنی بیماری کی حالت میں شک پیدا ہوا کہ نبی کریم ﷺ اس لطف سے پیش نہیں آتے تھے، جس طرح (اس سے قبل) بیماری کی حالت میں لطف و مہربانی سے پیش آیا کرتے تھے، بس اب تو صرف تشریف لاتے، سلام کرتے، پھر پوچھتے: ''تم کیسی ہو؟'' (پھر چلے جاتے) مجھے تہمت کی بات کی خبر بالکل نہ تھی، یہاں تک کہ میں بہت کمزور ہوگئی (ایک رات) میں اور مسطح کی ماں مناصع کی طرف قضائے حاجت کے لئے نکلیں، ہم لوگ رات ہی کو جایا کرتے تھے اور یہ اس وقت کی بات ہے، جب کہ ہم لوگوں کے لیے قضائے حاجت کی جگہ ہمارے گھروں کے قریب نہ تھی اور عرب والوں کے پچھلے معمول کے موافق ہم لوگ جنگل میں یا باہر جا کر رفع حاجت کرتے تھے، میں اور ام مسطح ہم دونوں چلے جا رہی تھیں کہ وہ اپنی چادر میں پھنس کر گر پڑیں اور کہا: مسطح ہلاک ہوجائے، میں نے اس سے کہا: تو نے بہت بری بات کہی ہے، ایسے آدمی کو برا کہتی ہو جو بدر میں شریک ہوا، اس نے کہا: عائشہ! کیا تم نے نہیں سنا جو یہ لوگ کہتے ہیں؟ ساتھ ہی اس نے مجھے تہمت لگانے والوں کی بات بیان کردی، یہ سن کر میرا مرض اور بڑھ گیا، جب میں اپنے گھر واپس آئی تو میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ''تم کیسی ہو؟'' میں نے کہا: مجھے اپنے والدین کے پاس جانے کی اجازت دیجئے اور اس وقت میرا مقصد یہ تھا کہ اس خبر کی بابت ان کے پاس جا کر تحقیق کروں، رسول اللہ ﷺ نے مجھے اجازت دے دی، میں اپنے والدین کے پاس آئی اور اپنی والدہ سے پوچھا کہ لوگ کیا بیان کر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا: بیٹی! تو ایسی باتوں کی پرواہ نہ کر، جو عورت حسین ہو اور اس کے شوہر کو اس سے محبت ہو اور اس کی سوکنیں ہوں، تو اس قسم کی باتیں بہت ہوا کرتی ہیں، میں نے کہا: سبحان اللہ! اس قسم کی بات سوکنوں نے تو

نہیں کی، ایسی بات تو لوگوں میں مشہور ہو رہی ہے، میں نے وہ رات اس حال میں گزاری کہ نہ میرے آنسو تھمے اور نہ مجھے نیند آئی، پھر جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو جب وحی اترنے میں دیر ہوئی بلایا اور اپنی بیوی کو جدا کرنے کے بارے میں ان دونوں سے مشورہ کرنے لگے، اسامہ چونکہ جانتے تھے کہ آپ ﷺ کو اپنی بیویوں سے محبت ہے، اس لئے انہوں نے ویسا ہی مشورہ دیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کی بیویوں میں بھلائی ہی جانتا ہوں۔ لیکن سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر تنگی نہیں کی، ان کے علاوہ عورتیں بہت ہیں اور باقی آپ لونڈی (سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا) سے دریافت کر لیجئے، وہ آپ سے سچ سچ بیان کرے گی، رسول اللہ ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور فرمایا: ''اے بریرہ! کیا تو نے عائشہ میں کوئی ایسی بات دیکھی ہے، جو تجھے شبہ میں ڈال دے؟'' سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں نے ان میں کوئی ایسی بات نہیں دیکھی، جو عیب کی ہو، بجز اس کے کہ وہ کم سن ہیں اور گوندھا ہوا آٹا چھوڑ کر سو جاتی ہیں اور بکری آ کر کھا جاتی ہے، رسول اللہ ﷺ اسی دن خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہو گئے اور عبداللہ بن ابی ابن سلول کے مقابلہ میں مدد طلب کی اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''کون ہے جو میری مدد کرے گا، اس شخص کے مقابلہ میں جس نے مجھے میرے گھر والوں کے متعلق اذیت دی، حالانکہ اللہ کی قسم ہے، میں اپنے گھر والوں میں بھلائی ہی دیکھتا ہوں اور جس مرد کے ساتھ تہمت لگائی گئی ہے، اس میں بھی بھلائی ہی دیکھتا ہوں، وہ گھر میں میرے ساتھ ہی داخل ہوتا تھا؟'' یہ سن کر سیدنا سعد بن معاذ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ کی مدد کے لئے تیار ہوں، اگر وہ قبیلہ اوس کا ہے تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا اور اگر وہ ہمارے بھائی خزرج کے قبیلہ کا ہے، تو جیسا حکم دیں، ہم اس کے مطابق عمل کریں گے، یہ سن کر سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ جو قبیلہ خزرج کے سردار تھے، کھڑے ہوئے، اس سے پہلے وہ نیک آدمی تھے، لیکن حمیت نے انہیں اکسایا اور کہا: اللہ کی قسم! نہ تو اسے مار سکے گا اور نہ تو اس کے قتل پر قادر ہے، پھر سیدنا اسید بن حضیر کھڑے ہوئے اور کہا: تو جھوٹ کہتا ہے، اللہ کی قسم! ہم اس کو قتل کر دیں گے، تو منافق ہے، منافقوں کی طرف سے جھگڑا کرتا ہے، دیکھتے ہی دیکھتے اوس اور خزرج دونوں لڑائی کے لئے ابھر گئے، یہاں تک کہ آپس میں لڑنے کا ارادہ کیا اور رسول اللہ ﷺ منبر پر ہی تھے، بالآخر آپ ﷺ منبر سے اترے اور ان سب کے اشتعال کو فرو کیا، یہاں تک کہ وہ لوگ خاموش ہو گئے اور آپ ﷺ بھی خاموش ہو گئے اور میں سارا دن روتی رہی، نہ تو میرے آنسو تھمتے اور نہ مجھے نیند آتی، صبح کو میرے پاس والدین آئے، میں دو رات اور ایک دن روتی رہی، یہاں تک کہ میں خیال کرنے لگی تھی کہ رونے سے میرا کلیجہ شق ہو جائے گا، وہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے اور میں رو رہی تھی کہ اتنے میں ایک انصاری عورت نے اندر آنے کی اجازت مانگی، میں نے اسے اجازت دے دی، وہ بیٹھ گئی اور میرے ساتھ رونے لگی، ہم لوگ اس حال میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور بیٹھ گئے، حالانکہ اس سے پہلے جب سے کہ میرے متعلق تہمت لگائی گئی، کبھی نہیں بیٹھے تھے، ایک مہینہ تک انتظار کرتے رہے، لیکن میری شان میں کوئی وحی نازل نہیں ہوئی،

آپ ﷺ نے خطبۂ شہادت پڑھا اور پھر فرمایا: ''اے عائشہ! تمہارے متعلق مجھ کو ایسی ایسی خبر ملی ہے، اگر تو بری ہے تو اللہ تعالیٰ تمہاری پاکیزگی ظاہر کر دے گا اور اگر تو اس میں مبتلا ہوگئی ہے، تو اللہ سے مغفرت طلب کر اور توبہ کر اس لئے کہ جب بندہ اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہے، پھر توبہ کر لیتا ہے، تو اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔'' جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی گفتگو ختم کی تو میرے آنسو دفعتۃً رک گئے، یہاں تک کہ میں نے ایک قطرہ بھی محسوس نہیں کیا اور میں نے اپنے والد سے کہا کہ میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو جواب دیجئے، لیکن انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دوں، پھر میں نے اپنی ماں سے کہا کہ تم میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو جواب دو، انہوں نے کہا: واللہ! میں نہیں جانتی کہ رسول اللہ ﷺ سے کیا کہوں، عائشہ کہتی ہیں: میں کمسن تھی اور قرآن زیادہ نہیں پڑھا تھا، میں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! میں جانتی ہوں کہ آپ ﷺ نے وہ چیز سن لی ہے، جو لوگوں میں مشہور ہے اور آپ ﷺ کے دل میں وہ بات بیٹھ گئی ہے اور آپ ﷺ نے اس کو سچ سمجھ لیا ہے اگر میں یہ کہوں کہ میں بری ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں بری ہوں، تو آپ ﷺ میری بات کو سچا نہ جانیں گے اور اگر میں کسی بات کا اقرار کرلوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو آپ ﷺ مجھے سچا سمجھیں گے، اللہ کی قسم! میں نے اپنی اور آپ ﷺ کی مثال یوسف کے والد کے سوا نہیں پائی، جب کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ صبر بہتر ہے اور اللہ ہی میرا مددگار ہے، ان باتوں میں جو تم بیان کرتے ہو، پھر میں نے بستر پر کروٹ تبدیل کی، مجھے امید تھی کہ اللہ تعالیٰ میری پاکدامنی ظاہر فرما دے گا، لیکن اللہ کی قسم! مجھے یہ گمان نہ تھا کہ میرے متعلق وحی نازل ہوگی اور اپنے دل میں اپنے آپ کو اس قابل نہ سمجھتی تھی کہ میرے اس معاملہ کا ذکر قرآن میں ہوگا، بلکہ میں سمجھتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی خواب دیکھیں گے جس میں اللہ تعالیٰ میری پاکدامنی ظاہر کر دے گا، پھر اللہ کی قسم! آپ ﷺ اس جگہ سے ہٹے بھی نہ تھے اور نہ گھر والوں میں سے کوئی باہر گیا تھا کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہونے لگی اور آپ ﷺ پر وحی کی حالت طاری ہوگئی، جو نزول وحی کے وقت طاری ہوا کرتی تھی، سردی کے دن میں بھی آپ کو پسینہ آ جاتا تھا۔ پھر وہ کیفیت جب دور ہوئی تو اس وقت آپ ﷺ کے منہ مبارک سے جو الفاظ نکلے وہ یہ تھے، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اے عائشہ! اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہاری پاکدامنی بیان کر دی ہے۔'' مجھ سے میری ماں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑی ہو جا، میں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں کھڑی نہیں ہوں گی اور صرف اللہ کا شکریہ ادا کروں گی، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ....﴾ جب اللہ تعالیٰ نے میری براءت میں یہ آیت نازل کی تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو مسطح بن اثاثہ کی ذات پر اس کی قرابت کے سبب خرچ کرتے تھے، انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! اب میں مسطح کی ذات پر خرچ نہیں کروں گا، اس نے میرے بیٹی عائشہ پر تہمت لگائی ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی: ﴿وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ سیدنا ابوبکر کہنے لگے: اللہ کی قسم! میں تو پسند کرتا

ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بخش دے، پھر مسطح کو وہی وظیفہ دینا شروع کر دیا، جو برابر دیتے تھے اور رسول اللہ ﷺ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے میرے متعلق پوچھتے تھے اور فرماتے: ''اے زینب! کیا تو جانتی ہے؟ کیا تو نے کبھی کچھ دیکھا ہے؟'' وہ جواباً کہتی: یارسول اللہ! میں اپنے کان اور اپنی آنکھ کو بچاتی ہوں، اللہ کی قسم! میں تو عائشہ کو اچھا ہی جانتی ہوں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: وہی میرے مقابلے میں تھیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو پرہیز گاری کے سبب سے بچا لیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ غَزْوَةِ الْخَنْدَقِ اَوِ الْاَحْزَابِ وَغَزْوَةِ بَنِيْ قُرَيْظَةَ وَاهْتِمَامِهِ ﷺ بِهٰذِهِ الْغَزْوَةِ وَحَفْرِ خَنْدَقٍ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ وَاشْتِرَاكِهِ ﷺ مَعَ الْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرِيْنَ فِيْ حَفْرِهِ وَظُهُوْرِ بَعْضِ مُعْجِزَاتِهِ

غزوۂ خندق اور غزوۂ بنی قریظہ کا ذکر اور رسول اللہ ﷺ کا اس غزوہ کے لیے اہتمام، مدینہ منورہ کے اردگرد خندق کی کھدائی، اور اس کھدائی میں آپ ﷺ کی انصار و مہاجرین کے ساتھ شرکت اور آپ ﷺ کے بعض معجزات کے ظہور کا بیان

یہ شوال و ذیقعدہ ۵ سن ہجری کا واقعہ ہے، اس غزوے کی ابتدا شوال ۵ ہجری میں ہوئی اور انتہا ایک ماہ کے بعد ذی قعدہ میں ہوئی۔ یہودی انتہائی چالباز اور مکّار قوم ہے، انھوں نے خیبر میں قیام کرنے اور مطمئن ہو جانے کے بعد مسلمانوں کے خلاف سازشیں اور پس پردہ حرکتیں شروع کر دیں اور اہل مدینہ کے خلاف قبائلِ عرب کا ایک نہایت زبردست لشکر لانے میں کامیاب ہو گئے، یہودِ خیبر کے بیس سردار قریش کے پاس گئے اور انہیں اہل مدینہ کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ کیا اور اپنی مدد کا یقین دلایا، جب قریش اس کے لیے تیار ہو گئے تو یہ لوگ بنوغطفان کے پاس گئے، نھوں نے بھی بات مان لی، اس کے بعد وہ متعدد قبائل میں گھومے اور ان میں متعدد قبائل نے جنگ لڑنی منظور کر لی، بعد زاں سارے قبائل کو ایک منظم پلان کے تحت اس طرح حرکت دی کہ سب کے سب ایک ہی وقت میں مدینہ کے اطراف میں خندق کے اُس پار پہنچ کر خیمہ زن ہو گئے، یہ کل دس ہزار کا لشکر تھا، ان میں سے قریش اور ان کے پیروکاروں کی تعداد (۴۰۰۰) تھی، ان کے ساتھ ۳۰۰ گھوڑے اور (۱۰۰۰) اونٹ تھے، ان کا سالار ابوسفیان تھا اور جھنڈا عثمان بن طلحہ عبدری نے اٹھا رکھا تھا اور غطفان اور ان کے پیروکار اہل نجد کی تعداد (۶۰۰۰) تھی، مدینہ کی دیواروں تک ایسے زبردست لشکر کا پہنچ جانا بڑی سخت آزمائش اور خطرے کا باعث تھا۔

رسول اللہ ﷺ کو بروقت حالات کی سنگینی کی خبر ہو گئی، چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے جانثاروں سے مشورہ کیا اور سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے یہ مشورہ دیا کہ خندق کھود کر حفاظت کی جائے، پس یہ رائے پسند کی گئی اور اسی پر اتفاق ہو گیا۔ مدینے کے مشرق، مغرب اور جنوب تین اطراف میں لاوے کی چٹانیں ہیں، اس لیے صرف شمال کی طرف سے لشکر داخل ہو سکتا ہے، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اسی جانب حرہ شرقیہ اور غربیہ کے درمیان سب سے تنگ مقام کو خندق کے لیے منتخب کیا، خندق کا کام تقسیم کر دیا گیا اور کم و بیش ایک میل کی خندق کھود کر دونوں حرّوں کو ملا دیا گیا، رسول اللہ ﷺ کے فدائیوں کی تعداد تقریباً ایک ہزار تھی۔

مشرکین خندق کے اُس پار چکر کاٹ کر ایسا نقطہ تلاش کرنے لگے، جہاں سے خندق پار ہو سکے یا مٹی ڈال کر راستہ بنایا جا سکے، لیکن اِدھر سے مسلمان ان پر تیر برسا کر انہیں خندق کے قریب آنے نہیں دے رہے تھے، مجبوراً مشرکین کو مدینے کا محاصرہ کرنا پڑا، حالانکہ وہ اس کے لیے تیار ہو کر نہیں آئے تھے، کیونکہ چلتے وقت یہ منصوبہ ان کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا، بہرحال وہ روزانہ دن میں نکلتے اور خندق عبور کرنے کی کوشش کرتے، لیکن اِدھر سے مسلمان اپنے دفاع کے لیے تیار بیٹھے ہوتے تھے، ایک روز مشرکین کے شہسواروں کی ایک جماعت نے ایک تنگ مقام سے خندق پار کر لی، ان میں عمرو بن عبد ود، عکرمہ بن ابی جہل اور ضرار بن خطاب وغیرہ موجود تھے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عبد ود کو قتل کر دیا اور باقی مشرکین مرعوب ہو کر بھاگ نکلے، نوفل بن عبد اللہ خندق میں جا گرا اور اسے بھی مسلمانوں نے تہ تیغ کر دیا۔ اس جنگ میں فریقین کے چند افراد کام آئے، دس مشرک قتل ہوئے اور چھ مسلمان شہید ہوئے۔ ان غزوے کے دوران بنو قریظہ نے غداری بھی کی تھی، سورۂ احزاب میں اللہ تعالیٰ نے غزوۂ احزاب کے مختلف پہلو بیان کیے ہیں، اگلی احادیث میں کچھ تفصیل کا بیان ہو گا، باقی معلومات سیرت کی کتب سے لی جا سکتی ہیں۔

غزوۂ خندق درحقیقت جان و مال کے نقصان کی جنگ نہیں تھی، یہ اعصاب کی جنگ تھی، اس میں کوئی خونریز معرکہ پیش نہیں آیا، لیکن پھر بھی یہ اسلامی تاریخ کی ایک فیصلہ کن جنگ تھی، چنانچہ اس کے نتیجے میں مشرکین کے حوصلے ٹوٹ گئے اور یہ واضح ہو گیا کہ عرب کی کوئی قوت مدینہ منورہ میں نشو و نما پانے والی طاقت کو ختم نہیں کر سکتی، کیونکہ غزوۂ احزاب میں عربوں کی جتنی بڑی طاقت فراہم ہو گئی تھی، اس سے بڑی طاقت فراہم کرنا ان کے بس کی بات نہ رہی تھی، اس لیے وہ اس واقعہ کے بعد مدینہ منورہ کا رخ نہ کر سکے۔

سیدنا سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب غزوۂ خندق والے دن لشکروں کو بھگا دیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اب ہم (غزوۂ خندق میں شکست سے دوچار ہونے والے مشرکینِ مکہ سے) سے لڑنے کے لیے ان کے علاقے میں گھسیں گے، وہ ہم پر چڑھائی نہیں کریں گے، اب ہم ان کی طرف پیش قدمی کریں گے۔'' (صحیح بخاری)

یہ حدیث، اعلامِ نبوت میں سے ایک ہے، کیونکہ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایسے ہی ہوا۔ غزوۂ خندق کے بعد نہ تو مشرکینِ مکہ، مدینہ منورہ کا رخ کر سکے اور نہ کسی میدان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کا سامنا کر سکے۔ ۵ سن ہجری میں غزوۂ خندق پیش آیا تھا، ۶ سن ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کرنے کے لیے روانہ ہوئے، لیکن عمرہ کی ادائیگی نہ ہو سکی اور حدیبیہ کے مقام پر مشرکین مکہ سے صلح کا واقعہ پیش آیا، جو مسلمانوں کے حق میں فتح مبین کا پیغام تھا، پھر مشرک یہ معاہدہ برقرار نہ رکھ سکے اور ۸ ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ فتح کر کے مشرکین مکہ کا سلسلہ ہی ختم کر دیا۔

(۱۰۷۵۸)۔ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلْبَرَاءِ وَهُوَ يَمْزَحُ مَعَهُ: قَدْ فَرَرْتُمْ عَنْ

ابو اسحاق سے مروی ہے کہ ایک شخص نے (ازراہِ مذاق) سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم لوگ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

(۱۰۷۵۸) تخریج: أخرجه البخاري: ۲۸۳۶، ومسلم: ۱۸۰۳ (انظر: ۱۸۴۸۶)

رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَنْتُمْ أَصْحَابُهُ؟ قَالَ الْبَرَاءُ: إِنِّي لَأَشْهَدُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَا فَرَّ يَوْمَئِذٍ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حَفْرِ الْخَنْدَقِ، وَهُوَ يَنْقُلُ مَعَ النَّاسِ التُّرَابَ، وَهُوَ يَتَمَثَّلُ كَلِمَةَ ابْنِ رَوَاحَةَ اَللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا، وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا، فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا، وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا، فَإِنَّ الْأُلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا، وَإِنْ أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا۔ يَمُدُّ بِهَا صَوْتَهُ۔ (مسند احمد: ١٨٦٧٨)

ساتھی تھے اور تم ہی رسول اللہ ﷺ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے تھے، سیدنا براء رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اس روز فرار نہیں ہوئے تھے۔ اور میں نے خندق والے دن رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ لوگوں کے ساتھ مل کر مٹی اُٹھا رہے تھے۔ دوسری روایت کے الفاظ یوں ہیں یہاں تک کہ مٹی نے آپ ﷺ کے پیٹ کی جلد کو چھپا دیا تھا اور آپ ﷺ ابن رواحہ کے یہ کلمات زبان سے ادا فرما رہے تھے: ''اَللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا، وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا، فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا، وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا، فَإِنَّ الْأُلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا، وَإِنْ أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا '' (یا اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہم راہِ ہدایت نہ پا سکتے اور ہم نہ صدقے کرتے اور نہ نمازیں پڑھتے، تو ہمارے اوپر سکون نازل فرما اور اگر ہمارا دشمن سے مقابلہ ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھنا، ان کفار نے ہمارے اوپر سرکشی کی ہے اور دین کو قبول کرنے سے انکار کیا ہے، اگر انہوں نے کسی فتنہ وفساد کا ارادہ کیا تو ہم اس سے انکار کر دیں گے۔) آپ ﷺ ان کلمات کے ساتھ اپنی آواز کو لمبا کر کے ادا کر رہے تھے۔

(١٠٧٥٩)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فِي غَدَاةٍ قَرَّةٍ أَوْ بَارِدَةٍ، فَإِذَا الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ الْخَنْدَقَ، فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ إِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْآخِرَهْ، فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ۔)) فَأَجَابُوهُ: نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا، عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدًا۔ (مسند احمد: ١٢٩٨١)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک سرد صبح کو باہر نکلے اور دیکھا کہ مہاجرین اور انصار خندق کھود رہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یا اللہ! اصل بھلائی تو آخرت کی بھلائی ہے، پس تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما دے۔'' صحابہ نے جواباً کہا: ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ کے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کی ہے کہ ہم جب تک زندہ رہیں گے جہاد کرتے رہیں گے۔

فوائد:...... ایک روایت میں ہے کہ اُس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس جو کی روٹی اور بد بو والا سالن لایا

(١٠٧٥٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٩٦١، ٣٧٩٦، ومسلم: ١٨٠٥ (انظر: ١٢٩٥١)

گیا، لیکن ان سب نے کھالیا اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”آخرت والی بھلائی ہی بھلائی ہے۔“

یہ دو جہانوں کے سردار کی حالت ہے، اگر دنیوی زینت و آرائش کوئی قابل فخر چیز ہوتی تو آپ ﷺ کو اس سے محروم نہ رکھا جاتا۔ یقیناً خیر و بھلائی وہی ہے جو موت کے بعد نصیب ہوگی، کیونکہ دنیا کے ایام خوشحالی میں بیت جائیں یا بد حالی میں گزر جائیں، بالآخر یہاں سے روانہ ہونا پڑتا ہے اور ایسی روانگی کہ جس کے بعد واپسی کی کوئی صورت اور امید نہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو مال و دولت عطا کر رکھا ہے، وہ اسیرِ شریعت بن کر زندگی گزاریں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے تقاضے پورے کریں۔

سردی کا موسم ہو، ایک ہزار افراد نے ایک میل لمبی خندق کھودنی ہو، بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر کسے ہوئے ہوں، اشیائے خوردنی کی شدید کمی ہو، اوپر سے دشمن کی اتنی بڑی تعداد سر پر چڑھی آ رہی ہے کہ اس کی وجہ سے اہل مدینہ کے خوف کی یہ صورتحال تھی:

﴿إِذْ جَاءُوكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا. هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا.﴾ ...... جب وہ تم پر تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے آ گئے اور جب آنکھیں پھر گئیں اور دل گلوں تک پہنچ گئے اور تم اللہ کے بارے میں گمان کرتے تھے، کئی طرح کے گمان۔ اس موقع پر ایمان والے آزمائے گئے اور ہلائے گئے، سخت ہلایا جانا۔ (سورۂ احزاب: ۱۰، ۱۱)

اگر یہ صورتحال تھی تو ایسی ہستیوں نے دنیا کا کیا دیکھا، لیکن دنیا ان کی ترجیح بھی نہیں تھی، بس وہ آخرت کی خیر و بھلائی کے متمنی تھے، جو محمد رسول اللہ ﷺ کی قیادت اور سائے میں ان کو مل رہی تھی۔

(۱۰۷۶۰)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُهَاجِرُونَ يَحْفِرُونَ الْخَنْدَقَ فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ، قَالَ أَنَسٌ: وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ خَدَمٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اللَّهُمَّ إِنَّمَا الْخَيْرُ خَيْرُ الْآخِرَهْ، فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ۔)) قَالَ: فَأَجَابُوهُ: نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا، عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدًا، وَلَا نَفِرُّ وَلَا نَفِرُّ وَلَا نَفِرُّ۔ (مسند احمد: ۱۳۱۵۸)

(دوسری سند) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ باہر نکلے تو مہاجرین سخت سرد صبح کو خندق کھود رہے تھے، ان کے خادم نہیں تھے، (بلکہ وہ اپنا کام خود کیا کرتے تھے)، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اصل بھلائی تو آخرت کی بھلائی ہے، اے اللہ! تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما دے۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواباً کہا: ہم وہ لوگ ہیں، جنہوں نے محمد ﷺ کے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کی ہے کہ ہم جب تک زندہ رہیں گے جہاد کرتے رہیں گے، اور ہم میدان سے نہیں بھاگیں گے، اور ہم نہیں بھاگیں گے اور ہم نہیں بھاگیں گے۔“

(۱۰۷۶۰) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۱۰۷۶۱)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالْخَنْدَقِ، وَهُمْ يَحْفِرُونَ وَنَحْنُ نَنْقُلُ التُّرَابَ عَلٰى أَكْتَافِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اللَّهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ، فَاغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ۔)) (مسند احمد: ۲۳۲۰۳)

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خندق کے موقع پر ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے، صحابہ کرام خندق کھودرہے تھے اور ہم اپنے کندھوں پر مٹی اٹھا اٹھا کر منتقل کررہے تھے، یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! نہیں ہے کوئی زندگی، مگر آخرت کی زندگی، پس تو مہاجرین اور انصار کو بخش دے۔''

(۱۰۷۶۲)۔ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أُمِّهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: مَا نَسِيتُ قَوْلَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، وَهُوَ يُعَاطِيهِمُ اللَّبَنَ، وَقَدْ اغْبَرَّ شَعْرُ صَدْرِهِ وَهُوَ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ إِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْآخِرَهْ، فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ۔)) قَالَ: فَرَأٰى عَمَّارًا، فَقَالَ: وَيْحَهُ ابْنُ سُمَيَّةَ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، قَالَ: فَذَكَرْتُهُ لِمُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ سِيرِينَ، فَقَالَ: عَنْ أُمِّهِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، أَمَا إِنَّهَا كَانَتْ تُخَالِطُهَا تَلِجُ عَلَيْهَا۔ (مسند احمد: ۲۷۰۱۵)

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: مجھے خندق والے دن کی رسول اللہ ﷺ کی یہ بات نہیں بھولی، جبکہ آپ ﷺ صحابہ کرام کو اینٹیں پکڑا رہے تھے اور آپ کے سینہ مبارک کے بال غبار آلود ہو چکے تھے اور آپ یوں فرما رہے تھے: ''اے اللہ! اصل بھلائی تو آخرت کی بھلائی ہے، تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما دے۔'' پھر آپ ﷺ نے عمار رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو فرمایا: ''سمیہ کے بیٹے پر افسوس ہے کہ اسے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔'' حسن ابن سیرین کہتے ہیں: میں نے اس حدیث کو محمد بن سیرین کے سامنے ذکر کیا تو انہوں نے کہا: کیا آپ ﷺ نے عمار رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام لے کر فرمایا تھا؟ میں نے کہا: جی ہاں، کیونکہ وہ (سمیہ رضی اللہ عنہا) سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آتی جاتی رہتی تھیں۔

(۱۰۷۶۳)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِحَفْرِ الْخَنْدَقِ، قَالَ: وَعَرَضَ لَنَا صَخْرَةٌ فِي مَكَانٍ مِنَ الْخَنْدَقِ لَا تَأْخُذُ فِيهَا الْمَعَاوِلُ، قَالَ: فَشَكَوْهَا إِلَى

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خندق کھودنے کا حکم دیا، کھدائی کے دوران ایک مقام پر چٹان آ گئی، جہاں گینتیاں کام نہیں کرتی تھیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا شکوہ کیا، آپ ﷺ تشریف

(۱۰۷۶۱) تخريج: أخرجه البخاري: ۴۰۹۸، ومسلم: ۱۸۰۴ (انظر: ۲۲۸۱۵)

(۱۰۷۶۲) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۹۱۶ (انظر: ۲۶۴۸۲)

(۱۰۷۶۳) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ميمون ابي عبد الله، أخرجه النسائي في "الكبرى": ۸۸۵۸. وابويعلى: ۱۶۸۵ (انظر: ۱۸۶۹۴)

رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ قَالَ عَوْفٌ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَضَعَ ثَوْبَهُ، ثُمَّ هَبَطَ إِلَى الصَّخْرَةِ فَأَخَذَ الْمِعْوَلَ، فَقَالَ: ((بِسْمِ اللّٰہِ۔)) فَضَرَبَ ضَرْبَةً فَكَسَرَ ثُلُثَ الْحَجَرِ، وَقَالَ: ((اللّٰہُ أَكْبَرُ! أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الشَّامِ، وَاللّٰہِ! إِنِّي لَأُبْصِرُ قُصُورَهَا الْحُمْرَ مِنْ مَكَانِي هٰذَا۔)) ثُمَّ قَالَ: ((بِسْمِ اللّٰہِ۔)) وَضَرَبَ أُخْرٰى فَكَسَرَ ثُلُثَ الْحَجَرِ فَقَالَ: ((اللّٰہُ أَكْبَرُ! أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ فَارِسَ، وَاللّٰہِ! إِنِّي لَأُبْصِرُ الْمَدَائِنَ وَأُبْصِرُ قَصْرَهَا الْأَبْيَضَ مِنْ مَكَانِي هٰذَا۔))، ثُمَّ قَالَ: ((بِسْمِ اللّٰہِ۔)) وَضَرَبَ ضَرْبَةً أُخْرٰى فَقَلَعَ بَقِيَّةَ الْحَجَرِ، فَقَالَ: ((اللّٰہُ أَكْبَرُ! أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الْيَمَنِ، وَاللّٰہِ! إِنِّي لَأُبْصِرُ أَبْوَابَ صَنْعَاءَ مِنْ مَكَانِي هٰذَا۔))۔ (مسند احمد: ۱۸۸۹۸)

لائے، سیدنا عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ سیدنا براء رضی اللہ عنہ نے یہ بھی بیان کیا کہ آپ ﷺ نے آ کر اپنا کپڑا ایک طرف رکھا اور چٹان کی طرف گئے، آپ ﷺ نے گینتی کو پکڑ کر بسم اللہ پڑھی اور اسے زور سے مارا، چٹان کا ایک تہائی حصہ ٹوٹ گیا۔ آپ ﷺ نے زور سے فرمایا: ''اللہ اکبر، مجھے شام کی کنجیاں دے دی گئیں ہیں، اللہ کی قسم! میں اپنی اس جگہ سے اس وقت وہاں کے سرخ محلات کو دیکھ رہا ہوں۔'' پھر آپ ﷺ نے دوبارہ بسم اللہ پڑھ کر دوبارہ گنتی چلائی، چٹان کا دوسرا ایک تہائی ٹوٹ گیا۔ آپ ﷺ نے زور سے اللہ اکبر کہا اور فرمایا: ''مجھے ایران کی چابیاں دے دی گئی ہیں، اللہ کی قسم میں مدائن کو اور وہاں کے سفید محل کو اپنی اس جگہ سے اس وقت دیکھ رہا ہوں۔'' پھر آپ نے بسم اللہ پڑھ کر تیسری مرتبہ گینتی چلائی تو باقی چٹان بھی ریزہ ریزہ ہوگئی، آپ ﷺ نے زور سے اللہ اکبر کہا اور فرمایا: ''مجھے یمن کی چابیاں دے دی گئی ہیں اور میں اس وقت اس جگہ سے صنعاء کے دروازوں کو دیکھ رہا ہوں۔''

فوائد:...... لیکن اس موضوع سے ملتی جلتی درج ذیل حدیث صحیح ہے:

ایک صحابیٔ رسول رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: لَمَّا أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِحَفْرِ الْخَنْدَقِ عَرَضَتْ لَهُمْ صَخْرَةٌ حَالَتْ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْحَفْرِ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ وَأَخَذَ الْمِعْوَلَ وَوَضَعَ رِدَاءَهُ نَاحِيَةَ الْخَنْدَقِ وَقَالَ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ فَنَدَرَ ثُلُثُ الْحَجَرِ وَسَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ قَائِمٌ يَنْظُرُ فَبَرَقَ مَعَ ضَرْبَةِ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ بَرْقَةٌ ثُمَّ ضَرَبَ الثَّانِيَةَ وَقَالَ ﴿تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔﴾ فَنَدَرَ الثُّلُثُ الْآخَرُ فَبَرَقَتْ بَرْقَةٌ فَرَآهَا سَلْمَانُ ثُمَّ ضَرَبَ الثَّالِثَةَ وَقَالَ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ فَنَدَرَ الثُّلُثُ الْبَاقِي وَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ وَجَلَسَ قَالَ سَلْمَانُ يَا رَسُولَ اللّٰہِ رَأَيْتُكَ حِينَ ضَرَبْتَ مَا تَضْرِبُ ضَرْبَةً إِلَّا كَانَتْ مَعَهَا بَرْقَةٌ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ يَا سَلْمَانُ رَأَيْتَ ذٰلِكَ فَقَالَ إِي وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ يَا رَسُولَ اللّٰہِ قَالَ فَإِنِّي حِينَ ضَرَبْتُ الضَّرْبَةَ الْأُولٰى رُفِعَتْ لِي مَدَائِنُ كِسْرٰى وَمَا حَوْلَهَا وَمَدَائِنُ كَثِيرَةٌ حَتّٰى رَأَيْتُهَا

بِعَيْنَيَّ قَالَ لَهُ مَنْ حَضَرَهُ مِنْ أَصْحَابِهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَفْتَحَهَا عَلَيْنَا وَيُغَنِّمَنَا دِيَارَهُمْ وَيُخَرِّبَ بِأَيْدِينَا بِلَادَهُمْ فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِذٰلِكَ ثُمَّ ضَرَبْتُ الضَّرْبَةَ الثَّانِيَةَ فَرُفِعَتْ لِي مَدَائِنُ قَيْصَرَ وَمَا حَوْلَهَا حَتَّى رَأَيْتُهَا بِعَيْنَيَّ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَفْتَحَهَا عَلَيْنَا وَيُغَنِّمَنَا دِيَارَهُمْ وَيُخَرِّبَ بِأَيْدِينَا بِلَادَهُمْ فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِذٰلِكَ ثُمَّ ضَرَبْتُ الثَّالِثَةَ فَرُفِعَتْ لِي مَدَائِنُ الْحَبَشَةِ وَمَا حَوْلَهَا مِنَ الْقُرَى حَتَّى رَأَيْتُهَا بِعَيْنَيَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ دَعُوا الْحَبَشَةَ مَا وَدَعُوكُمْ وَاتْرُكُوا التُّرْكَ مَا تَرَكُوكُمْ۔))

نبی کریم ﷺ نے خندق کی کھدائی کا حکم فرمایا تو اس وقت (یعنی خندق کھودنے کے وقت) ایک بڑا پتھر نکل آیا تو اس کی وجہ سے خندق کھودنے میں مشکل پیش آ گئی اور لوگوں کو اس کا توڑنا مشکل ہوگیا۔ رسول کریم ﷺ وہ ہتھیار لے کر کھڑے ہو گئے کہ جس سے پتھر توڑا جاتا ہے اور آپ ﷺ نے اپنی چادر مبارک خندق کے کنارہ پر رکھی اور آپ ﷺ نے آیت کریمہ ﴿تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔﴾ ...... ''تیرے پروردگار کا کلام سچائی اور انصاف میں پورا ہوا اور کوئی اس کی باتوں کو تبدیل کرنے والا نہیں'' تلاوت فرمائی اور آپ ﷺ نے ہتھیار اٹھا کر مارا اور پتھر ٹوٹ کر گر پڑا۔اس وقت سیدنا سلمان فارسی وہاں کھڑے تھے اور آپ ﷺ کی ضرب کے وقت ایک بجلی جیسی چمک ہوئی۔ پھر دوسری مرتبہ وہی آیت کریمہ تلاوت فرما کر آپ ﷺ نے اس ہتھیار سے مارا، پھر ایسی ہی بجلی جیسی چمک ظاہر ہوئی اور دو تہائی پتھر اور الگ ہوگیا، تیسری مرتبہ وہی آیت کریمہ تلاوت فرما کر جب مارا تو تیسرا ٹکڑا بھی گر گیا اور آپ ﷺ وہاں سے ہٹ گئے، آپ ﷺ وہاں سے پھر اپنی چادر مبارک لے کر تشریف فرما ہو گئے۔ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں دیکھ رہا تھا کہ جس وقت آپ ضرب لگاتے، تو اس کے ساتھ ایک بجلی چمک رہی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم یہ دیکھ رہے تھے؟ سلمان!؟'' اس پر سیدنا سلمان نے عرض کیا: اس ذات کی قسم کہ جس نے آپ ﷺ کو دین حق دے کر بھیجا ہے میں نے دیکھا ہے، پھر رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس وقت میں نے پہلی چوٹ ماری تو میرے سامنے سے پردے ہٹا دیئے گئے، یہاں تک کہ میں نے اپنی آنکھوں سے شہر فارس کے اور جو اس کے نزدیک کی بستیاں ہیں اور بہت سے شہر دیکھے ہیں جو لوگ اس جگہ موجود تھے۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ ان شہروں کو ہم لوگوں کے ہاتھوں فتح فرما دے اور ہم لوگوں کو وہاں کا مال و دولت عطا فرما دے اور فرمایا: ''جس وقت میں نے دوسری ضرب لگائی تو قیصر کے شہر روم اور اس کے نزدیک کے علاقے سب کے سب میرے سامنے کر دیئے گئے اور میں نے ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول اللہ! دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کے ہاتھوں سے ان شہروں کو تباہ و برباد کر دے ہم لوگ وہاں کا مال غنیمت لوٹ لیں اور ہم کو ان پر فتح حاصل ہو۔ آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی پھر ارشاد فرمایا: ''جس وقت میں نے تیسری چوٹ ماری تو میرے سامنے

حبشہ کے شہر اور اس کی آس پاس کی بستیاں کر دی گئیں، جن کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، پھر آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ ''تم لوگ ترک اور حبشہ کے لوگوں کو اس وقت تک نہ چھیڑنا جس وقت تک وہ تم کو نہ چھیڑیں (یعنی جب تک وہ لوگ تم پر حملہ نہ کریں تو تم بھی ان پر حملہ نہ کرنا)۔'' (سنن نسائی: ۳۱۲۵)

بَابٌ فِيمَا اَبْدَاهُ الْمُجَاهِدُوْنَ مِنَ الشُّجَاعَةِ وَالْإِسْتِبْسَالِ فِي الْقِتَالِ

غزوۂ احزاب میں مجاہدین کی شجاعت اور اظہارِ قوت کا بیان بلکہ موت کے لیے تیار ہو کر ان کا لڑنا

(١٠٧٦٤)۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْخَنْدَقِ وَرَجُلٌ يَتَتَرَّسُ، جَعَلَ يَقُولُ بِالتُّرْسِ هٰكَذَا، فَوَضَعَهُ فَوْقَ أَنْفِهِ ثُمَّ يَقُولُ: هٰكَذَا، يُسَفِّلُهُ بَعْدُ، قَالَ: فَأَهْوَيْتُ إِلَى كِنَانَتِي فَأَخْرَجْتُ مِنْهَا سَهْمًا مُدَمًّا، فَوَضَعْتُهُ فِي كَبِدِ الْقَوْسِ، فَلَمَّا قَالَ هٰكَذَا يُسَفِّلُ التُّرْسَ رَمَيْتُ، فَمَا نَسِيتُ وَقْعَ الْقِدْحِ عَلَى كَذَا وَكَذَا مِنَ التُّرْسِ، قَالَ: وَسَقَطَ، فَقَالَ بِرِجْلِهِ، فَضَحِكَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ أَحْسِبُهُ قَالَ: حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ، قَالَ: قُلْتُ: لِمَ؟ قَالَ: ((لِفِعْلِ الرَّجُلِ۔)) (مسند احمد: ١٦٢٠)

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس روز خندق کی لڑائی کا موقع تھا اور کفار کے لوگ اپنی اپنی ڈھال کی اوٹ میں چھپ رہے تھے، ساتھ ہی سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی ڈھال کو اپنی ناک کے سامنے کر کے دکھایا کہ آدمی اپنی ڈھال کو یوں اپنے سامنے کرتا اور پھر کبھی اسے یوں نیچے کو کرتا تھا تا کہ مخالفین کی طرف دیکھ لے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ترکش کا قصد کر کے اس سے خون آلود تیر نکالا اور اسے کمان کی قوس پر رکھا، جب اس کافر نے ڈھال کو ذرا نیچے کی طرف کیا تو میں نے فوراً تیر چلا دیا، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ تیر اس ڈھال کے فلاں فلاں حصے پر جا کر لگا اور وہ نیچے گر گیا اور اُس کی ٹانگیں کانپنے لگ گئیں، یہ منظر دیکھ کر نبی کریم ﷺ اس قدر زور سے ہنسے کہ آپ کی داڑھیں دکھائی دینے لگیں، میں نے دریافت کیا: آپ کے ہنسنے کا سبب کیا تھا؟ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اس آدمی کی حالت دیکھ کر۔

(١٠٧٦٥)۔ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ صُرَدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْأَحْزَابِ: ((اَلْيَوْمَ نَغْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَا۔)) (مسند احمد: ٢٧٧٤٨)

سیدنا سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ احزاب کے موقع پر فرمایا: ''آج کے بعد ہم ان پر چڑھائی کریں گے، وہ اب ہم پر حملہ آور نہیں ہوں گے۔''

(١٠٧٦٤) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة محمد بن محمد بن الاسود، أخرجه الترمذى فى "الشمائل": ٢٣٤، والبزار: ١١٣١ (انظر: ١٦٢٠)

(١٠٧٦٥) تخريج: أخرجه البخارى: ٤١٠٩ (انظر: ٢٧٢٠٦)

فوائد:...... ایسے ہی ہوا، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا، غزوۂ خندق کے بعد نہ تو مشرکینِ مکہ، مدینہ منورہ کا رخ کر سکے اور نہ کسی میدان میں آپ ﷺ کے لشکر کا سامنا کر سکے۔ ۵ سن ہجری میں غزوۂ خندق پیش آیا تھا، ۶ سن ہجری میں آپ ﷺ عمرہ کرنے کے لیے روانہ ہوئے، لیکن عمرہ کی ادائیگی نہ ہو سکی اور حدیبیہ کے مقام پر مشرکین مکہ سے صلح کا واقعہ پیش آیا، جو مسلمانوں کے حق میں فتح مبین کا پیغام تھا، پھر مشرک یہ معاہدہ برقرار نہ رکھ سکے اور ۸ ھ میں آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ فتح کر کے مشرکین مکہ کا سلسلہ ہی ختم کر دیا۔

(۱۰۷٦٦)۔ عَنْ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْأَحْزَابِ: ((شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ، مَلَأَ اللّٰهُ قُبُوْرَهُمْ وَبُيُوْتَهُمْ نَارًا۔)) (مسند احمد: ۱۱۵۱)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ احزاب کے دن فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے، انہوں نے ہمیں نمازِ وسطی یعنی نمازِ عصر سے مشغول کر دیا۔''

(۱۰۷٦۷)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: حُبِسْنَا يَوْمَ الْخَنْدَقِ عَنِ الصَّلَوَاتِ حَتّٰى كَانَ بَعْدَ الْمَغْرِبِ هَوِيًّا، وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ فِي الْقِتَالِ مَا نَزَلَ، فَلَمَّا كُفِينَا الْقِتَالَ وَذٰلِكَ قَوْلُهُ: ﴿وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيزًا﴾ أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِلَالًا فَأَقَامَ الظُّهْرَ، فَصَلَّاهَا كَمَا يُصَلِّيهَا فِي وَقْتِهَا، ثُمَّ أَقَامَ الْعَصْرَ فَصَلَّاهَا كَمَا يُصَلِّيهَا فِي وَقْتِهَا، ثُمَّ أَقَامَ الْمَغْرِبَ فَصَلَّاهَا كَمَا يُصَلِّيهَا فِي وَقْتِهَا۔ (مسند احمد: ۱۱۲۱٦)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوۂ خندق کے دن ہمیں نماز سے روک دیا گیا، یہاں تک کہ مغرب کے بعد کا وقت ہو گیا، دوسری روایت میں ہے: یہاں تک کہ رات کا بھی کچھ حصہ بیت گیا، یہ اس وقت کی بات ہے جب قتال کے متعلق مفصل احکامات نازل نہیں ہوئے تھے، جب لڑائی میں اللہ کی طرف سے ہماری مدد کی گئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيزًا۔﴾ ......''لڑائی میں مومنین کے لیے اللہ کافی رہا اور اللہ بہت ہی قوت والا سب پر غالب ہے۔'' پھر نبی کریم ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے ظہر کے لیے اقامت کہی اور آپ ﷺ نے اسی طرح نماز پڑھائی، جس طرح اس کے اصل وقت میں پڑھاتے تھے۔ پھر انھوں نے عصر کے لیے اقامت کہی تو آپ نے اسی طرح نماز پڑھائی جیسے وقت پر پڑھاتے تھے۔ پھر انھوں نے مغرب کے لیے اقامت کہی تو آپ نے مغرب کی نماز پڑھائی جس طرح اس کے وقت میں پڑھاتے تھے۔

(۱۰۷٦٦) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه النسائی: ۱/ ۲۳٦ (انظر: ۱۱۵۱)

(۱۰۷٦۷) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه النسائی: ۲/ ۱۷ (انظر: ۱۱۱۹۸)

فوائد:...... دشمن کے ساتھ مصروفیت کی وجہ سے یہ نمازیں وقت سے لیٹ ہو گئی تھیں، نماز کو اس طرح تاخیر سے ادا کرنے کی رخصت منسوخ ہو چکی ہے، دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۳۴) والا باب۔

اس رخصت کے منسوخ ہونے کی کوئی دلیل نظر نہیں گزری۔ خوف کی وجہ سے نماز با جماعت اور وقت پر پڑھنی ممکن ہو تو ٹھیک ہے اور اصل یہی ہے، ورنہ اگر شدت خوف کی وجہ سے ایک سے زائد نمازیں جمع ہو جائیں تو زیر مطالعہ حدیث کی روشنی میں اس کا جواز بھی معلوم ہوتا ہے۔ (عبداللہ رفیق)

(۱۰۷۶۸)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَتٰى إِلٰى مَسْجِدٍ يَعْنِي الْاَحْزَابَ، فَوَضَعَ رِدَائَهُ وَقَامَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا، يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُصَلِّ، ثُمَّ جَاءَ وَدَعَا عَلَيْهِمْ وَصَلّٰى۔ (مسند احمد: ۱۵۳۰۰)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ غزوۂ احزاب کے دن مسجد کی طرف آئے، اپنی چادر رکھ دی اور کھڑے ہو کر کفار پر بددعا کے لیے ہاتھ پھیلا دیئے اور نماز ادا نہ کی، پھر آپ ﷺ دوبارہ آئے اور ان پر بددعا کی اور نماز پڑھائی۔

(۱۰۷۶۹)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ: دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْاَحْزَابِ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ، سَرِيْعَ الْحِسَابِ، هَازِمَ الْاَحْزَابِ، اِهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ۔)) (مسند احمد: ۱۹۶۲۷)

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کفار کی جماعتوں پر بددعا کی اور فرمایا: ''کتاب کو نازل کرنے والے، جلد حساب کرنے والے، لشکروں اور جماعتوں کو شکست دینے والے! تو انہیں شکست دے دے اور ان کے پاؤں اکھاڑ دے۔''

فوائد:...... اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا قبول کی اور ایک مہینہ کے بعد دشمن اس دعا کا مصداق بن کر ناکام و نامراد بھاگ گئے اور پھر مدینہ منورہ کا رخ ہی نہ کر سکے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي اِسْتِجَابَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى دُعَاءَ نَبِيِّهِ ﷺ وَفَشْلِ الْاَحْزَابِ وَتَفَرُّقِهِمْ وَ اِنْدِحَارِهِمْ وَرُجُوْعِهِمْ بِالْخَيْبَةِ وَالنَّدَامَةِ

غزوۂ خندق (احزاب) کے موقع پر اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی کی دعا کو قبول کرنے، کفار کی جماعتوں کو شکست دینے، ان کے تتر بتر ہو جانے اور ان کے ناکام و نامراد واپس لوٹ جانے کا بیان

(۱۰۷۷۰)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ: قَالَ فَتًى مِنَّا مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ لِحُذَيْفَةَ

محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے کہ کوفہ کے ہمارے ایک جوان نے سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابو عبداللہ! آپ

(۱۰۷۶۸) تخریج: اسنادہ ضعیف لابہام الراوی عن جابر (انظر: ۱۵۲۳۰)

(۱۰۷۶۹) تخریج: أخرجہ البخاری: ۲۹۳۳، ۴۱۱۵، ومسلم: ۱۷۴۲ (انظر: ۱۹۴۰۷)

(۱۰۷۷۰) تخریج: أخرجہ بنحوہ اخصر مما ھنا مسلم: ۱۷۸۸ (انظر: ۲۳۳۳۴)

بْنِ الْيَمَانِ: يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ! رَأَيْتُمْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَصَحِبْتُمُوهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، يَا ابْنَ أَخِي، قَالَ: فَكَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ؟ قَالَ: وَاللّٰهِ! لَقَدْ كُنَّا نَجْهَدُ، قَالَ: وَاللّٰهِ! لَوْ أَدْرَكْنَاهُ مَا تَرَكْنَاهُ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ وَلَجَعَلْنَاهُ عَلَى أَعْنَاقِنَا، قَالَ: فَقَالَ حُذَيْفَةُ: يَا ابْنَ أَخِي! وَاللّٰهِ، لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالْخَنْدَقِ، وَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ هَوِيًّا، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا، فَقَالَ: ((مَنْ رَجُلٌ يَقُومُ فَيَنْظُرَ لَنَا مَا فَعَلَ الْقَوْمُ، يَشْتَرِطُ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ يَرْجِعُ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ۔)) فَمَا قَامَ رَجُلٌ، ثُمَّ صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هَوِيًّا مِنَ اللَّيْلِ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا، فَقَالَ: ((مَنْ رَجُلٌ يَقُومُ، فَيَنْظُرَ لَنَا مَا فَعَلَ الْقَوْمُ، ثُمَّ يَرْجِعُ يَشْرِطُ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الرَّجْعَةَ، أَسْأَلُ اللّٰهَ أَنْ يَكُونَ رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ۔)) فَمَا قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ مَعَ شِدَّةِ الْخَوْفِ وَشِدَّةِ الْجُوعِ وَشِدَّةِ الْبَرْدِ، فَلَمَّا لَمْ يَقُمْ أَحَدٌ دَعَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَكُنْ لِي بُدٌّ مِنَ الْقِيَامِ حِينَ دَعَانِي، فَقَالَ: ((يَا حُذَيْفَةُ! فَاذْهَبْ فَادْخُلْ فِي الْقَوْمِ فَانْظُرْ مَا يَفْعَلُونَ، وَلَا تُحْدِثَنَّ شَيْئًا حَتّٰى تَأْتِيَنَا۔)) قَالَ: فَذَهَبْتُ فَدَخَلْتُ فِي الْقَوْمِ، وَالرِّيحُ وَجُنُودُ اللّٰهِ تَفْعَلُ مَا تَفْعَلُ، لَا تَقِرُّ لَهُمْ قِدْرٌ وَلَا نَارٌ وَلَا بِنَاءٌ، فَقَامَ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ فَقَالَ:

لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور ان کی صحبت میں رہے؟ انہوں نے کہا: ہاں بھتیجے، اس نے پوچھا: تمہارا آپ ﷺ کے ساتھ کیا رویہ اور برتاؤ ہوتا تھا؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم ان دنوں سخت مشقت میں تھے، تو اس جوان نے کہا: اللہ کی قسم! اگر ہم آپ کے زمانہ کو پالیتے تو ہم آپ ﷺ کو زمین پر نہ چلنے دیتے اور ہم آپ ﷺ کو اپنے کندھوں پر اُٹھاتے تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے بھتیجے میں نے ہم صحابہ کو خندق کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دیکھا۔ آپ ﷺ نے رات کو کافی دیر تک نماز پڑھی، بعدازاں ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کون ہے جو اُٹھ کر جا کر دیکھ کر آئے کہ اب دشمن کیا کر رہا ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے بطور شرط (ضمانت) فرمایا کہ وہ واپس آئے تو اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا، کوئی آدمی بھی کھڑا نہ ہوا۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ نے کافی دیر تک نماز پڑھی، بعدازاں آپ ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کون ہے جو جا کر دشمن کو دیکھ کر آئے کہ وہ کیا کر رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے بطور شرط، ضمانت فرمایا کہ وہ واپس آئے گا۔ میں اللہ سے دعا کروں گا کہ وہ جنت میں میرا ساتھی ہو۔ لیکن دشمن کے خوف کی شدت، بھوک کی شدت اور سردی کی شدت کی وجہ سے کوئی بھی نہ اُٹھا، جب کوئی بھی نہ اُٹھا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا چوں کہ آپ نے مجھے ہی خاص طور پر بلایا تھا اس لیے میرے لیے اُٹھے بغیر کوئی چارہ نہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حذیفہ! تم جا کر دشمن کے افراد کے اندر گھس جاؤ۔ اور دیکھو کہ وہ کیا کرتے ہیں؟ اور تم ہمارے پاس واپس آنے تک کوئی ایسی ویسی حرکت نہ کرنا، حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں جا کر ان میں شامل ہو گیا، تیز آندھی اور اللہ کے لشکر ان کی تباہی مچا رہے تھے، تیز آندھی کی

يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! لِيَنْظُرْ امْرُؤٌ مَنْ جَلِيسُهُ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: فَأَخَذْتُ بِيَدِ الرَّجُلِ الَّذِي إِلَى جَنْبِي، فَقُلْتُ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: أَنَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، ثُمَّ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! إِنَّكُمْ وَاللّٰهِ! مَا أَصْبَحْتُمْ بِدَارِ مُقَامٍ، لَقَدْ هَلَكَ الْكُرَاعُ وَأَخْلَفَتْنَا بَنُو قُرَيْظَةَ، بَلَغَنَا مِنْهُمُ الَّذِي نَكْرَهُ، وَلَقِينَا مِنْ هٰذِهِ الرِّيحِ مَا تَرَوْنَ، وَاللّٰهِ! مَا تَطْمَئِنُّ لَنَا قِدْرٌ وَلَا تَقُومُ لَنَا نَارٌ وَلَا يَسْتَمْسِكُ لَنَا بِنَاءٌ، فَارْتَحِلُوا فَإِنِّي مُرْتَحِلٌ، ثُمَّ قَامَ إِلَى جَمَلِهِ وَهُوَ مَعْقُولٌ فَجَلَسَ عَلَيْهِ، ثُمَّ ضَرَبَهُ فَوَثَبَ عَلَى ثَلَاثٍ فَمَا أَطْلَقَ عِقَالَهُ إِلَّا وَهُوَ قَائِمٌ، وَلَوْلَا عَهْدُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَا تُحْدِثْ شَيْئًا حَتّٰى تَأْتِيَنِي وَلَوْ شِئْتُ لَقَتَلْتُهُ بِسَهْمٍ، قَالَ حُذَيْفَةُ: ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي مِرْطٍ لِبَعْضِ نِسَائِهِ مُرَحَّلٍ، فَلَمَّا رَآنِي أَدْخَلَنِي إِلَى رَحْلِهِ وَطَرَحَ عَلَيَّ طَرَفَ الْمِرْطِ، ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ وَإِنَّهُ لَفِيهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ، وَسَمِعَتْ غَطَفَانُ بِمَا فَعَلَتْ قُرَيْشٌ، وَانْشَمَرُوا إِلَى بِلَادِهِمْ۔ (مسند احمد: ۲۳۷۲۳)

وجہ سے نہ ان کی دیگیں ٹھہرتی تھیں نہ آگ نہ خیمے۔ اسی دوران ابوسفیان بن حرب نے کھڑے ہو کر کہا اے قریش! ہر آدمی دیکھے کہ اس کے ساتھ کون بیٹھا ہوا ہے؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے جلدی سے اپنے قریب والے آدمی کا ہاتھ پکڑ لیا اور پوچھا تم کون ہو؟ اس نے بتایا کہ میں فلاں بن فلاں ہوں، پھر ابوسفیان نے کہا اے جماعتِ قریش! اب تم اس مقام پر قرار نہیں کر سکتے۔ سارے گھوڑے ہلاک ہو گئے ہیں۔ اور بنو قریظہ نے ہمارے ساتھ وعدہ خلافی کی ہے انہوں نے ہمارے ساتھ جو سلوک کیا وہ ہمیں انتہائی ناگوار گزرا اور تیز آندھی کی صورت حال بھی تم دیکھ رہے ہو۔ اللہ کی قسم! ہماری دیگیں کہیں ٹھہر نہیں رہیں۔ آگ جلتی نہیں اور خیمے بھی نہیں ٹھہر رہے۔ تم کوچ کی تیاری کرو۔ میں تو جا رہا ہوں۔ پھر وہ اپنے اونٹ کی طرف اُٹھ گیا جس کے پاؤں کو رسی سے باندھا ہوا تھا۔ وہ اس پر بیٹھا، اسے مارا اس نے اس کی رسی کو کھولا نہیں تھا، اس لیے اونٹ نے تین بار کود کر اُٹھنے کی کوشش کی، تاہم وہ اُٹھ کھڑا ہوا، اگر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ واپس آنے تک وہاں کوئی ایسی ویسی حرکت نہ کرنے کا عہد نہ ہوتا تو میں چاہتا تو اسے ایک ہی تیر سے قتل کر سکتا تھا۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں واپس آیا، آپ اس وقت اپنی کسی اہلیہ کی منقش اونی چادر اوڑھے نماز پڑھ رہے تھے، آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو مجھے اپنے خیمے میں داخل کر کے چادر کا ایک پہلو میرے اوپر دے دیا۔ آپ چادر ہی میں تھے۔ آپ نے اسی حالت میں رکوع اور سجدہ کیا۔ جب آپ ﷺ نے نماز سے سلام پھیرا تو میں نے ساری بات آپ ﷺ کے گوش گزار کی اور جب بنو غطفان نے قریش کی ساری کارگزاری سنی تو انہوں نے اپنے اونٹوں کو اپنے وطن کی طرف موڑ لیا۔

بَابُ مَا جَاءَ مُشْتَرِكًا فِي غَزْوَةِ الْخَنْدَقِ وَبَنِي قُرَيْظَةَ وَجُرْحِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ

غزوۂ خندق اور غزوۂ بنی قریظہ کے بعض مشترکہ واقعات اور سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے زخمی ہونے کا واقعہ

(۱۰۷۷۱)۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ قَالَتْ: خَرَجْتُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ أَقْفُو آثَارَ النَّاسِ، قَالَتْ: فَسَمِعْتُ وَئِيدَ الْأَرْضِ وَرَائِي يَعْنِي حِسَّ الْأَرْضِ، قَالَتْ: فَالْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا بِسَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَمَعَهُ ابْنُ أَخِيهِ الْحَارِثُ بْنُ أَوْسٍ يَحْمِلُ مِجَنَّهُ، قَالَتْ: فَجَلَسْتُ إِلَى الْأَرْضِ فَمَرَّ سَعْدٌ وَعَلَيْهِ دِرْعٌ مِنْ حَدِيدٍ، قَدْ خَرَجَتْ مِنْهَا أَطْرَافُهُ فَأَنَا أَتَخَوَّفُ عَلَى أَطْرَافِ سَعْدٍ، قَالَتْ: وَكَانَ سَعْدٌ مِنْ أَعْظَمِ النَّاسِ وَأَطْوَلِهِمْ، قَالَتْ: فَمَرَّ وَهُوَ يَرْتَجِزُ وَيَقُولُ: لَيْتَ قَلِيلًا يُدْرِكُ الْهَيْجَاءَ جَمَلْ، مَا أَحْسَنَ الْمَوْتَ إِذَا حَانَ الْأَجَلْ، قَالَتْ: فَقُمْتُ فَاقْتَحَمْتُ حَدِيقَةً، فَإِذَا فِيهَا نَفَرٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَإِذَا فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَفِيهِمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ سَبْغَةٌ لَهُ يَعْنِي مِغْفَرًا، فَقَالَ عُمَرُ، مَا جَاءَ بِكِ لَعَمْرِي وَاللّٰهِ! إِنَّكِ لَجَرِيئَةٌ، وَمَا يُؤْمِنُكِ أَنْ يَكُونَ بَلَاءٌ أَوْ يَكُونَ تَحَوُّزٌ، قَالَتْ، فَمَا زَالَ يَلُومُنِي حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنَّ الْأَرْضَ

یزید نے ہمیں بتلایا کہ ہمیں محمد بن عمرو نے اپنے والد سے اور انہوں نے اسے اس کے دادا علقمہ بن وقاص سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں خندق والے دن لوگوں کے نقوش پا پر چلتی ہوئی روانہ ہوئی۔ مجھے اپنے پیچھے زمین پر کسی کے چلنے کی آہٹ سنائی دی۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تھے اور ان کے ہمراہ ان کے برادر زادے سیدنا حارث بن اوس رضی اللہ عنہ ڈھال اُٹھائے ہوئے تھے۔ اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: انہیں دیکھ کر میں زمین پر بیٹھ گئی۔ سعد رضی اللہ عنہ قریب سے گزرے تو میں نے دیکھا کہ انہوں نے لوہے کی ایک زرہ زیب تن کی ہوئی تھی۔ ان کے بازو اور ٹانگیں زرہ سے باہر تھیں مجھے سعد رضی اللہ عنہ کے ان اعضاء کے متعلق خدشہ ہوا کہ کہیں دشمن ان پر حملہ نہ کر دے۔ سعد رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے طویل القامت تھے۔ وہ قریب سے گزرے تو یہ رجز پڑھتے جا رہے تھے: لَيتَ قَلِيلًا يُدرِكُ الهَيجَاءَ جَمَلٌ مَا اَحسَنَ الموتَ اِذَا حَانَ الْاَجَلْ۔ ...... ❶ (کاش کہ اونٹ لڑائی میں اپنی قوت و بہادری کے کچھ جوہر دکھائے موت کتنی اچھی ہے جس کا وقت آ جائے وہ تو آنی ہی ہے۔) اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ان کے گزر جانے کے بعد میں اُٹھ کر ایک باغ میں چلی گئی۔ وہاں کچھ مسلمان موجود تھے، انہی میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ وہاں ایک آدمی تھا جس کے سر پر خود یعنی لوہے کی ٹوپی تھی

(۱۰۷۷۱) تخريج: بعضه صحيح، وجزء منه حسن، وللحديث شواهد يصح بها دون قولها: "كانت عينه لا تدمع على احد"، أخرجه ابن حبان: ۷۰۲۸، والطبرانی فی "المعجم الكبير": ۵۳۳۰ (انظر: ۲۵۰۹۷)

❶ شعر کے الفاظ کی تحقیق اور مفہوم کی وضاحت کے لیے دیکھیں مسند احمد محقق۔ ج: ۴۲، ص: ۲۷۔

انْشَقَّتْ لِي سَاعَتَئِذٍ فَدَخَلْتُ فِيهَا، قَالَتْ: فَرَفَعَ الرَّجُلُ السَّبْغَةَ عَنْ وَجْهِهِ فَإِذَا طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ، فَقَالَ، يَا عُمَرُ! وَيْحَكَ إِنَّكَ قَدْ أَكْثَرْتَ مُنْذُ الْيَوْمَ وَأَيْنَ التَّحَوُّزُ أَوْ الْفِرَارُ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَتْ: وَيَرْمِي سَعْدًا رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ قُرَيْشٍ، يُقَالُ لَهُ: ابْنُ الْعَرِقَةِ بِسَهْمٍ لَهُ، فَقَالَ لَهُ: خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ الْعَرَقَةِ، فَأَصَابَ أَكْحَلَهُ فَقَطَعَهُ، فَدَعَا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ سَعْدٌ فَقَالَ: اللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِي حَتّٰى تُقِرَّ عَيْنِي مِنْ قُرَيْظَةَ، قَالَتْ، وَكَانُوا حُلَفَائَهُ وَمَوَالِيَهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، قَالَتْ: فَرَقِيَ كَلْمُهُ وَبَعَثَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الرِّيحَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ، فَكَفَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ، وَكَانَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قَوِيًّا عَزِيزًا، فَلَحِقَ أَبُو سُفْيَانَ وَمَنْ مَعَهُ بِتِهَامَةَ، وَلَحِقَ عُيَيْنَةُ بْنُ بَدْرٍ وَمَنْ مَعَهُ بِنَجْدٍ، وَرَجَعَتْ بَنُو قُرَيْظَةَ فَتَحَصَّنُوا فِي صَيَاصِيهِمْ، وَرَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَوَضَعَ السِّلَاحَ وَأَمَرَ بِقُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ، فَضُرِبَتْ عَلَى سَعْدٍ فِي الْمَسْجِدِ، قَالَتْ: فَجَاءَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَإِنَّ عَلَى ثَنَايَاهُ لَنَقْعَ الْغُبَارِ، فَقَالَ: أَقَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ؟ وَاللّٰهِ! مَا وَضَعَتِ الْمَلَائِكَةُ بَعْدُ السِّلَاحَ، اخْرُجْ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ فَقَاتِلْهُمْ، قَالَتْ: فَلَبِسَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَأْمَتَهُ، وَأَذَّنَ فِي النَّاسِ

ساتھ ہی اس نے لوہے کا حفاظتی سامان باندھا ہوا تھا جس سے گردن اور زرہ کے سامنے والے حصہ کو محفوظ کیا ہوا تھا۔ مجھے دیکھ کر عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے آپ کیوں آئی ہیں؟ مجھے اپنی زندگی کی قسم! اللہ کی قسم! آپ بڑی دلیر ہیں۔ کیا آپ اس بات سے نہیں ڈریں کہ کوئی پریشانی آ سکتی ہے یا شدید لڑائی ہو سکتی ہے یا دشمن گرفتار کر سکتا ہے؟ سیدہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ برابر مجھے سرزنش کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے تمنا کی کا کاش اسی وقت میرے لیے زمین پھٹ جائے اور میں اس میں چلی جاؤں۔ اس مسلح آدمی نے اپنے چہرے سے اوزار ہٹائے تو دیکھا کہ وہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ تھے، وہ بولے عمر! بڑے افسوس کی بات ہے۔ آپ نے آج بہت زیادتی کر ڈالی۔ کہاں ہے لڑائی اور اللہ تعالیٰ کے سوا فرار کس کی طرف ہو سکتا ہے؟ سیدہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ وہ یہ بات کر ہی رہے تھے کہ ایک مشرک قریشی نے جس کا نام ابن العرقۃ تھا، نشانہ لے کر ان پر تیر چلا دیا۔ اور ساتھ ہی کہا میں ابن عرقہ ہوں، لے میری طرف سے یہ تیر، وہ تیر ان کے بازو کے اکحل نامی رگ پر آ کر لگا۔ اور اسے کاٹ ڈالا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اسی وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور کہا یا اللہ تو مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک تو بنو قریظہ کے بارے میں میری آنکھوں کو ٹھنڈا نہ کر دے۔ سیّدہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بنو قریظہ جاہلیت کے دور میں یعنی قبل از اسلام ان کے حلیف اور ساتھی تھے، سیدہ اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ان کے زخم سے خون بہنے لگا، اللہ تعالیٰ نے مشرکین پر تیز آندھی بھیج دی اور اس نے لڑائی میں اہل ایمان کی کفایت کی، اللہ تعالیٰ بڑا ہی صاحب قوت اور سب پر غالب ہے۔ ابو سفیان اور اس کے ساتھی تہامہ کی طرف چلے گئے اور عیینہ بن بدر اور اس کے ساتھی نجد کی طرف چلے گئے اور بنو قریظہ واپس

بِالرَّحِيلِ أَنْ يَخْرُجُوا، فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَمَرَّ عَلَى بَنِي غَنْمٍ، وَهُمْ جِيرَانُ الْمَسْجِدِ حَوْلَهُ، فَقَالَ: ((مَنْ مَرَّ بِكُمْ؟)) فَقَالُوا: مَرَّ بِنَا دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ، وَكَانَ دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ تُشْبِهُ لِحْيَتُهُ وَسِنُّهُ وَوَجْهُهُ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامِ، فَقَالَتْ: فَأَتَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَحَاصَرَهُمْ خَمْسًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً، فَلَمَّا اشْتَدَّ حَصْرُهُمْ وَاشْتَدَّ الْبَلَاءُ، قِيلَ لَهُمْ، انْزِلُوا عَلَى حُكْمِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَاسْتَشَارُوا أَبَا لُبَابَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُنْذِرِ، فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنَّهُ الذَّبْحُ، قَالُوا: نَنْزِلُ عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((انْزِلُوا عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ۔)) فَنَزَلُوا، وَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَأُتِيَ بِهِ عَلَى حِمَارٍ، عَلَيْهِ إِكَافٌ مِنْ لِيفٍ قَدْ حُمِلَ عَلَيْهِ، وَحَفَّ بِهِ قَوْمُهُ، فَقَالُوا: يَا أَبَا عَمْرٍو! حُلَفَاؤُكَ وَمَوَالِيكَ وَأَهْلُ النِّكَايَةِ، وَمَنْ قَدْ عَلِمْتَ، قَالَتْ: وَأَنَّى لَا يُرْجِعُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا وَلَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِمْ، حَتَّى إِذَا دَنَا مِنْ دُورِهِمْ الْتَفَتَ إِلَى قَوْمِهِ، فَقَالَ: قَدْ آنَ لِي أَنْ لَا أُبَالِيَ فِي اللَّهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَلَمَّا طَلَعَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ۔)) فَأَنْزَلُوهُ، فَقَالَ عُمَرُ: سَيِّدُنَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ: أَنْزِلُوهُ فَأَنْزَلُوهُ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((احْكُمْ فِيهِمْ۔)) قَالَ

آ کر اپنے قلعوں میں بند ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کی طرف واپس آئے، ہتھیار اُتار کر رکھے، آپ ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد میں چمڑے کا ایک خیمہ نصب کرنے کا حکم صادر فرمایا، اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اسی دوران جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے ان کے دانتوں پر ابھی غبار کے آثار تھے۔ انہوں نے کہا (اللہ کے رسول ﷺ) کیا آپ ﷺ نے ہتھیار اتار کر رکھ دیئے؟ اللہ کی قسم! فرشتوں نے تو ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے۔ آپ بنو قریظہ کی طرف روانہ ہوں اور ان سے قتال کریں۔ اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہتھیار سجا لئے اور لوگوں کو (بنو قریظہ کی طرف) روانگی کا حکم دیا۔ رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تو آپ بنو غنم کے پاس سے گزرے، وہ لوگ مسجد کے پڑوسی تھے، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''ابھی تمہارے پاس سے کون گزر کر گیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس سے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ گزر کر گئے ہیں، دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی داڑھی، دانت اور چہرہ جبریل علیہ السلام سے مشابہت رکھتا تھا۔ اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بنو قریظہ کی طرف تشریف لے گئے اور پچیس (۲۵) راتوں تک ان کا محاصرہ کیا۔ جب ان کا محاصرہ سخت اور ان کی مصیبت بھی فزوں ہوئی تو ان سے کہا گیا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ پر راضی ہو جاؤ۔ انہوں نے ابو لبابہ بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ سے مشاورت کی تو انہوں نے اشارے سے ان کو بتلا دیا کہ وہ تو تمہیں ذبح، قتل، کریں گے بنو قریظہ نے کہا کہ ہم سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ پر راضی ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم انہی کے فیصلہ کو تسلیم کر لو۔ انہوں نے بھی اس پر رضا مندی کا اظہار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیج کر بلوایا۔

سَعْدٌ: فَإِنِّي أَحْكُمُ فِيهِمْ أَنْ تُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ، وَتُسْبٰى ذَرَارِيُّهُمْ، وَتُقْسَمَ أَمْوَالُهُمْ، وَقَالَ يَزِيدُ بِبَغْدَادَ: وَيُقْسَمُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَقَدْ حَكَمْتَ فِيهِمْ بِحُكْمِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَحُكْمِ رَسُولِهِ۔)) قَالَتْ: ثُمَّ دَعَا سَعْدٌ: قَالَ: اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ أَبْقَيْتَ عَلٰى نَبِيِّكَ ﷺ مِنْ حَرْبِ قُرَيْشٍ شَيْئًا فَأَبْقِنِي لَهَا، وَإِنْ كُنْتَ قَطَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ، قَالَتْ: فَانْفَجَرَ كَلْمُهُ، وَكَانَ قَدْ بَرِءَ حَتّٰى مَا يُرٰى مِنْهُ إِلَّا مِثْلُ الْخُرْصِ، وَرَجَعَ إِلٰى قُبَّتِهِ الَّتِي ضَرَبَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَحَضَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، قَالَتْ: فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، إِنِّي لَأَعْرِفُ بُكَاءَ عُمَرَ مِنْ بُكَاءِ أَبِي بَكْرٍ، وَأَنَا فِي حُجْرَتِي، وَكَانُوا كَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾ قَالَ عَلْقَمَةُ: قُلْتُ: أَيْ أُمَّهْ! فَكَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ؟ قَالَتْ: كَانَتْ عَيْنُهُ لَا تَدْمَعُ عَلٰى أَحَدٍ وَلٰكِنَّهُ كَانَ إِذَا وَجَدَ فَإِنَّمَا هُوَ آخِذٌ بِلِحْيَتِهِ۔

(مسند احمد: ٢٥٦١٠)

ان کو لایا گیا تو وہ گدھے پر سوار تھے جس پر کھجور کے پتوں کی بنی ہوئی کاٹھی تھی۔ انہیں گدھے پر سوار کیا گیا تھا اور ان کی قوم کے لوگ ان کے اردگرد تھے انہوں نے کہا اے ابوعمرو! وہ آپ کے حلیف اور دوست ہیں اور وہ بدعہدی بھی کر چکے ہیں ان کا مطلب یہ تھا کہ ذرا سوچ سمجھ کر فیصلہ کریں۔ ان کے سارے احوال سے آپ بخوبی واقف ہیں۔ وہ ان کی باتیں خاموشی سے سنتے آئے اور ان کی کسی بات کا انہیں جواب نہ دیا۔ اور نہ ہی ان کی طرف انہوں نے دیکھا۔ جب وہ بنو قریظہ کے گھروں کے قریب پہنچے تو اپنی قوم کی طرف رخ کر کے کہا اب مجھ پر ایسا موقعہ آیا ہے کہ میں اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروانہ کروں۔ ابوسعید (راوی) کہتے ہیں کہ سعد رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے سیّد یعنی سردار کی طرف اُٹھ کر جاؤ اور پکڑ کر انہیں گدھے سے اتارو، یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ ہمارا سیّد (مالک، آقا) تو اللہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں اتارو، انہیں اتارو۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تم ان کی بابت فیصلہ کرو۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا میں ان کے متعلق یہ فیصلہ دیتا ہوں کہ ان میں سے جن لوگوں نے مسلمانوں سے قتال کیا انہیں قتل کر دیا جائے۔ اور ان کی اولادوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا جائے اور ان کے اموال بطور مالِ غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے جائیں۔ ان کا فیصلہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے ان کے متعلق ایسا فیصلہ دیا ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فیصلہ اور منشا کے عین مطابق ہے۔ اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی یا اللہ! ''اگر تیرے نبی اور قریش کے درمیان کوئی لڑائی ہونی باقی ہے تو مجھے اس لڑائی میں شرکت کے لیے زندہ رکھ اور اگر تیرے نبی اور

قریش کے درمیان کوئی لڑائی ہونے والی نہیں تو مجھے اپنی طرف اُٹھا لے۔ ان کا زخم پھٹ گیا۔ حالانکہ وہ تقریباً ٹھیک ہو چکا تھا اور اس میں سے صرف ایک بالی، کان کے زیور کے بقدر زخمی باقی تھا۔ یہ فیصلہ کرنے کے بعد سعد رضی اللہ عنہ اپنے اس خیمہ کی طرف لوٹ آئے جو ان کے لیے رسول اللہ ﷺ نے نصب کرایا تھا۔ اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ، سیّدنا ابوبکر اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کے ہاں گئے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اپنے کمرے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ دونوں کے رونے کی آوازوں کو الگ الگ شناخت کر رہی تھی۔ ان صحابہ کی آپس میں محبت ایسی تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ﴿رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ کہ یہ صحابہ آپس میں ایک دوسرے کے لیے از حد شفیق ومہربان ہیں۔ علقمہ کہتے ہیں میں نے دریافت کیا اماں جان! ایسے مواقع پر رسول اللہ ﷺ کس طرح کیا کرتے تھے؟ فرمایا ان کی آنکھیں کسی کی وفات پر آنسو نہیں بہاتی تھیں۔ لیکن جب آپ ﷺ غمگین ہوتے تو اپنی داڑھی مبارک کو ہاتھ میں پکڑ لیتے تھے۔

(۱۰۷۷۲)۔ عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ: رُمِيَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَطَعُوا أَكْحَلَهُ، فَحَسَمَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّارِ، فَانْتَفَخَتْ يَدُهُ فَحَسَمَهُ، فَانْتَفَخَتْ يَدُهُ فَحَسَمَهُ أُخْرٰى، فَانْتَفَخَتْ يَدُهُ فَنَزَفَهُ، فَلَمَّا رَأٰى ذٰلِكَ قَالَ: اللّٰهُمَّ لَا تُخْرِجْ نَفْسِي حَتّٰى تُقِرَّ عَيْنِي مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ، فَاسْتَمْسَكَ عِرْقُهُ فَمَا قَطَرَ قَطْرَةً حَتّٰى نَزَلُوا عَلٰى حُكْمِ سَعْدٍ فَأُرْسِلَ إِلَيْهِ، فَحَكَمَ أَنْ تُقْتَلَ رِجَالُهُمْ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: غزوۂ احزاب کے موقع پر سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ایک تیر لگا اور دشمن نے ان کے بازو کی اکحل رگ کاٹ ڈالی، رسول اللہ ﷺ نے خون روکنے کے لیے اسے آگ سے داغ دیا، لیکن اس سے ان کا بازو پھول گیا، اسے دوبارہ داغا تو وہ دوبارہ پھول گیا۔ اسے تیسری دفعہ داغا تو تب بھی وہ پھول گیا اور اس سے بہت زیادہ خون بہنے لگا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے یہ کیفیت دیکھی تو دعا کی: یا اللہ مجھے اس وقت تک موت نہ آئے، جب تک کہ بنو قریظہ کے بارے میں میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہو جائیں، چنانچہ ان کی

(۱۰۷۷۲) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم، أخرجه الترمذی: ۱۵۸۲ (انظر: ۱۴۷۷۳)

وَيُسْتَحْيَا نِسَاؤُهُمْ وَذَرَارِيُّهُمْ لِيَسْتَعِينَ بِهِمُ الْمُسْلِمُونَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَصَبْتَ حُكْمَ اللّٰهِ فِيهِمْ۔)) وَكَانُوا أَرْبَعَ مِائَةٍ، فَلَمَّا فُرِغَ مِنْ قَتْلِهِمْ انْفَتَقَ عِرْقُهُ فَمَاتَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ (مسند احمد: ١٤٨٣٢)

رگ کا خون بہنا بند ہو گیا اور اس سے اس وقت تک کوئی قطرۂ خون نہ نکلا، جب تک کہ وہ لوگ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے فیصلہ پر راضی نہ ہو گئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف پیغام بھیج کر انہیں بلوایا تو انہوں نے فیصلہ دیا کہ ان کے مردوں کو قتل کر دیا جائے اور بچوں اور عورتوں کو زندہ رہنے دیا جائے تا کہ ان کے ذریعے مسلمان مدد حاصل کریں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان کے بارے میں تم نے اللہ کی پسند کا فیصلہ کیا ہے۔'' بنوقریظہ کی تعداد چار سو تھی، جب ان کے قتل سے فارغ ہوئے تو سعد رضی اللہ عنہ کی رگ پھوٹ پڑی اور اس کے نتیجہ میں ان کی موت واقع ہوئی۔

فوائد:...... ان احادیث میں سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی کرامت اور فضیلت کا بیان ہے۔

(١٠٧٧٣)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْخَنْدَقِ، كُنْتُ أَنَا وَعُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ فِي الْأُطُمِ الَّذِي فِيهِ نِسَاءُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أُطُمِ حَسَّانَ، فَكَانَ يَرْفَعُنِي وَأَرْفَعُهُ، فَإِذَا رَفَعَنِي عَرَفْتُ أَبِي حِينَ يَمُرُّ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ، وَكَانَ يُقَاتِلُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، فَقَالَ: مَنْ يَأْتِي بَنِي قُرَيْظَةَ فَيُقَاتِلَهُمْ، فَقُلْتُ لَهُ حِينَ رَجَعَ: يَا أَبَتِ تَاللّٰهِ! إِنْ كُنْتُ لَأَعْرِفُكَ حِينَ تَمُرُّ ذَاهِبًا إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ، فَقَالَ: يَا بُنَيَّ أَمَا وَاللّٰهِ! إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيَجْمَعُ لِي أَبَوَيْهِ جَمِيعًا يُفَدِّينِي بِهِمَا، يَقُولُ: ((فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي۔))۔ (مسند احمد: ١٤٠٩)

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: غزوۂ خندق کے موقع پر میں اور سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ حسان کے قلعوں میں سے اس قلعہ میں تھے، جہاں رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات تھیں، وہ مجھے اور میں انہیں اوپر اُٹھاتا اور ہم باہر کے مناظر دیکھتے، جب اس نے مجھے اٹھایا تو میں نے اپنے والد کو پہچان لیا، وہ بنوقریظہ کی طرف جا رہے تھے اور وہ خندق والے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر لڑ رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کون ہے جو بنی قریظہ کی طرف جا کر ان سے قتال کرے؟'' جب وہ واپس آئے تو میں نے عرض کیا: ابا جان اللہ کی قسم! جب آپ بنوقریظہ کی طرف جا رہے تھے تو میں آپ کو پہچان چکا تھا۔ انھوں نے کہا: بیٹا! اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ مجھے داد اور دعا دیتے ہوئے یوں فرما رہے تھے کہ ''میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔''

(١٠٧٧٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٧٢٠، ومسلم: ٢٤١٦ (انظر: ١٤٠٩)

(۱۰۷۷٤)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ لَحَدَّثَنِي قَالَ: اشْتَدَّ الْأَمْرُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَلَا رَجُلٌ يَأْتِينَا بِخَبَرِ بَنِي قُرَيْظَةَ؟)) فَانْطَلَقَ الزُّبَيْرُ فَجَاءَ بِخَبَرِهِمْ، ثُمَّ اشْتَدَّ الْأَمْرُ أَيْضًا فَذَكَرَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَابْنُ الزُّبَيْرِ حَوَارِيَّ۔))۔ (مسند احمد: ١٤٤٢٨)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ غزوۂ خندق کے دن معاملہ سنگین ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''کوئی ایسا آدمی ہے، جو بنوقریظہ کی خبر لے کر آئے؟'' سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ گئے اور ان کی خبریں لے کر آئے، پھر جب معاملہ سنگین ہوا تو آپ ﷺ نے پھر اسی طرح فرمایا، چنانچہ تین مرتبہ ایسے ہی ہوا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی کا ایک خاص آدمی ہوتا ہے اور زبیر میرا خاص آدمی ہے۔''

بَابُ مِمَّا جَاءَ خَاصًّا بِغَزْوَةِ بَنِي قُرَيْظَةَ

غزوۂ بن قریظہ سے متعلقہ بعض مخصوص روایات کا بیان

غزوۂ خندق کے دوران بنوقریظہ نے غداری کی اور رسول اللہ ﷺ سے کیا ہوا معاہدہ توڑ دیا، بنونضیر کے سردار حیی بن اخطب نے بنوقریظہ کے سردار کعب بن اسد کے پاس آ کر بڑے ڈھنگ سے عہد شکنی پر آمادہ کیا اور وہ واقعی عہد توڑ کر مشرکین کے ساتھ ہو گئے، چونکہ بنوقریظہ مدینہ کے جنوب میں تھے، جبکہ مسلمانوں کا مورچہ شمال میں تھا، لہٰذا بنو قریظہ اور مسلم خواتین اور بچوں کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں تھی اور انہیں سخت خطرہ تھا، جب رسول اللہ ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے مسلمہ بن اسلم رضی اللہ عنہ کو دوسو اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو تین سو آدمی دے کر عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لیے بھیجا اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مزید چند انصار صحابہ کے ساتھ اس خبر کی تحقیق کے لیے روانہ کیا، خبر تو واقعی سچی تھی اور یہودی انتہائی خباثت پر آمادہ تھے، آپ ﷺ کو بنوقریظہ کی غداری سے بڑا رنج اور قلق ہوا۔

رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خندق سے واپس آنے کے بعد ابھی ہتھیار اور کپڑے اتار کر سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں غسل فرما ہی رہے تھے کہ جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور بنوقریظہ کی طرف نکلنے کا حکم دیا، پس رسول اللہ ﷺ نے صحابہ میں منادی کرادی کہ عصر کی نماز بنوقریظہ میں جا کر پڑھنی ہے، اس کے بعد آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کا انتظام سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو سونپا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو جنگ کا پھریرا دے کر ایک جماعت کے ساتھ آگے روانہ فرما دیا، جب بنوقریظہ نے انہیں دیکھا تو رسول اللہ ﷺ پر گالیوں کی بوچھاڑ کر دی اور ہرزہ سرائی کی۔

اللہ تعالیٰ نے بنوقریظہ کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور وہ اپنی گڑھیوں میں قلعہ بند ہو گئے، انہیں لڑائی کی جرأت نہیں ہوئی، مسلمانوں نے سختی سے محاصرہ جاری رکھا، یہود نے جب دیکھا کہ محاصرہ طول پکڑ رہا ہے تو چاہا کہ اپنے بعض مسلمان حلیفوں سے مشورہ کریں، چنانچہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ وہ ابولبابہ کو بھیج دیں، تاکہ ان

(١٠٧٧٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٨٤٧، ٢٩٩٧، ومسلم: ٢٤١٥ (انظر: ١٤٣٧٥)

سے مشورہ کر لیا جائے، وہ گئے، لیکن مسئلہ حل نہ ہوا، اُدھر طوالتِ محاصرہ کے ساتھ ہی بنو قریظہ کے حوصلے ٹوٹ گئے، چنانچہ پچیس روز کے بعد انہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیا، بالآخر یہ معاملہ سیدنا سعد کے حوالے کر دیا گیا کہ وہ جو فیصلہ کر دیں، فریقین اس پر راضی ہوں گے، سیدنا سعد رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق میں زخمی ہونے کی وجہ سے مدینہ میں تھے، ان کو گدھے پر لایا گیا اور انھوں نے آ کر یہ فیصلہ کیا کہ ''مردوں کو قتل کر دیا جائے، عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے اور اموال تقسیم کر دیے جائیں۔''

اس باب اور سابق باب میں اس فیصلے کی تفصیل موجود ہے، اس طرح بنو قریظہ کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

(١٠٧٧٥)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْخَنْدَقِ، وَوَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ، فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام وَعَلٰى رَأْسِهِ الْغُبَارُ، قَالَ: قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ، فَوَاللّٰهِ! مَا وَضَعْتُهَا اخْرُجْ إِلَيْهِمْ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((فَأَيْنَ؟)) قَالَ: هَاهُنَا فَأَشَارَ إِلٰى بَنِي قُرَيْظَةَ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَيْهِمْ، قَالَ هِشَامٌ: فَأَخْبَرَنِي أَبِي: أَنَّهُمْ نَزَلُوا عَلٰى حُكْمِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَرَدَّ الْحُكْمَ فِيهِمْ إِلٰى سَعْدٍ، قَالَ: فَإِنِّي أَحْكُمُ أَنْ تُقَتَّلَ الْمُقَاتِلَةُ وَتُسْبَى النِّسَاءُ وَالذُّرِّيَّةُ وَتُقَسَّمَ أَمْوَالُهُمْ، قَالَ هِشَامٌ: قَالَ أَبِي: فَأُخْبِرْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَقَدْ حَكَمْتَ فِيهِمْ بِحُكْمِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ٢٤٧٩٩)

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوۂ خندق سے واپس آئے اور آپ ﷺ نے ہتھیار اتار کر غسل کیا تو جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے، ان کے سر پر غبار تھا، انہوں نے کہا: کیا آپ ﷺ نے ہتھیار اتار دیئے؟ اللہ کی قسم میں نے تو ہتھیار نہیں اتارے ہیں، آپ بنو قریظہ کی طرف روانہ ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ ادھر روانہ ہو گئے۔ عروہ نے بیان کیا کہ بنو قریظہ کے لوگ رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ پر راضی ہو گئے اور آپ ﷺ نے فیصلے کا اختیار سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو دے دیا اور انہوں نے کہا: میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان میں سے لڑنے والوں کو قتل کر دیا جائے اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے اور ان کے اموال کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ یہ فیصلہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''(اے سعد رضی اللہ عنہ) تو نے ان کے متعلق اللہ تعالیٰ والا فیصلہ کیا ہے، یعنی ایسا فیصلہ کیا ہے جو اللہ کو بھی پسند اور منظور ہے۔''

(١٠٧٧٦)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى غُبَارِ مَوْكِبِ جِبْرِيلَ علیہ السلام سَاطِعًا فِي سِكَّةِ بَنِي غَنْمٍ حِينَ سَارَ إِلٰى قُرَيْظَةَ۔ (مسند احمد: ١٣٢٦٢)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں گویا کہ اس وقت بھی جبریل علیہ السلام کی سواری کا اُٹھنے والا غبار بنی غنم کی گلی میں آسمان کی طرف اُڑتا دیکھ رہا ہوں، جب وہ بنو قریظہ کی طرف جا رہے تھے۔

(١٠٧٧٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٨١٣، ومسلم: ١٧٦٩ (انظر: ٢٤٢٩٥)

(١٠٧٧٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٢١٤ (انظر: ١٣٢٢٩)

(۱۰۷۷۷)۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: لَمْ يَقْتُلْ مِنْ نِسَائِهِمْ إِلَّا امْرَأَةً وَاحِدَةً، قَالَتْ: وَاللّٰهِ! إِنَّهَا لَعِنْدِي تَحَدَّثُ مَعِي تَضْحَكُ ظَهْرًا وَبَطْنًا، وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْتُلُ رِجَالَهُمْ بِالسُّوقِ إِذْ هَتَفَ هَاتِفٌ بِاسْمِهَا: أَيْنَ فُلَانَةُ؟ قَالَتْ: أَنَا وَاللّٰهِ! قَالَتْ: قُلْتُ: وَيْلَكِ وَمَا لَكِ؟ قَالَتْ: أُقْتَلُ، قَالَتْ: قُلْتُ: وَلِمَ؟ قَالَتْ: حَدَثًا أَحْدَثْتُهُ، قَالَتْ: فَانْطُلِقَ بِهَا فَضُرِبَتْ عُنُقُهَا، وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ: وَاللّٰهِ! مَا أَنْسَى عَجَبِي مِنْ طِيبِ نَفْسِهَا وَكَثْرَةِ ضِحْكِهَا، وَقَدْ عَرَفَتْ أَنَّهَا تُقْتَلُ۔ (مسند احمد: ۲٦٨٩٦)

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بنو قریظہ کی عورتوں میں سے صرف ایک عورت کو قتل کیا گیا، اللہ کی قسم وہ میرے پاس بیٹھی ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہی تھی، جبکہ رسول اللہ ﷺ بازار میں ان کے مردوں کو قتل کر رہے تھے، اچانک پکارنے والے نے اس کا نام لے کر پکارا تو وہ کہنے لگی: اللہ کی قسم! یہ تو میرے نام کی پکار ہے۔ میں نے کہا: تیرا بھلا ہو، تجھے کیا ہوا؟ وہ بولی: مجھے قتل کیا جائے گا۔ میں نے پوچھا: وہ کیوں؟ اس نے کہا: میں نے ایک جرم کیا تھا۔ اُمّ المؤمنین فرماتی ہیں: پس اسے لے جا کر اس کی گردن اُڑا دی گئی۔ سیّدہ کہا کرتی تھیں کہ اللہ کی قسم! مجھے اس کی خوش طبعی اور کثرت سے ہنسنا نہیں بھولتا، حالانکہ اسے معلوم تھا کہ اسے قتل کیا جانے والا ہے۔

فوائد:...... یہ وہ خاتون تھی جس نے سیدنا خلاد بن سوید رضی اللہ عنہ پر چکی پھینک کر ان کو قتل کر دیا تھا، ان کے قصاص میں آپ ﷺ نے اس خاتون کو قتل کیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي زَوَاجِهِ ﷺ بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رضی اللہ عنہا وَنُزُولِ آيَةِ الْحِجَابِ

نبی کریم ﷺ کی اُمّ المؤمنین سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کرنے اور پردے والی آیت کے نازل ہونے کا بیان

ام المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا، نبی کریم ﷺ کی پھوپھی امیمہ بنت عبد المطلب کی صاحبزادی تھیں، ان کی شادی سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کی گئی، لیکن دونوں میں ہم آہنگی نہ ہو سکی، حتی کی سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے طلاق دے دی، چونکہ آپ ﷺ نے سیدنا زید رضی اللہ عنہ اپنا متبنیٰ (لے پالک) بنا رکھا تھا اور اہل جاہلیت کے رواج کے مطابق آپ پر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ایسے ہی حرام تھیں، جیسی حقیقی بہو اپنے سسر پر حرام ہوتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے عدت گزرنے کے بعد سات آسمانوں کے اوپر سے آپ ﷺ کے ساتھ ان کی شادی کر دی اور لے پالک بنانے کے عمل کو لغو قرار دیا، یہ ذوالقعدہ ۵ ہجری کا واقعہ ہے، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بڑی عبادت گزار اور زبردست صدقہ کرنے والی خاتون تھیں، ۵۳ سال کی عمر میں ۲۰ ہجری میں ان کی وفات ہوئی، نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد امہات المؤمنین میں سے سب سے پہلے انہی کی وفات ہوئی تھی، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کو بقیع میں دفن کیا گیا۔

(۱۰۷۷۷) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ۲٦٧١ (انظر: ۲٦٣٦٤)

(١٠٧٧٨)۔ حَدَّثَنَا بَهْزٌ وَحَدَّثَنَا هَاشِمٌ قَالَا: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا انْقَضَتْ عِدَّةُ زَيْنَبَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِزَيْدٍ: ((اذْهَبْ فَاذْكُرْهَا عَلَيَّ۔)) قَالَ: فَانْطَلَقَ حَتّٰى أَتَاهَا، قَالَ: وَهِيَ تُخَمِّرُ عَجِينَهَا، فَلَمَّا رَأَيْتُهَا عَظُمَتْ فِي صَدْرِي حَتّٰى مَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَنْظُرَ إِلَيْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَهَا، فَوَلَّيْتُهَا ظَهْرِي وَرَكَصْتُ عَلٰى عَقِبَيَّ، فَقُلْتُ: يَا زَيْنَبُ! أَبْشِرِي أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُكِ، قَالَتْ: مَا أَنَا بِصَانِعَةٍ شَيْئًا حَتّٰى أُوَامِرَ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ، فَقَامَتْ إِلَى مَسْجِدِهَا، وَنَزَلَ يَعْنِي الْقُرْآنَ وَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلَ عَلَيْهَا بِغَيْرِ إِذْنٍ، قَالَ: وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَطْعَمَنَا الْخُبْزَ وَاللَّحْمَ، قَالَ هَاشِمٌ: حِينَ عَرَفْتُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَهَا، قَالَ هَاشِمٌ فِي حَدِيثِهِ: لَقَدْ رَأَيْتُنَا حِينَ أُدْخِلَتْ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أُطْعِمْنَا الْخُبْزَ وَاللَّحْمَ، فَخَرَجَ النَّاسُ وَبَقِيَ رِجَالٌ يَتَحَدَّثُونَ فِي الْبَيْتِ بَعْدَ الطَّعَامِ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاتَّبَعْتُهُ فَجَعَلَ يَتَتَبَّعُ حُجَرَ نِسَائِهِ فَجَعَلَ يُسَلِّمُ عَلَيْهِنَّ، وَيَقُلْنَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَيْفَ وَجَدْتَ أَهْلَكَ؟ قَالَ: فَمَا أَدْرِي أَنَا أَخْبَرْتُهُ أَنَّ الْقَوْمَ قَدْ خَرَجُوا أَوْ أُخْبِرَ، قَالَ:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی عدت پوری ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم جا کر ان کو میری طرف سے نکاح کا پیغام دو۔'' وہ ان کے ہاں گئے، وہ اس وقت آٹا گوندھ رہی تھیں۔ زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ان کو دیکھا تو میرے سینے میں ان کا اس قدر عظیم مقام محسوس ہوا کہ مجھ میں ان کی طرف دیکھنے کی جرأت نہ ہو سکی، کیونکہ ان کو اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی زوجہ بنانے کے ارادہ سے یاد فرمایا تھا، سو میں نے اپنی پشت ان کی طرف پھیری اور اپنی ایڑیوں پر پیچھے کو مڑا اور میں نے کہا: زینب! تمہیں خوش خبری ہو کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے بھیجا ہے، وہ تمہیں اپنی بیوی بنانے کے لیے یاد کرتے ہیں۔ وہ بولیں میں جب تک اپنے رب سے مشورہ نہ کرلوں، اس وقت تک میں کوئی بات نہیں کروں گی۔ اس کے بعد وہ اپنے گھر میں نماز کے لیے مقرر کردہ جگہ پر کھڑی ہوئیں۔ اسی دوران قرآن کریم کی آیات نازل ہوئیں اور اللہ کے رسول ﷺ ان کے ہاں بلا اجازت ہی چلے آئے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں گوشت روٹی کھلائی۔ امام احمد کے شیخ ہاشم یوں بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یہ کھانا دیا، تب مجھے علم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو نکاح کا پیغام دیا ہے۔ ہاشم اپنی حدیث میں یوں بھی بیان کرتے ہیں کہ جب سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا گیا تو آپ ﷺ نے ہمیں گوشت روٹی کھلائی، لوگ کھانا کھا کر چلے گئے تو کچھ لوگ کھانے کے بعد وہیں گھر میں بیٹھے باتوں میں مصروف ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر جا کر اپنی ازواج کے حجروں میں چکر لگانے لگے، میں

(١٠٧٧٨) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤٢٨ (انظر: ١٣٠٢٥)

فَانْطَلَقَ حَتّٰی دَخَلَ الْبَيْتَ، فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ مَعَهُ فَأَلْقَى السِّتْرَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، وَنَزَلَ الْحِجَابُ، قَالَ: وَوُعِظَ الْقَوْمُ بِمَا وُعِظُوا بِهِ، قَالَ هَاشِمٌ فِي حَدِيثِهِ: ﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ ...... وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ﴾۔ (مسند احمد: ١٣٠٥٦)

بھی آپ کے پیچھے پیچھے تھا، آپ ﷺ ہر حجرہ میں جا کر اپنی ازواج کو سلام کہتے اور وہ دریافت کرتیں: اے اللہ کے رسول! آپ نے اپنی بیوی کو کیسا پایا، سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے یاد نہیں کہ میں نے آپ کو بتلایا یا کسی نے آکر آپ ﷺ کو اطلاع دی کہ لوگ چلے گئے ہیں، تب آپ ﷺ اپنے گھر میں آئے، میں بھی اندر جانے لگا تو آپ ﷺ نے اپنے اور میرے درمیان پردہ لٹکا دیا اور حجاب کا حکم نازل ہوا۔ اور لوگوں کو خوب نصیحت کی گئی۔ امام احمد کے شیخ ہاشم نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ یہاں حجاب کے حکم سے یہ آیات مراد ہیں: ﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ ..... وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ....﴾ ...... ''ایمان والو! تم نبی کے گھروں میں بلا اجازت داخل نہ ہوا کرو۔ الا یہ کہ تمہیں کھانے کے لئے بلایا جائے تو ایسے وقت جایا کرو کہ تمہیں اس کے پکنے کی انتظار نہ کرنی پڑے۔ لیکن جب تمہیں بلایا جائے تب جاؤ اور کھانا کھا چکنے کے بعد وہاں سے آ جاؤ اور وہاں بیٹھ کر باتوں میں مصروف نہ ہو جاؤ۔ بے شک تمہارا یہ عمل نبی کریم ﷺ کو ایذا دیتا ہے اور وہ تم سے جھجکتا ہے۔ اس لئے تمہیں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ اور اللہ تو حق بات کہنے سے نہیں جھجکتا۔ اور جب تم نبی کی ازواج سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو۔ یہ حکم تمہارے اور ان کے دلوں کو شیطانی وساوس سے پاک کرنے کے لیے ہے۔ اور تمہیں یہ زیبا نہیں کہ تم اللہ کے رسول ﷺ کو ایذاء پہنچاؤ۔ اور نہ تم اس کے بعد اس کی ازواج سے کبھی نکاح کر سکتے ہو۔ اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا ہے۔'' (سورۂ احزاب: ۵۳)

فوائد:...... دیکھیں حدیث نمبر (۸۷۱۲) والا باب۔

(۱۰۷۷۹)۔ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ﷺ يَقُولُ: مَا أَوْلَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهِ أَكْثَرَ وَأَفْضَلَ مِمَّا أَوْلَمَ عَلَى زَيْنَبَ، فَقَالَ ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ: فَمَا أَوْلَمَ؟ قَالَ: أَطْعَمَهُمْ خُبْزًا وَلَحْمًا حَتَّى تَرَكُوهُ۔ (مسند احمد: ۱۲۷۸۹)

عبدالعزیز بن صہیب سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے جیسا ولیمہ اُمّ المؤمنین سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد کیا تھا، آپ ﷺ نے ایسا ولیمہ دوسری کسی زوجہ کے موقع پر نہیں کیا۔ ثابت بنانی نے پوچھا کہ آپ ﷺ نے کس چیز کا ولیمہ کیا تھا؟ انھوں نے کہا: آپ ﷺ نے لوگوں کو اس قدر روٹی گوشت کھلایا کہ لوگوں نے سیر ہو کر کھایا، تب بھی وہ باقی چھوڑ آئے یعنی کھانا بچ گیا۔

(۱۰۷۸۰)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَوْلَمَ عَلَى امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلَى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، قَالَ: فَأَوْلَمَ بِشَاةٍ أَوْ ذَبَحَ شَاةً۔ (مسند احمد: ۱۳۴۱۱)

(دوسری سند) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے جس قدر ولیمہ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا سے شادی کرنے کے موقع پر کیا تھا، میں نے نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے کسی دوسری زوجہ کے موقع پر ایسا ولیمہ کیا ہو، آپ ﷺ نے ایک بکری ذبح کر کے ولیمہ کیا تھا۔

(۱۰۷۸۱)۔ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَوْلَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِزَيْنَبَ فَأَشْبَعَ الْمُسْلِمِينَ خُبْزًا وَلَحْمًا، ثُمَّ خَرَجَ كَمَا كَانَ يَصْنَعُ، إِذَا تَزَوَّجَ فَيَأْتِي حُجَرَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِنَّ وَيَدْعُو لَهُنَّ وَيُسَلِّمْنَ عَلَيْهِ وَيَدْعُونَ لَهُ، ثُمَّ رَجَعَ وَأَنَا مَعَهُ فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى الْبَابِ إِذَا رَجُلَانِ قَدْ جَرَى بَيْنَهُمَا الْحَدِيثُ فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ، فَلَمَّا أَبْصَرَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ انْصَرَفَ،

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اُمّ المؤمنین سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا سے تزویج کے موقع پر ولیمہ کیا اور مسلمانوں کو سیر کر کے روٹی گوشت کھلایا، اس کے بعد آپ ﷺ اپنے معمول کے مطابق باہر نکلے، جیسے آپ قبل ازیں شادی کر کے باہر جایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ امہات المؤمنین کے حجروں میں جا کر انہیں سلام کہتے، ان کے حق میں دعا کرتے اور جواباً وہ بھی آپ کو سلام کہتیں اور آپ ﷺ کے حق میں دعا کرتیں، اس کے بعد آپ ﷺ واپس تشریف لائے، میں آپ ﷺ کے ہمراہ تھا، آپ ﷺ دروازے

(۱۰۷۷۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۴۷۹۳، ومسلم: ۱۴۲۸ (انظر: ۱۲۷۵۹)

(۱۰۷۸۰) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۱۰۷۸۱) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین (انظر: ۱۳۰۷۲)

فَلَمَّا رَأَى الرَّجُلَانِ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ رَجَعَ وَثَبَا فَزِعَيْنِ فَخَرَجَا، فَلَا أَدْرِي أَنَا أَخْبَرْتُهُ أَوْ مَنْ أَخْبَرَهُ، فَرَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ۔ (مسند احمد: ۱۳۱۰۳)

کے قریب پہنچے تو گھر کے اندر دو آدمی ابھی تک محوِ گفتگو تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھا تو واپس لوٹ آئے، ان دونوں نے جب دیکھا کہ نبی کریم ﷺ واپس تشریف لے گئے ہیں۔ تو وہ جلدی سے گھبرا کر اُٹھے اور چلے گئے، مجھے یاد نہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو بتلایا یا کسی دوسرے نے آپ ﷺ کو اطلاع دی (کہ وہ آدمی بھی چلے گئے ہیں)، تب نبی کریم ﷺ واپس آئے۔

(۱۰۷۸۲)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ تَفْخَرُ عَلَى نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْكَحَنِي مِنَ السَّمَاءِ۔ (مسند احمد: ۱۳۳۹٤)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُمّ المومنین سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا دیگر ازواج پر بطور فخر کہا کرتی تھیں: میرا نکاح آسمان سے اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔

فوائد:...... ان روایات کی تفصیل کے لیے دیکھیں حدیث نمبر (۸۷۱۲) والا باب۔

اَبْوَابُ حَوَادِثِ السَّنَةِ السَّادِسَةِ

۶ ہجری کے واقعات

بَابُ مَا جَاءَ فِي سَرِيَّةِ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قِبَلَ نَجْدٍ وَأَسْرِ ثُمَامَةَ بْنِ أُثَالٍ وَإِسْلَامِهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

نجد کی جانب سیدنا محمد بن مسلمہ کی مہم، ثمامہ بن اثال کی گرفتاری اور اس کے قبولِ اسلام کا بیان

(۱۰۷۸۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ، فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ سَيِّدُ أَهْلِ الْيَمَامَةِ، فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجد کی طرف ایک گھڑ سوار لشکر روانہ کیا، وہ قبیلہ بنو حنیفہ کے ایک شخص ثمامہ بن اثال کو گرفتار کر لائے، جو اہل یمامہ کا سردار تھا۔ مسلمانوں نے اسے مسجد کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا، اللہ کے رسول ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس

(۱۰۷۸۲) تخريج: أخرجه البخاري: ۷٤۲۱ (انظر: ۱۳۳٦۱)

(۱۰۷۸۳) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٦۲، ۲٤۲۲، ومسلم: ۱۷٦٤ (انظر: ۹۸۳۳)

لَـهُ: ((مَـاذَا عِنْدَكَ؟ يَا ثُمَامَةُ!)) قَالَ: عِنْدِي يَـا مُـحَمَّدُ! خَيْرٌ، إِنْ تَقْتُلْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ وَإِنْ تُـنْعِـمْ تُـنْعِمْ عَلٰى شَاكِرٍ، وَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ الْـمَـالَ فَسَـلْ تُـعْـطَ مِنْهُ مَا شِئْتَ، فَتَرَكَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى إِذَا كَانَ الْغَدُ، قَالَ لَهُ: ((مَـا عِنْدَكَ؟ يَا ثُمَامَةُ!)) قَالَ: مَا قُلْتُ لَكَ: إِنْ تُـنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰى شَاكِرٍ، وَإِنْ تَقْتُلْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ، وَإِنْ كُـنْـتَ تُـرِيدُ الْمَالَ فَسَلْ تُعْطَ مِـنْهُ مَا شِئْتَ، فَتَرَكَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى كَـانَ بَـعْـدَ الْـغَـدِ، فَـقَالَ: ((مَا عِنْدَكَ؟ يَا ثُـمَـامَةُ!)) فَـقَـالَ: عِنْدِي مَا قُلْتُ لَكَ: إِنْ تُـنْعِـمْ تُنْعِمْ عَلٰى شَاكِرٍ وَإِنْ تَقْتُلْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ، وَإِنْ كُـنْـتَ تُرِيدُ الْمَالَ فَسَلْ تُعْطَ مِنْهُ مَا شِئْتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((انْطَلِقُوا بِثُمَامَةَ.)) فَانْطَلَقُوا بِهِ إِلٰى نَخْلٍ قَرِيبٍ مِنَ الْـمَسْـجِـدِ، فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَـقَـالَ: أَشْهَـدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُـحَـمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، يَا مُحَمَّدُ! وَاللّٰهِ، مَا كَـانَ عَـلٰـى وَجْـهِ الْأَرْضِ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ وَجْهِكَ، فَـقَـدْ أَصْبَـحَ وَجْهُكَ أَحَـبَّ الْـوُجُوهِ كُلِّهَا إِلَيَّ، وَاللّٰهِ! مَا كَانَ مِنْ دِينٍ أَبْـغَـضَ إِلَـيَّ مِـنْ دِيـنِكَ، فَأَصْبَحَ دِينُكَ أَحَـبَّ الْأَدْيَانِ إِلَيَّ، وَاللّٰهِ! مَا كَانَ مِنْ بَلَدٍ أَبْـغَضَ إِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ فَأَصْبَحَ بَلَدُكَ أَحَبَّ الْبِلَادِ إِلَـيَّ، وَإِنَّ خَيْـلَكَ أَخَـذَتْـنِي وَإِنِّي أُرِيـدُ الْـعُـمْـرَةَ فَمَاذَا تَرٰى؟ فَبَشَّرَهُ رَسُولُ

سے دریافت فرمایا: ''ثمامہ! کیا پروگرام ہے؟'' اس نے کہا: اے محمد! اچھا پروگرام ہے، اگر آپ ﷺ نے مجھے قتل کیا تو یہ نہ سمجھنا کہ میں معمولی آدمی ہوں، بلکہ میری قوم میرے خون کا بدلہ لے کر چھوڑے گی اور اگر آپ مجھ پر احسان کریں اور چھوڑ دیں تو میں آپ کا شکر گزار ہوں گا، اگر آپ کو مال کی ضرورت ہو تو فرمائیں جو مانگیں گے آپ کو دے دیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا، دوسرے دن پھر آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''ثمامہ! کیا پروگرام ہے؟'' اس نے کہا: وہی جو میں آپ سے قبل ازیں کہہ چکا ہوں، اگر آپ احسان کریں گے تو آپ ایک شکر گزار پر احسان کریں گے اور اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو میرا خون معمولی نہیں، میری قوم بدلہ لے کر رہے گی اور اگر آپ کو مال کی ضرورت ہے تو مانگیں آپ جتنا مال چاہیں گے آپ کو دے دیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے اس کے حال پر رہنے دیا۔ تیسرا دن ہوا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''ثمامہ! کیا پروگرام ہے؟'' اس نے کہا: میرا پروگرام وہی ہے، جو قبل ازیں آپ سے کہہ چکا ہوں۔ اگر آپ مجھ پر احسان کریں تو آپ ایک شکر گزار پر احسان کریں گے، یعنی میں آپ کا احسان مند اور شکر گزار رہوں گا۔ اور اگر آپ نے مجھے قتل کر دیا تو آپ ایک معزز کو قتل کریں گے، جس کی قوم آپ سے بدلہ لے کر رہے گی اور اگر آپ کو مال و دولت چاہیے تو فرمائیں، آپ جو چاہیں گے آپ کو دے دیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ثمامہ کو لے جاؤ۔'' صحابہ کرام ثمامہ کو مسجد کے قریب کھجوروں کے ایک باغ میں لے گئے، اس نے غسل کیا اور مسجد میں آ کر کہنے لگا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ۔ اے محمد! اللہ کی قسم! میرے نزدیک روئے زمین پر آپ

اللّٰهِ ﷺ وَأَمَرَهُ أَنْ يَعْتَمِرَ فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ، قَالَ لَهُ قَائِلٌ: صَبَأْتَ؟ فَقَالَ: لَا، وَلٰكِنْ أَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا وَاللّٰهِ! لَا يَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتّٰى يَأْذَنَ فِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۹۸۳۲)

کے چہرے سے زیادہ ناپسند کوئی چہرہ نہ تھا، اب آپ کا چہرہ انور مجھے تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب وپسند ہے۔ اللہ کی قسم! مجھے آپ کے دین سے زیادہ ناپسند دوسرا کوئی دین نہ تھا، اب آپ کا دین مجھے تمام ادیان سے بڑھ کر محبوب وپسند ہے۔ اللہ کی قسم! دنیا کا کوئی شہر مجھے آپ کے شہر سے زیادہ ناپسند نہ تھا، اب آپ کا شہر مجھے تمام شہروں سے بڑھ کر محبوب وپسند ہے۔ آپ کے گھڑ سوار لشکر نے مجھے پکڑ لیا تھا۔ میں تو عمرہ کے لیے جا رہا تھا، اب آپ کا کیا ارشاد ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے اسے خوش خبری دی اور اسے حکم دیا کہ وہ عمرہ کرے، وہ جب مکہ پہنچا تو کسی کہنے والے نے اس سے کہا: کیا تم بے دین ہو گئے ہو؟ انھوں نے کہا: نہیں میں بے دین نہیں ہوا، بلکہ میں تو محمد ﷺ کے ہاتھ پر مسلمان ہوا ہوں۔ اللہ کی قسم! تمہارے پاس یمامہ سے گندم کا ایک بھی دانہ نہیں آئے گا، جب تک اللہ کے رسول ﷺ اس کی اجازت نہیں دیں گے۔

فوائد:...... ثمامہ بن اثال، نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے دین کو سخت ناپسند کرتے تھے، چنانچہ محرم ۶ ہجری میں مسیلمہ کذاب کے حکم سے بھیس بدل کر نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے نکلے، اُدھر نبی کریم ﷺ نے محمد بن مسلمہ کو تیس سواروں کے ساتھ ضریہ کے اطراف میں، جو بصرہ کے راستہ میں مدینہ سے سات رات کے فاصلے پر واقع ہے، بنی بکر کی تادیب کے لیے بھیجا تھا، سواروں نے واپس آتے ہوئے راستہ میں ثمامہ کو پالیا اور انہیں گرفتار کر کے مدینہ لے آئے اور مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دیا، وہاں آپ ﷺ اور ثمامہ کے مابین مندرجہ بالا گفتگو کا تبادلۂ خیال ہوا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ غَزْوَةِ بَنِيْ لِحْيَانَ الَّتِيْ صَلّٰى فِيْهَا النَّبِيُّ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ بِعُسْفَانَ

عُسفان کے مقام پر بپا ہونے والے غزوۂ بنی لحیان کا بیان، جس میں نبی کریم ﷺ نے نمازِ خوف ادا کی تھی

(۱۰۷۸۴)۔ عَنْ أَبِيْ عَيَّاشٍ الزُّرَقِيِّ ؓ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِعُسْفَانَ فَاسْتَقْبَلَنَا الْمُشْرِكُوْنَ عَلَيْهِمْ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ

''سیّدنا ابوعیاش زرقی ؓ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ عسفان کے مقام پر تھے، مشرکین ہمارے مدمقابل آ گئے، ان کی قیادت خالد بن ولید کر رہے تھے، وہ لوگ ہمارے اور

(۱۰۷۸٤) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ۱۲۳٦، والنسائي: ۳/ ۱۷۷ (انظر: ۱٦٥٨۰)

وَهُمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَصَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ فَقَالُوْا: قَدْ كَانُوْا عَلٰى حَالٍ لَوْ أَصَبْنَا غِرَّتَهُمْ، قَالُوْا: تَأْتِيْ عَلَيْهِمُ الْآنَ صَلَاةٌ هِيَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنْ أَبْنَائِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ قَالَ: فَنَزَلَ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامِ بِهٰذِهِ الْآيَاتِ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ ﴿وَإِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ ......﴾ قَالَ: فَحَضَرَتْ فَأَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَخَذُوْا السَّلَاحَ، قَالَ: فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ صَفَّيْنِ، قَالَ: ثُمَّ رَكَعَ فَرَكَعْنَا جَمِيْعًا، ثُمَّ رَفَعَ فَرَفَعْنَا جَمِيْعًا، ثُمَّ سَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ بِالصَّفِّ الَّذِيْ يَلِيْهِ وَالْآخَرُوْنَ قِيَامٌ يَحْرُسُوْنَهُمْ فَلَمَّا سَجَدُوْ وَقَامُوْا جَلَسَ الْآخَرُوْنَ فَسَجَدُوْا فِيْ مَكَانِهِمْ ثُمَّ تَقَدَّمَ هٰؤُلَاءِ إِلٰى مَصَافِّ هٰؤُلَاءِ وَجَاءَ هٰؤُلَاءِ إِلٰى مَصَافِّ هٰؤُلَاءِ، قَالَ: ثُمَّ رَكَعَ فَرَكَعُوْا جَمِيْعًا، ثُمَّ رَفَعَ فَرَفَعُوْا جَمِيْعًا، ثُمَّ سَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ وَالصَّفُّ الَّذِيْ يَلِيْهِ، وَالْآخَرُوْنَ قِيَامٌ يَحْرُسُوْنَهُمْ، فَلَمَّا جَلَسَ جَلَسَ الْآخَرُوْنَ فَسَجَدُوْ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ انْصَرَفَ، قَالَ: فَصَلَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ، مَرَّةً بِعُسْفَانَ، وَمَرَّةً بِأَرْضِ بَنِيْ سُلَيْمٍ. (مسند احمد: ١٦٦٩٦)

قبلہ کے درمیان تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی، وہ لوگ آپس میں کہنے لگے: یہ مسلمان نماز میں مشغول تھے، کاش کہ ہم ان کی غفلت سے فائدہ اٹھا لیتے۔ پھر انھوں نے کہا: ابھی کچھ دیر بعد ان کی ایک اور نماز کا وقت ہونے والا ہے، وہ ان کو اپنی جانوں اور اولادوں سے بھی زیادہ عزیز ہے۔اسی وقت ظہر اور عصر کے درمیان جبریل علیہ السلام یہ آیات لے کر نازل ہوئے: ﴿وَإِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوْا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَائِكُمْ وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ﴾ ...... ''جب تم ان میں ہو اور ان کے لیے نماز کھڑی کرو تو چاہیے کہ ان کی ایک جماعت تمہارے ساتھ اپنے ہتھیار لیے کھڑی ہو، پھر جب یہ سجدہ کر چکیں تو یہ ہٹ کر تمہارے پیچھے آ جائیں اور وہ دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی وہ آ جائے اور تیرے ساتھ نماز ادا کرے۔'' (النساء: ١٠٢) جب عصر کا وقت ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ صحابہ کرام اسلحہ لے کر کھڑے ہوں، ہم نے آپ کے پیچھے دو صفیں بنا لیں، جب آپ ﷺ نے رکوع کیا تو ہم سب نے رکوع کیا اور جب آپ رکوع سے اٹھے تو ہم بھی اٹھ گئے۔ جب آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو صرف آپ کے پیچھے والی پہلی صف والوں نے سجدہ کیا اور دوسری صف والے کھڑے ہو کر پہرہ دیتے رہے۔ جب وہ لوگ سجدے کر کے کھڑے ہوئے تو دوسری صف والوں نے بیٹھ کر اپنی اپنی جگہ سجدہ کیا، پھر (دوسری رکعت کے شروع میں) اگلی صف والے پیچھے اور پچھلی صف والے آگے آ گئے۔ پھر اسی طرح سب نمازیوں نے آپ ﷺ کے ساتھ رکوع کیا اور رکوع سے سر اٹھایا، پھر جب آپ نے سجدہ کیا تو پہلی صف

والوں نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا اور دوسری صف والے کھڑے ہو کر پہرہ دیتے رہے، جب آپ اور پہلی صف والے لوگ سجدہ کر کے بیٹھ گئے تو دوسری صف والوں نے بیٹھ کر سجدہ کر لیا (اور سب تشہد میں بیٹھ گئے، پھر) سب نے مل کر سلام پھیرا اور نماز سے فارغ ہوئے۔رسول اللہ ﷺ نے اس انداز میں دو دفعہ نماز پڑھائی، ایک دفعہ عسفان میں اور دوسری دفعہ بنوسلیم کے علاقہ میں۔''

فوائد: ......بنولحیان وہی ہیں، جنھوں نے رجیع میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو قتل کیا تھا، یہ حجاز کے بہت اندر عسفان کی حدود میں آباد تھے، اس لیے نبی کریم ﷺ نے ان سے نمٹنے میں قدرے تاخیر کی، جب کفار کے مختلف گروہوں میں پھوٹ پڑ گئی اور آپ ﷺ دشمنوں سے کسی قدر مطمئن ہوئے تو آپ ﷺ نے مدینہ کا انتظام سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو سونپ کر دو سو صحابہ اور بیس گھوڑوں کے ساتھ ربیع الاول ۶ ہجری میں بنولحیان کا رخ کیا اور یلغار کرتے ہوئے 'بطن غران' تک جا پہنچے، اُدھر بنولحیان کو خبر ہو گئی اور وہ پہاڑ کی چوٹیوں کی طرف بھاگ نکلے، سو ان کا کوئی آدمی ہاتھ نہ آ سکا، پھر آپ ﷺ نے عسفان کا قصد کیا اور وہاں سے دس سواروں کا دستہ آگے بھیجا، تاکہ ان کی آمد کا حال سن کر مرعوب ہو جائیں، اس دستے نے کراع الغمیم تک چکر لگایا، اس کے بعد آپ ﷺ کل چودہ دن مدینہ سے باہر گزار کر مدینہ واپس آ گئے۔

کتنی حیران کن بات ہے کہ دشمنان اسلام کا نظریہ یہ تھا کہ عصر کی نماز مسلمانوں کو ان کی جانوں اور اولادوں سے بھی عزیز ہے اور وہ کبھی بھی اس کو ترک نہیں کریں گے، کاش عصر حاضر کے مسلمان بھی ان حقائق کو سمجھ جاتے۔ جب دشمن یہ فیصلہ کر رہا تھا کہ عصر کی نماز میں مصروف مسلمانوں پر یکبارگی حملہ کر دینا ہے، اس وقت بھی آپ ﷺ نے نماز سے غفلت گوارہ نہ کیا، لیکن ہم مسلم معاشرہ میں رہتے ہوئے بانوے ترانوے فیصد لوگ بے نمازی ہیں۔ راجح قول کے مطابق عسفان مقام پر پہلی دفعہ آپ ﷺ نے نمازِ خوف اس طریقے کے مطابق ادا کی تھی، یہ چھ یا سات سن ہجری کا واقعہ تھا۔

نماز خوف کی مختلف صورتوں کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۲۹۴۷) کا باب۔

(۱۰۷۸۵)۔ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَزَلَ بَيْنَ ضَجْنَانَ وَعُسْفَانَ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ: إِنَّ لَهُمْ صَلَاةً هِيَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَبْنَائِهِمْ وَهِيَ الْعَصْرُ، فَأَجْمِعُوْا أَمْرَكُمْ فَمِيْلُوْا عَلَيْهِمْ مَيْلَةً

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ضجنان اور عسفان کے درمیان پڑاؤ ڈالا۔ مشرکین نے کہا: مسلمانوں کو عصر کی نماز اپنے آباء و اجداد اور اولاد سے بھی بڑھ کر محبوب ہے۔ تیاری مکمل کر لو، ان پر یکدم حملہ کرنا ہے۔ اُدھر جبریل علیہ السلام نے آ کر آپ ﷺ کو حکم دیا کہ آپ اپنے

(۱۰۷۸۵) تخريج: ......اسناده جيّد أخرجه الترمذي: ۳۰۳۵، والنسائي: ۳/ ۱۷٤ (انظر: ۱۰۷٦٥)

وَاحِدَةً، وَأَنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهُ أَنْ يَقْسِمَ أَصْحَابَهُ شَطْرَيْنِ فَيُصَلِّي بِبَعْضِهِمْ، وَتَقُومُ الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى وَرَاءَ هُمْ، وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ، ثُمَّ تَأْتِي الْأُخْرَى فَيُصَلُّونَ مَعَهُ وَيَأْخُذُ هٰؤُلَاءِ حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ لِتَكُونَ لَهُمْ رَكْعَةٌ رَكْعَةٌ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَلِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَانِ۔ (مسند احمد: ۱۰۷۷۵)

صحابہ کو دو گروہوں میں تقسیم کر دیں، ایک گروہ کو نماز پڑھائیں اور دوسرا گروہ ان کے پیچھے اپنی بچاؤ کی چیزیں اور اسلحہ پکڑ کر کھڑا ہو جائے، پھر وہ دوسرا گروہ آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھے اور یہ گروہ اپنی بچاؤ کی چیزیں اور اسلحہ پکڑ لے، اس طرح لوگوں کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک ایک رکعت ہو جائے گی اور آپ ﷺ کی دو رکعتیں ہو جائیں گی۔''

بَابُ مَا جَاءَ فِي غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ وَفِيهَا صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ

غزوۂ ذات الرقاع کا بیان، اس میں بھی نبی کریم ﷺ نے نمازِ خوف ادا کی

(۱۰۷۸٦)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ، فَأُصِيبَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَافِلًا، وَجَاءَ زَوْجُهَا وَكَانَ غَائِبًا، فَحَلَفَ أَنْ لَا يَنْتَهِيَ حَتّٰى يُهْرِيقَ دَمًا فِي أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَخَرَجَ يَتْبَعُ أَثَرَ النَّبِيِّ ﷺ فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْزِلًا، فَقَالَ: ((مَنْ رَجُلٌ يَكْلَؤُنَا لَيْلَتَنَا هٰذِهِ؟)) فَانْتَدَبَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَا: نَحْنُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((فَكُونُوا بِفَمِ الشِّعْبِ۔)) قَالَ: وَكَانُوا نَزَلُوا إِلٰى شِعْبٍ مِنَ الْوَادِي، فَلَمَّا خَرَجَ الرَّجُلَانِ إِلٰى فَمِ الشِّعْبِ، قَالَ الْأَنْصَارِيُّ لِلْمُهَاجِرِيِّ: أَيُّ اللَّيْلِ أَحَبُّ إِلَيْكَ أَنْ أَكْفِيكَهُ أَوَّلَهُ أَوْ آخِرَهُ؟ قَالَ: اكْفِنِي

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم غزوۂ ذاتِ رقاع میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے، اس دوران مشرکین کی ایک عورت مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوگئی، جب اللہ کے رسول ﷺ واپس لوٹے تو اس عورت کا شوہر جو اس وقت موجود نہ تھا، وہ آ چکا تھا، اس نے قسم اُٹھائی کہ وہ اپنی کارروائی سے اس وقت تک باز نہ آئے گا جب تک کہ اصحابِ محمد ﷺ میں قتل وغارت نہ کر دے، چنانچہ وہ نبی کریم ﷺ کا پیچھا کرنے لگا، آپ ﷺ نے ایک مقام پر پڑاؤ ڈالا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''کون ہے جو ہمارا پہرہ دے گا؟'' ایک مہاجر اور ایک انصاری کا نام لیا گیا، ان دونوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم پہرہ دیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم گھاٹی کے سامنے رہنا۔'' سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: صحابہ کرام نے وادی کی ایک جانب میں نزول کیا تھا، جب یہ دونوں آدمی گھاٹی کی طرف گئے تو انصاری نے مہاجر ساتھی سے کہا: تمہیں رات کا اول حصہ پسند ہے یا آخری، تاکہ میں

(۱۰۷۸٦) تخریج: حدیث حسن، أخرجه ابوداود: ۱۹۸ (انظر: ۱٤۷۰٤)

أَوَّلَهُ، فَاضْطَجَعَ الْمُهَاجِرِيُّ فَنَامَ، وَقَامَ الْأَنْصَارِيُّ يُصَلِّي، وَأَتَى الرَّجُلُ، فَلَمَّا رَأَى شَخْصَ الرَّجُلِ، عَرَفَ أَنَّهُ رَبِيئَةُ الْقَوْمِ، فَرَمَاهُ بِسَهْمٍ فَوَضَعَهُ فِيهِ فَنَزَعَهُ فَوَضَعَهُ وَثَبَتَ قَائِمًا، ثُمَّ رَمَاهُ بِسَهْمٍ آخَرَ فَوَضَعَهُ فِيهِ فَنَزَعَهُ فَوَضَعَهُ وَثَبَتَ قَائِمًا، ثُمَّ عَادَ لَهُ بِثَالِثٍ فَوَضَعَهُ فِيهِ فَنَزَعَهُ فَوَضَعَهُ ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ ثُمَّ أَهَبَّ صَاحِبَهُ، فَقَالَ: اجْلِسْ فَقَدْ أُتِيتَ، فَوَثَبَ فَلَمَّا رَآهُمَا الرَّجُلُ عَرَفَ أَنْ قَدْ نَذَرُوا بِهِ فَهَرَبَ، فَلَمَّا رَأَى الْمُهَاجِرِيُّ مَا بِالْأَنْصَارِيِّ مِنَ الدِّمَاءِ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! أَلَا أَهْبَبْتَنِي؟ قَالَ: كُنْتُ فِي سُورَةٍ أَقْرَؤُهَا فَلَمْ أُحِبَّ أَنْ أَقْطَعَهَا حَتّٰى أُنْفِذَهَا، فَلَمَّا تَابَعَ الرَّمْيَ رَكَعْتُ فَأُرِيتُكَ، وَايْمُ اللّٰهِ! لَوْلَا أَنْ أُضَيِّعَ ثَغْرًا أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِحِفْظِهِ، لَقَطَعَ نَفْسِي قَبْلَ أَنْ أَقْطَعَهَا أَوْ أُنْفِذَهَا۔ (مسند احمد: ١٤٧٦٠)

اس حصے میں تمہاری طرف سے پہرہ دوں اور تم آرام کرلو۔ اس نے کہا: تم رات کے اول حصہ میں ڈیوٹی دو، چنانچہ مہاجر لیٹ گیا اور اسے نیند آ گئی اور انصاری کھڑا ہو کر نماز میں مشغول ہو گیا، وہ دشمن آیا اس نے دور سے ایک آدمی کا وجود دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہ ضرور ان کا نگران ہے، اس نے تیر مارا تیر آ کر انصاری کو لگا۔ اس نے (نماز کے دوران ہی) تیر کو نکال کر رکھ دیا اور کھڑا نماز پڑھتا رہا، دشمن نے دوسرا تیر مارا، وہ بھی آ کر لگا، اس نے اسے نکال کر رکھ دیا اور نماز میں مشغول رہا، دشمن نے اسے تیسرا تیر مارا، وہ بھی آ لگا، اس نے اسے بھی نکال کر رکھ دیا۔ اس کے بعد رکوع اور سجدے کئے اور (نماز سے فارغ ہو کر) اپنے ساتھی کو بیدار کیا اور کہا اُٹھ کر بیٹھو دشمن آ گیا ہے۔ وہ جلدی سے اُٹھا دشمن نے ان دو آدمیوں کو دیکھا تو جان گیا کہ وہ سنبھل گئے ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ بھاگ گیا، مہاجر نے انصاری کو لہولہان دیکھا تو کہا: سبحان اللہ! تم نے مجھے شروع ہی میں بیدار کیوں نہ کر دیا؟ انصاری نے کہا: میں ایک سورت شروع کر چکا تھا، میں نے اسے ادھورا چھوڑنا مناسب نہ سمجھا، جب پے در پے تیر آئے، تب میں نے جلدی سے رکوع کیا۔ (اور نماز مکمل کی) اور تمہیں آگاہ کیا۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے میرے ذمہ جو اس طرف سے پہرہ کی ذمہ داری لگائی تھی اس میں کوتاہی کا اندیشہ نہ ہوتا تو میرے اس سورت کو مکمل کرنے سے پہلے میری جان چلی جاتی۔

(١٠٧٨٧)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَاتَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُحَارِبَ خَصَفَةَ بِنَخْلٍ فَرَأَوْا مِنَ الْمُسْلِمِينَ غِرَّةً، فَجَاءَ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خصفہ بن قیس بن عیلان بن الیاس بن مضر کے ساتھ نخل کے مقام پر لڑائی ہوئی، وہ لوگ مسلمانوں سے بدلہ لینے کی تاک میں رہتے

(١٠٧٨٧) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابويعلى: ١٧٧٨، وابن حبان: ٢٨٨٣، والحاكم: ٣/ ٢٩ (انظر: ١٤٩٢٩)

رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ غَوْرَثُ بْنُ الْحَارِثِ حَتّٰى قَامَ عَلٰى رَأْسِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالسَّيْفِ، فَقَالَ: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قَالَ: ((اَللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ۔)) فَسَقَطَ السَّيْفُ مِنْ يَدِهِ، فَأَخَذَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟)) قَالَ: كُنْ كَخَيْرِ آخِذٍ، قَالَ: ((أَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ؟)) قَالَ: لَا وَلٰكِنِّي أُعَاهِدُكَ أَنْ لَا أُقَاتِلَكَ وَلَا أَكُونَ مَعَ قَوْمٍ يُقَاتِلُونَكَ، فَخَلّٰى سَبِيلَهُ، قَالَ: فَذَهَبَ إِلٰى أَصْحَابِهِ، قَالَ: قَدْ جِئْتُكُمْ مِنْ عِنْدِ خَيْرِ النَّاسِ، فَلَمَّا كَانَ الظُّهْرُ أَوْ الْعَصْرُ صَلّٰى بِهِمْ صَلَاةَ الْخَوْفِ، فَكَانَ النَّاسُ طَائِفَتَيْنِ طَائِفَةً بِإِزَاءِ عَدُوِّهِمْ وَطَائِفَةً صَلَّوْا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى بِالطَّائِفَةِ الَّذِينَ كَانُوا مَعَهُ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفُوا فَكَانُوا مَكَانَ أُولٰئِكَ الَّذِينَ كَانُوا بِإِزَاءِ عَدُوِّهِمْ، وَجَاءَ أُولٰئِكَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ، فَكَانَ لِلْقَوْمِ رَكْعَتَانِ رَكْعَتَانِ، وَلِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ۔ (مسند احمد: ۱٤۹۹۱)

تھے، اس قبیلہ کا غورث بن حارث نامی ایک شخص تھا، وہ تلوار لئے اچانک رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچ گیا اور کہنے لگا: آپ ﷺ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بچائے گا۔'' پس تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی، آپ ﷺ نے تلوار اُٹھالی اور فرمایا: ''اب تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟'' اس نے کہا: آپ اس آدمی کا سا سلوک کریں، جو غالب آ کر اچھا سلوک کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو اللہ کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہے؟'' اس نے کہا: نہیں، البتہ میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ میں نہ تو خود آپ ﷺ سے قتال کروں گا اور نہ آپ ﷺ سے لڑنے والوں کا ساتھ دوں گا۔ آپ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا، وہ اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور ان سے کہا میں تمہارے پاس ایک ایسے آدمی کے پاس سے آ رہا ہوں، جو لوگوں میں سب سے اچھا ہے، چنانچہ جب ظہر یا عصر کی نماز کا وقت ہوا تو آپ ﷺ نے صحابہ کو نمازِ خوف پڑھائی، صحابۂ کرام کے دو حصے ہو گئے، ایک گروہ دشمن کے سامنے کھڑا رہا اور ایک گروہ نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی، جو لوگ آپ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ نے ان کو دو رکعات پڑھائیں، وہ لوگ دو رکعات پڑھ کر ان لوگوں کی جگہ چلے گئے، جو دشمن کے سامنے تھے اور وہ لوگ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو بھی دو رکعات پڑھائیں، اس طرح لوگوں کی دو دو رکعات اور رسول اللہ ﷺ کی چار رکعات ہوئیں۔

(۱۰۷۸۸)۔ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتِ بْنِ جُبَيْرٍ عَمَّنْ صَلّٰى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلَاةَ الْخَوْفِ أَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ وَطَائِفَةً وِجَاهَ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى

صالح بن خوات ایسے صحابی سے بیان کرتے ہیں، جس نے ذات الرقاع والے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ خوف پڑھی تھی، اس نے بیان کیا کہ ایک گروہ نے آپ ﷺ کے ساتھ صف بنالی اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے رہا۔ جو لوگ

(۱۰۷۸۸) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٤١٢٩، ومسلم: ٨٤٢ (انظر: ٢٣١٣٦)

بِالَّتِي مَعَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوا فَصَفُّوا وِجَاهَ الْعَدُوِّ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى فَصَلَّى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ مِنْ صَلَاتِهِ، ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ، قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ۔ (مسند احمد: ٢٣٥٢٤)

آپ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ نے انہیں ایک رکعت پڑھائی، اس کے بعد آپ ﷺ اس قدر کھڑے رہے کہ ان لوگوں نے خود دوسری رکعت ادا کر لی اور پھر چلے گئے اور دشمن کے سامنے صف بستہ ہو گئے، دوسرا گروہ آیا اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کی باقی ماندہ رکعت پڑھی، پھر آپ بیٹھے رہے، یہاں تک کہ یہ لوگ دوسری رکعت ادا کر کے (تشہد میں بیٹھ گئے) پھر آپ ﷺ نے سلام پھیرا۔ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: نماز خوف کی یہ صورت مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔''

فوائد:...... جب رسول اللہ ﷺ خیبر سے مدینہ منورہ واپس آ چکے تو سنا کہ بنو انمار، ثعلبہ اور محارب کے بدو اکٹھا ہو رہے ہیں، آپ ﷺ نے مدینے کا انتظام سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ یا سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو سونپا اور سات سو صحابہ کی معیت میں مدینہ سے دو دن کے فاصلے پر واقع مقام ''نخل'' کا رخ کیا، وہاں بنو غطفان کی ایک جمعیت سے آمنا سامنا ہوا، دونوں فریق ایک دوسرے کے قریب آئے اور بعض نے بعض کو خوفزدہ کیا، لیکن جنگ نہیں ہوئی، یہاں آپ ﷺ نے نمازِ خوف بھی ادا کی، پھر اللہ تعالیٰ نے دشمن کے دل میں رعب ڈال دیا اور اس کی جمعیت پراگندہ ہو گئی اور رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس آ گئے، یہ جمادی الاولی ۷ ہجری کا واقعہ ہے۔

یہ غزوہ کب پیش آیا؟ اس کے بارے میں اختلاف ہے، ۴ سن ہجری اور ۵ سن ہجری کے بھی اقوال ہیں، البتہ امام بخاری کا میلان اس طرف ہے کہ یہ خیبر کے بعد واقع ہوا۔

اس غزوے کو ''غزوۂ ذات الرقاع'' کہنے کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے قدم پیدل چلنے کی وجہ سے زخمی ہو گئے تھے اور انھوں نے ان پر چیتھڑے لپیٹ لیے تھے اور چیتھڑوں کو عربی میں ''رقاع'' کہتے ہیں۔ مزید دو اقوال بھی ہیں، ایک یہ کہ اس غزوے کی جگہ کا نام ہی ''رقاع'' تھا اور دوسرا کہ اس کی زمین اور پہاڑ مختلف رنگ کے تھے، گویا کہ وہ ''رقاع'' پیوند تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عُمْرَةِ الْحُدَيْبِيَةِ وَصَدِّ قُرَيْشٍ النَّبِيَّ ﷺ وَاَصْحَابَهُ عَنْ دُخُوْلِ مَكَّةَ وَاِجْرَاءِ الصُّلْحِ

عمرۂ حدیبیہ کا ذکر اور قریش کے نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کو مکہ مکرمہ میں داخلہ سے روکنے اور صلح ہونے کا بیان

یہ ذوالقعدہ سنہ ٦ ہجری کا واقعہ ہے، رسول اللہ ﷺ کو مدینہ منورہ میں خواب آیا کہ آپ اپنے صحابہ سمیت امن کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہوئے اور سروں کو منڈوایا یا قصر کرایا، آپ ﷺ نے صحابہ کو اس کی اطلاع دی اور بتلایا کہ

آپ ﷺ عمرے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

پس رسول اللہ ﷺ سوموار کے دن، یکم ذوالقعدہ ۶ ہجری کو (۱۴۰۰) مہاجرین و انصار کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے اور اپنے ساتھ قربانی کے جانور بھی لے لیے، تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آپ ﷺ واقعی عمرے کے ارادے سے جا رہے ہیں، نہ کہ جنگ کے ارادے سے، ذوالحلیفہ پہنچ کو عمرے کا احرام باندھا، قربانی کے جانوروں کو قلادے پہنائے اور اونٹوں کے کوہانوں کو چیر کر نشان بنائے۔

پھر آپ ﷺ نے سفر جاری رکھا اور عسفان مقام تک پہنچ گئے، آپ ﷺ کے جاسوس نے یہاں آ کر اطلاع دی کہ قریش جنگ اور مسلمانوں کو بیت اللہ سے روکنے کا ارادہ کیے بیٹھے ہیں، انہوں نے ذی طوی مقام میں پڑاؤ ڈال رکھا ہے اور خالد بن ولید کو دو سو سواروں کے ساتھ عسفان کے قریب کراع الغمیم بھیج دیا ہے، تاکہ وہ مکہ آنے والا راستہ بند رکھے، آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے مشاورت کی، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے طے پائی، انھوں نے کہا: ہم عمرہ کرنے کے لیے آئے ہیں، لڑنے نہیں آئے، لہذا جو ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو، اس سے لڑیں گے۔

جب آپ ﷺ نمازِ ظہر ادا کر چکے تو خالد بن ولید نے کہا: یہ لوگ غافل تھے، ہم نے حملہ کیا ہوتا تو مار لیا ہوتا، پھر انھوں نے طے کیا کہ عصر کے دوران حملہ کر دیں گے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ظہر اور عصر کے درمیانی وقت میں نمازِ خوف کی سہولت نازل فرما دی اور آپ ﷺ نے نمازِ عصر کو نمازِ خوف کے طریقے سے ادا کیا، پھر آپ ﷺ نے اس راستے کو چھوڑ دیا اور ایک دوسرے راستے پر چل کر مکہ سے نیچے داہنے ہاتھ چل کر ثنیۃ المرار پہنچ گئے، جہاں سے حدیبیہ میں اترتے ہیں، وہاں پہنچ کر آپ ﷺ کی اونٹنی بیٹھ گئی اور لوگوں نے ڈانٹا بھی تو نہ اٹھی، سو لوگوں نے کہا کہ ''قصواء'' اڑ گئی ہے، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''قصواء اڑی نہیں ہے اور نہ یہ اس کی عادت ہے، البتہ اس کو اس ہستی نے روک لیا ہے، جس نے ہاتھیوں کو روک دیا تھا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! یہ لوگ مجھ سے کسی بھی ایسے معاملے کا مطالبہ نہ کریں گے، جس میں اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کر رہے ہیں، مگر میں اسے ضرور تسلیم کر لوں گا۔''

اس کے بعد آپ ﷺ نے اونٹنی کو ڈانٹا، تو وہ اچھل کر کھڑی ہو گئی، پھر آپ ﷺ نے آگے بڑھ کر حدیبیہ میں پڑاؤ ڈال دیا، وہاں رسول اللہ ﷺ اور قریش کے مابین گفت و شنید کا سلسلہ شروع ہوا، جس کی تفصیل اگلی احادیث میں بیان ہو رہی ہے۔

(۱۰۷۸۹)۔ عَنْ مَعْمَرٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ

سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا مروان بن حکم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کے بیان کی

(۱۰۷۸۹) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین الا بعض فقرات منه ساقها باسناد فیه انقطاع او ارسال، قوله: قال الزهری: وکان ابو هریرة یقول: ما رایت احدا ...... من رسول اللہ ﷺ۔ مرسل۔ أخرجه البخاری: ۲۷۱۱، ۲۷۱۲، ۲۷۳۱، ۲۷۳۲، ومسلم: (انظر: ۱۸۹۲۸)

وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، يُصَدِّقُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَدِيثَ صَاحِبِهِ، قَالَا: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ زَمَانَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي بِضْعَ عَشْرَةَ مِائَةً مِنْ أَصْحَابِهِ حَتّٰى إِذَا كَانُوا بِذِي الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَهُ وَأَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ وَبَعَثَ بَيْنَ يَدَيْهِ عَيْنًا لَهُ مِنْ خُزَاعَةَ يُخْبِرُهُ عَنْ قُرَيْشٍ، وَسَارَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِغَدِيرِ الْأَشْطَاطِ قَرِيبٌ مِنْ عُسْفَانَ أَتَاهُ عَيْنُهُ الْخُزَاعِيُّ، فَقَالَ: إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ كَعْبَ بْنَ لُؤَيٍّ وَعَامِرَ بْنَ لُؤَيٍّ قَدْ جَمَعُوا لَكَ الْأَحَابِشَ، وَجَمَعُوا لَكَ جُمُوعًا، وَهُمْ مُقَاتِلُوكَ وَصَادُّوكَ عَنِ الْبَيْتِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَشِيرُوا عَلَيَّ أَتَرَوْنَ أَنْ نَمِيلَ إِلٰى ذَرَارِيِّ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَعَانُوهُمْ فَنُصِيبَهُمْ، فَإِنْ قَعَدُوا قَعَدُوا مَوْتُورِينَ مَحْرُوبِينَ وَإِنْ نَجَوْا، وَقَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ: مَحْزُونِينَ وَإِنْ يَحْنُونَ، تَكُنْ عُنُقًا قَطَعَهَا اللّٰهُ، أَوْ تَرَوْنَ أَنْ نَؤُمَّ الْبَيْتَ، فَمَنْ صَدَّنَا عَنْهُ قَاتَلْنَاهُ۔)) فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنَّمَا جِئْنَا مُعْتَمِرِينَ وَلَمْ نَجِئْ نُقَاتِلُ أَحَدًا، وَلٰكِنْ مَنْ حَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْبَيْتِ قَاتَلْنَاهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَرُوحُوا إِذًا۔)) قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَقُولُ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا قَطُّ كَانَ أَكْثَرَ مَشُورَةً لِأَصْحَابِهِ

تصدیق کرتا ہے، ان دونوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے دنوں میں چودہ پندرہ سوصحابہ کی معیت میں روانہ ہوئے۔ جب آپ ﷺ ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے **قربانی** کے جانوروں کے گلوں میں بطور علامت قلادے ڈالے اور ان کے پہلو کو چیرا دیا اور عمرہ کا احرام باندھا، آپ ﷺ نے اپنے آگے آگے بنو خزاعہ کے ایک شخص کو بطور جاسوس بھیجا تا کہ وہ آپ ﷺ کو قریش کے ارادوں اور پروگرام سے آگاہ کرتا رہے اور آپ ﷺ نے سفر جاری رکھا، یہاں تک کہ جب آپ مقامِ عسفان کے قریب غدیرِ اشطاط پر پہنچے تو آپ ﷺ کے خزاعی جاسوس نے آپ ﷺ کو اطلاع دی کہ میں کعب بن لؤی اور عامر بن لؤی کو دیکھ کر آیا ہوں، وہ آپ ﷺ کے مدمقابل آنے کے لیے بہت سے قبائل کو جمع کر چکے ہیں۔ وہ آپ سے قتال کرنے کے لیے تیار ہیں اور وہ آپ کو بیت اللہ کی طرف جانے سے روکنے کے درپے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! مجھے مشورہ دو، کیا خیال ہے کہ جن لوگوں نے ان قریش کی مدد کی ہے، ہم ان کی عورتوں اور بچوں کی طرف چل پڑیں، اگر یہ لوگ وہیں قریش کے پاس ہی بیٹھے رہے تو ہم ان کے اموال حاصل کر لیں گے اور ان کے اہل وعیال کو گرفتار کر لیں گے اور اگر یہ کفار کا ساتھ چھوڑ کر اپنے اموال اور اہل وعیال کو بچانے کی خاطر ادھر سے واپس آ گئے تو اس طرح اللہ تعالیٰ کفار کی معاون ایک جماعت کو ان سے الگ کر دے گا یا تم کیا مشورہ دیتے ہو کہ کیا ہم بیت اللہ کی طرف رواں دواں رہیں، اور جس نے ہمیں اُدھر جانے سے روکا، ہم اس سے لڑ پڑیں گے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، بہرحال ہم تو عمرہ کے ارادہ سے آئے ہیں، ہم کسی سے **قتال**

مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الزُّهْرِيُّ فِي حَدِيثِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ: فَرَاحُوا حَتّٰى إِذَا كَانُوا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ بِالْغَمِيمِ فِي خَيْلٍ لِقُرَيْشٍ طَلِيعَةً، فَخُذُوا ذَاتَ الْيَمِينِ۔)) فَوَاللّٰهِ! مَا شَعَرَ بِهِمْ خَالِدٌ حَتّٰى إِذَا هُوَ بِقَتَرَةِ الْجَيْشِ فَانْطَلَقَ يَرْكُضُ نَذِيرًا لِقُرَيْشٍ، وَسَارَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِالثَّنِيَّةِ الَّتِي يَهْبِطُ عَلَيْهِمْ مِنْهَا بَرَكَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ، وَقَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ: بَرَكَتْ بِهَا رَاحِلَتُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((حَلْ حَلْ۔)) فَأَلَحَّتْ فَقَالُوا: خَلَأَتِ الْقَصْوَاءُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَا خَلَأَتِ الْقَصْوَاءُ وَمَا ذَاكَ لَهَا بِخُلُقٍ وَلٰكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيلِ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَسْأَلُونِّي خُطَّةً يُعَظِّمُونَ فِيهَا حُرُمَاتِ اللّٰهِ إِلَّا أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا۔)) ثُمَّ زَجَرَهَا فَوَثَبَتْ بِهِ، قَالَ: فَعَدَلَ عَنْهَا حَتّٰى نَزَلَ بِأَقْصَى الْحُدَيْبِيَةِ عَلَى ثَمَدٍ قَلِيلِ الْمَاءِ، إِنَّمَا يَتَبَرَّضُهُ النَّاسُ تَبَرُّضًا فَلَمْ يَلْبَثْهُ النَّاسُ أَنْ نَزَحُوهُ، فَشُكِيَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْعَطَشُ فَانْتَزَعَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ، ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهُ فِيهِ، قَالَ: فَوَاللّٰهِ! مَا زَالَ يَجِيشُ لَهُمْ بِالرِّيِّ حَتّٰى صَدَرُوا عَنْهُ، قَالَ: فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ جَاءَ بُدَيْلُ بْنُ

کرنے کے لیے تو نہیں آئے، البتہ جو شخص ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہوا اس سے ہم قتال کریں گے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اچھا پھر چلو۔'' راوی حدیث امام زہری کہتے ہیں: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر اپنے ساتھیوں سے اس قدر مشورے کرتا ہو، چنانچہ لوگ چل پڑے حتیٰ کہ جب راستے کے درمیان میں ہی تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خالد بن ولید قریش کے ایک چھوٹے سے گھڑسوار لشکر کے ہمراہ (رابغ اور جحفہ کے درمیان) غمیم کے مقام پر موجود ہے، پس تم دائیں طرف والے راستے سے چلو۔'' اللہ کی قسم! خالد کو ان کا پتہ بھی نہ چل سکا، یہاں تک کہ اس نے اچانک لشکر کے چلنے کی وجہ سے اڑتا غبار دیکھا وہ تو اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر قریش کو خبردار کرنے کے لیے دوڑ نکلا اور نبی کریم ﷺ رواں دواں رہے، تا آنکہ اس گھاٹی پر پہنچ گئے جہاں سے اہلِ مکہ کی طرف اترتے ہیں، وہاں آپ ﷺ کی اونٹنی بیٹھ گئی، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''چل چل۔'' مگر وہ بیٹھی رہی اور کھڑی نہ ہوئی، صحابہ کہنے لگے کہ قصوا ضد کر گئی، قصواء اڑی کر گئی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قصواء نے ضد نہیں کی اور نہ ہی یہ اس کی عادت ہے، دراصل اسے اس اللہ نے آگے جانے سے روکا ہے، جس نے ہاتھیوں کو روکا تھا۔'' پھر فرمایا: ''اس ذات کی قسم! یہ کافر مجھ سے کوئی بھی ایسا مطالبہ کریں، جس سے وہ اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرتے ہوں تو میں ان کی ایسی ہر بات تسلیم کر لوں گا۔'' پھر آپ ﷺ نے اونٹنی کو کھڑا کرنے کے لیے ہانکا تو وہ کود کر اُٹھ کھڑی ہوئی، پھر آپ ﷺ اس راستے سے دوسرے راستے پر چل دیئے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ حدیبیہ کے قریب ایک ایسی جگہ جا کر

وَرْقَاءَ الْخُزَاعِيُّ فِي نَفَرٍ مِنْ قَوْمِهِ، وَكَانُوا عَيْبَةَ نُصْحِ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَهْلِ تِهَامَةَ، وَقَالَ: إِنِّي تَرَكْتُ كَعْبَ بْنَ لُؤَيٍّ وَعَامِرَ بْنَ لُؤَيٍّ نَزَلُوا أَعْدَادَ مِيَاهِ الْحُدَيْبِيَةِ مَعَهُمُ الْعُوذُ الْمَطَافِيلُ وَهُمْ مُقَاتِلُوكَ وَصَادُّوكَ عَنِ الْبَيْتِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّا لَمْ نَجِءْ لِقِتَالِ أَحَدٍ وَلٰكِنَّا جِئْنَا مُعْتَمِرِينَ، وَإِنَّ قُرَيْشًا قَدْ نَهِكَتْهُمُ الْحَرْبُ فَأَضَرَّتْ بِهِمْ، فَإِنْ شَاءُ وا مَادَدْتُهُمْ مُدَّةً وَيُخَلُّوا بَيْنِي وَبَيْنَ النَّاسِ، فَإِنْ أَظْهَرْ فَإِنْ شَاءُ وْا أَنْ يَدْخُلُوا فِيمَا دَخَلَ فِيهِ النَّاسُ فَعَلُوا وَإِلَّا فَقَدْ جَمُّوْ وَإِنْ هُمْ أَبَوْا، وَإِلَّا فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأُقَاتِلَنَّهُمْ عَلٰى أَمْرِي هٰذَا حَتّٰى تَنْفَرِدَ سَالِفَتِي، أَوْ لَيُنْفِذَنَّ اللّٰهُ أَمْرَهُ۔)) قَالَ يَحْيٰى عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ: ((حَتّٰى تَنْفَرِدَ، قَالَ: فَإِنْ شَاءُ وْا مَادَدْنَاهُمْ مُدَّةً۔))، قَالَ بُدَيْلٌ: سَأُبَلِّغُهُمْ مَا تَقُولُ، فَانْطَلَقَ حَتّٰى أَتٰى قُرَيْشًا فَقَالَ، إِنَّا قَدْ جِئْنَاكُمْ مِنْ عِنْدِ هٰذَا الرَّجُلِ وَسَمِعْنَاهُ يَقُولُ قَوْلًا فَإِنْ شِئْتُمْ نَعْرِضُهُ عَلَيْكُمْ، فَقَالَ سُفَهَاؤُهُمْ: لَا حَاجَةَ لَنَا فِي أَنْ تُحَدِّثَنَا عَنْهُ بِشَيْءٍ، وَقَالَ ذُو الرَّأْيِ مِنْهُمْ: هَاتِ مَا سَمِعْتَهُ يَقُولُ، قَالَ: قَدْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: كَذَا وَكَذَا، فَحَدَّثَهُمْ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَامَ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيُّ فَقَالَ: أَيْ قَوْمُ! أَلَسْتُمْ بِالْوَلَدِ؟ قَالُوا: بَلٰى!

رکے جہاں قلیل مقدار میں پانی تھا، لوگ اسے چلووں سے تھوڑا تھوڑا جمع کر سکتے تھے، لوگوں نے اسے کچھ ہی دیر میں ختم کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ سے پیاس کی شکایت کی گئی تو آپ ﷺ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور انہیں حکم دیا کہ اسے اس چشمے یا گڑھے میں گاڑ دیں۔ اللہ کی قسم! صحابہ کی وہاں سے روانگی تک وہاں سے پانی جوش مار مار کر ابلتا رہا اور لوگوں کو سیراب کرتا رہا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہیں اسی حال میں تھے کہ بدیل بن ورقاء خزاعی اپنی قوم کے افراد کے ہمراہ وہاں آ گیا۔ اہلِ تہامہ میں سے یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے خاص راز دار تھے۔ اس نے کہا میں نے کعب بن لوی اور عامر بن لوی کو حدیبیہ کے ختم نہ ہونے والے ذخیروں کے پاس چھوڑا ہے۔ ان کے پاس تازہ بچے دینے والی شیر دار اونٹنیاں ہیں، جن کے بچے بھی ہم راہ ہیں، وہ آپ سے قتال کرنے اور آپ کو بیت اللہ کی طرف جانے سے روکنے کا عزم کئے ہوئے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم تو کسی سے لڑنے کے لیے نہیں آئے، ہم تو عمرہ کے ارادہ سے آئے ہیں، قریش کو لڑائیاں کم زور کر چکی ہیں اور ان کو شدید نقصان پہنچا چکی ہیں۔ وہ چاہیں گے تو میں انہیں (جنگ نہ کرنے کے لیے) ایک لمبی مدت دے سکتا ہوں، بشرطیکہ وہ میرے اور لوگوں کے درمیان حائل نہ ہوں، اگر میں غالب رہوں تو ان کی مرضی ہے کہ یہ بھی اس دین میں آ جائیں، جس میں دوسرے لوگ داخل ہو رہے ہیں، اگر وہ اسلام نہ بھی قبول کریں تب بھی جنگ کے سلسلہ میں تو مطمئن رہیں گے اور اگر ان سب باتوں کو ماننے سے انکار کریں تو اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں اس دین کے بارے میں ان لوگوں سے قتال کروں گا یہاں تک کہ یا تو اس راہ میں میری گردن کٹ جائے یا اللہ

قَالَ: أَوَلَسْتُ بِالْوَالِدِ؟ قَالُوا: بَلٰى! قَالَ: فَهَلْ تَتَّهِمُونِي، قَالُوا: لَا، قَالَ: أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنِّي اسْتَنْفَرْتُ أَهْلَ عُكَاظٍ فَلَمَّا بَلَّحُوا عَلَيَّ جِئْتُكُمْ بِأَهْلِي وَمَنْ أَطَاعَنِي؟ قَالُوا: بَلٰى! فَقَالَ: إِنَّ هٰذَا قَدْ عَرَضَ عَلَيْكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ فَاقْبَلُوهَا وَدَعُونِي آتِهِ، فَقَالُوا: ائْتِهِ فَأَتَاهُ، قَالَ: فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَهُ نَحْوًا مِنْ قَوْلِهِ لِبُدَيْلٍ، فَقَالَ عُرْوَةُ عِنْدَ ذٰلِكَ: أَيْ مُحَمَّدُ! أَرَأَيْتَ إِنْ اسْتَأْصَلْتَ قَوْمَكَ، هَلْ سَمِعْتَ بِأَحَدٍ مِنَ الْعَرَبِ اجْتَاحَ أَهْلَهُ قَبْلَكَ، وَإِنْ تَكُنِ الْأُخْرٰى فَوَاللّٰهِ! إِنِّي لَأَرٰى وُجُوهًا وَأَرٰى أَوْبَاشًا مِنَ النَّاسِ خُلَقًا أَنْ يَفِرُّوا وَيَدَعُوكَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ ؓ: امْصُصْ بَظْرَ اللَّاتِ، نَحْنُ نَفِرُّ عَنْهُ وَنَدَعُهُ فَقَالَ: مَنْ ذَا؟ قَالُوا: أَبُو بَكْرٍ، قَالَ: أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا يَدٌ كَانَتْ لَكَ عِنْدِي، لَمْ أَجْزِكَ بِهَا لَأَجَبْتُكَ، وَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ ﷺ وَكُلَّمَا كَلَّمَهُ أَخَذَ بِلِحْيَتِهِ، وَالْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَائِمٌ عَلٰى رَأْسِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَعَهُ السَّيْفُ وَعَلَيْهِ الْمِغْفَرُ، وَكُلَّمَا أَهْوٰى عُرْوَةُ بِيَدِهِ إِلٰى لِحْيَةِ النَّبِيِّ ﷺ ضَرَبَ يَدَهُ بِنَصْلِ السَّيْفِ، وَقَالَ: أَخِّرْ يَدَكَ عَنْ لِحْيَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

اپنے دین کو غالب کر دے۔'' نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر قریش چاہیں تو ہم انہیں جنگ نہ کرنے کی ایک طویل مدت دے سکتے ہیں۔'' بدیل نے کہا: میں آپ کی باتیں قریش تک پہنچا دوں گا، وہ قریش کے ہاں گیا اور کہا کہ ہم تمہارے پاس اس آدمی کے ہاں سے آئے ہیں، ہم نے اسے ایک بات کہتے سنا ہے، اگر تم چاہو تو ہم اس کی بات تمہارے سامنے پیش کریں، ان قریش کے بعض کم عقل لوگوں نے کہا: ہمیں اس بات کی قطعاً ضرورت نہیں کہ تم ہمیں ان کی کوئی بات سناؤ۔ لیکن ان میں سے اصحابِ رائے نے کہا: ہاں ہاں بتاؤ وہ کیا کہتا ہے؟ بدیل نے کہا: میں نے اسے یہ کہتے سنا ہے اور اس نے نبی کریم ﷺ کی ساری بات ان کو بتا دی، آپ ﷺ کی بات سن کر عروہ بن مسعود ثقفی اُٹھا اور اس نے کہا: لوگو! کیا تم اولاد ❶ کی طرح نہیں ہو؟ اس نے کہا کیا میں باپ کی طرح نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا ہاں وہ بولا تو کیا تم میرے متعلق کوئی بدگمانی کرتے ہو؟ وہ بولے کہ نہیں۔ اس نے کہا تم جانتے ہو کہ میں نے اہلِ عکاظ کو تمہارے حق میں لڑائی کے لیے پکارا تھا۔ ان میں سے کسی نے میری پکار کا اثبات میں جواب نہیں دیا تھا تو میں اپنے اہل وعیال کو اور اپنی بات ماننے والے سب لوگوں کو لے آیا تھا۔ سب نے کہا ہاں درست ہے۔ وہ بولا بے شک اس محمد ﷺ نے تمہارے سامنے بہترین تجویز رکھی ہے۔ تم اسے قبول کر لو۔ اور مجھے اجازت دو تاکہ میں بات چیت کرنے کے لیے اس کے پاس چلوں انہوں نے کہا تم جا سکتے ہو۔ وہ عروہ آپ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ اور آپ سے گفت وشنید کرنے لگا۔ آپ ﷺ نے اس سے بھی ویسی

❶ جس طرح صحیح بخاری میں الفاظ ہیں، عربی بھی اسی انداز میں اور ترجمہ بھی اسی کے مطابق کیا گیا ہے۔ مزید وضاحت کے لیے اصل کی طرف رجوع بہتر رہے گا۔ (عبداللہ رفیق)

فَرَفَعَ عُرْوَةُ يَدَهُ فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوا: الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، قَالَ: أَيْ غُدَرُ أَوَلَسْتُ أَسْعٰى فِي غَدْرَتِكَ؟ وَكَانَ الْمُغِيرَةُ صَحِبَ قَوْمًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَتَلَهُمْ وَأَخَذَ أَمْوَالَهُمْ ثُمَّ جَاءَ فَأَسْلَمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَمَّا الْإِسْلَامُ فَأَقْبَلُ وَأَمَّا الْمَالُ فَلَسْتُ مِنْهُ فِي شَيْءٍ.)) ثُمَّ إِنَّ عُرْوَةَ جَعَلَ يَرْمُقُ النَّبِيَّ ﷺ بِعَيْنِهِ قَالَ: فَوَاللّٰهِ! مَا تَنَخَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ، وَإِذَا أَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوْا أَمْرَهُ، وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلٰى وَضُوئِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمُوا خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ، وَمَا يُحِدُّونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ، فَرَجَعَ إِلٰى أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: أَيْ قَوْمِ، وَاللّٰهِ! لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوكِ، وَوَفَدْتُ عَلٰى قَيْصَرَ وَكِسْرٰى وَالنَّجَاشِيِّ، وَاللّٰهِ! إِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهُ أَصْحَابُهُ مَا يُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا ﷺ وَاللّٰهِ! إِنْ يَتَنَخَّمُ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ، وَإِذَا أَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوْا أَمْرَهُ، وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلٰى وَضُوئِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمُوا خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ، وَمَا يُحِدُّونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ، وَإِنَّهُ قَدْ عَرَضَ عَلَيْكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ فَاقْبَلُوهَا، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي كِنَانَةَ: دَعُونِي آتِهِ، فَقَالُوْا: ائْتِهِ، فَلَمَّا

ہی بات کی جیسی بدیل سے کی تھی۔ تب اس موقعہ پر عروہ نے کہا اے محمد ﷺ! کیا خیال ہے اگر آپ اپنی قوم کی جڑیں کاٹ ڈالیں گے تو کیا آپ نے سنا کہ آپ سے پہلے بھی کسی نے اپنی قوم کے ساتھ یہ سلوک کیا ہو؟ اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہو یعنی آپ کی قوم قریش غالب آ جائے تو اللہ کی قسم میں آپ کے ساتھیوں میں ایسے چہرے اور ایسے مختلف اقوام وملل کے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جو وقت آنے پر آپ کو بے یارو مدد گار چھوڑ کر فرار ہو جائیں گے۔ یہ سن کر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے غصے سے کہا جا جا تو لات کی شرم گاہ کو بوسے دے، کیا یہ ہوسکتا ہے کہ ہم آپ ﷺ کو یونہی بے یارومددگار چھور کر بھاگ جائیں۔ عروہ نے پوچھا۔ یہ بولنے والے کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں تو عروہ نے کہا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تمہارا مجھ پر ایک احسان ہے میں اس کا بدلہ نہیں چکا سکا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں تمہاری بات کا جواب دیتا۔ اور وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ محو گفتگو ہو گیا۔ وہ جب بھی آپ ﷺ سے ہم کلام ہوتا تو آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کو ہاتھ لگا تا۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ تلوار ہاتھ میں لئے نبی کریم ﷺ کے قریب کھڑے تھے۔ ان کے سر پر خود تھی۔ جب عروہ اپنا ہاتھ نبی کریم ﷺ کی داڑھی مبارک کی طرف بڑھاتا تو مغیرہ رضی اللہ عنہ تلوار کی نوک اس کے ہاتھ پر رکھتا اور فرماتا تم اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی سے دور رکھو۔ عروہ نے اپنا ہاتھ تو اُٹھالیا اور پوچھا یہ کون ہے؟ صحابہ نے بتلایا کہ یہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ہے۔ وہ بولا ارے بے وفا؟ کیا میں تیری بے وفائی میں تیری معاونت نہیں کرتا رہا؟ دراصل مغیرہ رضی اللہ عنہ نے قبل از اسلام کچھ لوگوں سے تعلق رکھا۔ پھر انہیں قتل کر کے اور ان کے اموال چھین کر آ کر مسلمان ہو گیا تھا۔ تو

أَشْرَفَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((هٰذَا فُلَانٌ وَهُوَ مِنْ قَوْمٍ يُعَظِّمُونَ الْبُدْنَ فَابْعَثُوهَا لَهُ۔)) فَبُعِثَتْ لَهُ وَاسْتَقْبَلَهُ الْقَوْمُ يُلَبُّونَ، فَلَمَّا رَأٰى ذٰلِكَ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! مَا يَنْبَغِي لِهٰؤُلَاءِ أَنْ يُصَدُّوا عَنِ الْبَيْتِ، قَالَ: فَلَمَّا رَجَعَ إِلٰى أَصْحَابِهِ، قَالَ: رَأَيْتُ الْبُدْنَ قَدْ قُلِّدَتْ وَأُشْعِرَتْ، فَلَمْ أَرَ أَنْ يُصَدُّوا عَنِ الْبَيْتِ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ: مِكْرَزُ بْنُ حَفْصٍ، فَقَالَ: دَعُونِي آتِهِ، فَقَالُوا: ائْتِهِ، فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((هٰذَا مِكْرَزٌ وَهُوَ رَجُلٌ فَاجِرٌ۔)) فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ ﷺ فَبَيْنَا هُوَ يُكَلِّمُهُ إِذْ جَائَهُ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ مَعْمَرٌ: وَأَخْبَرَنِي أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ: أَنَّهُ لَمَّا جَاءَ سُهَيْلٌ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((سَهُلَ مِنْ أَمْرِكُمْ۔)) قَالَ الزُّهْرِيُّ فِي حَدِيثِهِ: فَجَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فَقَالَ: هَاتِ اكْتُبْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابًا، فَدَعَا الْكَاتِبَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اكْتُبْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔)) فَقَالَ سُهَيْلٌ: أَمَّا الرَّحْمٰنُ، فَوَاللّٰهِ! مَا أَدْرِي مَا هُوَ؟ وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: مَا هُوَ؟ وَلٰكِنْ اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ كَمَا كُنْتَ تَكْتُبُ، فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ: وَاللّٰهِ! مَا نَكْتُبُهَا إِلَّا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ۔)) ثُمَّ قَالَ: هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا تمہارا اسلام تو قبول ہے البتہ اس مال سے میرا کچھ تعلق اور واسطہ نہیں۔ اس دوران عروہ صحابہ کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رویہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا رہا۔ وہ کہتا ہے اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ نے جب بھی بلغم پھینکی تو ان میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ پر جا گری اور اس نے اسے اپنے چہرے یا جلد پر مل لیا۔ اور آپ ﷺ نے جب بھی انہیں کوئی حکم دیا تو سب اس کی تعمیل میں لپکے، اور آپ ﷺ نے جب وضوء کیا تو وضوء سے نیچے گرنے والے پانی کو حاصل کرنے کی خاطر وہ یوں جھپٹے گویا کہ وہ لڑ پڑیں گے۔ وہ جب آپ ﷺ کے قریب کوئی بات کرتے تو احتراماً اپنی آوازوں کو انتہائی پست کر لیتے اور آپ ﷺ کی تکریم کرتے ہوئے آپ کی طرف نظریں نہیں اُٹھاتے وہ اپنے ساتھیوں کی طرف واپس گیا تو اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کی قسم! میں بڑے بڑے بادشاہوں قیصر وکسریٰ اور نجاشی جیسے لوگوں کے پاس گیا ہوں اللہ کی قسم! میں نے نہیں دیکھا کہ کسی بادشاہ کے درباری اس کا اتنا احترام کرتے ہوں جتنا احترام اصحاب محمد ﷺ محمد ﷺ کا کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! وہ اگر بلغم پھینکے تو وہ ان میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ پر گرتی ہے اور وہ اسے اپنے چہرے اور جلد پر مل لیتا ہے۔ وہ جب انہیں کوئی حکم دیتا ہے تو اس کی تعمیل میں سب لوگ لپک لپک جاتے ہیں۔ وہ جب وضو کرتا ہے تو وہ اس کے وضوء سے نیچے گرنے والے پانی کو حاصل کرنے کے لیے یوں جھپٹتے ہیں کہ شاید لڑ پڑیں گے۔ وہ جب بولتے ہیں تو آپ ﷺ کے قریب اپنی آوازوں کو انتہائی پست کر لیتے ہیں اور آپ ﷺ کا احترام کرتے ہوئے وہ لوگ آپ ﷺ کی طرف نظریں اُٹھا کر نہیں دیکھتے اس نے آپ لوگوں کے سامنے بہترین تجویز رکھی ہے تم لوگ

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ، فَقَالَ سُهَيْلٌ: وَاللّٰهِ! لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ مَا صَدَدْنَاكَ عَنِ الْبَيْتِ وَلَا قَاتَلْنَاكَ، وَلٰكِنِ اكْتُبْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((وَاللّٰهِ! إِنِّي لَرَسُولُ اللّٰهِ وَإِنْ كَذَّبْتُمُونِي، اكْتُبْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ۔)) قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَذٰلِكَ لِقَوْلِهِ لَا يَسْأَلُونِّي خُطَّةً يُعَظِّمُونَ فِيهَا حُرُمَاتِ لِلّٰهِ إِلَّا أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((عَلٰى أَنْ تُخَلُّوا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَنَطُوفَ بِهِ۔)) فَقَالَ سُهَيْلٌ: وَاللّٰهِ! لَا تَتَحَدَّثُ الْعَرَبُ أَنَّا أُخِذْنَا ضُغْطَةً وَلٰكِنْ لَكَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَكَتَبَ، فَقَالَ سُهَيْلٌ: عَلٰى أَنَّهُ لَا يَأْتِيكَ مِنَّا رَجُلٌ وَإِنْ كَانَ عَلٰى دِينِكَ إِلَّا رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا، فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! كَيْفَ يُرَدُّ إِلَى الْمُشْرِكِينَ وَقَدْ جَاءَ مُسْلِمًا؟ فَبَيْنَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ جَاءَ أَبُو جَنْدَلِ بْنُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو يَرْسُفُ وَقَالَ يَحْيٰى عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ: يَرْصُفُ فِي قُيُودِهِ وَقَدْ خَرَجَ مِنْ أَسْفَلِ مَكَّةَ حَتّٰى رَمٰى بِنَفْسِهِ بَيْنَ أَظْهُرِ الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ سُهَيْلٌ: هٰذَا يَا مُحَمَّدُ! أَوَّلُ مَا أُقَاضِيكَ عَلَيْهِ أَنْ تَرُدَّهُ إِلَيَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّا لَمْ نَقْضِ الْكِتَابَ بَعْدُ۔)) قَالَ: فَوَاللّٰهِ! إِذًا لَا نُصَالِحُكَ عَلٰى شَيْءٍ أَبَدًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((فَأَجِزْهُ لِي۔)) قَالَ: مَا أَنَا بِمُجِيرِهِ لَكَ قَالَ: بَلٰى، فَافْعَلْ، قَالَ: مَا أَنَا بِفَاعِلٍ،

اسے قبول کرلو۔ اس کی باتیں سن کر بنو کنانہ کا ایک آدمی بولا مجھے اجازت دو۔ اس (محمد ﷺ) کے پاس میں جاتا ہوں۔ لوگوں نے کہا تم ہو آؤ۔ وہ جب نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کے سامنے آیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ فلاں شخص ہے یہ لوگ قربانی کے اونٹوں کی خوب تعظیم کرتے ہیں۔ اس کے آنے پر تم اپنے قربانی کے ان اونٹوں کو کھڑا کر دو۔ چنانچہ اونٹوں کو کھڑا کر دیا گیا۔ اور صحابہ نے تلبیہ پڑھتے ہوئے اسکا استقبال کیا۔ وہ بولا سبحان اللہ ان جیسے لوگوں کو تو بیت اللہ کی طرف جانے سے نہیں روکا جانا چاہیے۔ وہ جب اپنے ساتھیوں کی طرف واپس ہوا تو اس نے کہا میں دیکھ آیا ہوں کہ قربانی کے اونٹوں کے گلوں میں بطور علامات ہار ڈالے گئے ہیں۔ اور ان کے دائیں پہلو پر چیرے دیئے گئے ہیں۔ ان کو بیت اللہ کی طرف آنے سے روکے جانے کو میں پسند نہیں کرتا۔ یہ سن کر ان میں سے مکرز بن حفص نامی ایک شخص اُٹھا اور بولا مجھے اجازت دو اس یعنی محمد ﷺ کے پاس میں جاتا ہوں۔ اس کے ساتھیوں نے کہا تم ہو آؤ وہ جب مسلمانوں کے سامنے پہنچا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ مکرز آرہا ہے یہ شریر آدمی ہے اور وہ آکر رسول اللہ ﷺ سے کلام کرنے لگا۔ وہ ابھی رسول اللہ ﷺ سے محوِ گفتگو ہی تھا کہ سہیل بن عمرو آگیا۔ عکرمہ کہتے ہیں کہ جب سہیل آیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اب تمہارا کام آسان ہوگیا۔ زہری کی روایت میں ہے کہ سہیل بن عمرو نے آکر کہا کوئی کاغذ لاؤ۔ میں اپنے اور آپ کے مابین ایک تحریر لکھ دیتا ہوں۔ تو نبی کریم ﷺ نے ایک کاتب (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) کو بلایا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، سہیل نے کہا اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ رحمان کون ہے؟ البتہ آپ

قَالَ مِكْرَزٌ: بَلٰى، قَدْ أَجَزْنَاهُ لَكَ، فَقَالَ أَبُو جَنْدَلٍ: أَيْ مَعَاشِرَ الْمُسْلِمِينَ أُرَدُّ إِلَى الْمُشْرِكِينَ، وَقَدْ جِئْتُ مُسْلِمًا أَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ لَقِيتُ، وَكَانَ قَدْ عُذِّبَ عَذَابًا شَدِيدًا فِي اللّٰهِ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ أَلَسْتَ نَبِيَّ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((بَلٰى۔)) قُلْتُ: أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ؟ وَعَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ؟ قَالَ: ((بَلٰى۔)) قُلْتُ: فَلِمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِينِنَا إِذًا؟ قَالَ: ((إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ وَلَسْتُ أَعْصِيهِ وَهُوَ نَاصِرِي۔)) قُلْتُ: أَوَلَسْتَ كُنْتَ تُحَدِّثُنَا أَنَّا سَنَأْتِي الْبَيْتَ فَنَطُوفُ بِهِ؟ قَالَ: ((بَلٰى۔)) قَالَ: ((أَفَأَخْبَرْتُكَ أَنَّكَ تَأْتِيهِ الْعَامَ؟)) قُلْتُ: لَا، قَالَ: ((فَإِنَّكَ آتِيهِ وَمُتَطَوِّفٌ بِهِ۔)) قَالَ: فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا بَكْرٍ! أَلَيْسَ هٰذَا نَبِيُّ اللّٰهِ حَقًّا؟ قَالَ: بَلٰى، قُلْتُ: أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ؟ قَالَ: بَلٰى، قُلْتُ: فَلِمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِينِنَا إِذًا؟ قَالَ: أَيُّهَا الرَّجُلُ! إِنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَلَيْسَ يَعْصِي رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ نَاصِرُهُ فَاسْتَمْسِكْ، وَقَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: بِغَرْزِهِ، وَقَالَ: تَطَوَّفْ بِغَرْزِهِ حَتّٰى تَمُوتَ فَوَاللّٰهِ! إِنَّهُ لَعَلَى الْحَقِّ، قُلْتُ: أَوَلَيْسَ كَانَ يُحَدِّثُنَا أَنَّا سَنَأْتِي الْبَيْتَ وَنَطُوفُ بِهِ؟ قَالَ: ((بَلٰى۔)) قَالَ: أَفَأَخْبَرَكَ أَنَّهُ يَأْتِيهِ الْعَامَ؟ قُلْتُ: لَا،

"بِـاسْـمِكَ اللّٰهُمَّ" لکھیں جیسا کہ اس سے پہلے آپ لکھا کرتے تھے، تو مسلمانوں نے کہا اللہ کی قسم! ہم تو" بسم اللہ الرحمن الرحیم" ہی لکھیں گے۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بِـاسْـمِكَ اللّٰهُمَّ" ہی لکھو۔ پھر فرمایا یہ وہ تحریر ہے جس پر اللہ کے رسول ﷺ معاہدہ کرتے ہیں۔ تب بھی سہیل نے کہا اللہ کی قسم اگر ہم یہ مانتے کہ آپ ﷺ واقعی اللہ کے رسول ﷺ ہیں تو ہم آپ کو بیت اللہ کی طرف آنے سے نہ روکتے اور نہ آپ سے لڑائیاں کرتے۔ آپ لکھیں" محمد بن عبداللہ" زہری کہتے ہیں۔ آپ ﷺ قبل ازیں فرما چکے تھے کہ یہ لوگ مجھ سے کوئی بھی ایسا مطالبہ کریں جس میں وہ اللہ کی حرمات یعنی شعائر کی تعظیم کریں تو میں ان کی ایسی ہر بات تسلیم کروں گا۔ اس لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا (لکھو) یہ معاہدہ ہے بشرطیکہ تم ہمارے بیت اللہ تک جانے سے رکاوٹ نہ ڈالو۔ تاکہ ہم وہاں جا کر طواف کر سکیں۔ تو سہیل نے کہا اللہ کی قسم! عرب یوں نہ کہیں کہ ہم پر زبردستی کی گئی ہے۔ لیکن آپ امسال کی بجائے اگلے سال تشریف لے آئیں۔ چنانچہ معاہدہ لکھا گیا۔ سہیل نے کہا یہ معاہدہ ہے کہ ہمارے ہاں سے (یعنی مکہ سے) کوئی آدمی اگر آپ کے ہاں (مدینہ) گیا تو آپ اسے واپس کریں گے خواہ وہ آپ کے دین پر ہی کیوں نہ ہو۔ یہ سن کر مسلمانوں نے کہا سبحان اللہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ مسلمان ہو کر آئے اور اسے مشرکین کے حوالے کر دیا جائے۔ وہ ابھی لکھ ہی رہے تھے کہ ابو جندل رضی اللہ عنہ بن سہیل بن عمرو اپنی بیڑیوں میں مقید آہستہ آہستہ چلتا ہوا وہاں پہنچ گئے۔ وہ مکہ کے نشیبی حصہ کی طرف سے نکل آئے تھے۔ وہ آ کر مسلمانوں کے درمیان گر گئے۔ یہ دیکھ کر سہیل نے کہا اے محمد ﷺ! معاہدہ کے مطابق میں پہلا مطالبہ یہ کرتا ہوں کہ آپ اسے میرے

قَالَ فَإِنَّكَ آتِيهِ وَمُتَطَوِّفٌ بِهِ، قَالَ الزُّهْرِيُّ:
فَقَالَ عُمَرُ: فَعَمِلْتُ لِذٰلِكَ أَعْمَالًا، قَالَ:
فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَضِيَّةِ الْكِتَابِ، قَالَ رَسُولُ
اللّٰهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: ((قُومُوا فَانْحَرُوا ثُمَّ
احْلِقُوا۔)) قَالَ: فَوَاللّٰهِ! مَا قَامَ مِنْهُمْ رَجُلٌ
حَتّٰى قَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا لَمْ يَقُمْ
مِنْهُمْ أَحَدٌ قَامَ فَدَخَلَ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ فَذَكَرَ
لَهَا مَا لَقِيَ مِنَ النَّاسِ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا
رَسُولَ اللّٰهِ! أَتُحِبُّ ذٰلِكَ اخْرُجْ ثُمَّ لَا تُكَلِّمْ
أَحَدًا مِنْهُمْ كَلِمَةً حَتّٰى تَنْحَرَ بُدْنَكَ وَتَدْعُوَ
حَالِقَكَ فَيَحْلِقَكَ، فَقَامَ فَخَرَجَ فَلَمْ يُكَلِّمْ
أَحَدًا مِنْهُمْ حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِكَ نَحَرَ هَدْيَهُ
وَدَعَا حَالِقَهُ، فَلَمَّا رَأَوْا ذٰلِكَ قَامُوا
فَنَحَرُوا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَحْلِقُ بَعْضًا،
حَتّٰى كَادَ بَعْضُهُمْ يَقْتُلُ بَعْضًا غَمًّا، ثُمَّ
جَائَهُ نِسْوَةٌ مُؤْمِنَاتٌ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ:
﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ
مُهَاجِرَاتٍ حَتّٰى بَلَغَ بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ﴾ قَالَ:
فَطَلَّقَ عُمَرُ يَوْمَئِذٍ امْرَأَتَيْنِ كَانَتَا لَهُ فِي
الشِّرْكِ، فَتَزَوَّجَ إِحْدَاهُمَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي
سُفْيَانَ، وَالْأُخْرٰى صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ، ثُمَّ
رَجَعَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَجَائَهُ أَبُو بَصِيرٍ رَجُلٌ
مِنْ قُرَيْشٍ وَهُوَ مُسْلِمٌ، وَقَالَ يَحْيَى عَنِ
ابْنِ الْمُبَارَكِ: فَقَدِمَ عَلَيْهِ أَبُو بَصِيرِ بْنُ أَسِيدٍ
الثَّقَفِيُّ مُسْلِمًا مُهَاجِرًا، فَاسْتَأْجَرَ الْأَخْنَسُ
بْنُ شَرِيقٍ رَجُلًا كَافِرًا مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ

حوالے کریں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابھی تک تو ہم معاہدہ
کی تحریر لکھ کر فارغ ہی نہیں ہوئے یعنی معاہدہ مکمل ہی نہیں ہوا۔
وہ بولا اللہ کی قسم! اگر یہ بات ہے تو ہم آپ کے ساتھ کسی بھی
قسم کا معاہدہ نہیں کرتے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اسے نافذ
ہونے دو وہ بولا میں اس معاہدہ کو آپ کے حق میں نافذ نہ
ہونے دوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں، بہتر ہے کہ
مان جاؤ۔ وہ بولا میں بالکل نہیں مان سکتا۔ تو مکرز نے کہا ٹھیک
ہے ہم اس معاہدہ کو نافذ کرتے ہیں ابو جندل رضی اللہ عنہ نے یہ
صورت حال دیکھی تو کہنے لگے مسلمانو! میں مسلمان ہوں کیا
مجھے مشرکین کے حوالے کر دیا جائے گا؟ کیا تم نہیں دیکھتے کہ
میں کس قدر مصائب اور ظلم و ستم جھیل رہا ہوں؟ اسے اللہ کی راہ
میں بہت زیادہ ایذائیں دی گئی تھیں۔ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ
مناظر دیکھ کر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض
کیا کیا آپ ﷺ اللہ کے نبی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا
کیوں نہیں؟ میں نے عرض کیا، کیا ہم حق پر اور ہمارا دشمن باطل
پر نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا پھر ہم
اپنے دین کے بارے میں کمزوری کیوں دکھائیں؟ آپ ﷺ
نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں اس کی نافرمانی اور حکم
عدولی نہیں کر سکتا۔ وہی میرا ناصر اور مددگار ہے۔ میں نے عرض
کیا، کیا آپ ﷺ ہم سے یوں نہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم
عنقریب بیت اللہ جا کر اس کا طواف کریں گے؟ آپ نے
فرمایا ہاں لیکن کیا میں نے تم سے یہ کہا تھا کہ اسی سال؟ میں
نے عرض کیا، نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پس تم وہاں جاؤ گے
اور طواف کرو گے۔ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں سیدنا
ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا۔ اور عرض کیا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ کیا
آپ ﷺ اللہ کے سچے نبی نہیں؟ انہوں نے کہا ہاں میں نے

لُؤَيٍّ، وَمَوْلًى مَعَهُ وَكَتَبَ مَعَهُمَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَسْأَلُهُ الْوَفَاءَ فَأَرْسَلُوا فِي طَلَبِهِ رَجُلَيْنِ، فَقَالُوا: الْعَهْدَ الَّذِي جَعَلْتَ لَنَا فِيهِ، فَدَفَعَهُ إِلَى الرَّجُلَيْنِ فَخَرَجَا بِهِ حَتّٰى بَلَغَا بِهِ ذَا الْحُلَيْفَةِ فَنَزَلُوا يَأْكُلُونَ مِنْ تَمْرٍ لَهُمْ، فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ لِأَحَدِ الرَّجُلَيْنِ: وَاللّٰهِ! إِنِّي لَأَرٰى سَيْفَكَ يَا فُلَانُ هٰذَا جَيِّدًا، فَاسْتَلَّهُ الْآخَرُ، فَقَالَ: أَجَلْ وَاللّٰهِ! إِنَّهُ لَجَيِّدٌ لَقَدْ جَرَّبْتُ بِهِ ثُمَّ جَرَّبْتُ، فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ: أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْهِ، فَأَمْكَنَهُ مِنْهُ فَضَرَبَهُ حَتّٰى بَرَدَ وَفَرَّ الْآخَرُ حَتّٰى أَتَى الْمَدِينَةَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ يَعْدُو، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقَدْ رَأٰى هٰذَا ذُعْرًا۔)) فَلَمَّا انْتَهٰى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قُتِلَ وَاللّٰهِ! صَاحِبِي وَإِنِّي لَمَقْتُولٌ، فَجَاءَ أَبُو بَصِيرٍ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! قَدْ وَاللّٰهِ! أَوْفَى اللّٰهُ ذِمَّتَكَ قَدْ رَدَدْتَنِي إِلَيْهِمْ ثُمَّ أَنْجَانِي اللّٰهُ مِنْهُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَيْلُ أُمِّهِ مِسْعَرُ حَرْبٍ لَوْ كَانَ لَهُ أَحَدٌ۔)) فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ عَرَفَ أَنَّهُ سَيَرُدُّهُ إِلَيْهِمْ فَخَرَجَ حَتّٰى أَتٰى سِيفَ الْبَحْرِ، قَالَ: وَيَتَفَلَّتُ أَبُو جَنْدَلِ بْنُ سُهَيْلٍ فَلَحِقَ بِأَبِي بَصِيرٍ، فَجَعَلَ لَا يَخْرُجُ مِنْ قُرَيْشٍ رَجُلٌ قَدْ أَسْلَمَ إِلَّا لَحِقَ بِأَبِي بَصِيرٍ حَتّٰى اجْتَمَعَتْ مِنْهُمْ عِصَابَةٌ، قَالَ: فَوَاللّٰهِ! مَا يَسْمَعُونَ بِعِيرٍ خَرَجَتْ لِقُرَيْشٍ إِلَى الشَّامِ إِلَّا اعْتَرَضُوا لَهَا فَقَتَلُوهُمْ

عرض کیا کیا ہم حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں؟ انہوں نے کہا بالکل۔ میں نے کہا پھر ہم اپنے دین کے متعلق کمزوری کیوں دکھائیں؟ وہ بولے ارے وہ اللہ کے رسول ہیں اور وہ اپنے رب کی نافرمانی یا حکم عدولی نہیں کرتے، اللہ ہی ان کی مدد کرے گا۔ تم ان کی بات کو مضبوطی سے تھام لو۔ اور مرتے دم تک اسی پر ثابت قدم رہو۔ اللہ کی قسم وہ (رسول) حق پر ہی ہیں۔ میں نے کہا کیا نبی کریم ﷺ ہم سے یوں نہ کہا کرتے تھے کہ ہم عنقریب بیت اللہ جا کر اس کا طواف کریں گے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، ہاں، لیکن کیا انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ اسی سال؟ میں نے کہا کہ یہ تو نہیں کہا تھا۔ وہ بولے پس تم بیت اللہ جاؤ گے اور طواف کرو گے۔ زہری کی روایت میں ہے عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنی اس جسارت کی تلافی کے لیے (نمازیں، روزے اور صدقات وغیرہ) بہت سے اعمال کئے۔ جب آپ ﷺ معاہدہ کی تحریر کے معاملہ سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا اُٹھ کر اونٹوں کو نحر کرو اور اس کے بعد سر منڈوا دو۔ اللہ کی قسم! آپ نے اپنی یہ بات تین دفعہ کہی لیکن اس کام کے لیے ایک بھی آدمی کھڑا نہ ہوا۔ جب کوئی بھی آدمی نہ اُٹھا تو آپ اُمّ المؤمنین سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے لوگوں کی حالت کا ذکر کیا۔ تو انہوں نے عرض کیا اللہ کے رسول! کیا آپ واقعی یہ کام کرنا چاہتے ہیں؟ تو آپ ﷺ کسی سے کچھ نہ کہیں اور جا کر اپنا اونٹ نحر کر دیں۔ اور بال مونڈنے والے کو بلا کر بال منڈا لیں۔ چنانچہ آپ اُٹھ کر باہر تشریف لائے۔ اور آپ نے کسی سے کچھ نہ کہا۔ آپ نے اپنے اونٹ کو نحر کیا۔ اور بال مونڈنے والے کو بلوایا۔ جب صحابہ نے یہ منظر دیکھا تو انہوں نے بھی اُٹھ کر اپنے اپنے اونٹوں کو نحر کیا اور

وَأَخَذُوا أَمْوَالَهُمْ، فَأَرْسَلَتْ قُرَيْشٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ تُنَاشِدُهُ اللَّهَ وَالرَّحِمَ، لَمَّا أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ فَمَنْ أَتَاهُ فَهُوَ آمِنٌ، فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْهِمْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ حَتَّى بَلَغَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ﴾ وَكَانَتْ حَمِيَّتُهُمْ أَنَّهُمْ لَمْ يُقِرُّوا أَنَّهُ نَبِيُّ اللَّهِ، وَلَمْ يُقِرُّوا بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، وَحَالُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ۔ (مسند احمد: ١٩١٣٦)

وہ ایک دوسرے کے بال مونڈنے لگے غم کی شدت اس قدر تھی کہ قریب تھا کہ وہ ایک دوسرے کے بال مونڈتے مونڈتے کہیں ایک دوسرے کو قتل نہ کر دیں۔ پھر اہل ایمان خواتین آپ ﷺ کی خدمت میں آئیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ حَتّٰى بَلَغَ بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ....﴾ ......''ایمان والو! جب مسلمان خواتین ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تو پہلے ان کو آزمالو، ان کے ایمان کے متعلق اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ پس اگر تم ان کو ایمان سے پختہ پاؤ تو انہیں کفار کی طرف واپس مت کرو۔ یہ اُن کے لیے اور وہ ان کے لیے حلال نہیں۔ اور ان کافروں نے ان پر جو کچھ خرچ کیا ہو تو ان کو ادا کر دو۔ اور اگر تم ان خواتین کو مہر ادا کر دو تو ان سے نکاح کرنے میں تم پر کوئی حرج نہیں۔ اور تم کافر عورتوں کو اپنے عقد میں مت رکھو۔'' ان دنوں عمر رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں دو مشرک بیویاں تھیں، چنانچہ انہوں نے ان دونوں کو طلاق دے دی۔ تو ان میں سے ایک کے ساتھ معاویہ بن ابی سفیان نے اور دوسری کے ساتھ صفوان بن امیہ نے نکاح کر لیا تھا۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ مدینہ منورہ آئے۔ تو ایک قریشی مسلمان ابو بصیر رضی اللہ عنہ بن اسید ثقفی رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گیا۔ اخنس بن شریق نے بنو عامر بن لؤی کے ایک کافر شخص کو اجرت پر تیار کیا اور اپنا ایک غلام اس کے ساتھ روانہ کیا اور اس نے ان دونوں کے ذریعے رسول اللہ ﷺ سے معاہدہ کو پورا کرنے کا لکھا۔ مشرکین مکہ نے ابو بصیر رضی اللہ عنہ کی طلب میں ان دونوں کو بھیجا۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے ہمارے ساتھ جو معاہدہ کیا تھا اس کے پیش نظر اسے ہمارے حوالے کریں۔ آپ ﷺ نے اسے ان کے سپرد کر دیا۔ وہ اسے اپنے ساتھ

لے کر روانہ ہوئے۔ ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچے، تو وہ وہاں رک کر کھجوریں کھانے لگے ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک سے کہا بھئی اللہ کی قسم! میں دیکھ رہا ہوں تمہاری تلوار بڑی شاندار ہے۔ اس شخص نے تلوار کو لہرا کر کہا ہاں بالکل اللہ کی قسم! یہ بڑی اچھی اور عمدہ تلوار ہے۔ میں نے اسے کئی مواقع پر آزمایا ہے۔ ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے کہا یار ذرا مجھے دکھانا، میں بھی دیکھوں تو سہی یہ کیسی ہے؟ اس نے تلوار اسے پکڑا دی۔ ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے تلوار لے کر اسے دے ماری اور وہ وہیں ٹھنڈا ہو گیا۔ اور دوسرا جان بچانے کی خاطر دوڑتا ہوا مدینہ منورہ جا پہنچا۔ وہ دوڑتا دوڑتا مسجد میں داخل ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو فرمایا یہ شدید خوف سے دوچار ہوا ہے۔ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ کر بتلایا کہ اللہ کی قسم! میرا ساتھی تو قتل کر دیا گیا ہے اور میں بھی ابھی مارا جاؤں گا اتنے میں ابو بصیر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی! اللہ قسم اللہ نے آپ سے عہد پورا کرا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مجھے واپس بھیج دیا تھا۔ پھر اللہ نے مجھے ان سے نجات دلا دی ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی ماں کا بھلا ہو، اگر اس کے ساتھ کوئی معاون ہو تو یہ ضرور لڑائی بھڑکائے گا۔ اس نے جب یہ سنا تو جان لیا کہ اللہ کے نبی ضرور اسے کفار کی طرف بھیج دیں گے۔ تو وہ وہاں سے نکل بھاگا اور سمندر کے کنارے جا ڈیرے ڈالے۔ ابو جندل رضی اللہ عنہ بن سہیل بھی کفار کی قید سے نکل کر ابو بصیر رضی اللہ عنہ سے آن ملا پھر تو ایسا ہوا کہ قریش کے ہاں سے جو بھی مسلمان بھاگتا وہ ابو بصیر رضی اللہ عنہ کے پاس آ جاتا۔ یہاں تک کہ وہاں اچھے خاصے لوگ جمع ہو گئے اللہ کی قسم! وہ شام کی طرف جانے والے جس قریشی قافلے کی خبر پاتے اس کے راستے میں آ جاتے۔ انہیں قتل کر ڈالتے اور ان کے اموال چھین لیتے آخر

کار قریش نے نبی کریم ﷺ کے پاس پیغام بھیج کر آپ کو اللہ کے اور رشتے داری کے واسطے دے کر یہ اطلاع بھیجی کہ آئندہ جو بھی مسلمان مکہ سے آپ کی طرف آنا چاہے اسے امان، اجازت ہے۔ تب نبی کریم ﷺ نے ان لوگوں کی طرف پیغام بھیج کر انہیں اپنے پاس مدینہ منورہ بلوایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں۔ ''اور وہی اللہ ہے جس نے تمہیں فتح دینے کے بعد حدودِ مکہ میں کفار کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روکا۔ اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ سب کچھ دیکھنے والا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تمہیں مسجد حرام سے روکا اور قربانی کے جانوروں کو بھی ان کے قربان ہونے کے مقام تک پہنچنے سے روکا۔ اگر ان میں ایسے مومن مرد اور عورتیں نہ ہوتے جنہیں تم نہیں جانتے تو لاعلمی میں ان کو قتل کر کے تمہیں پشیمانی ہوتی، اس لیے کہ اللہ جسے چاہے اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے۔ اگر وہ مسلمان کفار سے الگ ہوئے تو ہم کافروں کو درد ناک عذاب سے دو چار کرتے۔ کیونکہ ان کافروں نے اپنے دلوں میں کفر کی حمیت کو جگہ دے رکھی ہے۔'' ان کفار کی حمیت یہ تھی کہ وہ نبی کریم ﷺ کی نبوت کا اقرار نہ کرتے تھے۔ نہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا اقرار کرتے تھے اور انہوں نے مسلمانوں کے بیت اللہ تک جانے کے راستے میں رکاوٹ ڈالی تھی۔

(١٠٧٩٠)۔ (مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَا: خَرَجَ

(دوسری سند) سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا مروان بن حکم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ زیارت بیت اللہ کے ارادہ سے روانہ ہوئے آپ ﷺ کا لڑائی کا کوئی ارادہ نہیں تھا، آپ ﷺ ذبح کرنے کے لیے اپنے ساتھ ستر اونٹ بھی لے گئے، آپ کے رفقاء کی تعداد

(١٠٧٩٠) تخريج: اسناده حسن (انظر: ١٨٩١٠)

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ، يُرِيدُ زِيَارَةَ الْبَيْتِ لَا يُرِيدُ قِتَالًا، وَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ سَبْعِينَ بَدَنَةً، وَكَانَ النَّاسُ سَبْعَ مِائَةِ رَجُلٍ، فَكَانَتْ كُلُّ بَدَنَةٍ عَنْ عَشَرَةٍ، قَالَ: وَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِعُسْفَانَ لَقِيَهُ بِشْرُ بْنُ سُفْيَانَ الْكَعْبِيُّ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هٰذِهِ قُرَيْشٌ قَدْ سَمِعَتْ بِمَسِيرِكَ فَخَرَجَتْ، مَعَهَا الْعُوذُ الْمَطَافِيلُ قَدْ لَبِسُوا جُلُودَ النُّمُورِ، يُعَاهِدُونَ اللّٰهَ أَنْ لَا تَدْخُلَهَا عَلَيْهِمْ عَنْوَةً أَبَدًا، وَهٰذَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فِي خَيْلِهِمْ، قَدِمُوا إِلٰى كُرَاعِ الْغَمِيمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا وَيْحَ قُرَيْشٍ لَقَدْ أَكَلَتْهُمُ الْحَرْبُ، مَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ خَلَّوْا بَيْنِي وَبَيْنَ سَائِرِ النَّاسِ، فَإِنْ أَصَابُونِي كَانَ الَّذِي أَرَادُوا وَإِنْ أَظْهَرَنِي اللّٰهُ عَلَيْهِمْ دَخَلُوا فِي الْإِسْلَامِ وَهُمْ وَافِرُونَ، وَإِنْ لَمْ يَفْعَلُوا قَاتَلُوا وَبِهِمْ قُوَّةٌ فَمَاذَا تَظُنُّ قُرَيْشٌ؟ وَاللّٰهِ! إِنِّي لَا أَزَالُ أُجَاهِدُهُمْ عَلَى الَّذِي بَعَثَنِي اللّٰهُ لَهُ حَتّٰى يُظْهِرَهُ اللّٰهُ لَهُ أَوْ تَنْفَرِدَ هٰذِهِ السَّالِفَةُ۔)) ثُمَّ أَمَرَ النَّاسَ فَسَلَكُوا ذَاتَ الْيَمِينِ بَيْنَ ظَهْرَيِ الْحَمْضِ عَلٰى طَرِيقٍ تُخْرِجُهُ عَلٰى ثَنِيَّةِ الْمِرَارِ وَالْحُدَيْبِيَةِ مِنْ أَسْفَلِ مَكَّةَ، قَالَ: فَسَلَكَ بِالْجَيْشِ تِلْكَ الطَّرِيقَ، فَلَمَّا رَأَتْ خَيْلُ قُرَيْشٍ قَتَرَةَ الْجَيْشِ قَدْ خَالَفُوا عَنْ طَرِيقِهِمْ، نَكَصُوا

سات سوتھی۔ ہر دس آدمیوں کی طرف سے ایک اونٹ تھا، اللہ کے رسول ﷺ روانہ ہوئے، جب آپ ﷺ عسفان کے مقام پر پہنچے تو بشر بن سفیان کعبی آپ ﷺ سے ملا۔ اس نے بتلایا کہ اللہ کے رسول! قریش کو آپ کی روانگی کی اطلاع ہو چکی ہے، وہ نئے نئے بچوں والی شیر دار اونٹنیاں لئے، چیتوں کی کھالیں اوڑھے آپ کے مقابلے اور راستہ روکنے کے لیے نکلے ہوئے ہیں اور وہ اللہ کے ساتھ عہد کر چکے ہیں کہ وہ ہمیں زبردستی مکہ میں بالکل داخل نہیں ہونے دیں گے اور خالد بن ولید اپنے گھڑ سواروں کے ساتھ کراع غمیم کی طرف بڑھتا آ رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے قریش کی ہلاکت! لڑائیوں نے ان کا ستیاناس کر دیا ہے، اگر یہ لوگ میرے اور میرے ان صحابہ کے سامنے سے ہٹ جاتے اور (حرم میں جانے دیتے) تو ان کو کیا تکلیف تھی، اگر ان لوگوں نے اپنے ارادے کے مطابق مجھے تکلیف دی لی تو (ٹھیک ہے)، اور اگر اللہ تعالی نے مجھے ان پر غالب کر دیا اور یہ اسلام میں داخل ہو گئے، جبکہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے، (تو ٹھیک)، بصورتِ دیگر اگر انھوں نے ایسا نہ کیا، تو یہ لڑیں گے، جبکہ ان کے پاس قوت بھی ہے، لیکن اب قریشی لوگ کیا گمان رکھتے ہیں؟ اللہ کی قسم! میں اس نکتے کو سامنے رکھ کر ان سے لڑتا رہوں، یہاں تک کہ اللہ تعالی اس دین کو غالب کر دے گا، یا پھر میری گردن کا یہ پہلو الگ ہو جائے گا (یعنی میں فوت ہو جاؤں گا)۔'' پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا، پس حمض بوٹی سے ہوتے ہوئے اور اپنی دائیں طرف چلتے ہوئے ایسے راستے پر ہو لیے، جو مرار گھاٹی اور حدیبیہ کی طرف جا رہا تھا، یہ مکہ سے نشیبی جگہ تھی، یہ لشکر اس راستے پر ہو لیا، جب قریشیوں کے گھڑ سوار لشکر نے اس لشکر کا غبار اور اس کے راستہ تبدیل کر

رَاجِعِينَ إِلَى قُرَيْشٍ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى إِذَا سَلَكَ ثَنِيَّةَ الْمُرَارِ بَرَكَتْ نَاقَتُهُ، فَقَالَ النَّاسُ: خَلَأَتْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا خَلَأَتْ وَمَا هُوَ لَهَا بِخُلُقٍ وَلَكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيلِ عَنْ مَكَّةَ، وَاللهِ! لَا تَدْعُونِي قُرَيْشٌ الْيَوْمَ إِلَى خُطَّةٍ يَسْأَلُونِي فِيهَا صِلَةَ الرَّحِمِ إِلَّا أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا، ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ: انْزِلُوا۔)) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا بِالْوَادِي مِنْ مَاءٍ يَنْزِلُ عَلَيْهِ النَّاسُ، فَأَخْرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ فَأَعْطَاهُ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ، فَنَزَلَ فِي قَلِيبٍ مِنْ تِلْكَ الْقُلُبِ، فَغَرَزَهُ فِيهِ فَجَاشَ الْمَاءُ بِالرَّوَاءِ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ عَنْهُ بِعَطَنٍ، فَلَمَّا اطْمَأَنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ فِي رِجَالٍ مِنْ خُزَاعَةَ، فَقَالَ لَهُمْ كَقَوْلِهِ لِبُشَيْرِ بْنِ سُفْيَانَ، فَرَجَعُوا إِلَى قُرَيْشٍ: فَقَالُوا: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! إِنَّكُمْ تَعْجَلُونَ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَإِنَّ مُحَمَّدًا لَمْ يَأْتِ لِقِتَالٍ، إِنَّمَا جَاءَ زَائِرًا لِهَذَا الْبَيْتِ مُعَظِّمًا لِحَقِّهِ فَاتَّهَمُوهُمْ، قَالَ مُحَمَّدٌ: يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَكَانَتْ خُزَاعَةُ فِي عَيْبَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مُسْلِمُهَا وَمُشْرِكُهَا لَا يُخْفُونَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ شَيْئًا كَانَ بِمَكَّةَ قَالُوا: وَإِنْ كَانَ إِنَّمَا جَاءَ لِذَلِكَ فَلَا وَاللهِ! لَا يَدْخُلُهَا أَبَدًا عَلَيْنَا عَنْوَةً وَلَا تَتَحَدَّثُ بِذَلِكَ الْعَرَبُ، ثُمَّ

لینے کو دیکھا تو وہ قریش کی طرف واپس پلٹ گئے۔ پس رسول اللہ ﷺ بھی روانہ ہو گئے اور جب مرار گھاٹی میں چلے تو آپ ﷺ کی اونٹنی بیٹھ گئی، لوگوں نے کہا: اونٹنی ضد کر گئی، اڑی کر گئی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نہ اس نے ضد کی ہے اور نہ یہ اس کی عادت ہے، دراصل اسے اس اللہ نے آگے جانے سے روکا ہے، جس نے ہاتھیوں کو روکا تھا۔ اللہ کی قسم! یہ کافر مجھ سے کوئی بھی ایسا مطالبہ کریں، جس کے ذریعے وہ مجھ سے صلہ رحمی کا سوال کریں گے تو میں ان کا وہ مطالبہ پورا کر دوں گا۔'' پھر آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: ''اتر جاؤ۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس علاقے میں تو پانی ہی نہیں ہے کہ اس کے پاس لشکر پڑاؤ ڈال سکے، پس رسول اللہ ﷺ نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالا اور اپنے صحابہ میں سے ایک آدمی کو دیا، اس نے وہ تیر کنویں میں گاڑھا اور بہت زیادہ پانی ابلنے لگا، (لوگوں نے پیا) یہاں تک کہ انھوں نے اپنے اونٹوں کو بھی سیراب کر لیا، ابھی رسول اللہ ﷺ مطمئن ہوئے ہی تھے کہ بنوخزاعہ کے چند افراد سمیت بدیل بن ورقا آ گیا، آپ ﷺ نے ان سے وہی بات کہی، جو بشیر بن سفیان کو کہی تھی، سو وہ قریشیوں کی طرف لوٹ گئے اور کہا: اے قریش کی جماعت! تم محمد (ﷺ) پر جلدی کر رہے ہو، جبکہ وہ قتال کے لیے نہیں آئے، وہ تو صرف اس گھر کی زیارت اور اس کے حق کی تعظیم کے لیے آئے ہیں، لیکن قریشیوں نے ان کی بات کی تصدیق نہیں کی، دراصل بنوخزاعہ کے مسلمان اور مشرک، رسول اللہ ﷺ کے راز دان تھے، مکہ میں جو کچھ ہوتا، یہ لوگ آپ ﷺ سے کوئی چیز مخفی نہیں رکھتے تھے۔ پس قریشیوں نے کہا: اگرچہ (محمد ﷺ) اس مقصد کے لیے آئے ہوں گے، لیکن نہیں، بخدا! یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ ہم پر

بَعَثُوا إِلَيْهِ مِكْرَزَ بْنَ حَفْصِ بْنِ الْأَخْيَفِ أَحَدَ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((هٰذَا رَجُلٌ غَادِرٌ۔)) فَلَمَّا انْتَهٰى إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كَلَّمَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِنَحْوِ مِمَّا كَلَّمَ بِهِ أَصْحَابَهُ، ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى قُرَيْشٍ فَأَخْبَرَهُمْ بِمَا قَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَبَعَثُوا إِلَيْهِ الْحِلْسَ بْنَ عَلْقَمَةَ الْكِنَانِيَّ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ سَيِّدُ الْأَحَابِشِ، فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((هٰذَا مِنْ قَوْمٍ يَتَأَلَّهُونَ، فَابْعَثُوا الْهَدْيَ فِي وَجْهِهِ۔)) فَبَعَثُوا الْهَدْيَ فَلَمَّا رَأَى الْهَدْيَ يَسِيلُ عَلَيْهِ مِنْ عَرْضِ الْوَادِي فِي قَلَائِدِهِ قَدْ أَكَلَ أَوْتَارَهُ مِنْ طُولِ الْحَبْسِ عَنْ مَحِلِّهِ، رَجَعَ وَلَمْ يَصِلْ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِعْظَامًا لِمَا رَأٰى، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! قَدْ رَأَيْتُ مَا لَا يَحِلُّ صَدُّهُ الْهَدْيَ فِي قَلَائِدِهِ قَدْ أَكَلَ أَوْتَارَهُ مِنْ طُولِ الْحَبْسِ عَنْ مَحِلِّهِ، فَقَالُوا: اجْلِسْ إِنَّمَا أَنْتَ أَعْرَابِيٌّ لَا عِلْمَ لَكَ، فَبَعَثُوا إِلَيْهِ عُرْوَةَ بْنَ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيَّ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ مَا يَلْقٰى مِنْكُمْ مَنْ تَبْعَثُونَ إِلٰى مُحَمَّدٍ، إِذَا جَاءَكُمْ مِنَ التَّعْنِيفِ وَسُوءِ اللَّفْظِ، وَقَدْ عَرَفْتُمْ أَنَّكُمْ وَالِدٌ وَأَنِّي وَلَدٌ، وَقَدْ سَمِعْتُ بِالَّذِي نَابَكُمْ فَجَمَعْتُ مَنْ أَطَاعَنِي مِنْ قَوْمِي، ثُمَّ جِئْتُ حَتّٰى آسَيْتُكُمْ بِنَفْسِي، قَالُوا: صَدَقْتَ مَا أَنْتَ

زبردستی گھس آئیں اور عرب لوگ مختلف باتیں کرنے لگیں۔ پھر انھوں نے بنو عامر بن لوی کے ایک آدمی مکرز بن حفص بن اخیف کو آپ ﷺ کی طرف بھیجا، جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو دیکھا تو (اپنے صحابہ کو متنبہ کرتے ہوئے) فرمایا: ''یہ دھوکے باز آدمی ہے۔'' جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ نے اس سے وہی گفتگو جو اس سے پہلے اس کے ساتھیوں سے کی تھی، یہ بھی قریش کی طرف لوٹ گیا اور انھیں رسول اللہ ﷺ کے بیانات کی خبر دی، قریش نے اب کی بار حلس بن علقمہ کنانی کو بھیجا، یہ آدمی مختلف قبائل کی جماعتوں کا سردار تھا، جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو دیکھا تو فرمایا: ''یہ آدمی ان لوگوں میں ہے، جو اللہ تعالیٰ کے حق اور حرمت کا پاس و لحاظ رکھتے ہیں، ہدی کے جانوروں کو اس کے سامنے لاؤ۔'' صحابہ نے ایسے ہی کیا اور ہدیاں اس کے سامنے لے آئے، اب ہوا یوں کہ جب اس آدمی نے وادی کے عرض میں ہدیاں اور ان کے گردنوں میں قلادے دیکھے اور دیکھا کہ زیادہ دیر ان کو ٹھہرانے کی وجہ سے ان کے تانت کھائے جا چکے ہیں، تو یہ آدمی یہ منظر دیکھنے کے بعد ان چیزوں کی تعظیم کی وجہ سے واپس لوٹ گیا اور رسول اللہ ﷺ تک پہنچا ہی نہیں، اس نے واپس آ کر کہا: اے قریش کی جماعت! میں ایسی چیزیں دیکھ آیا ہوں، جن کو روکنا حلال نہیں ہے، ہدی کے جانور ہیں، ان کے گردنوں میں قلادے ہیں اور زیادہ دیر ٹھہرائے جانے کی وجہ سے ان کے تانت کھائے جا چکے ہیں، قریش نے جواباً کہا: تو بیٹھ جا، تو تو بدّو ہے اور تجھے کوئی علم نہیں ہے، اب کی بار انھوں نے عروہ بن مسعود ثقفی کو بھیجا، اس نے کہا: قریش کی جماعت! تم لوگ جن افراد کو محمد (ﷺ) کی طرف بھیج رہے ہو اور ان کے تبصروں کی وجہ سے تمہیں جو سرزنش اور برے

عِنْدَنَا بِمُتَّهَمٍ، فَخَرَجَ حَتّٰى أَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَجَلَسَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! جَمَعْتَ أَوْبَاشَ النَّاسِ ثُمَّ جِئْتَ بِهِمْ لِبَيْضَتِكَ لِتَفُضَّهَا، إِنَّهَا قُرَيْشٌ قَدْ خَرَجَتْ مَعَهَا الْعُوذُ الْمَطَافِيلُ، قَدْ لَبِسُوا جُلُودَ النُّمُورِ، يُعَاهِدُونَ اللّٰهَ أَنْ لَا تَدْخُلَهَا عَلَيْهِمْ عَنْوَةً أَبَدًا، وَأَيْمُ اللّٰهِ! لَكَأَنِّي بِهٰؤُلَاءِ قَدِ انْكَشَفُوا عَنْكَ غَدًا، قَالَ، وَ أَبُوبَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَاعِدٌ، فَقَالَ: امْصُصْ بَظْرَ اللَّاتِ! أَنَحْنُ نَنْكَشِفُ عَنْهُ؟ قَالَ: مَنْ هٰذَا؟ يَا مُحَمَّدُ! قَالَ: ((هٰذَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ۔)) قَالَ: وَاللّٰهِ! لَوْلَا يَدٌ كَانَتْ لَكَ عِنْدِي لَكَافَأْتُكَ بِهَا وَلٰكِنَّ هٰذِهِ بِهَا، ثُمَّ تَنَاوَلَ لِحْيَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ وَاقِفٌ عَلٰى رَأْسِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْحَدِيدِ، قَالَ: يَقْرَعُ يَدَهُ، ثُمَّ قَالَ، أَمْسِكْ يَدَكَ عَنْ لِحْيَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ وَاللّٰهِ! لَا تَصِلُ إِلَيْكَ، قَالَ: وَيْحَكَ مَا أَفَظَّكَ وَأَغْلَظَكَ؟ قَالَ: فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ هٰذَا؟ يَا مُحَمَّدُ! قَالَ: ((هٰذَا ابْنُ أَخِيكَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ۔)) قَالَ: أَغُدَرُ هَلْ غَسَلْتَ سَوْأَتَكَ إِلَّا بِالْأَمْسِ، قَالَ: فَكَلَّمَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِ مَا كَلَّمَ بِهِ أَصْحَابَهُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ لَمْ يَأْتِ يُرِيدُ حَرْبًا، قَالَ: فَقَامَ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ

الفاظ سننے پڑ رہے ہیں، میں وہ سب کچھ دیکھ رہا ہوں، تم جانتے ہو کہ تم والد کے اور میں تمہارا بیٹا ہونے کے قائم مقام ہوں (لہٰذا میں تمہارا پاس و لحاظ رکھوں گا)، جس معاملے کا تمہیں سامنا کرنا پڑا، میں وہ باتیں بھی سن چکا ہوں۔ پھر میں نے اپنی قوم میں سے ان لوگوں کو جمع کیا، جنہوں نے میری بات مان لی، پھر میں آیا اور میں نے اپنی جان کے ساتھ تمہارا تعاون کیا، قریشیوں نے کہا: تم سچ کہہ رہے ہو اور تم ہمارے نزدیک قابل اعتماد آدمی ہو، پس یہ آدمی نکل پڑا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا اور آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور کہا: اے محمد! آپ نے جنگوں میں ثابت قدم نہ رہنے والے مختلف لوگوں کو جمع کر لیا اور پھر ان کو لے کر یہاں آ گئے، تا کہ ان کی اصل کو ہی ختم کر دیں، یہ قریش نکل پڑے ہیں، ان کے ساتھ حاملہ اور دودھ والی اونٹنیاں موجود ہیں (مراد کہ یہ ان کا کھانا پینا ہے)، انھوں نے چیتوں کی کھالیں پہن رکھی ہیں اور انھوں نے اللہ تعالی سے معاہدہ کر رکھا ہے کہ آپ کبھی بھی ان پر زبردستی نہ گھس سکیں گے، اور اللہ کی قسم ہے، مجھے تو یوں لگ رہا ہے کہ یہ لوگ کل (جب میدان سجے گا) تو تجھے چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بیٹھے تھے، انھوں نے اس کی یہ بات سن کر کہا: تو لات کے ختنے میں کٹ جانے چمڑے کے ٹکڑے کو چوسے، کیا ہم آپ ﷺ کو چھوڑ جائیں گے؟ اس نے کہا: اے محمد! یہ آدمی کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ابن ابی قحافہ ہیں۔'' عروہ بن مسعود نے کہا: اللہ کی قسم! اگر تیرا مجھ پر احسان نہ ہوتا تو میں تجھ سے اس بات کا بدلہ لیتا، چلو یہ بات اس احسان کے بدلے ہو گئے، پھر عروہ نے رسول اللہ ﷺ کی داڑھی مبارک پکڑی، جبکہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اسلحہ سے لیس رسول

اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ رَأَى مَا يَصْنَعُ بِهِ أَصْحَابُهُ لَا يَتَوَضَّأُ وُضُوءَ إِلَّا ابْتَدَرُوهُ، وَلَا يَبْسُقُ بُسَاقًا إِلَّا ابْتَدَرُوهُ، وَلَا يَسْقُطُ مِنْ شَعَرِهِ شَيْءٌ إِلَّا أَخَذُوهُ، فَرَجَعَ إِلَى قُرَيْشٍ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! إِنِّي جِئْتُ كِسْرَى فِي مُلْكِهِ، وَجِئْتُ قَيْصَرَ وَالنَّجَاشِيَّ فِي مُلْكِهِمَا، وَاللّٰهِ! مَا رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ مِثْلَ مُحَمَّدٍ فِي أَصْحَابِهِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ قَوْمًا لَا يُسْلِمُونَهُ لِشَيْءٍ أَبَدًا فَرَوْا رَأْيَكُمْ، قَالَ: وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ ذٰلِكَ بَعَثَ خِرَاشَ بْنَ أُمَيَّةَ الْخُزَاعِيَّ إِلَى مَكَّةَ وَحَمَلَهُ عَلَى جَمَلٍ لَهُ يُقَالُ لَهُ: الثَّعْلَبُ، فَلَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ عَقَرَتْ بِهِ قُرَيْشٌ وَأَرَادُوا قَتْلَ خِرَاشٍ، فَمَنَعَهُمُ الْأَحَابِشُ حَتّٰى أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا عُمَرَ لِيَبْعَثَهُ إِلَى مَكَّةَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي أَخَافُ قُرَيْشًا عَلَى نَفْسِي وَلَيْسَ بِهَا مِنْ بَنِي عَدِيٍّ أَحَدٌ يَمْنَعُنِي، وَقَدْ عَرَفَتْ قُرَيْشٌ عَدَاوَتِي إِيَّاهَا وَغِلْظَتِي عَلَيْهَا، وَلٰكِنْ أَدُلُّكَ عَلَى رَجُلٍ هُوَ أَعَزُّ مِنِّي عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، قَالَ، فَدَعَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَبَعَثَهُ إِلَى قُرَيْشٍ، يُخْبِرُهُمْ أَنَّهُ لَمْ يَأْتِ لِحَرْبٍ وَأَنَّهُ جَاءَ زَائِرًا لِهٰذَا الْبَيْتِ مُعَظِّمًا لِحُرْمَتِهِ فَخَرَجَ عُثْمَانُ حَتّٰى أَتَى مَكَّةَ، وَلَقِيَهُ أَبَانُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ فَنَزَلَ عَنْ دَابَّتِهِ وَحَمَلَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَرَدِفَ خَلْفَهُ وَأَجَارَهُ حَتّٰى بَلَّغَ رِسَالَةَ

اللہ ﷺ کے سر مبارک کے پاس کھڑے تھے، انھوں نے عروہ کے ہاتھ پر ضرب لگائی اور کہا: اپنے ہاتھ کو رسول اللہ ﷺ کی داڑھی مبارک سے دور رکھ، اللہ کی قسم! وگرنہ تیرا ہاتھ تجھ تک نہ پہنچ پائے گا (یعنی میں اس کو کاٹ دوں گا)، عروہ نے آگے سے کہا: او تو ہلاک ہو جائے، تو تو کس قدر سخت گیر آدمی ہے، رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے، اس نے کہا: اے محمد! یہ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تیرا بھتیجا مغیرہ بن شعبہ ہے۔'' عروہ نے کہا: او دھوکے باز! تو نے تو کل اپنی شرمگاہ کو دھویا ہے (یعنی ماضی قریب میں ہی مال خرچ کر کے اپنی خیانت کے ضرر کو دور کیا ہے)، بہر حال رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی سے اسی طرح کی گفتگو فرمائی، جیسے اس سے قبل اس کے ساتھیوں سے کی تھی کہ آپ ﷺ لڑائی کے ارادے سے نہیں آئے۔ پس یہ آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے چلا گیا اور اس نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے اصحاب، آپ ﷺ کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں، جب آپ ﷺ وضو کرتے ہیں تو یہ لوگ (آپ ﷺ کے اعضائے شریفہ سے گرنے والے پانی کی طرف) لپک پڑتے ہیں اور جب آپ ﷺ تھوکتے ہیں تو یہ لوگ آپ ﷺ کے تھوک کی طرف لپک پڑتے ہیں اور جب بھی آپ ﷺ کا کوئی بال گرتا ہے تو یہ اس کو اٹھا لیتے ہیں، پس عروہ قریش کی طرف لوٹ گیا اور کہا: اے قریش کی جماعت! میں کسریٰ کے ہاں اس کی مملکت میں اور قیصر و نجاشی کے ہاں بھی ان کے ملکوں میں گیا ہوں، اللہ کی قسم! میں نے کبھی کسی بادشاہ کا اتنا احترام نہیں دیکھا جتنا احترام محمد (ﷺ) کا ان کے اصحاب میں ہے، میں نے ان کو دیکھا ہے کہ وہ اسے کسی ناگوار حالت کے سپرد نہ کریں گے، اب تم غور کر لو، اللہ کے رسول ﷺ قبل ازیں خراش بن امیہ خزاعی کو

رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَانْطَلَقَ عُثْمَانُ حَتّٰى أَتٰى أَبَا سُفْيَانَ وَعُظَمَاءَ قُرَيْشٍ، فَبَلَّغَهُمْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَا أَرْسَلَهُ بِهِ، فَقَالُوا لِعُثْمَانَ: إِنْ شِئْتَ أَنْ تَطُوفَ بِالْبَيْتِ فَطُفْ بِهِ، فَقَالَ: مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ حَتّٰى يَطُوفَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَاحْتَبَسَتْهُ قُرَيْشٌ عِنْدَهَا، فَبَلَغَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُسْلِمِينَ أَنَّ عُثْمَانَ قَدْ قُتِلَ، قَالَ مُحَمَّدٌ: فَحَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ: أَنَّ قُرَيْشًا بَعَثُوا سُهَيْلَ بْنَ عَمْرٍو أَحَدَ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، فَقَالُوا: ائْتِ مُحَمَّدًا فَصَالِحْهُ وَلَا يَكُونُ فِي صُلْحِهِ إِلَّا أَنْ يَرْجِعَ عَنَّا عَامَهُ هٰذَا فَوَاللّٰهِ! لَا تَتَحَدَّثُ الْعَرَبُ أَنَّهُ دَخَلَهَا عَلَيْنَا عَنْوَةً أَبَدًا، فَأَتَاهُ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فَلَمَّا رَآهُ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((قَدْ أَرَادَ الْقَوْمُ الصُّلْحَ حِينَ بَعَثُوا هٰذَا الرَّجُلَ۔)) فَلَمَّا انْتَهٰى إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ تَكَلَّمَا وَأَطَالَا الْكَلَامَ وَتَرَاجَعَا حَتّٰى جَرٰى بَيْنَهُمَا الصُّلْحُ، فَلَمَّا الْتَأَمَ الْأَمْرُ وَلَمْ يَبْقَ إِلَّا الْكِتَابُ، وَثَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَأَتٰى أَبَا بَكْرٍ، فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ! أَوَلَيْسَ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَوَلَسْنَا بِالْمُسْلِمِينَ أَوَلَيْسُوا بِالْمُشْرِكِينَ؟ قَالَ، بَلٰى، قَالَ: فَعَلَامَ نُعْطِي الذِّلَّةَ فِي دِينِنَا؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا عُمَرُ الْزَمْ غَرْزَهُ حَيْثُ كَانَ، فَإِنِّي أَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ، قَالَ عُمَرُ: وَأَنَا أَشْهَدُ، ثُمَّ أَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَوَلَسْنَا

مکہ کی طرف بھیج چکے تھے۔ آپ ﷺ نے اسے ثعلب نامی ایک اونٹ پر سوار کرایا تھا، وہ جب مکہ میں پہنچا تو قریش نے اس کے اونٹ کی کونچیں کاٹ دی تھیں اسے بھی قتل کرنا چاہتے تھے لیکن کچھ لوگوں نے انہیں ان کو قتل کرنے سے روک دیا، وہ اللہ کے رسول ﷺ کے خدمت میں واپس آ گیا، پھر آپ ﷺ مکہ کی طرف بطور سفیر بھیجنے کے لیے عمر رضی اللہ عنہ کو بلوایا تو انہوں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ مجھے قریش کی طرف سے اپنی جان کا خطرہ ہے اور وہاں بنو عدی کا کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جو مجھے تحفظ دے سکے اور مجھے قریش سے جس قدر عداوت ہے، وہ سب اس سے بخوبی واقف ہیں، البتہ میں آپ کو ایک ایسے آدمی کے متعلق بتلاتا ہوں جو اہلِ مکہ کے ہاں مجھ سے زیادہ معزز اور محترم ہے اور وہ ہیں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ نے ان کو بلوا کر قریش کی طرف اپنا سفیر بنا کر بھیجا تاکہ ان کو بتلائیں کہ ہم لوگ لڑائی کے لیے نہیں، محض بیت اللہ کی حرمت کی تعظیم کرنے کی خاطر صرف زیارت وطواف کے لیے آئے ہیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ روانہ ہو کر مکہ مکرمہ آئے۔ ان کی ابان بن سعید بن العاص سے ملاقات ہوگئی، وہ اپنی سواری سے نیچے اترا اور آپ کو اپنے آگے بٹھا کر خود پیچھے بیٹھا اور اس نے عثمان رضی اللہ عنہ کو پناہ دی تاکہ وہ رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچا دیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ابو سفیان اور دیگر عظمائے قریش کے پاس گئے اور اللہ کے رسول ﷺ نے ان کو جو پیغام دے کر بھیجا تھا، وہ پیغام ان تک پہنچایا۔ انہوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر آپ بیت اللہ کا طواف کرنا چاہیں تو کر لیں، وہ بولے جب تک اللہ کے رسول ﷺ بیت اللہ کا طواف نہ کریں میں نہیں کر سکتا۔ ان کو قریش نے اپنے ہاں روک لیا، رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں

بِالْمُسْلِمِينَ أَوَلَيْسُوا بِالْمُشْرِكِينَ؟ قَالَ: ((بَلٰى۔)) قَالَ: فَعَلَامَ نُعْطِي الذِّلَّةَ فِي دِينِنَا؟ فَقَالَ: ((أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ لَنْ أُخَالِفَ أَمْرَهُ وَلَنْ يُضَيِّعَنِي۔)) ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: مَا زِلْتُ أَصُومُ وَأَتَصَدَّقُ وَأُصَلِّي وَأُعْتِقُ مِنَ الَّذِي صَنَعْتُ مَخَافَةَ كَلَامِي الَّذِي تَكَلَّمْتُ بِهِ يَوْمَئِذٍ حَتّٰى رَجَوْتُ أَنْ يَكُونَ خَيْرًا، قَالَ: وَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اكْتُبْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔)) فَقَالَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو: لَا أَعْرِفُ هٰذَا وَلٰكِنْ اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ، هٰذَا مَا صَالَحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ سُهَيْلَ بْنَ عَمْرٍو۔)) فَقَالَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو: لَوْ شَهِدْتُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ لَمْ أُقَاتِلْكَ وَلٰكِنْ اكْتُبْ هٰذَا مَا اصْطَلَحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَسُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو عَلٰى وَضْعِ الْحَرْبِ عَشْرَ سِنِينَ، يَأْمَنُ فِيهَا النَّاسُ وَيَكُفُّ بَعْضُهُمْ عَنْ بَعْضٍ، عَلٰى أَنَّهُ مَنْ أَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَصْحَابِهِ بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهِ رَدَّهُ عَلَيْهِمْ، وَمَنْ أَتٰى قُرَيْشًا مِمَّنْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَرُدُّوهُ عَلَيْهِ، وَإِنَّ بَيْنَنَا عَيْبَةً مَكْفُوفَةً، وَإِنَّهُ لَا إِسْلَالَ وَلَا إِغْلَالَ، وَكَانَ فِي شَرْطِهِمْ حِينَ كَتَبُوا الْكِتَابَ أَنَّهُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَدْخُلَ فِي عَقْدِ

تک یہ افواہ پہنچی کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ قریش نے سہیل بن عمرو کو جو بنو عامر بن لوی میں سے تھے کو بھیجا اور کہا کہ تم جا کر محمد ﷺ سے صلح کی بات کرو۔ اس میں یہ شق ضرور ہو کہ وہ امسال بغیر عمرہ کئے واپس چلے جائیں، تاکہ عرب کبھی یہ نہ کہہ سکیں کہ محمد ﷺ زبردستی ہمارے ہاں آ گئے، پھر سہیل آیا، اس سے آگے سارا وہی بیان ہے جو قبل ازیں پہلی سند سے حدیث میں بیان ہو چکا ہے۔ یہاں تک کہ صلح ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان سے فرمایا لکھو۔ ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' تو سہیل بن عمرو نے کہا میں تو اس کلام کو نہیں سمجھتا۔ اس کی بجائے آپ لکھیں: ''باسمک اللّٰہم'' تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم ''باسمک اللّٰہم'' ہی لکھ دو، یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ سہیل بن عمرو کے ساتھ کر رہے ہیں، سہیل بن عمرو پھر بولا کہ اگر میں یہ گواہی دیتا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو میں آپ سے کبھی بھی قتال نہ کرتا۔ آپ یوں لکھیں کہ یہ وہ معاہدہ جس کے تحت محمد بن عبداللہ اور سہیل بن عمرو عہد کرتے ہیں کہ دس سال تک آپس میں کوئی لڑائی نہ کریں گے۔ اس عرصہ میں لوگ اطمینان اور امن سے رہیں گے اور ایک دوسرے پر حملہ کرنے سے باز رہیں گے۔ نیز یہ کہ (مکہ سے) کوئی مسلمان اپنے سرپرست کی اجازت کے بغیر رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تو وہ اسے اہل مکہ کی طرف واپس بھیجیں گے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں میں سے اگر کوئی قریش کے پاس آیا تو وہ اسے واپس نہیں کریں گے، اس دوران ہمارے دل ایک دوسرے کی طرف سے صاف رہیں گے، خفیہ چوریاں نہ کریں گے اور نہ دلوں میں بغض رکھیں گے، معاہدہ صلح میں یہ شرط بھی تھی کہ دیگر قبائل میں سے جو محمد ﷺ

مُحَمَّدٍ وَعَهْدِهِ دَخَلَ فِيهِ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَدْخُلَ فِي عَقْدِ قُرَيْشٍ وَعَهْدِهِمْ دَخَلَ فِيهِ، فَتَوَاثَبَتْ خُزَاعَةُ فَقَالُوا: نَحْنُ مَعَ عَقْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعَهْدِهِ، وَتَوَاثَبَتْ بَنُو بَكْرٍ فَقَالُوا: نَحْنُ فِي عَقْدِ قُرَيْشٍ وَعَهْدِهِمْ، وَأَنَّكَ تَرْجِعُ عَنَّا عَامَنَا هَذَا فَلَا تَدْخُلُ عَلَيْنَا مَكَّةَ، وَأَنَّهُ إِذَا كَانَ عَامُ قَابِلٍ خَرَجْنَا عَنْكَ فَتَدْخُلُهَا بِأَصْحَابِكَ وَأَقَمْتَ فِيهِمْ ثَلَاثًا مَعَكَ سِلَاحُ الرَّاكِبِ لَا تَدْخُلُهَا بِغَيْرِ السُّيُوفِ فِي الْقُرُبِ، فَبَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَكْتُبُ الْكِتَابَ إِذْ جَاءَهُ أَبُو جَنْدَلِ بْنُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو فِي الْحَدِيدِ، قَدْ انْفَلَتَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: وَقَدْ كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ خَرَجُوا وَهُمْ لَا يَشُكُّونَ فِي الْفَتْحِ لِرُؤْيَا رَآهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا رَأَوْا مَا رَأَوْا مِنَ الصُّلْحِ وَالرُّجُوعِ وَمَا تَحَمَّلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى نَفْسِهِ، دَخَلَ النَّاسَ مِنْ ذَلِكَ أَمْرٌ عَظِيمٌ حَتَّى كَادُوا أَنْ يَهْلَكُوا، فَلَمَّا رَأَى سُهَيْلٌ أَبَا جَنْدَلٍ قَامَ إِلَيْهِ فَضَرَبَ وَجْهَهُ ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! قَدْ لُجَّتِ الْقَضِيَّةُ بَيْنِي وَبَيْنَكَ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكَ هَذَا، قَالَ: ((صَدَقْتَ.)) فَقَامَ إِلَيْهِ فَأَخَذَ بِتَلْبِيبِهِ، قَالَ: وَصَرَخَ أَبُو جَنْدَلٍ بِأَعْلَى صَوْتِهِ يَا مَعَاشِرَ الْمُسْلِمِينَ! أَتَرُدُّونَنِي إِلَى أَهْلِ الشِّرْكِ، فَيَفْتِنُونِي فِي دِينِي، قَالَ: فَزَادَ النَّاسُ شَرًّا إِلَى مَا بِهِمْ،

کا حلیف بننا چاہے بن سکے گا، اسی طرح جو قریش کا حلیف بننا چاہے بن سکے گا۔ خزاعہ قبیلہ نے جلدی سے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے عقد وعہد میں آتے ہیں اور بنو بکر قبیلہ نے کہا کہ ہم قریش کے عقد وعہد میں آتے ہیں۔ نیز یہ کہ آپ اس سال عمرہ کئے بغیر واپس چلے جائیں اور مکہ میں نہ آئیں، جب آئندہ سال ہو گا ہم آپ کو نہیں روکیں گے۔ آپ اپنے اصحاب کی معیت میں مکہ میں آسکیں گے اور تین دن قیام کریں گے۔ آپ کے ہمراہ محض اس قدر ہتھیار ہوں گے، جس قدر کسی سوار کے پاس دورانِ سفر ہوتے ہیں، آپ کی تلواریں میانوں میں رہیں گی۔ رسول اللہ ﷺ ابھی یہ تحریر لکھوا رہے تھے کہ ابو جندل رضی اللہ عنہ بن سہیل بن عمر بیڑیوں میں مقید کسی طرح بچ بچا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب جب مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تھے تو رسول اللہ ﷺ کے خواب کی بنیاد پر انہیں فتح کا کامل یقین تھا، لیکن جب انہوں نے یہ صورت حال دیکھی کہ آپ کفار کے ساتھ صلح کر رہے ہیں اور عمرہ کئے بغیر واپسی کے لیے آمادہ ہوئے ہیں۔ اور آپ نے بظاہر اپنے خلاف شرائط کو قبول کر لیا ہے تو صحابہ کو شدید دھچکا لگا، قریب تھا کہ کچھ لوگ ہلاک ہو جاتے۔ سہیل نے ابو جندل کو دیکھا تو وہ اُٹھ کر ابو جندل کی طرف گیا اور اس کے چہرے پر تھپڑ مارا اور کہا: اے محمد! آپ کے اور میرے درمیان صلح کا معاہدہ اس کے آنے سے پہلے طے پا چکا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں ٹھیک ہے۔'' تو وہ اُٹھ کر ابو جندل کی طرف گیا اور اس کے کپڑوں کو پکڑ کر سختی سے جھنجوڑا۔ ابو جندل رضی اللہ عنہ بلند آواز سے چیخے: ارے مسلمانو! کیا تم مجھے مشرکین کی طرف واپس کر دو گے تا کہ وہ دین کی وجہ سے مجھے مزید سزائیں دیں؟ لوگوں کے دلوں میں جو برے

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا أَبَا جَنْدَلٍ! اصْبِرْ وَاحْتَسِبْ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ جَاعِلٌ لَكَ وَلِمَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُسْتَضْعَفِينَ فَرَجًا وَمَخْرَجًا، إِنَّا قَدْ عَقَدْنَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ صُلْحًا، فَأَعْطَيْنَاهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ، وَأَعْطَوْنَا عَلَيْهِ عَهْدًا، وَإِنَّا لَنْ نَغْدِرَ بِهِمْ۔)) قَالَ: فَوَثَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مَعَ أَبِي جَنْدَلٍ فَجَعَلَ يَمْشِي إِلٰى جَنْبِهِ وَهُوَ يَقُولُ: اصْبِرْ أَبَا جَنْدَلٍ فَإِنَّمَا هُمُ الْمُشْرِكُونَ وَإِنَّمَا دَمُ أَحَدِهِمْ دَمُ كَلْبٍ، قَالَ: وَيُدْنِي قَائِمَ السَّيْفِ مِنْهُ قَالَ: يَقُولُ: رَجَوْتُ أَنْ يَأْخُذَ السَّيْفَ فَيَضْرِبَ بِهِ أَبَاهُ، قَالَ: فَضَنَّ الرَّجُلُ بِأَبِيهِ وَنَفَذَتِ الْقَضِيَّةُ، فَلَمَّا فَرَغَا مِنَ الْكِتَابِ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِي الْحَرَمِ وَهُوَ مُضْطَرِبٌ فِي الْحِلِّ، قَالَ: فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ انْحَرُوا وَاحْلِقُوا۔)) قَالَ: فَمَا قَامَ أَحَدٌ، قَالَ: ثُمَّ عَادَ بِمِثْلِهَا فَمَا قَامَ رَجُلٌ حَتّٰى عَادَ بِمِثْلِهَا فَمَا قَامَ رَجُلٌ، فَرَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلَ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَ: ((يَا أُمَّ سَلَمَةَ مَا شَأْنُ النَّاسِ؟)) قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَدْ دَخَلَهُمْ مَا قَدْ رَأَيْتَ فَلَا تُكَلِّمَنَّ مِنْهُمْ إِنْسَانًا وَاعْمِدْ إِلٰى هَدْيِكَ حَيْثُ كَانَ فَانْحَرْهُ وَاحْلِقْ، فَلَوْ قَدْ فَعَلْتَ ذٰلِكَ فَعَلَ النَّاسُ ذٰلِكَ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُكَلِّمُ أَحَدًا حَتّٰى أَتٰى هَدْيَهُ فَنَحَرَهُ، ثُمَّ

خیالات آ چکے تھے، یہ دیکھ کر ان کے خیالات مزید منتشر ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابو جندل رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''صبر کرو اور اللہ سے ثواب وجزا کی امید رکھو،تم اور تمہارے علاوہ جس قدر کمزور لوگ ہیں، اللہ تعالیٰ تم سب کی رہائی کی کوئی راہ نکال دے گا، ہم ان لوگوں کے ساتھ صلح کا معاہدہ کر چکے ہیں، اس بارے میں ہم ان کو اور وہ ہمیں عہد دے چکے ہیں، ہم وعدہ خلافی ہرگز نہیں کریں گے۔'' سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ، سیدنا ابو جندل رضی اللہ عنہ کی طرف لپک کر گئے اور اس کے پہلو بہ پہلو چلنے لگے اور ان سے کہنے لگے: ابو جندل! صبر کرو، یہ لوگ مشرک ہیں، ان کا خون کتوں کا سا ہے۔ ساتھ ہی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنی تلوار کا دستہ ابو جندل رضی اللہ عنہ کے قریب کرتے گئے، مجھے لگتا تھا کہ وہ تلوار ابو جندل رضی اللہ عنہ کے باپ کو مار دیں گے، اس نے اپنے باپ کو بچا لیا اور یہ قضیہ مکمل ہو گیا، اس کے بعد راوی نے ساری تفصیل ذکر کی کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو اونٹ نحر کرنے اور بال منڈوانے کا حکم دیا، انہوں نے تعمیل میں توقف کیا، یہاں تک کہ پہلے خود آپ ﷺ نے اپنے اونٹ کو نحر کیا اور سر منڈوایا جیسا کہ پہلی سند سے مفصل بیان ہو چکا ہے، اس کے بعد لوگ اُٹھ کر اپنے اپنے اونٹوں کو نحر کرنے لگے اور بال منڈانے لگے، آپ ﷺ جب مکہ اور مدینہ کے درمیان ابھی راستہ ہی میں تھے کہ سورۂ فتح نازل ہوئی۔

جَلَسَ فَحَلَقَ فَقَامَ النَّاسُ يَنْحَرُونَ وَيَحْلِقُونَ، قَالَ: حَتّٰى إِذَا كَانَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فِي وَسَطِ الطَّرِيقِ فَنَزَلَتْ سُورَةُ الْفَتْحِ۔ (مسند احمد: ۱۹۱۱۷)

فوائد: ...... حدیبیہ کے مقام پر آپ ﷺ اور قریشیوں کے درمیان جو صلح نامہ طے ہوا، صحابہ کی ایک بڑی جماعت اس کو ناپسند کر رہی تھی، جس میں قابل ذکر ہستی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تھے، لیکن آپ ﷺ نے وہیں اپنے جانور ذبح کیے اور سر منڈوائے، واپس چل پڑے، لوٹتے ہوئے راستے میں سورۂ فتح آپ ﷺ پر نازل ہوئی، جس میں اس واقعہ کا ذکر ہے اور اس صلح کو باعتبار نتیجہ کھلم کھلا فتح قرار دیا، اگلے سال آپ ﷺ نے عمرہ ادا کیا اور ۸ سن ہجری میں مکہ مکرمہ کو فتح کر لیا اور مکہ مکرمہ سے مشرکین کا سلسلہ ختم کر دیا۔

(۱۰۷۹۱)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ النَّبِيَّ ﷺ أُنَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ، فَقَالُوا: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّا جِيرَانُكَ وَحُلَفَاؤُكَ وَإِنَّ نَاسًا مِنْ عَبِيدِنَا، قَدْ أَتَوْكَ لَيْسَ بِهِمْ رَغْبَةٌ فِي الدِّينِ وَلَا رَغْبَةٌ فِي الْفِقْهِ، إِنَّمَا فَرُّوا مِنْ ضِيَاعِنَا وَأَمْوَالِنَا فَارْدُدْهُمْ إِلَيْنَا، فَقَالَ لِأَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ: ((مَا تَقُولُ؟)) قَالَ: صَدَقُوا إِنَّهُمْ جِيرَانُكَ، قَالَ: فَتَغَيَّرَ وَجْهُ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَالَ لِعُمَرَ رضی اللہ عنہ: ((مَا تَقُولُ؟)) قَالَ: صَدَقُوا إِنَّهُمْ لَجِيرَانُكَ وَحُلَفَاؤُكَ، فَتَغَيَّرَ وَجْهُ النَّبِيِّ ﷺ۔ (مسند احمد: ۱۳۳۶)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قریش کے کچھ آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے کہا: اے محمد! ہم آپ کے ہمسائے اور حلیف ہیں، ہمارے کچھ غلام جنہیں نہ تو دین کا کچھ شوق ہے اور فقہ کی کچھ رغبت، وہ آپ کے پاس آ گئے ہیں، یہ لوگ محض ہمارے اہل اور اموال میں سے فرار ہو کر آئے ہیں، آپ انہیں ہمارے حوالے کر دیں۔ آپ ﷺ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟'' انہوں نے کہا: ان کی بات تو درست ہے، یہ واقعی آپ کے ہمسائے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا اور پھر آپ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''آپ کیا کہتے ہیں؟'' انہوں نے بھی کہا: ان کی بات تو درست ہے، یہ لوگ آپ کے ہمسائے اور حلیف بھی ہیں۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ کا چہرہ انور متغیر ہو گیا۔

(۱۰۷۹۱) تخريج: اسناده ضعيف، شريك النخعي سيىء الحفظ، أخرجه بنحوه مطولا الترمذي: ۳۷۱۵، وأخرجه بنحوه ابو داود: ۲۷۰۰ (انظر: ۱۳۳۶)

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ نَصِّ کِتَابِ صُلْحِ الْحُدَیْبِیَةِ وَشُرُوْطِهِ

معاہدہ صلح حدیبیہ کی عبارت اور اس کی دفعات کا بیان

(۱۰۷۹۲)۔ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: اعْتَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِی ذِی الْقَعْدَةِ، فَأَبٰی أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَدَعُوهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتّٰى قَاضَاهُمْ عَلٰى أَنْ يُقِيمَ بِهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَلَمَّا كَتَبُوا الْكِتَابَ كَتَبُوا هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ، قَالُوا: لَا نُقِرُّ بِهٰذَا، لَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ مَا مَنَعْنَاكَ شَيْئًا، وَلٰكِنْ أَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: ((أَنَا رَسُولُ اللّٰهِ وَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ۔)) قَالَ لِعَلِيٍّ: ((امْحُ رَسُولُ اللّٰهِ۔)) قَالَ: وَاللّٰهِ! لَا أَمْحُوكَ أَبَدًا، فَأَخَذَ النَّبِیُّ ﷺ الْكِتَابَ وَلَيْسَ يُحْسِنُ أَنْ يَكْتُبَ فَكَتَبَ مَكَانَ "رَسُولُ اللّٰهِ" هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنْ لَا يُدْخِلَ مَكَّةَ السِّلَاحَ إِلَّا السَّيْفَ فِی الْقِرَابِ، وَلَا يَخْرُجَ مِنْ أَهْلِهَا أَحَدٌ إِلَّا مَنْ أَرَادَ أَنْ يَتَّبِعَهُ، وَلَا يَمْنَعَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ أَنْ يُقِيمَ بِهَا، فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الْأَجَلُ أَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوْا: قُلْ لِصَاحِبِكَ فَلْيَخْرُجْ عَنَّا فَقَدْ مَضَى الْأَجَلُ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۱۸۸۳۸)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالقعدہ کے مہینے میں عمرہ کا قصد کیا، لیکن اہلِ مکہ نے آپ ﷺ کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ کا ان سے یہ معاہدہ ہوا کہ آپ آئندہ سال مکہ میں تین دن قیام کر سکیں گے، جب معاہدہ کی عبارت لکھنے لگے تو انہوں نے لکھا: یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد رسول اللہ نے اتفاق کیا ہے، قریش کہنے لگے: ہم تو اس کا اقرار ہی نہیں کرتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول تسلیم کرتے تو ہم آپ کو کسی بھی بات سے نہ روکتے، آپ تو محمد بن عبداللہ ہیں (یہی لکھو)، آپ ﷺ نے فرمایا: میں رسول اللہ بھی ہوں اور محمد بن عبداللہ بھی ہوں، پھر آپ ﷺ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''رسول اللہ کا لفظ کو مٹا دو۔'' انہوں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! میں کبھی بھی یہ نہیں مٹاؤں گا، آپ ﷺ نے وہ کاغذ لے لیا، آپ ﷺ اچھی طرح لکھ نہیں سکتے تھے۔ دوسری روایت کے الفاظ ہیں: آپ ﷺ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اس لفظ کو مٹا دو۔'' انہوں نے عرض کیا: میں تو ان الفاظ کو مٹا نہیں سکتا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس لفظ کو مٹا دیا۔ اس کے بعد سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے لفظ کی جگہ یوں لکھا: یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ نے صلح کی ہے، وہ مکہ میں اسلحہ لے کر داخل نہ ہوں گے، ان کے پاس صرف تلواریں ہوں گی اور وہ بھی نیام کے اندر ہوں گی اور وہ اہل مکہ میں سے کسی کو بھی اپنے ساتھ نہیں لے جا سکیں گے، مگر وہ جو اس کی پیروی کرنے کا ارادہ رکھتا

(۱۰۷۹۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۸٤٤، ۲٦۹۹، ومسلم: ۱۷۸۳ (انظر: ۱۸٦۳۵)

ہو ❶ اور اگر ان کے ساتھیوں میں سے کوئی مستقل طور پر مکہ مکرمہ میں رہنا چاہے تو یہ اسے نہیں روکیں گے، اگلے سال جب آپ ﷺ مکہ مکرمہ آئے اور مقرر وقت گزر گیا تو قریشی لوگ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ اپنے رسول سے کہیں کہ مقرر وقت گزر گیا ہے، اب یہاں سے نکل لے جائیں۔ پس رسول اللہ ﷺ وہاں سے روانہ ہو گئے۔

(١٠٧٩٣)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: وَادَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى ثَلَاثٍ، مَنْ أَتَاهُمْ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ لَنْ يَرُدُّوهُ، وَمَنْ أَتٰى إِلَيْنَا مِنْهُمْ رَدُّوهُ إِلَيْهِمْ، وَعَلٰى أَنْ يَجِيءَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ، وَأَصْحَابُهُ فَيَدْخُلُونَ مَكَّةَ مُعْتَمِرِينَ فَلَا يُقِيمُونَ إِلَّا ثَلَاثًا، وَلَا يُدْخِلُونَ إِلَّا جَلَبَ السِّلَاحِ السَّيْفِ وَالْقَوْسِ وَنَحْوِهِ۔ (مسند احمد: ١٨٨٨٧)

(دوسری سند) سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے دن مشرکین کے ساتھ تین باتوں کا معاہدہ کیا، ایک یہ کہ اگر کوئی شخص نبی کریم ﷺ کو چھوڑ کر قریش کے ساتھ آ ملا تو قریش اسے واپس نہیں کریں گے، لیکن اگر مکہ والوں میں سے کوئی مسلمانوں کے پاس آیا تو وہ اسے واپس کریں گے، نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب آئندہ سال مکہ میں عمرہ کے ارادے سے آئیں گے اور صرف تین دن قیام کریں گے اور وہ ہتھیاروں کی نمائش نہیں کریں گے، ان کے پاس صرف تلواریں ہوں گی اور وہ بھی نیاموں کے اندر اور صرف کمان وغیرہ ہو گی۔

(١٠٧٩٤)۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ قُرَيْشًا صَالَحُوا النَّبِيَّ ﷺ فِيهِمْ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَلِيٍّ: ((اكْتُبْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔)) فَقَالَ سُهَيْلٌ: أَمَّا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، فَلَا نَدْرِي مَا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ؟ وَلٰكِنْ اكْتُبْ مَا نَعْرِفُ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ فَقَالَ: ((اُكْتُبْ مِنْ مُحَمَّدٍ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قریش نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک معاہدہ کیا، ان کے وفد میں سہیل بن عمرو بھی تھا، نبی کریم ﷺ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ لکھو۔'' سہیل نے کہا: ہم تو نہیں جانتے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ کیا ہے؟ آپ وہی کلمہ لکھیں جسے ہم جانتے ہیں، بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''لکھو یہ معاہدہ محمد رسول اللہ کی طرف سے ہے۔''

(١٠٧٩٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١٠٧٩٤) تخريج: أخرجه مسلم: ١٧٨٤ (انظر: ١٣٨٢٧)

❶ اس جگہ یہ بات ہے جبکہ عام روایات میں یہ ہے کہ مکہ والوں میں اگر کوئی مسلمان ہو جائے تو وہ آپ کے ساتھ نہیں جا سکے گا۔

رَسُـوْلِ اللّٰهِ۔)) قَالَ: لَوْ عَلِمْنَا أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰـهِ لَاتَّبَعْنَاكَ وَلٰكِنْ اكْتُبْ اسْمَكَ وَاسْمَ أَبِيكَ، قَـالَ: فَـقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اكْتُبْ مِنْ مُـحَـمَّـدِ بْـنِ عَبْدِ اللّٰهِ۔)) وَاشْتَرَطُوا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ مَـنْ جَـاءَ مِـنْـكُمْ لَمْ نَـرُدَّهُ عَـلَيْـكُـمْ، وَمَنْ جَاءَ مِنَّا رَدَدْتُمُوهُ عَلَيْنَا، فَـقَـالَ: يَـا رَسُـوْلَ اللّٰهِ! أَنَكْتُبُ هٰذَا؟ قَالَ: ((نَـعَـمْ، إِنَّـهُ مَـنْ ذَهَبَ مِنَّا إِلَيْهِمْ فَأَبْعَدَهُ اللّٰهُ۔))۔ (مسند احمد: ١٣٨٦٣)

اس پر پھر سہیل بولا کہ اگر ہم یہ مانتے ہوتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کی اقتدا کر لیتے، آپ اس طرح کریں کہ اپنا اور اپنے والد کا نام لکھیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لکھو یہ معاہدہ محمد بن عبداللہ کی طرف سے ہے۔'' انہوں نے نبی کریم ﷺ سے یہ شرط طے کی کہ اگر آپ لوگوں میں سے کوئی (ہمارے پاس) آیا تو ہم اسے واپس نہیں کریں گے، لیکن ہمارا جو آدمی آپ کے پاس آیا، آپ اسے ہماری طرف واپس کر دیں گے۔ یہ سن کر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم یہ شرط بھی لکھیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! جو آدمی ہمیں چھوڑ کر ان کی طرف جائے، اللہ تعالیٰ اسے ہم سے دور ہی رکھے۔''

فوائد:...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ کے بجائے بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اور ''محمد رسول اللہ'' کے بجائے ''محمد بن عبداللہ'' لکھنا، وغیرہ وغیرہ، ان سب کو تسلیم کرنے میں مصلحت تھی، جبکہ شریعت کی کسی شق کی مخالفت بھی نہیں ہو رہی تھی اور واقعی حدیبیہ کی صلح بلحاظ انجام مسلمانوں کے حق میں کھلم کھلا فتح کا پیغام تھا۔

حدیبیہ کے مقام پر طرفین کے درمیان طویل گفتگو کے بعد درج ذیل شرطیں طے پائیں:

۱۔ رسول اللہ ﷺ اس سال مکہ میں داخل ہوئے بغیر اپنے صحابہ سمیت واپس چلے جائیں گے اور اگلے سال عمرہ کے لیے مکہ آئیں گے، صرف تین دن قیام کریں گے، ان کے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہوگا، صرف میان کے اندر تلواریں ہوں گی۔

۲۔ فریقین میں دس سال کے لیے جنگ بندی رہے گی۔

۳۔ جو محمد (ﷺ) کے عہد میں داخل ہونا چاہے، داخل ہوسکتا ہے اور جو قریش کے عہد میں داخل ہونا چاہے، وہ بھی داخل ہوسکتا ہے۔

۴۔ قریش کا جو آدمی مسلمانوں کی پناہ میں چلا جائے گا، مسلمان اسے قریش کے حوالے کر دیں گے، لیکن مسلمانوں کا جو آدمی قریش کی پناہ میں آئے گا، قریش اسے واپس نہیں کریں گے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ

بیعتِ رضوان کا بیان

صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے طے کیا کہ قریش کے پاس ایک سفیر روانہ کریں جو انہیں یقینی طور پر بتلائے کہ آپ ﷺ عمرہ ہی کے لیے تشریف لائے ہیں، چنانچہ آپ ﷺ نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا،

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ، ابان بن سعید اموی کی پناہ میں مکہ کے اندر داخل ہوئے اور پیغام پہنچایا، قریش نے پیش کش کی کہ بیت اللہ کا طواف کر لیں، لیکن انھوں نے اس حالت میں طواف کرنے سے انکار کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ کو روک رکھا گیا ہو۔

پھر قریش نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو روک لیا، غالباً وہ چاہتے تھے کہ باہم مشورہ کر لیں، پھر جواب سمیت ان کو روانہ کریں گے، مگر ان کی تاخیر سے مسلمانوں میں یہ افواہ پھیل گئی کہ انہیں قتل کر دیا گیا ہے، چونکہ قاصد کو قتل کرنے کے معنی اعلانِ جنگ ہیں، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے یہ بات سن تو فرمایا: ''ہم اس جگہ سے ٹل نہیں سکتے، یہاں تک کہ ان لوگوں سے معرکہ آرائی نہ کر لیں۔'' پھر آپ ﷺ نے ایک درخت کے نیچے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگ پر بیعت کرنے کی دعوت دی، صحابہ ٹوٹ پڑے اور بڑی گرمجوشی کے ساتھ موت پر اور میدان سے نہ بھاگنے پر بیعت کی، رسول اللہ ﷺ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ سے پکڑ کر فرمایا: ''یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔''

لیکن جب بیعت مکمل ہو چکی تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بھی آ گئے، اللہ تعالیٰ نے اس بیعت کی فضیلت میں یہ آیت نازل فرمائی: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا﴾ ...... ''اللہ مومنوں سے خوش ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے، ان کے دلوں کا حال اس کو معلوم تھا، اس لیے اس نے ان پر سکینت نازل فرمائی، ان کو انعام میں قریبی فتح بخشی۔'' (سورۂ فتح: ۱۸)

اور یہیں سے اس کا نام بیعتِ رضوان پڑا، درج ذیل احادیث میں اسی بیعت کا ذکر ہے۔

(۱۰۷۹۵)۔ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ شَهِدَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ، وَهُوَ رَافِعٌ غُصْنًا مِنْ أَغْصَانِ الشَّجَرَةِ بِيَدِهِ عَنْ رَأْسِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يُبَايِعُ النَّاسَ، فَبَايَعُوهُ عَلٰى أَنْ لَا يَفِرُّوا وَهُمْ يَوْمَئِذٍ أَلْفٌ وَأَرْبَعُ مِئَةٍ۔ (مسند احمد: ۲۰۵۵۹)

معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ حدیبیہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھے اور رسول اللہ ﷺ جب لوگوں سے بیعت لے رہے تھے تو یہ اپنے ہاتھوں سے درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ کو پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک سے اوپر کو اُٹھائے ہوئے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے اس بات کی بیعت کی تھی کہ وہ میدان سے فرار نہیں ہوں گے، اس روز صحابہ کی تعداد ایک ہزار چار سو تھی۔

(۱۰۷۹۶)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَلْفًا وَأَرْبَعَمِائَةٍ فَبَايَعْنَاهُ، وَعُمَرُ آخِذٌ بِيَدِهِ تَحْتَ الشَّجَرَةِ وَهِيَ سَمُرَةٌ عَلٰى

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حدیبیہ کے دن ہماری تعداد چودہ سو تھی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ تھاما ہوا تھا، کیکر یا ببول کے درخت کے نیچے ہم نے رسول اللہ ﷺ

(۱۰۷۹۵) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۸۵۸ (انظر: ۲۰۲۹۳)

(۱۰۷۹٦) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۸۵٦ (انظر: ۱٤۸۲۳)

أَنْ لَا نَفِرَّ، وَلَمْ نُبَايِعْهُ عَلَى الْمَوْتِ۔ (مسند احمد: ١٤٨٨٣)

سے اس بات کی بیعت کی تھی کہ ہم میدان سے فرار نہ ہوں گے، ہم نے موت پر آپ ﷺ کی بیعت نہیں کی تھی۔

فوائد:...... صحابۂ کرام نے موت پر بھی نبی کریم ﷺ کی بیعت کی تھی، جیسا کہ آگے روایات آ رہی ہیں، اسی طرح بعض روایات میں ہے کہ آپ ﷺ کی ہجرت، اسلام اور جہاد پر بھی بیعت کی گئی اور ایک حدیث میں ہے کہ صحابۂ کرام نے خلیفہ کی بات سننے، اس کی اطاعت کرنے اور حکومت و امارت کے اہل لوگوں سے حکومت نہ چھیننے پر بیع کی، ایک روایت میں ہے کہ صحابۂ کرام نے صبر پر آپ ﷺ کی بیعت کی تھی۔

ان تمام روایات میں معنی و مفہوم کے اعتبار سے یکسانیت پائی جاتی ہے، سب روایات کا مدّ عا یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اس حقیقت پر بیعت کر رہے ہیں کہ وہ صبر کریں گے اور دشمن سے مرعوب ہو کر بھاگیں گے نہیں، بلکہ دشمن کے مقابلے میں ڈٹے رہیں گے، یہاں تک کہ یا تو شہید ہو جائیں گے اور یہ پھر کامیاب ہو کر لوٹیں گے۔

(١٠٧٩٧)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ الْعَبَّاسُ آخِذًا بِيَدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُوَاثِقُنَا، فَلَمَّا فَرَغْنَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَخَذْتُ وَأَعْطَيْتُ۔)) قَالَ: فَسَأَلْتُ جَابِرًا يَوْمَئِذٍ: كَيْفَ بَايَعْتُمْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَعَلَى الْمَوْتِ؟ قَالَ: لَا، وَلٰكِنْ بَايَعْنَاهُ عَلٰى أَنْ لَا نَفِرَّ، قُلْتُ لَهُ: أَفَرَأَيْتَ يَوْمَ الشَّجَرَةِ؟ قَالَ: كُنْتُ آخِذًا بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَتّٰى بَايَعْنَاهُ، قُلْتُ: كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ: كُنَّا أَرْبَعَ عَشَرَ مِائَةً، فَبَايَعْنَاهُ كُلُّنَا إِلَّا الْجَدَّ بْنَ قَيْسٍ اخْتَبَأَ تَحْتَ بَطْنِ بَعِيرٍ، وَنَحَرْنَا يَوْمَئِذٍ سَبْعِينَ مِنَ الْبُدْنِ لِكُلِّ سَبْعَةٍ جَزُورٌ۔ (مسند احمد: ١٥٣٣٢)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ تھامے ہوئے تھے اور اللہ کے رسول ﷺ ہم سے بیعت لے رہے تھے، جب ہم بیعت سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تم لوگوں سے بیعت لے چکا اور اللہ کا دین اور اس کے وعدے تمہیں دے چکا۔“ ابو زبیر کہتے ہیں: میں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ اس دن آپ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کس قسم کی بیعت کی تھی؟ کیا موت کی بیعت تھی؟ انہوں نے کہا: نہیں، ہم نے آپ سے اس بات کی بیعت کی تھی کہ ہم فرار نہیں ہوں گے۔ میں نے کہا: درخت والے دن کے متعلق بھی بتلائیں، انہوں نے کہا: اس دن رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھاما ہوا تھا، میں نے دریافت کیا: اس دن آپ لوگوں کی تعداد کتنی تھی؟ انھوں نے کہا: ہم چودہ سو تھے، جد بن قیس کے سوا باقی سب لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، وہ اونٹ کے پیٹ کے پیچھے چھپ گیا تھا، اس دن ہم نے ستر اونٹ نحر کئے تھے، ہر سات آدمیوں کی طرف سے ایک اونٹ۔

(١٠٧٩٧) تخريج: اسناده حسن، أخرجه مختصرا مسلم: ١٨٥٦ (انظر: ١٥٢٥٩)

فوائد:...... جد بن قیس کے بارے میں ظن غالب یہی ہے کہ اس میں نفاق تھا، ایک قول یہ ہے کہ اس نے بعد میں توبہ کر لی تھی۔ واللہ اعلم۔

(۱۰۷۹۸)۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ: أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يُسْأَلُ هَلْ بَايَعَ النَّبِيُّ ﷺ بِذِي الْحُلَيْفَةِ؟ قَالَ: لَا، وَلٰكِنْ صَلّٰى بِهَا وَلَمْ يُبَايِعْ عِنْدَ الشَّجَرَةِ إِلَّا الشَّجَرَةَ الَّتِي لِلْحُدَيْبِيَةِ، و أَخْبَرَنَا أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا دَعَا عَلٰى بِئْرِ الْحُدَيْبِيَةِ۔ (مسند احمد: ۱٤٥۳۹)

ابو زبیر نے بیان کیا کہ انہوں نے سنا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا تھا کہ آیا نبی کریم ﷺ نے ذوالحلیفہ کے مقام پر بیعت لی تھی؟ انہوں نے کہا: نہیں، البتہ آپ ﷺ نے وہاں نماز ادا کی تھی، آپ ﷺ نے حدیبیہ کے مقام پر درخت کے قریب بیعت ضرور لی تھی۔ ابو زبیر نے ہمیں خبر دی کہ انہوں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے حدیبیہ کے کنوئیں پر دعا کی تھی۔

(۱۰۷۹۹)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ وَكَانَ أَحَدَ الرَّهْطِ الَّذِينَ نَزَلَتْ فِيهِمْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ﴾ إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ، قَالَ: إِنِّي لَآخِذٌ بِغُصْنٍ مِنْ غُصَانِ الشَّجَرَةِ أُظِلُّ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ وَهُمْ يُبَايِعُونَهُ فَقَالُوا: نُبَايِعُكَ عَلَى الْمَوْتِ، فَقَالَ: ((لَا وَلٰكِنْ لَا تَفِرُّوا۔)) (مسند احمد: ۲۰۸۲۰)

سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ، یہ صحابی ان لوگوں میں سے ہیں جن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی تھی: ﴿وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ﴾...... ''اور نہ ان لوگوں پر کہ جب وہ آپ کے پاس آئے، تاکہ آپ ان کو سوار کریں۔'' (سورۂ توبہ: ۹۲)، یہ صحابی بیان کرتے ہیں کہ (حدیبیہ کے دن) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، رسول اللہ ﷺ کی بیعت کر رہے تھے اور میں درخت کی ایک شاخ پکڑے نبی کریم ﷺ پر سایہ کئے ہوئے تھا، صحابہ نے کہا: ہم موت پر آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ تم اس بات کی بیعت کرو کہ میدان سے فرار اختیار نہیں کرو گے۔''

(۱۰۸۰۰)۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَا ابْنَ الْاَكْوَعِ اَلَا تُبَايِعُ؟)) قال: قُلْتُ: قَدْ بَايَعْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اَيْضًا۔)) قُلْتُ:

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے (حدیبیہ میں دوسرے لوگوں کے ساتھ) رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی، لیکن پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابن اکوع! کیا تم بیعت نہیں کرو گے؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول!

(۱۰۷۹۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۸۵٦ (انظر: ۱٤٤۸٥)

(۱۰۷۹۹) تخریج: اسناده ضعيف، ابو جعفر الرازی سیء الحفظ (انظر: ۲۰٥٤٦)

(۱۰۸۰۰) تخریج: أخرجه البخاری: ٤۱٦۹، ۷۲۰۸، ومسلم: ۱۸٦۰ (انظر: ۱٦٥۰۹)

عَلَامَ؟ قَالَ: ((عَلَى الْمَوْتِ۔)) (مسند احمد: ١٦٦٢٣)

میں تو آپ کی بیعت کر چکا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر کرو۔'' میں نے عرض کی: جی میں کس چیز پر بیعت کروں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''موت پر۔''

(١٠٨٠١)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ قال: قُلْتُ لِسَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ: عَلٰى اَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ؟ قَالَ: بَايَعْنَا عَلَى الْمَوْتِ۔ (مسند احمد: ١٦٦٤٨)

(دوسری سند) یزید بن ابی عبید سے مروی ہے کہ میں نے سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: آپ لوگوں نے حدیبیہ کے دن رسول اللہ ﷺ سے کس بات پر بیعت کی تھی؟ انہوں نے کہا: موت پر۔

(١٠٨٠٢)۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: كَانَ أَبِي مِمَّنْ بَايَعَ النَّبِيَّ ﷺ تَحْتَ الشَّجَرَةِ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ، فَقَالَ: انْطَلَقْنَا فِي قَابِلٍ حَاجِّينَ فَعُمِّيَ عَلَيْنَا مَكَانُهَا، فَإِنْ كَانَتْ بَيِّنَتْ لَكُمْ فَأَنْتُمْ أَعْلَمُ۔ (مسند احمد: ٢٤٠٧٥)

سعید بن مسیب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، ان کے باپ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے درخت کے نیچے نبی کریم ﷺ کی بیعتِ رضوان کی تھی۔ انہوں نے کہا: جب ہم اگلے سال حج کے ارادے سے گئے تو اس درخت کی جگہ پہنچانا ہمارے لیے مشکل ہو گیا۔ (یعنی یہ معلوم کرنا مشکل ہو گیا کہ ہم نے کس جگہ اور کس درخت کے نیچے بیعت کی تھی؟) اگر وہ جگہ تمہارے لیے واضح ہو گئی تو تم ہی پھر اس کے بارے میں بہتر جانتے ہو گے۔

رسول اللہ ﷺ کے صحابی کا بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں تو اگلے سال بھی اس درخت اور اس کی جگہ کا یقینی علم نہ ہو سکا۔ اگر کسی بعد والے شخص کو اس کا علم ہوا ہے تو پھر اس کا علم تو ہم سے زیادہ ہوا نا۔ مطلب یہ ہے کہ اس کا یقینی علم کسی کو نہیں۔ (عبداللہ رفیق)

فوائد:...... نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں ہونے والے بڑے بڑے واقعات کے زمان و مکاں کو یاد نہیں رکھا گیا اور نہ یہ ان ہستیوں کا مقصود تھا۔ غزوۂ بدر، غزوۂ احد، غزوۂ خندق، صلح حدیبیہ، بیعتِ رضوان، فتح مکہ، عمرے اور حجۃ الوداع وغیرہ، نہ تو سال کے بعد ان واقعات کی تاریخوں کو دوہرایا جاتا اور نہ ان مقامات کی زیارت کی جاتی۔

(١٠٨٠٣)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ طَارِقٍ

(دوسری سند) طارق بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ سعید بن

(١٠٨٠١) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١٠٨٠٢) تخريج: أخرجه البخارى: ٤١٦٤، ومسلم: ١٨٥٩ (انظر: ٢٣٦٧٥)

(١٠٨٠٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ الشَّجَرَةُ فَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي: أَنَّهُ كَانَ ذٰلِكَ الْعَامَ مَعَهُمْ فَنَسُوْهَا مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ۔ (مسند احمد: ٢٤٠٧٦)

مسیب کے سامنے بیعت والے درخت کا ذکر کیا گیا، انہوں نے کہا: مجھے میرے والد نے بیان کیا کہ اس سال (یعنی حدیبیہ والے سال) وہ بھی صحابہ کے ساتھ تھے، لیکن جب وہ صحابہ کے ساتھ اگلے سال گئے تو وہ اس درخت کو بھول چکے تھے۔

(١٠٨٠٤)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ: كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَلْفًا وَأَرْبَعمِائَةٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ۔)). (مسند احمد: ١٤٣٦٤)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حدیبیہ کے دن ہماری تعداد چودہ سو تھی، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ''تم آج روئے زمین کے تمام لوگوں سے افضل ہو۔''

(١٠٨٠٥)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ۔)). (مسند احمد: ١٤٨٣٧)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے کوئی بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔''

(١٠٨٠٦)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ إِلٰى مَكَّةَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ، فَضَرَبَ بِهَا يَدَهُ عَلٰى يَدِهِ وَقَالَ: ((هٰذِهِ لِعُثْمَانَ۔)) (مسند احمد: ٥٧٧٢)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ بھیجا تھا، ان کے جانے کے بعد بیعتِ رضوان ہوئی تھی، رسول اللہ ﷺ نے اس بیعت کے دوران اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا اور فرمایا: ''یہ عثمان کی طرف سے ہے۔''

(١٠٨٠٧)۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: أَنَّ شُرَحْبِيلَ بْنَ سَعْدٍ أَخْبَرَهُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ حَتّٰى نَزَلْنَا السُّقْيَا، فَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ: مَنْ يَسْقِينَا فِي أَسْقِيَتِنَا؟ قَالَ جَابِرٌ: فَخَرَجْتُ فِي فِئَةٍ مِنَ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حدیبیہ سے واپس ہوئے تو ہم نے سقیا کے مقام پر نزول کیا۔ (وہاں پانی کی قلت تھی) سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: کون ہے جو ہمیں پانی پلائے گا؟ پس میں چند انصاری نوجوانوں کو لے کر روانہ ہوا، یہاں تک کہ ہم مقامِ اثایہ کے پانی پر پہنچے، جو وہاں سے تقریباً تیئس (٢٣) میل

(١٠٨٠٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٤١٥٤، ٤٨٤٠، ومسلم: ١٨٥٦ (انظر: ١٤٣١٣)
(١٠٨٠٥) تخريج: أخرجه مسلم: ٢١٩٥ (انظر: ١٤٧٧٨)
(١٠٨٠٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٦٩٨، ٣١٣٠ (انظر: ٥٧٧٢)
(١٠٨٠٧) تخريج: حديث صحيح أخرجه بنحوه مسلم: ٣٠١٠ (انظر: ١٥٠٦٤)

الْأَنْصَارِ حَتّٰى أَتَيْنَا الْمَاءَ الَّذِي بِالْأُثَايَةِ وَبَيْنَهُمَا قَرِيبٌ مِنْ ثَلَاثَةٍ وَعِشْرِينَ مِيلًا، فَسَقَيْنَا فِي أَسْقِيَتِنَا حَتّٰى إِذَا كَانَ بَعْدَ عَتَمَةٍ إِذَا رَجُلٌ يُنَازِعُهُ بَعِيرُهُ إِلَى الْحَوْضِ، فَقَالَ: أَوْرِدْ فَإِذَا هُوَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَوْرَدَ، ثُمَّ أَخَذْتُ بِزِمَامِ نَاقَتِهِ فَأَنَخْتُهَا، فَقَامَ فَصَلَّى الْعَتَمَةَ، وَجَابِرٌ فِيمَا ذَكَرَ إِلٰى جَنْبِهِ، ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَهَا ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَجْدَةً۔ (مسند احمد: ۱۵۱۳۰)

دور تھا اور ہم اپنے مشکیزے بھر لائے، رات کا اندھیرا چھا چکا تھا، ہم نے دیکھا کہ ایک آدمی کو اس کا اونٹ پانی کے حوض کی طرف کھینچ رہا تھا، اس نے بھی کہا کہ پی لے۔ ہم نے دیکھا تو وہ نبی کریم ﷺ تھے، چنانچہ اس اونٹ نے پانی پیا، پھر میں نے آپ ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑ کر اسے بٹھا دیا اور آپ ﷺ نے وہاں کھڑے ہو کر عشاء کی نماز ادا کی، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق انہوں نے بھی آپ ﷺ کے پہلو میں نماز ادا کی، اس کے بعد آپ ﷺ نے تیرہ رکعت (رات کا قیام) کیا تھا۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ حَدِيْثِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ وَهُوَ يَتَضَمَّنُ تَلْخِيْصَ الْبَابَيْنِ اللَّذَيْنِ قَبْلَهُ

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کا واقعہ یہ دراصل گزشتہ دو ابواب کی تلخیص پر مشتمل ہے

(۱۰۸۰۸)۔ عَنْ إِيَاسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي: قَالَ: قَدِمْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْحُدَيْبِيَةَ، وَنَحْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً وَعَلَيْهَا خَمْسُونَ شَاةً لَا تُرْوِيهَا، فَقَعَدَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى جَبَاهَا، فَإِمَّا دَعَا وَإِمَّا بَسَقَ، فَجَاشَتْ فَسَقَيْنَا وَاسْتَقَيْنَا، قَالَ: ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَعَا بِالْبَيْعَةِ فِي أَصْلِ الشَّجَرَةِ فَبَايَعْتُهُ أَوَّلَ النَّاسِ، وَبَايَعَ وَبَايَعَ حَتّٰى إِذَا كَانَ فِي وَسَطٍ مِنَ النَّاسِ، قَالَ: يَا سَلَمَةُ! بَايِعْنِي، قَالَ: قَدْ بَايَعْتُكَ فِي أَوَّلِ النَّاسِ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((وَأَيْضًا فَبَايِعْ۔)) وَرَآنِي أَعْزَلَ فَأَعْطَانِي حَجَفَةً أَوْ دَرَقَةً، ثُمَّ بَايَعَ وَبَايَعَ حَتّٰى إِذَا كَانَ فِي آخِرِ النَّاسِ، قَالَ: ((أَلَا تُبَايِعُنِي؟)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ!

ایاس سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں میرے والد سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حدیبیہ کے مقام پر پہنچے، ہم چودہ سو کی تعداد میں تھے، وہاں پچاس بکریاں تھیں اور وہاں کا پانی ان کے لیے بھی ناکافی تھا، رسول اللہ ﷺ اس کنوئیں کے کنارے بیٹھ گئے، آپ ﷺ نے یا تو دعا کی یا اس میں اپنا لعاب مبارک ڈالا، پس کنواں تو جوش مارنے لگا۔ ہم نے پانی خود پیا اور جانوروں کو بھی پلایا، بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے ایک درخت کے نیچے سب لوگوں کو بیعت کے لیے پکارا، سب سے پہلے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے بیعت کی اور آپ ﷺ لوگوں سے بیعت لیتے رہے، یہاں تک کہ جب آدھے لوگ بیعت کر چکے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''سلمہ! تم بیعت کرو۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تو سب سے پہلے بیعت کر چکا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دوبارہ بیعت کرو۔''

(۱۰۸۰۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۸۰۷ (انظر: ۱۶۵۱۸)

قَدْ بَايَعْتُ أَوَّلَ النَّاسِ وَأَوْسَطَهُمْ وَآخِرَهُمْ، قَالَ: ((وَأَيْضًا فَبَايِعْ۔)) فَبَايَعْتُهُ، ثُمَّ قَالَ: ((أَيْنَ دَرَقَتُكَ أَوْ حَجَفَتُكَ الَّتِي أَعْطَيْتُكَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَقِيَنِي عَمِّي عَامِرٌ أَعْزَلَا فَأَعْطَيْتُهُ إِيَّاهَا، قَالَ: فَقَالَ: ((إِنَّكَ كَالَّذِي قَالَ اللَّهُمَّ ابْغِنِي حَبِيبًا هُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي۔)) وَضَحِكَ، ثُمَّ إِنَّ الْمُشْرِكِينَ رَاسَلُونَا الصُّلْحَ حَتّٰى مَشَى بَعْضُنَا إِلٰى بَعْضٍ، قَالَ: وَكُنْتُ تَبِيعًا لِطَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، أَحُسُّ فَرَسَهُ وَأَسْقِيهِ وَآكُلُ مِنْ طَعَامِهِ وَتَرَكْتُ أَهْلِي وَمَالِي مُهَاجِرًا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ، فَلَمَّا اصْطَلَحْنَا نَحْنُ وَأَهْلُ مَكَّةَ، وَاخْتَلَطَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ، أَتَيْتُ الشَّجَرَةَ فَكَسَحْتُ شَوْكَهَا وَاضْطَجَعْتُ فِي ظِلِّهَا، فَأَتَانِي أَرْبَعَةٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ فَجَعَلُوا وَهُمْ مُشْرِكُونَ يَقَعُونَ فِي رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَتَحَوَّلْتُ عَنْهُمْ إِلٰى شَجَرَةٍ أُخْرٰى وَعَلَّقُوا سِلَاحَهُمْ وَاضْطَجَعُوا، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ نَادٰى مُنَادٍ مِنْ أَسْفَلِ الْوَادِي: يَا آلَ الْمُهَاجِرِينَ! قُتِلَ ابْنُ زُنَيْمٍ، فَاخْتَرَطْتُ سَيْفِي فَشَدَدْتُ عَلَى الْأَرْبَعَةِ، فَأَخَذْتُ سِلَاحَهُمْ فَجَعَلْتُهُ ضِغْثًا، ثُمَّ قُلْتُ: وَالَّذِي أَكْرَمَ مُحَمَّدًا! لَا يَرْفَعُ رَجُلٌ مِنْكُمْ رَأْسَهُ إِلَّا ضَرَبْتُ الَّذِي يَعْنِي فِيهِ عَيْنَاهُ، فَجِئْتُ أَسُوقُهُمْ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَجَاءَ عَمِّي

چنانچہ انہوں نے دوبارہ بیعت کی، آپ ﷺ نے مجھے بغیر اسلحہ کے یعنی خالی ہاتھ دیکھا تو آپ ﷺ نے مجھے ڈھال عطا فرمائی اور پھر لوگوں سے بیعت لیتے رہے۔ یہاں تک کہ جب آخری لوگ بیعت کر رہے تھے تو آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''ابن اکوع! کیا تم میری بیعت نہیں کرو گے؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں تو سب سے پہلے بھی اور لوگوں کے وسط میں بھی بیعت کر چکا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر بیعت کرو۔'' چنانچہ میں نے سہ بارہ آپ ﷺ کی بیعت کی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہیں جو ڈھال دی ہے، وہ کہاں ہے؟'' میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے میرا چچا عامر بغیر اسلحہ کے یعنی خالی ہاتھ ملے تو میں نے وہ ڈھال ان کو دے دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم تو اس آدمی کی مانند ہو، جس نے کہا تھا یا اللہ مجھے ایسے دوست مہیا کر جو مجھے اپنے آپ سے بھی زیادہ محبوب ہوں۔'' آپ ﷺ یہ فرما کر مسکرا دیئے، اس کے بعد مشرکین ہمارے ساتھ صلح کی کوششیں کرتے رہے، یہاں تک کہ ہم میں سے بعض ایک دوسرے کی طرف بھی گئے۔ میں اس وقت سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا خدمت گزار تھا، میں ان کے گھوڑے کو سہلاتا، اسے پانی پلاتا اور میں ان کے کھانے میں سے کھانا کھاتا اور میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرنے کی وجہ سے اپنے اہل وعیال اور اموال کو چھوڑ کر ان سے لاتعلق ہو چکا تھا۔ جب ہماری اہل مکہ سے صلح ہوئی اور ہم ایک دوسرے سے ملنے جلنے لگے، ایک درخت کے نیچے جا کر میں نے اس کے کانٹے صاف کئے اور اس کے سائے میں لیٹ گیا، مکہ کے باشندوں میں سے چار مشرک میرے پاس آ گئے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں نازیبا الفاظ کہنے لگے، میں ان کو چھوڑ کر ایک

عَامِرٌ بِابْنِ مِكْرَزٍ يَقُودُ بِهِ فَرَسَهُ يَقُودُ سَبْعِينَ حَتَّى وَقَفْنَاهُمْ فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: ((دَعُوهُمْ يَكُونُ لَهُمْ بُدُوُّ الْفُجُورِ۔)) وَعَفَا عَنْهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأُنْزِلَتْ: ﴿وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ﴾ ثُمَّ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا يُقَالُ لَهُ: لَحْيُ جَمَلٍ، فَاسْتَغْفَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِمَنْ رَقِيَ الْجَبَلَ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ، كَانَ طَلِيعَةً لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابِهِ، فَرَقِيتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً، ثُمَّ قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ، وَبَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِظَهْرِهِ مَعَ غُلَامِهِ رَبَاحٍ وَأَنَا مَعَهُ، وَخَرَجْتُ بِفَرَسِ طَلْحَةَ أُنَدِّيهِ عَلَى ظَهْرِهِ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا إِذَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُيَيْنَةَ الْفَزَارِيُّ قَدْ أَغَارَ عَلَى ظَهْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَاقَهُ أَجْمَعَ وَقَتَلَ رَاعِيَهُ۔ (مسند احمد: ١٦٦٣٣)

اور درخت کے نیچے چلا گیا، انہوں نے اپنے ہتھیار درخت کے ساتھ لٹکائے اور لیٹ گئے، وہ ابھی اسی حال میں تھے کہ وادی کے پست حصے کی جانب سے ایک پکارنے والے نے پکارا: اے مہاجرین! ابن زُنیم رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ میں اپنی تلوار سونت کر ان چاروں کی طرف دوڑا، میں نے ان کے ہتھیار اپنے قبضہ میں لے لئے اور میں نے ان سے کہا: اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کو عزت سے نوازا ہے! اگر تم میں سے کسی نے اپنا سر اوپر کو اُٹھایا تو میں اسے قتل کر دوں گا، میں ان کو ہانک کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا اور میرے چچا عامر نے ابن مکرز کو گرفتار کر لیا، وہ اسے اپنے گھوڑے پر کر رہا تھا، ان کے ساتھ مزید ستر مشرکین تھے، یہاں تک کہ ہم سب آ کر رک گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کی طرف دیکھ کر فرمایا: ''ان کو چھوڑ دو، گناہ کا آغاز انہی کے ذمہ ہے۔'' اور رسول اللہ ﷺ نے ان سے درگزر فرمایا اور یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ﴾...... ''اور وہ ذات ہے جس نے ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روکا۔'' (سورۂ فتح: ۲۴) اس کے بعد ہم مدینہ منورہ کی طرف واپس چل دیئے، ہم واپسی پر لحی جمل نامی ایک مقام پر ٹھہرے، رسول اللہ ﷺ نے وہاں اس آدمی کے حق میں مغفرت کی دعا کی جو اس رات پہاڑ پر چڑھ کر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کا پہرہ دے، پس میں اس رات دو یا تین مرتبہ پہاڑ پر چڑھا، پھر ہم مدینہ منورہ پہنچ گئے، رسول اللہ ﷺ نے اپنا اونٹ دوسرے اونٹوں میں پہنچانے کے لیے اپنے غلام رباح رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بھیجا، میں بھی سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار اسے دوڑاتا ہوا، رباح کے ہمراہ تھا، صبح ہوئی تو ہم نے دیکھا کہ

عبدالرحمٰن بن عیینہ فرازی رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں کو لوٹ کر ان سب کو لے گیا اور اونٹوں کے چرواہے کو قتل کر گیا ہے۔

فوائد:...... صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ سے تین بار بیعت لی، یہ دراصل آپ ﷺ کی طرف سے اشارہ تھا کہ سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ تین ایسے مواقع پر حاضر ہوں گے کہ ان کو ان میں اچھی خاصی تگ و دو کرنا پڑے گی، پھر ایسے ہی ہوا اور وہ تین مواقع صلح حدیبیہ، غزوۂ ذی قرد اور غزوۂ خیبر میں پیش آئے۔

آیت کی تفسیر کے لیے دیکھیں حدیث نمبر (۸۷۵۶)۔

اَبْوَابُ حَوَادِثِ السَّنَةِ السَّابِعَةِ
۷ہجری کے احوال وواقعات

بَابُ: مَاجَاءَ فِيْ غَزْوَةِ ذِيْ قَرَدٍ وَتُسَمّٰى غَزْوَةَ الْغَابَةِ اَيْضًا
غزوۂ ذی قرد، جس کو غزوۂ غابہ بھی کہتے ہیں، کا بیان

نبی کریم ﷺ نے اپنے اونٹ احد کی اطراف میں غابہ کے اندر چرنے کے لیے بھیج رکھے تھے، ساتھ ہی آپ ﷺ کا غلام سیدنا رباح رضی اللہ عنہ، اونٹوں کا ایک چرواہا اور سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ تھے، اچانک عبد الرحمٰن بن عیینہ فزاری نے اونٹوں پر چھاپہ مارا اور چرواہے کو قتل کر کے سارے اونٹ ہانک کر لے گیا، سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا تھا، انھوں نے وہ گھوڑا سیدنا رباح رضی اللہ عنہ کو دیا کہ وہ جلدی سے مدینہ جا کر حادثے کی اطلاع دیں اور خود ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر مدینہ کی طرف چہرہ کیا اور تین بار نہایت بلند آواز سے پکارا: ”یَا صَبَاحَاہ“ (ہائے صبح کا حملہ)، پھر خود حملہ آوروں کی طرف نکلے اور ان پر تیر برسانے لگے، درج ذیل احادیث میں اس کی مزید تفصیل بیان کی گئی ہے۔

یہ غزوہ آپ ﷺ کی خیبر روانگی سے صرف تین روز پہلے پیش آیا، اس غزوے کے دوران آپ ﷺ نے مدینہ کا انتظام سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو سونپا اور پرچم سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ کو دیا۔

(۱۰۸۰۹)۔ قَالَ حَدَّثَنِي مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ قَالَ، خَرَجْتُ مِنَ الْمَدِينَةِ ذَاهِبًا نَحْوَ الْغَابَةِ حَتّٰى إِذَا كُنْتُ بِثَنِيَّةِ الْغَابَةِ، لَقِيَنِي غُلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ

یزید بن ابی عبید سے مروی ہے کہ سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے ان کو بتلایا کہ میں غابہ کی طرف جانے کے لیے مدینہ منورہ سے روانہ ہوا، جب میں غابہ کی گھاٹی یا راستہ میں تھا تو مجھ سے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لڑکے کی ملاقات ہوئی، میں نے کہا تیرا بھلا ہو، تجھے کیا ہوا ہے؟ وہ بولا کہ رسول اللہ ﷺ

(۱۰۸۰۹) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۰۴۱، ومسلم: ۱۸۰۶ (انظر: ۱۶۵۱۳)

قَالَ: قُلْتُ: وَيْحَكَ! مَا لَكَ؟ قَالَ: أُخِذَتْ لِقَاحُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قُلْتُ: مَنْ أَخَذَهَا؟ قَالَ: غَطَفَانُ وفَزَارَةُ، قَالَ: فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ أَسْمَعْتُ مَنْ بَيْنَ لَابَتَيْهَا، يَا صَبَاحَاهْ! يَا صَبَاحَاهْ! ثُمَّ انْدَفَعْتُ حَتّٰى أَلْقَاهُمْ وَقَدْ أَخَذُوهَا، قَالَ: فَجَعَلْتُ أَرْمِيهِمْ وَأَقُولُ: أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ، قَالَ: فَاسْتَنْقَذْتُهَا مِنْهُمْ قَبْلَ أَنْ يَشْرَبُوا، فَأَقْبَلْتُ بِهَا أَسُوقُهَا فَلَقِيَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ الْقَوْمَ عِطَاشٌ وَإِنِّي أَعْجَلْتُهُمْ قَبْلَ أَنْ يَشْرَبُوا فَاذْهَبْ فِي أَثَرِهِمْ، فَقَالَ: ((يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ! مَلَكْتَ فَأَسْجِحْ إِنَّ الْقَوْمَ يُقْرَوْنَ فِي قَوْمِهِمْ.)) (مسند احمد: ١٦٦٢٨)

کی اونٹنیوں کو لوٹ لیا گیا ہے، میں نے پوچھا: کس نے لوٹی ہیں؟ اس نے بتایا کہ غطفان اور فزارہ کے لوگوں نے، سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ سن کر میں نے بلند آواز سے تین بار ”یَا صَبَاحَاہ“ کی آواز دی، یہ آواز اس قدر اونچی اور تیز تھی کہ میں نے مدینہ کے دو حروں کے مابین لوگوں تک پہنچادی، پھر میں ان لوگوں کے پیچھے دوڑ پڑا، تا آنکہ میں نے ان کو جالیا، وہ ان اونٹنیوں کو اپنے قبضے میں لے چکے تھے۔ میں ان پر تیر برسانے لگا اور میں یہ رجز پڑھتا جا تا تھا: أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ (میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے)۔ سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: قبل اس کے کہ وہ کہیں جا کر پانی پیتے میں نے اونٹنیوں کو ان سے چھڑوا لیا۔ میں اونٹنیوں کو لے کر واپس ہوا اور رسول اللہ ﷺ سے میری ملاقات ہوئی۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ لوگ ابھی تک پیاسے ہیں اور میں ان کے پانی پینے سے پہلے پہلے ان تک پہنچ گیا، آپ ان کے پیچھے تشریف لے چلیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابن اکوع! تو نے ان پر غلبہ پالیا اب نرمی کر، ان کی قوم میں ان کی ضیافت کی جارہی ہے۔“

(١٠٨١٠)۔ حَدَّثَنَا إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجْنَا أَنَا وَرَبَاحٌ غُلَامُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِظَهْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَخَرَجْتُ بِفَرَسٍ لِطَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، كُنْتُ أُرِيدُ أَنْ أُبْدِيَهُ مَعَ الْإِبِلِ، فَلَمَّا كَانَ بِغَلَسٍ غَارَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُيَيْنَةَ عَلٰى إِبِلِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَقَتَلَ رَاعِيَهَا

ایاس بن سلمہ بن اکوع اپنے والد سلمہ بن اکوع سے بیان کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ حدیبیہ کے زمانہ میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مدینہ منورہ آئے۔ رسول اللہ ﷺ کا غلام رباح رضی اللہ عنہ اور میں آپ ﷺ کے اونٹ کو لے کر روانہ ہوئے۔ میں طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار اسے اونٹ کے ساتھ دوڑانا چاہتا تھا۔ صبح منہ اندھیرے عبدالرحمن بن عیینہ فزاری نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں پر دھاوا بول دیا۔ ان کے چرواہے کو قتل کر دیا۔ وہ اور اس کے ساتھی جو

(١٠٨١٠) تخریج: أخرجه مسلم: ١٨٠٧ (انظر: ١٦٥٣٩)

وَخَرَجَ يَطْرُدُهَا هُوَ وَأُنَاسٌ مَعَهُ فِي خَيْلٍ، فَقُلْتُ: يَا رَبَاحُ! اقْعُدْ عَلَى هٰذَا الْفَرَسِ فَأَلْحِقْهُ بِطَلْحَةَ وَأَخْبِرْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَدْ أُغِيرَ عَلَى سَرْحِهِ، قَالَ: وَقُمْتُ عَلَى تَلٍّ فَجَعَلْتُ وَجْهِي مِنْ قِبَلِ الْمَدِينَةِ، ثُمَّ نَادَيْتُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: يَا صَبَاحَاه! ثُمَّ اتَّبَعْتُ الْقَوْمَ مَعِي سَيْفِي وَنَبْلِي فَجَعَلْتُ اَرْمِيهِمْ وَاَعْقِرُ بِهِمْ وَذٰلِكَ حِينَ يَكْثُرُ الشَّجَرُ، فَإِذَا رَجَعَ إِلَيَّ فَارِسٌ جَلَسْتُ لَهُ فِيْ اَصْلِ الشَّجَرَةِ ثُمَّ رَمَيْتُ، فَلَا يَقْبَلُ عَلَيَّ فَارِسٌ إِلَّا عَقَرْتُ بِهِ فَجَعَلْتُ اَرْمِيهِمْ رَاحِلَتِهِ وَاَقُولُ: أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ، فَأَلْحَقُ بِرَجُلٍ مِنْهُمْ فَأَرْمِيهِ وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ فَيَقَعُ سَهْمِي فِي الرَّجُلِ حَتَّى انْتَظَمْتُ كَتِفَهُ فَقُلْتُ: خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ فَإِذَا كُنْتُ فِي الشَّجَرِ اَحْرَقْتُهُمْ بِالنَّبْلِ فَإِذَا تَضَايَقَتِ الثَّنَايَا عَلَوْتُ الْجَبَلَ فَرَدَّيْتُهُمْ بِالْحِجَارَةِ، فَمَا ذَاكَ شَأْنِي وَشَأْنُهُمْ اَتْبَعُهُمْ فَارْتَجِزُ حَتّٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ شَيْئًا مِنْ ظَهْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا خَلَّفْتُهُ وَرَاءَ ظَهْرِي فَاسْتَنْقَذْتُهُ مِنْ اَيْدِيهِمْ، ثُمَّ لَمْ اَزَلْ اَرْمِيهِمْ حَتّٰى اَلْقَوْا اَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثِيْنَ رُمْحًا، وَاَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثِيْنَ بُرْدَةً يَسْتَخِفُّونَ مِنْهَا، وَلَا يُلْقُونَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا إِلَّا جَعَلْتُ عَلَيْهِ حِجَارَةً وَجَمَعْتُ عَلَى طَرِيقِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى إِذَا امْتَدَّ

گھوڑوں پر سوار تھے۔ اونٹوں کو بھگالے گئے۔ میں نے کہا اے رباح! تم اس گھوڑے پر سوار ہو کر جاؤ اور اسے طلحہ رضی اللہ عنہ تک پہنچا دو اور رسول اللہ ﷺ کو جا کر اطلاع دو کہ ان کے جانوروں کو لوٹ لیا گیا ہے۔ اور میں نے خود ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر مدینہ کی طرف رخ کر کے تین مرتبہ "یا صباحاہ" کی ندا دی۔ اور تیر تلوار لے کر میں نے ان لوگوں کا پیچھا شروع کر دیا۔ تو میں تیر چلا چلا کر جہاں درخت زیادہ ہوتے ان کو زخمی کرتا اور جب کوئی گھڑ سوار میری طرف رخ کرتا تو میں کسی درخت کے پیچھے بیٹھ جاتا اور پھر تیر چلانا شروع کر دیتا کوئی بھی گھڑ سوار میری طرف رخ کرتا تو میں اس کے گھوڑے کو زخمی کر دیتا، میں ان پر تیر برساتا اور یہ رجز پڑھتا تھا۔

أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ (اور میں اکوع کا بیٹا ہوں آج کمینوں (کی ہلاکت) کا دن ہے)

میں ان میں سے کسی سے ملتا اس پر تیر چلاتا میرا تیر اسے جا لگتا اور میں تیر کو اس کے کندھے میں پیوست کر دیتا اور میں کہتا۔

أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ (اور میں اکوع کا بیٹا ہوں آج کمینوں (کی ہلاکت) کا دن ہے) میں جب درختوں کے کسی جھنڈ میں ہوتا تو ان پر تیروں کی بوچھاڑ کر دیتا۔ اور جب تنگ راستے آتے تو میں پہاڑ کے اوپر چڑھ جاتا اور ان پر پتھر لڑھکانے لگتا۔ ان کی اور میری یہی حالت رہی۔ میں ان کے پیچھے لگا رہا۔ اور رجز پڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے جتنے اونٹ پیدا کئے تھے میں ان کو دشمنوں سے چھڑوا کر ان کو پیچھے چھوڑتا گیا۔ اور میں ان پر تیر برساتا رہا یہاں تک کہ وہ اپنا وزن ہلکا کرنے کے لیے تیس سے زیادہ نیزے اور تیس سے زائد چادریں بھی پھینک گئے۔ وہ جو چیز بھی اس طرح پھینکتے جاتے میں ان پر بطور

الضُّحٰى اَتَاهُمْ عُيَيْنَةُ بْنُ بَدْرٍ الْفَزَارِيُّ مَدَدًا لَهُمْ، وَهُمْ فِي ثَنِيَّةٍ ضَيِّقَةٍ، ثُمَّ عَلَوْتُ الْجَبَلَ فَأَنَا فَوْقَهُمْ فَقَالَ عُيَيْنَةُ: مَا هٰذَا الَّذِيْ أَرٰى قَالُوا: لَقِينَا مِنْ هٰذَا الْبَرْحَ مَا فَارَقَنَا بِسَحَرٍ حَتَّى الْآنَ وَأَخَذَ كُلَّ شَيْءٍ فِي أَيْدِينَا وَجَعَلَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ، قَالَ عُيَيْنَةُ: لَوْلَا أَنَّ هٰذَا يَرَى أَنَّ وَرَاءَهُ طَلَبًا لَقَدْ تَرَكَكُمْ لِيَقُمْ إِلَيْهِ نَفَرٌ مِنْكُمْ، فَقَامَ إِلَيْهِ مِنْهُمْ أَرْبَعَةٌ فَصَعِدُوْا فِي الْجَبَلِ، فَلَمَّا أَسْمَعْتُهُمُ الصَّوْتَ قُلْتُ: أَتَعْرِفُونِي؟ قَالُوا: وَمَنْ أَنْتَ؟ قُلْتُ: أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ، وَالَّذِي كَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! لَا يَطْلُبُنِي مِنْكُمْ رَجُلٌ فَيُدْرِكُنِي وَلَا أَطْلُبُهُ فَيَفُوتُنِي، قَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: إِنْ أَظُنُّ قَالَ فَمَا بَرِحْتُ مَقْعَدِي ذٰلِكَ حَتّٰى نَظَرْتُ إِلٰى فَوَارِسِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَتَخَلَّلُونَ الشَّجَرَ، وَإِذَا أَوَّلُهُمُ الْأَخْرَمُ الْأَسَدِيُّ، وَعَلٰى أَثَرِهِ أَبُو قَتَادَةَ فَارِسُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلٰى أَثَرِ أَبِي قَتَادَةَ الْمِقْدَادُ الْكِنْدِيُّ فَوَلَّى الْمُشْرِكُونَ مُدْبِرِينَ، وَأَنْزِلُ مِنَ الْجَبَلِ فَأَعْرِضُ لِلْأَخْرَمِ فَآخُذُ بِعِنَانِ فَرَسِهِ، فَقُلْتُ: يَا أَخْرَمُ! ائْذَنِ الْقَوْمَ يَعْنِي احْذَرْهُمْ، فَإِنِّي لَا آمَنُ أَنْ يَقْطَعُوكَ فَاتَّئِدْ حَتّٰى يَلْحَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ، قَالَ: يَا سَلَمَةُ! إِنْ كُنْتَ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتَعْلَمُ أَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَالنَّارَ حَقٌّ،

علامت پتھر رکھ جاتا اور ان اشیاء کو رسول اللہ ﷺ کے راستے پر جمع کرتا گیا۔ جب دن اچھی طرح چڑھ آیا تو عیینہ بن بدر فزاری ان کی مدد کو آ گیا۔ اس وقت وہ ایک تنگ راستے پر جا رہے تھے۔ میں پہاڑ کے اوپر چڑھ گیا۔ تو عیینہ نے ان سے کہا میں تمہارا کیسا برا حال دیکھ رہا ہوں۔ وہ بولے یہ ساری مصیبت اس کی طرف سے آئی ہے۔ یہ صبح سے اب تک ہمارا پیچھا کر رہا ہے۔ اس نے ہمارا سارا سامان ہم سے لے کر اسے پیچھے چھوڑ آیا ہے۔ عیینہ نے کہا اسے یقیناً معلوم ہے کہ پیچھے سے اس کے ساتھی آ رہے ہیں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو یہ تمہیں چھوڑ جاتا۔ تم میں سے کچھ لوگ اس کی طرف جائیں تو سہی۔ تو ان میں سے چار آدمی اس کی طرف جانے کے لیے اُٹھے اور پہاڑ پر چڑھ گئے۔ میں نے بلند آواز سے ان کو کہا کیا تم لوگ مجھے پہچانتے ہو؟ وہ بولے بتاؤ تم کون ہو؟ میں نے کہا کہ میں اکوع کا بیٹا ہوں۔ اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کو بے انتہا عزت سے نوازا ہے تم میں سے کوئی بھی مجھے نہیں پکڑ سکتا۔ اور میں تم میں سے جسے پکڑنا چاہوں وہ میرے ہاتھوں سے نکل نہیں سکتا۔ ان میں سے ایک نے کہا بات تو ایسی ہی ہے سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بڑے آرام سے اپنی جگہ بیٹھا رہا۔ یہاں تک کہ میں نے درختوں کے بیچ میں سے رسول اللہ ﷺ کے گھڑ سواروں کو آتے دیکھ لیا۔ اخرم اسدی رضی اللہ عنہ سب سے آگے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے گھڑ سوار ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اس سے پیچھے تھے۔ اور ان سے پیچھے مقداد کندی رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ منظر دیکھ کر مشرکین تو دُم دبا کر بھاگ اُٹھے اور میں پہاڑ سے نیچے اتر کر اخرم رضی اللہ عنہ کے سامنے آیا اور ان کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر میں نے کہا اخرم! ان لوگوں سے ذرا محتاط رہنا مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ آپ کو اچک نہ لیں۔ تم رسول اللہ ﷺ اور آپ

فَلَا تَحُلْ بَيْنِي وَبَيْنَ الشَّهَادَةِ، قَالَ: فَخَلَّيْتُ عِنَانَ فَرَسِهِ فَيَلْحَقُ بِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُيَيْنَةَ، وَيَعْطِفُ عَلَيْهِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، فَاخْتَلَفَا طَعْنَتَيْنِ فَعَقَرَ الْأَخْرَمُ بِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَطَعَنَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقَتَلَهُ، فَتَحَوَّلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ فَرَسِ الْأَخْرَمِ، فَيَلْحَقُ أَبُو قَتَادَةَ بِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ، فَاخْتَلَفَا طَعْنَتَيْنِ فَعَقَرَ بِأَبِي قَتَادَةَ وَقَتَلَهُ أَبُو قَتَادَةَ، وَتَحَوَّلَ أَبُو قَتَادَةَ عَلٰى فَرَسِ الْأَخْرَمِ، ثُمَّ إِنِّي خَرَجْتُ أَعْدُو فِي أَثَرِ الْقَوْمِ حَتّٰى مَا أَرٰى مِنْ غُبَارِ صَحَابَةِ النَّبِيِّ ﷺ شَيْئًا، وَيُعْرِضُونَ قَبْلَ غَيْبُوبَةِ الشَّمْسِ إِلٰى شِعْبٍ فِيهِ مَاءٌ يُقَالُ لَهُ: ذُو قَرَدٍ، فَأَرَادُوا أَنْ يَشْرَبُوا مِنْهُ، فَأَبْصَرُونِي أَعْدُو وَرَاءَ هُمْ، فَعَطَفُوا عَنْهُ وَاشْتَدُّوا فِي الثَّنِيَّةِ ثَنِيَّةِ ذِي بِئْرٍ وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَأَلْحَقُ رَجُلًا فَأَرْمِيهِ: فَقُلْتُ: خُذْهَا، وَأَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ، وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ، قَالَ: فَقَالَ: يَا ثُكْلَ أُمِّ أَكْوَعَ بَكْرَةَ، قُلْتُ: نَعَمْ، أَيْ عَدُوَّ نَفْسِهِ! وَكَانَ الَّذِي رَمَيْتُهُ بَكْرَةَ فَأَتْبَعْتُهُ سَهْمًا آخَرَ، فَعَلِقَ بِهِ سَهْمَانِ، وَيَخْلُفُونَ فَرَسَيْنِ، فَجِئْتُ بِهِمَا أَسُوقُهُمَا إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمَاءِ الَّذِي جَلَّيْتُهُمْ عَنْهُ ذُو قَرَدٍ، فَإِذَا بِنَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فِي خَمْسِ مِائَةٍ، وَإِذَا بِلَالٌ قَدْ نَحَرَ جَزُورًا مِمَّا خَلَّفْتُ فَهُوَ يَشْوِي لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ كَبِدِهَا

کے اصحاب کے آنے تک ذرا رک جاؤ۔ تو اخرم رضی اللہ عنہ نے کہا اے سلمہ رضی اللہ عنہ! اگر تم اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور یقین رکھتے ہو کہ جنت اور دوزخ حق ہیں تو تم میرے اور شہادت کے درمیان رکاوٹ نہ بنو۔ سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ان کی بات سن کر میں نے ان کے گھوڑے کی باگ کو چھوڑ دیا۔ ان کا ٹکراؤ عبدالرحمٰن بن عیینہ سے ہو گیا۔ وہ ان پر الٹ الٹ کر حملے کرنے لگا۔ انہوں نے ایک دوسرے پر نیزے کے دو دو وار کیے اخرم رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن کے گھوڑے کی ٹانگوں کو زخمی کر دیا۔ اور عبدالرحمٰن نے ان کو نیزے کا وار کر کے شہید کر دیا۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن اخرم رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ پھر ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی اس سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ انہوں نے بھی ایک دوسرے پر نیزے چلائے۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا تو زخمی ہو گیا تاہم انہوں نے عبدالرحمٰن کو قتل کر دیا۔ اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اخرم رضی اللہ عنہ والے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ میں پھر دشمن کے پیچھے دوڑنے لگا۔ اور اس قدر آگے نکل گیا کہ مجھے نبی کریم ﷺ کے صحابہ کا غبار بھی دکھائی نہ دے رہا تھا اور دشمن غروب آفتاب سے ذرا پہلے قرد نامی ایک گھاٹی پر پہنچے جہاں کچھ پانی موجود تھا۔ انہوں نے وہاں سے پانی پینے کا ارادہ کیا۔ اسی دوران انہوں نے مجھے دیکھا کہ میں ان کے پیچھے پیچھے دوڑتا آ رہا ہوں وہ وہاں سے روانہ ہو گئے اور تیز تیز دوڑتے پہاڑی تنگ راستے پر چل دیئے۔ اس پہاڑی راستے کا نام ثنیہ ذی بئر'' ہے۔ سورج غروب ہو چکا تھا۔ میرا ایک مشرک سے ٹکراؤ ہوا میں نے اس پر تیر چلاتے ہوئے کہا:

أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ (اور میں اکوع کا بیٹا ہوں آج کمینوں (کی ہلاکت) کا دن ہے) وہ بولا اکوع کی ماں اسے گم پائے۔ (یعنی وہ مر جائے) صبح سے تو ہی ہمارا

وَسَنَامِهَا، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! خَلِّنِي فَأَنْتَخِبَ مِنْ أَصْحَابِكَ مِائَةً فَآخُذَ عَلَى الْكُفَّارِ عَشْوَةً فَلَا يَبْقَى مِنْهُمْ مُخْبِرٌ إِلَّا قَتَلْتُهُ، قَالَ: ((أَكُنْتَ فَاعِلًا ذٰلِكَ يَا سَلَمَةُ۔)) قَالَ: نَعَمْ، وَالَّذِي أَكْرَمَكَ! فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى رَأَيْتُ نَوَاجِذَهُ فِي ضَوْءِ النَّارِ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّهُمْ يُقْرَوْنَ الْآنَ بِأَرْضِ غَطَفَانَ۔)) فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ غَطَفَانَ، فَقَالَ: مَرُّوا عَلَى فُلَانٍ الْغَطَفَانِيِّ فَنَحَرَ لَهُمْ جَزُورًا، قَالَ: فَلَمَّا أَخَذُوا يَكْشِطُونَ جِلْدَهَا رَأَوْا غَبَرَةً فَتَرَكُوهَا وَخَرَجُوا هَرَبًا، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((خَيْرُ فُرْسَانِنَا الْيَوْمَ أَبُو قَتَادَةَ، وَخَيْرُ رَجَّالَتِنَا سَلَمَةُ۔)) فَأَعْطَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَهْمَ الرَّاجِلِ وَالْفَارِسِ جَمِيعًا، ثُمَّ أَرْدَفَنِي وَرَاءَهُ عَلَى الْعَضْبَاءِ رَاجِعِينَ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَلَمَّا كَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهَا قَرِيبًا مِنْ ضَحْوَةٍ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ لَا يُسْبَقُ، جَعَلَ يُنَادِي: هَلْ مِنْ مُسَابِقٍ أَلَا رَجُلٌ يُسَابِقُ إِلَى الْمَدِينَةِ؟ فَأَعَادَ ذٰلِكَ مِرَارًا وَأَنَا وَرَاءَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُرْدِفِي قُلْتُ لَهُ: أَمَا تُكْرِمُ كَرِيمًا، وَلَا تَهَابُ شَرِيفًا؟)) قَالَ: لَا إِلَّا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، خَلِّنِي فَلَأُسَابِقُ الرَّجُلَ، قَالَ: ((إِنْ شِئْتَ۔)) قُلْتُ أَذْهَبُ إِلَيْكَ

پیچھا کر رہا ہے؟ میں نے کہا اللہ کے دشمن! ہاں میں ہی تم پر صبح سے تیر برسا رہا ہوں۔ اور ساتھ ہی میں نے اس پر دوسرا تیر چھوڑا۔ دونوں تیر اس پر پیوست ہو گئے اور وہ لوگ مزید دو گھوڑے پیچھے چھوڑ گئے۔ میں ان دونوں گھوڑوں کو لیے رسول اللہ ﷺ کی طرف چل دیا۔ آپ ﷺ پانی کے اس ذی قرد چشمے پر تھے جہاں سے میں نے دشمنوں کو دوڑایا تھا۔ میں نے دیکھا کہ اللہ کے نبی کریم ﷺ اپنے پانچ سو جان نثاروں سمیت وہاں تشریف فرما تھے۔ اور میں جو اونٹ پیچھے چھوڑ گیا تھا۔ بلال رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک اونٹ کو ذبح کیا ہوا تھا اور وہ اس کا جگر اور کوہان رسول اللہ ﷺ کے لیے بھون رہے تھے۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ مجھے اجازت ہو تو میں آپ کے ان ساتھیوں سے ایک سو آدمیوں کو لیجاؤں اور جا کر اندھیرے اندھیرے میں کفار پر حملہ کر دوں اور ان سب کو قتل کر دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سلمہ رضی اللہ عنہ کیا تو یہ کام کرنے کے لیے تیار ہے؟ انہوں نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو عزت و اکرام سے نوازا ہے۔ میں اس کام کے لیے تیار ہوں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ اس قدر مسکرائے کہ آگ کی روشنی میں میں نے آپ کی داڑھ مبارک نمایاں دیکھی آپ ﷺ نے فرمایا: اس وقت غطفان کے علاقے میں ان کی ضیافت ہو رہی ہے۔ بعد میں بنو غطفان سے ایک آدمی آیا اس نے بتلایا کہ وہ لوگ فلاں غطفانی کے پاس سے گزرے اس نے ان کے لیے ایک اونٹ ذبح کیا۔ جب وہ اس کا چمڑا اتار رہے تھے تو انہوں نے دور غبار اڑتے دیکھا تو وہ اونٹ کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج ہمارے گھڑ سواروں میں سب سے افضل

فَطَفَرَ عَنْ رَاحِلَتِهِ وَثَنَيْتُ رِجْلَيَّ فَطَفَرْتُ عَنِ النَّاقَةِ، ثُمَّ إِنِّي رَبَطْتُ عَلَيْهَا شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ يَعْنِي اسْتَبْقَيْتُ نَفْسِي، ثُمَّ إِنِّي عَدَوْتُ حَتَّى أَلْحَقَهُ فَأَصُكَّ بَيْنَ كَتِفَيْهِ بِيَدَيَّ، قُلْتُ: سَبَقْتُكَ وَاللّٰهِ! أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا، قَالَ: فَضَحِكَ، وَقَالَ: إِنْ أَظُنُّ حَتَّى قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ۔ (مسند احمد: ١٦٦٥٤)

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ ہیں اور پیدل لوگوں میں سب سے افضل سلمہ رضی اللہ عنہ ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے پیدل اور گھڑ سوار دونوں قسم کے لوگوں سے حصہ دیا۔ پھر مدینہ منورہ کی طرف واپس ہوئے تو آپ نے اپنی عضباء اونٹنی پر مجھے بھی اپنے پیچھے سوار کرلیا جب ہمارے مدینہ منورہ پہنچنے میں چاشت کے بقدر وقت باقی رہ گیا تو لوگوں میں ایک انصاری شخص تھا جو بہت تیز رفتار تھا۔ کوئی شخص اس کا مقابلہ کر کے اس سے آگے نہ نکل سکتا تھا۔ وہ آوازیں دینے لگا کوئی میرے ساتھ دوڑ کا مقابلہ کرنے والا ہے کوئی ہے جو مدینہ منورہ تک میرے ساتھ دوڑ لگائے۔ اس نے یہ بات کئی مرتبہ دہرائی۔ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ آپ ﷺ کی سواری پر آپ ﷺ کے پیچھے سوار تھا۔ میں نے اس سے کہا کیا تم کسی معزز کی عزت نہیں کر سکتے اور نہ کسی صاحب شرف سے ڈرتے ہو؟ وہ بولا میں رسول اللہ ﷺ کے سوا سب کو اس مقابلے کی دعوت دے رہا ہوں تو میں نے عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ مجھے اجازت دیجئے میں اس کے ساتھ دوڑ لگاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری مرضی، میں نے عرض کیا میں اس کے مقابلے میں جاتا ہوں۔ وہ آدمی اپنی سواری سے کود کر نیچے آ گیا۔ اور میں نے بھی اپنی ٹانگوں کو حرکت دی اور اونٹنی سے چھلانگ لگا دی۔ پھر میں ایک دو منزل تک جان بوجھ کر آہستہ دوڑا تاکہ اپنا سانس بچا لوں اور سانس نہ چڑھ جائے۔ اس کے بعد میں دوڑ کر اس تک پہنچا اور پیچھے سے اس کے کندھوں کے درمیان ہاتھ مار کر کہا اللہ کی قسم میں تجھ سے آگے نکل گیا۔ میں نے یہی لفظ کہے یا اس سے ملتے جلتے الفاظ کہے۔ یہ سن کر وہ ہنس پڑا اور بولا میرا بھی یہی خیال ہے یہاں تک کہ ہم مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

فوائد:...... اس حدیث کا درج ذیل سیاق مکمل ہے، ہم صرف ترجمہ پیش کرتے ہیں:

ایاس بن سلمہ اپنے باپ سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ (۱) ہم چودہ سو افراد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ مقام پر آئے، وہاں ایک کنواں تھا، جس سے (پانی کی قلت کی وجہ سے) پچاس بکریاں سیراب نہیں ہو سکتی تھیں، رسول اللہ ﷺ اس کنویں کے کنارے پر بیٹھ گئے، دعا کی یا اس میں تھوکا، پانی زور سے نکل کر بہنے لگا، سو ہم نے پیا اور پلایا۔ (۲) پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بیعت کے لیے درخت کے تنے کے پاس بلایا، میں نے سب سے پہلے بیعت کی، پھر آپ ﷺ مسلسل بیعت لیتے رہے، جب نصف لوگ بیعت کر کے فارغ ہو گئے تو آپ نے مجھے فرمایا: ''سلمہ! بیعت کرو۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تو سب سے پہلے بیعت کر چکا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''ایک دفعہ پھر کر لو۔'' (۳) جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے بغیر اسلحہ کے دیکھا تو مجھے ایک ڈھال دی، پھر بیعت لینا شروع کر دیا، حتی کہ لوگ آخر تک پہنچ گئے۔ آپ نے مجھے فرمایا: ''سلمہ! کیا تم بیعت نہیں کرتے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں سب سے پہلے اور پھر درمیان میں (دو دفعہ) بیعت کر چکا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''ایک دفعہ پھر کر لو۔'' سو میں نے تیسری دفعہ بیعت کی۔ (۴) پھر آپ نے مجھے فرمایا: ''سلمہ! وہ ڈھال کہاں ہے، جو میں نے تجھے دی تھی؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے میرے چچا ملے، ان کے پاس کوئی اسلحہ نہیں تھا، اس لیے میں نے ان کو دے دی۔ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا: ''تم تو اس آدمی کی طرح ہو جس نے کہا: اے اللہ! مجھے ایسا محبوب عطا کر دے جو مجھے اپنے آپ سے بھی زیادہ محبوب ہو۔'' (۵) پھر مشرکوں نے ہم سے صلح کے موضوع پر خط و کتابت شروع کی، یہاں تک کہ ہم ایک دوسرے کے پاس جانے لگ گئے اور صلح ہو گئی۔ میں سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا تابع تھا، ان کے گھوڑے کو پانی پلاتا، کھریرے کے ذریعے اس کی گرد صاف کرتا اور ان کی خدمت کرتا تھا۔ انھیں کا کھانا کھا لیتا تھا اور جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی تو اپنے اہل و عیال اور مال و منال کو پیچھے چھوڑ آیا تھا۔ جب ہماری اور اہل مکہ کی صلح ہو گئی اور ہم ایک دوسرے کے پاس جانے لگ گئے، تو میں ایک درخت کے نیچے آیا، اس کے کانٹے صاف کیے اور وہاں لیٹ گیا۔ میرے پاس مکہ کے چار مشرک آئے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے حق میں نازیبا الفاظ کہنا شروع کر دیے، میں ان سے بڑا متنفر ہوا، اس لیے میں ایک دوسرے درخت کی طرف چلا گیا۔ انھوں نے اپنا اسلحہ لٹکا دیا اور لیٹ گئے، وہ اسی حالت پر تھے کہ نچلی وادی سے یہ آواز سنائی دی: او مہاجرو! ابن زنیم کو قتل کر دیا گیا۔ میں نے اپنی تلوار سونت لی اور ان چاروں کی طرف دوڑ کر گیا، وہ سو رہے تھے، میں نے ان کا اسلحہ ضبط کر لیا اور اپنے ہاتھ میں پکڑ کر کہا: اس ذات کی قسم جس نے محمد (ﷺ) کے چہرے کو عزت والا بنایا! تم میں سے جو بھی سر اٹھائے گا میں اسے ماروں گا۔ پھر میں انھیں ہانک کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا۔ (۶) میرا چچا عامر عبلات سے مِکرز نامی آدمی کو ایک کمزور گھوڑے پر سوار کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا، وہ کل ستر مشرک تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''ان کو چھوڑ دو، برائی و بدکاری کی ابتدا بھی ان سے ہوئی اور انتہا بھی انہی پر ہو گی۔'' رسول اللہ ﷺ نے ان کو معاف کر دیا، اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ﴿وہی ہے جس نے خاص مکہ میں کافروں کے ہاتھوں کو تم سے اور تمھارے

ہاتھوں کو ان سے روک دیا، اس کے بعد کہ اس نے تمھیں ان پر غلبہ دے دیا تھا اور تم جو کچھ کر رہے ہو، اللہ تعالیٰ اسے خوب دیکھ رہا ہے۔﴾ (سورۂ فتح: ۲۴) (۷) پھر ہم مدینہ کی طرف پلٹے، ایک جگہ پڑاؤ ڈالا، ہمارے اور بنولحیان، جو کہ مشرک تھے، کے درمیان ایک پہاڑ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس رات کو اس پہاڑ پر چڑھنے والے کے لیے بخشش کی دعا کی، گویا کہ وہ نبی کریم ﷺ اور صحابۂ کرام کے پیش پیش تھا۔ سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس رات کو پہاڑ پر دو یا تین دفعہ چڑھا۔ (۸) پھر ہم مدینہ پہنچے، رسول اللہ ﷺ نے اپنی سواری اپنے غلام رباح کے ساتھ بھیجی، میں بھی اس کے ساتھ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر نکلا، میں نے گھوڑے کو ایڑ لگاتے لگاتے پسینہ پسینہ کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو پتہ چلا کہ عبدالرحمن فزاری نے دھوکہ کیا، اس نے آپ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور سواریوں کو ہانک کر لے گیا۔ میں نے کہا: رباح! یہ گھوڑا سیدنا طلحہ بن عبیداللہ کے پاس پہنچا دو اور رسول اللہ ﷺ کو یہ پیغام دو کہ مشرک ان کے مویشیوں کو لوٹ کر لے گئے ہیں۔ میں خود ایک ٹیلے پر کھڑا ہو گیا، مدینہ کی طرف متوجہ ہوا اور (لوگوں کو جمع کرنے کے لیے) تین دفعہ کہا: یاصباحاہ!۔ پھر میں ان لوگوں کے تعاقب میں نکل پڑا، میں انھیں تیر مارتا اور رجز یہ اشعار پڑھتے ہوئے کہتا:

میں اکوع کا بیٹا ہوں
آج کمینوں (کی ہلاکت) کا دن ہے

میں ایک آدمی کو پالیتا اور اس کے تھیلے میں اس زور سے تیر مارتا کہ اس کے کندھے تک پہنچ جاتا۔ پھر میں کہتا: یہ لو

اور میں اکوع کا بیٹا ہوں
آج کمینوں (کی ہلاکت) کا دن ہے۔

اللہ کی قسم! میں ان پر تیر پھینکتا رہا، ان کو حیران و ششدر کرتا رہا، اگر کوئی گھوڑ سوار میری طرف پلٹتا تو میں کسی درخت کے تنے کے پاس بیٹھ جاتا اور تیر مار کر اسے حیران و پریشان کر دیتا۔ (چلتے چلتے) پہاڑ تنگ ہو گیا اور وہ اس کی تنگ جگہ میں داخل ہو گئے۔ میں پہاڑ پر چڑھ گیا اور پتھروں کو لڑھکانا شروع کر دیا۔ میں ان کا تعاقب کرتا رہا، حتی کہ رسول اللہ ﷺ کی تمام سواریوں کو اپنے پیچھے چھوڑ گیا، پھر بھی میں ان کا پیچھا کرتا رہا اور ان کو تیر مارتا رہا، یہاں تک کہ انھوں نے اپنے آپ کو کم وزن کرنے کے لیے (اور سامان گھٹانے) کے لیے تیس چادریں اور تیس نیزے پھینک دیے۔ وہ جو چیز پھینکتے تھے میں اس پر علامتی پتھر رکھ دیتا تاکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ اسے پہچان لیں۔ چلتے چلتے وہ ایک تنگ گھاٹی میں جا پہنچے، وہاں ان کے پاس بدر فزاری کا ایک بیٹا بھی آ پہنچا۔ انھوں نے دوپہر کا کھانا کھانا شروع کیا اور میں پہاڑ یا ٹیلے کی چوٹی پر بیٹھ گیا۔ فزاری نے پوچھا: یہ کون ہے، جو مجھے نظر آ رہا ہے؟ انھوں نے کہا: ہمیں اس سے بڑی تکلیف ہوئی ہے، اللہ کی قسم! یہ صبح سے ہمارے تعاقب میں ہے اور ہم پر تیر بھی برساتا ہے، حتی کہ اس نے ہم سے ہر چیز چھین لی ہے۔ اس نے کہا: تم میں سے چار افراد اس کی طرف جائیں۔ سو وہ پہاڑ پر چڑھتے ہوئے میری طرف آئے۔ جب ان سے کلام کرنا ممکن ہوا تو میں نے کہا: کیا تم مجھے جانتے ہو؟ انھوں نے کہا: نہیں، تو کون ہے؟ میں نے

کہا: میں سلمہ بن اکوع ہوں، اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کے چہرے کو معزز بنایا؟ میں تم میں سے جس کو چاہوں پالوں گا اور تم میں سے کوئی مجھے نہیں پا سکتا۔ ان میں سے ایک نے کہا: میرا بھی یہی گمان تھا۔ (۹) وہ واپس چلے گئے، میں اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا، حتی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے گھوڑ سوار نظر آئے، وہ درختوں کے بیچ سے چڑھے آ رہے تھے، ان میں پہلا اخرم اسدی رضی اللہ عنہ تھا، اس کے پیچھے ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ اور اس کے پیچھے مقداد بن اسود کندی رضی اللہ عنہ تھا۔ میں نے اخرم کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی۔ وہ سارے پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ میں نے کہا: اخرم! رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام کو ملنے تک احتیاط کرنا، کہیں یہ حائل نہ ہو جائیں۔ اس نے کہا: سلمہ! اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور جانتے ہو کہ جنت و جہنم حق ہیں، تو کوئی احتیاط میرے اور میری شہادت کے درمیان حائل نہیں ہو سکتی۔ میں نے ان کو جانے دیا، ان کا اور عبد الرحمٰن کا مقابلہ ہوا، انھوں نے اس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں اور عبد الرحمٰن نے اخرم کو نیزہ مار کر شہید کر دیا اور اس کے گھوڑے پر بیٹھ گیا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ کے گھوڑ سوار ابو قتادہ رضی اللہ عنہ عبد الرحمٰن پر جھپٹے اور اس کو نیزہ مار کر ہلاک کر دیا۔ اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کے چہرے کو معزز بنایا! میں ان کے پیچھے بھاگتا رہا، (اور اتنا آگے نکل گیا کہ) صحابۂ کرام اور ان کا گرد و غبار نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ جب یہ مشرک لوگ غروب آفتاب سے قبل ایک گھاٹی میں پہنچے، وہاں پانی تھا جسے "ذو قرد" کہتے تھے، یہ پیاسے تھے، انھوں نے پانی پینا چاہا، جب پیچھے پلٹ کر دیکھا تو میں ان کے پیچھے دوڑتا ہوا آ رہا تھا، وہ خوف اور ڈر کی وجہ سے وہاں سے نکل گئے اور پانی کا ایک قطرہ بھی نہ پیا۔ انھوں نے پہاڑی راستے میں دوڑنا شروع کر دیا، میں بھی دوڑتا گیا اور ان کے ایک آدمی کے مونڈھے میں تیر مارا اور کہا:

یہ لے اور میں اکوع کا بیٹا ہوں
آج کمینوں (کی ہلاکت) کا دن ہے

اس نے کہا: تجھے تیری ماں گم پائے، تو صبح والا اکوع ہے؟ میں نے کہا: ایسے ہی ہے، اے اپنی جان کے دشمن! میں صبح والا ہی اکوع ہوں۔ انھوں نے اس راستے پر دو گھوڑے چھوڑ دیے۔ میں ان دونوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا۔ (۱۰) مجھے عامر ملے، ان کے پاس ایک مشک میں پانی ملا تھوڑا سا دودھ تھا اور ایک میں پانی۔ میں نے وضوء کیا اور پانی پیا، پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اس وقت آپ اس پانی پر تھے، جس سے میں نے دشمنوں کو بھگا دیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے وہ تمام اونٹ اور نیزے چادروں جیسی تمام دوسری اشیاء، جو میں نے مشرکین سے چھینی تھیں، اپنے قبضے میں لے لی تھیں۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے چھینا ہوا ایک اونٹ ذبح بھی کیا اور اس کا کلیجہ اور کوہان کا گوشت آپ ﷺ کے لیے بھونا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے جانے دیں، میں سو مردوں کا انتخاب کرتا ہوں، پھر ہم سب مشرکوں کے تعاقب میں چلتے ہیں، ان کا جو مخبر ملے گا اسے قتل کر دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے، حتی کہ آپ کی ڈاڑھیں آگ کی روشنی میں نظر آنے لگیں۔ آپ نے فرمایا: "سلمہ! کیا آپ ایسا کر لیں گے؟" میں

نے کہا: جی ہاں، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو عزت دی! آپ نے فرمایا: ''غطفان میں ان کی میزبانی کی جائے گی۔'' بعد میں ایک آدمی غطفان سے آیا اور اس نے کہا: فلاں آدمی نے ان کے لیے اونٹ ذبح کیے تھے، جب وہ کھالیں اتار چکے تو انھیں اٹھتا ہوا گردوغبار نظر آیا۔ وہ کہنے لگے: (ہمارا تعاقب کرنے والے لوگ) ہم تک پہنچ گئے ہیں، سو وہ بھاگ گئے۔ (۱۱) جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج کا بہترین گھوڑ سوار ابوقتادہ اور بہترین پا پیادہ سلمہ ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے مجھے دو حصے دیے، ایک گھوڑ سوار کا حصہ اور ایک پا پیادہ کا، آپ نے دونوں حصے میرے لیے جمع کر دیے، پھر آپ نے مجھے اپنی ''عضباء'' اونٹنی پر بٹھایا اور واپس مدینہ کی طرف چل پڑے۔ (۱۲) ہم چل رہے تھے، ایک انصاری، جو دوڑ میں کسی کو آگے بڑھنے نہیں دیتا تھا، نے یہ کہنا شروع کر دیا: کیا کوئی مدینہ تک دوڑ میں مقابلہ کرنے والا ہے؟ آیا کوئی مقابلہ کرنے والا ہے؟ اس نے بار بار للکارا۔ جب میں نے اس کی بات سنی تو کہا: کیا تو معزز کی عزت نہیں کرتا ہے، کیا تو کسی ذی شرف کا رعب تسلیم نہیں کرتا؟ اس نے کہا: نہیں، الا یہ کہ وہ اللہ کے رسول ہوں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قرباں ہوں، مجھے جانے دیجئے، میں اس آدمی سے مقابلہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''جس طرح تیری مرضی ہے۔'' میں نے کہا: میں تیری طرف آ رہا ہوں، میں نے اپنی ٹانگوں کو مروڑا، چھلانگ لگائی اور دوڑ پڑا، بھاگتے بھاگتے ایک دو ٹیلوں کو عبور کر گیا، پھر میں اس کے پیچھے دوڑ پڑا، ایک دو ٹیلوں تک دوڑتا رہا، پھر تیز ہوا اور اس کو جا ملا، میں نے اس کی کمر پر اپنا ہاتھ مارا اور کہا: اللہ کی قسم! تو ہار گیا ہے۔ اس نے کہا: ابھی تک مجھے امید ہے۔ پھر میں مدینہ تک اس سے آگے نکل گیا۔ (۱۳) اللہ کی قسم! ہم صرف تین راتیں ٹھہرے تھے، بالآخر ہم خیبر کی طرف نکل پڑے، میرے چچا عامر نے یہ رجزیہ اشعار پڑھنا شروع کر دیے:

اللہ کی قسم! اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے
نہ صدقہ کرتے اور نہ نماز پڑھتے
اور ہم تیرے فضل سے غنی نہیں ہو سکتے
اگر دشمنوں سے ٹکر ہو جائے تو ہمیں ثابت قدم رکھنا
اور ہم پر سکینت نازل کرنا

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' انھوں نے کہا: میں عامر ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''تیرا ربّ تجھے بخش دے۔'' انھوں نے کہا: جب بھی رسول اللہ ﷺ نے بالخصوص کسی انسان کے لیے بخشش طلب کی تو وہ شہید ہوا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے، جبکہ وہ اونٹ پر تھے، پکارا: اے اللہ کے نبی! آپ نے ہمیں عامر کے ساتھ مستفید کیوں نہ ہونے دیا (یعنی ہمیں دعا میں شریک کیوں نہ کیا)؟ (۱۴) جب ہم خیبر میں پہنچے تو ان کا بادشاہ مرحب اپنی تلوار کو لہراتے ہوئے نکلا اور کہنے لگا:

خیبر بخوبی جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں

ہتھیار بند، سورما اور منجھا ہوا ہوں
جب لڑائیاں بھڑک اٹھتی ہیں تو میں متوجہ ہوتا ہوں
اس کے مقابلے کے لیے میرے چچا سیدنا عامر رضی اللہ عنہ نکلے اور کہا:
خیبر اچھی طرح جانتا ہے کہ میں عامر ہوں
مکمل طور پر تیار ہوں، دلیر ہوں، جان کی بازی لگانے والا ہوں

تلوار کی ضربوں کا تبادلہ شروع ہوا، مرحب کی تلوار سیدنا عامر رضی اللہ عنہ کی ڈھال پر لگی، عامر جھکے اور ان کی اپنی تلوار سے ان کی بازو کی رگ کٹ گئی اور اسی میں ان کی شہادت تھی۔ (۱۵) سلمہ نے کہا: میں نکلا اور اصحاب رسول کو یہ کہتے سنا: عامر کا عمل رائیگاں چلا گیا، اس نے تو خودکشی کر لی ہے۔ میں روتا ہوا نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا عامر کا عمل رائیگاں چلا گیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''کون ایسی بات کر رہا ہے؟'' میں نے کہا: آپ کے صحابہ۔ آپ نے فرمایا: ''جس نے بھی یہ بات کہی، اس نے خلاف حقیقت بات کی، عامر کو تو دو اجر ملیں گے۔'' پھر آپ نے مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلانے کے لیے ان کی طرف بھیجا، وہ اس وقت آشوب چشم کے مریض تھے۔ آپ نے فرمایا: ''میں ایسے آدمی کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔'' میں علی کے پاس آیا اور آنکھ میں تکلیف ہونے کے باوجود میں انھیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا۔ آپ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب لگایا، وہ صحت یاب ہو گئے، پھر انھیں جھنڈا عطا کیا۔ اب کی بار مرحب نکلا اور کہا:

خیبر بخوبی جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں
ہتھیار بند ہوں، سورما ہوں اور منجھا ہوا ہوں
جب لڑائیاں بھڑک اٹھتی ہیں تو میں متوجہ ہوتا ہوں
سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا:
میں وہ ہوں جس کا نام میری ماں نے حیدر رکھا
جنگلوں کا شیر ہوں، ہولناک منظر والا ہوں
میں انہیں صاع کے بدلے نیزے کی ناپ پوری کر دوں گا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مرحب کے سر پر ضرب ماری اور ان کے ہاتھ پر (خیبر) فتح ہو گیا۔ (صحیح مسلم: ۵/ ۱۹۰)

اَبْوَابُ مَا جَاءَ فِيْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ

غزوۂ خیبر کا بیان

حدیبیہ کی صلح میں یہ بات طے ہوئی تھی کہ دس سال جنگ بند رہے گی، اس کی بدولت رسول اللہ ﷺ جزیرۃ العرب میں اپنے سب سے بڑے دشمن قریش سے مطمئن ہو کر مکر و دغا، غداری و بدعہدی اور گروہوں کو بھڑکانے کے لحاظ

سے سب سے گندے دشمن یہود سے حساب چکانے کے لیے فارغ ہو گئے۔

چنانچہ محرم ۷ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کا انتظام سیدنا سباع بن عرفطہ غفاری رضی اللہ عنہ کو سونپ کر خیبر کا قصد کیا، بیعت رضوان والے چودہ سو صحابہ آپ ﷺ کی معیت میں تھے، آپ ﷺ خیبر جانے والے معروف راستے پر چل پڑے، تقریباً آدھا راستہ طے کر لینے کے بعد آپ ﷺ نے ایک دوسرا راستہ منتخب فرمایا، ملک شام کی جانب سے خیبر پہنچتا تھا، مقصد یہ تھا کہ اس طرح یہودیوں کے شام بھاگنے کا راستہ بند کر دیں۔

آپ ﷺ نے آخری رات خیبر گزاری، مگر یہود بے خبر رہے، پھر صبح فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھی اور سوار ہو کر خیبر کی آبادی کا رخ کیا، اُدھر یہود بے خبری میں اپنے پھاوڑے اور ٹوکریاں وغیرہ لے کر اپنی زمینوں میں نکلے، تو اچانک لشکر دیکھ کر چیختے ہوئے بھاگے کہ ''واللہ! محمد (ﷺ) لشکر سمیت آ گئے۔'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اکبر، خیبر تباہ ہو گیا، جب ہم کسی قوم کے میدان میں اتر پڑتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے۔''

خیبر مدینہ سے ۱۷۱ کلو میٹر شمال میں ہے، اس وقت اس کی آبادی تین حصوں میں بٹی ہوئی تھی: ایک نطاۃ، دوسرے کتیبہ اور تیسرے شق۔

اس غزوے میں کل ۹۳ یہودی مارے گئے، جبکہ مسلمان شہداء کی تعداد ۱۵ یا ۱۶ یا ۱۸ رہی۔

مزید تفصیل کے لیے درج ذیل احادیث ملاحظہ فرمائیں، نیز کسی سیرت کی کتاب سے پورے واقعہ کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

بَابُ كَيْفَ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْبَرَ وَأَنَّهَا أُخِذَتْ عَنْوَةً وَزِوَاجُهُ ﷺ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ سَيِّدِ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرِ

اس امر کا بیان کہ نبی کریم ﷺ خیبر میں کس طرح داخل ہوئے؟ اور یہ کہ خیبر کو حملہ کر کے فتح کیا گیا تھا، نیز بنو قریظہ اور بنو نضیر کے رئیس حیی بن اخطب کی دختر سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ ﷺ کی شادی کا بیان

(۱۰۸۱۱)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ غَزَا خَيْبَرَ، فَصَلَّيْنَا عِنْدَهَا صَلَاةَ الْغَدَاةِ بِغَلَسٍ، فَرَكِبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَرَكِبَ أَبُو طَلْحَةَ، وَأَنَا رَدِيفُ أَبِي طَلْحَةَ، فَأَجْرٰى نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فِي زُقَاقِ خَيْبَرَ، وَإِنَّ رُكْبَتِي لَتَمَسُّ فَخِذَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ خیبر پر حملہ آور ہوئے تو ہم نے خیبر کے قریب جا کر منہ اندھیرے نماز فجر ادا کی، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سواری پر سوار ہوئے، میں اور سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ ایک سواری پر سوار ہو گئے، نبی کریم ﷺ ہمیں ساتھ لے کر خیبر کی گلیوں میں چلنے لگے، چلتے وقت میرا گھٹنا نبی کریم ﷺ کی ران کو چھو رہا تھا اور

(۱۰۸۱۱) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۷۱، ومسلم: ص ۱۰۴۳ (انظر: ۱۱۹۹۲)

وَانْحَسَرَ الْإِزَارُ عَنْ فَخِذَيْ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَإِنِّي لَأَرٰى بَيَاضَ فَخِذَيْ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا دَخَلَ الْقَرْيَةَ، قَالَ: ((اللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ۔)) قَالَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ، قَالَ: وَقَدْ خَرَجَ الْقَوْمُ إِلٰى أَعْمَالِهِمْ، فَقَالُوا: مُحَمَّدٌ، قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ: وَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا: الْخُمُسُ، قَالَ: فَأَصَبْنَاهَا عَنْوَةً، فَجُمِعَ السَّبْيُ، قَالَ: فَجَاءَ دِحْيَةُ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَعْطِنِي جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ؟ قَالَ: ((اذْهَبْ فَخُذْ جَارِيَةً۔)) قَالَ: فَأَخَذَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَعْطَيْتَ دِحْيَةَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ سَيِّدَةَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرِ وَاللّٰهِ! مَا تَصْلُحُ إِلَّا لَكَ، فَقَالَ ﷺ ((ادْعُوهُ بِهَا۔)) فَجَاءَ بِهَا فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((خُذْ جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ غَيْرَهَا۔)) ثُمَّ إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا، فَقَالَ لَهُ ثَابِتٌ: يَا أَبَا حَمْزَةَ مَا أَصْدَقَهَا؟ قَالَ: نَفْسَهَا أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا، حَتّٰى إِذَا كَانَ بِالطَّرِيقِ جَهَّزَتْهَا أُمُّ سُلَيْمٍ فَأَهْدَتْهَا لَهُ مِنَ اللَّيْلِ، وَأَصْبَحَ النَّبِيُّ ﷺ عَرُوسًا، فَقَالَ: ((مَنْ كَانَ عِنْدَهُ شَيْءٌ فَلْيَجِئْ بِهِ۔)) وَبَسَطَ نِطَعًا، فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالْأَقِطِ، وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالتَّمْرِ، وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالسَّمْنِ۔ قَالَ: وَأَحْسِبُهُ قَدْ ذَكَرَ

آپ ﷺ کی چادر آپ کی رانوں سے ذرا ہٹی ہوئی تھی اور میں آپ ﷺ کی رانوں کی سفیدی کو دیکھ رہا تھا۔ آپ ﷺ جب خیبر کی بستی میں داخل ہوئے تو فرمایا: ''اللہ اکبر، خیبر ویران ہوگیا۔ ہم جب کسی قوم کے صحن میں اترتے ہیں تو ڈرائے گئے لوگوں کی صبح ان کے حق میں بری ہوتی ہے۔'' آپ ﷺ نے یہ الفاظ تین مرتبہ دہرائے، یہودی لوگ اپنے کاموں کے سلسلہ میں باہر نکلے تو یہ منظر دیکھ کر کہنے لگے یہ تو محمد ﷺ اور ان کا لشکر ہے، پس ہم نے خیبر کو حملہ کر کے فتح کر لیا، آپ ﷺ نے قیدیوں کو ایک جگہ جمع کیا۔ تو سیدنا دحیہ رضی اللہ عنہ، آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا: اللہ کے نبی! مجھے قیدیوں میں سے ایک لونڈی عنایت فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم جا کر ایک لونڈی لے لو۔'' انہوں نے صفیہ بنت حیی کو اپنے قبضے میں لے لیا، لیکن ایک آدمی نے آ کر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: آپ ﷺ نے بنو قریظہ اور بنو نضیر کے رئیس کی دختر دحیہ کو دے دی ہے، اللہ کی قسم! وہ تو صرف آپ ہی کے لائق ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دحیہ رضی اللہ عنہ کو بلاؤ اور کہو کہ وہ اسے ساتھ لے کر آئے۔'' سیدنا دحیہ رضی اللہ عنہ صفیہ کو ساتھ لیے حاضر ہوئے، جب آپ ﷺ نے صفیہ کو دیکھا تو فرمایا: ''دحیہ! تم قیدیوں میں سے کوئی اور لے لو۔'' پھر نبی کریم ﷺ نے صفیہ کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا، جب راستے ہی میں تھے کہ سیّدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان کو تیار کیا اور رات کو رسول اللہ ﷺ کے لیے پیش کیا، صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ کی شادی ہو چکی تھی، آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: ''جس آدمی کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ لے آئے۔'' اور آپ ﷺ نے چمڑے کا دستر خوان بچھا دیا، کوئی پنیر لے آیا، کوئی کھجور لایا اور کوئی گھی لے

السَّوِيقَ، قَالَ: فَحَاسُوا حَيْسًا وَكَانَتْ وَلِيمَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٢٠١٥)

آیا اور کوئی ستو لے کر حاضر ہو گیا۔ صحابہ نے ان سب چیزوں کو ملا کر کھانا تیار کیا، یہی کھانا رسول اللہ ﷺ کا ولیمہ تھا۔

فوائد:...... بنوقریظہ اور بنونضیر کے سردار حیی بن اخطب کی بیٹی صفیہ صرف آپ ﷺ کے شایان شان تھیں ور پھر ایسے ہی ہوا، غزوۂ خیبر کا انجام سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے حق میں بہت اچھا رہا کہ نہ صرف یہودیت سے جان چھوٹی، بلکہ اسلام بھی نصیب ہوا اور پھر ام المؤمنین کا عظیم لقب بھی مل گیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مَقْتَلِ مَرْحَبِ الْيَهُوْدِيِّ بَطَلِ يَهُوْدٍ وَمَنْ قَتَلَهُ وَفِيْهِ مُعْجِزَةٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَمَنْقَبَةٌ عَظِيْمَةٌ لِلْإِمَامِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ وَكَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ

یہود کے پہلوان مرحب یہودی کے قتل اور اس کے قاتل کا بیان اور نبی کریم ﷺ کے معجزہ اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وَكَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ کی منقبت کا بیان

(١٠٨١٢)۔ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي يَاسُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، قَالَ: بَارَزَ عَمِّي يَوْمَ خَيْبَرَ مَرْحَبٌ لْيَهُودِيُّ، فَقَالَ مَرْحَبٌ: قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ، شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ، إِذَا الْحُرُوبُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ، فَقَالَ عَمِّي عَامِرٌ: قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي عَامِرُ، شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُغَامِرُ، فَاخْتَلَفَا ضَرْبَتَيْنِ فَوَقَعَ سَيْفُ مَرْحَبٍ فِي تُرْسِ عَامِرٍ، وَذَهَبَ يَسْفُلُ لَهُ، فَرَجَعَ السَّيْفُ عَلَى سَاقِهِ، قَطَعَ أَكْحَلَهُ، فَكَانَتْ فِيهَا نَفْسُهُ، قَالَ سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ: لَقِيتُ نَاسًا مِنْ صَحَابَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: بَطَلَ عَمَلُ عَامِرٍ قَتَلَ نَفْسَهُ، قَالَ سَلَمَةُ: فَجِئْتُ إِلَى نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ أَبْكِي، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! بَطَلَ عَمَلُ عَامِرٍ، قَالَ: ((مَنْ قَالَ

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مرحب یہودی نے خیبر کے دن میرے چچا (سیدنا عامر) کو قابلہ کا چیلنج دیتے ہوئے کہا:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ اَنِّيْ مَرْحَبُ
شَاكِيْ السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ
اِذَا الْحُرُوْبُ اَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ

''خیبر بخوبی جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں۔ ہتھیار بند، سورما اور منجھا ہوا ہوں۔ جب لڑائیاں بھڑک اٹھتی ہیں تو میں متوجہ ہوتا ہوں''

اس کے مقابلے کے لیے میرے چچا عامر رضی اللہ عنہ نکلے اور کہا:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ اَنِّيْ عَامِرُ
شَاكِيْ السِّلَاحِ بَطَلٌ مُغَامِرُ

''خیبر اچھی طرح جانتا ہے کہ میں عامر ہوں۔ مکمل طور پر تیار ہوں، دلیر ہوں، جان کی بازی لگانے والا ہوں

دونوں نے ایک دوسرے پر ایک ایک وار کیا، مرحب کی تلوار عامر کی ڈھال پر جا لگی اور عامر رضی اللہ عنہ نیچے جھک کر اس پر حملہ آور ہوا، لیکن ان کی اپنی ڈھال اپنی پنڈلی کی بڑی رگ پر جا

(١٠٨١٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٩٧٥، ٣٧٠٢، ومسلم: ١٨٠٧ (انظر: ١٦٥٣٨)

ذَاكَ؟)) قُلْتُ: نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((كَذَبَ مَنْ قَالَ ذَاكَ، بَلْ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ۔)) إِنَّهُ حِينَ خَرَجَ إِلٰى خَيْبَرَ جَعَلَ يَرْجُزُ بِأَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَفِيهِمُ النَّبِيُّ ﷺ يَسُوقُ الرِّكَابَ، وَهُوَ يَقُولُ: ((تَاللّٰهِ! لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا، وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا، إِنَّ الَّذِينَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا، إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا، وَنَحْنُ عَنْ فَضْلِكَ مَا اسْتَغْنَيْنَا، فَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا، وَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا۔)) فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ هٰذَا؟)) قَالَ: عَامِرٌ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((غَفَرَ لَكَ رَبُّكَ۔)) قَالَ: وَمَا اسْتَغْفَرَ لِإِنْسَانٍ قَطُّ يَخُصُّهُ إِلَّا اسْتُشْهِدَ، فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَوْ مَتَّعْتَنَا بِعَامِرٍ فَقَدِمَ فَاسْتُشْهِدَ، قَالَ سَلَمَةُ: ثُمَّ إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ أَرْسَلَنِي إِلٰى عَلِيٍّ، فَقَالَ: ((لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ الْيَوْمَ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، أَوْ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ۔)) قَالَ: فَجِئْتُ بِهِ أَقُودُهُ أَرْمَدَ فَبَصَقَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فِي عَيْنِهِ، ثُمَّ أَعْطَاهُ الرَّايَةَ، فَخَرَجَ مَرْحَبٌ يَخْطِرُ بِسَيْفِهِ، فَقَالَ: قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ، شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ، إِذَا الْحُرُوبُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ، فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ: أَنَا الَّذِي سَمَّتْنِي أُمِّي حَيْدَرَهْ، كَلَيْثِ غَابَاتٍ كَرِيهِ

لگی، جس سے رگ کٹ گئی اور اسی کی وجہ سے ان کا انتقال ہو گیا۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میری بعض لوگوں سے ملاقات ہوئی تو وہ کہنے لگے کہ عامر رضی اللہ عنہ کے اعمال ضائع ہو گئے، اس نے خودکشی کی ہے، یہ سن کر میں روتا ہوا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! عامر کے اعمال تو ضائع ہو گئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کس نے کہا؟'' میں نے عرض کیا: آپ ﷺ کے بعض صحابہ نے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے بھی یہ کہا غلط کہا، بلکہ اس کے لیے تو دوگنا اجر ہے۔ (سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ) عامر رضی اللہ عنہ جب خیبر کی طرف روانہ ہوئے تو وہ اصحابِ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر رجز پڑھتے جاتے تھے اور نبی کریم ﷺ بھی ساتھ تھے اور عامر رضی اللہ عنہ حدی خوانی کرتے ہوئے یوں کہہ رہے تھے۔

تَاللّٰهِ! لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
إِنَّ الَّذِينَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا
إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا
وَنَحْنُ عَنْ فَضْلِكَ مَا اسْتَغْنَيْنَا
فَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا
وَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا

اللہ کی قسم! اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم نہ صدقے کرتے اور نہ نمازیں پڑھتے، بے شک جن لوگوں نے ہم پر زیادتی کی جب انہوں نے سرکشی کا ارادہ کیا تو ہم نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور ہم تیرے فضل سے مستغنی نہیں۔ اگر ہماری دشمن سے مڈ بھیڑ ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھنا، اور ہم پر سکون نازل فرمانا۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کون ہے؟'' اس نے

الْـمَنْظَرَهْ، أُوفِيهِمُ بِالصَّاعِ كَيْلَ السَّنْدَرَهْ، فَفَلَقَ رَأْسَ مَرْحَبٍ بِالسَّيْفِ، وَكَانَ الْفَتْحُ عَلَى يَدَيْهِ۔ (مسند احمد: ١٦٦٥٣)

کہ: اللہ کے رسول! میں عامر ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا رب تمہاری مغفرت فرمائے۔'' سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایسے مواقع پر رسول اللہ ﷺ نے جس کسی کو مخصوص طور پر دعائے مغفرت دی، وہ ضرور ہی شہید ہوا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی بات سنی تو عرض کیا: اللہ کے رسول ! کاش آپ ہمیں عامر سے مزید متمتع ہونے دیتے، یہ آگے بڑھے اور شہادت سے ہم کنار ہو گئے، سلمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، پھر اللہ کی نبی نے مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا اور فرمایا: ''آج میں یہ جھنڈا ایک ایسے شخص کو دوں گا، جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتا ہے۔'' ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں، میں انہیں ساتھ لے کر آیا، اللہ کے نبی ﷺ نے ان کی آنکھ میں لعاب مبارک لگایا تو وہ اسی وقت ٹھیک ہو گئے، پھر آپ ﷺ نے ان کو جھنڈا تھمایا، مرحب یہودی تلوار لہراتا ہوا اور یہ رجز پڑھتا ہوا سامنے آیا۔

فَقَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبْ
شَاكِي السَّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبْ
إِذَا الْحُرُوْبُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبْ

خیبر بخوبی جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں
ہتھیار بند ہوں، سورما ہوں اور منجھا ہوا ہوں
جب لڑائیاں بھڑک اٹھتی ہیں تو میں متوجہ ہوتا ہوں

اس کے جواب میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَنَا الَّذِي سَمَّتْنِي أُمِّي حَيْدَرَه
كَلَيْثِ غَابَاتٍ كَرِيْهِ الْمَنْظَرَه
أُوْفِيْهِمْ بِالصَّاعِ كَيْلَ السَّنْدَرَه

میں وہ ہوں جس کا نام میری ماں نے حیدر رکھا

جنگلوں کا شیر ہوں، ہولناک منظر والا ہوں
میں انہیں صاع کے بدلے نیزے کی ناپ پوری کر دوں گا۔
چنانچہ انہوں نے تلوار سے مرحب کا سر پھوڑ ڈالا اور انہی کے ہاتھوں خیبر فتح ہوا۔

فوائد:...... کیا بات ہے بہادروں کی، کوئی شک نہیں کہ مرحب بھی بہادر تھا، لیکن اللہ کے شیر سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے سامنے کون ٹکے۔

(١٠٨١٣)۔ عَنْ أَبِيهِ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ: لَمَّا نَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِحِصْنِ أَهْلِ خَيْبَرَ، أَعْطَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اللِّوَاءَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، وَنَهَضَ مَعَهُ مَنْ نَهَضَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَلَقُوا أَهْلَ خَيْبَرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَأُعْطِيَنَّ اللِّوَاءَ غَدًا رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ۔))، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ دَعَا عَلِيًّا وَهُوَ أَرْمَدُ، فَتَفَلَ فِي عَيْنَيْهِ وَأَعْطَاهُ اللِّوَاءَ، وَنَهَضَ النَّاسُ مَعَهُ فَلَقِيَ أَهْلَ خَيْبَرَ، وَإِذَا مَرْحَبٌ يَرْتَجِزُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ، وَهُوَ يَقُولُ: لَقَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ، شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ، أَطْعَنُ أَحْيَانًا وَحِينًا أَضْرِبُ، إِذَا اللُّيُوثُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ، قَالَ: فَاخْتَلَفَ هُوَ وَعَلِيٌّ ضَرْبَتَيْنِ فَضَرَبَهُ عَلَى هَامَتِهِ حَتَّى عَضَّ السَّيْفُ مِنْهَا بِأَضْرَاسِهِ، وَسَمِعَ أَهْلُ الْعَسْكَرِ صَوْتَ ضَرْبَتِهِ، قَالَ: وَمَا تَتَامَّ آخِرُ النَّاسِ مَعَ عَلِيٍّ حَتَّى فُتِحَ لَهُ

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب خیبر کے قلعہ کے قریب نزول فرما ہوئے تو آپ ﷺ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں جھنڈا دیا، کچھ مسلمان بھی ان کے ہمراہ گئے، ان کی خیبر والوں کے ساتھ لڑائی ہوئی، لیکن کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں کل یہ جھنڈا ایسے آدمی کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔'' جب دوسرا دن ہوا تو آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلوایا، ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں، آپ ﷺ نے ان کی آنکھ میں لعاب مبارک لگایا اور انہیں جھنڈا تھما دیا، لوگ بھی ان کے ساتھ بھی گئے اور اہل خیبر سے ان کی لڑائی ہوئی، مرحب یہودی ان کے آگے آگے یہ رجز پڑھ رہا تھا:

فَقَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ
شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ
أَطْعَنُ أَحْيَانًا وَحِينًا أَضْرِبُ
إِذَا الْحُرُوبُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ

خیبر بخوبی جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں
ہتھیار بند ہوں، سورما ہوں اور منجھا ہوا ہوں

(١٠٨١٣) تخريج: حديث صحيح، أخرجه النسائي في "الكبرى": ٨٤٠٣، وابن ابي شيبة: ١٤/ ٤٦٢ (انظر: ٢٣٠٣١)

وَلَهُمْ۔ (مسند احمد: ٢٣٤١٩)

میں کبھی نیزہ مارتا ہوں تو کبھی ضرب لگاتا ہوں
جب لڑائیاں بھڑک اٹھتی ہیں تو میں متوجہ ہوتا ہوں
سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور اس نے ایک دوسرے پر ایک ایک وار کیا، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس کی کھوپڑی پر تلوار چلائی یہاں تک کہ تلوار اس کے سر کو چیر کر اس کی داڑھوں تک چلی گئی اور سارے اہل لشکر نے اس ضرب کی شدت کی آواز سنی، ابھی سارے لوگ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ تک پہنچے ہی نہیں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح عطا کر دی تھی۔

(١٠٨١٤)۔ عَنْ أَبِي رَافِعٍ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ عَلِيٍّ حِينَ بَعَثَهُ رَسُولُ اللَّهِ بِرَايَتِهِ، فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْحِصْنِ، خَرَجَ إِلَيْهِ أَهْلُهُ فَقَاتَلَهُمْ، فَضَرَبَهُ رَجُلٌ مِنْ يَهُودَ، فَطَرَحَ تُرْسَهُ مِنْ يَدِهِ، فَتَنَاوَلَ عَلِيٌّ بَابًا، كَانَ عِنْدَ الْحِصْنِ، فَتَرَّسَ بِهِ نَفْسَهُ، فَلَمْ يَزَلْ فِي يَدِهِ وَهُوَ يُقَاتِلُ، حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَلْقَاهُ مِنْ يَدِهِ حِينَ فَرَغَ، فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي نَفَرٍ مَعِي سَبْعَةٌ أَنَا ثَامِنُهُمْ، نَجْهَدُ عَلَى أَنْ نَقْلِبَ ذَلِكَ الْبَابَ فَمَا نَقْلِبُهُ۔ (مسند احمد: ٢٤٣٥٩)

مولائے رسول سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب اللہ کے رسول ﷺ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جھنڈا دے کر روانہ فرمایا تو ہم بھی ان کے ہمراہ گئے، جب وہ قلعہ کے قریب پہنچے تو قلعہ کے لوگ مقابلہ کے لیے باہر آئے، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کیا، ایک یہودی نے بھی ان پر حملہ کیا اور ہوا یہ کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ڈھال گر گئی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے قلعہ کے پاس پڑے ہوئے ایک دروازہ کو پکڑ کر اسی کو اپنے لیے ڈھال بنا لیا، فتح ہونے تک آپ یہود سے مقابلہ کرتے رہے اور لڑائی سے فارغ ہونے کے بعد اسے اپنے ہاتھ سے پھینکا، وہ اس قدر ثقیل تھا کہ ہم آٹھ آدمیوں نے اسے الٹنا پلٹنا چاہا تو اسے الٹ بھی نہ سکے۔

(١٠٨١٥)۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: لَمَّا قَتَلْتُ مَرْحَبًا جِئْتُ بِرَأْسِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ۔ (مسند احمد: ٨٨٨)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب میں نے مرحب کو قتل کیا تو میں اس کا سر لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا۔

(١٠٨١٤) تخريج: اسناده ضعيف لابهام الراوي عن ابي رافع (انظر: ٢٣٨٥٨)

(١٠٨١٥) تخريج: اسناده ضعيف جدا، مسلسل بالضعفاء، حسين بن الحسن الاشقر ـ منكر الحديث، وابن قابوس بن ابي ظبيان مجهول لايعرف، وابوه ضعيف (انظر: ٨٨٨)

(۱۰۸۱۶)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: خَرَجَ مَرْحَبٌ الْيَهُودِيُّ مِنْ حِصْنِهِمْ، قَدْ جَمَعَ سِلَاحَهُ يَرْتَجِزُ وَيَقُولُ: قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ، شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ، أَطْعَنُ أَحْيَانًا وَحِينًا أَضْرِبُ، إِذَا اللُّيُوثُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ، كَانَ حِمَايَ لَحِمًى لَا يُقْرَبُ، وَهُوَ يَقُولُ: مَنْ مُبَارِزٌ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ لِهٰذَا؟)) فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ: أَنَا لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَأَنَا وَاللّٰهِ الْمَوْتُورُ الثَّائِرُ، قَتَلُوا أَخِي بِالْأَمْسِ، قَالَ: ((فَقُمْ إِلَيْهِ، اللّٰهُمَّ أَعِنْهُ عَلَيْهِ۔)) فَلَمَّا دَنَا أَحَدُهُمَا مِنْ صَاحِبِهِ دَخَلَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ عُمْرِيَّةٌ مِنْ شَجَرِ الْعُشَرِ، فَجَعَلَ أَحَدُهُمَا يَلُوذُ بِهَا مِنْ صَاحِبِهِ، كُلَّمَا لَاذَ بِهَا مِنْهُ اقْتَطَعَ بِسَيْفِهِ مَا دُونَهُ حَتّٰى بَرَزَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا لِصَاحِبِهِ، وَصَارَتْ بَيْنَهُمَا كَالرَّجُلِ الْقَائِمِ مَا فِيهَا فَنَنٌ، ثُمَّ حَمَلَ مَرْحَبٌ عَلٰى مُحَمَّدٍ فَضَرَبَهُ، فَاتَّقٰى بِالدَّرَقَةِ فَوَقَعَ سَيْفُهُ فِيهَا فَعَضَّتْ بِهِ فَأَمْسَكَتْهُ، وَضَرَبَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ حَتّٰى قَتَلَهُ۔ (مسند احمد: ۱۵۲۰۱)

سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مرحب یہودی ہتھیاروں سے مسلح ہو کر یہ رجز پڑھتا ہوا قلعہ سے باہر آیا:

فَقَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ
شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ
أَطْعَنُ أَحْيَانًا وَحِينًا أَضْرِبُ
إِذَا الْحُرُوبُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ
كَانَ حِمَايَ لَحِمًى لَا يُقْرَبُ

خیبر بخوبی جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں۔ ہتھیار بند ہوں، سورما ہوں اور منجھا ہوا ہوں۔ میں کبھی نیزہ مارتا ہوں تو کبھی ضرب لگاتا ہوں۔ جب لڑائیاں بھڑک اٹھتی ہیں تو میں متوجہ ہوتا ہوں۔

میرا دفاع ایسے لوگوں کے لیے ہے جو میرے قریب بھی نہیں پھٹکتے اور وہ چیلنج دیتا آرہا تھا کہ ہے کوئی میرا مدمقابل جو سامنے آئے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے مقابلے میں کون جائے گا؟'' سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس کے مقابلہ میں جانے کے لیے تیار ہوں۔ اللہ کی قسم! میں ان سے بدلہ لینے کا خواہش مند ہوں، کیوں کہ انہوں نے کل میرے بھائی کو قتل کر دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر تم ہی اُٹھو، یا اللہ! اُس کے مقابلے میں اس کی مدد فرما۔'' جب وہ دونوں ایک دوسرے کے قریب ہوئے تو گونددار ایک بہت پرانا اور بڑا درخت ان کے درمیان حائل ہو گیا، ان میں سے ہر ایک دوسرے کے وار سے بچنے کے لیے درخت کی اوٹ میں ہو جاتا، جب ان میں سے ایک درخت کی اوٹ میں ہوتا تو دوسرا اپنی تلوار چلا کر اس درخت (کی شاخوں کو) کاٹ دیتا، یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے کے سامنے آ گئے

(۱۰۸۱۶) تخریج: اسنادہ حسن أخرجہ ابویعلی: ۱۸۶۱، والبیھقی: ۹/ ۱۳۱ (انظر: ۱۵۱۳٤)

اور وہ درخت ان دونوں کے درمیان یوں ہو گیا جیسے کوئی آدمی کھڑا ہو اور اس درخت پر کوئی شاخ نہ تھی۔ پھر مرحب، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ پر حملہ آور ہوا اور اس نے تلوار چلائی، سیدنا محمد رضی اللہ عنہ نے ڈھال سے وار کو روکا اور مرحب کی تلوار ان کی ڈھال پر جا لگی اور اس میں دھنس کر رہ گئی پھر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس پر وار کر کے اسے قتل کر دیا۔

فوائد:...... اس روایت سے معلوم ہوا کہ سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے مرحب کو قتل کیا، جبکہ سابقہ روایات کے مطابق اس کو قتل کرنے والے سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں، جمع و تطبیق کے لیے مختلف آراء پیش کی گئی ہیں، ابن اثیر نے کہا کہ اکثر سیرت نگاروں کے نزدیک مرحب کو قتل کرنے والے سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں، جبکہ محمد بن اسحاق نے کہا کہ سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے خیبر میں مرحب یہودی کو قتل کیا۔

بہتر یہ ہے کہ ان روایات کو اس طرح جمع کیا جائے کہ سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے مرحب کی ٹانگیں کاٹیں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس کو جلدی سے قتل کر دیا۔

(۱۰۸۱۷)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: كُنَّا مُحَاصِرِينَ قَصْرَ خَيْبَرَ، فَأَلْقَى إِلَيْنَا رَجُلٌ جِرَابًا فِيهِ شَحْمٌ، فَذَهَبْتُ آخُذُهُ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَاسْتَحْيَيْتُ۔ (مسند احمد: ۲۰۸۲۹)

سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم خیبر کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے چربی سے بھرا مشکیزہ ہماری طرف پھینکا، میں اسے اُٹھانے لگا، لیکن جب میری نگاہ نبی کریم ﷺ پر پڑی تو میں شرما گیا۔

فوائد:...... شرمانے کی وجہ یہ تھی کہ نبی کریم ﷺ کو اس کی حرص کا علم ہو گیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي ذَهَابِ الْحَجَّاجِ بْنِ عِلاطٍ رضی اللہ عنہ إِلَى مَكَّةَ لِيَأْتِيَ بِمَالِهِ بَعْدَ فَتْحِ خَيْبَرَ وَ اِحْتِيَالِهِ فِي ذٰلِكَ عَلَى كُفَّارِ قُرَيْشٍ

فتح خیبر کے بعد سیدنا حجاج بن علاط رضی اللہ عنہ کا مکہ مکرمہ جا کر کفار قریش سے حیلہ بازی کر کے اپنا مال حاصل کرنے کی کوشش کرنے کا بیان

(۱۰۸۱۸)۔ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ قَالَ: سَمِعْتُ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ

(۱۰۸۱۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۱۵۳، ۴۲۱۴، ومسلم: ۱۷۷۲ (انظر: ۲۰۵۵۵)

(۱۰۸۱۸) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین، أخرجه ابویعلی: ۳۴۷۹، وابن حبان: ۴۵۳۰ والطبرانی فی "المعجم الکبیر": ۳۱۹۶ (انظر: ۱۲۴۰۹)

ثَابِتًا يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا افْتَتَحَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَيْبَرَ، قَالَ الْحَجَّاجُ بْنُ عِلَاطٍ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ لِي بِمَكَّةَ مَالًا، وَإِنَّ لِي بِهَا أَهْلًا، وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ آتِيَهُمْ، فَأَنَا فِي حِلٍّ إِنْ أَنَا نِلْتُ مِنْكَ، أَوْ قُلْتُ شَيْئًا، فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَقُولَ مَا شَاءَ، فَأَتَى امْرَأَتَهُ حِينَ قَدِمَ، فَقَالَ: اجْمَعِي لِي مَا كَانَ عِنْدَكِ، فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَشْتَرِيَ مِنْ غَنَائِمِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَأَصْحَابِهِ، فَإِنَّهُمْ قَدْ اسْتُبِيحُوا وَأُصِيبَتْ أَمْوَالُهُمْ، قَالَ: فَفَشَا ذٰلِكَ فِي مَكَّةَ، وَانْقَمَعَ الْمُسْلِمُونَ وَأَظْهَرَ الْمُشْرِكُونَ فَرَحًا وَسُرُورًا، قَالَ: وَبَلَغَ الْخَبَرُ الْعَبَّاسَ فَعَقِرَ وَجَعَلَ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَقُومَ، قَالَ مَعْمَرٌ: فَأَخْبَرَنِي عُثْمَانُ الْجَزَرِيُّ عَنْ مِقْسَمٍ، قَالَ: فَأَخَذَ ابْنًا لَهُ يُقَالُ لَهُ قُثَمُ فَاسْتَلْقَى فَوَضَعَهُ عَلٰى صَدْرِهِ وَهُوَ يَقُولُ: حَيَّ قُثَمْ حَيَّ قُثَمْ، شَبِيهَ ذِي الْأَنْفِ الْأَشَمّ، بَنِي ذِي النَّعَمْ، يَرْغَمُ مَنْ رَغَمْ، قَالَ ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ: ثُمَّ أَرْسَلَ غُلَامًا إِلَى الْحَجَّاجِ بْنِ عِلَاطٍ، وَيْلَكَ مَا جِئْتَ بِهِ وَمَاذَا تَقُولُ فَمَا وَعَدَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِمَّا جِئْتَ بِهِ، قَالَ الْحَجَّاجُ بْنُ عِلَاطٍ لِغُلَامِهِ: اقْرَأْ عَلٰى أَبِي الْفَضْلِ السَّلَامَ، وَقُلْ لَهُ: فَلْيَخْلُ لِي فِي بَعْضِ بُيُوتِهِ لِآتِيَهُ، فَإِنَّ الْخَبَرَ عَلٰى مَا يَسُرُّهُ، فَجَاءَ غُلَامُهُ فَلَمَّا بَلَغَ بَابَ الدَّارِ، قَالَ:

خیبر میں فتح سے ہم کنار ہوئے تو سیدنا حجاج بن علاط رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے اہل وعیال مکہ مکرمہ میں ہیں اور وہاں میرا کافی سارا مال بھی ہے، میں اسے حاصل کرنے کے لیے وہاں جانا چاہتا ہوں، تو کیا مجھے اجازت ہے کہ وہاں جا کر محض کفار کو خوش کرنے کے لیے کچھ باتیں آپ ﷺ کے خلاف کر لوں؟ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایسا کرنے کی اجازت دے دی کہ وہ جو کہنا چاہیں کہہ لیں، وہ مکہ مکرمہ جا کر اپنی بیوی کے پاس گئے اور اس سے کہا: تمہارے پاس جس قدر بھی دولت ہے، سب ایک جگہ جمع کرو، میں محمد ﷺ اور ان کے اصحاب سے لوٹے ہوئے اموالِ غنیمت خریدنا چاہتا ہوں، وہ لوگ شکست کھا گئے اور ان کے اموال لوٹ لئے گئے ہیں، اس کی یہ خبر مکہ مکرمہ میں پھیل گئی، اس خبر سے وہاں کے مسلمان شرمندہ ہو گئے اور مشرکین خوشی اور شادمانی کا اظہار کرنے لگے، جب یہ خبر عباس تک بھی پہنچ گئی تو وہ یہ سن کر گر ہی گئے اور ان میں اُٹھنے کی سکت ہی نہ رہی، مقسم نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اپنے ایک بیٹے قثم کو پکڑا، خود لیٹ گئے اور اسے اپنے سینے پر بیٹھا لیا اور یوں کہتے جاتے: اے قثم، تو میری طرف آ، اے قثم تو میری طرف آ، تو محمد (ﷺ) کے مشابہ ہے، ان کی طرح تیری ناک بھی ذرا بلند ہے، وہ اس اللہ کے نبی ہیں جس نے مخلوقات پر بے حد وحساب انعامات کئے ہیں، جسے اللہ خاک آلود اور رسوا کرے وہی ذلیل ورسوا ہو کر رہے گا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر انہوں نے ایک غلام، حجاج بن علاط رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور پوچھا کہ تم کیا خبر لائے ہو اور کیا باتیں کر رہے ہو؟ تم جو کچھ بیان کر رہے ہو، اللہ تعالیٰ نے تو ان کے ساتھ اس سے بہت بہتر بات کا وعدہ کیا تھا، سیدنا حجاج بن علاط رضی اللہ عنہ نے ان کے

أَبْشِرْ، يَا أَبَا الْفَضْلِ! قَالَ: فَوَثَبَ الْعَبَّاسُ فَرَحًا حَتَّى قَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، فَأَخْبَرَهُ مَا قَالَ الْحَجَّاجُ فَأَعْتَقَهُ، ثُمَّ جَاءَهُ الْحَجَّاجُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدِ افْتَتَحَ خَيْبَرَ، وَغَنِمَ أَمْوَالَهُمْ، وَجَرَتْ سِهَامُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي أَمْوَالِهِمْ، وَاصْطَفَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ فَاتَّخَذَهَا لِنَفْسِهِ، وَخَيَّرَهَا أَنْ يُعْتِقَهَا، وَتَكُونَ زَوْجَتَهُ أَوْ تَلْحَقَ بِأَهْلِهَا، فَاخْتَارَتْ أَنْ يُعْتِقَهَا وَتَكُونَ زَوْجَتَهُ، وَلَكِنِّي جِئْتُ لِمَالٍ كَانَ لِي هَاهُنَا، أَرَدْتُ أَنْ أَجْمَعَهُ، فَأَذْهَبَ بِهِ، فَاسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَذِنَ لِي، أَنْ أَقُولَ مَا شِئْتُ، فَأَخْفِ عَنِّي ثَلَاثًا، ثُمَّ اذْكُرْ مَا بَدَا لَكَ، قَالَ: فَجَمَعَتْ امْرَأَتُهُ مَا كَانَ عِنْدَهَا مِنْ حُلِيٍّ وَمَتَاعٍ فَجَمَعَتْهُ فَدَفَعَتْهُ إِلَيْهِ، ثُمَّ اسْتَمَرَّ بِهِ، فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ثَلَاثٍ أَتَى الْعَبَّاسُ امْرَأَةَ الْحَجَّاجِ، فَقَالَ: مَا فَعَلَ زَوْجُكِ؟ فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّهُ قَدْ ذَهَبَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، وَقَالَتْ: لَا يُخْزِيكَ اللَّهُ، يَا أَبَا الْفَضْلِ! لَقَدْ شَقَّ عَلَيْنَا الَّذِي بَلَغَكَ، قَالَ: أَجَلْ لَا يُخْزِينِي اللَّهُ، وَلَمْ يَكُنْ بِحَمْدِ اللَّهِ إِلَّا مَا أَحْبَبْنَا فَتَحَ اللَّهُ خَيْبَرَ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ وَجَرَتْ فِيهَا سِهَامُ اللَّهِ، وَاصْطَفَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ لِنَفْسِهِ، فَإِنْ كَانَتْ لَكِ حَاجَةٌ فِي زَوْجِكِ، فَالْحَقِي بِهِ، قَالَتْ: أَظُنُّكَ وَاللَّهِ

قاصد غلام سے کہا: تم ابو الفضل رضی اللہ عنہ کو میرا سلام پہنچا دو اور ان سے کہو کہ وہ اپنے کسی گھر میں مجھ سے علیحدگی میں مل لیں، میرے پاس ان کے لیے خوشخبری ہے، ان کا غلام واپس آیا، وہ گھر کے دروازے پر پہنچا تو اس نے کہا: اے ابوالفضل! تمہیں خوشخبری مبارک ہو، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ یہ سنتے ہی خوشی سے اچھل کر اُٹھے اور اس کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، اس غلام نے ان کو حجاج بن علاط کی بات سے مطلع کیا، عباس نے اسے آزاد کر دیا۔ پھر سیدنا حجاج رضی اللہ عنہ آئے اور ان کو بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ خیبر کو فتح کر چکے ہیں اور یہود کے اموال کو بطور غنیمت حاصل کر چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق وہاں سے حاصل شدہ مالِ غنیمت ہر حصہ دار میں تقسیم کیا جا چکا ہے اور اللہ کے رسول نے حیی کی دختر صفیہ کو اپنے لئے منتخب کر لیا ہے، آپ ﷺ نے اسے اختیار دیا تھا کہ اگر وہ چاہتی ہے تو آپ ﷺ اس کو آزاد کر دیتے ہیں اور اس سے شادی کر لیتے ہیں، یا اگر وہ چاہتی ہے تو اپنے اہلِ خانہ کے ہاں چلی جائے۔ اس نے اس بات کو اختیار کیا کہ آپ ﷺ اسے آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیں، میں تو یہاں پر چھوڑا ہوا اپنا مال لینے آیا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ اسے جمع کر کے لے جاؤں اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کی اجازت لے لی تھی اور آپ نے مجھے اجازت مرحمت فرما دی تھی کہ میں محض کفار کو خوش کرنے کے لیے اس سلسلہ میں جو چاہوں کہہ سکتا ہوں۔ تم میری ان باتوں کو تین دن تک پوشیدہ رکھنا، اس کے بعد جیسے مناسب ہو ان کا ذکر لوگوں سے کر دینا۔ چنانچہ سیدنا حجاج رضی اللہ عنہ کی بیوی کے پاس جس قدر زیورات اور سامان تھا، اس نے وہ سب جمع کر دیا اور اسے اس کے سپرد کر دیا، پھر وہ یہ سامان لے کر وہاں سے چل پڑے، تین دن بعد عباس، حجاج کی اہلیہ کے

صَادِقًا، قَالَ: فَإِنِّي صَادِقٌ الْأَمْرُ عَلَى مَا أَخْبَرْتُكِ، فَذَهَبَ حَتَّى أَتَى مَجَالِسَ قُرَيْشٍ، وَهُمْ يَقُولُونَ إِذَا مَرَّ بِهِمْ لَا يُصِيبُكَ إِلَّا خَيْرٌ، يَا أَبَا الْفَضْلِ! قَالَ لَهُمْ: لَمْ يُصِبْنِي إِلَّا خَيْرٌ بِحَمْدِ اللَّهِ، قَدْ أَخْبَرَنِي الْحَجَّاجُ بْنُ عِلَاطٍ أَنَّ خَيْبَرَ قَدْ فَتَحَهَا اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ، وَجَرَتْ فِيهَا سِهَامُ اللَّهِ، وَاصْطَفَى صَفِيَّةَ لِنَفْسِهِ، وَقَدْ سَأَلَنِي أَنْ أُخْفِيَ عَلَيْهِ ثَلَاثًا، وَإِنَّمَا جَاءَ لِيَأْخُذَ مَالَهُ، وَمَا كَانَ لَهُ مِنْ شَيْءٍ هَاهُنَا، ثُمَّ يَذْهَبَ، قَالَ: فَرَدَّ اللَّهُ الْكَآبَةَ الَّتِي كَانَتْ بِالْمُسْلِمِينَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ، وَخَرَجَ الْمُسْلِمُونَ وَمَنْ كَانَ دَخَلَ بَيْتَهُ مُكْتَئِبًا، حَتَّى أَتَوْا الْعَبَّاسَ، فَأَخْبَرَهُمُ الْخَبَرَ فَسُرَّ الْمُسْلِمُونَ وَرَدَّ اللَّهُ يَعْنِي مَا كَانَ مِنْ كَآبَةٍ أَوْ غَيْظٍ أَوْ حُزْنٍ عَلَى الْمُشْرِكِينَ۔ (مسند احمد: ۱۲٤۳٦)

پاس آئے اور پوچھا تمہارا شوہر کیا کر گیا؟ اس نے بتلایا کہ وہ تو فلاں دن چلا گیا تھا اور بولی کہ ابوالفضل! اللہ آپ کو رسوا نہ کرے، آپ تک جو باتیں پہنچی ہیں وہ ہم پر انتہائی شاق گزری ہیں۔ انہوں نے کہا: ہاں، اللہ مجھے کبھی بھی رسوا نہیں کرے گا اور اللہ کا شکر ہے کہ وہی ہوا ہے جو ہمیں پسند ہے۔ اللہ نے اپنے رسول کے ہاتھوں خیبر فتح کرا دیا ہے، وہاں سے حاصل ہونے والے مالِ غنیمت کو اللہ کے حکم کے مطابق حصوں میں تقسیم کر کے بانٹ دیا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے صفیہ بنت حیی کو اپنے لئے منتخب کیا ہے اور پھر اس سے فرمایا: ''تم اگر اپنے شوہر کے پاس جانا چاہو تو جا سکتی ہو۔'' وہ کہنے لگی: اللہ کی قسم! میرا خیال ہے کہ تمہاری ساری باتیں درست ہیں۔ عباس نے مزید کہا: میں سچ کہہ رہا ہوں، بات وہی ہے جو میں تمہیں بتلا رہا ہوں۔ اس کے بعد عباس رضی اللہ عنہ قریش کی مجالس میں گئے، یہ جب بھی ان کے پاس سے گزرتے تو وہ کہتے: اے ابوالفضل! آپ کو بھلائی ملے، وہ کہتے اللہ کا شکر ہے مجھے بھلائی ہی بھلائی ملتی ہے۔ مجھے حجاج بن علاط رضی اللہ عنہ نے بتلایا ہے کہ اللہ نے اپنے رسول کے ہاتھوں خیبر فتح کرا دیا ہے اور وہاں سے حاصل شدہ مالِ غنیمت کو اللہ کے مقرر کردہ حصوں میں تقسیم کر کے بانٹ دیا گیا ہے اور محمد (ﷺ) نے صفیہ بنت حیی کو اپنے لیے رکھ لیا ہے۔ حجاج رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا تھا کہ میں ان باتوں کو تین دن تک پوشیدہ رکھوں، وہ تو یہاں اپنا مال اور سامان لینے آئے تھے، وہ لے کر چلے گئے ہیں، حجاج رضی اللہ عنہ کی باتوں سے مسلمانوں میں جو افسردگی پھیلی ہوئی تھی، وہ مشرکین کی طرف لوٹ گئی اور وہ افسردہ خاطر ہوئے، مسلمان اور دوسرے لوگ جو ان کے گھر میں غمگین اور افسردہ گئے تھے، وہ وہاں سے نکل کر عباس کے پاس گئے، پھر انہوں نے ان کو اصل احوال

سے آگاہ کیا، یہ تفصیل سن کر تمام مسلمان دلی طور پر مسرور ہو ئے اور سارا رنج وغم اور افسردگی مشرکین کی طرف لوٹ گئی۔

بَابُ خَبَرِ الشَّاةِ الْمَسْمُوْمَةِ الَّتِيْ اَهْدَاهَا الْيَهُوْدُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِيَأْكُلَ مِنْهَا وَظُهُوْرِ مُعْجِزَةٍ لَهُ

اس زہر آلود بکری کا واقعہ جو یہود نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کھانے کے لیے بھیجی تھی اور اس موقع پر آپ ﷺ کے معجزہ کا ظہور

(۱۰۸۱۹)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ شَاةٌ فِيهَا سُمٌّ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اجْمَعُوا لِي مَنْ كَانَ هَاهُنَا مِنَ الْيَهُودِ۔)) فَجَمَعُوا لَهُ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنِّي سَائِلُكُمْ عَنْ شَيْءٍ، فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْهُ؟)) قَالُوا: نَعَمْ، يَا أَبَا الْقَاسِمِ!، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ أَبُوكُمْ؟)) قَالُوا: أَبُونَا فُلَانٌ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((كَذَبْتُمْ، أَبُوكُمْ فُلَانٌ۔)) قَالُوا: صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ، قَالَ لَهُمْ: ((هَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ؟)) قَالُوا: نَعَمْ، يَا أَبَا الْقَاسِمِ، وَإِنْ كَذَبْنَاكَ عَرَفْتَ كَذِبَنَا كَمَا عَرَفْتَهُ فِي أَبِينَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ أَهْلُ النَّارِ؟)) قَالُوا: نَكُونُ فِيهَا يَسِيرًا ثُمَّ تَخْلُفُونَنَا فِيهَا، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا نَخْلُفُكُمْ فِيهَا أَبَدًا۔)) ثُمَّ قَالَ لَهُمْ: ((هَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ؟)) فَقَالُوا: نَعَمْ، يَا أَبَا الْقَاسِمِ!، فَقَالَ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یہودیوں کی طرف سے ایک زہر آلود بکری بھیجی گئی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہاں جتنے یہودی ہیں، سب کو اکٹھا کرو۔'' پس ان کو جمع کیا گیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''میں تم لوگوں سے ایک چیز کے متعلق پوچھنے والا ہوں، کیا تم اس کے متعلق میرے ساتھ صحیح صحیح بات کرو گے؟'' انہوں نے کہا: جی ہاں اے ابو القاسم! رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تمہارا باپ کون ہے؟'' انہوں نے جواب دیا کہ ہمارا باپ فلاں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم غلط کہہ رہے ہو، تمہارا باپ تو فلاں ہے۔'' آپ ﷺ کی بات سن کر وہ بولے کہ آپ ﷺ نے بالکل درست فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے ان سے پھر فرمایا: ''میں تم سے ایک چیز کے متعلق پوچھتا ہوں، کیا تم مجھے سچ سچ بتلاؤ گے؟'' انہوں نے کہا: جی ہاں اے ابو القاسم! اور اگر ہم نے آپ سے غلط بیانی کی تو آپ کو اس کا علم ہو ہی جائے گا، جیسا کہ آپ ہمارے والد کے متعلق بیان میں جان چکے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''اہلِ نار کون ہیں؟'' وہ بولے کہ ہم اس میں کچھ عرصہ رہیں گے، ہمارے بعد آپ لوگ اس میں جائیں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے بعد ہم اس

(۱۰۸۱۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۱۶۹، ۴۲۴۹ (انظر: ۹۸۲۷)

((هَلْ جَعَلْتُمْ فِي هٰذِهِ الشَّاةِ سُمًّا؟)) قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: ((فَمَا حَمَلَكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ؟)) قَالُوْا: أَرَدْنَا إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا نَسْتَرِيحُ مِنْكَ، وَإِنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ تَضُرَّكَ۔ (مسند احمد: ۹۸۲٦)

میں کبھی بھی نہیں جائیں گے۔'' پھر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''میں تم سے ایک چیز کے متعلق دریافت کرتا ہوں، کیا تم مجھ سے سچ بولو گے؟'' انہوں نے کہا: جی ہاں اے ابو القاسم! آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے اس بکری میں زہر ڈالا ہے؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں، ڈالا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں اس کام پر کس چیز نے آمادہ کیا؟'' انھوں نے کہا: ہم نے سوچا کہ آپ اگر جھوٹے ہیں تو ہمیں آپ سے راحت مل جائے گی اور اگر آپ سچے نبی ہیں تو یہ آپ کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکے گی۔

فوائد:...... یہ سلام بن مکشم کی بیوی زینب بن حارث یہودی خاتون تھی، جس نے بکری میں زہر ملایا تھا، اس نے پہلے پوچھا تھا کہ بکری کا کون سا عضو آپ ﷺ کو زیادہ پسند ہے، جب اس کو بتایا گیا کہ آپ ﷺ دستی بہت پسند کرتے ہیں، تو اس نے اس حصے میں زیادہ زہر لگایا، آپ ﷺ نے اس سے ایک ٹکڑا لے کر چبایا، لیکن اس کو حلق سے نہیں اتارا، سیدنا مبشر بن براء رضی اللہ عنہ نے اس کا کچھ حصہ کھا لیا تھا، اس لیے وہ فوت ہو گئے تھے۔ سنن بیہقی کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ''نہ کھاؤ، یہ زہریلی بکری ہے۔''

(۱۰۸۲۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْيَهُودِ أَهْدَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ شَاةً مَسْمُومَةً، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَقَالَ: ((مَا حَمَلَكِ عَلٰى مَا صَنَعْتِ؟)) قَالَتْ: أَحْبَبْتُ أَوْ أَرَدْتُ إِنْ كُنْتَ نَبِيًّا فَإِنَّ اللّٰهَ سَيُطْلِعُكَ عَلَيْهِ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ نَبِيًّا أُرِيحُ النَّاسَ مِنْكَ، قَالَ: وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا وَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا اِحْتَجَمَ، قَالَ: فَسَافَرَ مَرَّةً فَلَمَّا أَحْرَمَ وَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ فَاحْتَجَمَ۔ (مسند احمد: ۲۷۸٤)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی عورت نے ایک زہریلی بکری رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کی، آپ ﷺ نے علم ہونے پر اسے پیغام بھیج کر بلوایا اور دریافت فرمایا: ''تجھے اس حرکت پر کس چیز نے آمادہ کیا؟'' اس نے کہا: میں نے ارادہ کیا تھا کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اس کے بارے میں مطلع کر دے گا اور اگر آپ سچے نبی نہیں ہیں تو اس طرح میں لوگوں کو آپ سے راحت دلا دوں گی۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بعد میں جب بھی اس زہر کا اثر محسوس کرتے تو سینگی لگوا لیتے، ایک دفعہ آپ سفر میں تھے، آپ ﷺ نے احرام باندھا تو اس زہر کا اثر محسوس ہوا تو آپ ﷺ نے سینگی لگوالی۔

(۱۰۸۲۰) تخریج: اسناده صحیح (انظر: ۲۷۸٤)

بَابُ إِجْلَاءِ مَنْ بَقِيَ مِنَ الْيَهُوْدِ بِالْمَدِيْنَةِ وَإِبْقَائِهِمْ بِخَيْبَرَ بَعْدَ فَتْحِهَا مُوَقَّتًا لِلْمَصْلَحَةِ

مدینہ منورہ میں باقی بچے ہوئے یہودیوں کی جلاوطنی اور فتح خیبر کے بعد بطور مصلحت کچھ عرصہ تک ان کو وہاں قیام کی اجازت دینے کا بیان

(١٠٨٢١)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ، خَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((انْطَلِقُوا إِلَى يَهُودَ؟)) فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتّٰى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَنَادَاهُمْ: ((يَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ! أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا۔)) فَقَالُوا: قَدْ بَلَّغْتَ، يَا أَبَا الْقَاسِمِ! قَالَ: ((ذَاكَ أُرِيدُ۔)) ثُمَّ قَالَهَا الثَّالِثَةَ، فَقَالَ: ((اعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ، وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ مِنْ هٰذِهِ الْأَرْضِ، فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ، وَإِلَّا فَاعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولِهِ۔)) (مسند احمد: ٩٨٢٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ہم مسجد میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور فرمایا: ''چلو، یہودیوں کی طرف چلتے ہیں۔'' پس ہم آپ کے ساتھ چلے اور ان کے بیت المدراس میں پہنچ گئے، آپ ﷺ وہاں کھڑے ہوئے اور ان یہودیوں سے فرمایا: ''اے یہودیو! اسلام قبول کرلو، سلامتی پا جاؤ گے۔'' انھوں نے کہا: اے ابو القاسم! آپ نے اپنی بات ہم تک پہنچا دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ تم اس بات کا اعتراف کرو کہ میں نے واقعی اپنی بات تم لوگوں تک پہنچا دی ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ فرمایا: ''یاد رکھو کہ یہ زمین اللہ کی اور اس کے رسول کی ملکیت ہے اور میں تمہیں اس سرزمین سے جلاوطن کرنا چاہتا ہوں، پس تم میں سے جو کوئی اپنا مال فروخت کر سکتا ہے، فروخت کر لے، ورنہ یاد رکھو کہ یہ سرزمین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ملکیت ہے۔''

فوائد:...... بنونضیر کی جلاوطنی اور بنوقریظہ کے قتل کے بعد جو یہودی مدینہ سے بچ گئے تھے، ان سے آپ ﷺ نے یہ خطاب کیا تھا، جیسے بنو قینقاع کے یہودی۔ فتح خیبر کے زمانے میں یہ اعلان کیا گیا۔

''اے یہودیو! اسلام قبول کرلو، سلامتی پا جاؤ گے۔'' یہ آپ ﷺ کے جامع کلمات میں سے ہے، لیکن جب ملعون اور موٹی عقل والے یہودیوں نے سمجھا کہ آپ ﷺ کا مقصود اسلام کی دعوت دینا ہے اور انھوں نے اس جملے کو ناپسند کیا، اس لیے انھوں نے آپ ﷺ سے کہا کہ آپ نے اپنی بات ہم تک پہنچا دی، پھر آپ ﷺ نے پوری وضاحت کر دی۔

(١٠٨٢٢)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

(١٠٨٢١) تخريج: أخرجه البخاري: ٣١٦٧، ٦٩٤٤، ومسلم: ١٧٦٥ (انظر: ٩٨٢٦)

(١٠٨٢٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٣٣٨، ٣١٥٢، ومسلم: ١٥٥١ (انظر: ٦٣٦٨)

الْخَطَّابِ أَجْلَى الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا ظَهَرَ عَلٰى خَيْبَرَ أَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُودِ مِنْهَا، وَكَانَتِ الْأَرْضُ حِينَ ظَهَرَ عَلَيْهَا لِلّٰهِ تَعَالٰى وَلِرَسُولِهِ ﷺ وَلِلْمُسْلِمِينَ، فَأَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُودِ مِنْهَا، فَسَأَلَتِ الْيَهُودُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُقِرَّهُمْ بِهَا عَلٰى أَنْ يَكْفُوا عَمَلَهَا وَلَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((نُقِرُّكُمْ بِهَا عَلٰى ذٰلِكَ مَا شِئْنَا؟)) فَقَرُّوا بِهَا حَتّٰى أَجْلَاهُمْ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلٰى تَيْمَاءَ وَأَرِيحَاءَ۔ (مسند احمد: ٦٣٦٨)

نے یہود ونصاریٰ کو ارضِ حجاز سے جلا وطن کر دیا تھا، اصل واقعہ یوں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر پر غلبہ حاصل کر لیا تو یہودیوں کو وہاں سے جلا وطن کرنے کا ارادہ فرمایا، کیونکہ جب آپ ﷺ اس علاقہ پر قابض ہوئے تو وہ سر زمین اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور مسلمانوں کی ملکیت ہو گئی، بہر حال آپ ﷺ نے یہود کو وہاں سے نکالنے اور جلا وطن کرنے کا ارادہ فرمایا، لیکن انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ان کو وہیں قیام کرنے کی اجازت دے دیں، زمینوں اور باغات کے سارے کام اور خدمات یہودی سرانجام دیتے رہیں گے اور اس کے عوض ان کو نصف پھل ملے گا، باقی نصف مسلمانوں کا ہو گا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم جب تک چاہیں گے، تمہیں یہاں رہنے کی اجازت ہو گی۔'' پھر وہ لوگ وہیں مقیم رہے، یہاں تک کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو تیماء اور اریحاء کی طرف جلا وطن کر دیا۔

فوائد:...... تیما اور اریحا، شام میں ہیں۔ دوسری احادیث میں بھی آپ ﷺ نے جزیرۂ عرب سے یہود و نصاریٰ کو نکال دینے کا حکم دیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَقْسِيْمِ اَمْوَالِ خَيْبَرَ وَاَرْضِهَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ

خیبر کے اموال اور زمینوں کی یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان تقسیم کا بیان

(١٠٨٢٣)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ: أَفَاءَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ خَيْبَرَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَقَرَّهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ كَمَا كَانُوا، وَجَعَلَهَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ، فَبَعَثَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ رَوَاحَةَ فَخَرَصَهَا عَلَيْهِمْ، ثُمَّ قَالَ لَهُمْ: يَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ! أَنْتُمْ أَبْغَضُ الْخَلْقِ إِلَيَّ، قَتَلْتُمْ أَنْبِيَاءَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَكَذَبْتُمْ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خیبر کا علاقہ رسول اللہ ﷺ کو عطا فرما دیا اور آپ ﷺ نے یہودیوں کو وہاں حسب سابق آباد رہنے کی اجازت مرحمت فرمائی، اور وہاں کی زمین کو یہودیوں اور مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر آپ ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو وہاں بھیجا، انہوں نے وہاں جا کر باغات کے پھلوں کا تخمینہ لگایا اور کہا: اے یہودیو! تم میری نظر میں اللہ کی سب سے زیادہ ناپسندیدہ

(١٠٨٢٣) تخریج: اسنادہ قوی علی شرط مسلم، أخرجہ ابو داود: ٣٤١٤ (انظر: ١٤٩٥٣)

عَلَى اللّٰهِ، وَلَيْسَ يَحْمِلُنِي بُغْضِي إِيَّاكُمْ عَلَى أَنْ أَحِيفَ عَلَيْكُمْ، قَدْ خَرَصْتُ عِشْرِينَ أَلْفَ وَسْقٍ مِنْ تَمْرٍ، فَإِنْ شِئْتُمْ فَلَكُمْ وَإِنْ أَبَيْتُمْ فَلِي، فَقَالُوا: بِهٰذَا قَامَتِ السَّمٰوَاتُ وَالْأَرْضُ قَدْ أَخَذْنَا فَاخْرُجُوْا عَنَّا۔ (مسند احمد: ١٥٠١٦)

مخلوق ہو، تم نے اللہ کے نبیوں کو قتل کیا اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بھی باندھے، لیکن اس قدر بُغض کے باوجود میں تم پر ظلم وزیادتی نہیں کروں گا، اب میں نے بیس ہزار وسق کھجور کا تخمینہ لگایا ہے، اگر تم چاہو تو اپنے لیے اس فیصلہ کو قبول کر لو، اگر تمہیں یہ منظور نہ ہو تو میں قبول کر لیتا ہوں، یہودیوں نے کہا: اسی عدل کی بدولت تو زمین و آسمان قائم ہیں، ہم آپ کے تخمینہ کو قبول کرتے ہیں، آپ اس سے الگ رہیں۔

فوائد:...... یہ صحابۂ کرام کا عدل وانصاف تھا کہ یہودیوں جیسی قوم بھی جس کی معترف تھی۔

(١٠٨٢٤)۔ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَدْرَكَهُمْ يَذْكُرُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حِينَ ظَهَرَ عَلٰى خَيْبَرَ، وَصَارَتْ خَيْبَرُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُسْلِمِينَ، ضَعُفُوا عَنْ عَمَلِهَا، فَدَفَعُوهَا إِلَى الْيَهُودِ، يَقُومُونَ عَلَيْهَا وَيُنْفِقُونَ عَلَيْهَا عَلٰى أَنَّ لَهُمْ نِصْفَ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا، فَقَسَمَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى سِتَّةٍ وَثَلَاثِينَ سَهْمًا، جَمَعَ كُلُّ سَهْمٍ مِائَةَ سَهْمٍ، فَجَعَلَ نِصْفَ ذٰلِكَ كُلِّهِ لِلْمُسْلِمِينَ، وَكَانَ فِي ذٰلِكَ النِّصْفِ سِهَامُ الْمُسْلِمِينَ، وَسَهْمُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَعَهَا، وَجَعَلَ النِّصْفَ الْآخَرَ لِمَنْ يَنْزِلُ بِهِ مِنَ الْوُفُودِ وَالْأُمُورِ وَنَوَائِبِ النَّاسِ۔ (مسند أحمد: ١٦٥٣٠)

بُشیر بن یسار سے مروی ہے کہ انھوں نے اصحاب رسول میں سے بعض افراد کو اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے پایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو فتح کر لیا اور خیبر آپ ﷺ اور مسلمانوں کی ملکیت ہو گیا، جبکہ مسلمان اس سرزمین کا سارا کام کاج کرنے سے عاجز تھے، تو انھوں نے اس کو یہودیوں کے ہی سپرد کر دیا کہ وہی اس کی ذمہ داری ادا کریں گے اور اس پر خرچ کریں گے، اس کے عوض ان کو نصف پیداوار ملے گی، رسول اللہ ﷺ نے، اس کو چھتیس حصوں پر تقسیم کیا، ہر حصہ سو حصوں پر مشتمل تھا، خیبر کی زمین سے جو حصہ آپ ﷺ کو ملتا تھا، آپ ﷺ اس کے نصف کو مسلمانوں میں اس طرح تقسیم کر دیتے تھے کہ اس میں مسلمانوں کے حصے بھی ہوتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کا حصہ بھی، باقی نصف کو آپ ﷺ وفود، دوسرے امور اور لوگوں کے دوسرے حوادث و مہمات میں خرچ کرتے تھے۔

فوائد:...... اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ نصف خیبر بزور فتح ہوا اور نصف صلحاً، اس لیے آپ ﷺ نے نصف خیبر کا مال بطورِ غنیمت مجاہدین میں تقسیم کر دیا، اس میں آپ ﷺ کا خاص حصہ اور خُمس بھی شامل تھا، اور باقی صلحاً فتح ہونے والے نصف سے حاصل ہونے والے مال کو مسلمانوں کی خاص اور عام مصالح کے لیے وقف کر دیا۔

(١٠٨٢٤) تخريج: إسناده صحيح، أخرجه أبو داود: ٣٠١٠، ٣٠١١، ٣٠١٢ (انظر: ١٦٤١٧)

(۱۰۸۲۵)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِی الْمُجَالِدِ قَالَ: بَعَثَنِیْ اَهْلُ الْمَسْجِدِ اِلَی ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی اَسْاَلُهُ مَا صَنَعَ النَّبِیُّ ﷺ فِیْ طَعَامِ خَیْبَرَ فَاَتَیْتُهُ فَسَاَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ، قَالَ: وَقُلْتُ: هَلْ خُمُسُهُ؟ قَالَ: لَا، كَانَ اَقَلُّ مِنْ ذٰلِكَ، وَكَانَ اَحَدُنَا اِذَا اَرَادَ مِنْهُ شَیْئًا اَخَذَ مِنْهُ حَاجَتَهُ۔ (مسند احمد: ۱۹۳۳۵)

محمد بن ابی مجالد سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: مسجد میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے مجھے سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا کہ ان سے پوچھ کر آؤں کہ نبی کریم ﷺ نے خیبر کے پھلوں کے متعلق کیا فیصلہ فرمایا تھا، میں نے ان کی خدمت میں جا کر یہ بات ان سے دریافت کی اور میں نے یہ بھی پوچھا کہ آیا آپ ﷺ نے اس کا خمس (پانچواں حصہ) الگ کیا تھا، انہوں نے کہا: جی نہیں، وہ تو اس سے بہت کم تھا، ہم میں سے کوئی بھی آدمی جب چاہتا حسب ضرورت اس میں سے لے سکتا تھا۔

بَابُ تَقْسِیْمِ غَنِیْمَةِ خَیْبَرَ وَ اِنَّهَا كَانَتْ لِاَهْلِ الْحُدَیْبِیَةِ خَاصَّةً
غزوۂ خیبر کی غنیمتوں کی تقسیم اور اس امر کا بیان کہ یہ غنیمتیں اہلِ حدیبیہ کے لیے مختص تھیں

(۱۰۸۲٦)۔ عَنْ مُجَمِّعِ ابْنِ جَارِیَةَ الْاَنْصَارِیِّ، وَكَانَ أَحَدَ الْقُرَّاءِ الَّذِینَ قَرَءُوا الْقُرْآنَ، قَالَ: شَهِدْنَا الْحُدَیْبِیَةَ فَلَمَّا انْصَرَفْنَا عَنْهَا إِذَا النَّاسُ یُنْفِرُونَ الْأَبَاعِرَ، فَقَالَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: مَا لِلنَّاسِ؟ قَالُوْا: أُوحِیَ إِلَی رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجْنَا مَعَ النَّاسِ نُوجِفُ حَتَّی وَجَدْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَی رَاحِلَتِهِ عِنْدَ كُرَاعِ الْغَمِیمِ، وَاجْتَمَعَ النَّاسُ إِلَیْهِ، فَقَرَأَ عَلَیْهِمْ: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِینًا﴾ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَیْ رَسُولَ اللّٰهِ! وَفَتْحٌ هُوَ؟ قَالَ: ((أَیْ وَالَّذِی نَفْسُ مُحَمَّدٍ

سیدنا مجمع بن جاریہ انصاری رضی اللہ عنہ، جو ان قراء میں سے تھے، جنھوں نے قرآن پڑھا ہوا تھا، سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم حدیبیہ میں حاضر ہوئے، جب ہم وہاں سے واپس ہوئے تو لوگ اچانک اپنے اپنے اونٹوں کو تیز تیز چلانے لگے، لوگوں نے ایک دوسرے سے پوچھا: کیا بات ہوئی؟ تو دوسروں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کا نزول ہوا ہے، ہم بھی اونٹوں کو دوڑاتے ہوئے دوسرے لوگوں کے ساتھ چل دیئے، ہم نے کراع غمیم مقام پر رسول اللہ ﷺ کو سواری پر موجود پایا، لوگ آپ کے اردگرد جمع تھے اور آپ ﷺ نے ان کے سامنے ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِینًا﴾ یعنی سورۂ فتح کی تلاوت کی۔ صحابہ میں سے ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ ہمارے حق میں واقعی فتح ہے؟ آپ ﷺ

(۱۰۸۲۵) تخریج: اسناده صحیح علی شرط البخاری، أخرجه ابوداود: ۲۷۰٤ (انظر: ۱۹۱۲٤)

(۱۰۸۲٦) تخریج: اسناده ضعیف، یعقوب بن مجمع بن جاریة، وان كان حسن الحدیث، انفرد به، وقد خولف فیه، أخرجه ابوداود: ۲۷۳٦، ۳۰۱۵ (انظر: ۱۵٤۷۰)

بِيَدِهِ إِنَّهُ لَفَتْحٌ۔)) فَقُسِمَتْ خَيْبَرُ عَلَى أَهْلِ الْحُدَيْبِيَةِ، لَمْ يُدْخِلْ مَعَهُمْ فِيهَا أَحَدًا إِلَّا مَنْ شَهِدَ الْحُدَيْبِيَةَ، فَقَسَمَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَهْمًا، وَكَانَ الْجَيْشُ أَلْفًا وَخَمْسَ مِائَةٍ، فِيهِمْ ثَلَاثُ مِائَةِ فَارِسٍ، فَأَعْطَى الْفَارِسَ سَهْمَيْنِ وَأَعْطَى الرَّاجِلَ سَهْمًا۔ (مسند احمد: ١٥٥٤٩)

نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! یہ یقیناً فتح ہے۔'' اس کے بعد غزوۂ خیبر کی غنیمتیں صرف ان لوگوں میں تقسیم کی گئیں، جو حدیبیہ میں حاضر تھے، ان کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ کیا گیا، رسول اللہ ﷺ نے ان غنیمتوں کو اٹھارہ حصوں میں بانٹ دیا، لشکر میں پندرہ سو آدمی تھے، ان میں سے تین سو گھڑ سوار بھی تھے، تو آپ ﷺ نے گھڑ سواروں کو دو دو حصے اور پیدل لوگوں کو ایک ایک حصہ دیا۔

(١٠٨٢٧)۔ عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: مَا شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَغْنَمًا قَطُّ إِلَّا قَسَمَ لِي إِلَّا خَيْبَرَ، فَإِنَّهَا كَانَتْ لِأَهْلِ الْحُدَيْبِيَةِ خَاصَّةً، وَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَأَبُو مُوسَى جَاءَا بَيْنَ الْحُدَيْبِيَةِ وَخَيْبَرَ۔ (مسند احمد: ١٠٩٢٥)

عمار بن ابی عمار سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ خیبر کے علاوہ جس غزوہ میں بھی حاضر ہوا، آپ نے مجھے مالِ غنیمت میں سے حصہ عطا فرمایا، غزوۂ خیبر کی غنیمتیں اہلِ حدیبیہ کے لیے مختص تھیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حدیبیہ اور خیبر کے درمیانی عرصہ میں آئے تھے۔

فوائد:...... اگلے میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ کی آمد کی تفصیل موجود ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قُدُومِ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي رَهْطٍ مِنْ قَوْمِهِ وَقُدُومِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ وَمَنْ مَعَهُ مِنْ مُهَاجِرِي الْحَبْشَةِ وَالنَّبِيُّ ﷺ بِخَيْبَرَ

اس امر کا بیان کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے ایک وفد کے ہمراہ اور سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور ان کے مہاجرین حبشہ ساتھی ان دنوں تشریف لائے جب نبی کریم ﷺ خیبر میں تشریف فرما تھے

(١٠٨٢٨)۔ عن خُثَيْمٍ يَعْنِي ابْنَ عِرَاكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فِي رَهْطٍ مِنْ قَوْمِهِ، وَالنَّبِيُّ ﷺ بِخَيْبَرَ وَقَدِ اسْتَخْلَفَ سِبَاعَ بْنَ عُرْفُطَةَ عَلَى الْمَدِينَةِ، قَالَ:

عراک سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ ان دنوں مدینہ منورہ پہنچے تھے، جب نبی کریم ﷺ غزوۂ خیبر میں مصروف تھے اور آپ ﷺ نے سیدنا سباع بن عرفطہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب

(١٠٨٢٧) تخريج: اسناده ضعيف لضعف على بن زيد، أخرجه الطيالسى: ٢٤٧٥، والدارمى: ٢٤٧٤، والبيهقى: ٦/ ٣٣٤ (انظر: ١٠٩١٢)

(١٠٨٢٨) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه ابن خزيمة: ١٠٣٩، والحاكم: ٢/ ٣٣ (انظر: ٨٥٥٢)

فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى بِـ﴿كٓهٰيٰعٓصٓ﴾ وَفِي الثَّانِيَةِ ﴿وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ﴾ قَالَ: فَقُلْتُ لِنَفْسِي: وَيْلٌ لِفُلَانٍ إِذَا اكْتَالَ اكْتَالَ بِالْوَافِي، وَإِذَا كَالَ كَالَ بِالنَّاقِصِ، قَالَ: فَلَمَّا صَلّٰى زَوَّدَنَا شَيْئًا حَتّٰى أَتَيْنَا خَيْبَرَ، وَقَدِ افْتَتَحَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْبَرَ، قَالَ: فَكَلَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمُسْلِمِينَ، فَأَشْرَكُونَا فِي سِهَامِهِمْ۔ (مسند احمد: ۸۵۳۳)

مقرر کیا تھا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں ان کے ہاں پہنچا تو وہ صبح کی نماز کی پہلی رکعت میں کٓهٰيٰعٓصٓ (یعنی سورۂ مریم) اور دوسری رکعت میں وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ سورت کی تلاوت کر رہے تھے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ فلاں آدمی تباہ ہو گیا، وہ جب اپنے لیے تولتا ہے تو پورا تول لیتا ہے اور جب کسی کے لیے تولتا ہے تو کم کر دیتا ہے، وہ جب نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے ہمیں کچھ زادِ سفر دیا، اور ہم خیبر کے لیے روانہ ہو گئے، یہاں تک کہ ہم خیبر پہنچ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے ہمارے بارے میں بات کی اور انہوں نے مالِ غنیمت کے اپنے حصوں میں ہمیں بھی شریک کر لیا۔

فوائد:...... ''انھوں نے ہمیں اپنے حصوں میں شریک کیا۔''

ان الفاظ کا مفہوم مشہور روایت کے مخالف ہے، مشہور روایت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اہل سفینہ کو شریک کیا تھا۔ اہلِ سفینہ سے مراد سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ والے وہ لوگ تھے، جو حبشہ میں تھے، جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے: سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس اس وقت پہنچے جب آپ ﷺ خیبر فتح کر چکے تھے، پس آپ ﷺ نے ہمارے لیے بھی مالِ غنیمت تقسیم کیا اور ہمارے علاوہ فتح میں شریک نہ ہونے والے کسی آدمی کو مال غنیمت نہیں دیا۔ (اگلی حدیث یہی ہے، سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ، سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے)۔

تو پھر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس قول کا کیا مطلب ہوا کہ انھوں نے ہمیں بھی اپنے حصوں میں شریک کیا؟

حافظ ابن حجر نے کہا: سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ کی حدیث کا پس منظر یہ ہو گا کہ آپ ﷺ نے غنیمت حاصل کرنے والے مجاہدین سے رضامندی لیے بغیر اصحابِ سفینہ کو مال غنیمت میں شریک کیا اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو حصہ دینے کے لیے مسلمانوں سے اجازت لی ہو گی۔ واللہ اعلم۔ (تلخیص از فتح الباری: ۷/ ۴۸۹)

(۱۰۸۲۹)۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَدِمْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي نَاسٍ مِنْ قَوْمِي بَعْدَ مَا فُتِحَ خَيْبَرُ بِثَلَاثٍ، فَأَسْهَمَ لَنَا وَلَمْ يَقْسِمْ لِأَحَدٍ لَمْ يَشْهَدِ الْفَتْحَ

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اپنی قوم کے لوگوں کے ہمراہ فتح خیبر سے تین دن بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا، آپ ﷺ نے ہمیں مالِ غنیمت میں سے حصہ دیا، خیبر کی غنیمتوں کو صرف اہلِ حدیبیہ میں تقسیم کیا گیا تھا،

(۱۰۸۲۹) تخریج: أخرجه البخاري: ۴۲۳۳ (انظر: ۱۹۶۳۵)

غَيْرَنَا۔ (مسند احمد: ١٩٨٦٨)

صرف ہم ہی لوگ تھے جن کو حدیبیہ میں شریک نہ ہونے کے باوجود خیبر کی غنائم سے حصہ ملا۔

(١٠٨٣٠)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَقْبَلَ مِنْ خَيْبَرَ فَلَمَّا رَأَى أُحُدًا قَالَ: ((هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ۔)) فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ۔))۔ (مسند احمد: ١٣٥٥٩)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ خیبر سے واپس ہوئے، جب آپ ﷺ نے احد پہاڑ کو دیکھا تو فرمایا: ''یہ پہاڑ ہے، یہ ہم سے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔'' پھر جب آپ ﷺ مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو فرمایا: ''یا اللہ! جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم والا قرار دیا تھا، اسی طرح میں بھی مدینہ منورہ کے دو حرّوں کے درمیان والے حصے کو حرم قرار دیتا ہوں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ سَرِيَّةِ أَبِيْ بَكْرٍ نِ الصِّدِّيْقِ رضی اللہ عنہ إِلٰى بَنِيْ فَزَارَةَ

بنوفزارہ کی طرف سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں بھیجے گئے دستہ کا بیان

(١٠٨٣١)۔ إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي قُحَافَةَ، وَأَمَّرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْنَا، قَالَ: غَزَوْنَا فَزَارَةَ، فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنَ الْمَاءِ أَمَرَنَا أَبُو بَكْرٍ فَعَرَّسْنَا، قَالَ: فَلَمَّا صَلَّيْنَا الصُّبْحَ أَمَرَنَا أَبُو بَكْرٍ فَشَنَنَّا الْغَارَةَ، فَقَتَلْنَا عَلَى الْمَاءِ مَنْ قَتَلْنَا، قَالَ سَلَمَةُ: ثُمَّ نَظَرْتُ إِلَى عُنُقٍ مِنَ النَّاسِ، فِيهِ الذُّرِّيَّةُ وَالنِّسَاءُ نَحْوَ الْجَبَلِ، وَأَنَا أَعْدُو فِي آثَارِهِمْ، فَخَشِيتُ أَنْ يَسْبِقُونِي إِلَى الْجَبَلِ، فَرَمَيْتُ بِسَهْمٍ فَوَقَعَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْجَبَلِ، قَالَ: فَجِئْتُ بِهِمْ أَسُوقُهُمْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَتّٰى أَتَيْتُهُ عَلَى الْمَاءِ، وَفِيهِمْ امْرَأَةٌ مِنْ فَزَارَةَ،

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سیدنا ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ کی معیت میں روانہ ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو ہم پر امیر مقرر فرمایا تھا۔ ہم فزارہ پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔ جب ہم اپنی منزل مقصود کے پانی کے قریب پہنچے تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہمیں حکم دیا اور ہم نے رات کے آخری حصہ میں کچھ دیر آرام کر لیا، جب ہم نے فجر کی نماز ادا کی تو ہم نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حکم سے یکبارگی حملہ کر دیا اور ہم نے اس پانی کے قریب بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا۔ سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر میں نے پہاڑ کی جانب جانے والے لوگوں کی ایک جماعت دیکھی، اس میں عورتیں بھی تھیں اور بچے بھی، میں ان کے پیچھے دوڑنے لگا مجھے خطرہ تھا کہ وہ مجھ سے پہلے پہاڑ پر پہنچ جائیں گے، سو میں نے ان پر تیر برسائے جو ان کے اور پہاڑ کے درمیان گرے، پھر میں ان لوگوں کو گرفتار

(١٠٨٣٠) تخريج: حديث صحيح (انظر: ١٣٥٢٥)

(١٠٨٣١) تخريج: أخرجه مطولا و مختصرا بالفاظ متقاربة مسلم: ١٧٥٥ (انظر: ١٦٥٠٢)

عَلَيْهَا قَشْعٌ مِنْ أَدَمٍ، وَمَعَهَا ابْنَةٌ لَهَا مِنْ أَحْسَنِ الْعَرَبِ، قَالَ: فَنَفَّلَنِي أَبُو بَكْرٍ ابْنَتَهَا، قَالَ: فَمَا كَشَفْتُ لَهَا ثَوْبًا حَتَّى قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ، ثُمَّ بِتُّ فَلَمْ أَكْشِفْ لَهَا ثَوْبًا، قَالَ: فَلَقِيَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي السُّوقِ، فَقَالَ لِي: ((يَا سَلَمَةُ! هَبْ لِيَ الْمَرْأَةَ۔)) قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ! لَقَدْ أَعْجَبَتْنِي وَمَا كَشَفْتُ لَهَا ثَوْبًا، قَالَ: فَسَكَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَتَرَكَنِي حَتّٰى إِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ لَقِيَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي السُّوقِ، فَقَالَ: ((يَا سَلَمَةُ! هَبْ لِيَ الْمَرْأَةَ لِلّٰهِ أَبُوكَ۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ أَعْجَبَتْنِي، مَاكَشَفْتُ لَهَا ثَوْبًا، وَهِيَ لَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: فَبَعَثَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى أَهْلِ مَكَّةَ وَفِي أَيْدِيهِمْ أُسَارٰى مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَفَدَاهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ۔ (مسند احمد: ١٦٦١٦)

کر کے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پانی کے قریب لے آیا، ان میں بنوفزارہ کی ایک عورت بھی تھی، جس پر چمڑے کی ایک پرانی سی چادر تھی، اس کے ساتھ اس کی بیٹی تھی، جو عرب کی ایک خوبصورت ترین لڑکی تھی، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی بیٹی میرے حصہ سے زائد کے طور پر مجھے عنایت کی۔ میں نے مدینہ منورہ آنے تک اس سے کوئی تعلق قائم نہ کیا، رات بھی اسی طرح گزر گئی، جب بازار میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے سلمہ! وہ عورت مجھے ہبہ کر دو۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! وہ مجھے بہت اچھی لگی ہے، لیکن ابھی تک میں نے اس کا کپڑا تک نہیں اٹھایا، آپ ﷺ خاموش رہے اور مجھے چھوڑ دیا، اگلے دن پھر آپ کی مجھ سے بازار میں ملاقات ہوئی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے سلمہ! تیرے باپ کا بھلا ہو، وہ عورت مجھے ہبہ کر دو۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! وہ مجھے بہت پسند آئی ہے اور میں نے تاحال اس کا کپڑا تک نہیں اُٹھایا۔ اے اللہ کے رسول! وہ اب آپ کے لیے ہی ہے۔ اہل مکہ کے ہاں کچھ مسلمان قیدی تھے، آپ ﷺ نے اس عورت کو ان مسلمانوں کے فدیہ کے طور پر اہلِ مکہ کی طرف بھیج دیا تھا۔

فوائد:...... یہ شعبان ۷ ہجری کا واقعہ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي سَرِيَّةِ غَالِبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ لِبَنِي الْمُلَوِّحِ بِالْكَدِيدِ

کدید کے مقام پر بنوملوح کے ساتھ سیدنا غالب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سریہ کا بیان

(١٠٨٣٢)۔ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ مَكِيثٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ غَالِبَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْكَلْبِيَّ كَلْبَ لَيْثٍ إِلٰى بَنِي مُلَوِّحٍ بِالْكَدِيدِ، وَأَمَرَهُ أَنْ يُغِيرَ عَلَيْهِمْ

سیدنا جندب بن مکیث جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا غالب بن عبداللہ کلبی لیثی رضی اللہ عنہ کو کدید کے مقام پر مقیم قبیلہ بنوملوح پر حملہ کے لیے روانہ فرمایا، چنانچہ یہ روانہ ہوئے، میں بھی اسی لشکر میں شامل تھا، چلتے چلتے جب

(١٠٨٣٢) تخريج: اسناده ضعيف، مسلم بن عبد الله الجهني مجهول، أخرجه مختصرا أبو داود: ٢٦٧٨ (انظر:)

فَخَرَجَ فَكُنْتُ فِي سَرِيَّتِهِ فَمَضَيْنَا حَتَّى إِذَا كُنَّا بِقُدَيْدٍ لَقِينَا بِهِ الْحَارِثَ بْنَ مَالِكٍ وَهُوَ ابْنُ الْبَرْصَاءِ اللَّيْثِيُّ، فَأَخَذْنَاهُ فَقَالَ: إِنَّمَا جِئْتُ لِأُسْلِمَ فَقَالَ غَالِبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: إِنْ كُنْتَ إِنَّمَا جِئْتَ مُسْلِمًا فَلَنْ يَضُرَّكَ رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، وَإِنْ كُنْتَ عَلَى غَيْرِ ذَلِكَ اسْتَوْثَقْنَا مِنْكَ، قَالَ: فَأَوْثَقَهُ رِبَاطًا، ثُمَّ خَلَّفَ عَلَيْهِ رَجُلًا أَسْوَدَ كَانَ مَعَنَا، فَقَالَ: امْكُثْ مَعَهُ حَتَّى نَمُرَّ عَلَيْكَ، فَإِنْ نَازَعَكَ فَاجْتَزَّ رَأْسَهُ، قَالَ: ثُمَّ مَضَيْنَا حَتَّى أَتَيْنَا بَطْنَ الْكَدِيدِ، فَنَزَلْنَا عُشَيْشِيَةً بَعْدَ الْعَصْرِ، فَبَعَثَنِي أَصْحَابِي فِي رَبِيئَةٍ، فَعَمَدْتُ إِلَى تَلٍّ يُطْلِعُنِي عَلَى الْحَاضِرِ فَانْبَطَحْتُ عَلَيْهِ وَذَلِكَ الْمَغْرِبَ، فَخَرَجَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَنَظَرَ فَرَآنِي مُنْبَطِحًا عَلَى التَّلِّ، فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ: وَاللَّهِ! إِنِّي لَأَرَى عَلَى هَذَا التَّلِّ سَوَادًا، مَا رَأَيْتُهُ أَوَّلَ النَّهَارِ، فَانْظُرِي لَا تَكُونُ الْكِلَابُ اجْتَرَّتْ بَعْضَ أَوْعِيَتِكِ، قَالَ: فَنَظَرَتْ فَقَالَتْ: لَا وَاللَّهِ! مَا أَفْقِدُ شَيْئًا، قَالَ: فَنَاوِلِينِي قَوْسِي وَسَهْمَيْنِ مِنْ كِنَانَتِي، قَالَ: فَنَاوَلَتْهُ فَرَمَانِي بِسَهْمٍ فَوَضَعَهُ فِي جَنْبِي، قَالَ: فَنَزَعْتُهُ فَوَضَعْتُهُ وَلَمْ أَتَحَرَّكْ ثُمَّ رَمَانِي بِآخَرَ فَوَضَعَهُ فِي رَأْسِ مَنْكِبِي فَنَزَعْتُهُ فَوَضَعْتُهُ وَلَمْ أَتَحَرَّكْ، فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ: وَاللَّهِ! لَقَدْ خَالَطَهُ سَهْمَايَ وَلَوْ كَانَ دَابَّةً لَتَحَرَّكَ فَإِذَا

ہم کدید کے مقام پر پہنچے تو وہاں ہمیں حارث بن مالک ابن برصاء لیثی مل گیا۔ ہم نے اسے پکڑ لیا، اس نے کہا: میں تو مسلمان ہونے کے لیے آیا ہوں۔ سیدنا غالب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم مسلمان ہونے کے ارادہ سے آئے ہو تو ایک دن رات کی قید تمہیں کچھ ضرر نہیں پہنچائے گی اور اگر تمہارا کچھ اور پروگرام ہے تو ہم اس بارے میں تحقیق کریں گے، چنانچہ سیدنا غالب رضی اللہ عنہ نے اس کو قید کر لیا اور ایک سیاہ فام کو جو ہمارے ساتھ ہی تھا، اس کی نگرانی پر مامور فرما دیا اور کہا: ہمارے واپس آنے تک تم اس کے ساتھ ہی رہو، اگر یہ تمہارے ساتھ جھگڑا کرے تو اس کا سر اڑا دینا۔ اس کے بعد ہم وہاں سے روانہ ہو کر کدید کے درمیان میں پہنچے اور ہم عصر کے بعد عشیشیہ میں جا اترے۔ میرے ساتھیوں نے مجھے پہرہ کی ذمہ داری سونپ دی۔ میں ایک ٹیلہ کی طرف گیا جہاں سے ادھر اُدھر موجود لوگوں پر نظر جا سکتی تھی۔ میں ٹیلے پر لیٹ گیا۔ مغرب کا وقت ہو چکا تھا۔ ان میں سے ایک آدمی نکلا اس نے مجھے ٹیلے پر لیٹا ہوا دیکھا تو اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں ٹیلے پر ایک ایسا ہیولا دیکھ رہا ہوں جسے میں نے دن کے وقت نہیں دیکھا۔ خیال کرنا کتے نہ ہوں؟ اور تمہارے برتن نہ لے گئے ہوں۔ اس نے اِدھر اُدھر دیکھ کر کہا اللہ کی قسم! میں کسی چیز کو گم تو نہیں پاتی، اس نے کہا اچھا تم میری کمان اور میرے ترکش سے دو تیر مجھے لا دو۔ اس نے تیر اور کمان اسے لا دیئے۔ اس نے ایک تیر مجھ پر مارا اور اسے میرے پہلو میں پیوست کر دیا۔ میں نے اسے کھینچ کر نکالا اور ایک طرف رکھ دیا۔ اور خود کوئی حرکت نہ کی، اس نے دوسرا تیر چلا کر میرے کندھے کے اوپر والے حصے میں پیوست کر دیا۔ میں نے اسے نکال کر رکھ دیا اور کوئی حرکت نہ لی۔ وہ اپنی بیوی سے کہنے لگا اللہ کی قسم! میرے دو تیر اسے جا

أَصْبَحْتِ فَابْتَغِي سَهْمَيَّ فَخُذِيهِمَا لَا تَمْضُغُهُمَا عَلَيَّ الْكِلَابُ، قَالَ: وَأَمْهَلْنَاهُمْ حَتَّى رَاحَتْ رَائِحَتُهُمْ حَتَّى إِذَا احْتَلَبُوا وَعَطَنُوا أَوْ سَكَنُوا وَذَهَبَتْ عَتَمَةٌ مِنَ اللَّيْلِ، شَنَنَّا عَلَيْهِمْ الْغَارَةَ فَقَتَلْنَا مَنْ قَتَلْنَا مِنْهُمْ وَاسْتَقْنَا النَّعَمَ فَتَوَجَّهْنَا قَافِلِينَ، وَخَرَجَ صَرِيخُ الْقَوْمِ إِلَى قَوْمِهِمْ مُغَوِّثًا وَخَرَجْنَا سِرَاعًا حَتَّى نَمُرَّ بِالْحَارِثِ ابْنِ الْبَرْصَاءِ وَصَاحِبِهِ، فَانْطَلَقْنَا بِهِ مَعَنَا وَأَتَانَا صَرِيخُ النَّاسِ فَجَاءَنَا مَا لَا قِبَلَ لَنَا بِهِ حَتَّى إِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ إِلَّا بَطْنُ الْوَادِي، أَقْبَلَ سَيْلٌ حَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ، بَعَثَهُ اللَّهُ تَعَالَى مِنْ حَيْثُ شَاءَ، مَا رَأَيْنَا قَبْلَ ذَلِكَ مَطَرًا وَلَا حَالًا، فَجَاءَ بِمَا لَا يَقْدِرُ أَحَدٌ أَنْ يَقُومَ عَلَيْهِ، فَلَقَدْ رَأَيْنَاهُمْ وُقُوفًا يَنْظُرُونَ إِلَيْنَا مَا يَقْدِرُ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَنْ يَتَقَدَّمَ، وَنَحْنُ نُحَوِّزُهَا سِرَاعًا حَتَّى أَسْنَدْنَاهَا فِي الْمُشَلَّلِ، ثُمَّ حَدَرْنَاهَا عَنَّا فَأَعْجَزْنَا الْقَوْمَ بِمَا فِي أَيْدِينَا۔ (مسند احمد: ۱۵۹۳۸)

لگے ہیں یہ اگر کوئی جان دار چیز ہوتی تو ضرور حرکت کرتی۔ صبح ہوتو میرے ان دونوں تیروں کو تلاش کر رکھنا اور انہیں کتوں کے لیے نہ پڑے رہنے دینا۔ ہم نے ان لوگوں کو مہلت دی۔ یہاں تک کہ ان کے جانور شام گھروں میں واپس آ گئے اور انہوں نے جانوروں کا دودھ دوھ لیا اور وہ اپنی اپنی جگہوں پر مطمئن ہو گئے اور رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو ہم نے ان پر حملہ کر دیا۔ تو ہم سے جس قدر ہو سکا ان کو قتل کیا اور ہم جانوروں کو لے کر روانہ ہوئے۔ اور واپس چلے۔ اتنے میں ان لوگوں کی طرف سے اس قسم کی چیخ وپکار شروع ہو گئی جیسے کوئی مدد کے لیے پکارتا ہے۔ ہم تیزی سے چلتے گئے۔ یہاں تک ہم حارث بن برصاء اور اس کے ساتھی کے پاس آ گئے۔ ہم ان کو بھی ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ لوگوں کی چیخ وپکار کی آوازیں ہم تک آ رہی تھیں۔ تو ایسی صورت حال پیدا ہو گئی کہ جس کا مقابلہ کرنے کی ہم میں ہمت نہ تھی۔ یہاں تک کہ جب ہمارے اور ان کے درمیان وادی رہ گئی تو اچانک زور دار سیلاب ان کے اور ہمارے درمیان حائل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں سے چاہا اسے بھیج دیا اس کے آنے سے پہلے ہم نے نہ تو بارش دیکھی اور نہ بادل، سیلاب اس قدر تیز تھا کہ کوئی آدمی اس کے سامنے کھڑے ہونے کی تاب نہ رکھتا تھا۔ ہم نے بنوالملوح کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ سیلاب سے دوسری طرف بے بسی سے کھڑے ہماری طرف دیکھ رہے تھے۔ ان میں سے کسی کو آگے بڑھنے کی ہمت نہ تھی اور ہم اسے تیزی سے پار کرتے جا رہے تھے۔ یہاں تک کہ ہم اس کے ساتھ ساتھ جبلِ مشلل تک گئے۔ اس کے بعد ہم اس سے ایک طرف ہو کر دوسرے راستے پر چل دیئے۔ ہمارے پاس ان لوگوں سے حاصل شدہ جو مالِ غنیمت تھا ہم نے اسے واپس لینے سے ان لوگوں کو عاجز کر دیا۔

فوائد:...... عسفان کے قریب ایک پانی کا نام کدید ہے اور اس پانی سے پہلے ایک بازار کا نام قدید ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ ذِكْرِ عُمْرَةِ الْقَضَاءِ وَزَوَاجِهِ ﷺ بِمَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحٰرِثِ رضی اللہ عنہا

عمرۂ قضاء اور اُمّ المؤمنین سیّدہ میمونہ بنت حارث کے ساتھ آپ ﷺ کی شادی کا بیان

(١٠٨٣٣)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ مُعْتَمِرًا، فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ، فَنَحَرَ هَدْيَهُ وَحَلَقَ رَأْسَهُ بِالْحُدَيْبِيَةِ، فَصَالَحَهُمْ عَلٰى أَنْ يَعْتَمِرُوا الْعَامَ الْمُقْبِلَ، وَلَا يَحْمِلَ السِّلَاحَ عَلَيْهِمْ، وَقَالَ سُرَيْجٌ: وَلَا يَحْمِلَ سِلَاحًا إِلَّا سُيُوفًا، وَلَا يُقِيمَ بِهَا إِلَّا مَا أَحَبُّوا، فَاعْتَمَرَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَدَخَلَهَا كَمَا كَانَ صَالَحَهُمْ، فَلَمَّا أَنْ أَقَامَ ثَلَاثًا أَمَرُوهُ أَنْ يَخْرُجَ فَخَرَجَ۔ (مسند احمد: ٦٠٦٧)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمرہ کے ارادہ سے روانہ ہوئے تو کفار قریش آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو گئے آپ نے وہیں حدیبیہ کے مقام پر اپنے قربانی کے اونٹوں کو نحر کیا۔ سر منڈوایا اور ان سے معاہدہ کیا جس میں طے ہوا کہ آپ آئندہ سال آ کر عمرہ کریں گے اور قریش مکہ کے خلاف ہتھیار نہ اُٹھائیں گے۔ مسلمانوں کے پاس صرف تلواریں ہوں گی اور وہ مکہ میں صرف اتنے دن گزار سکیں گے جن کی قریش اجازت دیں گے چنانچہ آپ ﷺ نے اگلے سال آ کر عمرہ ادا کیا۔ اور حسب معاہدہ آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ جب تین دن گزر گئے تو قریش نے آپ ﷺ کی روانگی کا مطالبہ کیا، سو آپ ﷺ وہاں سے چلے آئے۔

فوائد:...... اس عمرہ کو عمرۂ قضیہ، عمرۂ صلح اور عمرۂ قصاص بھی کہتے ہیں، عمرۂ قضاء کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ عمرہ اس فیصلے کے مطابق تھا، جو آپ ﷺ نے حدیبیہ کے مقام مشرکوں کے ساتھ کیا تھا، اس سے مراد قضائی والا عمرہ نہیں ہے، کیونکہ جس کو راستے میں روک دیا جائے، اس پر قضائی واجب نہیں ہوتی۔

(١٠٨٣٤)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفٰى يَقُولُ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حِينَ اعْتَمَرَ، فَطَافَ وَطُفْنَا مَعَهُ، وَصَلّٰى وَصَلَّيْنَا مَعَهُ، وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَكُنَّا نَسْتُرُهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ، لَا يُصِيبُهُ أَحَدٌ بِشَيْءٍ، زَادَ فِي رِوَايَةٍ: قَالَ: فَسَمِعْتُهُ يَدْعُو عَلَى الْأَحْزَابِ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيعَ

عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب عمرہ ادا کیا تو ہم آپ ﷺ کے ہمراہ تھے، جب آپ ﷺ نے طواف کیا تو ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ طواف کیا، جب آپ ﷺ نے نماز ادا کی تو ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور جب آپ ﷺ نے صفا اور مروہ کے مابین سعی کی تو ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ سعی کی، ہم آپ ﷺ کے ارد گرد رہ کر اہل مکہ سے آپ ﷺ

(١٠٨٣٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٧٠١ (انظر: ٦٠٦٧)

(١٠٨٣٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٣٩٢، ومسلم: ١٧٤٢ (انظر: ١٩٤٠٧)

الْحِسَابِ هَازِمَ الْأَحْزَابِ، اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ۔)) (مسند احمد: ۱۹۶۲۷)

کا دفاع کر رہے تھے، تاکہ اہل مکہ میں سے کوئی آپ ﷺ کو تکلیف نہ پہنچا دے، میں نے آپ ﷺ کو اسلام دشمن جماعتوں کے خلاف یہ دعا کرتے سنا: ''اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ هَازِمَ الْأَحْزَابِ، اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ'' (اے اللہ! کتاب نازل کرنے والے، جلد حساب لینے والے، تمام جماعتوں کو شکست سے دو چار کرنے والے، یا اللہ انہیں شکست سے دو چار کر اور ان کو جھنجھوڑ کر رکھ دے۔)

(۱۰۸۳۵)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ فِيْ عُمْرَةِ الْقَضَاءِ أَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوْا: قُلْ لِصَاحِبِكَ فَلْيَخْرُجْ عَنَّا فَقَدْ مَضَى الْأَجَلُ، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۱۸۸۳۸)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمرۂ قضاء کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو (مقرر وقت گزرنے پر) قریش مکہ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو آکر کہا کہ آپ ﷺ اپنے ساتھی سے کہیں کہ مقررہ وقت ختم ہو چکا ہے، لہٰذا وہ یہاں سے روانہ ہو جائیں، پس رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ سے روانہ ہو گئے۔

فوائد:...... صلح حدیبیہ میں یہ طے ہوا تھا کہ آپ ﷺ تین دن مکہ میں ٹھہر سکیں گے، اس لیے مشرکین مکہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ کے نکل جانے کا مطالبہ کیا۔

(۱۰۸۳۶)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا نَزَلَ مَرَّ الظَّهْرَانِ فِيْ عُمْرَتِهِ، بَلَغَ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ قُرَيْشًا تَقُوْلُ: مَا يَتَبَاعَثُوْنَ مِنَ الْعَجَفِ، فَقَالَ أَصْحَابُهُ: لَوِ انْتَحَرْنَا مِنْ ظَهْرِنَا، فَأَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهِ، وَحَسَوْنَا مِنْ مَرَقِهِ، أَصْبَحْنَا غَدًا حِيْنَ نَدْخُلُ عَلَى الْقَوْمِ، وَبِنَا جَمَامَةٌ، قَالَ: ((لَا تَفْعَلُوْا وَلٰكِنِ اجْمَعُوْا لِيْ مِنْ

ابو طفیل سے مروی ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عمرۂ قضاء کے موقع پر رسول اللہ ﷺ جب مرالظہر ان کے مقام پر پہنچے تو صحابہ کو یہ بات پہنچی کہ قریش مسلمانوں کے جسموں کے نحیف ہونے کی باتیں کر رہے ہیں، پس صحابہ نے گزارش کی اگر ہم اپنے کچھ اونٹوں کو ذبح کر کے ان کا گوشت کھائیں اور شوربا یعنی یخنی بنا کر پئیں تو جب ہم ان کے سامنے جائیں تو ہم خوب سیراب اور سیر نظر آئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ایسے نہ کرو بلکہ تم اپنا زادِ راہ ایک

(۱۰۸۳۵) تخريج: أخرجه البخاري: ۱۸٤٤، ۲٦۹۹، ومسلم: ۱۷۸۳ (انظر: ۱۸٦۳۵)

(۱۰۸۳٦) تخريج: اسناده قوي، أخرجه بنحوه ابن حبان: ۳۸۱۲ (انظر: ۲۷۸۲)

أَزْوَادِكُمْ۔)) فَجَمَعُوا لَهُ وَبَسَطُوا الْأَنْطَاعَ، فَأَكَلُوا حَتّٰى تَوَلَّوْا وَحَثَا كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فِي جِرَابِهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَقَعَدَتْ قُرَيْشٌ نَحْوَ الْحِجْرِ، فَاضْطَبَعَ بِرِدَائِهِ ثُمَّ قَالَ: ((لَا يَرَى الْقَوْمُ فِيكُمْ غَمِيزَةً۔)) فَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ ثُمَّ دَخَلَ حَتّٰى إِذَا تَغَيَّبَ بِالرُّكْنِ الْيَمَانِي مَشٰى إِلَى الرُّكْنِ الْأَسْوَدِ، فَقَالَتْ قُرَيْشٌ: مَا يَرْضَوْنَ بِالْمَشْيِ أَنَّهُمْ لَيَنْقُزُونَ نَقْزَ الظِّبَاءِ فَفَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ، فَكَانَتْ سُنَّةً، قَالَ أَبُو الطُّفَيْلِ: وَأَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَعَلَ ذٰلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ۔ (مسند احمد: ۲۷۸۲)

جگہ میں جمع کرو۔'' صحابہ نے کھانے کا سارا سامان ایک جگہ جمع کر دیا اور چمڑے کے دستر خوان بچھا دیئے اور سب نے کھانا کھایا، یہاں تک کہ کھا کھا کر وہ اُٹھ گئے اور ہر ایک نے اپنے اپنے تھیلے بھی کھانے سے بھر لیے، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مسجد حرام میں آئے، جبکہ قریشی حجر یعنی حطیم کی جانب بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے اپنی چادر سے اضطباع کیا۔ (یعنی طواف کے وقت چادر کا درمیان والا حصہ دائیں کندھے کے نیچے بغل سے نکال کر چادر کے دونوں سروں کو بائیں کندھے پر ڈال دیا اور اس طرح دایاں کندھا ننگا ہو گیا، اس عمل کو ''اضطباع'' کہتے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ قریشی لوگ تمہارے اندر کمزوری محسوس نہ کریں۔'' پھر آپ ﷺ نے حجر اسود کا استلام کیا اور (رمل کرتے ہوئے) طواف شروع کیا، یہاں تک کہ جب آپ رکن یمانی کی جانب قریش کی آنکھوں سے اوجھل ہوئے تو حجر اسود تک عام رفتار سے چل کر گئے، قریش نے ان کی کیفیات دیکھ کر کہا کہ یہ لوگ طواف کرتے ہوئے عام رفتار سے چلنے پر مطمئن نہیں، بلکہ اچھل اچھل کر اور کود کود کر طواف کرتے ہیں، جیسے ہرن اچھلتے کودتے ہیں۔ آپ ﷺ نے تین چکروں میں ایسے ہی رمل کیا، (رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان عام چال چلے)، پس یہ عمل سنت ٹھہرا، ابو طفیل کہتے ہیں: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے بتلایا کہ نبی کریم ﷺ نے یہ عمل حجۃ الوداع میں (بھی) کیا تھا۔

فوائد:...... سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اس عمل کو سنت کہنا، جبکہ ان سے اس عمل کے سنت ہونے کا انکار بھی ثابت ہے، جمع تطبیق کی صورت یہ ہے کہ ممکن ہے کہ انھوں نے معاملہ واضح ہو جانے پر اس کے سنت ہونے کی طرف رجوع کر لیا ہو، البتہ اشکال یہ ہے کہ اسی حدیث کے راوی ابو طفیل نے ہی انکار کی روایت بیان کی ہے، ممکن ہے کہ اس کا جواب یہ ہو کہ انھوں نے ان کے رجوع کے بعد دوبارہ یہ بات سنی ہو۔

(۱۰۸۳۷)۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ وَقَدْ وَهَنَتْهُمْ حُمَّى يَثْرِبَ، قَالَ: فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: إِنَّهُ يَقْدُمُ عَلَيْكُمْ قَوْمٌ قَدْ وَهَنَتْهُمُ الْحُمَّى، قَالَ: فَأَطْلَعَ اللّٰهُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى ذٰلِكَ، فَأَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَرْمُلُوْا، وَقَعَدَ الْمُشْرِكُونَ نَاحِيَةَ الْحَجَرِ يَنْظُرُونَ إِلَيْهِمْ فَرَمَلُوا وَمَشَوْا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ، قَالَ: فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ تَزْعُمُونَ أَنَّ الْحُمَّى وَهَنَتْهُمْ، هٰؤُلَاءِ أَقْوٰى مِنْ كَذَا وَكَذَا ذَكَرُوا قَوْلَهُمْ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَلَمْ يَمْنَعْهُ أَنْ يَأْمُرَهُمْ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ كُلَّهَا إِلَّا إِبْقَاءٌ عَلَيْهِمْ، وَقَدْ سَمِعْتُ حَمَادًا يُحَدِّثُهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، لَا شَكَّ فِيهِ عَنْهُ۔ (مسند احمد: ۲٦۳۹)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم عمرۂ قضا کے موقع پر مکہ مکرمہ تشریف لائے تو مسلمانوں کی حالت یہ تھی کہ یثرب کے بخار نے ان کو کمزور کر رکھا تھا، اسی وجہ سے مشرکوں نے کہا: ایسے لوگ تمہارے پاس آرہے ہیں جنہیں یثرب کے بخار نے کمزور کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اس بات کی اطلاع دے دی، اس لیے آپ ﷺ نے صحابہ کو طواف کے دوران رمل کرنے کا حکم دیا، مشرکین حطیم کی جانب بیٹھے مسلمانوں کو دیکھ رہے تھے۔ مسلمانوں نے رمل کیا، البتہ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان عام رفتار سے چلتے رہے، یہ صورتحال دیکھ کر مشرکین نے کہا: یہی وہ لوگ ہیں جن کی بابت تم کہہ رہے تھے کہ ان کو بخار نے کمزور کر رکھا ہے، یہ تو انتہائی طاقت ور ہیں، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے صرف ابتدائی تین چکروں میں رمل کیا اور بعد میں نہیں کیا، آپ ﷺ نے مسلمانوں پر ترس کھاتے ہوئے تمام چکروں میں دوڑنے کا حکم نہیں فرمایا تھا۔

فوائد:...... ان احادیث میں مذکورہ فقہی احکام و مسائل، حج و عمرہ کے ابواب میں گزر چکے ہیں۔

بَابُ زَوَاجِهِ ﷺ بِمَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحٰرِثِ خَالَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما

رسول اللہ ﷺ کی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ اُمّ المؤمنین سیّدہ میمونہ بنت حارث سے شادی کا بیان

(۱۰۸۳۸)۔ عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ حَلَالٌ بَعْدَ مَا رَجَعْنَا مِنْ مَكَّةَ۔ (مسند احمد: ۲۷۳۵۲)

اُمّ المؤمنین سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ سے واپسی پر مجھ سے نکاح کیا، جب کہ ہم احرام کی حالت میں نہیں تھے۔

(۱۰۸۳۹)۔ عَنْ أَبِي رَافِعٍ مَوْلٰى رَسُوْلِ

مولائے رسول سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں:

(۱۰۸۳۷) تخريج: أخرجه البخاری: ۱٦۰۲، ٤۲٥٦، ومسلم: ۱۲٦٦ (انظر: ۲٦۳۹)
(۱۰۸۳۸) تخريج: أخرجه مسلم: ۱٤۱۰ (انظر: ۲٦۸۱٥)
(۱۰۸۳۹) تخريج: قال الهيثمی: رجاله رجال الصحيح، غير الحسن بن علی بن ابی رافع، وهو ثقة، أخرجه ابن خزيمة: ۲٥۲۸، وسعيد بن منصور فی "سننه": ۲٤۹۰ (انظر: ۲۷۱۸٥)

اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ فِي بَعْثٍ مَرَّةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اذْهَبْ فَأْتِنِي بِمَيْمُوْنَةَ۔)) فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنِّيْ فِي الْبَعْثِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَسْتَ تُحِبُّ مَا أُحِبُّ؟)) قَالَ: بَلٰى، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهَا۔)) فَذَهَبْتُ فَجِئْتُ بِهَا۔ (مسند احمد: ٢٧٧٢٧)

ایک دفعہ ایک دستے میں میرے نام کا بھی اندراج کیا گیا، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''تم جا کر میمونہ کو لے آؤ۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میرا نام تو فلاں دستے میں لکھا جا چکا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہیں وہ کام پسند نہیں، جو مجھے پسند ہے؟'' میں نے عرض کیا: جی بالکل، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر تم جا کر میمونہ کو میرے پاس لے کر آؤ۔'' چنانچہ میں گیا اور ان کو لے آیا۔

(١٠٨٤٠)۔ عَنْ أَبِي رَافِعٍ ؓ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُوْنَةَ حَلَالًا وَبَنٰى بِهَا حَلَالًا وَكُنْتُ الرَّسُوْلَ بَيْنَهُمَا۔ (مسند احمد: ٢٧٧٣٩)

مولائے رسول سیدنا ابو رافع ؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے سیدہ میمونہ ؓ سے نکاح کیا اور جب ان کے ساتھ خلوت اختیار کی تو آپ ﷺ حلال تھے یعنی احرام کی حالت میں نہ تھے اور میں ان دونوں کے درمیان قاصد تھا۔

فوائد:...... منگنی کا پیغام بھیجنا، نکاح کرنا اور نکاح کروانا، یہ سب امور مُحرِم کے لیے حرام ہیں، نبی کریم ﷺ نے سیدہ میمونہ ؓ سے احرام سے پہلے شادی کی تھی، اس معاملے میں سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ کو حقیقتِ حال کا علم نہ ہو سکا تھا اور انھوں نے کسی وہم کی بنا پر یہ سمجھ لیا کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام کی حالت میں نکاح کیا تھا، ممکن ہے کہ جب یہ نکاح مشہور ہوا ہو تو اس وقت آپ ﷺ احرام کی حالت میں ہوں اور سیدنا ابن عباس ؓ نے یہی سمجھ لیا ہو کہ ابھی نکاح ہوا ہے۔

سیدہ میمونہ ؓ صاحب القصہ تھیں اور سیدنا ابو رافع ؓ اس نکاح کے قاصد تھے، ان دونوں کا بیان یہ ہے کہ آپ ﷺ نے احرام سے پہلے نکاح کیا تھا، جبکہ آپ ﷺ نے مُحرِم کے لیے نکاح کرنے کو حرام بھی قرار دیا ہے، اس لیے یہ قرائن اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا یہ نکاح احرام سے پہلے ہوا تھا۔

سیدہ میمونہ ؓ کا اصل نام بَرّہ تھا، آپ ﷺ نے ان کا نام میمونہ رکھا، آپ ﷺ نے عمرۂ قضاء کے موقع پر ذوالحجہ ۷ ھ میں احرام سے پہلے ان سے نکاح کیا تھا اور عمرہ کی ادائیگی کے بعد حق زوجیت ادا کیا تھا۔

(١٠٨٤٠) تخريج: حديث حسن، أخرجه الترمذي: ٨٤١ (انظر: ٢٧١٩٧)

حَوَادِثُ السَّنَةِ الثَّامِنَةِ مِنَ الْهِجْرَةِ
۸ ہجری کے اہم احوال و وقائع

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِسْلَامِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا
سیدنا عمرو بن عاص اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کے قبول اسلام کا بیان

(۱۰۸٤۱)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ مِنْ فِيهِ قَالَ: لَمَّا انْصَرَفْنَا مِنَ الْأَحْزَابِ عَنِ الْخَنْدَقِ جَمَعْتُ رِجَالًا مِنْ قُرَيْشٍ، كَانُوا يَرَوْنَ مَكَانِي وَيَسْمَعُونَ مِنِّي، فَقُلْتُ لَهُمْ: تَعْلَمُونَ وَاللّٰهِ! إِنِّي لَأَرٰى أَمْرَ مُحَمَّدٍ يَعْلُو الْأُمُورَ عُلُوًّا كَبِيرًا مُنْكَرًا، وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ رَأْيًا فَمَا تَرَوْنَ فِيهِ؟ قَالُوا: وَمَا رَأَيْتَ؟ قَالَ: رَأَيْتُ أَنْ نَلْحَقَ بِالنَّجَاشِيِّ فَنَكُونَ عِنْدَهُ فَإِنْ ظَهَرَ مُحَمَّدٌ عَلٰى قَوْمِنَا كُنَّا عِنْدَ النَّجَاشِيِّ فَإِنَّا أَنْ نَكُونَ تَحْتَ يَدَيْهِ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْ أَنْ نَكُونَ تَحْتَ يَدَيْ مُحَمَّدٍ، وَإِنْ ظَهَرَ قَوْمُنَا فَنَحْنُ مَنْ قَدْ عُرِفَ فَلَنْ يَأْتِيَنَا مِنْهُمْ إِلَّا خَيْرٌ، فَقَالُوا: إِنَّ هٰذَا الرَّأْيُ، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُمْ: فَاجْمَعُوا لَهُ مَا نُهْدِي لَهُ، وَكَانَ أَحَبَّ مَا يُهْدٰى إِلَيْهِ مِنْ أَرْضِنَا الْأَدَمُ، فَجَمَعْنَا لَهُ أُدْمًا كَثِيرًا، فَخَرَجْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا عَلَيْهِ، فَوَاللّٰهِ! إِنَّا لَعِنْدَهُ إِذْ جَاءَ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ بَعَثَهُ إِلَيْهِ فِي شَأْنِ جَعْفَرٍ.

حبیب بن اوس سے مروی ہے کہ سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مجھے براہ راست بیان کیا کہ جب ہم غزوۂ احزاب میں خندق سے واپس ہوئے، تو میں نے چندان قریشی لوگوں کو جمع کیا، جو میرا مقام سمجھتے اور میری بات کو توجہ سے سنتے تھے، میں نے ان سے کہا: اللہ کی قسم! تم جانتے ہو کہ میری نظر میں محمد کی دعوت سب پر غالب ہو کر رہے گی اور ہم لوگ اسے پسند بھی نہیں کرتے، میری ایک رائے ہے، اب تم بتاؤ کہ اس بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟'' انہوں نے کہا: جی آپ کی رائے کیا ہے؟ میں نے کہا: میرا خیال ہے کہ ہم نجاشی کے پاس چلے جائیں اور وہیں رہیں، اگر محمد ہماری قوم پر غالب آ گئے، تو ہم نجاشی کے ہاں ہوں گے اور محمد کے ماتحت رہنے کی نسبت نجاشی کے ماتحت رہنا ہمیں زیادہ پسند ہے اور اگر ہماری قوم غالب ہوئی تو ہم معروف ہیں، ہمیں ان کے ہاں خیر ہی خیر ملے گی۔ لوگوں نے کہا: واقعی آپ کی رائے مناسب ہے۔ پھر میں نے ان سے کہا: تم اس کو تحائف دینے کے لیے مال جمع کرو، اسے ہمارے علاقے کا چمڑا بطور ہدیہ بہت پسند تھا، پس ہم نے اسے دینے کے لیے بہت سے چمڑے جمع کر لئے اور ہم روانہ ہو گئے اور اس کے ہاں پہنچ گئے، اللہ کی قسم! ہم اس کے پاس موجود تھے کہ عمرو بن امیہ ضمری بھی وہاں آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے

(۱۰۸٤۱) تخریج: اسنادہ حسن فی المتابعات والشواھد (انظر: ۱۷۷۷۷)

وَأَصْحَابِهِ، قَالَ: فَدَخَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ، قَالَ: فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي: هٰذَا عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ، لَوْ قَدْ دَخَلْتُ عَلَى النَّجَاشِيِّ فَسَأَلْتُهُ إِيَّاهُ فَأَعْطَانِيهِ فَضَرَبْتُ عُنُقَهُ، فَإِذَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ رَأَتْ قُرَيْشٌ أَنِّي قَدْ أَجْزَأْتُ عَنْهَا حِينَ قَتَلْتُ رَسُولَ مُحَمَّدٍ، قَالَ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَسَجَدْتُ لَهُ كَمَا كُنْتُ أَصْنَعُ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِصَدِيقِي أَهْدَيْتَ لِي مِنْ بِلَادِكَ شَيْئًا؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، أَيُّهَا الْمَلِكُ، قَدْ أَهْدَيْتُ لَكَ أُدْمًا كَثِيرًا، قَالَ: ثُمَّ قَدَّمْتُهُ إِلَيْهِ فَأَعْجَبَهُ وَاشْتَهَاهُ ثُمَّ قُلْتُ لَهُ: أَيُّهَا الْمَلِكُ! إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا خَرَجَ مِنْ عِنْدِكَ وَهُوَ رَسُولُ رَجُلٍ عَدُوٍّ لَنَا فَأَعْطِنِيهِ لِأَقْتُلَهُ فَإِنَّهُ قَدْ أَصَابَ مِنْ أَشْرَافِنَا وَخِيَارِنَا، قَالَ: فَغَضِبَ ثُمَّ مَدَّ يَدَهُ فَضَرَبَ بِهَا أَنْفَهُ ضَرْبَةً، ظَنَنْتُ أَنْ قَدْ كَسَرَهُ، فَلَوِ انْشَقَّتْ لِيَ الْأَرْضُ لَدَخَلْتُ فِيهَا فَرَقًا مِنْهُ ثُمَّ قُلْتُ: أَيُّهَا الْمَلِكُ وَاللّٰهِ! لَوْ ظَنَنْتُ أَنَّكَ تَكْرَهُ هٰذَا مَا سَأَلْتُكَهُ، فَقَالَ لَهُ: أَتَسْأَلُنِي أَنْ أُعْطِيَكَ رَسُولَ رَجُلٍ يَأْتِيهِ النَّامُوسُ الْأَكْبَرُ الَّذِي كَانَ يَأْتِي مُوسٰى لِتَقْتُلَهُ؟ قَالَ: قُلْتُ، أَيُّهَا الْمَلِكُ أَكَذَاكَ هُوَ؟ فَقَالَ: وَيْحَكَ يَا عَمْرُو! أَطِعْنِي وَاتَّبِعْهُ فَإِنَّهُ وَاللّٰهِ لَعَلَى الْحَقِّ وَلَيَظْهَرَنَّ عَلٰى مَنْ خَالَفَهُ كَمَا ظَهَرَ مُوسٰى عَلٰى فِرْعَوْنَ وَجُنُودِهِ، قَالَ: قُلْتُ: فَبَايِعْنِي لَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ، قَالَ: نَعَمْ فَبَسَطَ

ان کو جعفر اور ان کے ساتھیوں کے سلسلہ میں بات چیت کے سلسلہ میں وہاں بھیجا تھا، وہ اس کے پاس آئے اور اس کے ہاں سے چلے گئے، اب میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: یہ عمرو بن امیہ ضمری ہے، اگر میں نجاشی کے ہاں جا کر اس سے اس کا مطالبہ کروں کہ اسے میرے حوالے کر دے تو وہ اسے میرے حوالے کر دے گا اور میں اسے قتل کر دوں گا تو قریش اعتراف کریں گے کہ میں نے محمد ﷺ کے سفیر کو قتل کر کے ان کی نیابت کا حق ادا کر دیا۔ چنانچہ میں اس کے دربار میں گیا اور جاتے ہی اسے تعظیمی سجدہ کیا، جیسا کہ میں اس سے پہلے بھی کیا کرتا تھا، اس نے کہا: دوست کی آمد مبارک، تم اپنے وطن سے میرے لیے کچھ تحفہ لائے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں! بادشاہ سلامت! میں آپ کے لیے کثیر مقدار میں چمڑے لے کر حاضر ہوا ہوں۔ پھر میں نے وہ اس کی خدمت میں پیش کئے، اس نے ان کو خوب پسند کیا اور یہ بھی اظہار کیا کہ اس کو ان کی ضرورت تھی، اس کے بعد میں نے کہا: بادشاہ سلامت! میں نے یہاں ایک آدمی کو دیکھا ہے، جو آپ کے ہاں سے باہر گیا ہے، وہ تو ہمارے دشمن کا قاصد ہے، آپ اسے میرے حوالے کر دیں تاکہ میں اسے قتل کر سکوں، وہ تو ہمارے معزز اور بہترین لوگوں کا قاتل ہے، یہ سن کر نجاشی غضبناک ہو گیا۔ اس نے اپنا ہاتھ لمبا کر کے اپنے ہی ناک پر اس قدر زور سے مارا کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ اس نے اپنے ناک کی ہڈی توڑ دی ہو گی، اس کے خوف کی وجہ سے میری یہ حالت ہوئی کہ اگر زمین پھٹ جاتی تو میں اس میں داخل ہو جاتا۔ پھر میں نے کہا: بادشاہ سلامت! اللہ کی قسم اگر مجھے علم ہوتا کہ یہ بات آپ کو اس قدر ناگوار گزرے گی تو میں آپ سے اس کا مطالبہ ہی نہ کرتا۔ نجاشی نے کہا: جو فرشتہ موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس آیا کرتا تھا، اب وہ

يَدَهُ وَبَايَعْتُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ ثُمَّ خَرَجْتُ إِلَى أَصْحَابِي ، وَقَدْ حَالَ رَأْيِي عَمَّا كَانَ عَلَيْهِ وَكَتَمْتُ أَصْحَابِي إِسْلَامِي ، ثُمَّ خَرَجْتُ عَامِدًا لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لِأُسْلِمَ ، فَلَقِيتُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَذٰلِكَ قُبَيْلَ الْفَتْحِ وَهُوَ مُقْبِلٌ مِنْ مَكَّةَ ، فَقُلْتُ: أَيْنَ يَا أَبَا سُلَيْمَانَ؟ وَاللّٰهِ! لَقَدْ اسْتَقَامَ الْمَنْسِمُ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَنَبِيٌّ أَذْهَبُ وَاللّٰهِ أُسْلِمُ فَحَتّٰى مَتٰى؟ قَالَ: قُلْتُ: وَاللّٰهِ! مَا جِئْتُ إِلَّا لِأُسْلِمَ ، قَالَ: فَقَدِمْنَا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَدِمَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَأَسْلَمَ وَبَايَعَ ، ثُمَّ دَنَوْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي أُبَايِعُكَ عَلٰى أَنْ تَغْفِرَ لِي مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِي وَلَا أَذْكُرُ وَمَا تَأَخَّرَ ، قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا عَمْرُو بَايِعْ فَإِنَّ الْإِسْلَامَ يَجُبُّ مَا كَانَ قَبْلَهُ ، وَإِنَّ الْهِجْرَةَ تَجُبُّ مَا كَانَ قَبْلَهَا۔)) قَالَ: فَبَايَعْتُهُ ثُمَّ انْصَرَفْتُ ، قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَقَدْ حَدَّثَنِي مَنْ لَا أَتَّهِمُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ كَانَ مَعَهُمَا أَسْلَمَ حِينَ أَسْلَمَا۔

(مسند احمد: ۱۷۹۳۰)

جس آدمی کے پاس آتا ہے، کیا میں اس کے قاصد کو تمہارے حوالے کر دوں تاکہ تم اسے قتل کر سکو؟ میں نے کہا: بادشاہ سلامت! کیا وہ واقعی ایسا ہی ہے؟ وہ بولا: اے عمرو! تجھ پر افسوس ہے، تم میری بات مان لو اور اس کی اتباع کر لو، اللہ کی قسم وہ یقیناً حق پر ہے اور وہ ضرور بالضرور اپنے مخالفین پر غالب آئے گا، جیسے موسیٰ علیہ السلام، فرعون اور اس کے لشکروں پر غالب آئے تھے۔ میں نے کہا: آپ مجھ سے اس کے حق میں قبولِ اسلام کی بیعت لے لیں۔ نجاشی نے کہا: ٹھیک ہے۔ چنانچہ اس نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا اور میں نے اس کے ہاتھ پر قبولِ اسلام کی بیعت کر لی۔ پھر میں اپنے ساتھیوں کی طرف گیا، جبکہ میری رائے سابقہ رائے سے یکسر بدل چکی تھی، لیکن میں نے اپنے ساتھیوں سے اپنے قبولِ اسلام کو چھپائے رکھا، پھر میں مسلمان ہونے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی طرف چل دیا، خالد بن ولید سے میری ملاقات ہوئی، وہ مکہ مکرمہ سے آ رہے تھے، یہ فتح مکہ سے پہلے کی بات ہے اور میں نے ان سے دریافت کیا: ابوسلیمان! کہاں سے آ رہے ہو؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! راستہ خوب واضح ہو چکا ہے، وہ محمد یقیناً نبی ہے، اللہ کی قسم میں تو جا کر مسلمان ہوتا ہوں۔ کب تک یوں ہی ادھر ادھر بھٹکتا رہوں گا، میں نے کہا: اللہ کی قسم میں بھی اسلام قبول کرنے کے لیے ہی آیا ہوں۔ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔ خالد بن ولید آگے بڑھے۔ انہوں نے اسلام قبول کیا اور بیعت کی، ان کے بعد میں بھی قریب ہوا اور میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں آپ سے اس شرط پر بیعت کرتا ہوں کہ میرے سابقہ سارے گناہ معاف ہو جائیں اور مجھے بعد میں سرزد ہونے والے گناہوں کا نام لینا یاد نہ رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عمرو! تم بیعت کرو،

بے شک اسلام پہلے کے سارے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور ہجرت سابقہ تمام گناہوں کو ختم کر دیتی ہے، پس میں نے آپ ﷺ کی بیعت کر لی اور پھر میں واپس آ گیا۔‘‘ ابن اسحاق کہتے ہیں: مجھ سے ایک ایسے آدمی نے بیان کیا جو میرے نزدیک قابلِ اعتماد ہے، اس نے کہا کہ سیدنا عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ بھی ان دونوں کے ہم راہ تھے، جب یہ دونوں اسلام میں داخل ہوئے تو وہ بھی ان کے ساتھ ہی مسلمان ہوئے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ سَرِيَّةِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ إِلٰى مُؤْتَةَ مِنْ اَرْضِ الشَّامِ فِيْ جُمَادَى الْاُوْلٰى سَنَةَ ثَمَانٍ وَيُقَالُ لَهَا: غَزْوَةُ مُؤْتَةَ وَاسْتِشْهَادِ زَيْدٍ وَجَعْفَرِ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ رضی اللہ عنہم

ارضِ فلسطین میں موتہ کے مقام پر سریہ زید بن حارثہ کا بیان، اسی غزوہ کو غزوۂ موتہ بھی کہتے ہیں، نیز سیدنا زید، سیدنا جعفر بن ابی طالب اور سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کا بیان

رسول اللہ ﷺ نے مختلف امراء و ملوک کو خطوط لکھے، جب حارث بن عمیر ازدی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا خط لے کر امیر بصریٰ کے پاس گئے تو شرحبیل بن عمرو غسانی نے ان کو قتل کر دیا، یہ حرکت اعلان جنگ کے مترادف تھی، اس لیے جب رسول اللہ ﷺ کو اس واقعے کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ پر یہ بات سخت گراں گزری، چنانچہ آپ ﷺ نے تین ہزار کا ایک لشکر تیار کر کے سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اس کا سپہ سالار مقرر کیا اور فرمایا: ’’اگر زید قتل کر دیئے جائیں تو جعفر اور جعفر قتل کر دیئے جائیں تو عبد اللہ بن رواحہ امیر ہوں گے۔‘‘ یہ جمادی الاولی سنہ ۸ ہجری کا واقعہ ہے، اس لشکر نے جنوبی اردن پہنچ کر معان کے مقام پر پڑاؤ ڈالا، وہاں اسے معلوم ہوا کہ ہرقل ایک لاکھ کا لشکر لے کر مآب میں خیمہ زن ہے اور اس کے ساتھ مزید ایک لاکھ نصرانی عرب بھی شامل ہو گئے ہیں، اس اطلاع پر مسلمانوں نے دو رات مشورہ کیا کہ آیا رسول اللہ ﷺ کو لکھ کر آپ سے کمک طلب کریں یا جنگ میں کود پڑیں، سیدنا ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر انہیں گرما دیا کہ اب آپ لوگ جس بات سے کترا رہے ہیں، یہ وہی چیز ہے، جس کی طلب میں ہم نکلے ہیں، (ان کی مراد شہادت تھی)، پھر انھوں نے کہا: ’’ہم تعداد اور قوت و کثرت کے بل پر نہیں لڑتے، بلکہ ہماری لڑائی اس دین کے بل بوتے پر ہے، جس سے اللہ نے ہمیں نوازا ہے، ہمارے سامنے دو خوبیاں ہیں، غلبہ یا شہادت۔‘‘

لوگوں نے کہا کہ ابن رواحہ سچ کہتے ہیں، پھر انہوں نے آگے بڑھ کر موتہ میں پڑاؤ ڈال دیا، وہاں لشکر کو ترتیب دیا اور لڑائی کے لیے تیار ہو گئے۔

اب تاریخ انسانی ایک خوفناک، سنگین اور عجیب ترین معرکہ پیش آنے لگا تھا، تین ہزار جانباز، دو لاکھ کے لشکر جرار کا مقابلہ کر رہے ہیں اور دو بدو ڈٹے ہوئے ہیں، ہتھیاروں سے لیس یہ بھاری بھر کم لشکر دن بھر حملے کرتا اور اپنے بہت

سے بہادر گنوا بیٹھتا، لیکن اس مختصر سے مسلم نفری کو پسپا کرنے میں کامیاب نہیں ہوتا تھا۔

سیدنا زید بن حارثہ، سیدنا جعفر اور سیدنا عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم بالترتیب لشکر کے امیر بن کر شہید ہو گئے، اب صحابہ کرام نے خود ہی سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پر اتفاق کر لیا اور انھوں نے جھنڈا تھام لیا، سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اتنی پر زور اور بے نظیر جنگ کی کہ ان کے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹ گئیں، دن ختم ہوا اور دونوں فریق اپنے اپنے کیمپوں میں واپس چلے گئے۔

صبح ہوئی تو سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے لشکر کی ترتیب بدل دی، دشمنوں نے سمجھا کہ مسلمانوں کے پاس کمک آ گئی ہے، پس ان پر رعب طاری ہو گیا، سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے ہلکی سی جھڑپ کے بعد لشکر پیچھے ہٹانا شروع کیا، لیکن دشمن کو آگے بڑھنے کی جرأت نہ ہوئی، سات دنوں تک جھڑپیں ہوتی رہیں، اور بالآخر دونوں فریق رک گئے، اس جنگ میں لشکر اسلام کا پلڑا بھاری رہا، بارہ مسلمان شہید ہوئے اور خاصے دشمن مارے گئے، ان کی تعداد معلوم نہ ہو سکی۔

کچھ تفصیل درج ذیل احادیث میں ہے اور کسی سیرت کی کتاب سے پورا واقعہ پڑھا جا سکتا ہے۔

(۱۰۸٤۲)۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ شُمَيْرٍ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَبَاحٍ فَوَجَدْتُهُ قَدِ اجْتَمَعَ إِلَيْهِ نَاسٌ مِنَ النَّاسِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو قَتَادَةَ فَارِسُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَيْشَ الْأُمَرَاءِ وَقَالَ: ((عَلَيْكُمْ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَإِنْ أُصِيبَ زَيْدٌ فَجَعْفَرٌ فَإِنْ أُصِيبَ جَعْفَرٌ فَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ الْأَنْصَارِيُّ۔)) فَوَثَبَ جَعْفَرٌ فَقَالَ: بِأَبِي أَنْتَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَأُمِّي مَا كُنْتُ أَرْهَبُ أَنْ تَسْتَعْمِلَ عَلَيَّ زَيْدًا، قَالَ: ((امْضُوا فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي أَيُّ ذٰلِكَ خَيْرٌ۔)) قَالَ: فَانْطَلَقَ الْجَيْشُ فَلَبِثُوا مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَعِدَ الْمِنْبَرَ وَأَمَرَ أَنْ يُنَادَى الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

خالد بن شمیر سے مروی ہے کہ عبداللہ بن رباح رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ تو میں نے ان کو اس حال میں پایا کہ لوگ ان کے اردگرد جمع تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ کے شہسوار ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ''جیش الامراء بھیجا اور فرمایا تمہارے اوپر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ امیر ہیں۔ اگر وہ شہید ہو جائیں تو ان کے بعد جعفر رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے۔ وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے۔ یہ سن کر جعفر رضی اللہ عنہ اچھل کر بولے اے اللہ کے نبی میرا والد آپ پر فدا ہو مجھے یہ توقع نہ تھی کہ آپ زید رضی اللہ عنہ کو مجھ پر امیر مقرر فرمائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم روانہ ہو جاؤ۔ تم نہیں جانتے کہ کونسی بات زیادہ بہتر ہے۔ لشکر روانہ ہو گیا۔ جب تک اللہ کو منظور تھا وہ لوگ سفر میں رہے پھر رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لائے۔ اور آپ نے حکم دیا کہ نماز ہونے کا اعلان کیا جائے۔ تو رسول اللہ ﷺ

(۱۰۸٤۲) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه النسائي في "الكبرى": ۸۱۵۹، وابن ابي شيبة: ١٤/ ٥١٢، والدارمي: ٢٤٤٨ (انظر: ٢٢٥٥١)

((نَـابَ خَيْـرٌ أَوْ ثَـابَ خَيْـرٌ (شَكَّ عَبْـدُ الـرَّحْـمٰـنِ) أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنْ جَيْشِكُمْ هٰذَا الْـغَـازِي! إِنَّهُـمْ انْـطَلَقُوا حَتّٰى لَقُوا الْعَدُوَّ فَـأُصِيـبَ زَيْـدٌ شَهِيـدًا فَـاسْتَغْفِرُوا لَهُ۔)) فَـاسْتَـغْـفَـرَ لَـهُ الـنَّـاسُ، ((ثُمَّ أَخَذَ اللِّوَاءَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَشَدَّ عَلَى الْقَوْمِ حَتّٰى قُتِـلَ شَهِيـدًا أَشْهَدُ لَهُ بِالشَّهَادَةِ فَاسْتَغْفِرُوا لَـهُ، ثُـمَّ أَخَـذَ الـلِّـوَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَـأَثْبَـتَ قَـدَمَيْـهِ حَتّٰـى أُصِيـبَ شَهِيـدًا فَـاسْتَـغْـفِـرُوا لَهُ، ثُمَّ أَخَذَ اللِّوَاءَ خَالِدُ بْنُ الْـوَلِيـدِ۔)) وَلَـمْ يَـكُنْ مِنَ الْأُمَرَاءِ هُوَ أَمَّرَ نَـفْسَهُ فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أُصْبُعَيْهِ وَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ هُوَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِكَ فَانْصُرْهُ۔)) وَقَـالَ عَبْـدُ الـرَّحْـمٰـنِ مَـرَّةً: فَانْتَصِرْ بِهِ، فَيَـوْمَـئِـذٍ سُـمِّـيَ خَالِدٌ سَيْفَ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((انْـفِـرُوا فَأَمِدُّوا إِخْوَانَكُمْ وَلَا يَتَخَلَّفَنَّ أَحَدٌ۔)) فَنَفَرَ النَّاسُ فِي حَرٍّ شَدِيدٍ مُشَاةً وَرُكْبَانًا۔ (مسند احمد: ٢٢٩١٨)

نے فرمایا کہ ایک خبر پھیلی ہے۔ کیا میں تمہیں غزوہ میں مصروف اس لشکر کے متعلق نہ بتلاؤں؟ یہ لوگ گئے ان کی دشمن سے مڈبھیڑ ہوئی۔ اور زید رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ تم ان کی مغفرت کی دعاء کرو۔ تو لوگوں نے ان کے حق میں دعائے مغفرت کی۔ ان کے بعد جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جھنڈا تھام لیا۔ وہ دشمن پر حملہ آور ہوئے۔ یہاں تک کہ وہ بھی شہید ہو گئے۔ تم ان کی شہادت کی گواہی دو۔ لوگوں نے ان کے حق میں بھی مغفرت کی دعا کی۔ پھر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اُٹھا لیا۔ وہ بھی دشمن کے مقابلے میں ڈٹے رہے یہاں تک کہ وہ بھی شہادت سے سرفراز ہوئے۔ صحابہ نے ان کے حق میں بھی دعائے مغفرت کی۔ ان کے بعد خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اُٹھایا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ امیروں میں سے نہ تھے۔ پیش آمدہ حالات کے پیش نظر وہ ازخود امیر بن گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلیاں اُٹھا کر فرمایا: یا اللہ! یہ تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ تو اس کی مدد فرما۔ عبدالرحمٰن راوی نے ایک دفعہ کہا کہ آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے وہ فتح یاب ہوئے۔ اس روز سے خالد رضی اللہ عنہ ''سیف اللہ'' کہلائے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم روانہ ہو جاؤ اور جا کر اپنے بھائیوں کی مدد کرو۔ اور تم میں سے کوئی پیچھے نہ رہے۔ لوگ شدید گرمی میں پیدل اور سوار روانہ ہو گئے۔

(١٠٨٤٣)۔ عَـنْ عَبْـدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: بَـعَـثَ رَسُـولُ اللّٰـهِ ﷺ جَيْشًـا اسْـتَـعْـمَلَ عَـلَيْهِـمْ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ، وَقَالَ: ((فَإِنْ قُتِلَ زَيْدٌ أَوِ اسْتُشْهِدَ فَأَمِيرُكُمْ جَعْفَرٌ فَإِنْ قُتِلَ أَوِ

عبداللہ بن جعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور ان پر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا۔ اور فرمایا اگر زید رضی اللہ عنہ شہید ہو جائیں تو جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب تمہارے امیر ہوں گے۔ اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو

(١٠٨٤٣) تـخـريـج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه مختصرا ابوداود: ٤١٩٢، والنسائي: ٨/ ١٨٢ (انظر: ١٧٥٠)

اسْتُشْهِدَ فَأَمِيرُكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ۔)) فَلَقُوا الْعَدُوَّ فَأَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ، ثُمَّ أَخَذَ الرَّايَةَ جَعْفَرٌ فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ، ثُمَّ أَخَذَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ، ثُمَّ أَخَذَ الرَّايَةَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَأَتٰى خَبَرُهُمُ النَّبِيَّ ﷺ فَخَرَجَ إِلَى النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ: ((إِنَّ إِخْوَانَكُمْ لَقُوا الْعَدُوَّ وَإِنَّ زَيْدًا أَخَذَ الرَّايَةَ فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ أَوِ اسْتُشْهِدَ، ثُمَّ أَخَذَ الرَّايَةَ بَعْدَهُ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ اَوِ اسْتُشْهِدَ، ثُمَّ أَخَذَ الرَّايَةَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ اَوِ اسْتُشْهِدَ، ثُمَّ أَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللّٰهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔)) فَأَمْهَلَ ثُمَّ أَمْهَلَ آلَ جَعْفَرٍ ثَلَاثًا أَنْ يَأْتِيَهُمْ ثُمَّ أَتَاهُمْ فَقَالَ: ((لَا تَبْكُوا عَلٰى أَخِي بَعْدَ الْيَوْمِ أَوْ غَدٍ ادْعُوا لِي ابْنَيْ أَخِي۔)) قَالَ، فَجِيءَ بِنَا كَأَنَّا أَفْرُخٌ، فَقَالَ: ((ادْعُوا إِلَيَّ الْحَلَّاقَ۔)) فَجِيءَ بِالْحَلَّاقِ فَحَلَقَ رُءُ وْسَنَا، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا مُحَمَّدٌ فَشَبِيهُ عَمِّنَا أَبِي طَالِبٍ وَأَمَّا عَبْدُ اللّٰهِ فَشَبِيهُ خَلْقِي وَخُلُقِي۔)) ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَأَشَالَهَا فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ اخْلُفْ جَعْفَرًا فِي أَهْلِهِ وَبَارِكْ لِعَبْدِ اللّٰهِ فِي صَفْقَةِ يَمِينِهِ۔)) قَالَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ، قَالَ: فَجَاءَتْ أُمُّنَا فَذَكَرَتْ لَهُ يُتْمَنَا وَجَعَلَتْ تُفْرِحُ لَهُ، فَقَالَ: ((الْعَيْلَةَ

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ تمہارے امیر ہوں گے۔ مسلمانوں کا دشمن سے مقابلہ ہوا۔ تو جھنڈا زید رضی اللہ عنہ نے اُٹھایا۔ وہ دشمن سے لڑتے رہے بالآخر شہید ہو گئے۔ ان کے بعد جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا تھام لیا۔ وہ بھی دشمن سے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ ان کے بعد عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا سنبھالا۔ وہ بھی دشمن سے لڑتے لڑتے شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ ان کے بعد خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا سنبھال لیا۔ اور اللہ نے ان کے ہاتھوں فتح نصیب فرمائی۔ ان کی اطلاع نبی کریم ﷺ تک پہنچی۔ آپ لوگوں کی طرف باہر تشریف لائے۔ اور اللہ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا کہ تمہارے بھائیوں کا دشمن سے مقابلہ ہوا۔ سب سے پہلے زید نے جھنڈا اُٹھایا۔ وہ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ ان کے بعد جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے جھنڈا اُٹھایا وہ بھی لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ ان کے بعد عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا سنبھالا لیا۔ وہ بھی لڑتے لڑتے شہادت کے رتبہ پر فائز ہو گئے۔ ان کے بعد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا سنبھالا اور ان کے ہاتھوں اللہ نے فتح نصیب فرمائی۔ آل جعفر تین روز تک اس انتظار میں رہے کہ آپ ﷺ ان کے ہاں تشریف لے جائیں تیسرے دن کے بعد آپ ان کے ہاں تشریف لے گئے اور فرمایا تم آج کے بعد میرے بھائی پر مت رونا، میرے بھتیجوں کو بلاؤ ہمیں لایا گیا تو ہم چوزوں کی طرح بالکل چھوٹے چھوٹے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نائی کو بلاؤ اسے بلایا گیا تو اس نے ہمارے سر مونڈ دیئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا یہ محمد تو ہمارے چچا ابو طالب کے مشابہ ہے۔ اور عبداللہ شکل وصورت اور مزاج میں میرے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔ پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر اوپر کو اُٹھا کر فرمایا یا اللہ جعفر رضی اللہ عنہ کے اہل وعیال میں اس کا نائب بنا اور

تَخَافِينَ عَلَيْهِمْ وَأَنَا وَلِيُّهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.))۔ (مسند احمد: ١٧٥٠)

عبداللہ کی تجارت میں برکت فرما۔ آپ ﷺ نے یہ دعا تین مرتبہ کی۔ ہماری والدہ آپ کے پاس آئی اور اس نے اس قسم کا اظہار کیا کہ یہ بچے اب بے آسرا ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کیا تم ان کے بارے میں فقر وفاقہ کا اندیشہ کرتی ہو؟ دنیا اور آخرت میں میں ان کا سر پرست ہوں۔

(١٠٨٤٤)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ رَوَاحَةَ فِي سَرِيَّةٍ فَوَافَقَ ذٰلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، قَالَ: فَقَدَّمَ أَصْحَابَهُ، وَقَالَ: أَتَخَلَّفُ فَأُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْجُمُعَةَ ثُمَّ أَلْحَقُهُمْ، قَالَ: فَلَمَّا رَآهُ ﷺ قَالَ: ((مَا مَنَعَكَ أَنْ تَغْدُوَ مَعَ أَصْحَابِكَ؟)) قَالَ: فَقَالَ: أَرَدْتُ أَنْ أُصَلِّيَ مَعَكَ الْجُمُعَةَ ثُمَّ أَلْحَقَهُمْ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ مَا أَدْرَكْتَ غَدْوَتَهُمْ.)) (مسند أحمد: ١٩٦٦)

سیدنا عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر میں بھیجا، یہ جمعہ کا دن تھا، انھوں نے اپنے ساتھیوں کو بھیج دیا اور اپنے بارے میں کہا: میں پیچھے رہ جاتا ہوں، تاکہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نمازِ جمعہ ادا کرلوں، پھر ان کو جا ملوں گا، جب آپ ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا: ''کس چیز نے تجھے صبح کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکل جانے سے روک لیا؟'' انھوں نے کہا: جی میرا ارادہ یہ تھا کہ آپ کے ساتھ نمازِ جمعہ ادا کر کے ان کو جا ملوں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''زمین میں جو کچھ ہے، اگر تو وہ سارا کچھ خرچ کر دے تو ان کے صبح کو روانہ ہو جانے کے اجر کو نہیں پا سکتا۔''

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ سَرِيَّةِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ

سریہ ذات السلاسل کا بیان

یہ جمادی الاخری سنہ ۸ ہجری کا واقعہ ہے، سلاسل، وادی القری سے آگے ایک خطۂ زمین اور ایک چشمے کا نام ہے، اسی کی طرف یہ سریہ منسوب ہے۔

معرکۂ موتہ میں شامی عربوں کا جو موقف تھا، اس کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے حکیمانہ اقدام کی ضرورت محسوس کی جو انہیں رومیوں کی مدد سے باز رکھ سکے، چنانچہ آپ ﷺ نے سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو تین سو صحابہ اور تیس گھوڑوں کے ساتھ روانہ کیا، چونکہ سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ کی دادی، ان کے قبائل میں سے ایک قبیلہ بلی سے تعلق رکھتی تھی، اس لیے مقصود یہ تھا کہ ان کی تالیف قلبی کی جائے، لیکن اگر وہ انکار کریں تو روم کی تائید میں کھڑے ہونے پر انہیں سبق سکھایا جائے، سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ انہوں نے بڑی فوج فراہم کر رکھی ہے،

(١٠٨٤٤) تخريج: اسناده ضعيف، فيه عنعنة الحجاج بن ارطاة، والحكم بن عتيبة لم يسمع من مقسم، أخرجه الترمذي: ٥٢٧ (انظر: ١٩٦٦)

چنانچہ سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کمک طلب کی، آپ ﷺ نے سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی قیادت میں دو سو سر برآوردہ مہاجرین و انصار کی کمک بھیجی، ان میں سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما بھی شریک تھے، لیکن امیر عام اور نماز کے امام سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ہی تھے، کمک آ جانے کے بعد انہوں نے قضاعہ کے علاقوں کو دور تک روندا، ایک لشکر سے سامنا ہوا، لیکن جب مسلمانوں نے حملہ کیا تو وہ اِدھر اُدھر بھاگ کر بکھر گئے۔

(١٠٨٤٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ دَاوُدَ عَنْ عَامِرٍ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَيْشَ ذَاتِ السَّلَاسِلِ، فَاسْتَعْمَلَ أَبَا عُبَيْدَةَ عَلَى الْمُهَاجِرِينَ، وَاسْتَعْمَلَ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ عَلَى الْأَعْرَابِ، فَقَالَ لَهُمَا: تَطَاوَعَا، قَالَ: وَكَانُوا يُؤْمَرُونَ أَنْ يُغِيرُوا عَلَى بَكْرٍ، فَانْطَلَقَ عَمْرٌو فَأَغَارَ عَلَى قُضَاعَةَ لِأَنَّ بَكْرًا أَخْوَالُهُ، فَانْطَلَقَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ إِلَى أَبِي عُبَيْدَةَ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَعْمَلَكَ عَلَيْنَا وَإِنَّ ابْنَ فُلَانٍ قَدْ ارْتَبَعَ أَمْرَ الْقَوْمِ وَلَيْسَ لَكَ مَعَهُ أَمْرٌ، فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَنَا أَنْ نَتَطَاوَعَ فَأَنَا أُطِيعُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَإِنْ عَصَاهُ عَمْرٌو۔ (مسند احمد: ١٦٩٨)

عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذات السلاسل کے لیے لشکر روانہ کیا، مہاجرین پر سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اور دیہاتیوں پر سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمایا، سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ نے جا کر بنو قضاعہ پر چڑھائی کر دی کیونکہ بنو بکر ان کے ماموں تھے۔ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر ان سے کہا: رسول اللہ ﷺ نے آپ کو ہم پر امیر مقرر فرمایا ہے، جب کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کی رعایت کی ہے اور آپ کا تو ان سے کچھ بھی معاملہ نہیں ہے۔ تو سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جو حکم دیا ہم اس کی اطاعت کریں گے، پس میں تو رسول اللہ ﷺ کے حکم کی اطاعت کروں گا، خواہ عمرو رضی اللہ عنہ نے آپ کی بات نہ مانی ہو۔

(١٠٨٤٦)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ، قَالَ: فَأَتَيْتُهُ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: ((عَائِشَةُ۔)) قَالَ: قُلْتُ: فَمِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَ: ((أَبُوهَا۔)) إِذًا قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے ذات السلاسل کی طرف بھیجے گئے لشکر پر امیر مقرر فرما کر روانہ کیا، میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ کو لوگوں میں سے کونسا آدمی سب سے زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ۔'' میں نے عرض کیا: اور مردوں میں سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

(١٠٨٤٥) تخريج: مرسل، عامر بن شراحيل الشعبى لم يدرك القصة فحكاها مرسلة (انظر: ١٦٩٨)

(١٠٨٤٦) تخريج: أخرجه البخارى: ٣٦٦٢، ومسلم: ٢٣٨٤ (انظر: ١٧٨١١)

قَالَ: ((عُمَرُ۔)) قَالَ: فَعَدَّ رِجَالًا۔ (مسند احمد: ١٧٩٦٤)

''اس کا باپ (یعنی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ)۔'' میں نے دریافت کیا: اور ان کے بعد؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عمر۔'' پھر آپ ﷺ نے مزید مردوں کا نام لیے۔

فوائد: ...... اس حدیث میں صرف ذات السلاسل کا نام ذکر کیا گیا ہے۔

اس غزوے میں سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما جیسے عظیم لوگ بھی شریک تھے، لیکن سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا گیا، اس لیے جب وہ واپس آئے تو انھوں نے سمجھا کہ ان کی کسی خاص منزلت اور مرتبت کی وجہ سے آپ ﷺ نے ان کا امیر بنایا ہے، اس لیے انھوں نے یہ سوال کیے، لیکن جب آپ ﷺ نے اور مردوں کے نام لیے تو سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ کا نام نہیں لیا تو خود اس ڈر سے خاموش ہو گئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ ﷺ ان کا نام آخر میں لیں۔

(١٠٨٤٧)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُولُ: بَعَثَ إِلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((خُذْ عَلَيْكَ ثِيَابَكَ وَسِلَاحَكَ ثُمَّ ائْتِنِي۔)) فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَصَعَّدَ فِيَّ النَّظَرَ ثُمَّ طَأْطَأَهُ، فَقَالَ: ((إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَبْعَثَكَ عَلٰى جَيْشٍ فَيُسَلِّمَكَ اللّٰهُ وَيُغْنِمَكَ وَأَرْغَبُ لَكَ مِنْ الْمَالِ رَغْبَةً صَالِحَةً۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا أَسْلَمْتُ مِنْ أَجْلِ الْمَالِ وَلٰكِنِّي أَسْلَمْتُ رَغْبَةً فِي الْإِسْلَامِ، وَأَنْ أَكُونَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((يَا عَمْرُو! نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلْمَرْءِ الصَّالِحِ۔)). (مسند احمد: ١٧٩١٥)

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میری طرف پیغام بھیجا کہ اپنے کپڑے اور اسلحہ لے کر میرے پاس پہنچو، میں آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو آپ ﷺ وضو کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے نظر میری طرف اُٹھا کر جھکالی اور پھر فرمایا: میں تمہیں ایک لشکر پر امیر مقرر کر کے بھیجنا چاہتا ہوں۔ اللہ تمہاری حفاظت کرے گا اور تمہیں غنیمت سے نوازے گا۔ اور میں تمہارے حق میں مال کی اچھی رغبت رکھتا ہوں۔ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں مال ودولت حاصل کرنے کے لیے تو مسلمان نہیں ہوا۔ میں تو محض اسلام کی رغبت کی وجہ سے مسلمان ہوا ہوں۔ اور میری خواہش ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ رہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا مال، نیک آدمی کے لیے بہتر ہوتا ہے۔''

فوائد: ...... نیک آدمی کو مال و دولت کے حقوق کا علم ہوتا ہے، اس لیے وہ اس کے فتنے سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

یہ ذات السلاسل والا ہی لشکر تھا، جس میں آپ ﷺ نے سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو امیر منتخب فرمایا، کیونکہ وہ جنگی مہارتوں اور فنون سے متصف تھے۔

(١٠٨٤٧) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه الحاكم: ٢/ ٢٣٦، والطبراني في "الاوسط": ٣٢١٣ (انظر: ١٧٧٦٣)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ سَرِيَّةِ سِيفِ الْبَحْرِ وَتُسَمّٰى اَيْضًا سَرِيَّةَ الْخَبَطِ

سریہ سیف البحر کا بیان، اس کو سریۂ خبط بھی کہتے ہیں

سیف البحر سے مراد سمندر کا ساحل ہے۔ "خَبَط" کا معنی درخت سے جھاڑے ہوئے پتے ہے، چونکہ اس سریے میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے پتے کھائے تھے، اس لیے اس کو سریۂ خبط کہتے ہیں، یہ رجب سنہ ۸ ہجری کا واقعہ ہے، اس وقت قریشی عہد کو توڑ چکے تھے

(۱۰۸٤۸)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَمَّرَ عَلَيْنَا أَبَا عُبَيْدَةَ نَتَلَقّٰى عِيرًا لِقُرَيْشٍ، وَزَوَّدَنَا جِرَابًا مِنْ تَمْرٍ لَمْ يَجِدْ لَنَا غَيْرَهُ، قَالَ: فَكَانَ أَبُو عُبَيْدَةَ يُعْطِينَا تَمْرَةً تَمْرَةً، قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ بِهَا؟ قَالَ: نَمَصُّهَا كَمَا يَمَصُّ الصَّبِيُّ ثُمَّ نَشْرَبُ عَلَيْهَا مِنَ الْمَاءِ فَيَكْفِينَا يَوْمَنَا إِلَى اللَّيْلِ، قَالَ: وَكُنَّا نَضْرِبُ بِعِصِيِّنَا الْخَبَطَ ثُمَّ نَبُلُّهُ بِالْمَاءِ فَنَأْكُلُهُ، قَالَ: وَانْطَلَقْنَا عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَرُفِعَ لَنَا عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ كَهَيْئَةِ الْكَثِيبِ الضَّخْمِ فَأَتَيْنَاهُ فَإِذَا هُوَ دَابَّةٌ يُدْعَى الْعَنْبَرُ، قَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ، مَيْتَةٌ، قَالَ حَسَنُ بْنُ مُوسٰى: ثُمَّ قَالَ: لَا بَلْ نَحْنُ رُسُلُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ هَاشِمٌ فِي حَدِيثِهِ: قَالَ: لَا بَلْ نَحْنُ رُسُلُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَقَدِ اضْطُرِرْتُمْ فَكُلُوا، وَأَقَمْنَا عَلَيْهِ شَهْرًا، وَنَحْنُ ثَلَاثُ مِائَةٍ حَتّٰى سَمِنَّا، وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا نَغْتَرِفُ مِنْ وَقْبِ عَيْنَيْهِ بِالْقِلَالِ الدُّهْنَ، وَنَقْتَطِعُ مِنْهُ الْفِدَرَ كَالثَّوْرِ أَوْ كَقَدْرِ الثَّوْرِ، قَالَ: وَلَقَدْ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تین سو آدمیوں کے ایک دستہ کی صورت میں روانہ کیا اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو ہمارے اوپر مقرر فرمایا۔ تاکہ ہم قریش کے ایک قافلہ کا مقابلہ کریں۔ آپ ﷺ نے ہمیں کھجوروں کی ایک تھیلی عنایت فرمائی۔ آپ کے پاس ہمیں دینے کے لیے اس علاوہ کے اور کچھ نہ تھا۔ سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ہمیں روزانہ ایک ایک کھجور دیا کرتے تھے۔ ابوالزبیر کہتے ہیں میں نے پوچھا آپ اس کا کیا کرتے تھے؟ فرمایا ہم اسے چوستے رہتے تھے جیسے بچے کسی چیز کو چوستے رہتے ہیں۔ اور اس کے بعد ہم پانی نوش کر لیتے۔ سارا دن ہماری یہی خوراک ہوتی۔ اور ہم لاٹھیوں سے درختوں کے پتے جھاڑتے اور انہیں پانی میں بھگو بھگو کر کھاتے۔ ہم ساحلِ سمندر پر چلے، ہمیں سمندر کے ساحل پر ایک بہت بڑا ٹیلہ سا دکھائی دیا۔ ہم وہاں پہنچے تو وہ عنبر نامی ایک جانور تھا۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ تو مردہ ہے۔ (یعنی مردہ ہونے کی وجہ سے ہمارے لیے اس کو کھانا حلال نہیں) امام احمد کے شیخ حسن بن موسیٰ کہتے ہیں۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے پھر کہا، یہ حرام نہیں بلکہ ہم تو رسول اللہ ﷺ کے نمائندے ہیں۔ امام احمد کے دوسرے شیخ ھاشم نے اپنی حدیث میں یوں بیان کیا کہ بلکہ ہم تو اللہ کے نمائندے ہیں اور اللہ کی راہ میں نکلے ہوئے ہیں۔ اور تم اس وقت اضطرار کی کیفیت میں ہو پس اسے

(۱۰۸٤۸) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٣٦٢، ومسلم: ١٩٣٥ (انظر: ١٤٣٣٨)

أَخَذَ مِنَّا أَبُو عُبَيْدَةَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا وَأَقْعَدَهُمْ فِي وَقْبِ عَيْنِهِ وَأَخَذَ ضِلَعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ فَأَقَامَهَا ثُمَّ رَحَلَ أَعْظَمَ بَعِيرٍ مَعَنَا، قَالَ حَسَنٌ: ثُمَّ رَحَلَ أَعْظَمَ بَعِيرٍ كَانَ مَعَنَا فَمَرَّ مِنْ تَحْتِهَا، وَتَزَوَّدْنَا مِنْ لَحْمِهِ وَشَائِقَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ أَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: ((هُوَ رِزْقٌ أَخْرَجَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَكُمْ، فَهَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ؟ فَتُطْعِمُونَا.)) قَالَ: فَأَرْسَلْنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْهُ فَأَكَلَهُ.

(مسند احمد: ۱۴۳۹۰)

کھالو۔ ہم تین سو آدمی تھے۔ ہم نے وہاں ایک ماہ قیام کیا۔ ہم نے وہ اس قدر کھایا کہ ہم خوب موٹے تازے ہو گئے۔ ہم اس کی آنکھ کے گڑھے سے مٹکوں کے ذریعے چربی نکالتے تھے۔ اور اونٹو ں کے برابر برابر اس سے گوشت کے ٹکڑے کاٹتے تھے۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ہم میں سے تیرہ آدمیوں کو لے کر اس کی آنکھ کے گڑھے میں بٹھا دیا۔ اور اس کی ایک پسلی کو سیدھا کھڑا کیا۔ پھر لشکر میں سے سب سے بڑے اونٹ پر پالان کسا تو اس کے نیچے سے گزر گئے۔ اور ہم اس کے گوشت کے ٹکرے نیم پختہ کر کے ساتھ لے گئے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہم نے آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ خصوصی رزق تھا جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے بھیجا تھا۔ تمہارے پاس اس کے گوشت میں سے کچھ بچا ہوا موجود ہو تو ہمیں بھی کھلاؤ گے؟ چنانچہ ہم نے اس میں سے کچھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھجوا دیا۔

فوائد:...... ''سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہمیں روزانہ ایک ایک کھجور دیا کرتے تھے۔'' اس کی تفصیل صحیح بخاری کی روایت میں یوں ہے: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ساحل کی طرف ایک لشکر میں بھیجا اور سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو ہمارا امیر بنایا، یہ تین سو کا لشکر تھا، ہم نکل پڑے، راستے میں وہ زادِ راہ ختم ہو گیا، جو رسول اللہ ﷺ نے ان کو تھیلے میں دیا تھا، پھر لوگ اپنے اپنے زادِ راہ لے کر سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، انھوں نے ان کو جمع کر لیا اور پھر ہر روز ہمیں تھوڑا تھوڑا دیتے تھے، جہاں تک کہ وہ بھی ختم ہو گیا اور بالآخر ہمارا نصیب ایک ایک کھجور رہ گیا۔

اَبْوَابُ مَا جَاءَ فِي غَزْوَةِ الْفَتْحِ الْاَكْبَرِ فَتْحِ مَكَّةَ
فتح اکبر یعنی فتح مکہ کا بیان

فتح مکہ لشکرِ اسلام کا سب سے عظیم کارنامہ تھا، یہی وہ کارنامہ ہے کہ جس کے بعد لوگ فوج در فوج دین میں داخل ہونا شروع ہوئے، اللہ تعالیٰ نے رمضان ۸ ہجری میں رسول اللہ ﷺ کو مکہ مکرمہ کی فتح کا شرف بخشا۔

۱۰ رمضان سنہ ۸ ہجری کو رسول اللہ ﷺ نے مدینہ چھوڑ کر مکے کا رخ کیا، آپ ﷺ کے ساتھ دس ہزار صحابۂ کرام تھے، مدینہ پر بطور منتظم سیدنا ابورہم غفاری رضی اللہ عنہ کا تقرر فرمایا۔

فتح مکہ کا سبب یہ ہوا کہ بنوبکر، حدیبیہ کے معاہدے میں قریش کے ساتھ اور بنوخزاعہ مسلمانوں کے ساتھ شامل ہو گئے تھے، جبکہ بنوبکر کی بنوخزاعہ سے دورِ جاہلیت سے خونریزی اور کشاکش چلی آ رہی تھی، جس کی آگ اسلام کی آمد آمد کے سبب وقتی طور پر بجھ گئی تھی۔ جب حدیبیہ کی صلح واقع ہو چکی تو بنوبکر نے اسے غنیمت جانا اور موقع پا کر شعبان ۸ ہجری میں رات کے وقت بنوخزاعہ پر چھاپہ مارا، اس وقت بنوخزاعہ ''وتیر'' نامی ایک چشمے پر تھے، بنوبکر نے تو ان کے بیس سے زیادہ آدمی قتل کر دیے اور انہیں دھکیل کر مکہ تک لے آئے، بلکہ مکہ کے اندر بھی لڑائی جاری رہی اور قریش نے بھی پس پردہ ہتھیاروں اور آدمیوں سے مدد کی۔

بنوخزاعہ صلح حدیبیہ کے بعد مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوئے تھے اور ان کے کئی افراد مسلمان بھی ہو چکے تھے، اس لیے انھوں نے اس واقعہ کی رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی، آپ ﷺ نے ایسے ہی ان کی حفاظت کرنے کی ذمہ داری اٹھائی، جیسے اپنی حفاظت کرتے تھے۔ اُدھر قریش کو اپنی غلطی کا بڑا احساس ہوا اور ابوسفیان کو جلد ہی مدینہ منورہ بھیجا تا کہ عہد کو پختہ کیا جا سکے اور مدت بڑھا دی جائے، ابوسفیان مدینہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ، سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم سے ملے، لیکن اس کا آنا اس کے حق میں بے سود رہا۔

اُدھر رسول اللہ ﷺ نے رازدارانہ انداز میں غزوے کی تیاری شروع کر دی، صحابہ کو بھی اس کا حکم دیا اور مدینہ کے گرد و نواح میں جو اَعراب تھے، انہیں بھی تیاری کا حکم دیا۔ مزید رازداری کے لیے آپ ﷺ نے سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو اوائل رمضان میں مدینہ سے ۳۶ میل دور ''بطن اضم'' کی طرف روانہ فرمایا تا کہ سمجھنے والے یہ سمجھیں کہ آپ ﷺ اسی علاقے کا رخ کرنے والے ہیں۔

مزید تفصیل اگلی روایات میں ملاحظہ کریں، کسی سیرت کی کتاب سے پورے واقعہ کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

ضروری تنبیہ: فتح مکہ سے متعلقہ درج ذیل احادیث میں مذکورہ فقہی احکام و مسائل پہلے گزر چکے ہیں، جیسے سفر میں روزہ توڑنا کیسا ہے، اس لیے قارئین متعلقہ ابواب کی طرف رجوع کریں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَارِيْخِ غَزْوَةِ الْفَتْحِ وَقِصَّةِ كِتَابِ حَاطِبِ بْنِ اَبِيْ بَلْتَعَةَ إِلٰى اَهْلِ مَكَّةَ
غزوۂ فتح مکہ کی تاریخ اور اہلِ مکہ کے نام حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے مکتوب کا واقعہ

(۱۰۸۴۹)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ إِلٰى مَكَّةَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ (وَفِي لَفْظٍ لِعَشْرٍ مَضَيْنَ مِنْ رَمَضَانَ) فَصَامَ حَتّٰى مَرَّ بِغَدِيْرٍ فِي الطَّرِيْقِ وَذٰلِكَ فِي نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ، قَالَ:

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال ماہِ رمضان میں مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے تھے، ایک روایت میں ہے کہ ماہِ رمضان کے دس دن گزر چکے تھے، آپ ﷺ نے روزہ رکھا ہوا تھا، عین دوپہر کے وقت آپ ﷺ پانی کے ایک تالاب کے پاس سے

(۱۰۸۴۹) تخریج: اخرجه البخاری: ۴۲۷۶، ومسلم: ۱۱۱۳ (انظر: ۳۴۶۰)

فَعَطِشَ النَّاسُ وَجَعَلُوْا يَمُدُّوْنَ اَعْنَاقَهُمْ وَتَتُوْقُ اَنْفُسُهُمْ اِلَيْهِ، قَالَ: فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقَدَحٍ فِيْهِ مَاءٌ فَاَمْسَكَهُ عَلٰى يَدِهِ حَتّٰى رَآهُ النَّاسُ ثُمَّ شَرِبَ فَشَرِبَ النَّاسُ۔ (مسند احمد: ٣٤٦٠)

گزرے، چونکہ لوگ پیاسے تھے، اس لیے وہ گردنیں لمبی کر کے دیکھ رہے تھے اور ان کے نفس پانی کو چاہ رہے تھے، پس رسول اللہ ﷺ نے پانی کا پیالہ منگوا کر اپنے ہاتھ میں پکڑے رکھا، یہاں تک کہ سب لوگوں نے آپ ﷺ کو اس حال میں دیکھ لیا، پھر آپ ﷺ نے اسے پی لیا اور لوگوں نے بھی پانی پی لیا (اور اس طرح روزہ توڑ دیا)۔

فوائد:...... کدید مقام، مدینہ منورہ سے سات دنوں کی مسافت پر ہے، اس کے قریب ہی قُدَید مقام ہے اور یہ دونوں عسفان کے ماتحت انتظامی علاقے ہیں۔

(١٠٨٥٠)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: ثُمَّ مَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِسَفَرِهِ، وَاسْتَخْلَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ أَبَا رُهْمٍ كُلْثُوْمَ بْنَ حُصَيْنِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ خَلَفٍ الْغِفَارِيَّ، وَخَرَجَ لِعَشْرٍ مَضَيْنَ مِنْ رَمَضَانَ، فَصَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَصَامَ النَّاسُ مَعَهُ، حَتّٰى إِذَا كَانَ بِالْكَدِيْدِ مَاءٍ بَيْنَ عُسْفَانَ وَأَمَجٍ أَفْطَرَ، ثُمَّ مَضٰى حَتّٰى نَزَلَ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فِي عَشَرَةِ آلَافٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (مسند احمد: ٢٣٩٢)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سفر پر روانہ ہو گئے اور مدینہ منورہ میں سیدنا ابو رُہم کلثوم بن حصین غفاری رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کر گئے، آپ نے دس رمضان کو سفر شروع کیا، رسول اللہ ﷺ اور سب صحابہ نے روزہ رکھا ہوا تھا، جب عسفان اور امج کے درمیان کدید کے مقام پر پہنچے تو آپ ﷺ نے روزہ افطار کر لیا، اس کے بعد چل کر آپ ﷺ مرالظہر ان میں جا کر ٹھہرے، دس ہزار مسلمان آپ ﷺ کے ہم سفر تھے۔

(١٠٨٥١)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ حَاطِبَ بْنَ أَبِي بَلْتَعَةَ كَتَبَ إِلٰى أَهْلِ مَكَّةَ، يَذْكُرُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَرَادَ غَزْوَهُمْ، فَدُلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمَرْأَةِ الَّتِي مَعَهَا الْكِتَابُ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَأُخِذَ كِتَابُهَا مِنْ رَأْسِهَا، وَقَالَ: ((يَا حَاطِبُ أَفَعَلْتَ۔))

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کے نام خط لکھ کر ان کو مطلع کر دیا کہ (رسول اللہ ﷺ مکہ پر چڑھائی کرنے والے ہیں)۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کو اس عورت کے متعلق اطلاع دے دی گئی جو یہ خط لئے مکہ مکرمہ کی طرف جا رہی تھی۔ آپ نے چند صحابہ کو اس کے پیچھے روانہ کیا۔ اور وہ خط اس کے

(١٠٨٥٠) تخريج: اسناده حسن، أخرجه البيهقي: ٩/ ٤٠ (انظر: ٢٣٩٢)

(١٠٨٥١) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابويعلى: ٢٢٦٥، وابن حبان: ٤٧٩٧ (انظر: ١٤٧٧٤)

قَالَ: نَعَمْ، أَمَا إِنِّي لَمْ أَفْعَلْهُ غِشًّا لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ يُونُسُ: غِشًّا، يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَلَا نِفَاقًا، قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ اللّٰهَ مُظْهِرٌ رَسُولَهُ وَمُتِمٌّ لَهُ أَمْرَهُ غَيْرَ أَنِّي كُنْتُ عَزِيزًا بَيْنَ ظَهْرَيْهِمْ، وَكَانَتْ وَالِدَتِي مِنْهُمْ فَأَرَدْتُ أَنْ أَتَّخِذَ هٰذَا عِنْدَهُمْ، فَقَالَ لَهُ: عُمَرُ أَلَا أَضْرِبُ رَأْسَ هٰذَا؟ قَالَ: ((أَتَقْتُلُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ، مَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدِ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ، فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ۔)). (مسند احمد: ١٤٨٣٣)

سر کے بالوں میں سے برآمد کر لیا گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا حاطب! کیا واقعی تم نے ہی یہ کام کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں! اللہ کے رسول میں نے یہ کام دھوکہ دہی یا نفاق کی وجہ سے نہیں کیا بلکہ مجھے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو ضرور غالب کرے گا اور ان کو کامیابی نصیب ہوگی اصل بات یوں ہے کہ میں باہر سے آ کر مکہ مکرمہ میں آباد ہوا تھا۔ میری والدہ انہی کے درمیان مقیم تھی۔ میں اس طرح اہلِ مکہ پر احسان دھرنا چاہتا تھا۔ یہ باتیں سن کر عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کیا میں اس کا سر قلم نہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم ایک بدری کو قتل کر دو گے؟ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف دیکھ کر فرمایا: اب تم جو چاہو عمل کرتے رہو۔

فوائد:...... درج حدیث میں اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ، فَقَالَ: ((انْطَلِقُوا حَتّٰى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا ظَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ مِنْهَا۔)) فَانْطَلَقْنَا تَعَادٰى بِنَا خَيْلُنَا حَتّٰى أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِينَةِ، فَقُلْنَا: أَخْرِجِي الْكِتَابَ، قَالَتْ: مَا مَعِي مِنْ كِتَابٍ، قُلْنَا: لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنَقْلِبَنَّ الثِّيَابَ، قَالَ: فَأَخْرَجَتِ الْكِتَابَ مِنْ عِقَاصِهَا، فَأَخَذْنَا الْكِتَابَ، فَأَتَيْنَا بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا فِيهِ: مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلٰى نَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ بِمَكَّةَ، يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا حَاطِبُ! مَا هٰذَا؟)) قَالَ: لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ، وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا، وَكَانَ مَنْ كَانَ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ أَهْلِيهِمْ بِمَكَّةَ، فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ فِيهِمْ يَدًا يَحْمُونَ بِهَا قَرَابَتِي، وَمَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِينِي وَلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ۔)) فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ، فَقَالَ: ((إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا، وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ قَدِ اطَّلَعَ عَلٰى أَهْلِ بَدْرٍ، فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ۔))

رسول اللہ ﷺ نے مجھے، سیدنا زبیر اور سیدنا مقدار رضی اللہ عنہم کو بھیجا اور فرمایا: ''تم چلو، یہاں تک کہ روضۂ خاخ تک پہنچ جاؤ، وہاں ایک مسافر خاتون کے پاس ایک خط ہوگا، وہ خط اس سے لے لو۔'' سو ہم چل پڑے، ہمارے گھوڑے

دوڑتے گئے، یہاں تک کہ ہم اس روضہ کے پاس پہنچے، وہاں تو واقعی ایک خاتون موجود تھی، ہم نے اس سے کہا: خط نکال دے، اس نے کہا: میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے، ہم نے کہا: خط نکال دے، وگرنہ ہم تیرے کپڑے اتار دیں گے، یہ سن کر اس نے اپنے بالوں کی لٹ سے خط نکال دیا، ہم نے وہ لیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے، اس خط میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی: یہ خط حاطب بن ابو بلتعہ کی طرف سے مکہ کے مشرکوں کی طرف ہے، ...... وہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے بعض امور کی خبر دے رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے حاطب! یہ کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: مجھ پر جلدی نہ کرنا (میں تفصیل بتاتا ہوں)، بات یہ ہے کہ میں معاہدے کی بنا پر قریشیوں سے ملا ہوا تھا اور میں ان میں سے نہیں تھا، آپ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں، ان کی قریشیوں سے رشتہ داریاں ہیں، جن کی وجہ سے وہ مکہ میں ان کے رشتہ داروں کی حفاظت کرتے ہیں، جب میں نے دیکھا کہ قریشیوں سے میرا نسب تو ملتا نہیں ہے، اس لیے میں نے سوچا کہ اگر میں ان پر کوئی ایسا احسان کر دوں کہ جس کی وجہ سے وہ میرے رشتہ داروں کی بھی حفاظت کریں (اس مقصد کے لیے مین نے یہ کام کیا ہے)، نہ میں نے یہ کاروائی کفر کرتے ہوئے کی، نہ اپنے دین سے مرتد ہوتے ہوئے اور نہ اسلام کے بعد کفر کو پسند کرتے ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک شان یہ ہے کہ اس آدمی نے تم سے سچ بولا ہے۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: چھوڑیئے مجھے، میں اس منافق کی گردن اتار پھینکوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بدر میں حاضر ہوا تھا، اور تجھے پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف جھانکا اور کہا: آج کے بعد جو چاہو کرو، میں نے تم کو معاف کر دیا ہے۔'' (صحیح بخاری: ۳۰۰۷، ۴۲۷۴، ۴۸۹۰، صحیح مسلم: ۲۴۹۴، واللفظ لاحمد)

سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کو نبی کریم ﷺ کی تیاری اور آمد کی خبر ارسال کی تھی۔

اس حدیثِ مبارکہ میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام مرتبہ کو سمجھنے کے لیے بہت بڑا نقطہ بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ نبی کریم ﷺ کی زبانِ اقدس سے جن صحابہ کی پیشگی معافی کا اعلان ہو چکا ہے، ان سے بعد میں ہونے والی خطاؤں کو نظر انداز کر دیا جائے، کیونکہ جب اللہ تعالیٰ اس مغفرت کا اعلان کروا رہا تھا، اس کو پتہ تھا کہ ان نفوسِ قدسیہ میں سے فلاں آدمی سے اس قسم کی غلطی ہو گی۔ دراصل آغوشِ نبوت کی پروردہ ہستیوں کی نیکیوں کو قبول کرنے اور ان کی بشری تقاضوں کو معاف کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ضابطے امتِ مسلمہ کے دوسرے افراد سے مختلف ہیں، ایک مثال درج ذیل ہے:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تَسُبُّوْا اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِیْ، فَاِنَّ اَحَدَکُمْ لَوْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا، مَا اَدْرَکَ مُدَّ اَحَدِھِمْ وَلَا نَصِیْفَہُ۔)) ...... ''میرے صحابہ میں سے کسی کو برا بھلا مت کہو، اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کر دے تو وہ اُن کے خرچ کیے ہوئے ایک مد یا نصف مد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ (صحیح بخاری: ۳۶۷۳، صحیح مسلم: ۲۵۴۰)

ایک ''مُدّ'' کا وزن 525 گرام ہوتا ہے، نصف مد کا وزن 262 گرام ہوا۔ یہ صحابہ کرام کی نیکیوں کا معیار ہے کہ

احد پہاڑ کے برابر کا سونا ان کی صدقہ کی ہوئی گندم، کھجور اور جو کی اس معمولی مقدار کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

دیکھیں سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کا اتنا بڑا راز فاش کر رہے ہیں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو بڑی سنجیدگی سے لیتے ہوئے ان کو منافق سمجھ کر واجب القتل سمجھا، لیکن نبی کریم ﷺ نے وضاحت فرما دی کہ ان کی معافی کا اعلان تو پیشگی ہو چکا ہے۔ سبحان اللہ۔ لہٰذا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں زبان درازی کی رائے رکھنے والوں کو محتاط رہنا چاہیے اور اپنے نظریوں کی اصلاح کرنی چاہیے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صِفَةِ دُخُوْلِ النَّبِيِّ ﷺ وَاَصْحَابِهِ مَكَّةَ حَتّٰى تَمَّ لَهُمُ الْفَتْحُ وَمُعَامَلَتِهِ اَهْلَ مَكَّةَ بِالرَّأْفَةِ وَالْعَفْوِ

نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مکہ مکرمہ میں داخلہ اور حصولِ فتح نیز آپ ﷺ کے اہل مکہ کے ساتھ رحمت وشفقت اور عفوودرگزر کا بیان

(١٠٨٥٢)۔ حَدَّثَنَا بَهْزٌ وَهَاشِمٌ قَالَا: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ، قَالَ هَاشِمٌ: قَالَ: حَدَّثَنِي ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَبَاحٍ، قَالَ: وَفَدَتْ وُفُودٌ إِلٰى مُعَاوِيَةَ أَنَا فِيهِمْ وَأَبُو هُرَيْرَةَ فِي رَمَضَانَ، فَجَعَلَ بَعْضُنَا يَصْنَعُ لِبَعْضٍ الطَّعَامَ، قَالَ: وَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ مَا يَدْعُونَا، قَالَ هَاشِمٌ، يُكْثِرُ أَنْ يَدْعُوَنَا إِلٰى رَحْلِهِ، قَالَ: فَقُلْتُ: أَلَا أَصْنَعُ طَعَامًا فَأَدْعُوَهُمْ إِلٰى رَحْلِي، قَالَ: فَأَمَرْتُ بِطَعَامٍ يُصْنَعُ وَلَقِيتُ أَبَا هُرَيْرَةَ مِنَ الْعِشَاءِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ الدَّعْوَةُ عِنْدِي اللَّيْلَةَ، قَالَ: أَسَبَقْتَنِي؟ قَالَ هَاشِمٌ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَدَعَوْتُهُمْ فَهُمْ عِنْدِي، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَلَا أُعْلِمُكُمْ بِحَدِيثٍ مِنْ حَدِيثِكُمْ يَا مَعَاشِرَ الْأَنْصَارِ؟ قَالَ: فَذَكَرَ فَتْحَ مَكَّةَ، قَالَ: أَقْبَلَ

عبداللہ بن رباح سے مروی ہے کہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رمضان کے مہینہ میں کئی وفود آئے میں بھی ان میں شامل تھا ہم ایک کو کھانے کے لیے بلاتے تھے۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اکثر وبیشتر ہمیں اپنے گھر بلا لیا کرتے تھے۔ تو میں نے سوچا کہ کیوں نہ میں بھی کھانا تیار کروں اور ان حضرات کو اپنے پاس آنے کی دعوت دوں؟ چنانچہ میں نے کھانا تیار کرنے کا حکم دیا۔ عشاء کے وقت میری سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو میں نے عرض کیا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آج رات میرے ہاں دعوت ہے؟ وہ بولے تم تو مجھ پر سبقت لے گئے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں! میں نے ان کو بلایا۔ وہ لوگ میرے ہاں تشریف لے آئے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اے انصاریو! کیا میں تمہیں تم سے متعلقہ ایک بات نہ سناؤں؟ پھر انہوں نے فتح مکہ کا ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے آپ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو لشکر کے دائیں یا بائیں طرف والے ایک حصے پر اور خالد بن ولید کو دوسرے حصے پر اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں پر امیر مقرر کیا جو

(١٠٨٥٢) تخريج: أخرجه مسلم: ١٧٨٠ (انظر: ١٠٩٤٨)

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلَ مَكَّةَ، قَالَ: فَبَعَثَ الزُّبَيْرَ عَلَى إِحْدَى الْمُجَنِّبَتَيْنِ وَبَعَثَ خَالِدًا عَلَى الْمُجَنِّبَةِ الْأُخْرَى، وَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ عَلَى الْحُسَّرِ، فَأَخَذُوا بَطْنَ الْوَادِي وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي كَتِيبَتِهِ، قَالَ: وَقَدْ وَبَّشَتْ قُرَيْشٌ أَوْبَاشَهَا، قَالَ: فَقَالُوا: نُقَدِّمُ هٰؤُلَاءِ فَإِنْ كَانَ لَهُمْ شَيْءٌ كُنَّا مَعَهُمْ، وَإِنْ أُصِيبُوا أَعْطَيْنَا الَّذِي سُئِلْنَا، قَالَ: فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَنَظَرَ فَرَآنِي، فَقَالَ: ((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ!)) فَقُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: فَقَالَ: ((اهْتِفْ لِي بِالْأَنْصَارِ وَلَا يَأْتِينِي إِلَّا أَنْصَارِيٌّ.)) فَهَتَفْتُ بِهِمْ فَجَاءُوا فَأَطَافُوا بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((تَرَوْنَ إِلَى أَوْبَاشِ قُرَيْشٍ وَأَتْبَاعِهِمْ.)) ثُمَّ قَالَ: بِيَدَيْهِ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى حَصْدًا حَتَّى تُوَافُونِي بِالصَّفَا، قَالَ: فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَانْطَلَقْنَا فَمَا يَشَاءُ أَحَدٌ مِنَّا أَنْ يَقْتُلَ مِنْهُمْ مَا شَاءَ، وَمَا أَحَدٌ يُوَجِّهُ إِلَيْنَا مِنْهُمْ شَيْئًا، قَالَ: فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أُبِيحَتْ خَضْرَاءُ قُرَيْشٍ لَا قُرَيْشَ بَعْدَ الْيَوْمِ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ.))، قَالَ: فَغَلَّقَ النَّاسُ أَبْوَابَهُمْ، قَالَ: فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْحَجَرِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ، قَالَ: وَفِي يَدِهِ قَوْسٌ أَخَذَ بِسِيَةِ الْقَوْسِ، قَالَ:

زرہ پوش نہ تھے۔ ان حضرات نے بطن الوادی والا راستہ اختیار کیا۔ رسول اللہ ﷺ اپنے دستہ میں تھے۔ قریش نے بھی بہت سے قبائل کو جمع کر لیا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ ہم ان کو آگے آگے جانے دیں۔ اگر انہیں کچھ ملا تو ہم بھی ساتھ ہی ہوں گے۔ اور اگر ان پر حملہ ہوا تو ہم سے جو مطالبہ کیا جائے گا۔ دے دیں گے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھ کر آواز دی اور فرمایا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کیا اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ فرمایا: انصار کو میری طرف بلاؤ، اور یاد رکھو صرف انصاری ہی میرے پاس آئیں۔ میں نے انصار کو پکارا تو وہ آگئے۔ اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم قریش کے قبائل اور لوگوں کو دیکھ رہے ہو؟ آپ نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے پر رکھ کر یوں اشارہ کیا کہ ان کو نیست ونابود کر کے میرے پاس کوہِ صفا پر آجاؤ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم وہاں سے چل دیئے۔ اور ہم میں سے ہر ایک نے ان میں سے جتنے آدمیوں کو قتل کرنا چاہا قتل کیا۔ ان میں سے کسی نے بھی ہم سے تعرض نہ کیا۔ ابو سفیان نے کہا اے اللہ کے رسول! قریش کی جماعتوں کو تو قتل کر دیا گیا۔ یہی صورت رہی تو آج کے بعد کوئی قریشی باقی نہ رہے گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے اسے امان ہے، اور جو ابو سفیان کے گھر میں چلا جائے اسے بھی امان ہے، چنانچہ لوگوں نے اپنے گھروں کے دروازے بند کر لئے۔ اللہ کے رسول ﷺ حجر اسود کے پاس آئے۔ آپ نے اسے بوسہ دیا اور پھر بیت اللہ کا طواف کیا۔ آپ کے ہاتھ میں کمان تھی۔ آپ نے کمان کا ایک کنارہ پکڑا ہوا تھا طواف کے دوران آپ بیت اللہ کی ایک جانب میں پڑے ایک بت کے پاس پہنچے وہ لوگ اس کی

فَـأَتَـى فِـي طَـوَافِـهِ عَـلَى صَنَمٍ إِلَى جَنْبٍ يَـعْبُـدُونَـهُ قَالَ: فَجَعَلَ يَطْعَنُ بِهَا فِي عَيْنِهِ وَيَقُولُ: ﴿جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ﴾ قَالَ: ثُـمَّ أَتَـى الـصَّـفَـا، فَعَلَاهُ حَيْثُ يُنْظَرُ إِلَى الْبَيْتِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَذْكُرُ اللّٰهَ بِمَا شَاءَ أَنْ يَذْكُرَهُ وَيَدْعُوهُ، قَالَ: وَالْأَنْصَارُ تَحْتَهُ، قَـالَ: يَـقُـولُ بَـعْـضُـهُـمْ لِبَعْضٍ: أَمَّا الرَّجُلُ فَـأَدْرَكَـتْـهُ رَغْبَةٌ فِـي قَرْيَتِهِ وَرَأْفَةٌ بِعَشِيرَتِهِ، قَـالَ أَبُـو هُـرَيْرَةَ: وَجَاءَ الْوَحْيُ، وَكَانَ إِذَا جَـاءَ لَـمْ يَـخْفَ عَـلَيْنَا، فَلَيْسَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يَرْفَعُ طَرْفَهُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى يُـقْـضٰـى، قَالَ هَاشِمٌ: فَلَمَّا قُضِيَ الْوَحْيُ رَفَـعَ رَأْسَـهُ ثُـمَّ قَالَ: ((يَا مَعَاشِرَ الْأَنْصَارِ! أَقُـلْـتُـمْ أَمَّـا الرَّجُلُ فَأَدْرَكَتْهُ رَغْبَةٌ فِي قَرْيَتِهِ وَرَأْفَةٌ بِـعَـشِـيـرَتِـهِ.)) قَـالُـوا: قُـلْنَا ذٰلِكَ يَا رَسُـولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((فَمَا اسْمِي إِذًا كَلَّا إِنِّي عَبْدُ الـلّٰـهِ وَرَسُـولُـهُ هَـاجَـرْتُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَيْـكُـمْ، فَـالْـمَـحْيَا مَحْيَاكُمْ وَالْمَمَاتُ مَـمَـاتُـكُـمْ.))، قَـالَ: فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ يَبْكُونَ وَيَـقُـولُـونَ: وَالـلّٰـهِ! مَا قُلْنَا الَّذِي قُلْنَا إِلَّا الـضَّـنَّ بِـاللّٰهِ وَرَسُولِهِ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((فَـإِنَّ الـلّٰـهَ وَرَسُولَهُ يُصَدِّقَانِكُمْ وَيَعْذُرَانِكُمْ.))۔ (مسند احمد: ۱۰۹۶۱)

پوجا کیا کرتے تھے۔ آپ اپنی کمان اس بت کی آنکھ میں مارنے لگے اور فرمایا ﴿جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ﴾ ''حق آ گیا اور باطل دم دبا کر بھاگ گیا۔'' (سورۂ بنی اسرائیل: ۸۱) اس کے بعد آپ کوہ صفا پر گئے اور اس کے اوپر چڑھ گئے یہاں تک کہ آپ کو بیت اللہ دکھائی دینے لگا آپ ہاتھ اُٹھا کر اللہ کا ذکر اور دعا کرتے رہے۔ اور انصار آپ کے سامنے نیچے کھڑے تھے۔ ان میں سے بعض ایک دوسرے سے کہنے لگے اس آدمی کو (یعنی رسول اللہ ﷺ کو) اپنے شہر کی اور اپنے خاندان کی رغبت اور یاد آ گئی ہے۔ وہیں پر آپ پر وحی کا نزول شروع ہو گیا۔ جب آپ پر وحی کا نزول شروع ہوتا تو ہمیں پتہ چل جاتا تھا۔ انقطاع وحی تک کوئی بھی رسول اللہ ﷺ کی طرف نظر اُٹھا کر نہ دیکھتا تھا جب وحی کا سلسلہ منقطع ہوا تو آپ ﷺ نے اپنا سر اُٹھا کر فرمایا: اے انصار! تم نے کہا ہے کہ اسے اپنے شہر کی رغبت اور خاندان کی محبت نے آ لیا ہے۔ وہ بولے یا رسول اللہ ﷺ واقعی ہم نے اس قسم کی باتیں کی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر ایسا ہو تو پھر میرا نام کیا ہو گا؟ خبردار! میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ میں نے اللہ کی رضا کی خاطر تمہاری طرف ہجرت کی ہے۔ میرا جینا مرنا تمہارے ساتھ ہے۔ تو انصار بلکتے ہوئے آپ کی طرف بڑھے اور کہنے لگے اللہ کی قسم ہم نے جو باتیں کی ہیں وہ محض اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ شدید محبت کی وجہ سے کی ہیں مبادا کہ آپ ہمیں چھوڑ کر مکہ واپس آ جائیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اور اس کا رسول ﷺ تمہاری باتوں کی تصدیق کرتے اور تمہاری معذرت قبول کرتے ہیں۔''

(۱۰۸۵۳)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءَ مِنْ اَعْلٰى مَكَّةَ، وَدَخَلَ فِي الْعُمْرَةِ مِنْ كُدٰى، (وَفِيْ لَفْظٍ آخَرَ) دَخَلَ مَكَّةَ مِنْ اَعْلٰى مَكَّةَ، وَخَرَجَ مِنْ اَسْفَلِهَا۔ (مسند احمد: ٢٤٨١٥)

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے دن مکہ کے بالائی حصے کداء کی جانب سے اور عمرہ کے موقع پر کدیٰ کی جانب سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، دوسری روایت کے الفاظ ہیں: رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں بالائی جانب سے داخل ہوئے اور نشیبی جانب سے باہر گئے تھے۔

فوائد:...... دیکھیں: حدیث نمبر (۴۳۱۹)

(۱۰۸۵۴)۔ وَعَنْهَا اَيْضًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ ثَنِيَّةِ الْاِذْخَرِ۔ (مسند احمد: ٢٦٧٦٨)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ فتح مکہ والے سال رسول اللہ ﷺ ثنیۃ الاذخر کی جانب سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تھے۔

(۱۰۸۵۵)۔ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ۔ (مسند احمد: ١٤٩٦٦)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فتح مکہ والے سال نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں اس حال میں داخل ہوئے تھے کہ آپ نے سیاہ پگڑی باندھی ہوئی تھی۔

(۱۰۸۵۶)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ، وَعَلٰى رَاْسِهِ الْمِغْفَرُ، فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ، وَقَالَ: اِبْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِاَسْتَارِ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ: ((اُقْتُلُوْهُ۔)) قَالَ مَالِكٌ: وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ مُحْرِمًا، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔ (مسند احمد: ١٢٩٦٢)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے موقع پر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، اس وقت آپ کے سر پر خود تھا، جب آپ ﷺ نے اسے اتارا تو ایک آدمی نے آکر آپ ﷺ سے عرض کیا کہ ابن خطل کافر کعبہ کے پردوں کے ساتھ لٹکا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے قتل کر دو۔'' امام مالک کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس روز احرام کی حالت میں نہیں تھے۔ واللہ اعلم۔

فوائد:...... امام نووی نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس آدمی کا ارادہ حج یا عمرے کا نہ ہو، وہ احرام کے بغیر مکہ میں داخل ہو سکتا ہے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس نے بار بار آنا ہو یا کبھی کبھار۔
حدیث نمبر (۱۰۸۸۰) میں ابن خطل کے قتل پر بحث ہوگی۔

(۱۰۸۵۳) تخریج: أخرجه البخاری: ٤٢٩١، ومسلم: ١٢٥٨ (انظر: ٢٤٣١١)

(۱۰۸۵٤) تخریج: اسناده ضعیف لضعف عبید الله بن ابی زیاد القداح، أخرجه الطبرانی فی "الاوسط": ٤٢٨٦ (انظر: ٢٦٢٣٨)

(۱۰۸۵۵) تخریج: أخرجه مسلم: ١٣٥٨ (انظر: ١٤٩٠٤)

(۱۰۸۵٦) تخریج: أخرجه البخاری: ١٨٤٦، ٣٠٤٤، ومسلم: ١٣٥٧ (انظر: ١٢٩٣٢)

(١٠٨٥٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْزِلُنَا غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ إِذَا فَتَحَ اللّٰهُ الْخَيْفَ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ۔))۔ (مسند احمد: ٨٢٦١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے چاہا تو کل جب اللہ تعالیٰ ہمیں فتح سے نوازے گا تو ہمارا قیام خیف وادی میں ہوگا، جہاں کفار قریش نے (ہمارے خلاف) کفر کی مدد کی قسمیں اُٹھائی تھیں۔

فوائد:...... دیکھیں حدیث نمبر (۴۵۷۱) والا باب اور اس کے فوائد۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِسْلَامِ أَبِي قُحَافَةَ وَالِدِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضي الله عنه يَوْمَ الْفَتْحِ

فتح مکہ کے دن سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے باپ ابو قحافہ کے قبولِ اسلام کا بیان

(١٠٨٥٨)۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: لَمَّا وَقَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِذِي طُوًى، قَالَ أَبُو قُحَافَةَ لِابْنَةٍ لَهُ مِنْ أَصْغَرِ وَلَدِهِ: أَيْ بُنَيَّةُ اظْهَرِي بِي عَلَى أَبِي قُبَيْسٍ، قَالَتْ: وَقَدْ كُفَّ بَصَرُهُ، قَالَتْ: فَأَشْرَفْتُ بِهِ عَلَيْهِ، فَقَالَ: يَا بُنَيَّةُ مَاذَا تَرَيْنَ؟ قَالَتْ: أَرٰى سَوَادًا مُجْتَمِعًا، قَالَ: تِلْكَ الْخَيْلُ، قَالَتْ: وَأَرٰى رَجُلًا يَسْعٰى بَيْنَ ذٰلِكَ السَّوَادِ مُقْبِلًا وَمُدْبِرًا، قَالَ: يَا بُنَيَّةُ ذٰلِكَ الْوَازِعُ يَعْنِي الَّذِي يَأْمُرُ الْخَيْلَ وَيَتَقَدَّمُ إِلَيْهَا، ثُمَّ قَالَتْ: قَدْ وَاللّٰهِ! انْتَشَرَ السَّوَادُ، فَقَالَ: قَدْ وَاللّٰهِ! إِذًا دَفَعَتِ الْخَيْلُ فَأَسْرِعِي بِي إِلٰى بَيْتِي، فَانْحَطَّتْ بِهِ وَتَلَقَّاهُ الْخَيْلُ قَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلٰى بَيْتِهِ، وَفِي عُنُقِ الْجَارِيَةِ طَوْقٌ لَهَا مِنْ وَرِقٍ فَتَلَقَّاهُ الرَّجُلُ فَاقْتَلَعَهُ مِنْ عُنُقِهَا، قَالَتْ: فَلَمَّا دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ذی طوی میں قیام کیا تو ابو قحافہ نے اپنی سب سے چھوٹی بچی سے کہا: بیٹی! تم مجھے جبل ابی قبیس پر لے چلو، ان دنوں وہ نابینا ہو چکے تھے، وہ بیان کرتی ہے کہ میں ان کو پہاڑ پر لے گئی۔ انھوں نے کہا: بیٹی تم کیا دیکھ رہی ہو؟ بیٹی نے کہا: میں ایک اکٹھا لشکر دیکھ رہی ہوں، انہوں نے کہا: یہ گھوڑے ہیں، اس نے کہا: میں ایک آدمی کو دیکھ رہی ہوں جو ان لشکروں میں آگے پیچھے دوڑتا پھر رہا ہے۔ انھوں نے کہا: بیٹی! یہ آدمی گھڑ سواروں کو ہدایات دے رہا ہے۔ پھر اللہ کی قسم! دیکھا کہ لشکر بکھر گیا ہے، انھوں نے کہا: اللہ کی قسم تب تو گھوڑے دوڑ پڑے ہیں۔ تم جلدی سے مجھے گھر لے چلو، میں انہیں ساتھ لئے پہاڑ سے نیچے اتر آئی، وہ ابھی گھر تک نہ پہنچے تھے کہ ان کی گھڑ سواروں سے ملاقات ہوگئی۔ اس لڑکی کی گردن میں چاندی کا ایک ہار تھا، ایک آدمی نے اسے پکڑ کر اس کی گردن سے اتار لیا، جب اللہ کے رسول ﷺ مکہ مکرمہ آکر مسجد حرام میں داخل ہوئے تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے والد کا

(١٠٨٥٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٢٨٤، ومسلم: ١٣١٤ (انظر: ٨٢٧٨)

(١٠٨٥٨) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابن حبان: ٧٢٠٨، والطبراني في "المعجم الكبير": ٢٤/ ٢٣٦، والحاكم: ٣/ ٤٦، والبيهقي: ٩/ ١٢١ (انظر: ٢٦٩٥٦)

مَكَّةَ وَدَخَلَ الْمَسْجِدَ أَتَاهُ أَبُوبَكْرٍ بِأَبِيهِ يَعُودُهُ، فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((هَلَّا تَرَكْتَ الشَّيْخَ فِي بَيْتِهِ حَتّٰى أَكُونَ أَنَا آتِيهِ فِيهِ۔)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هُوَ أَحَقُّ أَنْ يَمْشِيَ إِلَيْكَ مِنْ أَنْ تَمْشِيَ أَنْتَ إِلَيْهِ، قَالَ: فَأَجْلَسَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ مَسَحَ صَدْرَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ: ((أَسْلِمْ۔)) فَأَسْلَمَ وَدَخَلَ بِهِ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَرَأْسُهُ كَأَنَّهُ ثَغَامَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((غَيِّرُوا هٰذَا مِنْ شَعْرِهِ۔)) ثُمَّ قَامَ أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ بِيَدِ أُخْتِهِ، فَقَالَ: أَنْشُدُ بِاللّٰهِ وَبِالْإِسْلَامِ طَوْقَ أُخْتِي؟ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، فَقَالَ: يَا أُخَيَّةُ! احْتَسِبِي طَوْقَكِ۔ (مسند احمد: ٢٧٤٩٦)

ہاتھ تھامے ہوئے آپ ﷺ کی خدمت میں لائے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس طرح آتے دیکھا تو فرمایا: ''آپ نے بزرگ کو گھر میں ہی رہنے دیا ہوتا، میں خود ان کے ہاں چلا جاتا۔'' لیکن سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کے ان کی طرف چل کر جانے کی نسبت وہ اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ وہ آپ کی طرف چل کر آئیں۔ آپ ﷺ نے ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کو اپنے سامنے بٹھا لیا اور ان کے سینے پر ہاتھ پھیر کر فرمایا: ''اسلام میں آ جاؤ۔'' پس انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے والد کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے تھے تو ان کے بال بڑھاپے کی وجہ سے ثغامہ بوٹی کی طرح سفید ہو چکے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان کے بالوں کی سفیدی کو بدل دو۔'' پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی بہن کا ہاتھ تھامے اُٹھے اور کہا: لوگو! میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ میری بہن کا ہار جس کے پاس ہو وہ واپس کر دے۔ لیکن جب کسی نے ان کی بات کا اثبات میں جواب نہ دیا۔ تو انہوں نے کہا: بہن! ہار سے محرومی پر اللہ سے اجر کی امید رکھو۔

فوائد:...... ایک روایت میں ہے: نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ((لَوْ أَقْرَرْتَ الشَّيْخَ، لَأَتَيْنَاهُ مَكْرُمَةً لِأَبِي بَكْرٍ۔)) ......''اگر تم اپنے بزرگوں کو اپنے مقام پر ہی رہنے دیتے تو ہم ابوبکر کی عزت کرتے ہوئے ان کے پاس جاتے۔''

نبی کریم ﷺ کی خواہش یہ تھی کہ ابو بکر کے احترام کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ خود ان کے والد گرامی قدر کے پاس چلے جاتے۔

اس میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بڑی عظمت و منقبت کا بیان بھی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ طَلَبِهِ ﷺ مِفْتَاحَ الْكَعْبَةِ مِنْ عُثْمَانَ بْنِ طَلْحَةَ لِيَدْخُلَهَا وَ مَا فَعَلَهُ بِالْأَصْنَامِ الَّتِيْ وَضَعَهَا الْمُشْرِكُوْنَ فِيْهَا وَتَطْهِيْرِهَا مِنْ ذٰلِكَ

رسول اکرم ﷺ کا بیت اللہ کے اندر جانے کے لیے چابی بردار عثمان بن طلحہ سے چابیاں طلب کرنے اور بیت اللہ کے اندر موجود بتوں کے ساتھ آپ کا سلوک اور بیت اللہ کو بتوں سے پاک کرنے کا بیان

(۱۰۸۵۹)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلٰى نَاقَةٍ لِأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ حَتّٰى أَنَاخَ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ، فَدَعَا عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ بِالْمِفْتَاحِ فَجَاءَ بِهِ، فَفَتَحَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَأُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ، فَأَجَافُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ مَلِيًّا ثُمَّ فَتَحُوْهُ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَبَادَرْتُ النَّاسَ فَوَجَدْتُ بِلَالًا عَلَى الْبَابِ قَائِمًا، فَقُلْتُ: أَيْنَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ، قَالَ: وَنَسِيْتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلّٰى۔ (مسند احمد: ۲۴۴۱۹)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ، سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی اونٹنی پر سوار تھے، آپ اسی طرح مکہ میں داخل ہوئے اور آ کر کعبہ کے قریب اونٹنی کو بٹھا دیا، پھر آپ ﷺ نے عثمان بن طلحہ کو بلوایا کہ کعبہ کی چابی لے کر آؤ، وہ چابی لے آیا، آپ ﷺ نے کعبہ کا دروازہ کھولا اور کعبہ کے اندر داخل ہو گئے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ کعبہ میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے کافی دیر تک کعبہ کا دروازہ بند کئے رکھا، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں قوی نوجوان تھا، میں نے کوشش کی اور لوگوں سے آگے نکل گیا۔ میں نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو دروازے پر کھڑے پا کر ان سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کس مقام پر نماز ادا فرمائی ہے؟ انہوں نے بتلایا کہ آگے والے دو ستونوں کے درمیان، مجھے یہ پوچھنا یاد نہ رہا کہ آپ ﷺ نے کتنی رکعات ادا کی ہیں۔

(۱۰۸۶۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ أَبٰى أَنْ يَدْخُلَ الْبَيْتَ وَفِيْهِ الْآلِهَةُ، فَأَمَرَ بِهَا فَأُخْرِجَتْ فَأَخْرَجَ صُوْرَةَ إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْمَاعِيْلَ عَلَيْهِمَا السَّلَام

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے بتوں کی موجودگی کی وجہ سے بیت اللہ میں داخل ہونے سے انکار کر دیا، آپ ﷺ نے ان کو باہر نکال دینے کا حکم دیا، چنانچہ ان کو

(۱۰۸۵۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۴۶۸، ومسلم: ۱۳۲۹ (انظر: ۲۳۹۲۲)

(۱۰۸۶۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۴۲۸۸ (انظر: ۳۰۹۳)

فِی أَیْدِیهِمَا الْأَزْلَامُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ أَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمُوا مَا اسْتَقْسَمَا بِهَا قَطُّ۔)) قَالَ: ثُمَّ دَخَلَ الْبَیْتَ فَکَبَّرَ فِی نَوَاحِی الْبَیْتِ وَخَرَجَ، وَلَمْ یُصَلِّ فِی الْبَیْتِ۔ (مسند احمد: ۳۰۹۳)

باہر نکال دیا گیا، ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی مورتیوں کے ہاتھوں میں قسمت آزمائی والے تیر پکڑائے گئے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ ان لوگوں کو تباہ کرے، اللہ کی قسم ہے کہ یہ لوگ جانتے ہیں کہ یہ ان دونوں نے کبھی تیروں سے فال نہیں نکالی، پھر آپ ﷺ بیت اللہ کے اندر تشریف لے گئے، اس کے سارے کونوں میں تکبیرات کہیں اور پھر باہر تشریف لے آئے، آپ ﷺ نے کعبہ میں نماز نہیں پڑھی تھی۔

فوائد:...... آپ ﷺ نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی تھی یا نہیں؟ اگلے دو ابواب ملاحظہ ہوں۔

(۱۰۸٦۱)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ دَخَلَ النَّبِیُّ ﷺ وَحَوْلَ الْکَعْبَةِ سِتُّوْنَ وَثَلٰثُمِائَةِ نُصُبٍ، فَجَعَلَ یَطْعَنُهَا بِعُوْدٍ کَانَ بِیَدِهِ وَیَقُوْلُ: ((﴿جَاءَ الْحَقُّ وَمَا یُبْدِیءُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ﴾، ﴿جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا﴾۔)) [الاسراء: ۸۱]۔)) (مسند احمد: ۳۵۸٤)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو کعبہ کے اردگرد تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے، آپ ﷺ کے ہاتھ میں لکڑی تھی، آپ ﷺ ان بتوں کو وہ لکڑی مارتے جاتے اور یہ آیات تلاوت کرتے جاتے: ﴿جَاءَ الْحَقُّ وَمَا یُبْدِیءُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ﴾ ...... ''کہہ دیجئے کہ حق آ چکا اور باطل نہ پہلے کچھ کر سکا ہے اور نہ کر سکے گا۔'' (سورۂ سبا: ۴۹) ﴿جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا﴾ ...... ''حق آ گیا اور باطل دم دبا کر بھاگ گیا، بے شک باطل ہے ہی بھاگ جانے والا۔'' (سورۂ بنی اسرائیل: ۸۱)

(۱۰۸٦۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۲٤۷۸، ومسلم: ۱۷۸۱ (انظر: ۳۵۸٤)

اَبْوَابُ دُخُوْلِ الْكَعْبَةِ وَاخْتِلَافِ الصَّحَابَةِ فِيْ حُكْمِ الصَّلَاةِ فِيْهَا

کعبہ مشرّفہ کے اندر داخل ہونے سے متعلقہ ابواب اور کعبہ کے اندر نماز ادا کرنے کے بارے میں صحابہ کی روایات کا اختلاف

بَابُ مَنْ رَوٰى اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يُصَلِّ دَاخِلَ الْكَعْبَةِ

ان صحابہ کا بیان جنھوں نے یہ روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے کعبہ کے اندر نماز ادا نہیں کی

(۱۰۸۶۲)۔ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: اَسَمِعْتَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: اِنَّمَا اُمِرْتُمْ بِالطَّوَافِ وَلَمْ تُؤْمَرُوْا بِالدُّخُوْلِ؟ قَالَ: لَمْ يَكُنْ يَنْهٰى عَنْ دُخُوْلِهِ وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: اَخْبَرَنِيْ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا دَخَلَ الْبَيْتَ دَعَا فِيْ نَوَاحِيْهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ فِيْهِ حَتّٰى خَرَجَ، فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِيْ قِبَلِ الْكَعْبَةِ، قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: وَقَالَ: هٰذِهِ الْقِبْلَةُ۔ (مسند احمد: ۲۲۱۵۲)

ابن جریج سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے عطاء سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ تمہیں بیت اللہ کے طواف کا حکم دیا گیا ہے، اس کے اندر جانے کا حکم تمہیں نہیں دیا گیا؟ عطاء نے جواب دیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیت اللہ میں داخل ہونے سے کسی کو نہیں روکتے تھے، البتہ میں نے ان کو یوں کہتے ہوئے سنا ہے کہ ان کو سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب بیت اللہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے اس کے تمام کونوں میں دعائیں کیں اور اس کے اندر نماز ادا نہیں کی، یہاں تک کہ باہر تشریف لے آئے، پھر آپ ﷺ نے باہر آ کر کعبہ کے عین سامنے دو رکعتیں ادا کیں اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ قبلہ ہے۔''

(۱۰۸۶۳)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَ عَنْ بِلَالٍ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى فِي الْبَيْتِ، قَالَ: وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: لَمْ يُصَلِّ فِيْهِ وَلٰكِنْ كَبَّرَ فِيْ نَوَاحِيْهِ۔ (مسند احمد: ۲۴۴۱۶)

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے اندر نماز ادا کی، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ آپ ﷺ نے بیت اللہ کے اندر نماز ادا نہیں کی تھی، البتہ اس کے تمام گوشوں میں اللہ کی تکبیر بیان کی۔

(۱۰۸۶۲) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۹۸، ومسلم: ۱۳۳۰ (انظر: ۲۱۸۰۹)

(۱۰۸۶۳) تخريج: أخرجه البخاري: ۵۰۵، ومسلم (انظر: ۲۳۹۱۹)

(۱۰۸٦٤)۔ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فِی الْكَعْبَةِ فَسَبَّحَ وَكَبَّرَ، وَدَعَا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ، وَاسْتَغْفَرَ وَلَمْ يَرْكَعْ وَلَمْ يَسْجُدْ۔ (مسند احمد: ۱۷۹٥)

سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کے اندر کھڑے ہو کر اللہ کی تسبیح اور تکبیر بیان کی، اللہ تعالیٰ سے دعائیں اور استغفار کیا اور رکوع و سجود نہیں کیے۔

(۱۰۸٦٥)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا دَخَلَهَا وَقَعَ سَاجِدًا بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ، ثُمَّ جَلَسَ يَدْعُوْ۔ (مسند احمد: ۱۸۰۱)

فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کعبہ کے اندر داخل ہوئے تو دو ستونوں کے مابین سجدے میں گر گئے، پھر بیٹھ کر دعائیں کیں۔

(۱۰۸٦٦)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) اَنَّهُ دَخَلَ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ الْبَيْتَ، وَاَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمْ يُصَلِّ فِی الْبَيْتِ حِيْنَ دَخَلَهُ، وَلٰكِنَّهُ لَمَّا خَرَجَ فَنَزَلَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ عِنْدَ بَابِ الْبَيْتِ۔ (مسند احمد: ۱۸۱۹)

سیدنا فضل رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے، آپ ﷺ نے اندر جا کر نماز ادا نہیں کی تھی، البتہ جب باہر تشریف لائے تو بیت اللہ کے دروازے سے نیچے اتر کر دروازے کے قریب ہی دو رکعتیں ادا کی تھیں۔

(۱۰۸٦٧)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْكَعْبَةَ، وَفِيْهَا سِتُّ سَوَارٍ، فَقَامَ عِنْدَ كُلِّ سَارِيَةٍ وَلَمْ يُصَلِّ۔ (مسند احمد: ۲۱۲٦)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے، اس میں چھ ستون تھے، آپ ہر ستون کے پاس جا کر کھڑے ہوئے اور نماز ادا نہیں کی۔

(۱۰۸٦٨)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمْ يُصَلِّ فِيْهِ يَعْنِی الْبَيْتَ، وَلٰكِنَّهُ اسْتَقْبَلَ زَوَايَاهُ۔ (مسند احمد: ۳۳۹٦)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے بیت اللہ کے اندر نماز ادا نہیں کی تھی، البتہ اس کے ہر گوشے کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

(۱۰۸٦٤) تخریج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابويعلى: ٦٧٣٣، والطبرانی: ۱۸/ ۷٤٤ (انظر: ۱۷۹٥)

(۱۰۸٦٥) تخریج: اسناده حسن، أخرجه ابن خزيمة: ۳۰۰۷، والطبرانی: ۱۸/ ٦۷۹ (انظر: ۱۸۰۱)

(۱۰۸٦٦) تخریج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه عبد الرزاق: ۹۰۵۷، والطبرانی: ۱۸/ ۷٤۳ (انظر: ۱۸۱۹)

(۱۰۸٦۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۹۸، ومسلم: ۱۳۳۱ (انظر: ۲۱۲٦)

(۱۰۸٦۸) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۰۸۶۹)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) حَدَّثَنِيْ اَخِي الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَكَانَ مَعَهُ حِيْنَ دَخَلَهَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ يُصَلِّ فِي الْكَعْبَةِ، وَلٰكِنَّهُ لَمَّا دَخَلَهَا وَقَعَ سَاجِدًا بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ، ثُمَّ جَلَسَ يَدْعُوْ۔ (مسند احمد: ۱۸۰۱)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے تو میرے بھائی سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کے اندر نماز ادا نہیں کی تھی، ہاں جب آپ ﷺ اندر تشریف لے گئے تو دو ستونوں کے درمیان آپ ﷺ نے سجدہ کیا، اور پھر بیٹھ کر دعائیں کیں۔

فوائد:...... یہ بات درست ہے کہ آپ ﷺ نے کعبہ کے اندر تسبیح، تکبیر، استغفار اور دعا وغیرہ کرنے میں مصروف رہے، لیکن آپ ﷺ نے نماز بھی پڑھی تھی۔

بَابُ مَنْ رَوٰى اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى فِيْهَا

ان لوگوں کا بیان جو اس بات کے قائل ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بیت اللہ کے اندر نماز ادا کی تھی

(۱۰۸۷۰)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلٰى نَاقَةٍ لِأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ حَتّٰى أَنَاخَ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ، فَدَعَا عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ بِالْمِفْتَاحِ، فَجَاءَ بِهِ فَفَتَحَ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَأُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ، فَأَجَافُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ مَلِيًّا، ثُمَّ فَتَحُوهُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَبَادَرْتُ النَّاسَ فَوَجَدْتُ بِلَالًا عَلَى الْبَابِ قَائِمًا، فَقُلْتُ: أَيْنَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ، قَالَ: وَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلّٰى۔ (مسند احمد: ٤٨٩١)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے دن سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی اونٹنی پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور آگے بڑھ کر کعبہ کے صحن میں اسے بٹھا دیا، پھر عثمان بن طلحہ کو بلایا کہ وہ بیت اللہ کی چابی لے کر آئے، پس وہ چابی لے کر آئے، پھر آپ ﷺ بیت اللہ کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئے۔ سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ (اور ایک روایت کے مطابق سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ) آپ ﷺ کے ہمراہ بیت اللہ کے اندر چلے گئے، انہوں نے کافی دیر دروازہ بند رکھا، اس کے بعد جب کھولا تو میں (عبداللہ بن عمر) تیزی کے ساتھ لوگوں سے آگے نکل گیا اور میں نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو دروازے کے قریب کھڑے پایا۔ میں نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کس جگہ نماز ادا کی ہے؟ انہوں نے بتلایا کہ آپ ﷺ نے سامنے والے دو ستونوں کے درمیان نماز ادا

(۱۰۸۶۹) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابن خزيمة: ۳۰۰۷، والطبرانی: ۱۸/ ٦٧٩ (انظر: ۱۸۰۱)

(۱۰۸۷۰) تخريج: أخرجه البخاری: ٤٦٨، ومسلم: ۱۳۲۹ (انظر: ٤٨٩١)

کی ہے، لیکن میں یہ پوچھنا بھول گیا کہ آپ ﷺ نے کتنی رکعتیں ادا کی تھیں۔

(١٠٨٧١)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ): فَلَمَّا خَرَجَ سَأَلْتُ بِلَالًا مَاذَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: تَرَكَ عَمُوْدَيْنِ عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَمُوْدًا عَنْ يَسَارِهِ وَثَلَاثَةَ أَعْمِدَةٍ خَلْفَهُ، ثُمَّ صَلّٰى وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ ثَلَاثَةُ أَذْرُعٍ، قَالَ إِسْحَاقُ: وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلٰى سِتَّةِ أَعْمِدَةٍ، وَلَمْ يَذْكُرِ الَّذِيْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ۔ (مسند احمد: ٥٩٢٧)

(دوسری سند) اسی طرح کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں ہے: جب آپ ﷺ بیت اللہ سے باہر تشریف لائے تو میں نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے اندر کیا کچھ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے سامنے والے تین ستونوں میں سے دو ستون اپنی دائی جانب، ایک ستون بائیں جانب اور پچھلے تینوں ستون پیچھے چھوڑ کر اس طرح کھڑے ہو کر نماز ادا کی آپ کے اور قبلہ کی دیوار کے درمیان تقریباً تین ہاتھ جتنا فاصلہ تھا۔ اسحاق راوی نے بیان کیا کہ ان دنوں بیت اللہ کی عمارت چھ ستونوں پر قائم تھی، اس راوی نے آپ ﷺ کے اور قبلہ کے درمیانی فاصلہ کا ذکر نہیں کیا۔

(١٠٨٧٢)۔ عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ: خَرَجْتُ حَاجًّا فَدَخَلْتُ الْبَيْتَ، فَلَمَّا كُنْتُ عِنْدَ السَّارِيَتَيْنِ مَضَيْتُ حَتّٰى لَزِقْتُ بِالْحَائِطِ، قَالَ: وَجَاءَ ابْنُ عُمَرَ حَتّٰى قَامَ إِلٰى جَنْبِي فَصَلّٰى أَرْبَعًا، قَالَ: فَلَمَّا صَلّٰى، قُلْتُ لَهُ: أَيْنَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْبَيْتِ؟ قَالَ: فَقَالَ: هَاهُنَا أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّهُ صَلّٰى، قَالَ: قُلْتُ: فَكَمْ صَلّٰى؟ قَالَ: عَلٰى هٰذَا أَجِدُنِي أَلُوْمُ نَفْسِي أَنِّي مَكَثْتُ مَعَهُ عُمُرًا ثُمَّ لَمْ أَسْأَلْهُ كَمْ صَلّٰى،

ابو شعثاء سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں حج کے ارادہ سے گیا اور بیت اللہ کے اندر بھی داخل ہوا، میں جب دو ستونوں کے درمیان پہنچا تو آگے آگے ہوتا گیا حتی کہ دیوار کے ساتھ جا لگا، پھر سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ آ گئے، وہ آ کر میرے پہلو میں کھڑے ہو گئے اور انہوں نے چار رکعات ادا کیں، جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے ان سے دریافت کیا: رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے اندر کس جگہ نماز ادا کی تھی؟ انہوں نے بتایا کہ اس جگہ یعنی جہاں خود انہوں نے نماز ادا کی ہے۔ مزید انھوں نے کہا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے ان کو بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے اندر نماز ادا کی تھی۔ ابو شعثاء کہتے

(١٠٨٧١) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١٠٨٧٢) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه البزار: ٢٥٦٢، وابن حبان: ٣٢٠٥، والطبراني في "المعجم الكبير": ٣٩٦ (انظر: ٢١٧٨٠)

فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ، قَالَ: خَرَجْتُ حَاجًّا، قَالَ: فَجِئْتُ حَتّٰى قُمْتُ فِي مَقَامِهِ، قَالَ: فَجَاءَ ابْنُ الزُّبَيْرِ حَتّٰى قَامَ إِلَى جَنْبِي فَلَمْ يَزَلْ يُزَاحِمُنِي حَتّٰى أَخْرَجَنِي مِنْهُ، ثُمَّ صَلّٰى فِيهِ أَرْبَعًا۔ (مسند احمد: ٢٢١٢٣)

ہیں: میں نے ان سے پوچھا کہ آپ ﷺ نے کتنی رکعات ادا کی تھیں۔ انھوں نے کہا: اس بات پر تو میں خود کو ملامت کرتا ہوں کہ میں نے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک طویل عرصہ گزارا، مگر میں ان سے یہ نہ پوچھ سکا کہ آپ ﷺ نے کتنی رکعت نماز ادا کی تھی؟ جب اگلا سال آیا اور میں پھر حج کے لیے گیا اور میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ والی جگہ پر نماز ادا کر رہا تھا تو سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ آ کر میرے پہلو میں کھڑے ہو گئے، وہ مجھے دھکیلتے رہے، یہاں تک کہ انہوں نے مجھے وہاں سے نکال ہی دیا، پھر انہوں نے چار رکعات ادا کیں۔

(١٠٨٧٣)۔ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ مُعَاوِيَةَ حَجَّ فَأَرْسَلَ إِلَى شَيْبَةَ بْنِ عُثْمَانَ أَنِ افْتَحْ بَابَ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ: عَلَيَّ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: فَجَاءَ ابْنُ عُمَرَ: فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: هَلْ بَلَغَكَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى فِي الْكَعْبَةِ، فَقَالَ: نَعَمْ، دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْكَعْبَةَ، فَتَأَخَّرَ خُرُوجُهُ فَوَجَدْتُ شَيْئًا، فَذَهَبْتُ ثُمَّ جِئْتُ سَرِيعًا، فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَارِجًا، فَسَأَلْتُ بِلَالَ بْنَ رَبَاحٍ، هَلْ صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْكَعْبَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ، زَادَ فِي رِوَايَةٍ: فَقَامَ مُعَاوِيَةُ فَصَلّٰى بَيْنَهُمَا۔ (مسند احمد: ٢٤٣٨٢)

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ حج کے لیے تشریف لائے اور انہوں نے شیبہ بن عثمان کو پیغام بھیجا کہ وہ کعبہ کا دروازہ کھولے۔ پھر انھوں نے کہا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلاؤ، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کیا یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کے اندر نماز ادا کی تھی؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، رسول اللہ ﷺ کعبہ کے اندر داخل ہوئے تھے اور جب آپ ﷺ نے باہر آنے میں کافی دیر کر دی تو میں نے کوئی چیز محسوس کی، پس میں گیا پھر میں جلدی واپس آیا، لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ باہر تشریف لا چکے تھے، میں نے سیدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے اندر نماز ادا کی ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے دو ستونوں کے درمیان دو رکعتیں ادا کی ہیں۔ پس سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اُٹھے اور دونوں ستونوں کے درمیان نماز ادا کی۔

(١٠٨٧٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٦٨، ٥٠٤، ٢٩٨٨، ٤٤٠٠، ومسلم: ١٣٢٩ (انظر: ٢٣٨٨٥)

(۱۰۸۷٤)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) اَنَّ سُعَاوِيَةَ قَدِمَ مَكَّةَ فَدَخَلَ الْكَعْبَةَ فَبَعَثَ اِلَى ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَيْنَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ: صَلّٰى بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ بِحِيَالِ الْبَابِ، فَجَاءَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَرَجَّ الْبَابَ رَجًّا شَدِيْدًا، فَفُتِحَ لَهُ فَقَالَ لِمُعَاوِيَةَ: اَمَا اَنَّكَ قَدْ عَلِمْتَ اَنِّیْ كُنْتُ اَعْلَمُ مِثْلَ الَّذِیْ يَعْلَمُ وَلٰكِنَّكَ حَسَدْتَنِیْ۔ (مسند احمد: ٥٤٤٩)

(دوسری سند) سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور کعبہ کے اندر داخل ہونے لگے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیج کر دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کس مقام پر نماز ادا کی تھی؟ انہوں نے بتلایا کہ آپ ﷺ نے دروازے کے سامنے دوستونوں کے درمیان نماز ادا کی تھی۔ اتنے میں سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ آ گئے اور انہوں نے بیت اللہ کے دروازے کو زور زور سے پیٹا، سو ان کے لیے دروازہ کھول دیا گیا، انہوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ تو جانتے ہیں کہ میں بھی اس بات کو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی طرح جانتا ہوں، لیکن آپ ﷺ نے مجھ سے حسد کیا ہے (اور مجھے نہیں بلایا)۔

(۱۰۸۷٥)۔ عَنْ سِمَاكٍ الْحَنَفِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى فِي الْبَيْتِ، وَسَتَأْتُوْنَ مَنْ يَنْهَاكُمْ عَنْهُ، فَتَسْمَعُوْنَ مِنْهُ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ حَجَّاجٌ: فَتَسْمَعُوْنَ مِنْ قَوْلِهِ، قَالَ: ابْنُ جَعْفَرٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ جَالِسٌ قَرِيبًا مِنْهُ۔ (مسند احمد: ٥٠٥٣)

سماک حنفی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے اندر نماز ادا کی تھی، عنقریب کچھ لوگ آئیں گے جو تمہیں بیت اللہ کے اندر نماز ادا کرنے سے روکیں گے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ ان کے قریب ہی بیٹھے تھے، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف اشارہ کر کے کہا: ان سے بھی تم ایسی ہی بات سنو گے۔

(۱۰۸۷٦)۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْبَيْتِ۔ (مسند احمد: ۲۲۱۰۲)

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ میں نماز ادا کی۔

فوائد:...... سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کی بیت اللہ میں نماز کو ثابت کرنا یا اس کی نفی کرنا، اس سلسلے میں راویوں نے اختلاف کیا ہے، بعض راوی سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ سے اثبات روایت کرتے ہیں اور بعض ان سے اس کی نفی روایت کرتے ہیں۔

ان روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بیت اللہ کے اندر نماز بھی پڑھی اور ذکر اذکار بھی کیا۔

(۱۰۸۷٤) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۱۰۸۷٥) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم، أخرجه الطیالسی: ۱۸٦۷، والبیهقی: ۲/ ۳۲۸، وابن حبان: ۳۲۰۰ (انظر: ٥٠٥٣)

(۱۰۸۷٦) تخریج: حدیث صحیح (انظر: ۲۱۷٥۹)

امام نووی نے کہا: محدثین کرام کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ اس معاملے میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی حدیث کو معتبر اور قابل عمل سمجھا جائے گا، کیونکہ وہ مثبت ہے اور مثبت کو منفی پر مقدم کیا جاتا ہے، کیونکہ مثبت کی بنیاد زائد علم پر ہوتی ہے۔ مزید دیکھیں: حدیث نمبر (۴۵۹۳)

بَابُ اِلْتِزَامِ الْكَعْبَةِ وَالتَّبَرُّكِ بِهَا وَمَا يَقُوْلُ وَمَا يَفْعَلُ مَنْ يَدْخُلُهَا

کعبہ کے ساتھ چمٹنے اور اس سے برکت حاصل کرنے کا بیان اور اس امر کا بیان کہ کعبہ کے اندر داخل ہونے والا آدمی کیا کچھ پڑھے اور کرے؟

(۱۰۸۷۷)۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ دَخَلَ هُوَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْبَيْتَ، فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَجَافَ الْبَابَ، وَالْبَيْتُ إِذْ ذَاكَ عَلٰى سِتَّةِ أَعْمِدَةٍ فَمَضٰى حَتّٰى أَتَى الْأُسْطُوَانَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ الْبَابَ بَابَ الْكَعْبَةِ، فَجَلَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَسَأَلَهُ وَاسْتَغْفَرَهُ، ثُمَّ قَامَ حَتّٰى أَتٰى مَا اسْتَقْبَلَ مِنْ دُبُرِ الْكَعْبَةِ فَوَضَعَ وَجْهَهُ وَجَسَدَهُ عَلَى الْكَعْبَةِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَسَأَلَهُ وَاسْتَغْفَرَهُ، ثُمَّ انْصَرَفَ حَتّٰى أَتٰى كُلَّ رُكْنٍ مِنْ أَرْكَانِ الْبَيْتِ فَاسْتَقْبَلَهُ بِالتَّكْبِيرِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّسْبِيحِ وَالثَّنَاءِ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَالِاسْتِغْفَارِ وَالْمَسْأَلَةِ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَارِجًا مِنَ الْبَيْتِ مُسْتَقْبِلَ وَجْهِ الْكَعْبَةِ، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَقَالَ: ((هٰذِهِ الْقِبْلَةُ هٰذِهِ الْقِبْلَةُ۔))، وَفِي رِوَايَةٍ: مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا۔ (مسند احمد: ۲۲۱۷۳)

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ اور رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے، آپ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور انہوں نے دروازہ بند کر دیا، ان دنوں بیت اللہ کی عمارت چھ ستونوں پر قائم تھی، آپ ﷺ اندر داخل ہو کر آگے بڑھے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کعبہ کے قریب والے دو ستونوں کے درمیان پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی، دعائیں کی اور استغفار کیا، پھر اُٹھ کر کعبہ کی سامنے والی دیوار کے قریب آئے، آپ ﷺ نے اپنا چہرہ مبارک اور اپنا جسد اطہر کعبہ کی دیوار کے ساتھ لگا دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنا سینہ، جسم اور دونوں ہاتھ کعبہ کی دیوار کے ساتھ لگا دیئے اور اسی حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی، دعائیں اور استغفار کیا۔ پھر واپس ہو کر بیت اللہ کے ہر گوشے میں گئے اور وہاں اللہ تعالیٰ کی تکبیر، تہلیل، تسبیح اور حمد و ثناء بیان کی، استغفار کیا اور اللہ تعالیٰ سے سوال کیے، پھر باہر آ کر کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کر دو رکعات ادا کیں اور پھر واپس ہوئے اور دو تین بار فرمایا: ''یہی قبلہ ہے۔ یہی قبلہ ہے۔''

فوائد:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کعبہ کی دیواروں پر چہرہ، جسم اور ہاتھ لگانا مسنون عمل ہے۔

بخاری و مسلم کی حدیث میں دیوار کے ساتھ چہرہ یا جسم لگانے کا ذکر نہیں ہے البتہ زیر مطالعہ حدیث سے کعبہ کے

(۱۰۸۷۷) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۹۸، ومسلم: ۱۳۳۰ (انظر: ۲۱۸۳۰)

اندر دیوار کے ساتھ چہرہ اور جسم لگانا ثابت ہو رہا ہے اور امام نسائی نے بھی اپنی سنن میں اس کے متعلق باب قائم کیا ہے باب وضع الوجہ و الصدر وعلیٰ ماستقبل من دبر الکعبۃ۔ (نسائی: ۲۹۱۸) (عبداللہ رفیق)

(۱۰۸۷۸)۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ صَفْوَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مُلْتَزِمًا الْبَيْتَ مَا بَيْنَ الْحَجَرِ وَالْبَابِ، وَرَأَيْتُ النَّاسَ مُلْتَزِمِيْنَ الْبَيْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ۔ (مسند احمد: ۱۵۶۳۷)

سیدنا عبدالرحمن بن صفوان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجر اسود اور کعبہ کے دروازے کے درمیان والی جگہ پر بیت اللہ کے ساتھ چمٹے ہوئے دیکھا اور میں نے دوسرے لوگوں کو بھی دیکھا کہ وہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ بیت اللہ کے ساتھ چمٹے ہوئے تھے۔

فوائد:...... دیکھیں حدیث نمبر (۴۵۸۴)

(۱۰۸۷۹)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) قَالَ: لَمَّا افْتَتَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَكَّةَ، قُلْتُ: لَأَلْبَسَنَّ ثِيَابِي، وَكَانَ دَارِي عَلَى الطَّرِيقِ، فَلَأَنْظُرَنَّ مَا يَصْنَعُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَانْطَلَقْتُ فَوَافَقْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ خَرَجَ مِنَ الْكَعْبَةِ وَأَصْحَابُهُ، قَدِ اسْتَلَمُوا الْبَيْتَ مِنَ الْبَابِ إِلَى الْحَطِيمِ، وَقَدْ وَضَعُوا خُدُودَهُمْ عَلَى الْبَيْتِ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَسْطَهُمْ، فَقُلْتُ لِعُمَرَ: كَيْفَ صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ؟ قَالَ: صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ۱۵۶۳۸)

سیدنا عبدالرحمن بن صفوان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ مکرمہ کو فتح کیا تو میں نے کہا کہ میں لباس پہن لوں، میرا گھر راستہ ہی میں تھا، اور میں جا کر دیکھوں کہ اللہ کے رسول ﷺ آج کیا کچھ کرتے ہیں؟ جب میں وہاں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ اللہ کے رسول ﷺ کعبہ سے باہر آ چکے تھے اور صحابہ کرام باب کعبہ سے حطیم تک کعبہ کے ساتھ لپٹے اور چمٹے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے رخسار بیت اللہ کے ساتھ لگا رکھے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی انہی کے درمیان تھے، میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کے اندر کیا کام سرانجام دیا ہے؟ انہوں نے بتلایا کہ آپ ﷺ نے وہاں دو رکعت نماز ادا کی۔

(۱۰۸۷۸) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف یزید بن ابی زیاد القرشی الہاشمی، أخرجہ ابوداود: ۱۸۹۸ (انظر: ۱۵۵۵۲)

(۱۰۸۷۹) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف یزید بن ابی زیاد القرشی الہاشمی، أخرجہ ابوداود: ۲۰۲۶ (انظر: ۱۵۵۵۳)

بَابُ مَا اَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِقَتْلِ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ خَطَلٍ وَلَوْ مُتَعَلِّقًا بِاَسْتَارِ الْكَعْبَةِ وَآخَرِيْنَ مَعَهُ

نبی کریم ﷺ کا عبدالعزی بن خطل کے قتل کا حکم دینا، خواہ وہ کعبہ کے پردوں کے ساتھ چمٹا ہوا ہو اور دیگر چند اشخاص کو قتل کرنے کا حکم دینا

(۱۰۸۸۰)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ، وَعَلٰى رَاْسِهِ الْمِغْفَرُ، فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ، وَقَالَ: اِبْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِاَسْتَارِ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ: ((اُقْتُلُوْهُ۔)) قَالَ مَالِكٌ: وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ مُحْرِمًا، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔ (مسند احمد: ۱۲۹۶۲)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے موقع پر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، اس وقت آپ کے سر پر خود تھا، جب آپ ﷺ نے اسے اتارا تو ایک آدمی نے آکر آپ ﷺ سے عرض کیا کہ ابن خطل کافر کعبہ کے پردوں کے ساتھ لٹکا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے قتل کر دو۔'' امام مالک کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس روز احرام کی حالت میں نہیں تھے۔ واللہ اعلم۔

(۱۰۸۸۱)۔ عَنْ اَبِيْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ: ((اَلنَّاسُ آمِنُوْنَ غَيْرَ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ خَطَلٍ۔))۔ (مسند احمد: ۲۰۰۴۱)

ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن اعلان فرمایا کہ ''عبدالعزی بن خطل کے علاوہ باقی سب لوگوں کو امن دیا جاتا ہے۔''

(۱۰۸۸۲)۔ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُطِيعِ بْنِ الْاَسْوَدِ أَخِي بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ مُطِيعٍ، وَكَانَ اسْمُهُ الْعَاصُ، فَسَمَّاهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُطِيعًا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حِينَ أَمَرَ بِقَتْلِ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطِ بِمَكَّةَ، يَقُولُ: ((لَا تُغْزٰى مَكَّةُ بَعْدَ هٰذَا الْعَامِ أَبَدًا، وَلَا يُقْتَلُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ بَعْدَ الْعَامِ صَبْرًا أَبَدًا۔))

عامر شعبی سے مروی ہے کہ وہ بنو عدی بن کعب کے ایک فرد عبداللہ بن مطیع بن اسود سے اور وہ اپنے والد سیدنا مطیع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، سیدنا مطیع رضی اللہ عنہ کا سابقہ نام ''عاص'' تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر کے ''مطیع'' رکھا تھا، رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں جب ان لوگوں کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا تو میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''آج کے بعد کبھی بھی مکہ پر چڑھائی نہیں کی جائے گی اور اس سال کے بعد کبھی کوئی قریشی اس طرح (یعنی کفر اور ارتداد کی

(۱۰۸۸۰) تخريج: أخرجه البخاري: ۱۸٤٦، ۳۰٤٤، ومسلم: ۱۳۵۷ (انظر: ۱۲۹۳۲)

(۱۰۸۸۱) تخريج: اسناده حسن (انظر: ۲۰۸۰۳)

(۱۰۸۸۲) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير": ۲۰/ ٦۹۱، والطحاوي في "شرح مشكل الآثار": ۱۵۰۸ (انظر: ۱۵٤۰۸)

زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: وَلَمْ يُدْرِكِ الْإِسْلَامُ أَحَدًا مِنْ عُصَاةِ قُرَيْشٍ غَيْرَ مُطِيعٍ۔ (مسند احمد: ١٥٤٨٤)

وجہ سے) قتل نہ ہوگا۔'' ایک روایت میں ہے: اور اسلام نے قریش کے عاص نامی لوگوں میں سے کسی کو نہیں پایا، ماسوائے سیدنا مطیع رضی اللہ عنہ کے۔

فوائد:...... نبی کریم ﷺ نے درج ذیل افراد کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔

عبد اللہ بن سعد، عبد اللہ بن خطل اور اس کی دو مغنّیہ خواتین قُر یبہ اور فرتنی، حویرث بن نقیذ بن وہب، مقیس بن صبابہ، سارہ، عکرمہ بن ابی جہل

عبد اللہ بن خطل کا تعلق بنوتیم بن غالب سے تھا، اس کا نام عبد العزی تھا، ممکن ہے کہ جب یہ مسلمان ہوا ہو تو اس کا نام عبد اللہ رکھ دیا گیا ہو، جب یہ مسلمان ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو زکوۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا اور اس کے ساتھ ایک انصاری کو بھی بھیجا، لیکن اس کو انصاری پر غصہ آ گیا اور پھر اس کو قتل کر کے مرتد ہو گیا، اس کی دو مغنّیہ تھیں، فرتنی اور قریبہ، یہ دونوں رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی ہجو کرتی تھیں، آپ ﷺ نے ابن خطل اور اس کی دونوں کنیزوں کو قتل کرنے کا حکم دیا، جب صحابہ اس تک پہنچے تو یہ کعبہ کے پردوں کے ساتھ لٹکا ہوا تھا۔ سیدنا ابو برزہ اسلمی اور سیدنا سعید بن حریث مخزومی نے اس کو قتل کیا اور اس کی کنیزاؤں میں سے صرف قُر یبہ قتل ہو سکی۔

ان میں سے عبد اللہ بن سعد، فرتنی اور عکرمہ بن ابی جہل مسلمان ہو گئے تھے اور سارہ کے لیے بھی آپ ﷺ سے امان لے لی گئی تھی، باقی افراد کو قتل کر دیا گیا۔

''کوئی قریشی اس طرح قتل نہیں ہوگا۔'' اس سے مراد یہ ہے کہ تمام قریشی مسلمان ہو جائیں گے اور ان میں سے کوئی بھی مرتد نہیں ہوگا، اس کا یہ معنی نہیں کہ کسی قریشی کو ظلماً قتل نہیں کیا جائے گا، کیونکہ ایسا تو قریش کے ساتھ ہوتا رہا۔

(١٠٨٨٣)۔ عَنْ أَبِي مُرَّةَ، مَوْلَى فَاخِتَةَ أُمِّ هَانِءٍ، عَنْ فَاخِتَةَ أُمِّ هَانِءٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَتْ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ، أَجَرْتُ رَجُلَيْنِ مِنْ أَحْمَائِي، فَأَدْخَلْتُهُمَا بَيْتًا وَأَغْلَقْتُ عَلَيْهِمَا بَابًا، فَجَاءَ ابْنُ أُمِّي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، فَتَفَلَّتَ عَلَيْهِمَا بِالسَّيْفِ، قَالَتْ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمْ أَجِدْهُ، وَوَجَدْتُ فَاطِمَةَ فَكَانَتْ أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ زَوْجِهَا، قَالَتْ: فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ وَعَلَيْهِ

سیدہ ام ہانی فاختہ بنت ابو طالب رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: فتح مکہ والے دن میں نے اپنے دو سسرالی رشتہ داروں کو پناہ دی اور ان کو گھر میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا، میری اپنی ماں کا بیٹا سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ آئے اور ان پر تلوار سونت لی، میں نبی کریم ﷺ کے پاس گئی، لیکن آپ ﷺ مجھے نہ مل سکے، البتہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں، لیکن وہ میرے معاملے میں مجھ پر اپنے خاوند سے بھی زیادہ سختی کرنے والی تھیں، اتنے میں نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے، جبکہ آپ ﷺ پر گرد و غبار کا اثر تھا، جب میں نے اپنی بات

(١٠٨٨٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٨٠، ٣٥٧، ٣١٧١، ٦١٥٨، ومسلم: ٣٣٦ (انظر: ٢٦٩٠٦)

أَثَرُ الْغُبَارِ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ((يَا أُمَّ هَانِءٍ قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ، وَأَمَّنَّا مَنْ أَمَّنْتِ.)) (مسند أحمد: ٢٧٤٤٥)

آپ ﷺ کو بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ام ہانی! جن کو تو نے پناہ دی، ہم نے بھی ان کو پناہ دی اور جن کو تو نے امن دیا، ہم نے بھی ان کو امن دے دیا۔

فوائد:...... دیکھیں حدیث نمبر (۵۱۳۶)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَحْرِيمِ غَزْوِ مَكَّةَ بَعْدَ عَامِ الْفَتْحِ وَخُطْبَتِهِ ﷺ فِيْ ذٰلِكَ

فتح مکہ کے بعد مکہ پر چڑھائی کرنے کے حرام ہونے اور اس بارے میں رسول اکرم ﷺ کے خطبہ کا بیان

(١٠٨٨٤)۔ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ مَالِكِ بْنِ بَرْصَاءَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ يَقُوْلُ: ((لَا يُغْزٰى هٰذَا۔ يَعْنِي بَعْدَ الْيَوْمِ۔ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ١٥٤٨١)

سیدنا حارث بن مالک بن برصاء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ والے دن فرمایا: ''(آج کے بعد قیامت تک) اس مکہ پر چڑھائی نہیں کی جائے گی۔''

فوائد:...... اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ کسی کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ مکہ پر چڑھائی کرے، کیونکہ یہ حرم ہے، یزید کے زمانے میں اور بعد میں حرم کے ساتھ جو کچھ ہوا، وہ ظلم تھا۔

(١٠٨٨٥)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: لَمَّا فُتِحَتْ مَكَّةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كُفُّوا السِّلَاحَ إِلَّا خُزَاعَةَ عَنْ بَنِي بَكْرٍ۔)) فَأَذِنَ لَهُمْ حَتّٰى صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ قَالَ: ((كُفُّوا السِّلَاحَ۔)) فَلَقِيَ رَجُلٌ مِنْ خُزَاعَةَ رَجُلًا مِنْ بَنِي بَكْرٍ مِنْ غَدٍ بِالْمُزْدَلِفَةِ فَقَتَلَهُ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ خَطِيبًا، فَقَالَ: وَرَأَيْتُهُ وَهُوَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهُ إِلَى الْكَعْبَةِ، قَالَ: ((إِنَّ أَعْدَى النَّاسِ عَلَى اللّٰهِ مَنْ قَتَلَ فِي الْحَرَمِ، أَوْ قَتَلَ غَيْرَ قَاتِلِهِ، أَوْ قَتَلَ بِذُحُولِ الْجَاهِلِيَّةِ۔)) فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ فُلَانًا

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں مکہ مکرمہ فتح ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ اپنے ہتھیاروں کو روک لو (یعنی کسی کو قتل نہ کرو)۔'' البتہ آپ ﷺ نے صرف خزاعہ قبیلہ کو قبیلہ بنو بکر پر حملہ سے نہ روکا، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے عصر کی نماز ادا کر لی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب تم بھی ہتھیاروں کو روک لو۔'' لیکن ہوا یوں کہ اس کے بعد دوسرے دن بنو خزاعہ کے ایک آدمی کا بنو بکر کے ایک آدمی سے مزدلفہ میں سامنا ہو گیا تو اس نے قتل کر دیا، جب یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے، میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اس وقت اپنی پشت مبارک کعبہ مشرفہ کے ساتھ لگائے ہوئے

(١٠٨٨٤) تخريج: حديث حسن، أخرجه الترمذى: ١٦١١ (انظر: ١٥٤٠٥)

(١٠٨٨٥) تخريج: اسناده حسن (انظر: ٦٦٨١)

ابنِی، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا دَعْوَةَ فِی الْإِسْلَامِ، ذَهَبَ أَمْرُ الْجَاهِلِيَّةِ، الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْأَثْلَبُ۔)) قَالُوا: وَمَا الْأَثْلَبُ؟ قَالَ: ((اَلْحَجَرُ۔)) قَالَ: ((وَفِی الْأَصَابِعِ عَشْرٌ عَشْرٌ، وَفِی الْمَوَاضِحِ خَمْسٌ خَمْسٌ۔))، قَالَ: وَقَالَ: ((لَا صَلَاةَ بَعْدَ الْغَدَاةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ۔)) قَالَ: ((وَلَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا، وَلَا عَلٰى خَالَتِهَا، وَلَا يَجُوزُ لِامْرَأَةٍ عَطِيَّةٌ إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا۔))۔ (مسند احمد: ٦٦٨١)

تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ہاں لوگوں میں اللہ کا سب سے بڑا دشمن وہ ہے جو حرم میں کسی کو قتل کرے یا اپنے قاتل کے سوا کسی دوسرے کو قتل کرے یا قبل از اسلام کی کسی دشمنی کے سبب کسی کو قتل کرے۔'' ایک آدمی آپ ﷺ کی طرف اُٹھ کر گیا اور اس نے کہا: فلاں لڑکا میرا بیٹا ہے، (کیونکہ میں نے قبل از اسلام اس کی ماں کے ساتھ زنا کیا تھا)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں کسی دوسرے باپ یا قبیلہ کی طرف انتساب کی کوئی گنجائش نہیں۔ جاہلیت یعنی قبل از اسلام کی ساری باتیں ختم ہو چکیں، بچہ اسی کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوگا اور زانی کے لیے پتھر یعنی رجم کی سزا ہو گی۔'' میں نے کہا: اثلب کے معانی کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پتھر۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''انگلیوں کی دیت میں ہر انگلی کے عوض دس دس اونٹ ہیں اور ایسا زخم جس سے ہڈی ننگی ہو جائے، اس کے عوض پانچ پانچ اونٹ ہیں۔'' آپ ﷺ نے مزید فرمایا: ''نمازِ فجر کے بعد طلوعِ آفتاب تک اور نمازِ عصر کے بعد غروب آفتاب تک کوئی نماز نہیں پڑھی جا سکتی اور کسی ایسی عورت کے ساتھ نکاح کرنا بھی درست نہیں، جس کی پھوپھی یا خالہ پہلے سے نکاح میں موجود ہو۔ (یعنی خالہ اور اس کی بھانجی اور پھوپھی اور اس کی بھتیجی ایک نکاح میں جمع نہیں ہوسکتیں) اور کسی عورت کے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر کی کوئی چیز کسی کو بطور عطیہ دے۔''

(١٠٨٨٦)۔ قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ: سَمِعْتُ يُونُسَ يُحَدِّثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَزِيدَ أَحَدِ بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا

سیدنا ابو شریح خزاعی کعبی ؓ، جو کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے تھے، سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن ہمیں بنو بکر سے قتال کی (خصوصی) اجازت

(١٠٨٨٦) تخريج: حديث صحيح أخرجه بنحوه البخاري: ١٠٤، ١٨٣٢، ٤٢٩٥، ومسلم: ١٣٥٤ (انظر: ١٦٣٧٦)

شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيَّ ثُمَّ الْكَعْبِيَّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ: أَذِنَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ يَوْمَ الْفَتْحِ فِي قِتَالِ بَنِي بَكْرٍ حَتَّى أَصَبْنَا مِنْهُمْ ثَأْرَنَا وَهُوَ بِمَكَّةَ، ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِرَفْعِ السَّيْفِ، فَلَقِيَ رَهْطٌ مِنَّا الْغَدَ رَجُلًا مِنْ هُذَيْلٍ فِي الْحَرَمِ يَؤُمُّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِيُسْلِمَ، وَكَانَ قَدْ وَتَرَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانُوا يَطْلُبُونَهُ، فَقَتَلُوهُ وَبَادَرُوا أَنْ يَخْلُصَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيَأْمَنَ، فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ غَضِبَ غَضَبًا شَدِيدًا، وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُهُ غَضِبَ غَضَبًا أَشَدَّ مِنْهُ، فَسَعَيْنَا إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ نَسْتَشْفِعُهُمْ، وَخَشِينَا أَنْ نَكُونَ قَدْ هَلَكْنَا، فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَامَ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ هُوَ حَرَّمَ مَكَّةَ، وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ، وَإِنَّمَا أَحَلَّهَا لِي سَاعَةً مِنَ النَّهَارِ أَمْسِ، وَهِيَ الْيَوْمَ حَرَامٌ كَمَا حَرَّمَهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَوَّلَ مَرَّةٍ، وَإِنَّ أَعْتَى النَّاسِ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ثَلَاثَةٌ، رَجُلٌ قَتَلَ فِيهَا، وَرَجُلٌ قَتَلَ غَيْرَ قَاتِلِهِ، وَرَجُلٌ طَلَبَ بِذَحْلٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَإِنِّي وَاللَّهِ! لَأَدِيَنَّ هَذَا الرَّجُلَ الَّذِي قَتَلْتُمْ۔)) فَوَدَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٦٤٨٩)

مرحمت فرمائی تھی، جبکہ آپ ﷺ ابھی تک مکہ مکرمہ ہی میں تھے، چنانچہ ہم نے ان کے لوگوں کو قتل کر کے اپنا انتقام خوب لیا، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے تلواروں کو اُٹھا لینے سے منع فرما دیا یعنی قتال کو مکمل طور پر روک دینے کا حکم دے دیا، لیکن اگلے دن ہمارے قبیلے کے کچھ لوگوں کو بنو ہذیل کا ایک آدمی حدودِ حرم ہی میں مل گیا، وہ اسلام قبول کرنے کے ارادے سے رسول اللہ ﷺ کی طرف آ رہا تھا، وہ اس سے قبل جاہلیت کے دور میں ان لوگوں کے ساتھ کسی جرم کا مرتکب ہو چکا تھا، یہ اس کی تلاش میں تھے، چنانچہ انہوں نے اسے قتل کر دیا اور انہوں نے اس کام میں عجلت کا مظاہرہ کیا مبادا کہ وہ رسول اللہ ﷺ تک پہنچ جائے اور اللہ کے رسول ﷺ ان کو اسے قتل کرنے سے منع فرما دیں، جب اس بات کی اطلاع رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ شدید غضب ناک ہوئے، اللہ کی قسم! میں نے آپ ﷺ کو اس سے زیادہ غصہ کی حالت میں کبھی نہیں دیکھا، ہم سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گئے اور ان کی سفارش چاہی، ہمیں اندیشہ ہوا کہ ہم اپنی اس کوتاہی اور رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی کے نتیجہ میں تباہ نہ ہو جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا کی تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی کما حقہ حمد وثناء بیان کی اور پھر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو حرم والا قرار دیا، اسے لوگوں نے حرم نہیں بنایا، اللہ تعالیٰ نے گزشتہ کل کچھ دیر کے لیے اس حرم میں مجھے قتال کی اجازت دی تھی، اب یہ آج سے اسی طرح حرم ہے اور یہاں قتال کرنا حرام ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے پہلے حرام ٹھہرایا تھا اور تین قسم کے لوگ اللہ تعالیٰ کے سخت سرکش اور باغی ہیں، ایک وہ جو حدودِ حرم میں کسی کو قتل کرے، دوسرا وہ جو اپنے قاتل کے علاوہ کسی

دوسرے کو قتل کرے اور تیسرا وہ جو قبل از اسلام کے کسی جرم کا بدلہ لے، تم نے جس آدمی کو قتل کیا ہے، اللہ کی قسم! میں اس کی دیت یعنی خون بہا ضرور ادا کروں گا۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کی دیت ادا کی تھی۔

(۱۰۸۷۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: لَمَّا دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ، قَامَ فِي النَّاسِ خَطِيبًا، فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّهُ مَا كَانَ مِنْ حِلْفٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَإِنَّ الْإِسْلَامَ لَمْ يَزِدْهُ إِلَّا شِدَّةً، وَلَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ، (فِيْ رِوَايَةٍ: وَلَا تُحْدِثُوْا حِلْفًا فِي الْإِسْلَامِ) وَفِيْ رِوَايَةٍ: (وَلَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ)، وَالْمُسْلِمُونَ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ، تَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ، يُجِيرُ عَلَيْهِمْ أَدْنَاهُمْ، وَيَرُدُّ عَلَيْهِمْ أَقْصَاهُمْ، تُرَدُّ سَرَايَاهُمْ عَلَى قَعَدِهِمْ، لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ، دِيَةُ الْكَافِرِ نِصْفُ دِيَةِ الْمُسْلِمِ، لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ، وَلَا تُؤْخَذُ صَدَقَاتُهُمْ إِلَّا فِي دِيَارِهِمْ۔)) (مسند احمد: ٦٦٩٢)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے آپ ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! قبل از اسلام کے ایسے معاہدے جن کی رو سے معاہدہ کرنے والے ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں تو اسلام ایسے معاہدوں کو مزید مضبوط کرتا ہے، البتہ اب اسلام میں کسی ایسے نئے معاہدہ کی ضرورت نہیں کہ ہم ایک دوسرے کے حلیف ہیں اور ایک دوسرے کی مدد کرتے رہیں گے۔'' ایک روایت میں یوں ہے کہ ''تم اسلام میں ایسا کوئی نیا معاہدہ نہ کرو۔'' ایک اور روایت میں یہ بھی ہے کہ ''مکہ فتح ہو جانے کے بعد اب یہاں سے ہجرت نہیں کی جا سکتی، اور تمام مسلمان کفار کے مقابلے میں ایک ہاتھ کی مانند ہیں اور ان سب کے خون (یعنی ان کی حرمت) برابر ہے، مسلمانوں کا ادنیٰ آدمی بھی کسی دشمن کو پناہ دے تو یہ تمام مسلمانوں کی طرف سے سمجھی جائے گی اور جہاد میں حاصل ہونے والا مالِ غنیمت مسلمانوں میں تقسیم ہوگا خواہ وہ بہت دور ہی کیوں نہ ہو اور جہاد کے قیدی ان لوگوں میں بھی تقسیم کئے جائیں گے، جو گھروں میں بیٹھے رہے اور میدانِ جہاد میں عملی طور پر شریک نہ ہو سکے اور کسی مومن کو کسی کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جا سکتا، کافر کی دیت مسلم کے مقابلے میں نصف ہے، کوئی مسلمان سرکاری اہل کار زکوۃ وصول کے لیے جائے تو اسے یہ روا نہیں کہ وہ کسی ایک

(۱۰۸۷۷) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الترمذي: ۱۵۸۵ (انظر: ٦٦٩٢)

جگہ قیام کر کے لوگوں سے کہے کہ تم اپنے اپنے تمام جانوروں کو میرے پاس لے کر آؤ تا کہ میں ان کا حساب کر کے زکوۃ وصول کر وں، اس طرح ان لوگوں کو مشقت ہو گی اور یہ بھی جائز نہیں کہ سرکاری اہل کار زکوۃ وصول کرنے کے لیے لوگوں کی قیام گاہوں پر جائے تو وہ زکوۃ سے بچنے کے لیے اِدھر اُدھر ہو جائیں اور لوگوں سے ان کی زکوتیں ان کے گھروں یا قیام گاہوں پر ہی وصول کی جائیں۔''

فوائد:...... یہ حدیث کئی مسائل پر مشتمل ہے، لیکن تمام مسائل اپنے متعلقہ موضوعات میں گزر چکے ہیں۔

(١٠٨٨٨)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، وَهُوَ عَلٰى دَرَجِ الْكَعْبَةِ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي صَدَقَ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ، أَلَا إِنَّ قَتِيلَ الْعَمْدِ الْخَطَإِ بِالسَّوْطِ أَوِ الْعَصَا فِيهِ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ، وَقَالَ مَرَّةً: الْمُغَلَّظَةُ فِيهَا أَرْبَعُونَ خَلِفَةً فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا، إِنَّ كُلَّ مَأْثُرَةٍ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَدَمٍ وَدَعْوٰى، وَقَالَ مَرَّةً: وَدَمٍ وَمَالٍ تَحْتَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ إِلَّا مَا كَانَ مِنْ سِقَايَةِ الْحَاجِّ وَسِدَانَةِ الْبَيْتِ، فَإِنِّي أُمْضِيهِمَا لِأَهْلِهِمَا عَلٰى مَا كَانَتْ۔))۔ (مسند احمد: ٤٥٨٣)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز کعبہ کی سیڑھی پر موجود تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں، جس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اپنے بندے کی مدد کی اور اس اکیلے نے کفار کے تمام لشکروں کو شکست سے دو چار کیا، خبر دار قتل خطا یعنی جو کوڑے یا لاٹھی سے ہو، اس کی دیت ایک سو اونٹ ہیں، ایک دفعہ یوں فرمایا کہ اس کا خوں بہا سخت ہے، اس میں چالیس حاملہ اونٹنیاں ہیں، جاہلیت کے تمام غرور، خون کے مطالبے اور دعوے اور اموال یہ سب میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہیں، البتہ حجاج کرام کو پانی پلانے اور بیت اللہ کی نگرانی کی ذمہ داری حسبِ سابق بحال رہیں گی۔''

(١٠٨٨٩)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ أَوْسٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَقَالَ: ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ

عقبہ بن اوس، ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن خطبہ دیا اور فرمایا: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا و یگانہ ہے، اس نے اپنے بندے کی مدد

(١٠٨٨٨) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابن جدعان، أخرجه ابوداود: ٤٥٤٩، والنسائي: ٨/ ٤٢، وابن ماجه: ٢٦٢٨ (انظر: ٤٥٨٣)

(١٠٨٨٩) تخريج: حديث صحيح، أخرجه النسائي: ٨/ ٤١ (انظر: ١٥٣٨٨)

نَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ۔)) قَالَ هُشَيْمٌ مَرَّةً أُخْرٰى: ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي صَدَقَ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، أَلَا إِنَّ كُلَّ مَأْثَرَةٍ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تُعَدُّ وَتُدَّعٰى، وَكُلَّ دَمٍ أَوْ دَعْوٰى مَوْضُوعَةٌ تَحْتَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ إِلَّا سِدَانَةَ الْبَيْتِ وَسِقَايَةَ الْحَاجِّ، أَلَا وَإِنَّ قَتِيلَ خَطَإِ الْعَمْدِ، قَالَ هُشَيْمٌ مَرَّةً: بِالسَّوْطِ وَالْعَصَا وَالْحَجَرِ، دِيَةٌ مُغَلَّظَةٌ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ، مِنْهَا أَرْبَعُونَ فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا، وَقَالَ مَرَّةً: أَرْبَعُونَ مِنْ ثَنِيَّةٍ إِلٰى بَازِلِ عَامِهَا كُلُّهُنَّ خَلِفَةٌ۔)) (مسند احمد: ١٥٤٦٣)

کی اور اس اکیلے نے کفار کی جماعتوں کو شکست سے دوچار کیا، حدیث کے راوی ہشیم نے ایک دفعہ یوں بیان کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہیں، جس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے کی مدد کی۔ خبردار دورِ جاہلیت کی غرور اور فخر والی تمام باتیں، جو ظلم و تعدی پر مشتمل تھیں اور اُس دور کا ہر خون اور ہر قسم کا دعوی میرے قدموں کے نیچے ہے، یعنی اب ان کی کچھ حیثیت نہیں وہ کالعدم ہیں۔ البتہ بیت اللہ کی نگرانی اور حجاج کرام کو پانی پلانے کی خدمات وہ حسب سابق بحال ہیں۔ خبردار! قتلِ خطا یعنی کوڑے، عصا اور پتھر وغیرہ لگنے سے جو مر جائے اس میں شدید قسم کا خون بہا ہے، یعنی کل سو اونٹ ہیں، ان میں سے چالیس حاملہ اونٹنیاں ہوں گی۔ اور ہشیم نے ایک دفعہ یوں روایت کیا: چالیس اونٹنیاں ثنیہ سے بازل کے درمیان درمیان ہوں گی اور سب کی سب حاملہ ہوں گی۔''

فوائد:...... بیت اللہ کی خدمت، دورِ جاہلیت میں بیت اللہ کی نگرانی بنو عبد الدار اور پانی پلانے کی ذمہ داری بنو ہاشم کی تھی، رسول اللہ ﷺ نے ان ذمہ داروں کو ایسے ہی برقرار رکھا۔ دیکھیں حدیث نمبر (٦٥٨٥)

(١٠٨٩٠)۔ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ، يَقُوْلُ قَوْلًا، سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي، وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِيْنَ تَكَلَّمَ بِهِ: حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ، فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا، وَلَمْ يَعْضُدْ بِهَا شَجَرَةً، فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِيهَا، فَقُوْلُوْا: إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَذِنَ

حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (انھوں نے یزید کی طرف مقرر کردہ والیٔ مدینہ عمرو بن سعید بن عاص سے کہا، جبکہ عمرو بن سعید، سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑنے کے لیے مکہ کی طرف لشکر بھیج رہا تھا،) رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دوسرے دن ایک بات ارشاد فرمائی، میرے کانوں نے اسے سنا، میرے دل نے اسے یاد رکھا اور میری آنکھوں نے آپ ﷺ کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور پھر فرمایا: ''بیشک مکہ کو لوگوں نے نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے حرمت والا قرار دیا، اب کسی ایسے

(١٠٨٩٠) تخريج: أخرجه البخاري: ١٠٤، ١٨٣٢، ٤٢٩٥، ومسلم: ١٣٥٤ (انظر: ٢٧١٦٤)

لِرَسُوْلِهٖ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ، وَاِنَّمَا اَذِنَ لِيْ فِيْهَا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، ثُمَّ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْاَمْسِ، وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ۔)) فَقِيلَ لِأَبِي شُرَيْحٍ: مَا قَالَ لَكَ عَمْرٌو؟ قَالَ: قَالَ: أَنَا أَعْلَمُ بِذٰلِكَ مِنْكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ، إِنَّ الْحَرَمَ لَا يُعِيذُ عَاصِيًا وَلَا فَارًّا بِدَمٍ وَلَا فَارًّا بِجِزْيَةٍ ❶، وَكَذٰلِكَ قَالَ حَجَّاجٌ: بِجِزْيَةٍ، وَقَالَ يَعْقُوبُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ: وَلَا مَانِعَ جِزْيَةٍ۔ (مسند احمد: ٢٧٧٠٦)

شخص کے لیے حلال نہیں، جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، کہ وہ یہاں خون بہائے یا درخت کاٹے۔ اگر کوئی رسول اللہ ﷺ کے قتال (کو دلیل بنا کر اپنے لیے) رخصت نکالنا چاہے تو اسے کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مکہ میں (قتال کی) اجازت دی اور تمھیں نہیں دی اور مجھے بھی دن کے کچھ وقت کے لیے (لڑائی کرنے کی) اجازت ملی ہے، اس کے بعد اس کی حرمت اسی طرح ہو گئی جس طرح کل تھی۔ موجودہ لوگ (یہ احکام) غائب لوگوں تک پہنچا دیں۔'' ابوشریح سے دریافت کیا گیا کہ پھر عمرو بن سعید نے آپ کو کیا جواب دیا؟ انہوں نے بتلایا کہ اس نے کہا ابوشریح! میں ان باتوں کو تم سے بہتر جانتا ہوں، بے شک حرم کسی نافرمان کو اور قتل کر کے فرار ہونے والے کو اور جزیہ کی ادائیگی سے بچنے کی خاطر فرار ہونے والوں کو اور جزیہ ادا نہ کرنے والوں کو پناہ نہیں دیتا۔

فوائد:...... حدیث کے آخر میں عمرو بن سعید، سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ وہ نافرمان ہے، وغیرہ وغیرہ، لیکن عمرو بن سعید کا یہ نظریہ درست نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ بَيْعَةِ اَهْلِ مَكَّةَ رِجَالًا وَنِسَاءً وَاِسْتِحْضَارِ اَوْلَادِهِمْ لِيَمْسَحَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِمْ

مکہ مکرمہ کے مردوں اور عورتوں کے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنے اور ان کے اپنی اولاد کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لانے کا بیان تاکہ آپ ﷺ ان پر اپنا ہاتھ مبارک پھیر دیں

(١٠٨٩١)۔ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ قَالَ: لَمَّا فَتَحَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَكَّةَ، جَعَلَ أَهْلُ مَكَّةَ يَأْتُونَهُ بِصِبْيَانِهِمْ، فَيَمْسَحُ عَلٰى رُؤُوسِهِمْ، وَيَدْعُو لَهُمْ فَجِيءَ بِي إِلَيْهِ، وَإِنِّي مُطَيَّبٌ بِالْخَلُوقِ، وَلَمْ يَمْسَحْ عَلٰى رَأْسِي، وَلَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ ذٰلِكَ إِلَّا أَنَّ أُمِّي

سیدنا ولید بن عقبہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو اہل مکہ اپنے بچوں کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لانے لگے تاکہ آپ ﷺ ان کے سروں پر بابرکت ہاتھ پھیر دیں اور ان کے حق میں دعا کر دیں۔ مجھے بھی آپ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا، چونکہ مجھے خلوق خوشبو لگی ہوئی تھی، اس لیے آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ نہیں

(١٠٨٩١) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة عبد الله الهمداني، أخرجه ابوداود: ٤١٨١ (انظر: ١٦٣٧٩)

❶ بخاری اور مسلم میں اس جگہ یہ الفاظ ہیں وَلَا فَارًّا بِخِزْيَةٍ اور نہ ہی فساد کر کے بھاگنے والے کو (حرم پناہ دیتا ہے)۔ (عبد اللہ رفیق)

خَلَّقَتْنِي بِالْخَلُوقِ، فَلَمْ يَمَسَّنِي مِنْ أَجْلِ الْخَلُوقِ۔ (مسند احمد: ١٦٤٩٢)

پھیرا، میری والدہ نے مجھے یہ خوشبو لگا دی تھی، آپ ﷺ نے اس کی وجہ سے میرے سر پر ہاتھ نہیں پھیرا تھا۔

(١٠٨٩٢)۔ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ: أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ خَلَفٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ أَبَاهُ الْأَسْوَدَ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يُبَايِعُ النَّاسَ يَوْمَ الْفَتْحِ، قَالَ: جَلَسَ عِنْدَ قَرْنِ مَسْقَلَةَ، فَبَايَعَ النَّاسَ عَلَى الْإِسْلَامِ وَالشَّهَادَةِ، قَالَ: قُلْتُ: وَمَا الشَّهَادَةُ؟ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْأَسْوَدِ بْنِ خَلَفٍ: أَنَّهُ بَايَعَهُمْ عَلَى الْإِيمَانِ بِاللّٰهِ وَشَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ﷺ فَكُنْتُ أَقُولُ كَمَا يَقُلْنَ۔ (مسند احمد: ١٥٥٠٩)

عبداللہ بن عثمان بن خثیم سے مروی ہے کہ ان کو محمد بن اسود بن خلف نے بیان کیا کہ ان کے والد اور اسود رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے دن نبی کریم ﷺ کو لوگوں سے بیعت لیتے دیکھا۔ آپ ''قرن مسقلہ'' نامی جگہ پر تشریف فرما تھے۔ آپ نے لوگوں سے اسلام اور شہادت کی بیعت لی، عبداللہ بن عثمان کہتے ہیں میں نے ان سے دریافت کیا کہ شہادت سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے بتلایا کہ آپ ﷺ نے لوگوں سے اللہ پر ایمان لانے اور اللہ کی وحدانیت اور محمد ﷺ کی عبدیت اور رسالت کی گواہی کی بیعت لی۔ پس میں بھی اسی طرح کہتا تھا جیسے وہ کہتی تھیں۔

(١٠٨٩٣)۔ عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! هٰذَا مُجَالِدُ بْنُ مَسْعُودٍ يُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: ((لَا هِجْرَةَ بَعْدَ فَتْحِ مَكَّةَ وَلٰكِنْ أُبَايِعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ۔)) (مسند احمد: ٢٠٩٦٠)

سیدنا مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ مجالد بن مسعود آپ سے ہجرت کی بیعت کرنا چاہتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے، البتہ میں اس سے اسلام کی بیعت لے لیتا ہوں۔''

فوائد:...... جب تک کفر ہے، اس وقت تک ہجرت کا حکم بھی برقرار ہے، اس حدیث میں جس ہجرت کی نفی کی گئی ہے، اس سے مراد مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنا ہے، کیونکہ اب مکہ مکرمہ دار الاسلام اور دار الامن بن چکا ہے۔ اس قسم کی احادیث کا معنی یہ ہے کہ جس شہر کو مسلمان فتح کر چکے ہوں، اس سے ہجرت کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

(١٠٨٩٤)۔ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ فاطمہ بنت عتبہ

(١٠٨٩٢) تخريج: اسناده محتمل للتحسين، أخرجه عبد الرزاق: ٩٨٢٠، ١٩٢٢٢، والطبراني في "المعجم الكبير": ٨١٥ (انظر: ١٥٤٣١)

(١٠٨٩٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٠٧٨، ٣٠٧٩ (انظر: ٢٠٦٨٤)

(١٠٨٩٤) تخريج: حديث صحيح أخرجه ابن حبان: ٤٥٥٤، والبزار: ٧٠، وعبد الرزاق: ٩٨٢٧ (انظر: ٢٥١٧٥)

جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ تُبَايِعُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخَذَ عَلَيْهَا ﴿أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ﴾ الْآيَةَ، قَالَتْ: فَوَضَعَتْ يَدَهَا عَلٰى رَأْسِهَا حَيَاءً فَأَعْجَبَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَا رَأٰى مِنْهَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَقِرِّي أَيَّتُهَا الْمَرْأَةُ! فَوَاللّٰهِ، مَا بَايَعَنَا إِلَّا عَلٰى هٰذَا، قَالَتْ: فَنَعَمْ إِذًا فَبَايَعَهَا بِالْآيَةِ۔
(مسند احمد: ۲۵۶۹۰)

بن ربیعہ، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیعت کرنے کے لیے حاضر ہوئی، آپ ﷺ نے اس سے (سورۂ ممتحنہ والی آیت) ﴿أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ﴾ کے مطابق بیعت لی، تو انہوں نے شرم وحیاء کی بنا پر اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی یہ کیفیت خوب پسند کی، اُدھر سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ارے عورت! تم ان باتوں کا کھل کر اقرار کرو، اللہ کی قسم! ہم نے بھی انہی باتوں کی بیعت کی ہے، وہ بولیں اچھا ٹھیک ہے، پھر آپ ﷺ نے اس آیت کی روشنی میں اس سے بیعت کی۔

فوائد: ......یہ خاتون آیت کے الفاظ ﴿وَلَا يَزْنِينَ﴾ ......(وہ زنا نہیں کریں گی) سے شرما گئی۔

سورۂ ممتحنہ والی درج ذیل آیت مراد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ﴾ (سورۂ ممتحنہ: ۱۲) یعنی: ''اے نبی! جب اہل ایمان خواتین آپ کے پاس آئیں، تو وہ ان باتوں کی بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی، چوری نہیں کریں گی، زنا نہیں کریں گی، اپنی اولادوں کو قتل نہیں کریں گی اور کسی پر بہتان طرازی نہیں کریں گی اور کسی معروف کام میں آپ کی حکم عدولی نہیں کریں گی۔''

(۱۰۸۹۵)۔ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ قُدَامَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَنَا مَعَ أُمِّي رَائِطَةَ بِنْتِ سُفْيَانَ الْخُزَاعِيَّةِ وَالنَّبِيُّ ﷺ يُبَايِعُ النِّسْوَةَ، وَيَقُولُ: ((أُبَايِعُكُنَّ عَلٰى أَنْ لَا تُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقْنَ، وَلَا تَزْنِينَ، وَلَا تَقْتُلْنَ أَوْلَادَكُنَّ، وَلَا تَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ تَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُنَّ وَأَرْجُلِكُنَّ، وَلَا تَعْصِينَ فِي مَعْرُوفٍ۔)) قَالَتْ: فَأَطْرَقْنَ، فَقَالَ لَهُنَّ النَّبِيُّ ﷺ ((قُلْنَ: نَعَمْ، فِيمَا اسْتَطَعْتُنَّ۔))

سیدہ عائشہ بنت قدامہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں اپنی والدہ سیدہ رائطہ بنت سفیان خزاعیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھی، نبی کریم ﷺ خواتین سے بیعت لے رہے تھے اور آپ ﷺ یوں فرما رہے تھے: ''میں تم سے اس بات کی بیعت لیتا ہوں کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گی، چوری نہیں کرو گی، زنا نہیں کرو گی، اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گی، بہتان تراشی نہیں کرو گی اور نیکی میں نافرمانی نہیں کرو گی۔'' عورتوں نے یہ باتیں سن کر سر جھکا لیے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''کہہ دو کہ ٹھیک ہے، تمہاری یہ بیعت صرف اس حد تک ہے

(۱۰۸۹۵) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير": ۲۴/ ۸۵۷ (انظر: ۲۷۰۶۲)

فَكُـنَّ يَقُلْنَ وَأَقُولُ مَعهُنَّ، وَأُمِّي تُلَقِّنُنِي: قُـولِـي أَيْ بُـنَيَّةُ! فِيـمَـا اسْتَطَعْتُ۔ (مسند احمد: ۲۷٦۰۲)

کہ جس کی تم کو استطاعت ہو۔'' پس انھوں نے جی ہاں کہنا شروع کر دیا اور میں بھی ان کے ساتھ کہہ رہی تھی، پھر میری والدہ نے مجھے تلقین کی اور کہا: میری پیاری بیٹی! یہ بھی کہو کہ جتنی میری طاقت ہے۔

فوائد:...... چونکہ غیر محرم خاتون کو ہاتھ لگانا حرام ہے، اس لیے آپ ﷺ خواتین سے بیعت لیتے وقت خواتین کے ہاتھ پر ہاتھ نہیں رکھتے تھے، بلکہ زبانی کلامی بیعت لیتے تھے۔

جب صحابیات آیت میں مذکورہ امور پر علی الاطلاق پابند رہنے کا دعوی کرتیں تو آپ ﷺ ان کو لقمہ دیتے کہ طاقت اور استطاعت کے مطابق اقرار کرنا چاہیے، تاکہ اگر کسی مجبوری اور شرعی عذر کی وجہ سے کسی شق کو توڑنا پڑ جائے تو بیعت کا معاہدہ برقرار رہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ سَرِيَّةِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ إِلٰى بَنِيْ جَذِيْمَةَ

سریہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بمقابلہ بنو جزیمہ کا بیان

نبی کریم ﷺ نے ماہِ شوال سنہ ۸ ہجری میں سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنو جذیمہ کے پاس تبلیغ اسلام کے لیے بھیجا، ان کے ساتھ مہاجرین و انصار اور بنو سلیم کے ساڑھے تین سو افراد تھے۔

(۱۰۸۹٦)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلٰى بَنِي أَحْسِبُهُ قَالَ: جَذِيمَةَ، فَدَعَاهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، فَلَمْ يُحْسِنُوا أَنْ يَقُولُوا أَسْلَمْنَا فَجَعَلُوا يَقُولُونَ صَبَأْنَا صَبَأْنَا، وَجَعَلَ خَالِدٌ بِهِمْ أَسْرًا وَقَتْلًا، قَالَ: وَدَفَعَ إِلٰى كُلِّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيرًا حَتّٰى إِذَا أَصْبَحَ يَوْمًا أَمَرَ خَالِدٌ أَنْ يَقْتُلَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيرَهُ، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ لَا أَقْتُلُ أَسِيرِي، وَلَا يَقْتُلُ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِي أَسِيرَهُ، قَالَ: فَقَدِمُوا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرُوا لَهُ صَنِيعَ خَالِدٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَفَعَ يَدَيْهِ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنو جزیمہ کی طرف روانہ کیا، انہوں نے جا کر انہیں اسلام کی دعوت پیش کی، وہ اچھی طرح ''اَسْلَمْنَا'' (ہم مسلمان ہیں) نہ کہہ سکے، اس کی بجائے انہوں نے ''صَبَأْنَا صَبَأْنَا'' (ہم صابی ہو گئے، صابی ہو گئے) کہا۔ ان کی یہ بات سن کر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان میں سے بعض کو قتل اور بعض کو قیدی بنانا شروع کیا اور انہوں نے ایک ایک قیدی کو ہمارے حوالے کیا یہاں تک کہ ایک دن صبح ہوئی تو انھوں نے ہمیں حکم دیا کہ ہم میں سے ہر آدمی اپنے اپنے قیدی کو قتل کر دے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے عرض کیا کہ اللہ کی قسم! میں تو اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور نہ ہی میرے ساتھیوں میں سے کوئی اپنے قیدی کو قتل کرے

(۱۰۸۹٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٣٣٩، ٧١٨٩ (انظر: ٦٣٨٢)

خَالِدٌ۔)) مَرَّتَيْنِ۔ (مسند احمد: ٦٣٨٢)

گا۔ پھر جب صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے تو انہوں نے خالد رضی اللہ عنہ کی بات کا آپ ﷺ سے ذکر کیا، یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر کو اُٹھا کر دو دفعہ فرمایا: ''یا اللہ! خالد نے جو کچھ کیا ہے، میں اس سے براءت اور لاتعلقی کا اظہار کرتا ہوں۔''

فوائد:...... ''صَبَأْنَا'' کا معنی ایک دین سے نکل کر دوسرے دین میں داخل ہونا ہے، عرب لوگ نبی کریم کو ''صابی'' کہتے تھے، کیونکہ آپ ﷺ قریش کے دن کو چھوڑ کر دین اسلام میں داخل ہو گئے تھے۔

اس لیے ان لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے دین کی موافقت کرنے کے لیے ''صَبَأْنَا صَبَأْنَا'' (ہم صابی ہو گئے، صابی ہو گئے) کہا، ان کی مراد یہ تھی کہ جو دین محمد ﷺ نے اختیار کیا، ہم بھی وہی اختیار کرتے ہیں، لیکن اس کے لیے وہ صحیح الفاظ استعمال نہ کر سکے، سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے یہ سمجھا کہ یہ اسلام کی تنقیص کر رہے ہیں اور وہ یہ نہ سمجھ سکے کہ یہ اسلام قبول کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے جو کچھ ارشاد فرمایا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا خالد رضی اللہ عنہ سے خطا ہو گئی تھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي غَزْوَةِ حُنَيْنٍ وَتَارِيْخِهَا وَسَبَبِهَا وَغَيْرِ ذٰلِكَ
غزوۂ حنین کے وقوع کی تاریخ اور سبب وغیرہ کا بیان

یہ شوال سنہ ۸ ہجری کا واقعہ ہے، جب مکہ مکرمہ فتح ہو چکا تو قیس عیلان کے قبائل مشورے کے لیے جمع ہوئے، ان میں ثقیف وہوازن پیش پیش تھے، انہوں نے کہا: محمد (ﷺ) اپنی قوم کی جنگ سے فارغ ہو چکے ہیں، اب انھیں ہمارے ساتھ جنگ سے روکنے والا کوئی نہیں ہے، لہذا کیوں نہ ہم ہی پہل کریں، چنانچہ انھوں نے جنگ کا فیصلہ کر لیا اور اپنی سپہ سالاری کے لیے مالک بن عوف نصری کو منتخب کیا اور ایک بہت بڑا لشکر جمع کر کے اوطاس میں اتر پڑے، ان کے ساتھ عورتیں، بچے اور مال مویشی بھی تھے، لشکر میں درید بن صمہ بھی تھا، جو رائے کی پختگی کے حوالہ سے مشہور تھا، اس نے بچوں اور جانوروں کی آواز سنی تو مالک سے اس کی وجہ دریافت کی۔ اس نے کہا: میں نے سوچا کہ ہر آدمی کے پیچھے اس کے اہل اور مال لگا دوں، تاکہ وہ ان کی حفاظت کے جذبے کے ساتھ جنگ کرے۔

درید نے کہا: واللہ! بھیڑ کے چرواہے ہو، بھلا شکست کھانے والے کو بھی کوئی چیز روک سکتی ہے، دیکھو! اگر جنگ میں تم غالب رہے تو بھی کار آمد تو محض آدمی ہی اپنی تلوار اور نیزے کے ساتھ ہوگا اور اگر شکست کھا گئے تو تمہیں اپنے مال اور اہل کے سلسلے میں رسوا ہونا پڑے گا۔

پھر درید نے مشورہ دیا کہ انہیں ان کے علاقے میں واپس بھیج دو، لیکن مالک نے اس کی رائے قبول نہ کی، بال بچوں اور ان مویشیوں کو وادیٔ اوطاس میں جمع کیا اور خود فوجیوں کو لے کر وادیٔ حنین میں منتقل ہو گیا، جو وادیٔ اوطاس کے بازو میں ہے اور وہاں کے فوجیوں کو کمین گاہوں میں چھپا دیا۔

9/0

اُدھر رسول اللہ ﷺ کو ان کے اجتماع کا علم ہوا تو آپ ﷺ مکہ سے ٦ شوال ہفتہ کے دن روانہ ہوئے، آپ ﷺ کے ساتھ بارہ ہزار کا لشکر تھا، اس موقع پر آپ ﷺ نے صفوان بن امیہ سے ایک سو زرہیں ساز و سامان سمیت ادھار لیں اور مکہ کا انتظام سیدنا عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو سونپا۔

جب آپ ﷺ کو خبر ملی کہ بنو ہوازن، عورتوں، بچوں اور اونٹ بکریوں سمیت نکلے ہیں، تو آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ''یہ کل ان شاء اللہ مسلمانوں کا مال غنیمت ہوگا۔

آپ ﷺ ١٠ شوال ٨ ہجری کی رات کو حنین پہنچ گئے، وادی میں داخل ہونے سے پہلے سحر کے وقت لشکر کو مرتب فرمایا، مہاجرین کا پرچم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیا، اوس کا پرچم اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور خزرج کا پرچم سیدنا حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کو اور کچھ دوسرے پرچم دوسرے قبائل کو دیئے، آپ ﷺ نے دو زرہیں پہنیں، سر اور چہرے پر خود لگائی، اس کے بعد ہراول دستے نے وادی میں اترنا شروع کیا، اسے چھپے ہوئے دشمن کی موجودگی کا علم نہ تھا، ابھی وہ اتر ہی رہا تھا کہ اچانک دشمن نے ٹڈی دل کی طرح تیروں کی بارش کر دی، پھر وہ فرد واحد کی طرح ٹوٹ پڑا، اس اچانک حملے سے ہراول دستے میں اضطراب پھیل گیا اور اس میں موجود مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے، جو لوگ پیچھے تھے، وہ بھی ان ہی کے ساتھ ہو لیے اور یوں شکست ہوگئی، اس صورت حال سے بعض مشرکین اور بعض نو مسلم خوش ہو گئے۔ البتہ رسول اللہ ﷺ تھوڑے سے انصار و مہاجرین کی معیت میں ثابت قدم رہے، بلکہ آپ ﷺ دشمن کی طرف بڑھنے کے لیے خچر کو ایڑی لگاتے اور فرماتے جا رہے تھے:

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

میں نبی ہوں، جھوٹا نہیں ہوں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں

پھر آپ ﷺ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ، جن کی آواز خاصی بلند تھی، کو حکم دیا کہ وہ صحابہ کو بلائیں، پس سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے پکارا اور اپنی آواز سے وادی بھر دی، انھوں نے کہا: بیعتِ رضوان والو! کہاں ہو؟

یہ سن کر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس طرح مڑے، جیسے گائے اپنے بچوں پر مڑتی ہے اور وہ یوں کہتے ہوئے آئے: ہاں ہاں آئے آئے۔

اس طرح جب سو آدمی جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے دشمن کا سامنا کیا اور لڑائی شروع کر دی، صحابہ کی تعداد بڑھتی گئی اور دھواں دھار جنگ شروع ہوگئی، اور مشرکین نے میدان چھوڑنا شروع کر دیا، مزید تفصیل کے لیے درج ذیل احادیث کا مطالعہ کریں، نیز سیرت کی کسی کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

اس غزوے میں غنیمت کی مقدار یہ تھی:

تقریباً چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار سے زائد بکریاں، چار ہزار اوقیے یعنی ایک لاکھ ساٹھ ہزار درہم چاندی اور عورتیں اور بچے چھ ہزار تھے۔ ان سب کو جعرانہ میں جمع کر کے سیدنا مسعود بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ کو ان کا نگران مقرر کیا۔

(۱۰۸۹۷)۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْفِهْرِيِّ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ حُنَيْنٍ، فَسِرْنَا فِي يَوْمٍ قَائِظٍ شَدِيدِ الْحَرِّ، فَنَزَلْنَا تَحْتَ ظِلَالِ الشَّجَرِ، فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ لَبِسْتُ لَأْمَتِي وَرَكِبْتُ فَرَسِي فَانْطَلَقْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي فُسْطَاطِهِ، فَقُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ حَانَ الرَّوَاحُ، فَقَالَ: ((أَجَلْ۔)) فَقَالَ: ((يَا بِلَالُ!)) فَثَارَ مِنْ تَحْتِ سَمُرَةٍ كَأَنَّ ظِلَّهُ ظِلُّ طَائِرٍ، فَقَالَ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، وَأَنَا فِدَاؤُكَ فَقَالَ: ((أَسْرِجْ لِي فَرَسِي۔)) فَأَخْرَجَ سَرْجًا دَفَّتَاهُ مِنْ لِيفٍ لَيْسَ فِيهِمَا أَشَرٌ وَلَا بَطَرٌ، قَالَ: فَأَسْرَجَ قَالَ: فَرَكِبَ وَرَكِبْنَا فَصَافَفْنَاهُمْ عَشِيَّتَنَا وَلَيْلَتَنَا فَتَشَامَّتِ الْخَيْلَانِ فَوَلَّى الْمُسْلِمُونَ مُدْبِرِينَ كَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا عِبَادَ اللّٰهِ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ! أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ۔)) قَالَ: ثُمَّ اقْتَحَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ فَرَسِهِ فَأَخَذَ كَفًّا مِنْ تُرَابٍ فَأَخْبَرَنِي الَّذِي كَانَ أَدْنَى إِلَيْهِ مِنِّي ضَرَبَ بِهِ وُجُوهَهُمْ، وَقَالَ: ((شَاهَتِ الْوُجُوهُ۔)) فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ:

سیدنا ابو عبدالرحمن فہری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں غزوۂ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، ہم شدید گرمی والے ایک دن میں چلتے رہے، ہم نے درختوں کے سائے کے نیچے قیام کیا، جب سورج ڈھل گیا تو میں نے اپنے ہتھیار سجا لیے اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہوا، آپ ﷺ ایک خیمہ میں تھے، میں نے کہا: اللہ کے رسول! آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو، روانگی کا وقت ہو چکا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں، پھر آپ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو آواز دی، وہ ایک کیکر یا ببول کے نیچے سے جلدی سے اُٹھ کر آئے، اس کا سایہ پرندے کے سائے کی طرح تھا، انہوں نے کہا: میں آپ پر قربان جاؤں، میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے گھوڑے پر زین کسو۔'' انہوں نے زین نکالی، جس کے دونوں پہلو کھجور کی جالی دار چھلی کے تھے، جن میں فخر وغرور کا کوئی عنصر نہ تھا، پس انہوں نے زین کس دی۔ آپ ﷺ گھوڑے پر سوار ہو گئے اور ہم بھی اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہو گئے، جب ہم دن کے پچھلے پہر اور ساری رات دشمن کے بالمقابل صف آراء رہے۔ دونوں گروہوں کی انتہائی کوشش تھی کہ وہ اپنے فریق مخالف پر غالب رہے، مسلمان پیٹھ دے کر ہٹ آئے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا قرآن کریم میں تذکرہ کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے بندو! میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔'' پھر آپ ﷺ فرمایا: ''اے مہاجرین کی جماعت! میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔'' پھر آپ ﷺ اپنے گھوڑے سے اتر آئے اور جو آدمی میری نسبت آپ ﷺ کے

(۱۰۸۹۷) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابن ابی شيبة: ١٤/ ٥٢٩، والدارمی: ٢٤٥٢، والطبرانی: ٢٢/ ٧٤١ (انظر: ٢٢٤٦٧)

فَحَدَّثَنِي أَبْنَاؤُهُمْ عَنْ آبَائِهِمْ أَنَّهُمْ قَالُوا: لَمْ يَبْقَ مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا امْتَلَأَتْ عَيْنَاهُ وَفَمُهُ تُرَابًا، وَسَمِعْنَا صَلْصَلَةً بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ كَإِمْرَارِ الْحَدِيدِ عَلَى الطَّسْتِ الْحَدِيدِ.
(مسند احمد: ٢٢٨٣٤)

قریب تر تھا، اس نے بتایا کہ آپ ﷺ نے مٹھی بھر مٹی لے کر ان کے چہروں کی طرف پھینکی اور فرمایا: ''یہ چہرے رسوا اور ذلیل ہو گئے۔'' پھر اللہ تعالیٰ نے کفار کو ہزیمت دی۔ یحییٰ بن عطاء نے حماد بن سلمہ کو بیان کیا کہ کفار کی اولاد نے اپنے آباء سے روایت کیا کہ انہوں نے بتایا کہ ہم میں سے ہر ایک کی آنکھیں اور منہ مٹی سے بھر گئے اور ہم نے آسمان اور زمین کے درمیان ایسی آواز سنی، جیسے لوہے کے تھال پر لوہا گھسیٹنے سے پیدا ہوتی ہے۔

فوائد:...... غزوہ کی ابتدا میں مسلمانوں کی شکست کی دو وجوہات ہیں

۱۔ لشکرِ اسلام کو چھپے ہوئے دشمن کا علم نہ تھا، ابھی وہ اتر ہی رہا تھا کہ اچانک دشمن نے ٹڈی دل کی طرح تیروں کی بارش کر دی، پھر وہ فرد واحد کی طرف ٹوٹ پڑا، اس اچانک حملے سے ہراول دستے میں اضطراب پھیل گیا اور اس میں موجود مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔

۲۔ ایک مسلمان نے کہا تھا کہ اس غزوہ میں ہم قلت کی وجہ سے شکست نہیں کھائیں گے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ﴾ ...... ''بلاشبہ یقیناً اللہ نے بہت سی جگہوں میں تمھاری مدد فرمائی اور حنین کے دن بھی، جب تمھاری کثرت نے تمھیں خود پسند بنا دیا، پھر وہ تمھارے کچھ کام نہ آئی اور تم پر زمین تنگ ہوگئی، باوجود اس کے کہ وہ فراخ تھی، پھر تم پیٹھ پھیرتے ہوئے لوٹ گئے۔'' (سورۂ توبہ: ۲۵)

گویا معاملہ ایسا نہیں ہے، اسلامی لشکر کی بنیاد اللہ تعالیٰ پر توکل ہے۔

(١٠٨٩٨)۔ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حُنَيْنًا، قَالَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَمَا مَعَهُ إِلَّا أَنَا وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَلَزِمْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ نُفَارِقْهُ، وَهُوَ عَلَى بَغْلَةٍ شَهْبَاءَ، وَرُبَّمَا قَالَ مَعْمَرٌ: بَيْضَاءَ، أَهْدَاهَا لَهُ فَرْوَةُ بْنُ نَعَامَةَ الْجُذَامِيُّ، فَلَمَّا الْتَقَى الْمُسْلِمُونَ

سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوۂ حنین میں شریک تھا، میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ صرف میں اور سیدنا ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ رہ گئے تھے، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ رہے اور ہم آپ ﷺ سے جدا نہیں ہوئے، آپ اپنے سفید خچر پر سوار تھے، یہ خچر آپ ﷺ کو فروہ بن نعامہ جزامی نے بطور ہدیہ بھیجا تھا، جب مسلمانوں اور کفار کا مقابلہ ہوا تو مسلمان پیٹھ دے کر بھاگ اُٹھے

(١٠٨٩٨) تخريج: أخرجه مسلم: ١٧٧٥ (انظر: ١٧٧٥)

وَالْكُفَّارُ وَلَّى الْمُسْلِمُونَ مُدْبِرِينَ، وَطَفِقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَرْكُضُ بَغْلَتَهُ قِبَلَ الْكُفَّارِ، قَالَ الْعَبَّاسُ: وَأَنَا آخِذٌ بِلِجَامِ بَغْلَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَكُفُّهَا، وَهُوَ لَا يَأْلُو مَا أَسْرَعَ نَحْوَ الْمُشْرِكِينَ، وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ آخِذٌ بِغَرْزِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا عَبَّاسُ! نَادِ يَا أَصْحَابَ السَّمُرَةِ۔)) قَالَ وَكُنْتُ رَجُلًا صَيِّتًا فَقُلْتُ بِأَعْلَى صَوْتِي: أَيْنَ أَصْحَابُ السَّمُرَةِ؟ قَالَ: فَوَاللّٰهِ لَكَأَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِينَ سَمِعُوا صَوْتِي عَطْفَةُ الْبَقَرِ عَلَى أَوْلَادِهَا، فَقَالُوا: يَا لَبَّيْكَ يَا لَبَّيْكَ، وَأَقْبَلَ الْمُسْلِمُونَ فَاقْتَتَلُوا هُمْ وَالْكُفَّارُ، فَنَادَتِ الْأَنْصَارُ يَقُولُونَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ ثُمَّ قَصَّرَتِ الدَّاعُونَ عَلَى بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ فَنَادَوْا: يَا بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، قَالَ: فَنَظَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى بَغْلَتِهِ كَالْمُتَطَاوِلِ عَلَيْهَا إِلَى قِتَالِهِمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((هٰذَا حِينَ حَمِيَ الْوَطِيسُ۔)) قَالَ: ثُمَّ أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَصَيَاتٍ فَرَمَى بِهِنَّ وُجُوهَ الْكُفَّارِ، ثُمَّ قَالَ: ((انْهَزَمُوا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، انْهَزَمُوا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ۔)) قَالَ: فَذَهَبْتُ أَنْظُرُ فَإِذَا الْقِتَالُ عَلَى هَيْئَتِهِ فِيمَا أَرٰى، قَالَ: فَوَاللّٰهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَمَاهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِحَصَيَاتِهِ فَمَا زِلْتُ أَرٰى حَدَّهُمْ كَلِيلًا وَأَمْرَهُمْ مُدْبِرًا حَتّٰى هَزَمَهُمُ اللّٰهُ،

اور رسول اللہ ﷺ اپنے خچر کو ایڑ لگا کر کفار کی طرف بڑھنے لگے، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے خچر کی باگ کو پکڑے ہوئے تھا، اسے ذرا روکنے کی کوشش کرتا لیکن آپ کوشش کر کے تیزی سے مشرکین کی طرف بڑھتے رہے۔ ابو سفیان بن حارث رسول اللہ ﷺ کی رکاب کو تھامے ہوئے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عباس! اصحاب سمرہ کو آواز دو۔'' (یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے کیکر یا ببول کے درخت کے نیچے بیعت کی تھی)، وہ بلند آواز والے آدمی تھے، انھوں نے کہا: اصحاب سمرہ کہاں ہیں؟ اللہ کی قسم ان لوگوں نے میری آواز سنی تو فوراً اس طرح واپس آئے، جیسے گائے اپنے بچے کی طرف دوڑ کر آتی ہے اور انہوں نے آتے ہی کہا: جی ہم حاضر ہیں، جی ہم حاضر ہیں، باقی مسلمان بھی لوٹ آئے، ان کے اور کفار کے درمیان لڑائی ہوئی۔ انصار نے ایک دوسرے کو بلایا: اے انصار کی جماعت! پھر بلانے والوں نے اپنے جدا اعلیٰ کے نام سے پکارنے پر اکتفا کیا اور کہا: اے حارث بن خزرج کی اولاد! رسول اللہ ﷺ نے اپنے خچر کے اوپر سے نظر لمبی کر کے میدانِ قتال کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''اب میدان گرم ہوا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے چند کنکریاں لے کر ان کو کفار کے چہروں پر پھینکا اور فرمایا: ''رب کعبہ کی قسم! رب کعبہ کی قسم! وہ شکست خوردہ ہو کر فرار ہو گئے۔'' میں نے دیکھا تو مجھے یوں لگا جیسے لڑائی اسی طرح جاری ہے، اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کے کنکریاں پھینکنے کی دیر تھی کہ میں نے ان کی دھار کو کند دیکھا، یعنی ان کے حوصلے پست ہو گئے اور ان کی حالت کمزور ہو گئی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست سے دو چار کر دیا، گویا یہ منظر اب بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے پیچھے اپنے خچر کو ایڑ لگا رہے تھے۔

قَالَ: وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَرْكُضُ خَلْفَهُمْ عَلَى بَغْلَتِهِ۔ (مسند احمد: ١٧٧٥)

(١٠٨٩٩)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ عَبَّاسٌ وَأَبُو سُفْيَانَ مَعَهُ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: فَخَطَبَهُمْ وَقَالَ: ((الْآنَ حَمِيَ الْوَطِيسُ۔)) وَقَالَ: ((نَادِ: يَا أَصْحَابَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ۔)) (مسند احمد: ١٧٧٦)

(دوسری سند) کثیر بن عباس سے مروی ہے کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہ گئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب تنور یعنی میدان گرم ہوا ہے۔'' اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم یوں آواز دو: اے سورۂ بقرہ والو!''

فوائد:...... میدان جنگ سے فرار اختیار کرنے والوں کو بلانے کے لیے سورۂ بقرہ کا ذکر کرنا، اس سے سورۂ بقرہ کی درج ذیل تین آیات میں سے کسی آیت کی طرف اشارہ ہوسکتا ہے:

(۱)...... ﴿فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُو اللّٰهِ كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصَّابِرِينَ۔﴾...... ''پھر جب طالوت لشکروں کو لے کر جدا ہوا تو کہا بے شک اللہ ایک نہر کے ساتھ تمھاری آزمائش کرنے والا ہے، پس جس نے اس میں سے پیا تو وہ مجھ سے نہیں اور جس نے اسے نہ چکھا تو بے شک وہ مجھ سے ہے، مگر جو اپنے ہاتھ سے ایک چلو بھر پانی لے لے۔ تو ان میں سے تھوڑے لوگوں کے سوا سب نے اس سے پی لیا۔ تو جب وہ اور اس کے ساتھ وہ لوگ نہر سے پار ہوگئے جو ایمان لائے تھے، تو انھوں نے کہا آج ہمارے پاس جالوت اور اس کے لشکروں سے مقابلے کی کوئی طاقت نہیں۔ جو لوگ سمجھتے تھے کہ یقیناً وہ اللہ سے ملنے والے ہیں انھوں نے کہا کتنی ہی تھوڑی جماعتیں زیادہ جماعتوں پر اللہ کے حکم سے غالب آ گئیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔'' (سورۂ بقرہ: ۲۴۹)

(۲)...... ﴿يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ وَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ۔﴾...... ''اے بنی اسرائیل! میری نعمت یاد کرو جو میں نے تم پر انعام کی اور تم میرا عہد پورا کرو، میں تمھارا عہد پورا کروں گا اور صرف مجھی سے پس ڈرو۔'' (سورۂ بقرہ: ۴۰)

(۳)...... ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ۔﴾...... ''اور لوگوں میں سے بعض وہ ہے جو اللہ کی رضا مندی تلاش کرنے کے لیے اپنی جان بیچ دیتا ہے اور اللہ بندوں پر بے حد نرمی کرنے والا ہے۔'' (سورۂ بقرہ: ۲۰۷)

(١٠٨٩٩) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۰۹۰۰)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ، قَالَ: فَوَلّٰى عَنْهُ النَّاسُ وَثَبَتَ مَعَهُ ثَمَانُونَ رَجُلًا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ، فَنَكَصْنَا عَلٰى أَقْدَامِنَا نَحْوًا مِنْ ثَمَانِينَ قَدَمًا وَلَمْ نُوَلِّهِمُ الدُّبُرَ، وَهُمُ الَّذِينَ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةَ، قَالَ: وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى بَغْلَتِهِ يَمْضِي قُدُمًا فَحَادَتْ بِهِ بَغْلَتُهُ، فَمَالَ عَنِ السَّرْجِ فَقُلْتُ لَهُ: ارْتَفِعْ رَفَعَكَ اللّٰهُ، فَقَالَ: ((نَاوِلْنِي كَفًّا مِنْ تُرَابٍ۔)) فَضَرَبَ بِهِ وُجُوهَهُمْ فَامْتَلَأَتْ أَعْيُنُهُمْ تُرَابًا، ثُمَّ قَالَ: ((أَيْنَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ؟)) قُلْتُ: هُمْ أُولَاءِ قَالَ: ((اهْتِفْ بِهِمْ۔)) فَهَتَفْتُ بِهِمْ فَجَاءُوا وَسُيُوفُهُمْ بِأَيْمَانِهِمْ كَأَنَّهَا الشُّهُبُ، وَوَلَّى الْمُشْرِكُونَ أَدْبَارَهُمْ۔ (مسند احمد: ٤٣٣٦)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حنین کے دن میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا، لوگ پیٹھ دے کر اور آپ ﷺ کو میدان میں چھوڑ کر فرار ہونے لگے، آپ ﷺ کے ساتھ صرف اسی مہاجرین اور انصار باقی رہ گئے تھے، ہم اپنے قدموں پر تقریباً اسی قدم پیچھے ہٹے تھے اور ہم نے کفار کو پیٹھ نہیں دکھائی تھی، انہی لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے سکینت نازل کی تھی اور رسول اللہ ﷺ اپنے خچر پر سوار ہو کر آگے بڑھتے گئے۔ آپ ﷺ کا خچر بدکا اور آپ ﷺ اس کی کاٹھی سے ذرا اُچھلے، میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا: آپ سیدھے ہو جائیں، اللہ آپ کو مزید بلند کرے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ایک مٹھی بھر مٹی پکڑاؤ۔'' آپ ﷺ نے وہ مٹی کفار کے چہروں کی طرف پھینکی، ان کی آنکھیں مٹی سے بھر گئی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''مہاجرین اور انصار کہاں ہیں؟'' میں نے عرض کیا: وہ لوگ ادھر ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کو آواز دے کر بلاؤ۔'' میں نے ان کو آواز دے کر بلایا، وہ سب آگئے، ان کی تلواریں ان کے ہاتھوں میں تھیں۔ یوں لگتا تھا کہ وہ آگ کے شعلے ہیں، اس کے بعد مشرکین پیٹھ دکھا کر بھاگ گئے۔

(۱۰۹۰۱)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: فَتَحْنَا مَكَّةَ ثُمَّ إِنَّا غَزَوْنَا حُنَيْنًا: فَجَاءَ الْمُشْرِكُونَ بِأَحْسَنِ صُفُوفٍ رَأَيْتُ أَوْ رَأَيْتَ، فَصُفَّ الْخَيْلُ، ثُمَّ صُفَّتِ الْمُقَاتِلَةُ، ثُمَّ صُفَّتِ النِّسَاءُ مِنْ وَرَاءِ ذٰلِكَ، ثُمَّ صُفَّتِ الْغَنَمُ،

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے مکہ مکرمہ کو فتح کر لیا، پھر ہم نے حنین پر چڑھائی کی، اس موقع پر مشرکین اس قدر عمدہ صف بندی کر کے آئے کہ میں نے اور تم نے اس سے بہتر صف بندی نہیں دیکھی ہوگی۔ سب سے پہلے گھوڑوں کی قطار بنائی گئی، پھر پیدل جنگ جو لوگوں کی قطار تھی، ان کے

(۱۰۹۰۰) تخریج: اسنادہ ضعیف، عبد الرحمن والد القاسم یترجح عدم سماعہ ھذا الخبر من ابیہ، أخرجہ الطبرانی فی "المعجم الکبیر": ۱۰۳۵۱، والحاکم: ۲/ ۱۱۷، والبزار: ۱۸۲۹ (انظر: ٤٣٣٦)

(۱۰۹۰۱) تخریج: أخرجہ مسلم: ۱۰۵۹ (انظر: ۱۲۶۰۸)

ثُمَّ صُفَّتِ النَّعَمُ، قَالَ: وَنَحْنُ بَشَرٌ كَثِيرٌ قَدْ بَلَغْنَا سِتَّةَ آلَافٍ وَعَلَى مُجَنِّبَةِ خَيْلِنَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، قَالَ: فَجَعَلَتْ خُيُولُنَا تَلُوذُ خَلْفَ ظُهُورِنَا، قَالَ: فَلَمْ نَلْبَثْ أَنْ انْكَشَفَتْ خُيُولُنَا، وَفَرَّتِ الْأَعْرَابُ وَمَنْ نَعْلَمُ مِنَ النَّاسِ، قَالَ: فَنَادَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا لَلْمُهَاجِرِينَ! يَا لَلْمُهَاجِرِينَ!)) ثُمَّ قَالَ: ((يَا لَلْأَنْصَارِ! يَا لَلْأَنْصَارِ!)) قَالَ أَنَسٌ: هٰذَا حَدِيثُ ❶ عِمِّيَّةٍ، قَالَ: قُلْنَا: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: فَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَيْمُ اللّٰهِ! مَا أَتَيْنَاهُمْ حَتّٰى هَزَمَهُمُ اللّٰهُ، قَالَ: فَقَبَضْنَا ذٰلِكَ الْمَالَ ثُمَّ انْطَلَقْنَا إِلَى الطَّائِفِ فَحَاصَرْنَاهُمْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، ثُمَّ رَجَعْنَا إِلَى مَكَّةَ، قَالَ: فَنَزَلْنَا فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعْطِي الرَّجُلَ الْمِائَةَ، وَيُعْطِي الرَّجُلَ الْمِائَةَ، قَالَ: فَتَحَدَّثَ الْأَنْصَارُ بَيْنَهَا أَمَّا مَنْ قَاتَلَهُ فَيُعْطِيهِ، وَأَمَّا مَنْ لَمْ يُقَاتِلْهُ فَلَا يُعْطِيهِ، قَالَ: فَرُفِعَ الْحَدِيثُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ أَمَرَ بِسَرَاةِ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ أَنْ يَدْخُلُوا عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((لَا يَدْخُلْ عَلَيَّ إِلَّا أَنْصَارِيٌّ أَوِ الْأَنْصَارُ.)) قَالَ: فَدَخَلْنَا الْقُبَّةَ حَتّٰى مَلَأْنَا الْقُبَّةَ، قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! (أَوْ كَمَا قَالَ) مَا حَدِيثٌ أَتَانِي؟)) قَالُوْا: مَا أَتَاكَ

پیچھے عورتوں کی قطار تھی، ان کے پیچھے بکریوں کی اور ان سے پیچھے اونٹوں کی، ہماری بھی بہت تعداد تھی، ہم چھ ہزار کی تعداد کو پہنچ رہے تھے اور ہمارے گھڑ سواروں کے جو دستے لشکر کے دونوں پہلوؤں میں تھے، ان کے سربراہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے، ہمارے گھوڑے ہماری سواریوں اونٹوں کی پناہ ڈھونڈنے لگے، تھوڑی دیر گزری تھی کہ ہمارے گھوڑے بھاگ اُٹھے اور دیہاتی لوگ اور جن لوگوں کو ہم پہنچانتے تھے، وہ سب فرار ہونے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے آوازیں دیں: "او مہاجرو! او مہاجرو!" پھر آپ ﷺ نے انصار کو آواز دی اور فرمایا: "او انصاریو! او انصاریو!" سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے جو مجھے میرے چچا نے بیان کی ہیں، (اور قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے جو مجھے بہت سے لوگوں نے بیان کی ہے۔) وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی پکار پر ہم سب نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم حاضر ہیں، تب اللہ کے رسول آگے بڑھے، اللہ کی قسم! ہمارے ان کے پاس پہنچتے ہی اللہ تعالیٰ نے ان دشمنوں کو شکست سے دو چار کر دیا۔ ہم نے وہ سارا مال اپنے قبضے میں لے لیا، پھر ہم طائف کی طرف چل دیئے، ہم نے چالیس دن تک ان کا محاصرہ کئے رکھا، اس کے بعد ہم مکہ مکرمہ کی طرف واپس لوٹ آئے، ہم یہاں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے ایک ایک آدمی کو سو سو (اونٹ) دینا شروع کیے، انصار آپس میں کچھ ایسی باتیں کرنے لگے کہ جن لوگوں نے آپ ﷺ سے لڑائیاں کیں، آپ ﷺ ان ہی کو دے رہے ہیں اور جن لوگوں نے آپ سے کبھی لڑائی نہیں کی، آپ ﷺ ان کو نہیں دے

---

❶ "حَدِيثُ عِمِّيَّةٍ" کے حوالے سے مختلف توجیہات کے لیے شرح النووی ملاحظہ فرمائیں۔ (عبداللہ رفیق)

يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((مَا حَدِيثٌ أَتَانِي؟)) قَالُوا: مَا أَتَاكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((أَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ، وَتَذْهَبُونَ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى تَدْخُلُوا بُيُوتَكُمْ؟)) قَالُوْا: رَضِينَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ أَخَذَ النَّاسُ شِعْبًا وَأَخَذَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَأَخَذْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ۔)) قَالُوْا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! رَضِينَا، قَالَ: ((فَارْضَوْا۔)) أَوْ كَمَا قَالَ۔ (مسند احمد: ١٢٦٣٥)

رہے۔ جب یہ بات رسول اللہ ﷺ تک جا پہنچی، آپ ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے سرکردہ لوگوں کو اپنے پاس بلوا کر فرمایا: ”انصار کے سوا کوئی دوسرا آدمی میرے پاس نہ آئے۔“ ہم خیمہ کے اندر چلے گئے، خیمہ بھر گیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اے انصار کی جماعت! یہ مجھ تک کیا بات پہنچی ہے؟“ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ تک کون سی بات پہنچی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ لوگ اموال لے کر جائیں اور تم اللہ کے رسول کو اپنے گھروں میں ساتھ لے کر جاؤ؟“ وہ سب کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! ہم راضی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر تم اسی پر راضی رہو۔“

بَابُ مَا جَاءَ فِي مَكَائِدِ الْحَرْبِ وَسَبَبِ انْهِزَامِ الْمُسْلِمِينَ أَوَّلًا وَثُبُوتِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَكَابِرِ أَصْحَابِهِ وَآلِ بَيْتِهِ

لڑائی کی تدبیروں، ابتدائی طور پر مسلمانوں کی شکست کے سبب اور نبی کریم ﷺ، اکابر صحابہ اور آلِ بیت کی ثابت قدمی کا بیان

(١٠٩٠٢)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: لَمَّا اسْتَقْبَلْنَا وَادِيَ حُنَيْنٍ قَالَ: انْحَدَرْنَا فِي وَادٍ مِنْ أَوْدِيَةِ تِهَامَةَ أَجْوَفَ حَطُوطٍ، إِنَّمَا نَنْحَدِرُ فِيهِ انْحِدَارًا، قَالَ: وَفِي عِمَايَةِ الصُّبْحِ، وَقَدْ كَانَ الْقَوْمُ كَمَنُوا لَنَا فِي شِعَابِهِ وَفِي أَجْنَابِهِ وَمَضَايِقِهِ قَدْ أَجْمَعُوا وَتَهَيَّئُوا وَأَعَدُّوا، قَالَ: فَوَاللّٰهِ! مَا رَاعَنَا وَنَحْنُ مُنْحَطُّونَ إِلَّا الْكَتَائِبُ، قَدْ شَدَّتْ عَلَيْنَا شَدَّةَ رَجُلٍ وَاحِدٍ، وَانْهَزَمَ النَّاسُ رَاجِعِينَ، فَاسْتَمَرُّوا لَا يَلْوِي أَحَدٌ مِنْهُمْ

عبدالرحمٰن بن جابر سے مروی ہے، وہ اپنے والد سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: جب ہم وادیٔ حنین کے سامنے پہنچے تو ہمارا گزر تہامہ کی ایک ایسی وادی سے ہوا، جو کافی وسیع اور چوڑی تھی اور بلندی سے پستی کی طرف مائل تھی، ہم اس میں اوپر سے نیچے کی طرف اترے جا رہے تھے، صبح کے جھٹ پٹے کا وقت تھا، دشمن ہمارے مقابلہ کے لیے وادی کے پہاڑوں کی گھاٹیوں میں مختلف مقامات اور تنگ جگہوں میں چھپے ہوئے تھے، وہ ہمارے مقابلہ کے لیے جمع تھے اور پوری طرح تیار تھے۔ اللہ کی قسم! ہم وادی میں نیچے کو اترتے جا رہے تھے کہ ان کے دستوں نے ہم پر یک بارگی حملہ

(١٠٩٠٢) تخريج: اسناده حسن، أخرجه البزار: ١٨٣٤، وابويعلى: ١٨٦٢، وابن حبان: ٤٧٧٤ (انظر: ١٥٠٢٧)

عَلٰی أَحَدٍ، وَانْحَازَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ الْیَمِینِ، ثُمَّ قَالَ: ((إِلَیَّ أَیُّهَا النَّاسُ، هَلُمَّ إِلَیَّ، أَنَا رَسُولُ اللّٰهِ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ.)) قَالَ: فَلَا شَیْئَ احْتَمَلَتِ الْإِبِلُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَانْطَلَقَ النَّاسُ إِلَّا أَنَّ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَهْطًا مِنَ الْمُهَاجِرِینَ وَالْأَنْصَارِ، وَأَهْلِ بَیْتِهِ غَیْرَ کَثِیرٍ، وَفِیمَنْ ثَبَتَ مَعَهُ ﷺ أَبُو بَکْرٍ وَعُمَرُ، وَمِنْ أَهْلِ بَیْتِهِ عَلِیُّ بْنُ أَبِی طَالِبٍ وَالْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَابْنُهُ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ، وَأَبُو سُفْیَانَ بْنُ الْحَارِثِ، وَرَبِیعَةُ بْنُ الْحَارِثِ، وَأَیْمَنُ بْنُ عُبَیْدٍ وَهُوَ ابْنُ أُمِّ أَیْمَنَ، وَأُسَامَةُ بْنُ زَیْدٍ، قَالَ: وَرَجُلٌ مِنْ هَوَازِنَ عَلَی جَمَلٍ لَهُ أَحْمَرَ، فِی یَدِهِ رَایَةٌ لَهُ سَوْدَاءُ فِی رَأْسِ رُمْحٍ طَوِیلٍ لَهُ أَمَامَ النَّاسِ، وَهَوَازِنُ خَلْفَهُ، فَإِذَا أَدْرَکَ طَعَنَ بِرُمْحِهِ وَإِذَا فَاتَهُ النَّاسُ رَفَعَهُ لِمَنْ وَرَاءَهُ فَاتَّبَعُوهُ. (مسند احمد: ۱۵۰۹۱)

کر دیا، ہمارے لوگ اس اچانک حملے سے بدحواس ہو کر شکست خوردہ ہو کر دوڑ گئے۔ کوئی کسی کی طرف دیکھتا نہیں تھا، رسول اللہ ﷺ بھی راستے سے دائیں طرف ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! میری طرف آ جاؤ، میرے پاس آ جاؤ، میں اللہ کا رسول ہوں، میں محمد بن عبداللہ ہوں۔'' وقتی طور پر کسی نے جواب نہ دیا، اونٹ ایک دوسرے پر غضبا نک ہوکر بھاگ رہے تھے لوگ چل رہے تھے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ کچھ مہاجرین وانصار اور اہل بیت کے کچھ افراد رہ گئے۔ آپ کے پاس رہ جانے والوں میں سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما اور اہل بیت میں سے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، ان کے فرزند سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ، سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حارث، سیدنا ربیعہ بن حارث رضی اللہ عنہ، سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کے بیٹے سیدنا ایمن بن عبید اور سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے نام ہیں۔ بنو ہوازن کا ایک فرد جو سرخ اونٹ پر سوار تھا، اور اس کے ہاتھ میں طویل نیزے کے سرے پر سیاہ علم لہرا رہا تھا، وہ اپنے قبیلہ کے آگے آگے تھا اور باقی سارا بنو ہوازن اس کی اقتداء میں چلا جا رہا تھا، جب راستے میں کوئی مسلمان ملتا وہ اس پر نیزے کا وار کر دیتا اور جب لوگ گزر جاتے تو اپنے جھنڈے کو اپنے پیچھے والوں کی راہنمائی کے لیے بلند کر دیتا اور لوگ اس کے پیچھے پیچھے چلتے۔

فوائد:...... حدیث نمبر (۱۰۸۹۷) کے فوائد میں شکست کی وجہ بیان کی گئی ہے۔

(۱۰۹۰۳)۔ قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ وَحَدَّثَنِی عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ أَبِیهِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: بَیْنَا ذٰلِکَ الرَّجُلُ مِنْ هَوَازِنَ صَاحِبُ الرَّایَةِ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: وہ ہوازن کا علم بردار آدمی اپنے اونٹ پر سوار ایسی ہی کاروائیاں کرتا جا رہا تھا کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری شخص اس کی طرف گئے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس کے پیچھے جا کر

(۱۰۹۰۳) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجه البزار: ۱۸۳٤، وابو یعلی: ۱۸٦۲، وابن حبان: ٤۷۷٤ (انظر: ۱۵۰۲۷)

عَلٰى جَمَلِهِ، ذٰلِكَ يَصْنَعُ مَا يَصْنَعُ، إِذْ هَوٰى لَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُرِيدَانِهِ، قَالَ: فَيَأْتِيهِ عَلِيٌّ مِنْ خَلْفِهِ فَضَرَبَ عُرْقُوبَيِ الْجَمَلِ فَوَقَعَ عَلٰى عَجُزِهِ، وَوَثَبَ الْأَنْصَارِيُّ عَلَى الرَّجُلِ فَضَرَبَهُ ضَرْبَةً أَطَنَّ قَدَمَهُ بِنِصْفِ سَاقِهِ، فَانْعَجَفَ عَنْ رَحْلِهِ، وَاجْتَلَدَ النَّاسُ فَوَاللّٰهِ! مَا رَجَعَتْ رَاجِعَةُ النَّاسِ مِنْ هَزِيمَتِهِمْ حَتّٰى وَجَدُوا الْأَسْرٰى مُكَتَّفِينَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۱۵۰۹۲)

اونٹ کی کونچوں پر وار کیا، اونٹ اپنے پیچھے کے بل گر پڑا، انصاری نے پھرتی سے دوڑ کر اس پر وار کر کے نصف پنڈلی سے اس کا پاؤں کاٹ ڈالا، جس سے ہڈی کے ٹوٹنے کی آواز بھی آئی، پس وہ اپنے اونٹ سے نیچے جا گرا اور مسلمانوں نے جرأت و بہادری کا مظاہرہ کیا، اللہ کی قسم! یہ شکست خوردہ مسلمان جب پلٹ کر آئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس دشمن قیدیوں کو اس حال میں پایا کہ ان کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔

(۱۰۹۰٤)۔ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ مِنْ قَيْسٍ فَقَالَ: أَفَرَرْتُمْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ؟ فَقَالَ الْبَرَاءُ: وَلٰكِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَفِرَّ، كَانَتْ هَوَازِنُ نَاسًا رُمَاةً، وَإِنَّا لَمَّا حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ انْكَشَفُوا، فَأَكْبَبْنَا عَلَى الْغَنَائِمِ فَاسْتَقْبَلُونَا بِالسِّهَامِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ، وَإِنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ الْحَارِثِ آخِذٌ بِلِجَامِهَا، وَهُوَ يَقُولُ: ((أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ۔)) (مسند احمد: ۱۸٦٦۷)

ابو اسحاق سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، جبکہ بنو قیس کے ایک آدمی نے ان سے سوال کیا کہ کیا آپ لوگ غزوۂ حنین کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر فرار ہو گئے تھے؟ انھوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ تو فرار نہیں ہوئے تھے، دراصل بنو ہوازن ماہر تیر انداز تھے، جب ہم نے ان پر حملہ کیا تو وہ تتر بتر ہو گئے۔ ہم اموالِ غنیمت جمع کرنے لگے، انہوں نے تیروں کے ذریعے ہمارا سامنا کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ اپنے سفید خچر پر سوار تھے، اور ابو سفیان بن حارث رضی اللہ عنہ اس کی باگ کو تھامے ہوئے تھے، اور آپ ﷺ یہ رجز کہتے جاتے تھے۔ "أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ" (میں اللہ کا نبی ہوں، اس میں کوئی جھوٹ نہیں اور میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں)۔

(۱۰۹۰۵)۔ حَدَّثَنَا إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے

(۱۰۹۰٤) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۸٦٤، ٤۳۱۷، ومسلم: ۱۷۷٦ (انظر: ۱۸٤۷۵)

(۱۰۹۰۵) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۷۵٤ (انظر: ۱٦۵۳٦)

عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ هَوَازِنَ وَغَطَفَانَ، فَبَيْنَمَا نَحْنُ كَذٰلِكَ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ عَلٰى جَمَلٍ أَحْمَرَ فَانْتَزَعَ شَيْئًا مِنْ حَقَبِ الْبَعِيرِ فَقَيَّدَ بِهِ الْبَعِيرَ، ثُمَّ جَاءَ يَمْشِي حَتّٰى قَعَدَ مَعَنَا يَتَغَدّٰى، قَالَ: فَنَظَرَ فِي الْقَوْمِ فَإِذَا ظَهْرُهُمْ فِيهِ قِلَّةٌ، وَأَكْثَرُهُمْ مُشَاةٌ، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَى الْقَوْمِ خَرَجَ يَعْدُو، قَالَ: فَأَتٰى بَعِيرَهُ فَقَعَدَ عَلَيْهِ، قَالَ: فَخَرَجَ يَرْكُضُهُ وَهُوَ طَلِيعَةٌ لِلْكُفَّارِ، فَاتَّبَعَهُ رَجُلٌ مِنَّا مِنْ أَسْلَمَ عَلٰى نَاقَةٍ لَهُ وَرْقَاءَ، قَالَ إِيَاسٌ: قَالَ أَبِي: فَاتَّبَعْتُهُ أَعْدُو عَلٰى رِجْلَيَّ، قَالَ: وَرَأْسُ النَّاقَةِ عِنْدَ وَرِكِ الْجَمَلِ، قَالَ: وَلَحِقْتُهُ فَكُنْتُ عِنْدَ وَرِكِ النَّاقَةِ، وَتَقَدَّمْتُ حَتّٰى كُنْتُ عِنْدَ وَرِكِ الْجَمَلِ، ثُمَّ تَقَدَّمْتُ حَتّٰى أَخَذْتُ بِخِطَامِ الْجَمَلِ، فَقُلْتُ لَهُ: إِخْ، فَلَمَّا وَضَعَ الْجَمَلُ رُكْبَتَهُ إِلَى الْأَرْضِ اخْتَرَطْتُ سَيْفِي فَضَرَبْتُ رَأْسَهُ فَنَدَرَ، ثُمَّ جِئْتُ بِرَاحِلَتِهِ أَقُودُهَا فَاسْتَقْبَلَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَعَ النَّاسِ، قَالَ: ((مَنْ قَتَلَ هٰذَا الرَّجُلَ؟)) قَالُوا: ابْنُ الْأَكْوَعِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَهُ سَلَبُهُ أَجْمَعُ.)) (مسند احمد: ١٦٦٥١)

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر بنو ہوازن اور غطفان پر حملہ کیا، ہم لڑائی میں مصروف تھے کہ ایک آدمی اپنے سرخ اونٹ پر سوار آیا، اس نے اونٹ کے اوپر بندھی تھیلی سے کوئی چیز نکال کر اس کے ساتھ اونٹ کو باندھا، پھر وہ چلتا چلتا آ کر ہمارے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے لگا، اس سے لوگوں پر نظر ڈالی اس نے دیکھا کہ تعداد بہت کم ہے، اور اکثر لوگ پیدل ہیں، اس نے جب یہ حالت دیکھی تو بھاگ کھڑا ہوا، اونٹ کے پاس پہنچ کر اس پر بیٹھا اور اسے ایڑ لگا دی، درحقیقت وہ کفار کا جاسوس تھا، ہم میں سے بنو اسلم کا ایک آدمی اپنی سفید اونٹنی پر سوار ہو کر اس کے پیچھے ہو لیا۔ سیدنا سلمہ کہتے ہیں: میں بھی پیدل اس کے پیچھے دوڑا، مسلمان کی اونٹنی کا سر کافر کے اونٹ کے پچھلے حصے کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ (یعنی دونوں قریب قریب تھے) میں آگے بڑھ کر اونٹ کے پیچھے پہنچ گیا۔ پھر میں نے اونٹ سے آگے نکل کر اس کی لگام پکڑ لی، اور میں نے مخصوص آواز دے کر اونٹ کو بٹھایا، جب اونٹ نے اپنے گھٹنے زمین پر رکھ دیئے تو میں نے اپنی تلوار لہرا کر اس کے سر پر ماری، اس کا سر اڑ گیا، پھر میں اس کا اونٹ لیے آیا تو رسول اللہ ﷺ مجھے لوگوں کے ہمراہ ملے، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''اس آدمی کو کس نے قتل کیا؟'' لوگوں نے بتلایا کہ سیدنا ابن اکوع رضی اللہ عنہ نے، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے چھینا ہوا سارا مال اسی کا ہے۔''

بَابُ قَوْلِهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ مَنْ قَتَلَ كَافِرًا فَلَهُ سَلَبُهُ وَمَا قَالَتْهُ أُمُّ سُلَيْمٍ وَالِدَةُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَجَرْحِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ وَاهْتِمَامِ النَّبِيِّ ﷺ بِأَمْرِهِ

غزوۂ حنین کے دن نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ ''جس نے کسی کافر کو قتل کیا، اس سے حاصل ہونے والا مال اسی کو ملے گا''، سیدنا انس بن مالک ﷺ کی والدہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے جو کچھ کہا اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے زخمی ہونے اور رسول اللہ ﷺ کے اس کے بارے میں اہتمام کرنے کا بیان

(١٠٩٠٦)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ: ((مَنْ تَفَرَّدَ بِدَمِ رَجُلٍ فَقَتَلَهُ فَلَهُ سَلَبُهُ۔)) قَالَ: فَجَاءَ أَبُو طَلْحَةَ بِسَلَبِ أَحَدٍ وَعِشْرِينَ رَجُلًا۔ (مسند أحمد: ١٣٠٧٢)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ حنین کے موقع پر فرمایا: ''جو آدمی جس کو قتل کرنے میں اکیلا ہوگا، تو اس سے چھینا ہوا مال اسی کے لیے ہوگا۔'' اس دن سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اکیس افراد کا سلب لے کر آئے۔

فوائد:...... سلب سے متعلقہ مسائل کے لیے دیکھیں حدیث نمبر (٥٠٤٦) والا باب۔

(١٠٩٠٧)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ حُنَيْنٍ: ((مَنْ قَتَلَ كَافِرًا فَلَهُ سَلَبُهُ۔)) قَالَ: فَقَتَلَ أَبُوْ طَلْحَةَ عِشْرِيْنَ۔ (مسند أحمد: ١٢١٥٥)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ حنین کے موقع پر فرمایا: ''جس نے کسی کافر کو قتل کیا، اسی کے لیے اس کا سلب ہو گا۔'' سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بیس کافر قتل کیے تھے۔

(١٠٩٠٨)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، قَالَ: وَقَالَ أَبُو قَتَادَةَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي ضَرَبْتُ رَجُلًا عَلَى حَبْلِ الْعَاتِقِ، وَعَلَيْهِ دِرْعٌ لَهُ: وَأُجْهِضْتُ عَنْهُ، وَقَدْ قَالَ حَمَّادٌ أَيْضًا: فَأُعْجِلْتُ عَنْهُ، فَانْظُرْ مَنْ أَخَذَهَا، قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: أَنَا أَخَذْتُهَا فَأَرْضِهِ مِنْهَا وَأَعْطِنِيهَا، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُسْأَلُ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ أَوْ سَكَتَ، قَالَ فَسَكَتَ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوۂ حنین کے دن سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ میں نے ایک کافر کی گردن پر وار کر کے اس کی گردن کاٹی ہے، وہ مقتول ایک زرہ پہنے ہوئے تھا، میں وہ نہیں اتار سکا، آپ ذرا دیکھیں کہ کس آدمی نے وہ زرہ اتار لی ہے، (وہ تو میرا حق تھا)۔ ایک آدمی نے کہا: وہ زرہ میرے پاس ہے، لیکن اے اللہ کے رسول! اس زرہ کے متعلق آپ اسے راضی کریں اور یہ میرے پاس ہی رہنے دیں۔ رسول اللہ ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ جب

(١٠٩٠٦) تخريج: أخرجه مطولا مسلم: ١٨٠٩ (انظر: ١٣٠٤١)

(١٠٩٠٧) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(١٠٩٠٨) تخريج: أخرجه مسلم: ١٨٠٩ (انظر: ١٣٩٧٥)

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ: وَاللّٰهِ لَا يُفِيئُهَا اللّٰهُ عَلٰى أَسَدٍ مِنْ أُسْدِهِ وَيُعْطِيكَهَا، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((صَدَقَ عُمَرُ۔)) فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ: ((صَدَقَ عُمَرُ۔)) وَلَقِيَ أَبُو طَلْحَةَ أُمَّ سُلَيْمٍ وَمَعَهَا خَنْجَرٌ، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: مَا هٰذَا مَعَكِ؟ قَالَتْ: أَرَدْتُ إِنْ دَنَا مِنِّي بَعْضُ الْمُشْرِكِينَ أَنْ أَبْعَجَ بِهِ بَطْنَهُ، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: أَلَا تَسْمَعُ؟ مَا تَقُولُ أُمُّ سُلَيْمٍ؟ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ اقْتُلْ مَنْ بَعْدَنَا مِنَ الطُّلَقَاءِ انْهَزَمُوا بِكَ، فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ قَدْ كَفٰى وَأَحْسَنَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ!)) (مسند احمد: ۱۴۰۲۰)

آپ ﷺ سے کوئی چیز مانگی جاتی تو آپ ﷺ وہ دے دیتے یا خاموش رہتے۔ اس آدمی کی یہ بات سن کر آپ ﷺ خاموش رہے، لیکن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! یہ نہیں ہوگا کہ اللہ کے رسول ﷺ اللہ کے ایک شیر سے یہ زرہ لے کر تمہیں دے دیں۔ یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ ہنس دیئے اور فرمایا: ''عمر نے ٹھیک کہا۔'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس روز سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں خنجر تھا، ان کے شوہر سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تمہارے پاس یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتلایا کہ میں نے اسے اپنے پاس رکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی مشرک میرے قریب آیا تو میں اس کے ساتھ اس کا پیٹ چیر ڈالوں گی۔ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ ام سلیم کی بات سن رہے ہیں؟ اتنے میں سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا بولیں: اللہ کے رسول! آپ پیچھے رہ جانے والے ان طلقاء کو قتل کر دیں، جو آپ کے ساتھ شکست کھا گئے۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''ام سلیم! اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد کی اور کیا خوب مدد کی۔''

بَابُ سَرِيَّةِ أَبِي عَامِرٍ نِ الْأَشْعَرِيِّ إِلٰى أَوْطَاسٍ لِإِدْرَاكِهِ مَنْ فَرَّ إِلَيْهَا مِنْ مُشْرِكِي غَزْوَةِ حُنَيْنٍ

غزوۂ حنین میں جو مشرکین اوطاس کی طرف فرار ہو گئے تھے، ان کو گرفتار کرنے کے لیے ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ کی مہم کا بیان

(۱۰۹۰۹)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُعَيْمٍ الْقَيْسِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي الضَّحَّاكُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَرْزَبٍ الْأَشْعَرِيُّ أَنَّ أَبَا مُوسٰى حَدَّثَهُمْ قَالَ: لَمَّا هَزَمَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هَوَازِنَ بِحُنَيْنٍ عَقَدَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِأَبِي عَامِرٍ الْأَشْعَرِيِّ

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حنین میں بنو ھوازن کو ہزیمت سے دو چار کیا، تو رسول اللہ نے بھاگ جانے والے مشرکین کا پیچھا کرنے کے لیے سیدنا ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ کو گھڑ سواروں کے ایک دستہ پر مامور فرمایا، یہ ان کے پیچھے روانہ ہوئے، میں بھی ان کے ہمراہ تھا،

(۱۰۹۰۹) تخريج: حديث صحيح بغير هذه السياقة، وهذا اسناد ضعيف لضعف عبد الله بن نُعيم، ولانقطاعه، الضحاك بن عبد الرحمن روايته عن ابي موسى مرسلة، أخرجه ابويعلى: ۷۲۲۲، وابن حبان: ۷۱۹۱ (انظر: ۱۹۵٦۷)

عَلٰی خَیْلِ الطَّلَبِ، فَطَلَبَ فَکُنْتُ فِیمَنْ طَلَبَهُمْ فَأَسْرَعَ بِهِ فَرَسُهُ فَأَدْرَكَ ابْنَ دُرَیْدِ بْنِ الصِّمَّةِ فَقَتَلَ أَبَا عَامِرٍ وَأَخَذَ اللِّوَاءَ، وَشَدَدْتُ عَلَى ابْنِ دُرَیْدٍ فَقَتَلْتُهُ وَأَخَذْتُ اللِّوَاءَ، وَانْصَرَفْتُ بِالنَّاسِ، فَلَمَّا رَآنِی رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَحْمِلُ اللِّوَاءَ قَالَ: ((یَا أَبَا مُوسٰی! قُتِلَ أَبُو عَامِرٍ؟)) قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، یَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: فَرَأَیْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَفَعَ یَدَیْهِ یَدْعُو یَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ عُبَیْدَكَ عُبَیْدًا أَبَا عَامِرٍ اجْعَلْهُ مِنَ الْأَكْثَرِینَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔)) (مسند احمد: ١٩٧٩٦)

سیدنا ابو عامر رضی اللہ عنہ کا گھوڑا تیزی سے ان کو لے کر آگے نکل گیا، انہوں نے ابن درید بن کو جا لیا، ابن درید نے ابو عامر رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا اور ان کا جھنڈا قبضے میں لے لیا، میں نے ابن درید کا پیچھا کر کے اسے قتل کر دیا اور جھنڈا دوبارہ اپنے قبضے میں لے لیا، اور میں لوگوں کے ہمراہ واپس ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے جھنڈا اُٹھائے دیکھا تو فرمایا: ''اے ابوموسیٰ ! کیا ابو عامر قتل ہو گئے ہیں؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں، اللہ کے رسول! میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے یہ دعا کر رہے تھے: ''اے اللہ اپنے پیارے بندے عبید ابو عامر کو قیامت کے روز ان لوگوں میں بنانا جن کے صالح اعمال بہت اور بے شمار بلند درجات ہوں۔''

فوائد:...... یہ روایت صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں درج ذیل سیاق کے ساتھ ہے:

سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: لَمَّا فَرَغَ النَّبِیُّ ﷺ مِنْ حُنَیْنٍ بَعَثَ أَبَا عَامِرٍ عَلٰی جَیْشٍ إِلٰی أَوْطَاسٍ فَلَقِیَ دُرَیْدَ بْنَ الصِّمَّةِ فَقُتِلَ دُرَیْدٌ وَهَزَمَ اللّٰهُ أَصْحَابَهُ قَالَ أَبُو مُوسٰی: وَبَعَثَنِی مَعَ أَبِی عَامِرٍ فَرُمِیَ أَبُو عَامِرٍ فِی رُكْبَتِهِ رَمَاهُ جُشَمِیٌّ بِسَهْمٍ فَأَثْبَتَهُ فِی رُكْبَتِهِ فَانْتَهَیْتُ إِلَیْهِ فَقُلْتُ: یَا عَمِّ! مَنْ رَمَاكَ؟ فَأَشَارَ إِلٰی أَبِی مُوسٰی فَقَالَ: ذَاكَ قَاتِلِی الَّذِی رَمَانِی فَقَصَدْتُ لَهُ فَلَحِقْتُهُ فَلَمَّا رَآنِی وَلّٰی فَاتَّبَعْتُهُ وَجَعَلْتُ أَقُولُ لَهُ: أَلَا تَسْتَحْیِی، أَلَا تَثْبُتُ فَكَفَّ فَاخْتَلَفْنَا ضَرْبَتَیْنِ بِالسَّیْفِ فَقَتَلْتُهُ ثُمَّ قُلْتُ لِأَبِی عَامِرٍ: قَتَلَ اللّٰهُ صَاحِبَكَ، قَالَ: فَانْزِعْ هٰذَا السَّهْمَ فَنَزَعْتُهُ فَنَزَا مِنْهُ الْمَاءُ، قَالَ: یَا ابْنَ أَخِی! أَقْرِءِ النَّبِیَّ ﷺ السَّلَامَ وَقُلْ لَهُ: إِسْتَغْفِرْ لِی وَاسْتَخْلَفَنِی أَبُو عَامِرٍ عَلَى النَّاسِ فَمَكُثَ یَسِیرًا ثُمَّ مَاتَ فَرَجَعْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِیِّ ﷺ فِی بَیْتِهِ عَلٰی سَرِیرٍ مُرْمَلٍ وَعَلَیْهِ فِرَاشٌ قَدْ أَثَّرَ رِمَالُ السَّرِیرِ بِظَهْرِهِ وَجَنْبَیْهِ فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِنَا وَخَبَرِ أَبِی عَامِرٍ وَقَالَ قُلْ لَهُ اسْتَغْفِرْ لِی فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْهِ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَیْدٍ أَبِی عَامِرٍ وَرَأَیْتُ بَیَاضَ إِبْطَیْهِ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَوْقَ كَثِیرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ۔)) فَقُلْتُ: وَلِی فَاسْتَغْفِرْ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَیْسٍ ذَنْبَهُ وَأَدْخِلْهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مُدْخَلًا كَرِیمًا۔))

جب نبی کریم ﷺ غزوہ حنین سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے ابوعامر کو ایک لشکر کا سردار بنا کر قوم اوطاس کی جانب بھیجا، ان کا مقابلہ درید سے ہوا، درید مارا گیا اور اس کے ساتھیوں کو اللہ نے شکست دی، سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ

کہتے ہیں: آپ ﷺ نے مجھے بھی ابوعامر کے ساتھ بھیجا تو ابوعامر کے گھٹنا میں ایک تیر آ کر لگا جو ایک جشمی آدمی نے پھینکا تھا، وہ تیر ان کے زانو میں اتر گیا، میں ان کے پاس گیا اور پوچھا، چچا جان! آپ کو کس نے تیر مارا ہے؟ انہوں نے سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو اشارہ سے بتایا کہ میرا قاتل وہ ہے، جس نے میرے تیر مارا ہے، پس میں اس کی تاک میں چلا، جب اس نے مجھے دیکھا تو وہ بھاگا۔ میں نے اس کا پیچھا کیا اور اس سے کہتا جا رہا تھا: او بے غیرت، او بے غیرت، اب ٹھہرتا کیوں نہیں؟ وہ ٹھہر گیا میں اور وہ ایک دوسرے پر تلواروں سے حملہ آور ہوئے اور میں نے اسے قتل کر دیا، پھر میں نے ابوعامر سے کہا: اللہ نے آپ کے قاتل کو ہلاک کر دیا ہے، انہوں نے کہا: میرا یہ پیوست شدہ تیر تو نکالو میں نے وہ تیر نکالا تو اس (زخم) سے پانی نکلا، انہوں نے کہا: برادر زادہ! نبی کریم ﷺ کو میرا سلام کہنا اور آپ سے عرض کرنا کہ میرے لئے دعائے مغفرت کریں، ابوعامر نے مجھے اپنی جگہ امیر لشکر نامزد کیا۔ پھر وہ تھوڑی دیر زندہ رہ کر شہید ہو گئے، میں واپس لوٹا اور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا، آپ ﷺ اپنے مکان میں ایک بان والی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اور اس پر (برائے نام ایسا) بستر تھا کہ چارپائی کے بان کے نشانات آپ کی پشت اور پہلو میں پڑے ہوئے تھے، چنانچہ میں نے آپ ﷺ کو اپنے اور ابوعامر کے حالات کی اطلاع دی اور (میں نے کہا کہ) انہوں نے آپ سے یہ عرض کرنے کو کہا ہے کہ میرے لئے دعائے مغفرت کیجئے، آپ ﷺ نے پانی منگوا کر وضو کیا، پھر اپنے ہاتھ اٹھا کر فرمایا: ''اے اللہ! ابوعامر عبید کی مغفرت فرما اور (آپ ﷺ کے ہاتھ اتنے اونچے تھے کہ) آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی میں دیکھ رہا تھا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اسے قیامت کے دن اپنی بہت ساری مخلوق پر فضیلت عطا فرما۔'' میں نے عرض کیا: میرے لئے بھی دعائے مغفرت فرمائیے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! عبداللہ بن قیس کے گناہوں کو بخش دے اور قیامت کے دن اسے معزز جگہ داخل فرما۔'' ابو بردہ کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک دعا سیدنا ابوعامر رضی اللہ عنہ کے لئے تھی اور دوسری سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے۔

(١٠٩١٠)۔ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسٰی قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اللّٰهُمَّ اجْعَلْ عُبَيْدًا أَبَا عَامِرٍ فَوْقَ أَكْثَرِ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) قَالَ: فَقُتِلَ عُبَيْدٌ يَوْمَ أَوْطَاسٍ وَقَتَلَ أَبُو مُوسَى قَاتِلَ عُبَيْدٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو وَائِلٍ: وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ لَا يَجْمَعَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بَيْنَ قَاتِلِ عُبَيْدٍ وَبَيْنَ أَبِي مُوسَى فِي النَّارِ۔ (مسند احمد: ١٩٩٢٩)

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! ابو عامر عبید کو قیامت کے دن اکثر لوگوں پر مرتبہ کے لحاظ سے فوقیت عطا کرنا۔'' یہ سیدنا عبید رضی اللہ عنہ اوطاس کے دن شہید ہو گئے تھے اور سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے عبید کے قاتل (ابن درید) کو قتل کر دیا تھا، ابو وائل کہتے ہیں مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ عبید رضی اللہ عنہ کے قاتل اور میرے والد کو جہنم میں جمع نہیں کرے گا۔

(١٠٩١٠) تخريج: حديث صحيح (انظر: ١٩٦٩٣)

بَابُ غَزْوَةِ الطَّائِفِ بِسَبَبِ مَنْ لَجَأَ إِلَيْهَا وَتَحَصَّنَ بِهَا مِنْ مُشْرِكِي غَزْوَةِ حُنَيْنٍ

اس امر کا بیان کہ غزوۂ طائف ان مشرکین کی وجہ سے پیش آیا جو غزوۂ حنین سے جان بچا کر بھاگ گئے تھے

غزوۂ حنین کے بعد آپ ﷺ نے طائف کا رخ کیا، راستے میں مالک بن عوف نصری کے قلعے سے گزرے، تو اسے ڈھانے کا حکم دیا، طائف پہنچے تو دشمن ایک سال کی خوراک کا انتظام کر کے قلعہ بند ہو چکا تھا، لہٰذا اس کا محاصرہ کر لیا، یہ محاصرہ تقریباً بیس دن تک جاری رہا، محاصرے کے دوران مسلمانوں نے دشمن کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کرنے کے لیے کئی تدبیریں کیں، لیکن کوئی تدبیر کارگر ثابت نہ ہوئی، بالآخر آپ ﷺ نے کوچ کرنے کا اعلان فرمایا، بعض لوگوں نے گزارش کی کہ آپ اہل طائف پر بددعا کر دیں، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! ثقیف کو ہدایت دے اور انہیں مسلمان بنا کر لے آ۔''

آپ ﷺ نے دوران محاصرہ یہ اعلان کروایا تھا کہ ''جو غلام قلعے سے اتر کر ہمارے پاس آ جائے، وہ آزاد ہے۔'' اس اعلان پر تئیس غلام اتر آئے تھے، انہی میں سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، یہ بھی شوال ۸ ہجری کا ہی واقعہ ہے۔

(۱۰۹۱۱)۔ عَنْ أَبِي نَجِيحٍ السُّلَمِيِّ قَالَ: حَاصَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِصْنَ الطَّائِفِ أَوْ قَصْرَ الطَّائِفِ، فَقَالَ: ((مَنْ بَلَغَ بِسَهْمٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَلَهُ دَرَجَةٌ فِي الْجَنَّةِ۔)) فَبَلَغْتُ يَوْمَئِذٍ سِتَّةَ عَشَرَ سَهْمًا، ((وَمَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَهُوَ لَهُ عِدْلُ مُحَرَّرٍ، وَمَنْ أَصَابَهُ شَيْبٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَهُوَ لَهُ نُوْرٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ۱۹۶۴۸)

سیدنا ابونجیح سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں طائف کے قلعہ یا محل کا محاصرہ کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ کی راہ میں ایک تیر چلایا، اسے جنت میں ایک درجہ ملے گا۔'' چنانچہ میں نے اس دن سولہ تیر چلائے۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا: ''اور جس نے اللہ کی راہ میں دشمن کو تیر مارا، اسے ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوگا اور جو آدمی اللہ کی راہ میں بوڑھا ہو گیا تو بڑھاپے کی یہ سفیدی قیامت کے دن اس کے لیے نور کا سبب ہوگی۔''

(۱۰۹۱۲)۔ عَنْ أَبِي طَرِيْفٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ حَاصَرَ الطَّائِفَ، وَكَانَ يُصَلِّي بِنَا صَلَاةَ الْعَصْرِ حَتّٰى لَوْ أَنَّ

سیدنا ابوطریف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے طائف کا محاصرہ کیا تو میں بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھا، آپ ﷺ ہمیں عصر کی نماز ایسے وقت پڑھاتے تھے کہ اگر

(۱۰۹۱۱) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم، أخرجه مطولا ومختصرا ابوداود: ۳۹۶۵، والترمذی: ۱۶۳۸، والنسائی: ۶/ ۲۶ (انظر: ۱۹۴۲۹)

(۱۰۹۱۲) تخریج: صحیح لغیره، أخرجه الطبرانی فی "المعجم الکبیر": ۲۲/ ۷۹۵ (انظر: ۱۵۴۳۷)

رَجُلًا رَمٰى لَرَاٰى مَوْقِعَ نَبْلِهِ۔ (مسند احمد: ١٥٥١٦)

کوئی آدمی اس نماز سے فارغ ہو کر تیر کے گرنے کی جگہ کو دیکھنا چاہتا تو (باآسانی) دیکھ سکتا تھا۔‘‘

فوائد:...... درست اور راجح بات یہ ہے کہ یہ عصر کی نماز نہیں ہوتی تھی، بلکہ مغرب کی نماز ہوتی تھی۔

(١٠٩١٣)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: حَاصَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَهْلَ الطَّائِفِ، فَخَرَجَ اِلَيْهِ عَبْدَانِ فَاَعْتَقَهُمَا، اَحَدُهُمَا اَبُوْ بَكْرَةَ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعْتِقُ الْعَبِيْدَ إِذَا خَرَجُوْا إِلَيْهِ۔ (مسند احمد: ٢١٧٦)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہلِ طائف کا محاصرہ کیا تو ان میں سے دو غلام آپ ﷺ کے ساتھ آ ملے، ان میں سے ایک کا نام ابوبکرہ تھا، آپ ﷺ نے ان دونوں کو آزاد کر دیا۔ آپ ﷺ کی عادتِ مبارکہ یہی تھی کہ جب دشمن کی طرف سے کوئی غلام آپ ﷺ کے ساتھ آ ملتا تو آپ ﷺ اس کو آزاد فرما دیتے تھے۔

فوائد:...... سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی وجۂ کنیت یہ ہے کہ وہ قلعہ کی دیوار پر چڑھ کر ایک چرخی کی مدد سے، جس کے ذریعے رہٹ سے پانی کھینچا جاتا ہے، لٹک کر نیچے آ گئے، جبکہ عربی میں چرخی کو ’’بَکْرَۃ‘‘ کہتے ہیں، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ان کی کنیت ابوبکرہ رکھ دی۔

(١٠٩١٤)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الطَّائِفِ: ((مَنْ خَرَجَ إِلَيْنَا مِنَ الْعَبِيدِ فَهُوَ حُرٌّ۔)) فَخَرَجَ عَبِيدٌ مِنَ الْعَبِيدِ فِيهِمْ أَبُو بَكْرَةَ، فَأَعْتَقَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند أحمد: ٢٢٢٩)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے طائف والے دن فرمایا: ’’جو غلام ہمارے پاس آ جائیں گے، وہ آزاد ہوں گے۔‘‘ پھر سیدنا ابو بکرہ سمیت کچھ غلام آپ ﷺ کے پاس آ گئے، آپ ﷺ نے ان کو آزاد کر دیا۔

فوائد:...... دیگر احادیث بھی موجود ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ جب کسی کافر کا غلام مسلمان ہو جائے تو وہ آزاد ہو جائے گا، لیکن ذہن نشین رہے کہ اگر مالک اپنے غلام سے پہلے مسلمان ہو جائے اور پھر غلام مسلمان ہو تو غلام کو مالک کی طرف لوٹا دیا جائے گا، کیونکہ مالک نے قبولیتِ اسلام کے ذریعے اپنا مال محفوظ کر لیا اور اس کا غلام بھی اس کا مال ہے۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۱۲۰)

(١٠٩١٥)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب

(١٠٩١٣) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابويعلى: ٢٥٦٤، والطبراني: ١٢٠٧٩، والبيهقي: ٩/ ٢٢٩ (انظر: ٢١٧٦)

(١٠٩١٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(١٠٩١٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٣٢٥، ومسلم: ١٨٧٨ (انظر: ٤٥٨٨)

اَحْـصَرَ اَهْلَ الطَّائِفِ وَلَمْ يُقَدَّرْ مِنْهُمْ عَلٰى شَـيْءٍ ، قَـالَ: ((إِنَّـا قَـافِـلُوْنَ غَدًا إِنْ شَاءَ الـلّٰـهُـ)) فَـكَـانَّ الْمُسْلِمِيْنَ كَرِهُوْا ذٰلِكَ ، فَـقَـالَ: ((اغْـدُوْا۔)) فَـغَدَوْا عَلَى الْقِتَالِ ، فَـاَصَـابَهُمْ جِرَاحٌ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((إِنَّا قَـافِـلُوْنَ غَـدًا اِنْ شَـاءَ الـلّٰـهُـ)) فَسُـرَّ الْـمُـسْـلِـمُـوْنَ فَـضَـحِكَ رَسُوْلُ اللّٰـه ﷺ۔
(مسند احمد: ٤٥٨٨)

اہلِ طائف کا محاصرہ کیا اور کامیابی نہیں ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم ان شاء اللہ کل واپس روانہ ہو جائیں گے۔'' یوں محسوس ہوا کہ گویا مسلمانوں نے اس فیصلہ کو پسند نہیں کیا، پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے صبح لڑائی کرنا۔'' جب صبح ہوئی تو مسلمانوں نے لڑائی کی، جس کے نتیجہ میں کافی مسلمان زخمی ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا: ''ہم ان شاء اللہ کل واپس روانہ ہو جائیں گے۔'' یہ سن کر مسلمان خوش ہو گئے، رسول اللہ ﷺ ان کی یہ کیفیت دیکھ کر ہنس دیئے۔

بَابُ تَقْسِيمِ غَنَائِمِ حُنَيْنٍ بِالْجِعْرَانَةِ وَمَجِيْءِ وَفْدِ هَوَازِنَ مُسْلِمِيْنَ وَاِسْتِعْطَافِهِمُ النَّبِيَّ ﷺ فِي اَخْذِ سَبَايَاهُمْ وَاَمْوَالِهِمْ

جعرانہ کے مقام پر حنین کی غنیمتوں کی تقسیم، بنو ہوازن کے وفد کی مسلمان ہو کر آمد اور ان کی نبی کریم ﷺ سے اپنے قیدیوں اور اموال کی واپسی کی درخواست کا بیان

رسول اللہ ﷺ طائف سے جعرانہ کو واپس آ گئے اور یہاں دس دن قیام کیا اور مال غنیمت تقسیم نہیں کیا، دراصل آپ ﷺ کو انتظار تھا کہ ہوازن توبہ کر کے آ جائیں اور اپنے مال اور قیدی واپس لے جائیں، لیکن جب کوئی نہ آیا تو آپ ﷺ نے غنیمت سے خمس نکالا اور اسے تالیف قلبی کے لیے کمزور اسلام والوں کو دیا اور کچھ ایسے لوگوں کو بھی دیا، جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، تاکہ ان کی نظر میں بھی اسلام محبوب ہو جائے، چنانچہ ابوسفیان کو چالیس اوقیہ چاندی اور ایک سو اونٹ دیئے، پھر اتنا ہی اس کے بیٹے یزید کو دیا اور پھر اتنا ہی اس کے دوسرے بیٹے معاویہ کو دیا، صفوان بن امیہ کو سو، پھر سو اور پھر سو یعنی کل تین سو اونٹ دیے۔ حکیم بن حزام، حارث بن حارث بن کلدہ، عیینہ بن حصن، اقرع بن حابس، عباس بن مرداس، علقمہ بن علاثہ، مالک بن عوف، علاء بن حارثہ، حارث بن ہشام، جبیر بن مطعم، سہیل بن عمرو، حویطب بن عبد العزی وغیرہ کو سو سو اونٹ دیئے اور بعض لوگوں کو پچاس پچاس اونٹ دیئے۔

جب مال غنیمت تقسیم ہو چکا تو ہوازن کا وفد آ گیا، ان کا رئیس زہیر بن صرد تھا، انہوں نے اسلام قبول کیا، بیعت کی اور پھر کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے جنھیں گرفتار کیا ہے، ان میں مائیں ہیں، بہنیں ہیں، پھوپھیاں ہیں، خالائیں، ہیں اور یہی قوموں کی رسوائی کا سبب بنتی ہیں، آپ ﷺ نے جواباً انہیں قیدی یا مال میں سے کوئی ایک چیز چننے کا اختیار دیا، آگے حدیث نمبر (١٠٩١٩، ١٠٩٢٠) میں تفصیل آ رہی ہے، بالآخر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو بخوشی واپس کر دے تو بہت اچھی راہ ہے، ورنہ واپس تو بہرحال کر دے اور آئندہ جو سب سے پہلا ''مال فے'' حاصل ہو گا، اس سے ہم اس کو ایک حصے کے بدلے چھ حصے دیں گے۔''

(۱۰۹۱۶)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ بِالْجِعِرَّانَةِ، قَالَ: فَازْدَحَمُوا عَلَيْهِ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلٰى قَوْمِهِ فَكَذَّبُوهُ وَشَجُّوهُ۔)) فَجَعَلَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ جَبِينِهِ وَيَقُولُ: ((رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ۔)) قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ جَبْهَتَهُ يَحْكِي الرَّجُلَ۔ (مسند احمد: ٤٠٥٧)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حنین کے اموالِ غنیمت جعرانہ کے مقام پر تقسیم کیے، لوگ آپ ﷺ کے اردگرد جمع ہو گئے اور آپ ﷺ پر ہجوم کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے ایک بندے کو ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر مبعوث کیا، جب قوم نے اس کی تکذیب کی اور اس کا سر زخمی، خون آلود کیا، تو وہ اپنی پیشانی سے خون صاف کرتا اور کہتا تھا، اے میرے رب! میری قوم کو معاف کر دے، وہ حقیقت سے واقف نہیں۔'' ابو وائل کہتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: گویا میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ اس بندے کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی پیشانی کو صاف کرنے کا اشارہ بھی کر رہے تھے۔

فوائد:...... نبی کریم ﷺ بردباری، شفقت، صبر اور معافی جیسی صفات سے متصف تھے۔

(۱۰۹۱۷)۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: أَعْطَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ، وَإِنَّهُ لَأَبْغَضُ النَّاسِ إِلَيَّ، فَمَا زَالَ يُعْطِينِي حَتّٰى صَارَ وَإِنَّهُ لَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ۔ (مسند احمد: ١٥٣٧٨)

سیدنا صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ بغض تھا، لیکن آپ ﷺ نے حنین کے دن مجھے مالِ غنیمت میں سے حصہ دیا اور مجھے برابر عنایت فرماتے رہے تا آنکہ وہ میری نظروں میں سب لوگوں سے زیادہ محبوب ٹھہرے۔

فوائد:...... صفون بن امیہ، نبی کریم ﷺ کے ساتھ حنین میں شریک ہوئے تھے، جبکہ وہ کافر تھے، آپ ﷺ نے تالیف قلبی کے لیے ان کو بہت سارا مال و دولت عطا کیا اور آپ ﷺ کا مقصد پورا ہو گیا اور یہ مسلمان ہو گئے۔

(۱۰۹۱۸)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْجِعْرَانَةِ، وَهُوَ يَقْسِمُ فِضَّةً فِي ثَوْبِ بِلَالٍ لِلنَّاسِ،

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں جعرانہ والے سال رسول اللہ ﷺ کی معیت میں آیا۔ آپ ﷺ بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں چاندی ڈال کر لوگوں میں تقسیم فرما رہے تھے، تو

(١٠٩١٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٤٧٧، ٦٩٢٩ (انظر: ٤٠٥٧)

(١٠٩١٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٣١٣ (انظر: ١٥٣٠٤)

(١٠٩١٨) تخريج: أخرجه مسلم: ١٠٦٣ (انظر: ١٤٨٠٤)

فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ اعْدِلْ، فَقَالَ: ((وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ؟ لَقَدْ خِبْتُ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ۔)) فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! دَعْنِي أَقْتُلْ هٰذَا الْمُنَافِقَ، فَقَالَ: ((مَعَاذَ اللّٰهِ أَنْ يَتَحَدَّثَ النَّاسُ أَنِّي أَقْتُلُ أَصْحَابِي، إِنَّ هٰذَا وَأَصْحَابَهُ يَقْرَءُ وْنَ الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، أَوْ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ۔)) (مسند احمد: ١٤٨٦٤)

ایک آدمی نے کہا: اللہ کے رسول! انصاف کرو، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تجھ پر بڑا افسوس ہے، اگر میں نے انصاف نہیں کیا تو اور کون کرے گا؟ اگر میں انصاف نہیں کیا تو تو میں یقیناً سرا سر خسارے میں ہوں۔ اس آدمی کی بات سن کر عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجئے میں اس منافق کا کام تمام کردوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس بات سے اللہ کی پناہ، لوگ باتیں بنائیں گے کہ میں اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہوں۔ بے شک یہ اور اس کے دوسرے ساتھی (بظاہر) قرآن تو پڑھتے ہیں۔“ لیکن وہ ان کے حلق سے یا سینے سے نیچے نہیں اترتا۔ یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جاتے ہیں جیسے تیر شکار میں سے پار گزر جاتا ہے۔“

(١٠٩١٩)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ، وَجَائَتْهُ وُفُودُ هَوَازِنَ، فَقَالُوا: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّا أَصْلٌ وَعَشِيرَةٌ فَمُنَّ عَلَيْنَا مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكَ، فَإِنَّهُ قَدْ نَزَلَ بِنَا مِنَ الْبَلَاءِ مَا لَا يَخْفٰى عَلَيْكَ، فَقَالَ: ((اخْتَارُوا بَيْنَ نِسَائِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَأَبْنَائِكُمْ۔)) قَالُوا: خَيَّرْتَنَا بَيْنَ أَحْسَابِنَا وَأَمْوَالِنَا نَخْتَارُ أَبْنَاءَ نَا، فَقَالَ: ((أَمَّا مَا كَانَ لِي وَلِبَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَهُوَ لَكُمْ، فَإِذَا صَلَّيْتُ الظُّهْرَ فَقُولُوا: إِنَّا نَسْتَشْفِعُ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ، وَبِالْمُؤْمِنِينَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي نِسَائِنَا وَأَبْنَائِنَا۔)) قَالَ: فَفَعَلُوا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَمَّا مَا كَانَ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں غزوۂ حنین کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، کہ بنو ہوازن کے وفود آپ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ انہوں نے عرض کیا: اے محمد! ہم آپ ہی کا خون اور قبیلہ ہیں، آپ ہم پر احسان کریں، اللہ آپ پر احسان کرے گا۔ بے شک ہم پر ایک ایسی آزمائش آن پڑی ہے، جو آپ ﷺ سے مخفی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم اپنی عورتوں، اموال اور بیٹوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرلو۔“ انھوں نے کہا: آپ ﷺ نے ہمیں اپنے حسب ونسب اور اموال کے بارے میں اختیار دیا ہے تو ہم اپنے بیٹوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرے اور بنو عبدالمطلب کے حصہ میں جو کچھ آتا ہے، وہ تمہیں واپس کرتا ہوں، جب میں ظہر کی نماز ادا کرلوں تو تم کہنا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو مومنین کے سامنے اور مومنین کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے

(١٠٩١٩) تخريج: حديث حسن، أخرجه النسائي: ٦/ ٢٦٢ (انظر: ٦٧٢٩)

لِي وَلِبَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَهُوَ لَكُمْ۔)) وَقَالَ الْمُهَاجِرُونَ: وَمَا كَانَ لَنَا فَهُوَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: مِثْلَ ذٰلِكَ، وَقَالَ عُيَيْنَةُ بْنُ بَدْرٍ: أَمَّا مَا كَانَ لِي وَلِبَنِي فَزَارَةَ فَلَا، وَقَالَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ: أَمَّا أَنَا وَبَنُو تَمِيمٍ فَلَا، وَقَالَ عَبَّاسُ بْنُ مِرْدَاسٍ: أَمَّا أَنَا وَبَنُو سُلَيْمٍ فَلَا، فَقَالَتِ الْحَيَّانِ: كَذَبْتَ بَلْ هُوَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ رُدُّوا عَلَيْهِمْ نِسَائَهُمْ وَأَبْنَائَهُمْ، فَمَنْ تَمَسَّكَ بِشَيْءٍ مِنَ الْفَيْءِ فَلَهُ عَلَيْنَا سِتَّةُ فَرَائِضَ، مِنْ أَوَّلِ شَيْءٍ يُفِيئُهُ اللّٰهُ عَلَيْنَا۔)) ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ وَتَعَلَّقَ بِهِ النَّاسُ يَقُولُونَ: اقْسِمْ عَلَيْنَا فَيْئَنَا بَيْنَنَا حَتّٰى أَلْجَئُوهُ إِلٰى سَمُرَةٍ فَخَطَفَتْ رِدَائَهُ، فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ رُدُّوا عَلَيَّ رِدَائِي، فَوَاللّٰهِ! لَوْ كَانَ لَكُمْ بِعَدَدِ شَجَرِ تِهَامَةَ نَعَمٌ لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تُلْفُونِي بَخِيلًا وَلَا جَبَانًا وَلَا كَذُوبًا۔)) ثُمَّ دَنَا مِنْ بَعِيرِهِ فَأَخَذَ وَبَرَةً مِنْ سَنَامِهِ فَجَعَلَهَا بَيْنَ أَصَابِعِهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى ثُمَّ رَفَعَهَا فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ لَيْسَ لِي مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ وَلَا هٰذِهِ إِلَّا الْخُمُسُ، وَالْخُمُسُ مَرْدُودٌ عَلَيْكُمْ، فَرُدُّوا الْخِيَاطَ وَالْمِضْيَطَ، فَإِنَّ الْغُلُولَ يَكُونُ عَلٰى أَهْلِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَارًا وَنَارًا وَشَنَارًا۔)) فَقَامَ رَجُلٌ مَعَهُ كُبَّةٌ مِنْ شَعْرٍ، فَقَالَ: إِنِّي أَخَذْتُ هٰذِهِ أُصْلِحُ بِهَا بَرْذَعَةَ

سفارشی کے طور پر پیش کرتے ہوئے اپنی عورتوں اور اولادوں کے بارے میں درخواست گزار ہیں۔'' انھوں نے ایسے ہی کیا اور جب انھوں نے کہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کچھ میرے اور بنوعبدالمطلب کے حصہ میں آتا ہے، میں وہ تمہیں واپس کرتا ہوں۔'' آپ ﷺ کی بات سن کر مہاجرین نے کہا: جو کچھ ہمارے حصہ میں آتا ہے، ہم وہ اللہ کے رسول ﷺ کو دیتے ہیں۔ انصار رضی اللہ عنہم نے بھی ایسے ہی کہا، عیینہ بن بدر بولا کہ جو میرا اور بنوفزارہ کا حصہ ہے ہم تو وہ نہیں دیں گے۔ اقرع بن حابس نے بھی کہا کہ میں اور بنوتمیم بھی اپنے حصے واپس نہیں کریں گے۔ عباس بن مرداس نے کہا کہ میں اور بنو سلیم بھی اپنے حصے واپس نہیں کرتے۔ اس پر دونوں قبائل نے کہا تم نے غلط کہا: بلکہ ہمارے حصے اللہ کے رسول ﷺ کے لیے ہیں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! تم ان کی عورتیں اور بیٹے انہیں لوٹا دو، جو آدمی مالِ فے میں سے کچھ رکھنا چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں سب سے پہلے جو مالِ فے دے گا، ہم اسے اس میں سے چھ چھ حصے دیں گے، اس کے بعد آپ اپنے اونٹ پر سوار ہو گئے اور لوگ آپ کو چمٹ گئے، وہ کہہ رہے تھے کہ آپ مالِ فے ہمارے درمیان تقسیم کریں۔ انہوں نے آپ کو کیکر یا ببول کی طرف جانے پر مجبور کر دیا۔ آپ ﷺ کی چادر اچک لی گئی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! میری چادر تو واپس کرو۔ اللہ کی قسم! اگر تہامہ کے درختوں کے برابر بھی اونٹ ہوں تو میں ان کو تمہارے درمیان بانٹ دوں گا اور تم مجھے بخیل، بزدل اور جھوٹا نہیں پاؤ گے۔'' پھر آپ نے اپنے اونٹ کے قریب ہو کر اس کے کوہان کے چند بال پکڑ کر اپنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کے درمیان پکڑ کر انگلی کو اوپر کی طرف اُٹھا کر فرمایا: ''لوگو! اس مال فے

بَعِيرٍ لِي دَبِرَ، قَالَ: ((أَمَّا مَا كَانَ لِي وَلِبَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَهُوَ لَكَ۔)) فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَمَّا إِذْ بَلَغَتْ مَا أَرٰى فَلَا أَرَبَ لِي بِهَا وَنَبَذَهَا۔ (مسند احمد: ٦٧٢٩)

میں سے اتنی سی چیز بھی میری نہیں، سوائے خمس کے، اور وہ بھی تم میں تقسیم کر دیا جاتا ہے، تم دھاگہ اور سوئی تک یعنی چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی واپس کرو۔ بے شک مال غنیمت یا مالِ فے کی تقسیم سے پہلے کوئی چیز لینا اس آدمی کے لیے قیامت کے دن عار، نار اور عیب کا سبب ہوگا، ایک آدمی جس کے پاس بالوں کا ایک گچھا تھا، وہ اٹھا اور اس نے کہا: میں نے اپنے اونٹ کی پشت پر آئے ہوئے زخم کے اوپر رکھے جانے والے کپڑے کی مرمت کے لیے یہ گچھا لے لیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس گچھے میں جو میرا اور بنو عبدالمطلب کا حصہ ہے، میں تمہیں وہ معاف کرتا ہوں۔'' وہ کہنے لگا: یارسول اللہ! جب بات اس حد تک جا پہنچی ہے، جو میں دیکھ رہا ہوں تو مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں، یہ کہہ کر اس نے وہ گچھا پھینک دیا۔

فوائد:...... ''انہوں نے عرض کیا: اے محمد! ہم آپ ہی کا خون اور قبیلہ ہیں۔'' اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بنو سعد بن بکر بن ہوازن میں دودھ پیا تھا، دودھ پلانے والی حلیمہ سعدیہ تھیں۔

(١٠٩٢٠)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ حِينَ جَائَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِينَ، فَسَأَلُوا أَنْ يَرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَعِي مَنْ تَرَوْنَ وَأَحَبُّ الْحَدِيثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ، فَاخْتَارُوا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ إِمَّا السَّبْيُ وَإِمَّا الْمَالُ، وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ بِكُمْ۔)) وَكَانَ أَنْظَرَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِينَ قَفَلَ مِنَ الطَّائِفِ، فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ غَيْرُ رَادٍّ

عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ سیدنا مروان اور سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما نے اسے خبر دی کہ جب ہوازن کا وفد مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور انہوں نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ ان کے اموال اور قیدی واپس لوٹا دیں تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم دیکھ رہے ہو کہ میرے ساتھ کتنے لوگ ہیں، سچی بات کرنا مجھے بہت اچھا لگتا ہے، لہٰذا تم قیدیوں یا مال میں سے کسی ایک چیز کا انتخاب کرو، میں اس سے پہلے تمہیں کچھ مہلت دے چکا ہوں۔'' رسول اللہ ﷺ نے طائف سے واپسی پر انہیں دس سے زائد راتوں کی مہلت دی تھی، یعنی آپ ﷺ اتنا عرصہ ان کا انتظار کرتے رہے، جب انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ

(١٠٩٢٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٣٠٧، ٢٣٠٨، ٢٥٣٩، ٢٥٨٣، ٢٦٠٨، ٣١٣١، ٤٣١٨ (انظر: ١٨٩١٤)

إِلَيْهِمْ إِلَّا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ، قَالُوا: فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمُسْلِمِينَ فَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ قَدْ جَاءُ وْا تَائِبِينَ، وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ، فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطَيِّبَ ذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَكُونَ عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيءُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ۔)) فَقَالَ النَّاسُ: قَدْ طَيَّبْنَا ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّا لَا نَدْرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِي ذٰلِكَ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ، فَارْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ۔)) فَجَمَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوا وَأَذِنُوا، هٰذَا الَّذِي بَلَغَنِي عَنْ سَبْيِ هَوَازِنَ۔ (مسند احمد: ١٩١٢١)

ان کو دو میں سے کوئی ایک چیز ہی واپس کریں گے، تو انہوں نے کہا: ہم اپنے قیدیوں کا انتخاب کرتے ہیں کہ وہ ہمیں واپس کر دیئے جائیں، رسول اللہ ﷺ مسلمانوں میں کھڑے ہوئے، آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی ان الفاظ کے ساتھ حمد وثناء بیان کی جس کا حقدار ہے اور پھر فرمایا: ''تمہارے یہ بھائی تائب ہوکر آئے ہیں، میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں ان کے قیدیوں کو ان کے حوالے کر دوں، تم میں سے جو کوئی خوشی سے ایسا کرنا چاہیے تو کر لے اور تم میں سے جو اپنا حصہ لینا چاہتا ہو تو ہمارے پاس سب سے پہلے جو مالِ فے آئے گا، ہم اس سے ان کو حصہ ادا کر دیں گے، جو کوئی ایسا کرنا چاہتا ہو وہ ایسے کر لے۔'' لوگوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم بھی بخوشی ایسا ہی کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ہمیں پتہ نہیں چل رہا کہ تم میں سے کس نے اس بات کی اجازت دی ہے اور کس نے نہیں دی، تم لوگ واپس جاؤ اور تمہاری طرف سے تمہارے نمائندے ہمارے پاس آ کر تمہاری بات پہنچائیں گے۔'' ان نمائندوں نے لوگوں کو جمع کر کے ان سے گفتگو کی، انہوں نے آ کر رسول اللہ ﷺ کو خبر دی کہ انہوں نے بخوشی اس کی اجازت دے دی ہے۔ عروہ نے کہا کہ ہوازن کے قیدیوں کے متعلق مجھے یہ حدیث پہنچی۔

بَابُ فِي الْمَجِيْءِ بِأُسْرٰى حُنَيْنٍ وَمُبَايَعَتِهِمْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَقِصَّةِ الصَّحَابِيِّ الَّذِي نَذَرَ لَئِنْ جِيْءَ بِالرَّجُلِ الَّذِي كَانَ مُنْذُ الْيَوْمِ يَحْطِمُنَا لَأَضْرِبَنَّ عُنُقَهُ

حنین کے قیدیوں کو لائے جانے اور ان کی قبولِ اسلام کی بیعت کا بیان اور اس صحابی کا واقعہ جس نے نذر مانی تھی کہ اگر وہ آدمی ہمارے پاس لایا گیا جو آج سارا دن ہم پر زوردار حملے کرتا رہا تو میں اس کی گردن اڑاؤں گا

(١٠٩٢١)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ فَقَالَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان سے علاء بن

(١٠٩٢١) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابو داود: ٣١٩٤ (انظر: ١٢٥٢٩)

الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ الْعَدَوِيُّ: يَا أَبَا حَمْزَةَ سِنُّ أَيِّ الرِّجَالِ كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ إِذْ بُعِثَ، قَالَ: ابْنَ أَرْبَعِينَ سَنَةً، قَالَ: ثُمَّ كَانَ مَاذَا؟ قَالَ: كَانَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ، فَتَمَّتْ لَهُ سِتُّونَ سَنَةً، ثُمَّ قَبَضَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ، قَالَ: سِنُّ أَيِّ الرِّجَالِ هُوَ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: كَأَشَبِّ الرِّجَالِ وَأَحْسَنِهِ وَأَجْمَلِهِ وَأَلْحَمِهِ، قَالَ: يَا أَبَا حَمْزَةَ! هَلْ غَزَوْتَ مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: نَعَمْ، غَزَوْتُ مَعَهُ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَخَرَجَ الْمُشْرِكُونَ بِكَثْرَةٍ، فَحَمَلُوا عَلَيْنَا حَتّٰى رَأَيْنَا خَيْلَنَا وَرَاءَ ظُهُورِنَا، وَفِي الْمُشْرِكِينَ رَجُلٌ يَحْمِلُ عَلَيْنَا فَيَدُقُّنَا وَيُحَطِّمُنَا، فَلَمَّا رَأٰى ذٰلِكَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ نَزَلَ، فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَوَلَّوْا، فَقَامَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ حِينَ رَأَى الْفَتْحَ، فَجَعَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يُجَاءُ بِهِمْ أُسَارٰى رَجُلًا رَجُلًا، فَيُبَايِعُونَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ عَلَيَّ نَذْرًا لَئِنْ جِيءَ بِالرَّجُلِ الَّذِي كَانَ مُنْذُ الْيَوْمِ يُحَطِّمُنَا لَأَضْرِبَنَّ عُنُقَهُ، قَالَ: فَسَكَتَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ وَجِيءَ بِالرَّجُلِ، فَلَمَّا رَأٰى نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! تُبْتُ إِلَى اللّٰهِ، يَا نَبِيَّ اللّٰهِ تُبْتُ إِلَى اللّٰهِ، فَأَمْسَكَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يُبَايِعْهُ لِيُوفِيَ الْآخَرُ نَذْرَهُ، قَالَ: فَجَعَلَ يَنْظُرُ النَّبِيَّ ﷺ لِيَأْمُرَهُ بِقَتْلِهِ وَجَعَلَ يَهَابُ نَبِيَّ

زیاد عدوی نے دریافت کیا اور کہا: اے ابوحمزہ! کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ کسی غزوہ میں شرکت کی؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! میں نے آپ ﷺ کے ساتھ غزوۂ حنین میں شرکت کی تھی۔ مشرکین بہت بڑی تعداد میں ہمارے مقابلے کو نکلے اور ہمارے اوپر حملہ آور ہوئے، یہاں تک کہ ہم نے اپنے گھوڑوں کو اپنے پیچھے دیکھا، مشرکین میں سے ایک آدمی بڑھ چڑھ کر ہم پر حملے کر رہا اور نقصان پہنچا رہا تھا، اللہ کے نبی ﷺ نے یہ منظر دیکھا تو آپ ﷺ خچر سے نیچے اترے اور اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو ہزیمت سے دوچار کیا اور وہ پیٹھ دے کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے جب فتح دیکھی تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے، ان کے قیدیوں کو ایک ایک کر کے آپ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو وہ قبولِ اسلام کی بیعت کرنے لگے۔ اصحابِ رسول میں سے ایک آدمی نے کہا: میری نذر ہے کہ اگر وہ آدمی لایا گیا جو آج سارا دن ہم پر حملے کر کے شدید نقصان پہنچاتا رہا تو میں اس کی گردن اُڑا دوں گا۔ اس کی بات سن کر اللہ کے نبی ﷺ خاموش رہے، بالآخر وہی آدمی لایا گیا، اس نے جب اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا تو فوراً کہنے لگا: اے اللہ کے نبی! میں اللہ کی طرف توبہ کرتا ہوں، اے اللہ کے نبی! میں اللہ کی طرف توبہ کرتا ہوں۔ اللہ کے نبی کچھ دیر تک رکے رہے اور اس کی بیعت قبول نہیں کی تاکہ دوسرا آدمی اپنی نذر پوری کر لے اور وہ آدمی نبی کریم ﷺ کی طرف دیکھنے لگا کہ آپ اسے قتل کا حکم دیں تو وہ اسے قتل کرے۔ وہ نبی کریم ﷺ سے مرعوب ہو کر اسے قتل کرنے کی جسارت نہیں کر سکا، جب اللہ کے نبی نے دیکھا کہ وہ آدمی کچھ کارروائی نہیں کر رہا تو آپ ﷺ نے اس کی بیعت قبول کر لی۔ اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اور میری

اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَقْتُلَهُ، فَلَمَّا رَأَى نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ لَا يَصْنَعُ شَيْئًا يَأْتِيهِ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ نَذْرِي؟ قَالَ: ((لَمْ أُمْسِكْ عَنْهُ مُنْذُ الْيَوْمِ إِلَّا لِتُوفِيَ نَذْرَكَ۔)) فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَلَا أَوْمَضْتَ إِلَيَّ؟ فَقَالَ: ((إِنَّهُ لَيْسَ لِنَبِيٍّ أَنْ يُومِضَ۔)) (مسند احمد: ۱۲۵۵۷)

نذر؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں آج اس کی بیعت قبول کرنے میں دیر کرتا رہا تاکہ تم اپنی نذر پوری کرلو۔'' وہ بولا: اے اللہ کے نبی! آپ نے مجھے اشارہ ہی کر دیا ہوتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نبی کو روانہیں کہ وہ اس طرح خفیہ اشارے کرے۔''

فوائد:...... نذر ماننے والے نے سمجھا کہ نبی کریم ﷺ اس کو حکم دیں گے، جبکہ وہ آپ ﷺ کے حکم کے بغیر قتل کرنے سے ڈر رہا تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عُمْرَةِ الْجِعْرَانَةِ ثُمَّ رُجُوْعِهِ ﷺ اِلَى الْمَدِيْنَةِ

عمرۂ جعرانہ اور آپ ﷺ کی مدینہ منورہ کی طرف واپسی کا بیان

(۱۰۹۲۲)۔ عَنْ مُحَرِّشٍ الْكَعْبِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ لَيْلًا مِنَ الْجِعْرَانَةِ حِينَ أَمْسَى مُعْتَمِرًا، فَدَخَلَ مَكَّةَ لَيْلًا، فَقَضَى عُمْرَتَهُ، ثُمَّ خَرَجَ مِنْ تَحْتِ لَيْلَتِهِ، فَأَصْبَحَ بِالْجِعْرَانَةِ كَبَائِتٍ، حَتّٰى إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ، خَرَجَ مِنَ الْجِعْرَانَةِ فِي بَطْنِ سَرِفَ حَتّٰى جَامَعَ الطَّرِيقُ طَرِيقَ الْمَدِينَةِ بِسَرِفَ، قَالَ مُحَرِّشٌ: فَلِذٰلِكَ خَفِيَتْ عُمْرَتُهُ عَلَى كَثِيرٍ مِنَ النَّاسِ (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ بَعْدَ قَوْلِهِ كَبَائِتٍ): فَنَظَرْتُ إِلَى ظَهْرِهِ كَأَنَّهُ سَبِيكَةُ فِضَّةٍ۔ (مسند احمد: ۱۵۶۰۴)

سیدنا محرش کعبی خزاعی سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب عمرہ کے لیے روانہ ہوئے تو جعرانہ سے رات کے وقت چلے، آپ نے مکہ مکرمہ جا کر عمرہ ادا کیا اور راتوں رات واپس جعرانہ پہنچ گئے، آپ ﷺ نے جعرانہ میں اس طرح صبح کی، جیسے وہاں ہی رات بسر کی ہو، حتیٰ کہ جب سورج ڈھل گیا تو آپ ﷺ جعرانہ سے روانہ ہو کر سرف کے درمیان میں آئے تاآنکہ آپ مدینہ کے راستہ پر پہنچ گئے، محرش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اسی لیے بہت سے لوگوں کو آپ ﷺ کے عمرہ کی اطلاع نہیں ہوسکی، میں نے آپ کی پشت مبارک کو دیکھا، وہ یوں نظر آ رہی تھی، جیسے چاندی کی پلیٹ ہو۔

فوائد:...... ابھی تک آپ ﷺ جعرانہ میں ہی تھے کہ ذوالقعدہ کا مہینہ شروع ہوگیا تھا، جب آپ ﷺ مال غنیمت کی تقسیم سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے عمرے کا احرام باندھا اور راتوں رات عمرہ کر کے واپس تشریف لائے، اس کو عمرۂ جعرانہ کہا جاتا ہے، پھر آپ ﷺ مدینہ کو روانہ ہو گئے اور ذوالقعدہ میں سے تین یا چھ دن باقی تھے کہ مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

(۱۰۹۲۲) تخریج: اسناده حسن، أخرجه النسائي: ٥/ ٢٠٠ (انظر: ١٥٥١٩)

بَابُ سَرِيَّةِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ إِلَى الْحُرَقَةِ
حرقہ کی طرف سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی مہم

(۱۰۹۲۳)۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْحُرَقَةِ مِنْ جُهَيْنَةَ قَالَ: فَصَبَّحْنَاهُمْ فَقَاتَلْنَاهُمْ، فَكَانَ مِنْهُمْ رَجُلٌ، إِذَا أَقْبَلَ الْقَوْمُ كَانَ مِنْ أَشَدِّهِمْ عَلَيْنَا، وَإِذَا أَدْبَرُوا كَانَ حَامِيَتَهُمْ، قَالَ: فَغَشِيتُهُ أَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: فَلَمَّا غَشِينَاهُ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَكَفَّ عَنْهُ الْأَنْصَارِيُّ وَقَتَلْتُهُ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((يَا أُسَامَةُ! أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا مِنَ الْقَتْلِ، فَكَرَّرَهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ إِلَّا يَوْمَئِذٍ۔ (مسند احمد: ۲۲۰۸۸)

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بنو جہینہ کے قبیلہ حرقہ کی طرف روانہ فرمایا، ہم صبح سویرے ان کے ہاں جا پہنچے اور ان سے قتال کیا، ان میں ایک آدمی ایسا تھا کہ جب وہ لوگ مقابلے کے لیے سامنے آتے تو وہ بے جگری سے لڑتا اور جب وہ لوگ کسی وقت پیٹھ دے کر بھاگتے تو وہ ان کی طرف سے دفاع کرتا، میں اور ایک انصاری اس پر غالب آ گئے۔ جب ہم نے اسے قابو میں کر لیا تو اس نے ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' پڑھ لیا۔ انصاری رضی اللہ عنہ نے تو اسے قتل کرنے سے اپنے ہاتھ روک لیے، مگر میں نے اسے قتل کر ڈالا، جب یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اسامہ! کیا اس کے کلمہ پڑھ لینے کے بعد بھی تم نے اسے قتل کر دیا؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس نے دلی طور پر کلمہ نہیں پڑھا تھا، وہ تو صرف جان بچانے کے لیے کلمہ پڑھ رہا تھا، لیکن (میرا ردّ کرنے کے لیے) آپ ﷺ نے اپنی بات اس قدر تکرار سے فرمائی کہ میں نے یہ پسند کیا کہ کاش میں اس سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا، بلکہ آج مسلمان ہوا ہوتا (اور مجھ سے یہ خطا سرزد نہیں ہوئی ہوتی یا قبولیتِ اسلام کی وجہ سے یہ معاف ہو جاتی)۔

(۱۰۹۲۴)۔ (وَعَنْهُ عَنْ طَرِيقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ) وَفِيهِ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّمَا قَالَهَا مَخَافَةَ الْمَلَامِ وَالْقَتْلِ، فَقَالَ: ((أَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ؟ حَتّٰى تَعْلَمَ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ أَمْ لَا؟

(دوسری سند) سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس نے تو محض ملامت یا قتل سے بچنے کی خاطر یہ کلمہ پڑھا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا کہ اس نے اس وجہ سے کلمہ پڑھا یا کسی

(۱۰۹۲۳) تخريج: أخرجه البخاری: ۴۲۶۹، ۶۸۷۲، ومسلم: ۹۶ (انظر: ۲۱۷۴۵)

(۱۰۹۲۴) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

مَنْ لَكَ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟)) فَمَازَالَ يَقُوْلُ ذٰلِكَ حَتّٰى وَدِدْتُ اَنِّى لَمْ اُسْلِمْ اِلَّا يَوْمَئِذٍ۔ (مسند احمد: ۲۲۱٤۵)

دوسری وجہ سے؟ قیامت کے دن ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ '' کا سامنا کرنے کے لیے تمہارے ساتھ کون ہوگا؟'' آپ ﷺ اپنی بات کو اس حد تک دہراتے رہے کہ میں نے پسند کیا کہ کاش میں آج ہی مسلمان ہوا ہوتا (اور مجھ سے یہ غلطی سرزد نہ ہوئی ہوتی اور آپ ﷺ کی ملامت سے بچ جاتا)۔

فوائد:...... ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہنے والے کے بارے میں آپ ﷺ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ ہمیں ظاہری حالات اور زبان سے ادا ہونے والے کلمات پر اعتماد کرنے کا مکلّف ٹھہرایا گیا ہے، رہا مسئلہ دل کا، کہ اس کے اندر ایمان ہے یا نفاق، تو اس پر مطلع ہونا ہمارے لیے ممکن ہی نہیں، صرف آپ کو بذریعہ وحی پتہ چل سکتا تھا۔

اَبْوَابُ حَوَادِثِ السَّنَةِ التَّاسِعَةِ
۹ ہجری کے احوال وواقعات

بَابُ مَجِیْءِ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمِ الطَّائِیِّ رضی اللہ عنہ وَقِصَّةِ اِسْلَامِهِ
عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ کی آمد اور قبولِ اسلام

(۱۰۹۲۵)۔ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: جَاءَتْ خَيْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَوْ قَالَ: رُسُلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا بِعَقْرَبَ، فَأَخَذُوا عَمَّتِي وَنَاسًا، قَالَ: فَلَمَّا أَتَوْا بِهِمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((فَصَفُّوا لَهُ۔)) قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! نَأَى الْوَافِدُ وَانْقَطَعَ الْوَلَدُ وَأَنَا عَجُوْزٌ كَبِيرَةٌ مَا بِي مِنْ خِدْمَةٍ فَمُنَّ عَلَيَّ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكَ، قَالَ: ((مَنْ وَافِدُكِ؟)) قَالَتْ: عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ، قَالَ: ((الَّذِي فَرَّ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ۔)) قَالَتْ: فَمُنَّ عَلَيَّ،

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے روانہ کئے ہوئے گھڑ سوار آئے تو میں ان دنوں یمامہ کے علاقے میں عقرب کے مقام پر تھا، وہ لوگ میری پھوپھی اور چند لوگوں کو پکڑ کر لے گئے، جب وہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے لے گئے تو ان کو آپ ﷺ کے سامنے کھڑا کر دیا گیا، میری پھوپھی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے مردوں میں سے جو آپ کی خدمت میں آ سکتا تھا، وہ بہت دور ہے، بچے جدا ہو گئے، میں بہت بوڑھی ہوں، میں کچھ کر بھی نہیں سکتی، آپ مجھ پر احسان کریں، اللہ آپ پر احسان کرے گا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''تمہاری طرف سے کون

(۱۰۹۲۵) تخريج: بعضه صحيح، وفى هذا الاسناد عبّاد بن حبيش لايعرف، أخرجه الترمذى: ۲۹۵۳ (انظر: ۱۹۳۸۱)

قَالَتْ: فَلَمَّا رَجَعَ وَرَجُلٌ إِلَى جَنْبِهِ نُرَى أَنَّهُ عَلِيٌّ، قَالَ: سَلِيهِ حِمْلَانًا، قَالَ: فَسَأَلَتْهُ، فَأَمَرَ لَهَا، قَالَتْ: فَأَتَتْنِي، فَقَالَتْ: لَقَدْ فَعَلْتَ فَعْلَةً مَا كَانَ أَبُوكَ يَفْعَلُهَا، قَالَتْ: ائْتِهِ رَاغِبًا أَوْ رَاهِبًا، فَقَدْ أَتَاهُ فُلَانٌ فَأَصَابَ مِنْهُ وَأَتَاهُ فُلَانٌ فَأَصَابَ مِنْهُ، قَالَ: فَأَتَيْتُهُ فَإِذَا عِنْدَهُ امْرَأَةٌ وَصِبْيَانٌ أَوْ صَبِيٌّ فَذَكَرَ قُرْبَهُمْ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَيْسَ مَلِكَ كِسْرَى وَلَا قَيْصَرَ، فَقَالَ لَهُ: ((يَا عَدِيُّ بْنَ حَاتِمٍ مَا أَفَرَّكَ أَنْ يُقَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَهَلْ مِنْ إِلٰهٍ إِلَّا اللّٰهُ، مَا أَفَرَّكَ أَنْ يُقَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ، فَهَلْ شَيْءٌ هُوَ أَكْبَرُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ؟)) قَالَ: فَأَسْلَمْتُ فَرَأَيْتُ وَجْهَهُ اسْتَبْشَرَ وَقَالَ: ((إِنَّ الْمَغْضُوبَ عَلَيْهِمُ الْيَهُودُ، وَالضَّالِّينَ النَّصَارٰى.)) ثُمَّ سَأَلُوهُ، فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ فَلَكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ! أَنْ تَرْضَخُوا مِنَ الْفَضْلِ.)) ارْتَضَخَ امْرُؤٌ بِصَاعٍ بِبَعْضِ صَاعٍ بِقَبْضَةٍ بِبَعْضِ قَبْضَةٍ، قَالَ شُعْبَةُ: وَأَكْثَرُ عِلْمِي أَنَّهُ قَالَ: بِتَمْرَةٍ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، إِنَّ أَحَدَكُمْ لَاقِي اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَقَائِلٌ: مَا أَقُولُ أَلَمْ أَجْعَلْكَ سَمِيعًا بَصِيرًا، أَلَمْ أَجْعَلْ لَكَ مَالًا وَوَلَدًا، فَمَاذَا قَدَّمْتَ؟ فَيَنْظُرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ فَلَا يَجِدُ شَيْئًا، فَمَا يَتَّقِي النَّارَ إِلَّا بِوَجْهِهِ، فَاتَّقُوا النَّارَ،

مرد آ سکتا تھا؟'' اس نے کہا: عدی بن حاتم، آپ نے فرمایا: ''وہی جو اللہ اور اس کے رسول سے بچتے ہوئے فرار ہو گیا ہے؟'' اس نے کہا: بہرحال آپ مجھ پر احسان کریں، وہ کہتی ہیں: جب اللہ کے رسول واپس آئے تو آپ ﷺ کے ساتھ ایک اور آدمی بھی تھا، ہمارا خیال ہے کہ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے، اس آدمی نے میری پھوپھی سے کہا: تم آپ ﷺ سے سواری طلب کرو، اس نے سواری کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اسے سواری مہیا کر دی جائے۔ عدی کہتے ہیں: میری پھوپھی میرے پاس آئی تو اس نے کہا کہ تو نے جنگ سے فرار ہو کر ایسا بزدلانہ کام کیا ہے کہ تمہارا باپ ایسا نہیں کرتا تھا۔ تم دین کی رغبت کے ساتھ یا ڈرتے ہوئے جیسے بھی ہو، اس نبی کے پاس پہنچو، فلاں اور فلاں آدمی ان کے پاس گیا تو اسے بہت کچھ ملا، عدی کہتے ہیں: میں آپ کی خدمت میں آیا تو اس وقت آپ کے پاس ایک عورت اور چند بچے، یا ایک بچہ موجود تھا، عدی نے نبی کریم ﷺ کے قریب ہونے کا ذکر کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں جان گیا کہ آپ ﷺ کسریٰ اور قیصر جیسے بادشاہ نہیں ہیں، آپ ﷺ نے عدی سے فرمایا: ''تم ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کہنے کے ڈر سے کیوں فرار ہوئے؟ کیا اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہے، تم ''اللہ اکبر'' کہنے سے کیوں بھاگ گئے؟ کیا اللہ تعالیٰ سے بھی بڑا کوئی ہے؟'' عدی کہتے ہیں، چنانچہ آپ ﷺ کی باتیں سن کر میں مسلمان ہو گیا، میں نے دیکھا کہ آپ کا چہرہ دمک اُٹھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''مغضوب علیم یعنی جن لوگوں پر اللہ کا غضب ہوا، ان سے مراد یہودی ہیں اور ضالین یعنی گمراہ لوگوں سے عیسائی مراد ہیں۔'' کچھ بدوؤں نے آپ ﷺ سے کچھ مانگا تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور فرمایا: ''لوگو! تم اپنی ضرورت سے

وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَإِنْ لَمْ تَجِدُوهُ فَبِكَلِمَةٍ لَيِّنَةٍ، إِنِّي لَا أَخْشَى عَلَيْكُمُ الْفَاقَةَ، لَيَنْصُرَنَّكُمُ اللّٰهُ تَعَالَى وَلَيُعْطِيَنَّكُمْ أَوْ لَيَفْتَحَنَّ لَكُمْ حَتَّى تَسِيرَ الظَّعِينَةُ بَيْنَ الْحِيرَةِ وَيَثْرِبَ، أَوْ أَكْثَرَ مَا تَخَافُ السَّرَقَ عَلَى ظَعِينَتِهَا، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَاهُ شُعْبَةُ مَا لَا أُحْصِيهِ وَقَرَأْتُهُ عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ١٩٦٠٠)

زائد اشیاء میں سے کچھ نہ کچھ دو۔' یہ سن کر کوئی ایک صاع اور کوئی اس سے بھی کم اور کوئی مٹھی بھر لے کر آیا کوئی اس سے کم لایا۔ شعبہ نے بیان کیا کہ میرے علم کے مطابق کوئی کھجور لایا اور کوئی کھجور کا ایک ٹکڑا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے والا ہے تو اللہ اس سے فرمائے گا کیا میں نے تجھے سننے والا دیکھنے والا نہیں بنایا تھا؟ کیا میں نے تجھے مال و اولاد سے نہیں نوازا تھا؟ تو کیا کر کے آیا ہے؟ یہ آدمی اپنے آگے پیچھے، دائیں بائیں دیکھے گا تو اپنے لیے کچھ بھی نہیں پائے گا، وہ اپنے چہرے سے ہی آگ سے بچنے کی کوشش کرے گا، مگر بچ نہیں سکے گا، لہٰذا لوگو! تم جہنم سے بچنے کا سامان کرلو، اگر چہ وہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہیں ہو، اگر تم اتنی چیز بھی نہیں پاؤ تو اچھی بات کر کے ہی جہنم سے بچاؤ کا سامان کرلو، مجھے تم پر فقر و فاقہ کا ڈر نہیں، اللہ تعالیٰ ضرور تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں بہت کچھ عطا فرمائے گا، یا یوں فرمایا کہ تمہیں ضرور فتوحات سے نوازے گا، یہاں تک کہ ایک اونٹ سوار خاتون حیرہ سے یثرب تک کا یا اس سے بھی زیادہ سفر کرے گی اور اسے چوری کا کوئی ڈر خوف ہوگا۔'' امام احمد کے شیخ محمد بن جعفر کہتے ہیں کہ ہمارے استاذ شعبہ نے بے شمار مرتبہ یہ حدیث ہمیں سنائی اور میں نے بھی ان کے سامنے بہت مرتبہ پڑھی، یعنی یہ حدیث اہل علم کے ہاں ثابت اور مشہور ہے۔

فوائد:...... جامع ترمذی کی روایت، جو کہ صحیح ہے، کا سیاق درج ذیل ہے:

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ الْقَوْمُ: هٰذَا عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ وَجِئْتُ بِغَيْرِ أَمَانٍ وَلَا كِتَابٍ فَلَمَّا دُفِعْتُ إِلَيْهِ أَخَذَ بِيَدِي وَقَدْ كَانَ قَالَ قَبْلَ ذٰلِكَ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ يَدَهُ فِي يَدِي، قَالَ فَقَامَ فَلَقِيَتْهُ امْرَأَةٌ وَصَبِيٌّ مَعَهَا فَقَالَا: إِنَّ لَنَا إِلَيْكَ حَاجَةً، فَقَامَ مَعَهُمَا حَتَّى قَضَى حَاجَتَهُمَا ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي حَتَّى أَتَى بِي دَارَهُ فَأَلْقَتْ لَهُ الْوَلِيدَةُ وِسَادَةً فَجَلَسَ عَلَيْهَا وَجَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((مَا يُفِرُّكَ أَنْ

تَقُولَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَهَلْ تَعْلَمُ مِنْ إِلٰهٍ سِوَى اللّٰهِ؟)) قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ ثُمَّ تَكَلَّمَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّمَا تَفِرُّ أَنْ تَقُولَ اللّٰهُ أَكْبَرُ وَتَعْلَمُ أَنَّ شَيْئًا أَكْبَرُ مِنَ اللّٰهِ؟)) قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: ((فَإِنَّ الْيَهُودَ مَغْضُوبٌ عَلَيْهِمْ وَإِنَّ النَّصَارٰى ضُلَّالٌ۔)) قَالَ: قُلْتُ: فَإِنِّي جِئْتُ مُسْلِمًا قَالَ فَرَأَيْتُ وَجْهَهُ تَبَسَّطَ فَرَحًا قَالَ ثُمَّ أَمَرَ بِي فَأُنْزِلْتُ عِنْدَ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ جَعَلْتُ أَغْشَاهُ آتِيهِ طَرَفَيِ النَّهَارِ قَالَ فَبَيْنَمَا أَنَا عِنْدَهُ عَشِيَّةً إِذْ جَاءَهُ قَوْمٌ فِي ثِيَابٍ مِنَ الصُّوفِ مِنْ هٰذِهِ النِّمَارِ قَالَ فَصَلّٰى وَقَامَ فَحَثَّ عَلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ: ((وَلَوْ صَاعٌ وَلَوْ بِنِصْفِ صَاعٍ وَلَوْ بِقَبْضَةٍ وَلَوْ بِبَعْضِ قَبْضَةٍ يَقِي أَحَدُكُمْ وَجْهَهُ حَرَّ جَهَنَّمَ أَوِ النَّارِ وَلَوْ بِتَمْرَةٍ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَاقِي اللّٰهِ وَقَائِلٌ لَهُ مَا أَقُولُ لَكُمْ أَلَمْ أَجْعَلْ لَكَ سَمْعًا وَبَصَرًا فَيَقُولُ بَلٰى فَيَقُولُ أَلَمْ أَجْعَلْ لَكَ مَالًا وَوَلَدًا فَيَقُولُ بَلٰى فَيَقُولُ أَيْنَ مَا قَدَّمْتَ لِنَفْسِكَ فَيَنْظُرُ قُدَّامَهُ وَبَعْدَهُ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ لَا يَجِدُ شَيْئًا يَقِي بِهِ وَجْهَهُ حَرَّ جَهَنَّمَ لِيَقِ أَحَدُكُمْ وَجْهَهُ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ فَإِنِّي لَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الْفَاقَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ نَاصِرُكُمْ وَمُعْطِيكُمْ حَتّٰى تَسِيرَ الظَّعِينَةُ فِيمَا بَيْنَ يَثْرِبَ وَالْحِيرَةِ أَوْ أَكْثَرَ مَا تَخَافُ عَلٰى مَطِيَّتِهَا السَّرَقَ قَالَ فَجَعَلْتُ أَقُولُ فِي نَفْسِي فَأَيْنَ لُصُوصُ طَيِّئٍ۔))

میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ لوگوں نے عرض کیا: یہ عدی بن حاتم ہیں، میں کسی امان اور تحریر کے بغیر آ گیا تھا۔ جب مجھے آپ ﷺ کے پاس لے جایا گیا تو آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ آپ ﷺ پہلے ہی صحابہ سے کہہ چکے تھے کہ ''مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیں گے۔'' پھر آپ ﷺ مجھے لے کر کھڑے ہوئے تو ایک عورت اور ایک بچہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ ہمیں آپ ﷺ سے کام ہے۔ آپ ﷺ ان کے ساتھ ہو لئے اور ان کا کام کر کے دوبارہ میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھر لے گئے۔ ایک بچی نے آپ ﷺ کے لئے بچھونا بچھا دیا جس پر آپ ﷺ بیٹھ گئے اور میں آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ پھر آپ ﷺ نے اللہ کی حمد وثناء بیان کرنے کے بعد مجھ سے پوچھا کہ ''تمہیں لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہنے سے کونسی چیز روکتی ہے، کیا تم اللہ کے علاوہ کسی معبود کو جانتے ہو؟'' میں نے عرض کیا: جی نہیں، پھر آپ کچھ دیر باتیں کرتے رہے پھر فرمایا: ''تم اس لئے اللّٰہُ أَکْبَرُ کہنے سے راہ فرار اختیار کرتے ہو کہ تم اس سے کوئی بڑی چیز جانتے ہو؟'' میں نے عرض کیا: جی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہودیوں پر اللہ کا غضب ہے اور نصاریٰ گمراہ ہیں۔'' عدی کہتے ہیں: پھر میں نے کہا کہ میں خالص مسلمان ہوں۔ عدی کہتے ہیں پھر میں نے دیکھا کہ (یہ سن کر) نبی اکرم ﷺ کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا اور میں ایک انصاری کے ہاں (بطور مہمان) رہنے لگا اور آپ ﷺ کی خدمت میں صبح وشام حاضر ہونے لگا۔ ایک دن رات کے وقت آپ ﷺ کے پاس تھا کہ ایک قوم آئی۔ انہوں نے اون کی دھاری دار کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور خطبہ دیتے ہوئے انہیں صدقہ دینے کی

ترغیب دی اور فرمایا اگر چہ ایک صاع ہو یا نصف ہو یا مٹھی ، دو یا اس سے بھی کم ہو۔ تم میں سے ہر ایک (کو چاہیے کہ) اپنے چہرے کو جہنم کی یا آگ کی گرمی سے بچانے کی کوشش کرے خواہ وہ ایک کھجور یا آدھی کھجور دے کر ہی ہو۔ اس لئے کہ ہر شخص کو اللہ سے ملاقات کرنی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس سے وہی کچھ فرمائے گا جو میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ کیا میں نے تمہارے کان آنکھیں نہیں بنائیں؟ وہ کہے گا ہاں کیوں نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں نے تمہیں مال و اولاد عطاء نہیں کیے۔ وہ کہے گا ہاں کیوں نہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا وہ کہاں ہے جو تم نے اپنے لئے آگے بھیجا تھا پھر وہ اپنے آگے پیچھے اور دائیں بائیں دیکھے گا اور اپنے چہرے کو آگ کی گرمی سے بچانے کے لئے کوئی چیز نہیں پائے گا لہذا تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو (جہنم کی) آگ سے بچائے چاہے کھجور کے ایک ٹکڑے کے ساتھ ہی ہو۔ اگر یہ بھی نہ ملے تو اچھی بات کے ذریعے ہی بچائے۔ اس لئے کہ میں تم لوگوں کے متعلق فاقے سے نہیں ڈرتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار اور عطاء کرنیوالا ہے یہاں تک کہ (عنقریب ایسا وقت آئے گا کہ) ایک اکیلی عورت مدینہ سے حیرہ تک سفر کرے گی اور اسے اپنی سواری کی چوری کا بھی خوف نہیں ہوگا۔ عدی کہتے ہیں کہ میں دل میں سوچنے لگا کہ اس وقت قبیلہ بنوطی کے چور کہاں ہوں گے۔

(١٠٩٢٦)۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ رَجُلٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ: حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكَ أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْكَ، قَالَ: نَعَمْ، لَمَّا بَلَغَنِي خُرُوجُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَكَرِهْتُ خُرُوجَهُ كَرَاهَةً شَدِيدَةً، خَرَجْتُ حَتّٰى وَقَعْتُ نَاحِيَةَ الرُّومِ، وَقَالَ يَعْنِي يَزِيدَ: بِبَغْدَادَ حَتّٰى قَدِمْتُ عَلٰى قَيْصَرَ، قَالَ: فَكَرِهْتُ مَكَانِي ذٰلِكَ أَشَدَّ مِنْ كَرَاهِيَتِي لِخُرُوجِهِ، قَالَ، فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ! لَوْلَا أَتَيْتُ هٰذَا الرَّجُلَ، فَإِنْ كَانَ كَاذِبًا لَمْ يَضُرَّنِي، وَإِنْ كَانَ صَادِقًا عَلِمْتُ، قَالَ: فَقَدِمْتُ فَأَتَيْتُهُ فَلَمَّا قَدِمْتُ قَالَ النَّاسُ: عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ

ایک آدمی کہتا ہے: میں نے سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مجھے آپ کے بارے میں ایک حدیث پہنچی ہے، میں وہ حدیث براہ راست آپ سے سننا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے، جب مجھے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں یہ اطلاع ملی کہ آپ کا ظہور ہوا ہے تو مجھے اس سے شدید کراہت ہوئی اور میں وہاں سے نکل کر روم کے علاقوں کی طرف چلا گیا، یزید راوی نے بتایا کہ وہ بغداد چلے گئے، میں قیصر کے ہاں چلا گیا، مجھے جس قدر نفرت آپ ﷺ کے ظہور پر ہوئی تھی، مجھے اپنی وہاں آمد پر اس سے بھی زیادہ نفرت ہوئی، پھر میں نے سوچا کہ اللہ کی قسم! میں خود کیوں نہ اس آدمی کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں، اگر وہ جھوٹا ہوا تو مجھے اس سے کچھ ضرر نہیں ہوگا اور اگر وہ سچا ہوا تو میں اس کے سچ کو جان لوں گا۔ چنانچہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں آیا، میں جب پہنچا تو لوگ کہنے لگے: عدی بن حاتم آ گئے، عدی بن حاتم آ گئے، میں

(١٠٩٢٦) تخريج: صحيح، أخرجه الحاكم: ٤/ ٥١٨ (انظر: ١٨٢٦٠)

عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ، قَالَ: فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لِي: ((يَا عَدِيُّ بْنَ حَاتِمٍ أَسْلِمْ تَسْلَمْ۔)) ثَلَاثًا، قَالَ: قُلْتُ: إِنِّي عَلَى دِينٍ، قَالَ: ((أَنَا أَعْلَمُ بِدِينِكَ مِنْكَ۔)) فَقُلْتُ: أَنْتَ أَعْلَمُ بِدِينِي مِنِّي؟ قَالَ: ((نَعَمْ، أَلَسْتَ مِنَ الرَّكُوسِيَّةِ، وَأَنْتَ تَأْكُلُ مِرْبَاعَ قَوْمِكَ۔)) قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: ((فَإِنَّ هٰذَا لَا يَحِلُّ لَكَ فِي دِينِكَ۔)) قَالَ: فَلَمْ يَعْدُ أَنْ قَالَهَا فَتَوَاضَعْتُ لَهَا، فَقَالَ: ((أَمَا إِنِّي أَعْلَمُ مَا الَّذِي يَمْنَعُكَ مِنَ الْإِسْلَامِ، تَقُولُ: إِنَّمَا اتَّبَعَهُ ضَعَفَةُ النَّاسِ وَمَنْ لَا قُوَّةَ لَهُ وَقَدْ رَمَتْهُمُ الْعَرَبُ، أَتَعْرِفُ الْحِيرَةَ؟)) قُلْتُ: لَمْ أَرَهَا وَقَدْ سَمِعْتُ بِهَا، قَالَ: ((فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَيُتِمَّنَّ اللّٰهُ هٰذَا الْأَمْرَ حَتّٰى تَخْرُجَ الظَّعِينَةُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتّٰى تَطُوفَ بِالْبَيْتِ فِي غَيْرِ جِوَارِ أَحَدٍ، وَلَيَفْتَحَنَّ كُنُوزَ كِسْرٰى بْنِ هُرْمُزَ۔)) قَالَ: قُلْتُ: كِسْرَى بْنُ هُرْمُزَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ كِسْرَى بْنُ هُرْمُزَ، وَلَيُبْذَلَنَّ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ۔)) قَالَ عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ: فَهٰذِهِ الظَّعِينَةُ تَخْرُجُ مِنَ الْحِيرَةِ فَتَطُوفُ بِالْبَيْتِ فِي غَيْرِ جِوَارٍ، وَلَقَدْ كُنْتُ فِيمَنْ فَتَحَ كُنُوزَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَكُونَنَّ الثَّالِثَةُ لِأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ قَالَهَا۔ (مسند احمد: ۱۸۴۴۹)

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے مجھ سے تین بار فرمایا: ''عدی بن حاتم! اسلام قبول کر لو، سلامتی پاؤ گے۔'' میں نے عرض کیا: میں پہلے ہی ایک دین پر کاربند ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہارے دین کو تم سے بہتر جانتا ہوں۔'' میں نے کہا: کیا آپ میرے دین کو مجھ سے بہتر طور پر جانتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، کیا تو رکوسیہ میں سے نہیں ہے اور کیا تم اپنی قوم کی غنیموں میں سے ایک چوتھائی حصہ نہیں کھاتا؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے ہی دین کی رو سے تو یہ تمہارے لیے حلال نہیں۔'' آپ ﷺ کی یہ بات کہنے کی دیر تھی کہ میں اس بات کے آگے جھک گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں جانتا ہوں کہ قبول اسلام سے تمہیں کیا رکاوٹ ہے، تم سمجھتے ہو کہ لوگوں میں سے ایسے کمزور طبقے نے میری پیروی کی ہے، جنہیں دنیاوی طور پر کسی قسم کی قوت حاصل نہیں اور عرب نے ان لوگوں کو دھتکار دیا ہے، کیا تم حیرہ کو جانتے ہو؟'' میں نے عرض کیا: جی میں نے اسے دیکھا تو نہیں، البتہ اس کے متعلق سنا ضرور ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ ضرور اس دین کو اس حد تک غالب کرے گا کہ ایک شتر سوار خاتون بے خوف وخطر حیرہ سے آ کر بیت اللہ کا طواف کرے گی اور کسریٰ بن ہرمز کے خزانے مفتوح ہوں گے۔'' میں نے عرض کیا: کیا کسریٰ بن ہرمز کے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں ہاں، کسریٰ بن ہرمز کے اور مال ودولت اس قدر عام ہو جائے گا کہ کوئی شخص اسے لینے کے لیے تیار نہیں ہوگا۔'' سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: واقعی شتر سوار خاتون تن تنہا حیرہ سے بے خوف وخطر چل کر بیت اللہ کا طواف کرتی ہے اور کسریٰ بن

ہرمز کے خزانوں کو فتح کیا گیا اور میں خود ان لوگوں میں سے ہوں، جنہوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانوں کو فتح کیا، اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، آپ ﷺ کی تیسری بات بھی ضرور پوری ہوگی، کیونکہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کی کہی ہوئی ہے۔

فوائد:...... سیدنا عدی بن حاتم بن عبداللہ طائی کوفی رضی اللہ عنہ صحابی ہیں، ان کے باپ سخاوت میں مشہور ہیں، یہ مذہباً عیسائی تھے، جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو انھوں نے اسلام قبول کر لیا، نبی کریم ﷺ ان عزت کی کیا کرتے تھے، آپ ﷺ کی وفات کے بعد جب عربوں میں مختلف انداز میں ارتداد نمودار ہوا تو یہ اپنی قوم کے ساتھ اسلام پر ثابت قدم رہے اور اس وقت بھی اپنی قوم کی زکوۃ ادا کی، یہ بڑے سخی، اپنی قوم کے ہاں معزز اور بزرگ سمجھے جاتے ہیں، بلا کے حاضر الجواب تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہونے والی عراق کی فتوحات میں حاضر تھے، پھر انھوں نے کوفہ میں سکونت اختیار کر لی تھی اور جنگ جمل اور جنگ صفین میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، انھوں نے کوفہ میں (٦٩) سن ہجری میں وفات پائی، جبکہ ان کی عمر (١٢٠) برس تھی۔

تیسری چیز کا ذکر درج ذیل روایت میں ہے، یہ عیسی علیہ السلام کے زمانے میں پوری ہوگی، بعض نے عمر بن عبدالعزیز کے زمانے کو اس کا مصداق ٹھہرایا ہے۔

صحیح بخاری (٣٥٩٥) کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

سیدنا عدی بن حاتم سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بَيْنَا أَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا إِلَيْهِ الْفَاقَةَ ثُمَّ أَتَاهُ آخَرُ فَشَكَا إِلَيْهِ قَطْعَ السَّبِيلِ فَقَالَ: ((يَا عَدِيُّ هَلْ رَأَيْتَ الْحِيرَةَ۔)) قُلْتُ لَمْ أَرَهَا وَقَدْ أُنْبِئْتُ عَنْهَا قَالَ: ((فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتّٰى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللّٰهَ۔)) قُلْتُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِي فَأَيْنَ دُعَّارُ طَيِّءٍ الَّذِينَ قَدْ سَعَّرُوا الْبِلَادَ ((وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوزُ كِسْرٰى۔)) قُلْتُ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ؟ قَالَ: ((كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهُ مِنْهُ وَلَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهُ فَلَيَقُولَنَّ لَهُ أَلَمْ أَبْعَثْ إِلَيْكَ رَسُولًا فَيُبَلِّغَكَ فَيَقُولُ بَلٰى فَيَقُولُ أَلَمْ أُعْطِكَ مَالًا وَأُفْضِلْ عَلَيْكَ فَيَقُولُ بَلٰى فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِينِهِ فَلَا يَرٰى إِلَّا جَهَنَّمَ وَيَنْظُرُ عَنْ يَسَارِهِ فَلَا يَرٰى إِلَّا جَهَنَّمَ۔)) قَالَ عَدِيٌّ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقَّةِ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ شِقَّةَ تَمْرَةٍ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ۔)) قَالَ عَدِيٌّ فَرَأَيْتُ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتّٰى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ

وَكُنْتُ فِيمَنْ افْتَتَحَ كُنُوزَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكُمْ حَيَاةٌ لَتَرَوُنَّ مَا قَالَ النَّبِيُّ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ.

ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ ایک شخص نے آ کر آپ ﷺ سے فاقہ کی شکایت کی دوسرے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر ڈاکہ زنی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''عدی کیا تم نے حیرہ دیکھا ہے؟'' میں نے عرض کیا: میں نے وہ جگہ نہیں دیکھی لیکن اس کے بارے میں مجھے بتلایا گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہاری زندگی زیادہ ہوئی تو یقیناً تم دیکھ لوگے کہ ایک بڑھیا عورت حیرہ سے چل کر کعبہ کا طواف کرے گی، اللہ کے علاوہ اس کو کسی کا خوف نہیں ہوگا۔'' میں نے اپنے جی میں کہا کی اس وقت قبیلہ طے کے ڈاکو کدھر جائیں گے، جنھوں نے تمام شہروں میں آگ لگا رکھی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری زندگی زیادہ ہوئی تو یقیناً تم کسری کے خزانوں کو فتح کرو گے۔'' میں نے دریافت کیا: کسری بن ہرمز؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں (کسری بن ہرمز) اور اگر تمہاری زندگی زیادہ ہوئی تو یقیناً تم دیکھ لوگے کہ ایک شخص مٹھی بھر سونا یا چاندی لے کر نکلے گا اور ایسے آدمی کو تلاش کرے گا جو اسے لے لے، لیکن اس کو کوئی نہ ملے گا جو یہ رقم لے لے۔ یقیناً تم میں سے ہر شخص قیامت میں اللہ سے ملے گا (اس وقت) اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا، جو اس کی گفتگو کا ترجمہ کرے، اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کیا میں نے تیرے پاس رسول نہ بھیجا تھا جو تجھے تبلیغ کرتا؟ وہ عرض کرے گا ہاں پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں نے تجھ کو مال و زر اور فضل سے نہیں نوازا تھا؟ وہ عرض کرے گا ہاں، پھر وہ اپنی داہنی جانب دیکھے گا دوزخ کے سوا کچھ نہ دیکھے گا۔'' عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ ''آگ سے بچو اگرچہ چھوہارے کا ایک ٹکڑا ہی سہی یہ بھی نہ ہو سکے تو کوئی عمدہ بات کہہ کر ہی سہی۔'' سیدنا عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے بڑھیا کو دیکھ لیا کہ حیرہ سے سفر شروع کرتی ہے اور کعبہ کا طواف کرتی ہے اور اللہ کے سوا اس کو کسی کا ڈر نہیں تھا اور میں ان لوگوں میں سے ہوں جنھوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کئے تھے، اگر تم لوگوں کی زندگی زیادہ ہوئی تو جو کچھ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایک شخص مٹھی بھر سونا لے کر نکلے تو تم یہ بھی دیکھ لوگے۔

اَبْوَابُ مَا جَاءَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ
غزوۂ تبوک سے متعلقہ احوال و واقعات

بَابُ اِهْتِمَامِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذِهِ الْغَزْوَةِ وَمَا اَنْفَقَهُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ
نبی کریم ﷺ کا غزوۂ تبوک کے لیے خصوصی اہتمام اور اس کے لیے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے عطیہ کا بیان

یہ رجب سنہ ۹ ہجری کا واقعہ ہے، غزوۂ موتہ کا اثر رومی قوت کے حق میں اچھا نہ تھا، صرف تین ہزار مسلمانوں نے دو

لاکھ رومی طاقت کو دبانے میں جو کامیابی حاصل کی تھی، اس کا شام کے پڑوسی قبائل پر بڑا زبردست اثر ہوا تھا اور اب یہ قبائل آزادی و مختاری کے خواب دیکھ رہے تھے، لہذا رومیوں نے ایک فیصلہ کن جنگ کی ضرورت محسوس کی، جس میں وہ مسلمانوں کو انکے اپنے گھر، مدینہ منورہ کے اندر ہی صاف کر دیں۔

جب رسول اللہ ﷺ کو رومیوں کے ناپاک عزائم کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے ہر جگہ سے مسلمانوں کو نکلنے کا حکم دیا اور غزوے کی جہت کا واضح طور پر اعلان فرما دیا، تا کہ لوگ مکمل تیاری کر لیں، کیونکہ سخت گرمی کا زمانہ تھا، سفر لمبا تھا، لوگ تنگی اور قحط میں مبتلا تھے، اس وقت پھل پک چکے تھے، سارئے خوشگوار لگ رہے تھے اور لوگ اس میں قیام پسند کر رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ اہل ثروت صحابہ کو تنگ دستوں کی تیاری کی ترغیب دلائی اور ان سے جو کچھ بن سکا، وہ لے آئے، سب سے پہلے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال پیش کیا، جو چار ہزار درہم تھا، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنا آدھا اثاثہ پیش کیا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے تو اتنا کچھ دے دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا: ''آج کے بعد عثمان جو بھی کریں، انہیں نقصان نہیں ہوگا'' دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق حصہ ڈالا، اس موقع پر منافقوں کے طعن و تشنیع کی بھی کافی صورتیں سامنے آئیں۔

تیاری مکمل ہو گئی اور آپ ﷺ تیس ہزار کے لشکر کے ہمراہ جمعرات کے دن مدینہ منورہ سے نکل پڑے، آپ ﷺ نے مدینہ کا انتظام سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو سونپا اور بال بچوں پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا، سواری اور توشے کی اس قدر قلت تھی کہ اٹھارہ اٹھارہ آدمیوں کی سواری کے لیے ایک ایک اونٹ تھا، وہ باری باری اس پر سواری کرتے تھے اور لوگوں نے درختوں کے پتے کھائے، بہر حال لشکر تبوک کے راستے پر رواں دواں تھا، سفر میں لشکرِ اسلام کو کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

بہر حال آپ ﷺ تبوک میں پہنچ گئے، جب رومیوں کو تبوک میں رسول اللہ ﷺ کی آمد کا علم ہوا تو انکے حوصلے ٹوٹ گئے، مقابلے کی ہمت نہ ہوئی اور وہ اندرون ملک بکھر گئے، رسول اللہ ﷺ نے بیس دن قیام فرما کر دشمن پر رعب ڈالا اور وفود کا استقبال کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو چار سو بیس سواروں کی معیت میں دومۃ الجندل کے اکیدر کی طرف روانہ کیا، وہ اس کو گرفتار کر کے لے آئے اور آپ ﷺ نے جان بخشی فرمائی اور دو ہزار اونٹ، آٹھ سو غلام، چار سو زرہوں اور چار سو نیزوں پر صلح فرمائی۔

بیس دن کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مدینہ واپسی کی راہ لی، راستے میں آتے جاتے تیس دن لگے، اس طرح رسول اللہ ﷺ کل پچاس دن مدینہ منورہ سے باہر رہے۔

اس سفر کے دوران نبی کریم ﷺ کے بعض معجزات کا ظہور بھی ہوا، اگلے صفحات میں ان کی تفصیل آ رہی ہے۔

(۱۰۹۲۷)۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَلَّمَا يُرِيدُ غَزْوَةً يَغْزُوهَا إِلَّا وَرَّى بِغَيْرِهَا حَتَّى كَانَ غَزْوَةُ تَبُوكَ، فَغَزَاهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَرٍّ شَدِيدٍ، اسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيدًا وَمَفَازًا، وَاسْتَقْبَلَ غَزْوَ عَدُوٍّ كَثِيرٍ، فَجَلَا لِلْمُسْلِمِينَ أَمْرَهُمْ لِيَتَأَهَّبُوا أُهْبَةَ عَدُوِّهِمْ، أَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِي يُرِيدُ۔ (مسند احمد: ١٥٨٧٤)

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ جب کسی غزوہ کا قصد فرماتے تو توریہ کرتے تھے، لیکن جب غزوۂ تبوک کا موقع آیا، چونکہ یہ شدید گرمی کا موسم تھا اور طویل اور صحراء کا سفر تھا، نیز تعداد کے لحاظ سے بہت بڑے دشمن لشکر کا مقابلہ درپیش تھا، اس لیے آپ ﷺ نے مسلمانوں کے سامنے ساری صورتحال کھول کر واضح فرما دی تاکہ وہ اپنے دشمن کے مقابلہ کے لیے تیاری کر لیں۔

فوائد:...... توریہ: ارادہ کی ہوئی چیز کا اس طرح اظہار کرنا کہ حقیقت مخفی رہے، مزید دیکھیں حدیث نمبر (۴۹۴۰)
آپ ﷺ کا عام معمول یہ تھا کہ آپ ﷺ غزوات میں توریہ کرتے تھے، لیکن غزوۂ تبوک کے موقع پر آپ ﷺ نے واضح طور پر اعلان کیا تاکہ لوگ سفر کی صعوبتوں کا اندازہ کر کے مکمل تیاری کر لیں۔

(۱۰۹۲۸)۔ عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ۔ (مسند احمد: ١٥٨٧١)

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ تبوک کے لیے جمعرات کے دن سفر شروع کیا۔

(۱۰۹۲۹)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَبَّابٍ السُّلَمِيِّ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَحَثَّ عَلَى جَيْشِ الْعُسْرَةِ، فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ: عَلَيَّ مِائَةُ بَعِيرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا، قَالَ: ثُمَّ حَثَّ فَقَالَ عُثْمَانُ: عَلَيَّ مِائَةٌ أُخْرٰى بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا، قَالَ: ثُمَّ نَزَلَ مِرْقَاةً مِنَ الْمِنْبَرِ، ثُمَّ حَثَّ فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ: عَلَيَّ مِائَةٌ أُخْرٰى بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا، قَالَ: فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ بِيَدِهِ

سیدنا عبدالرحمٰن بن خباب سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سفر کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے جیش العسرۃ (تنگ دست لشکر، مراد غزوۂ تبوک ہے) کی مدد کے لیے لوگوں کو ترغیب دلائی، سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایک سو اونٹ ان کے پالانوں اور پالانوں کے نیچے رکھے جانے والے نمدوں سمیت دوں گا۔ آپ نے لوگوں کو مدد کے لیے مزید ترغیب دلائی، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے پھر کہا: مزید ایک سو اونٹ مع پالان ونمدوں کے میرے ذمے ہیں، اس کے بعد آپ ﷺ نے منبر کی ایک سیڑھی نیچے اتر کر مزید ترغیب

(۱۰۹۲۷) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۹٤۸، ومسلم: ۲۷٦۹ (انظر: ۱۵۷۸۲)
(۱۰۹۲۸) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۹٤۹ (انظر: ۱۵۷۷۹)
(۱۰۹۲۹) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة فرقد ابي طلحة، أخرجه الترمذي: ۳۷۰۰ (انظر: ۱٦٦۹٦)

هٰكَذَا يُحَرِّكُهَا، وَأَخْرَجَ عَبْدُ الصَّمَدِ يَدَهُ كَالْمُتَعَجِّبِ: ((مَا عَلٰى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذَا۔)) (مسند احمد: ١٦٨١٦)

دلائی تو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا مزید ایک سو اونٹ ان کے پالانوں اور نمدوں سمیت میرے ذمہ ہیں۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ کو اس طرح حرکت دے رہے تھے۔ عبدالصمد (اسنادِ حدیث کے ایک راوی) نے انتہائی خوش ہونے والے آدمی کے انداز میں ہاتھ کو نکالا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح اپنے ہاتھ کو ہلاتے اور حرکت دیتے ہوئے فرمایا: ''آج کے بعد عثمان جو بھی کرتا رہے، اس پر کوئی حرج نہیں ہے۔''

(١٠٩٣٠)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: جَاءَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِأَلْفِ دِينَارٍ فِي ثَوْبِهِ حِينَ جَهَّزَ النَّبِيُّ ﷺ جَيْشَ الْعُسْرَةِ، قَالَ: فَصَبَّهَا فِي حِجْرِ النَّبِيِّ ﷺ فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يُقَلِّبُهَا بِيَدِهِ، وَيَقُولُ: ((مَا ضَرَّ ابْنَ عَفَّانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ۔)) يُرَدِّدُهَا مِرَارًا۔ (مسند احمد: ٢٠٩٠٦)

سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جیش العسرۃ یعنی غزوۂ تبوک کی مدد کے لیے صحابہ کرام سے اپیل کی تو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ایک ہزار دینار ایک کپڑے میں ڈال کر لائے اور ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی میں ڈھیر کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھوں میں ان دیناروں کو الٹتے پلٹتے اور فرماتے: ''آج کے بعد عثمان جو کام بھی کرے، اسے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو بار بار دہرایا۔

فوائد:......ایک دینار ساڑھے چار ماشے سونے کا ہوتا ہے اور ایک ہزار دینار تھے

بَابُ فِيْمَا قَاسَاهُ الصَّحَابَةُ فِيْ هٰذِهِ الْغَزْوَةِ مِنْ قِلَّةِ الظَّهْرِ وَضَعْفِهِ وَمَا ظَهَرَ مِنْ مُعْجِزَاتِ النَّبِيِّ ﷺ

غزوۂ تبوک میں صحابہ کرام کو سواریوں کی قلت وغیرہ سے جو سامنا رہا اس کا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہونے والے معجزات کا بیان

(١٠٩٣١)۔ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ أَنَّ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ كَانَ يَقُولُ: غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ غَزْوَةَ تَبُوكَ، فَجَهَدَ بِالظَّهْرِ

سیدنا فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں غزوۂ تبوک میں شرکت کی، سواریوں کی بڑی قلت تھی، جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے

(١٠٩٣٠) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الترمذى: ٣٧٠١ (انظر: ٢٠٦٣٠)

(١٠٩٣١) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابن حبان: ٤٦٨١، والطبرانى فى "المعجم الكبير": ١٨/ ٧٧١ (انظر: ٢٣٩٥٥)

جَهْدًا شَدِيدًا، فَشَكَوْا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مَا بِظَهْرِهِمْ مِنَ الْجَهْدِ فَتَحَيَّنَ بِهِمْ مَضِيقًا، فَسَارَ النَّبِيُّ ﷺ فِيهِ فَقَالَ: ((مُرُّوا بِسْمِ اللّٰهِ.)) فَمَرَّ النَّاسُ عَلَيْهِ بِظَهْرِهِمْ، فَجَعَلَ يَنْفُخُ بِظَهْرِهِمْ: ((اللَّهُمَّ احْمِلْ عَلَيْهَا فِي سَبِيلِكَ، إِنَّكَ تَحْمِلُ عَلَى الْقَوِيِّ وَالضَّعِيفِ، وَعَلَى الرَّطْبِ وَالْيَابِسِ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ.)) قَالَ: فَمَا بَلَغْنَا الْمَدِينَةَ حَتّٰى جَعَلَتْ تُنَازِعُنَا أَزِمَّتَهَا، قَالَ فَضَالَةُ: هٰذِهِ دَعْوَةُ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى الْقَوِيِّ وَالضَّعِيفِ، فَمَا بَالُ الرَّطْبِ وَالْيَابِسِ؟ فَلَمَّا قَدِمْنَا الشَّامَ غَزَوْنَا غَزْوَةَ قُبْرُسَ فِي الْبَحْرِ، فَلَمَّا رَأَيْتُ السُّفُنَ فِي الْبَحْرِ وَمَا يَدْخُلُ فِيهَا، عَرَفْتُ دَعْوَةَ النَّبِيِّ ﷺ. (مسند احمد: ٢٤٤٥٥)

نبی کریم ﷺ کو اس کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے ان کو ایک تنگ سے راستہ پر لے چلے، نبی کریم ﷺ اس راستے پر چلے،اور فرمایا: ''تم اللہ کا نام لے کر یہاں سے گزرو۔'' لوگ اپنی سواریاں لے کر آپ ﷺ کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ ان کی سواریوں پر پھونک مارتے اور یہ دعا کرتے جاتے: ''یا اللہ اس سے اپنی راہ میں کام لے تو ہی قوی اور ضعیف کو طاقت دینے والا ہے۔ اور تو ہی بر و بحر یعنی خشکی اور تری اور ہر رطب و یابس یعنی تازہ اور خشک پر قدرت رکھتا ہے۔'' سیدنا فضالہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہماری مدینہ منورہ واپسی تک ہمارے اونٹ ہم سے اپنی مہاریں کھینچتے تھے۔ یہ قوی اور ضعیف کے متعلق نبی کریم ﷺ کی دعاء کی برکت اور اس کا نتیجہ تھا۔ لیکن میں رطب و یابس یعنی خشک و تر کا مفہوم نہیں سمجھ سکا کہ یہاں اس سے کیا مراد ہو سکتی ہے؟ جب ہم ملکِ شام میں گئے اور ہم نے سمندر میں قبرص کی لڑائی لڑی اور میں نے سمندر میں کشتیوں کو چلتے اور سمندروں میں داخل ہوتے دیکھا تو مجھے نبی کریم ﷺ کی دعاء کی حقیقت معلوم ہوئی۔

(١٠٩٣٢)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا كَانَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ تَسَارَعَ النَّاسُ إِلٰى أَهْلِ الْحِجْرِ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَنَادٰى فِي النَّاسِ: اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ، قَالَ: فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُمْسِكٌ بَعِيرَهُ وَهُوَ يَقُولُ: ((مَا تَدْخُلُونَ عَلٰى قَوْمٍ

سیدنا ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوۂ تبوک کے سفر کے دوران لوگوں نے (ثمود کی منازل) حجر کی طرف جلدی کی اور وہ ان میں داخل ہونے لگ گئے، جب رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا پتہ چلا تو آپ ﷺ نے لوگوں میں یہ اعلان کیا: ''اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ''، وہ کہتے ہیں: جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، جبکہ آپ ﷺ نے اپنے اونٹ کو روکا ہوا تھا اور فرما رہے تھے: ''تم ایسی قوم پر کیوں داخل ہوتے ہو،

(١٠٩٣٢) تخريج: اسناده ضعيف، محمد بن ابی كبشة لين الحديث اذا انفرد، ولم يُتابع على هذا الحديث، واسماعيل بن اوسط مختلف فيه، أخرجه ابن ابی شيبة: ١٤/ ٥٤٦، و الطبرانی فی "الكبير" ٢٢/ ٨٥٢(انظر: ١٨٠٢٩)

غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ۔)) فَنَادَاهُ رَجُلٌ مِنْهُمْ: نَعْجَبُ مِنْهُمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اَفَلَا أُنْذِرُكُمْ بِأَعْجَبَ مِنْ ذٰلِكَ؟ رَجُلٌ مِنْ اَنْفُسِكُمْ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كَانَ قَبْلَكُمْ وَ مَا كَانَ هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ، فَاسْتَقِيْمُوْا وَسَدِّدُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَا يَعْبَأُ بِعَذَابِكُمْ شَيْئًا، وَ سَيَأْتِي قَوْمٌ لَا يَدْفَعُوْنَ عَنْ اَنْفُسِهِمْ بِشَيْءٍ۔)) (مسند احمد: ۱۸۱۹۲)

جس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا ہے؟'' ایک بندے نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں ان سے تعجب ہوتا ہے، اس لیے ان کے پاس جاتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں نے تم کو اس سے زیادہ تعجب والے سے نہ ڈراؤ؟ تم میں ہی ایک آدمی ہے، وہ تم کو ان کی امور کی بھی خبر دیتا ہے، جو تم سے پہلے گزر گئے ہیں اور ان امور کی بھی، جو تم سے بعد میں ہونے والے ہیں، پس تم سیدھے ہو جاؤ اور راہِ صواب پر چلتے رہو، پس بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے عذاب کی پرواہ نہیں کرے گے اور عنقریب ایسے لوگ آئیں گے، جو کسی چیز کو اپنے نفسوں سے دفع نہیں کریں گے۔''

فوائد:...... دیکھیں: حدیث نمبر (۱۰۳۳۳)

(۱۰۹۳۳)۔ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ أَنَّ مُعَاذًا أَخْبَرَهُ: أَنَّهُمْ خَرَجُوا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ تَبُوكَ، فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، قَالَ: وَأَخَّرَ الصَّلَاةَ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا، ثُمَّ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّكُمْ سَتَأْتُونَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَيْنَ تَبُوكَ، وَإِنَّكُمْ لَنْ تَأْتُوا بِهَا حَتّٰى يَضْحَى النَّهَارُ، فَمَنْ جَاءَ فَلَا يَمَسَّ مِنْ مَائِهَا شَيْئًا حَتّٰى آتِيَ۔)) فَجِئْنَا وَقَدْ سَبَقَنَا إِلَيْهَا رَجُلَانِ، وَالْعَيْنُ مِثْلُ الشِّرَاكِ تَبِضُّ بِشَيْءٍ مِنْ مَاءٍ، فَسَأَلَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((هَلْ مَسِسْتُمَا مِنْ مَائِهَا شَيْئًا؟)) فَقَالَا: نَعَمْ، فَسَبَّهُمَا

سیدنا ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں غزوۂ تبوک کے موقع پر سفر پر روانہ ہوئے، رسول اللہ ﷺ ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر لیتے تھے اور آپ ﷺ نے نماز کو مؤخر کیا اور خیمہ سے باہر تشریف لائے اور ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے ادا کیں، پھر اندر تشریف لے گئے، پھر باہر تشریف لائے اور مغرب و عشاء کو جمع کر کے ادا کیا، پھر ارشاد فرمایا: ''اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تم کل خوب دن چڑھے تبوک کے چشمہ پر پہنچو گے، تم میں سے جو کوئی وہاں پہنچ جائے تو وہ میرے آنے تک پانی کو ہاتھ نہ لگائے۔'' جب ہم وہاں پہنچے تو ہم سے پہلے دو آدمی وہاں پہنچ چکے تھے اور چشمہ سے تسمہ کی مانند پانی کی باریک دھار نکل رہی تھی اور پانی انتہائی قلیل مقدار میں آ رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے دریافت کیا کہ ''کیا تم نے پانی کو ہاتھ لگایا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: جی ہاں، آپ ﷺ نے ان دونوں کو بہت برا بھلا

(۱۰۹۳۳) تخريج: أخرجه مسلم: ص ۱۷۸٤ (انظر: ۲۲۰۷۰)

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ لَهُمَا مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُولَ، ثُمَّ غَرَفُوا بِأَيْدِيهِمْ مِنَ الْعَيْنِ قَلِيلًا قَلِيلًا حَتّٰى اجْتَمَعَ فِي شَيْءٍ، ثُمَّ غَسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِيهِ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ أَعَادَهُ فِيهَا فَجَرَتِ الْعَيْنُ بِمَاءٍ كَثِيرٍ، فَاسْتَقَى النَّاسُ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يُوشِكُ يَا مُعَاذُ! إِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ، أَنْ تَرٰى مَاءَ هَاهُنَا قَدْ مُلِئَ جِنَانًا۔)) (مسند احمد: ٢٢٤٢٠)

کہا اور آپ ﷺ جو کچھ کہہ سکتے تھے ان سے کہا، اس کے بعد صحابہ کرام نے اپنے ہاتھوں کے ذریعے چشمے سے تھوڑا تھوڑا پانی جمع کر کے ایک برتن میں کچھ پانی اکٹھا کر لیا، رسول اللہ ﷺ نے اس میں اپنا چہرہ مبارک اور ہاتھ دھوئے اور اس دھوون کو اس میں واپس ڈال دیا، پھر تو اس چشمہ سے کثیر مقدار میں پانی نکلنے لگا، لوگ خوب سیراب ہوئے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے معاذ! اگر تجھے زندگی ملی تو تو دیکھے گا کہ یہ صحراء باغات سے بھرا ہوگا۔''

فوائد:...... باغات کے متعلق آپ ﷺ کی پیشین گوئی پوری ہوگئی تھی، جیسا کہ مولانا مودودی کہتے ہیں: تبوک کے محکمہ شرعیہ کے رئیس شیخ صالح نے بتایا کہ یہ چشمہ دو سال پہلے تک پونے چودہ سو سال سے مسلسل ابلتا رہا، بعد میں نشیبی علاقوں میں ٹیوب ویل کھودے گئے تو اس چشمے کا پانی ان ٹیوب ویلز کی طرف منتقل ہوگیا۔ تقریباً پچیس ٹیوب ویلز میں تقسیم ہو جانے کے بعد اب یہ چشمہ خشک ہوگیا ہے، اس کے بعد شیخ صالح ہمیں ایک ٹیوب ویل کی طرف بھی لے گئے، جہاں ہم نے دیکھا کہ چار انچ کا ایک پائپ لگا ہوا ہے اور کسی مشین کے بغیر اس سے پانی پورے زور سے نکل رہا ہے، قریب قریب یہی کیفیت دوسرے ٹیوب ویلز کی بھی ہمیں بتائی گئی۔ یہ نبی کریم ﷺ کے معجزے ہی کی برکت ہے، آج تبوک میں اس کثرت سے پانی موجود ہے، کہ مدینہ اور خیبر کے سوا ہمیں کہیں اتنا پانی دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تبوک کا پانی ان دونوں جگہوں سے بھی زیادہ ہے۔ اس پانی سے فائدہ اٹھا کر اب تبوک میں ہر طرف باغ لگائے جا رہے ہیں اور نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق تبوک کا علاقہ باغوں سے بھرا ہوا ہے اور دن بدن بھرتا جا رہا ہے۔ (سفرنامہ ارض قرآن)

(١٠٩٣٤)۔ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَوْ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ شَكَّ الْأَعْمَشُ قَالَ: لَمَّا كَانَ غَزْوَةُ تَبُوكَ، أَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَوْ أَذِنْتَ لَنَا فَنَحَرْنَا نَوَاضِحَنَا فَأَكَلْنَا وَادَّهَنَّا، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((افْعَلُوا۔)) فَجَاءَ عُمَرُ: فَقَالَ:

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ یا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب غزوۂ تبوک پیش آیا تو لوگوں شدید بھوک میں مبتلا ہو گئے، انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اجازت ہو تو ہم اپنے اونٹوں کو نحر کر کے کھانے کا اور چربی کا انتظام کر لیں، رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''ٹھیک ہے۔'' لیکن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آ کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر لوگوں نے اونٹوں کو نحر کیا تو سواریاں تھوڑی پڑ جائیں گی، آپ انہیں حکم دیں کہ وہ

(١٠٩٣٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٧ (انظر: ١١٠٨٠)

يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّهُمْ إِنْ فَعَلُوا قَلَّ الظَّهْرُ، وَلٰكِنِ ادْعُهُمْ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ، ثُمَّ ادْعُ لَهُمْ عَلَيْهِ بِالْبَرَكَةِ، لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَ فِي ذٰلِكَ، فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِنِطَعٍ فَبَسَطَهُ، ثُمَّ دَعَاهُمْ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ، فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِكَفِّ الذُّرَةِ، وَالْآخَرُ بِكَفِّ التَّمْرِ، وَالْآخَرُ بِالْكِسْرَةِ، حَتَّى اجْتَمَعَ عَلَى النِّطَعِ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ يَسِيرٌ، ثُمَّ دَعَا عَلَيْهِ بِالْبَرَكَةِ، ثُمَّ قَالَ لَهُمْ: ((خُذُوا فِي أَوْعِيَتِكُمْ۔)) قَالَ: فَأَخَذُوا فِي أَوْعِيَتِهِمْ حَتّٰى مَا تَرَكُوا مِنَ الْعَسْكَرِ وِعَاءً إِلَّا مَلَئُوهُ وَأَكَلُوا حَتّٰى شَبِعُوا وَفَضَلَتْ مِنْهُ فَضْلَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ، لَا يَلْقَى اللّٰهَ بِهَا عَبْدٌ غَيْرُ شَاكٍّ فَتُحْجَبَ عَنْهُ الْجَنَّةُ۔)) (مسند احمد: ۱۱۰۹۶)

اپنے زائد از ضرورت خورد ونوش کا سامان لے آئیں اور آپ ان کے لیے اس میں برکت کی دعا فرمائیں، امید ہے کہ اللہ اس میں برکت فرمائے گا، سو رسول اللہ ﷺ نے چمڑے کا دسترخوان منگوا کر اسے بچھا دیا، پھر صحابہ کو بلا کر فرمایا: ''خورد ونوش کا زائد سامان لے آئیں۔'' کوئی ایک مٹھی مکئی لایا، کوئی ایک مٹھی کھجور لے آیا اور کوئی روٹی کے بچے کھچے ٹکڑے لے کر حاضر ہوا، یہاں تک کہ دسترخوان پر کچھ اشیاء جمع ہو گئیں۔ پھر آپ ﷺ نے ان چیزوں پر برکت کی دعا کی اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب تم یہ سامان اپنے برتنوں (اور تھیلوں وغیرہ) میں ڈالو۔'' چنانچہ صحابہ کرام اس سامان کو اپنے برتنوں میں بھرنے لگے، یہاں تک کہ انہوں نے پورے لشکر میں جو برتن بھی پایا، اسے بھر لیا، اور خوب پیٹ بھر کر کھا بھی لیا، لیکن پھر بھی اس میں کافی بچ بھی رہا۔ یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، جو آدمی صدقِ دل سے ان دو باتوں کی گواہی دیتا ہو، جب اس کی اللہ سے ملاقات ہو گی تو اسے جنت میں جانے سے روکا نہیں جائے گا۔''

بَابُ مَا جَاءَ فِي كِتَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى هِرَقْلَ وَجَوَابِهِ عَلَيْهِ

رسول اللہ ﷺ کے ہرقل کے نام مکتوب اور اس کی طرف سے اس کے جواب کا بیان

(۱۰۹۳۵)۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي رَاشِدٍ، قَالَ: لَقِيتُ التَّنُوخِيَّ رَسُولَ هِرَقْلَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِحِمْصَ، وَكَانَ جَارًا لِي شَيْخًا كَبِيرًا، قَدْ بَلَغَ الْفَنَدَ أَوْ قَرُبَ،

سعید بن ابی راشد سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں ہرقل کے قاصد تنوخی کو حمص میں ملا، جسے اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا تھا، وہ میرا ہمسایہ تھا، وہ بہت بوڑھا ہو چکا تھا، یا شدید بڑھاپے کے قریب پہنچ چکا تھا، میں نے اس سے کہا: کیا آپ مجھے ہرقل کی طرف سے نبی کریم ﷺ کے نام اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہرقل کے نام ہونے والے نامہ پیام

(۱۰۹۳۵) تخريج: حديث غريب، واسناده ضعيف، لجهالة سعيد بن ابي راشد (انظر: ۱۵۶۵۵)

فَقُلْتُ: أَلَا تُخْبِرُنِي عَنْ رِسَالَةِ هِرَقْلَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَرِسَالَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى هِرَقْلَ؟ فَقَالَ: بَلٰى، قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ تَبُوكَ، فَبَعَثَ دِحْيَةَ الْكَلْبِيَّ إِلٰى هِرَقْلَ، فَلَمَّا أَنْ جَائَهُ كِتَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ دَعَا قِسِّيسِي الرُّومِ وَبَطَارِقَتَهَا، ثُمَّ أَغْلَقَ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ بَابًا، فَقَالَ: قَدْ نَزَلَ هٰذَا الرَّجُلُ حَيْثُ رَأَيْتُمْ، وَقَدْ أَرْسَلَ إِلَيَّ يَدْعُونِي إِلٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ، يَدْعُونِي إِلٰى أَنْ أَتَّبِعَهُ عَلٰى دِينِهِ، أَوْ عَلٰى أَنْ نُعْطِيَهُ مَالَنَا عَلٰى أَرْضِنَا وَالْأَرْضُ أَرْضُنَا، أَوْ نُلْقِي إِلَيْهِ الْحَرْبَ، وَاللّٰهِ لَقَدْ عَرَفْتُمْ فِيمَا تَقْرَءُونَ مِنَ الْكُتُبِ لَيَأْخُذَنَّ مَا تَحْتَ قَدَمَيَّ، فَهَلُمَّ نَتَّبِعْهُ عَلٰى دِينِهِ أَوْ نُعْطِيهِ مَالَنَا عَلٰى أَرْضِنَا، فَنَخَرُوا نَخْرَةَ رَجُلٍ وَاحِدٍ حَتّٰى خَرَجُوا مِنْ بَرَانِسِهِمْ، وَقَالُوا: تَدْعُونَا إِلٰى أَنْ نَدَعَ النَّصْرَانِيَّةَ، أَوْ نَكُونَ عَبِيدًا لِأَعْرَابِيٍّ جَاءَ مِنَ الْحِجَازِ، فَلَمَّا ظَنَّ أَنَّهُمْ إِنْ خَرَجُوا مِنْ عِنْدِهِ أَفْسَدُوا عَلَيْهِ الرُّومَ، رَفَأَهُمْ وَلَمْ يَكَدْ وَقَالَ: إِنَّمَا قُلْتُ ذٰلِكَ لَكُمْ لِأَعْلَمَ صَلَابَتَكُمْ عَلٰى أَمْرِكُمْ، ثُمَّ دَعَا رَجُلًا مِنْ عَرَبِ تُجِيبَ كَانَ عَلٰى نَصَارَى الْعَرَبِ، فَقَالَ: ادْعُ لِي رَجُلًا حَافِظًا لِلْحَدِيثِ عَرَبِيَّ اللِّسَانِ أَبْعَثْهُ إِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ بِجَوَابِ كِتَابِهِ، فَجَاءَ بِي فَدَفَعَ إِلَيَّ هِرَقْلُ كِتَابًا، فَقَالَ: اذْهَبْ بِكِتَابِي إِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ فَمَا

سے آگاہ کر سکتے ہیں؟ اس نے کہا: کیوں نہیں، اللہ کے رسول ﷺ تبوک میں وارد ہوئے تو آپ ﷺ نے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو ہرقل کی طرف قاصد بنا کر روانہ فرمایا، جب رسول اللہ ﷺ کا مکتوب اس کے پاس پہنچا تو اس نے روم کے عیسائی پادریوں اور زعماء کو بلوایا، دروازے بند کر لیے، اور کہا تم دیکھ رہے ہو کہ یہ شخص یعنی رسول اللہ ﷺ کیسا مقام حاصل کر گیا ہے۔ اس نے میرے نام پیغام بھیج کر مجھے بھی تین باتوں کی دعوت دی ہے: میں اس کے دین کے بارے میں اس کا پیروکار بن جاؤں، یا پھر میں اسے اپنا مال بطور جزیہ ادا کروں اور یہ سرزمین ہمارے کنٹرول ہی میں رہے یا ہم اس کے ساتھ قتال کے لیے تیار رہیں۔ اللہ کی قسم تم اللہ کی کتابوں میں پڑھ کر جان چکے ہو کہ وہ ضرور بالضرور میرے اس تخت پر قابض ہوگا۔ پس آؤ ہم دین کے بارے میں اس کی پیروی کر لیں یا اس سرزمین کے عوض جزیہ دینے کا فیصلہ کر لیں، یہ سن کر وہ سب قائدین شدت غضب سے مغلوب ہو کر بیک آواز دھاڑے، لگتا تھا کہ وہ اپنے لباس سے باہر نکل آئیں گے، وہ سب کہنے لگے: کیا آپ ہمیں اس بات کی دعوت دیتے ہیں کہ ہم نصرانیت کو ترک کر کے حجاز سے آنے والے ایک دیہاتی کی پیروی اختیار کر لیں؟ جب اسے یقین ہو گیا کہ اگر یہ لوگ یہاں سے باہر گئے تو اہلِ روم کو وہ اس کے خلاف اُکسا اور بھڑکا سکتے ہیں، تو اس نے ان سے کچھ تکرار نہیں کیا، بلکہ ان کو حوصلہ دلاتے ہوئے کہا، میں نے تو تم سے یہ بات صرف آزمانے کے لیے کہی تھی، میں دیکھنا چاہتا تھا کہ تم اپنے دین پر کس حد تک پختہ ہو، پھر اس نے عرب کے تجیب قبیلہ کے ایک آدمی کو بلوایا جو عرب کے نصرانیوں پر مقرر تھا، اور اس سے کہا: تم میرے لیے عربی جاننے والے کسی ایسے آدمی کو بلاؤ جو ذمہ

ضَيَّعْتُ مِنْ حَدِيثِهِ فَاحفَظْ لِي مِنْهُ ثَلَاثَ خِصَالٍ، انْظُرْ هَلْ يَذْكُرُ صَحِيفَتَهُ الَّتِي كَتَبَ إِلَيَّ بِشَيْءٍ، وَانْظُرْ إِذَا قَرَأَ كِتَابِي فَهَلْ يَذْكُرُ اللَّيْلَ، وَانْظُرْ فِي ظَهْرِهِ هَلْ بِهِ شَيْءٌ يَرِيبُكَ، فَانْطَلَقْتُ بِكِتَابِهِ حَتَّى جِئْتُ تَبُوكَ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ أَصْحَابِهِ مُحْتَبِيًا عَلَى الْمَاءِ، فَقُلْتُ: أَيْنَ صَاحِبُكُمْ؟ قِيلَ هَا هُوَ ذَا، فَأَقْبَلْتُ أَمْشِي حَتَّى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَنَاوَلْتُهُ كِتَابِي فَوَضَعَهُ فِي حَجْرِهِ، ثُمَّ قَالَ: ((مِمَّنْ أَنْتَ.)) فَقُلْتُ: أَنَا أَحَدُ تَنُوخَ، قَالَ: ((هَلْ لَكَ فِي الْإِسْلَامِ الْحَنِيفِيَّةِ مِلَّةِ أَبِيكَ إِبْرَاهِيمَ؟)) قُلْتُ: إِنِّي رَسُولُ قَوْمٍ وَعَلَى دِينِ قَوْمٍ لَا أَرْجِعُ عَنْهُ حَتَّى أَرْجِعَ إِلَيْهِمْ، فَضَحِكَ وَقَالَ: ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾ يَا أَخَا تَنُوخَ! إِنِّي كَتَبْتُ بِكِتَابٍ إِلَى كِسْرَى فَمَزَّقَهُ وَاللَّٰهُ مُمَزِّقُهُ وَمُمَزِّقٌ مُلْكَهُ، وَكَتَبْتُ إِلَى النَّجَاشِيِّ بِصَحِيفَةٍ فَخَرَقَهَا وَاللَّٰهُ مُخْرِقُهُ وَمُخْرِقٌ مُلْكَهُ، وَكَتَبْتُ إِلَى صَاحِبِكَ بِصَحِيفَةٍ فَأَمْسَكَهَا، فَلَنْ يَزَالَ النَّاسُ يَجِدُونَ مِنْهُ بَأْسًا مَا دَامَ فِي الْعَيْشِ خَيْرٌ.)) قُلْتُ: هٰذِهِ إِحْدَى الثَّلَاثَةِ الَّتِي أَوْصَانِي بِهَا صَاحِبِي، وَأَخَذْتُ سَهْمًا مِنْ جَعْبَتِي فَكَتَبْتُهَا فِي جِلْدِ سَيْفِي، ثُمَّ إِنَّهُ نَاوَلَ الصَّحِيفَةَ رَجُلًا

دار قسم کا ہو، میں اسے اس شخص رسول اللہ ﷺ کی طرف اس کے خط کا جواب دے کر بھیجنا چاہتا ہوں، وہ مجھے ہرقل کی طرف لے گیا اور ہرقل نے ایک خط میرے حوالے کیا اور کہا تم میرا یہ خط اس آدمی کے پاس لے جاؤ، اس نے مجھ سے جو کچھ کہا مجھے اس میں سے کوئی بات بھولی نہیں، تو وہاں جا کر میرے لیے اس کی تین باتوں کا خیال رکھنا۔ (۱) دیکھنا کہ اس نے میرے نام جو خط لکھا تھا، وہ اس کا کسی حوالہ سے ذکر بھی کرتا ہے؟ (۲) اور دیکھنا کہ جب وہ میرا خط پڑھے تورات کو یاد کرتا ہے؟ (۳) اور یہ بھی دیکھنا کہ اس کی پشت پر تمہیں کچھ اجنبی سی چیز محسوس ہوتی ہے؟ میں ہرقل کا خط لے کر تبوک آیا، آپ پانی کے ایک چشمے کے قریب آلتی پالتی مارے صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے۔ میں نے دریافت کیا کہ آپ لوگوں کے سردار کہاں ہیں؟ مجھے بتایا گیا کہ وہ یہ ہیں۔ میں چلتا ہوا آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا، اور اپنا خط آپ ﷺ کے حوالے کیا، آپ ﷺ نے اسے اپنی گود میں رکھ لیا، اور دریافت فرمایا کہ ''تم کس قبیلہ سے ہو؟'' میں نے عرض کیا: میں تنوخ قبیلہ کا فرد ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہیں اپنے روحانی باپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت حنیفہ اسلام کی رغبت ہے؟'' میں نے عرض کیا: میں ایک قوم کا قاصد ہوں اور اسی قوم کے دین کا حامل ہوں۔ میں اپنی قوم کے پاس واپس جانے تک تو اپنے دین سے واپس نہیں آ سکتا۔ میری یہ بات سن کر آپ ہنس دیے اور فرمایا: ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾ ...... ''آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے، البتہ اللہ جسے چاہے ہدایت سے سرفراز کرتا ہے اور وہی راہ یاب ہونے والوں کو بہتر طور پر جانتا ہے۔'' (سورۂ قصص: ٥٦) پھر آپ ﷺ نے

عَنْ يَسَارِهِ، قُلْتُ: مَنْ صَاحِبُ كِتَابِكُمُ الَّذِي يُقْرَأُ لَكُمْ؟ قَالُوا: مُعَاوِيَةُ، فَإِذَا فِي كِتَابِ صَاحِبِي تَدْعُونِي إِلَى جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ فَأَيْنَ النَّارُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ أَيْنَ اللَّيْلُ إِذَا جَاءَ النَّهَارُ؟)) قَالَ: فَأَخَذْتُ سَهْمًا مِنْ جَعْبَتِي فَكَتَبْتُهُ فِي جِلْدِ سَيْفِي، فَلَمَّا أَنْ فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ كِتَابِي، قَالَ: ((إِنَّ لَكَ حَقًّا، وَإِنَّكَ رَسُولٌ فَلَوْ وُجِدَتْ عِنْدَنَا جَائِزَةٌ جَوَّزْنَاكَ بِهَا، إِنَّا سَفْرٌ مُرْمِلُونَ۔)) قَالَ: فَنَادَاهُ رَجُلٌ مِنْ طَائِفَةِ النَّاسِ قَالَ: أَنَا أُجَوِّزُهُ، فَفَتَحَ رَحْلَهُ فَإِذَا هُوَ يَأْتِي بِحُلَّةٍ صَفُورِيَّةٍ فَوَضَعَهَا فِي حَجْرِي، قُلْتُ: مَنْ صَاحِبُ الْجَائِزَةِ؟ قِيلَ لِي: عُثْمَانُ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَيُّكُمْ يُنْزِلُ هٰذَا الرَّجُلَ۔)) فَقَالَ فَتًى مِنَ الْأَنْصَارِ: أَنَا، فَقَامَ الْأَنْصَارِيُّ وَقُمْتُ مَعَهُ حَتّٰى إِذَا خَرَجْتُ مِنْ طَائِفَةِ الْمَجْلِسِ نَادَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ((تَعَالَ يَا أَخَا تَنُوخَ۔)) فَأَقْبَلْتُ أَهْوِي إِلَيْهِ حَتّٰى كُنْتُ قَائِمًا فِي مَجْلِسِي الَّذِي كُنْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَحَلَّ حَبْوَتَهُ عَنْ ظَهْرِهِ وَقَالَ: ((هَاهُنَا امْضِ لِمَا أُمِرْتَ لَهُ۔)) فَجُلْتُ فِي ظَهْرِهِ فَإِذَا أَنَا بِخَاتَمٍ فِي مَوْضِعِ غُضُونِ الْكَتِفِ مِثْلِ الْحَجْمَةِ الضَّخْمَةِ۔ (مسند احمد: ١٥٧٤٠)

فرمایا: ''اے تنوخی! میں نے کسریٰ کے نام ایک خط لکھا تھا، اس نے اسے پھاڑ ڈالا، اللہ اسے اور اس کی حکومت کو ٹکڑے ٹکڑے کرے گا اور میں نے نجاشی کے نام مکتوب لکھا تھا، اس نے اسے پھاڑ ڈالا، اللہ کی قسم، اللہ اسے اور اس کی حکومت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اور میں نے تیرے بادشاہ ہرقل کے نام خط لکھا، اس نے اسے احترام سے پکڑا، جب تک اس کی حکومت ہے، لوگوں کو اس کی طرف سے ہمیشہ تکالیف پہنچتی رہیں گی۔'' میں نے دل میں کہا کہ میرے آقا نے مجھ سے جو تین باتیں کہی تھیں، یہ ان میں سے ایک ہے، اور میں نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر اس جواب کو اپنی تلوار کی میان پر لکھ لیا۔ پھر آپ ﷺ نے وہ خط اپنے بائیں طرف بیٹھے ہوئے ایک آدمی کو دیا میں نے کہا ''اس خط کو کون پڑھے گا؟'' لوگوں نے کہا: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ، میرے آقا کے خط میں لکھا ہوا تھا کہ آپ مجھے آسمانوں اور زمینوں کے برابر عرض والی جنت کی طرف بلاتے ہیں، جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے تو جہنم کہاں ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سبحان اللہ، یہ کیسی بات ہوئی؟ جب دن آتا ہے تو رات کہاں جاتی ہے؟ یہ سن کر میں نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر اپنی تلوار کی میان پر آپ ﷺ کے جواب کو لکھ لیا، جب آپ میرے لائے ہوئے مکتوب کے پڑھنے سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''تم ایک قاصد ہو اور تمہارا ایک حق ہے، اگر میرے پاس تمہیں دینے کے لیے کچھ ہوتا تو ضرور عنایت کرتا، ہم اس وقت سفر میں ہیں اور سارا سامان ختم ہو چکا ہے، آپ ﷺ کی یہ بات سن کر لوگوں کے گروہ میں سے ایک آدمی نے آپ ﷺ سے پکار کر کہا: میں اسے تحفہ دیتا ہوں، اس نے اپنا سامان کھولا اور وہ اردن کے علاقے صفوریہ کا تیار شدہ ایک شان دار سوٹ

لایا اور اس نے اسے میری گود میں رکھ دیا، میں نے پوچھا یہ تحفہ دینے والے کا کیا تعارف ہے؟ تو مجھے بتلایا گیا کہ یہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کون ہے جو اس کی میزبانی کرے گا؟'' ایک انصاری رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا: جی میں، وہ انصاری اُٹھا اور میں بھی اس کے ساتھ اُٹھ کھڑا ہوا۔ جب میں لوگوں کے گروہ میں سے ذرا باہر پہنچا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے پکار کر فرمایا: ''اے تنوخی! ذرا ادھر آنا۔'' میں جلدی سے آپ ﷺ کے پاس آ کر، اپنی اسی جگہ پر کھڑا ہو گیا، جہاں پہلے میں بیٹھا تھا تو آپ ﷺ نے اپنی پشت سے چادر ہٹا دی اور فرمایا: ''تمہیں جو بات کہی گئی تھی، ادھر آ کر دیکھ لو۔'' میں نے آپ کی پشت مبارک کو دیکھا تو وہاں کندھے کے قریب سینگی کے نشان جیسی بڑی جگہ تھی۔

(۱۰۹۳۶)۔ قَالَ ثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ مِنْ كِتَابِهِ قَالَ: ثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ يَعْنِي الْمُهَلَّبِيَّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي رَاشِدٍ مَوْلَى لِآلِ مُعَاوِيَةَ، فَذَكَرَ نَحْوَ الْحَدِيْثِ الْمُتَقَدِّمِ وَقَالُوا: لَا نَتَّبِعُهُ عَلَى دِينِهِ وَنَدَعُ دِينَنَا وَدِينَ آبَائِنَا، وَلَا نُقِرُّ لَهُ بِخَرَاجٍ يَجْرِي لَهُ عَلَيْنَا وَلٰكِنْ نُلْقِي إِلَيْهِ الْحَرْبَ، (وَفِيْهِ أَيْضًا) قَالَ: قَالَ عَبَّادٌ: فَقُلْتُ لِابْنِ خُثَيْمٍ: أَلَيْسَ قَدْ أَسْلَمَ النَّجَاشِيُّ وَنَعَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ إِلَى أَصْحَابِهِ فَصَلَّى عَلَيْهِ؟ قَالَ: بَلَى، ذَاكَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَهٰذَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، قَدْ ذَكَرَهُمْ ابْنُ خُثَيْمٍ جَمِيعًا وَنَسِيتُهُمَا، (وَفِيْهِ

آلِ معاویہ کے ایک غلام سعید بن ابی راشد سے مروی ہے، پھر انھوں نے سابقہ روایت کی طرح کی روایت بیان کی، البتہ اس میں یہ بھی ہے: عیسائی پادریوں اور زعماء نے کہا کہ ہم دین کے بارے میں اس کی اتباع نہیں کریں گے، نہ ہی ہم اپنے اور اپنے آباء کے دین کو چھوڑیں گے، نہ ہی ہم اسے خراج دینا قبول کرتے ہیں، البتہ ہم اس کے ساتھ لڑنے کو تیار ہیں۔ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ عباد نے بیان کیا کہ میں نے ابن خثیم سے کہا: کیا نجاشی نے اسلام قبول کر لیا تھا؟ اور رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں صحابہ کرام کو اس کی وفات کی خبر دیتے ہوئے (غائبانہ) نماز جنازہ نہیں پڑھائی تھی؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، وہ فلاں بن فلاں تھا اور یہ فلاں بن فلاں تھا۔ ابن خثیم نے ان سب کے نام لیے تھے، میں یہ نام بھول چکا ہوں۔ (اس روایت میں یہ بھی ہے کہ) قیصر کے قاصد نے کہا: جب

(۱۰۹۳۶) تخریج: اسناده ضعیف لجهالة سعید بن ابی راشد (انظر: ۱۶۶۹۳)

أَيْضًا) قَالَ رَسُوْلُ قَيْصَرَ فَلَمَّا وَلَّيْتُ دَعَانِي (يَعْنِي النَّبِيُّ ﷺ) فَقَالَ: ((يَا أَخَا تَنُوخَ هَلُمَّ فَامْضِ لِلَّذِي أُمِرْتَ بِهِ۔)) قَالَ: وَكُنْتُ قَدْ نَسِيتُهَا فَاسْتَدَرْتُ مِنْ وَرَاءِ الْحَلْقَةِ، وَيَلْقَى بُرْدَةً كَانَتْ عَلَيْهِ عَنْ ظَهْرِهِ، فَرَأَيْتُ غُضْرُوفَ كَتِفِهِ مِثْلَ الْمِحْجَمِ الضَّخْمِ۔ (مسند احمد: ١٦٨١٣)

میں واپس ہو کر جانے لگا تو نبی کریم ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا: ''اے تنوخی ادھر آ، وہ کام بھی کر جا جس کا تجھے حکم دیا گیا تھا۔'' دراصل میں اس کام کو بھول چکا تھا، میں لوگوں کے پیچھے سے چکر لگا کر آپ ﷺ کے پیچھے آ گیا۔ آپ ﷺ کی پشت پر جو چادر تھی، آپ ﷺ نے اسے ہٹایا، میں نے آپ ﷺ کے کندھے کی ہڈی پر سینگی کے نشان جیسا بڑا نشان دیکھا۔

فوائد:...... یہ روایات تو ضعیف ہیں، البتہ آپ ﷺ نے مختلف بادشاہوں کو خطوط لکھے تھے، ان میں سے ایک خط روم کے بادشاہ ہرقل کو بھی لکھا تھا، صحیح بخاری کی حدیث نمبر (٦) میں اس خط کی تفصیل موجود ہے، یہ ایک طویل حدیث ہے، جس میں نبی کریم ﷺ کے بارے میں ہرقل اور سیدنا ابو سفیان رضی اللہ عنہ کا مکالمہ بھی موجود ہے، اس میں نبی کریم ﷺ کے خط کے الفاظ یہ تھے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ إِلٰى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ......
سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى

أَمَّا بَعْدُ! فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ أَسْلِمْ تَسْلَمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْأَرِيسِيِّينَ وَ ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لَا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ۔﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد (ﷺ) کی طرف سے شاہِ روم ہرقل کی طرف!

اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرے، اس کے بعد واضح ہو کہ میں تم کو اسلام کی طرف بلاتا ہوں، اسلام لاؤ گے تو (قہرالٰہی) سے بچ جاؤ گے اور اللہ تمہیں تمہارا دوگنا ثواب دے گا اگر تم (میری دعوت سے) منہ پھیرو گے تو بلاشبہ تم پر (تمہاری) تمام رعیت (کے ایمان نہ لانے) کا گناہ ہوگا اور ''اے اہل کتاب ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے، یعنی یہ کہ ہم اور تم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں اور نہ ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے سوا پروردگار بنائے، پھر اگر اہل کتاب اس سے اعراض کریں تو تم کہہ دینا کہ اس بات کے گواہ رہو کہ ہم اللہ کی اطاعت کرنے والے ہیں۔''

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَبْشِيرِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُمْ بِتَبُوْكَ بِفَتْحِ فَارِسَ وَالرُّوْمِ وَخَصُوْصِيَّاتٍ اَكْرَمَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِهَا وَفِيْهِ ذِكْرُ مَا فَعَلَهُ الْمُنَافِقُوْنَ مِنَ الْكَيْدِ اَثْنَاءَ الْعَوْدَةِ مِنْ تَبُوْكَ

قیامِ تبوک کے دوران نبی کریم ﷺ کا صحابہ کرام کو فارس اور روم کی فتح کی بشارت دینے کا بیان اور ان خصوصیات کا بیان، جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تبوک میں نوازا اور تبوک سے واپسی پر منافقین کی ریشہ دوانیوں کا بیان

(۱۰۹۳۷)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَامَ غَزْوَةِ تَبُوكَ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يُصَلِّي، فَاجْتَمَعَ وَرَائَهُ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، يَحْرُسُونَهُ حَتّٰى إِذَا صَلّٰى وَانْصَرَفَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ لَهُمْ: ((لَقَدْ أُعْطِيتُ اللَّيْلَةَ خَمْسًا، مَا أُعْطِيَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي، أَمَّا أَنَا فَأُرْسِلْتُ إِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ عَامَّةً، وَكَانَ مَنْ قَبْلِي إِنَّمَا يُرْسَلُ إِلٰى قَوْمِهِ، وَنُصِرْتُ عَلَى الْعَدُوِّ بِالرُّعْبِ، وَلَوْ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ مَسِيرَةُ شَهْرٍ لَمُلِئَ مِنْهُ رُعْبًا، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ آكُلُهَا، وَكَانَ مَنْ قَبْلِي يُعَظِّمُونَ أَكْلَهَا كَانُوا يُحْرِقُونَهَا، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسَاجِدَ وَطَهُورًا، أَيْنَمَا أَدْرَكَتْنِي الصَّلَاةُ تَمَسَّحْتُ وَصَلَّيْتُ، وَكَانَ مَنْ قَبْلِي يُعَظِّمُونَ ذٰلِكَ، إِنَّمَا كَانُوا يُصَلُّونَ فِي كَنَائِسِهِمْ وَبِيَعِهِمْ، وَالْخَامِسَةُ هِيَ مَا هِيَ قِيلَ لِي سَلْ فَإِنَّ كُلَّ نَبِيٍّ قَدْ سَأَلَ، فَأَخَّرْتُ مَسْأَلَتِي إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَهِيَ لَكُمْ وَلِمَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔)) (مسند احمد: ۷۰۶۸)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوۂ تبوک والے سال اللہ کے رسول قیام اللیل کے لیے کھڑے ہوئے، صحابہ کرام آپ کا پہرہ دینے کے لیے آپ کے پیچھے جمع ہو گئے، یہاں تک کہ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر ان کی طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا: ''آج رات مجھے پانچ ایسی خصوصیات سے نوازا گیا ہے کہ مجھ سے پہلے کسی بھی نبی کو وہ خصوصیات عطا نہیں کی گئیں، مجھے روئے زمین کے تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر مبعوث کیا گیا ہے، مجھ سے پہلے محض اپنی اپنی قوم کی طرف رسول بنا کر مبعوث کیے جاتے تھے، دشمن پر رعب اور ہیبت کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے، اگر چہ میرے اور اس کے درمیان ایک ماہ کی مسافت کیوں نہیں ہو، وہ اس کے باوجود مرعوب ہو جاتا ہے اور میرے لیے غنیمتیں حلال کر دی گئی ہیں اور میں اور میری امت اس مال کو کھا سکتے ہیں اور پوری زمین کو میرے لیے مسجد اور طہارت کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے، مجھے جہاں بھی نماز کا وقت ہو جائے تو تیمم کر کے نماز ادا کر سکتا ہوں، مجھ سے پہلے لوگ اس خصوصیت سے محروم تھے، وہ اپنے گرجا گھروں اور مقررہ عبادت گاہوں میں ہی نماز ادا کر سکتے تھے اور پانچویں خصوصیت کے تو کیا ہی کہنے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے کہا گیا کہ آپ سوال کریں، ہر نبی اللہ تعالیٰ سے درخواست کر چکا ہے، تو میں نے اپنی درخواست کو قیامت

(۱۰۹۳۷) تخریج: صحیح (انظر: ۷۰۶۸)

کے دن تک مؤخر کر دیا ہے، میری یہ درخواست تمہارے حق میں اور ہر اس آدمی کے حق میں ہوگی جو صدق دل سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہو۔''

فوائد:...... یہ نبی کریم ﷺ کی پانچ خصوصیات ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ کی امت پر بڑا احسان ہے۔

(۱۰۹۳۸)۔ عَنْ أَبِي هَمَّامٍ الشَّعْبَانِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ خَثْعَمٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَوَقَفَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، وَاجْتَمَعَ عَلَيْهِ أَصْحَابُهُ، فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ أَعْطَانِي اللَّيْلَةَ الْكَنْزَيْنِ كَنْزَ فَارِسَ وَالرُّومِ، وَأَمَدَّنِي بِالْمُلُوكِ مُلُوكِ حِمْيَرَ الْأَحْمَرِينَ، وَلَا مُلْكَ إِلَّا لِلّٰهِ يَأْتُونَ يَأْخُذُونَ مِنْ مَالِ اللّٰهِ، وَيُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ۔)) قَالَهَا ثَلَاثًا۔ (مسند احمد: ۲۲۶۹۱)

ابو ہمام شعبانی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بنو خثعم کے ایک شخص نے مجھے بیان کیا کہ ہم غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے، آپ ﷺ نے رات کو قیام کیا، صحابہ کرام آپ ﷺ کے قریب اکٹھے ہو گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے آج رات مجھے فارس اور روم کے دو خزانے عطا فرما دیئے ہیں اور سرخ رنگ کے شاہانِ حمیر کے ذریعہ میری مدد فرمائی ہے، درحقیقت بادشاہت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے، یہ بادشاہ آتے ہیں اور اللہ کا مال لے کر اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے۔'' یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔

فوائد:...... یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن آپ ﷺ نے ان ممالک کے بارے میں یہ پیشین گوئی کر گئے تھے کہ آپ ﷺ کی امت ان کو فتح کر لے گی اور صحابہ کے دور میں ہی یہ پیشین گوئی پوری ہو گئی تھی۔

(۱۰۹۳۹)۔ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: لَمَّا أَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ أَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادٰى: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَخَذَ الْعَقَبَةَ فَلَا يَأْخُذْهَا أَحَدٌ، فَبَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُودُهُ حُذَيْفَةُ وَيَسُوقُ بِهِ عَمَّارٌ، إِذْ أَقْبَلَ رَهْطٌ مُتَلَثِّمُونَ عَلَى الرَّوَاحِلِ غَشُوْا عَمَّارًا، وَهُوَ يَسُوقُ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَقْبَلَ عَمَّارٌ يَضْرِبُ وُجُوهَ الرَّوَاحِلِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِحُذَيْفَةَ: ((قَدْ قَدْ۔)) حَتّٰى هَبَطَ

سیدنا ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ تبوک سے واپس ہوئے تو آپ ﷺ نے ایک اعلان کرنے والے کو حکم دیا اور اس نے اعلان کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ پہاڑ کے اوپر والا راستہ اختیار کریں گے، لہٰذا کوئی دوسرا آدمی یہ راستہ اختیار نہ کرے، رسول اللہ ﷺ کے آگے آگے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ اور پیچھے پیچھے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ تھے، منہ چھپائے اونٹوں پر سوار کچھ لوگ اچانک آ گئے اور سیدنا عمار رضی اللہ عنہ پر ازدحام کر لیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے اونٹ کو ہانک رہے تھے، سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے ان حملہ آوروں کے اونٹوں کے

(۱۰۹۳۸) تخریج: اسنادہ ضعیف لجھالۃ ابی ھمام الشعبانی، أخرجه عبد الرزاق: ۱۹۸۷۸ (انظر: ۲۲۳۳۵)

(۱۰۹۳۹) تخریج: اسنادہ قوی علی شرط مسلم (انظر: ۲۳۷۹۲)

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا هَبَطَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نَزَلَ وَرَجَعَ عَمَّارٌ فَقَالَ: ((يَا عَمَّارُ هَلْ عَرَفْتَ الْقَوْمَ؟)) فَقَالَ: قَدْ عَرَفْتُ عَامَّةَ الرَّوَاحِلِ، وَالْقَوْمُ مُتَلَثِّمُونَ قَالَ: ((هَلْ تَدْرِي مَا أَرَادُوا؟)) قَالَ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((أَرَادُوا أَنْ يَنْفِرُوا بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَيَطْرَحُوهُ.)) قَالَ: فَسَأَلَ عَمَّارٌ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: نَشَدْتُكَ بِاللّٰهِ، كَمْ تَعْلَمُ كَانَ أَصْحَابُ الْعَقَبَةِ؟ فَقَالَ: أَرْبَعَةَ عَشَرَ، فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ فِيهِمْ فَقَدْ كَانُوا خَمْسَةَ عَشَرَ فَعَدَّدَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْهُمْ ثَلَاثَةً، قَالُوا: وَاللّٰهِ، مَا سَمِعْنَا مُنَادِيَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَمَا عَلِمْنَا مَا أَرَادَ الْقَوْمُ، فَقَالَ: عَمَّارٌ أَشْهَدُ أَنَّ الِاثْنَيْ عَشَرَ الْبَاقِينَ حَرْبٌ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ، قَالَ الْوَلِيدُ: وَذَكَرَ أَبُو الطُّفَيْلِ فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِلنَّاسِ وَذُكِرَ لَهُ أَنَّ فِي الْمَاءِ قِلَّةً، فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُنَادِيًا فَنَادَى أَنْ لَا يَرِدَ الْمَاءَ أَحَدٌ قَبْلَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَوَرَدَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدَ رَهْطًا قَدْ وَرَدُوهُ قَبْلَهُ فَلَعَنَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ۔ (مسند احمد: ٢٤٢٠٢)

منہوں پر مارنا شروع کیا، رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''بس، بس۔'' یہاں تک کہ اللہ کے رسول ﷺ نیچے اتر آئے۔ آپ ﷺ جب نیچے اترے تو سیدنا عمار رضی اللہ عنہ واپس آ گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''عمار! کیا آپ نے ان لوگوں کو پہنچانا؟'' انہوں نے عرض کیا کہ میں اکثر اونٹوں کو تو پہچان چکا ہوں، البتہ وہ لوگ منہ چھپائے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم جانتے ہو کہ ان کا کیا ارادہ تھا؟'' انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کا ارادہ تھا کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کو الگ کر کے لے جائیں اور ان کو نیچے گرا دیں، سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے چپکے سے ایک صحابی سے بات کی اور پوچھا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ ان لوگوں کی تعداد کتنی تھی؟ اس نے کہا: چودہ، انہوں نے کہا کہ اگر تم بھی انہی میں سے ہو تو یہ کل تعداد پندرہ ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے تین آدمیوں کا نام لیا، جنہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم ہم نے اللہ کے رسول کی طرف سے اعلان کرنے والے کا اعلان نہیں سنا تھا، اور نہ ہی ہمیں ان لوگوں کے ارادہ کا علم تھا۔ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ ان میں سے باقی پندرہ آدمی سب ہی دنیا اور آخرت میں اللہ اور اس کے رسول کے مخالف ہیں۔ ولید نے کہا کہ سیدنا ابو طفیل رضی اللہ عنہ نے اس غزوہ کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے جب پانی کی قلت کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا اور اعلان کرایا کہ ''اللہ کے رسول سے پہلے کوئی آدمی پانی کے قریب نہ جائے۔'' اللہ کے رسول ﷺ جب پانی کے قریب پہنچے تو آپ نے کچھ لوگوں کو دیکھا، جو آپ ﷺ سے پہلے وہاں پہنچ چکے تھے۔ تو

اس روز آپ ﷺ نے ان پر لعن طعن کیا۔

فوائد:...... رسول اللہ ﷺ نے پہاڑ کے اوپر والا راستہ اختیار کیا، اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ ان منافقین کو رسوا اور ناکام ظاہر کرنا چاہتے تھے، جنہوں نے آپ ﷺ کو تبوک سے واپسی پر قتل کر دینے کا مشورہ کیا تھا۔
حدیث کے آخر میں جس پانی کا ذکر ہے، اس کی تفصیل حدیث نمبر (۱۰۹۳۱) والے باب میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ ذِكْرِ رُجُوعِهِمْ إِلَى الْمَدِيْنَةِ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَفِيْهِ أُمُوْرٌ شَتّٰى

تبوک سے صحابہ کرام کی واپسی کا تذکرہ، یہ واپسی کئی امور پر مشتمل ہے

(۱۰۹۴۰)۔ حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ تَبُوكَ حَتّٰى جِئْنَا وَادِيَ الْقُرٰى، فَإِذَا امْرَأَةٌ فِي حَدِيقَةٍ لَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: ((اخْرُصُوا۔)) فَخَرَصَ الْقَوْمُ وَخَرَصَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَشَرَةَ أَوْسُقٍ، وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِلْمَرْأَةِ: ((أَحْصِي مَا يَخْرُجُ مِنْهَا حَتّٰى أَرْجِعَ إِلَيْكِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔)) قَالَ: فَخَرَجَ حَتّٰى قَدِمَ تَبُوكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّهَا سَتَبِيتُ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَةَ رِيحٌ شَدِيدَةٌ، فَلَا يَقُومُ مِنْكُمْ فِيهَا رَجُلٌ، فَمَنْ كَانَ لَهُ بَعِيرٌ فَلْيُوثِقْ عِقَالَهُ۔)) قَالَ: قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: فَعَقَلْنَاهَا فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ هَبَّتْ عَلَيْنَا رِيحٌ شَدِيدَةٌ، فَقَامَ فِيهَا رَجُلٌ فَأَلْقَتْهُ فِي جَبَلِ طَيِّءٍ، ثُمَّ جَاءَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَلِكُ أَيْلَةَ، فَأَهْدٰى لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بَغْلَةً بَيْضَاءَ، فَكَسَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بُرْدًا،

سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں روانہ ہوئے، جب ہم وادیٔ قریٰ میں پہنچے تو وہاں ایک خاتون اپنے باغ میں موجود تھی، رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: ''تم اس باغ کے پھل کا تخمینہ لگاؤ۔'' لوگوں نے اندازے لگائے۔ رسول اللہ ﷺ نے دس وسق کا تخمینہ لگایا اور رسول اللہ ﷺ نے اس خاتون سے فرمایا: ''اس باغ سے جو فصل حاصل ہو، اس کو یاد رکھنا، تاآنکہ میں تمہارے پاس ان شاء اللہ واپس آؤں۔'' آپ ﷺ وہاں سے روانہ ہو کر تبوک پہنچے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج رات انتہائی تیز ہوا اور آندھی چلے گی، تم میں سے کوئی آدمی آندھی میں کھڑا نہ ہو، جس کے پاس اونٹ ہے وہ اس کے پاؤں کی رسی کو مضبوط باندھ دے۔'' سیدنا ابو حمید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے اونٹوں کو مضبوط باندھ دیا، جب رات ہوئی تو تیز آندھی چلی، ایک آدمی اس میں کھڑا ہو گیا تو آندھی نے اسے قبیلہ طے کے پہاڑوں میں جا گرایا، بعدازاں ایلہ کا حاکم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا، اس نے رسول اللہ ﷺ کو ایک سفید خچر بطور ہدیہ پیش کیا، رسول اللہ ﷺ نے اسے ایک چادر عنایت فرمائی اور آپ ﷺ نے اس کی بستی اور علاقہ اس کو لکھ دیا، پھر آپ ﷺ اور ہم

(۱۰۹۴۰) تخريج: أخرجه مطولا ومختصرا البخاري: ۱۴۸۱، ۳۱۶۱، ومسلم: ص ۱۷۸۶ (انظر: ۲۳۶۰۴)

وَكَتَبَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِبَحْرِهِ، قَالَ: ثُمَّ أَقْبَلَ وَأَقْبَلْنَا مَعَهُ حَتّٰى جِئْنَا وَادِيَ الْقُرٰى فَقَالَ لِلْمَرْأَةِ: ((كَمْ حَدِيقَتُكِ؟)) قَالَتْ: عَشَرَةُ أَوْسُقٍ، خَرْصُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنِّي مُتَعَجِّلٌ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَتَعَجَّلَ فَلْيَفْعَلْ۔)) قَالَ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتّٰى إِذَا أَوْفٰى عَلَى الْمَدِينَةِ، قَالَ: ((هِيَ هٰذِهِ طَابَةُ۔)) فَلَمَّا رَأٰى أُحُدًا قَالَ: ((هٰذَا أُحُدٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ، أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُورِ الْأَنْصَارِ؟)) قَالَ: قُلْنَا: بَلٰى، يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: ((خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ، ثُمَّ دَارُ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، ثُمَّ دَارُ بَنِي سَاعِدَةَ، ثُمَّ فِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ۔))
(مسند احمد: ۲۴۰۰۲)

واپسی پر وادیٔ قری میں پہنچے، آپ ﷺ نے اس عورت سے دریافت فرمایا: ''تمہارے باغ سے کتنا پھل حاصل ہوا؟'' اس نے رسول اللہ ﷺ کے تخمینہ کے مطابق بتایا کہ دس وسق حاصل ہوا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں جلدی میں ہوں، میرے ساتھ جو کوئی جلدی جانا چاہتا ہے، تیار ہو جائے۔'' آتے آتے جب آپ ﷺ مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو فرمایا: ''وہ مدینہ منورہ طابہ ہے۔'' پھر آپ ﷺ کی نظر احد پہاڑ پر پڑی تو فرمایا: ''یہ احد پہاڑ ہے، یہ ہم سے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں، کیا میں تمہیں انصار کے بہترین قبائل سے آگاہ نہ کروں؟'' ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ضرور آگاہ فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''انصار کے قبائل میں سب سے بہتر بنو نجار، ان کے بعد بنو عبدالاشھل اور ان کے بعد بنو ساعدہ ہے، پھر انصار کے تمام ہی قبائل میں خیر ہے۔''

فوائد:...... وادیٔ قری سے مراد وہ وادی جو مدینہ اور شام کے درمیان ہے اور یہ بہت سی بستیوں پر مشتمل ہے۔

بَابٌ فِيْ ذِكْرِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ لِعُذْرٍ

ان حضرات کا تذکرہ جو عذر کی بنا پر غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے

(۱۰۹۴۱)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَدَنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَالَ: ((إِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ لَقَوْمًا مَاسِرْتُمْ مَسِيْرًا وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا إِلَّا كَانُوْا مَعَكُمْ فِيهِ۔)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ وَهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ؟ قَالَ: ((وَهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ۔))
(مسند احمد: ۱۲۰۳۲)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لاتے ہوئے مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو فرمایا: ''مدینہ منورہ میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ تم نے جہاں بھی سفر کیا اور جس وادی کو طے کیا، وہ تمہارے ساتھ نہ جانے کے باوجود اجر و ثواب میں تمہارے ساتھ برابر شریک رہے ہیں۔'' صحابہ کرام نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! جبکہ وہ مدینہ منورہ ہی میں رہے اور سفر کے لیے نہیں نکلے؟

(۱۰۹۴۱) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۸۳۸، ۴۴۲۳ (انظر: ۱۲۰۰۹)

آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں، وہ مدینہ میں ہی رہے، دراصل بات یہ ہے کہ عذر نے ان کو روکا ہے۔“

فوائد:...... نیت اچھی ہو تو عمل کے بغیر ثواب مل جاتا ہے۔

(۱۰۹۴۲)۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: قُلْتُ لِسَعْدِ بْنِ مَالِكٍ: إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ حَدِيثٍ وَأَنَا أَهَابُكَ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْهُ، فَقَالَ: لَا تَفْعَلْ يَا ابْنَ أَخِي! إِذَا عَلِمْتَ أَنَّ عِنْدِي عِلْمًا فَسَلْنِي عَنْهُ وَلَا تَهَبْنِي، قَالَ: فَقُلْتُ: قَوْلُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِيٍّ حِينَ خَلَّفَهُ بِالْمَدِينَةِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَقَالَ سَعْدٌ: خَلَّفَ النَّبِيُّ ﷺ عَلِيًّا بِالْمَدِينَةِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَتُخَلِّفُنِي فِي الْخَالِفَةِ فِي النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ: ((أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟)) قَالَ: بَلَى، يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: فَأَدْبَرَ عَلِيٌّ مُسْرِعًا كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى غُبَارِ قَدَمَيْهِ يَسْطَعُ، وَقَدْ قَالَ حَمَّادٌ: فَرَجَعَ عَلِيٌّ مُسْرِعًا۔ (مسند احمد: ۱٤۹۰)

سعید بن مسیب سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا: میں آپ سے ایک بات دریافت کرنا چاہتا ہوں، لیکن آپ سے پوچھتے ہوئے ڈرتا بھی ہوں۔ انہوں نے کہا: بھتیجے! ایسا نہ کرو، جب تم جانتے ہو کہ میرے پاس کسی بات کا علم ہے تو مجھ سے ڈرنے کی ضرورت نہیں، پوچھو، میں نے کہا: غزوۂ تبوک کے موقع پر جب اللہ کے رسول نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنے پیچھے چھوڑ کر جا رہے تھے تو آپ ﷺ نے کیا فرمایا تھا؟ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے مدینہ منورہ میں چھوڑنے کا اظہار فرمایا تو انہوں نے عرض کیا: کیا آپ مجھے یہاں غزوہ سے پیچھے رہ جانے والی عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم اس بات پر خوش نہیں کہ تمہاری میرے ساتھ وہی نسبت ہو جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کو تھی؟“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ٹھیک ہے، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ یوں تیزی سے واپس ہوئے کہ گویا میں ان کے قدموں سے اُڑنے والے غبار کو اب بھی دیکھ رہا ہوں، دوسری روایت میں ہے: سیدنا علی رضی اللہ عنہ جلدی جلدی واپس لوٹ گئے۔

فوائد:...... نبی کریم ﷺ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر مدینہ کا انتظام سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو سونپا اور بال بچوں پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا تھا۔

(۱۰۹٤۲) تخریج: أخرجه مسلم: ۲٤۰٤ (انظر: ۱٤۹۰)

(۱۰۹۴۳)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: إِنِّي لَجَالِسٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ إِذْ أَتَاهُ تِسْعَةُ رَهْطٍ، فَقَالُوْا: يَا أَبَا عَبَّاسٍ! إِمَّا أَنْ تَقُومَ مَعَنَا، وَإِمَّا أَنْ يُخْلُونَا هٰؤُلَاءِ، قَالَ: فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بَلْ أَقُومُ مَعَكُمْ، قَالَ: وَهُوَ يَوْمَئِذٍ صَحِيحٌ قَبْلَ أَنْ يَعْمٰى، قَالَ فَابْتَدَءُوا فَتَحَدَّثُوا فَلَا نَدْرِي مَا قَالُوْا، قَالَ: فَجَاءَ يَنْفُضُ ثَوْبَهُ وَيَقُولُ: أُفْ وَتُفْ وَقَعُوا فِي رَجُلٍ لَهُ عَشْرٌ، وَقَعُوا فِي رَجُلٍ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((لَأَبْعَثَنَّ رَجُلًا لَا يُخْزِيهِ اللّٰهُ أَبَدًا، يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ۔)) قَالَ: فَاسْتَشْرَفَ لَهَا مَنِ اسْتَشْرَفَ، قَالَ: ((أَيْنَ عَلِيٌّ؟)) قَالُوْا: هُوَ فِي الرَّحْلِ يَطْحَنُ، قَالَ: وَمَا كَانَ أَحَدُكُمْ لِيَطْحَنَ، قَالَ: فَجَاءَ وَهُوَ أَرْمَدُ لَا يَكَادُ يُبْصِرُ، قَالَ: فَنَفَثَ فِي عَيْنَيْهِ ثُمَّ هَزَّ الرَّايَةَ ثَلَاثًا فَأَعْطَاهَا إِيَّاهُ، فَجَاءَ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ، قَالَ: ثُمَّ بَعَثَ فُلَانًا بِسُورَةِ التَّوْبَةِ، فَبَعَثَ عَلِيًّا خَلْفَهُ فَأَخَذَهَا مِنْهُ، قَالَ: ((لَا يَذْهَبُ بِهَا إِلَّا رَجُلٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ۔)) قَالَ: وَقَالَ لِبَنِي عَمِّهِ: ((أَيُّكُمْ يُوَالِينِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ؟)) قَالَ: وَعَلِيٌّ مَعَهُ جَالِسٌ فَأَبَوْا فَقَالَ عَلِيٌّ: أَنَا أُوَالِيكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، قَالَ: ((أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔))

عمرو بن میمون سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ نو آدمی ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے کہا: اے ابو العباس! یا تو آپ اٹھ کر ہمارے ساتھ چلیں یا یہ لوگ اٹھ جائیں اور ہمیں خلوت دیں، سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں تمہارے ساتھ اٹھ جاتا ہوں، عمرو بن میمون کہتے ہیں: ان دنوں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما صحت مند تھے، یہ ان کے نابینا ہونے سے قبل کی بات ہے، عمرو کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے ابتداء کرتے ہوئے بات کی، ہم نہیں جانتے کہ انہوں نے کیا کہا؟ کچھ دیر بعد سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے آ گئے، وہ کہہ رہے تھے، ہائے افسوس یہ لوگ اس آدمی پر طعن و تشنیع کرتے ہیں، جسے دس امتیازات حاصل ہوں، یہ اس شخصیت پر معترض ہیں، جس کی بابت نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا: ''میں اب ایک ایسے آدمی کو بھیجوں گا کہ جسے اللہ کبھی ناکام نہیں کرے گا، وہ اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔'' سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: آپ کی یہ بات سن کر بہت سے لوگوں نے گردنیں اوپر کو اٹھائیں، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''علی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟'' بتانے والے نے بتلایا کہ وہ اپنے خیمے میں آٹا پیس رہے ہیں، سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اب تم میں سے کوئی آدمی یہ کام نہیں کرتا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے اور ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں اور وہ دیکھ بھی نہیں سکتے تھے، نبی کریم ﷺ نے ان کی آنکھوں میں لعاب ڈالا، پھر جھنڈے کو تین بار لہرا کر ان کے حوالے کیا، وہ فتح یاب واپس ہوئے اور قیدیوں میں صفیہ بنت حیی بھی تھیں، سیدنا

(۱۰۹۴۳) تخريج: اسناده ضعيف بهذه السياقة، ابو بلج يحيى بن سليم يقبل حديثه فيما لا ينفرد به، اخرجه الحاكم: ۳/ ۱۳۲ (انظر: ۳۰۶۱)

قَالَ: فَتَرَكَهُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ، فَقَالَ: ((أَيُّكُمْ يُوَالِينِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ؟)) فَأَبَوْا قَالَ: فَقَالَ عَلِيٌّ: أَنَا أُوَالِيكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، فَقَالَ: ((أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.)) قَالَ: وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ خَدِيجَةَ، قَالَ: وَأَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثَوْبَهُ فَوَضَعَهُ عَلٰى عَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَحَسَنٍ وَحُسَيْنٍ فَقَالَ ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ قَالَ: وَشَرٰى عَلِيٌّ نَفْسَهُ لَبِسَ ثَوْبَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ نَامَ مَكَانَهُ، قَالَ: وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَرْمُونَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَعَلِيٌّ نَائِمٌ، قَالَ: وَأَبُو بَكْرٍ يَحْسَبُ أَنَّهُ نَبِيُّ اللّٰهِ، قَالَ: فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَدِ انْطَلَقَ نَحْوَ بِئْرِ مَيْمُونٍ فَأَدْرِكْهُ، قَالَ: فَانْطَلَقَ أَبُو بَكْرٍ فَدَخَلَ مَعَهُ الْغَارَ، قَالَ: وَجَعَلَ عَلِيٌّ يُرْمٰى بِالْحِجَارَةِ كَمَا كَانَ يُرْمٰى نَبِيُّ اللّٰهِ وَهُوَ يَتَضَوَّرُ قَدْ لَفَّ رَأْسَهُ فِي الثَّوْبِ لَا يُخْرِجُهُ حَتّٰى أَصْبَحَ، ثُمَّ كَشَفَ عَنْ رَأْسِهِ فَقَالُوا: إِنَّكَ لَلَئِيمٌ كَانَ صَاحِبُكَ نَرْمِيهِ فَلَا يَتَضَوَّرُ، وَأَنْتَ تَتَضَوَّرُ، وَقَدِ اسْتَنْكَرْنَا ذٰلِكَ، قَالَ: وَخَرَجَ بِالنَّاسِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: أَخْرُجُ مَعَكَ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ نَبِيُّ اللّٰهِ: ((لَا.)) فَبَكٰى عَلِيٌّ، فَقَالَ لَهُ: ((أَمَا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم ﷺ نے فلاں آدمی کو سورۂ توبہ دے کر روانہ کیا، اس کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ان کے پیچھے روانہ فرمایا، انہوں نے جا کر اس سے سورۂ توبہ لے لی، اور آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''اس سورت کو ایسا آدمی لے جائے، جو مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔'' سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: نبی کریم ﷺ نے اپنی برادری سے فرمایا تھا کہ ''تم میں سے کون ہے جو دنیا و آخرت میں میرا ساتھ دے اور میرے ساتھ رہے؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی وہیں بیٹھے تھے، لوگوں نے انکار کیا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں دنیا و آخرت میں آپ کے ساتھ رہوں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا و آخرت میں تم میرے ساتھ ہی ہو، آپ ﷺ انہیں چھوڑ کر دوسرے آدمی کی طرف متوجہ ہوئے، اور فرمایا: ''تم میں سے کون دنیا و آخرت میں میرا ساتھ دے گا؟'' لوگوں نے انکار کیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دنیا و آخرت میں میں آپ کے ساتھ رہوں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم دنیا اور آخرت میں میرے ساتھی ہو۔'' سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد انہوں نے ہی سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی چادر لے کر سیدنا علی، سیدہ فاطمہ، سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم کے اوپر ڈال دی اور فرمایا: ﴿إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ ...... ''صرف اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ وہ اے اہل بیت تم سے گندگی کو دور کر دے اور تم کو پاک صاف کر دے۔'' اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے لیے اپنی جان کا نذرانہ یوں پیش کیا کہ نبی کریم ﷺ کا لباس زیب تن کر کے ان کی جگہ پر سو گئے اور مشرکین رسول اللہ ﷺ کو پتھر مار رہے تھے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف

تَرْضٰى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى إِلَّا أَنَّكَ لَسْتَ بِنَبِيٍّ، إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ أَذْهَبَ إِلَّا وَأَنْتَ خَلِيفَتِي۔)) قَالَ: وَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ: أَنْتَ ((وَلِيِّي فِي كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِي۔)) وَقَالَ: ((سُدُّوا أَبْوَابَ الْمَسْجِدِ غَيْرَ بَابِ عَلِيٍّ۔)) فَقَالَ: فَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ جُنُبًا وَهُوَ طَرِيقُهُ لَيْسَ لَهُ طَرِيقٌ غَيْرُهُ، قَالَ: وَقَالَ: ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَإِنَّ مَوْلَاهُ عَلِيٌّ۔)) قَالَ: وَأَخْبَرَنَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْقُرْآنِ أَنَّهُ قَدْ رَضِيَ عَنْهُمْ عَنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ، فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ، هَلْ حَدَّثَنَا أَنَّهُ سَخِطَ عَلَيْهِمْ بَعْدُ، قَالَ: وَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ لِعُمَرَ حِينَ قَالَ: ائْذَنْ لِي فَلَأَضْرِبْ عُنُقَهُ، قَالَ: ((أَوَكُنْتَ فَاعِلًا، وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ قَدِ اطَّلَعَ إِلٰى أَهْلِ بَدْرٍ، فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ۔)) (مسند احمد: ٣٠٦١)

لائے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ سوئے ہوئے تھے، انہوں نے سمجھا کہ یہ اللہ کے نبی ہیں، انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے نبی تو بئر میمون کی طرف تشریف لے گئے ہیں، یہ ایک کنویں کا نام تھا، آپ ان کے پاس مل جائیں، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی پیچھے پہنچ گئے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ساتھ تھے اور آپ ﷺ کے ہم راہ غار میں جا داخل ہوئے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھی اسی طرح پتھر مارے گئے، جیسے نبی کریم ﷺ کو مارے جاتے تھے، اور وہ کپڑے ہی میں کپڑے کے نیچے ہی الٹ پلٹ رہے تھے، انہوں نے اپنا سر کپڑے میں اچھی طرح چھپا لیا، سر کو باہر نہیں نکالتے تھے، یہاں تک کہ صبح ہوگئی، اس کے بعد انہوں نے اپنے سر سے کپڑا اٹھایا، تو مشرکین نے کہا: تم بڑے ذلیل ہو، ہم تمہارے ساتھی کو پتھر مارتے تھے تو وہ اس طرح الٹتے پلٹتے نہیں تھے اور تم تو پتھر لگنے پر الٹے سیدھے ہوتے تھے، اور ہمیں یہ بات کچھ عجیب سی لگتی تھی، اور نبی کریم ﷺ صحابہ کو ساتھ لیے تبوک کی طرف روانہ ہوئے، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بھی آپ کے ہمراہ جاؤں گا، جب نبی کریم ﷺ نے انکار کیا تو وہ رونے لگے، پھر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم اس بات پر راضی نہیں کہ تمہارا میرے ساتھ وہی تعلق ہو، جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کا تھا، فرق صرف اتنا ہے کہ تم نبی نہیں ہو، میں جاؤں تو تم میرے خلیفہ اور نائب کی حیثیت سے یہاں رہو۔'' اور رسول اللہ ﷺ نے ان سے مزید فرمایا: ''میرے بعد تم ہر مومن کے دوست ہو۔'' نیز فرمایا: ''علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کو چھوڑ کر باقی تم سب لوگ اپنے اپنے دروازے بند کر دو۔'' اس طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ جنابت کی حالت میں بھی مسجد میں داخل ہو جاتے تھے، کیونکہ ان کا اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا، نیز

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کا میں دوست ہوں، علی بھی اس کا دوست ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن مجید میں بتلایا کہ وہ اصحاب شجرہ یعنی صلح حدیبیہ کے موقع پر درخت کے نیچے رسول اکرم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں سے راضی ہے، اوران لوگوں کے دلوں میں جو کچھ تھا، اللہ اس سے بھی واقف تھا، کیا اللہ نے اس کے بعد کسی موقع پر فرمایا کہ اب وہ ان سے ناراض ہو گیا ہے؟ نیز جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن اڑا دوں تو اللہ کے نبی نے فرمایا تھا: ''کیا تم ایسا کرو گے؟ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر نظر ڈالی اور فرمایا: اب تم جو چاہو کرتے رہو، (میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے)۔''

فوائد:...... اس حدیث کا مقصود سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا غزوۂ تبوک کے متعلقہ تذکرہ ہے، جس کے بارے میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کے بعض جملے تو نبی کریم ﷺ پر جھوٹ ہیں، جیسا کہ یہ جملہ ہے: ((أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّكَ لَسْتَ بِنَبِيٍّ، إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ أَذْهَبَ إِلَّا وَأَنْتَ خَلِيفَتِي.)) ...... (تم اس بات پر راضی نہیں کہ تمہارا میرے ساتھ وہی تعلق ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کا تھا، فرق صرف اتنا ہے کہ تم نبی نہیں ہو، میں جاؤں تو تم میرے نائب کی حیثیت سے یہاں رہو)۔ کیونکہ کئی بار نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے گئے اور آپ ﷺ کے خلیفہ اور نائب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی اور صحابی ہوا کرتا تھا، مثلا آپ ﷺ عمرۂ حدیبیہ کے موقع پر تشریف لے گئے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے اور مدینہ پر نائب کوئی اور تھا، آپ ﷺ غزوۂ خیبر کے لیے روانہ ہوئے، جبکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے اور مدینہ پر خلیفہ کوئی اور صحابی تھا، آپ ﷺ فتح مکہ کے موقع پر تشریف لے گئے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ ﷺ کا مدینہ پر مقرر کردہ خلیفہ کوئی اور تھا، آپ ﷺ نے غزوۂ حنین اور غزوۂ طائف میں شرکت کی، ان میں بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے اور مدینہ پر نائب کوئی اور تھا، آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے اور مدینہ پر نائب کوئی اور تھا، اسی طرح آپ ﷺ غزوۂ بدر کے لیے تشریف لے گئے، جبکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے اور مدینہ پر نائب کوئی اور تھا۔ یہ تمام تاریخی امور صحیح اسانید اور اہل علم کے اتفاق سے معروف ہیں، زیادہ تر غزوات میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ

رہے، اگرچہ لڑائی نہ لڑی گئی ہو۔ (منھاج السنۃ: ۵/۳۴)

(۱۰۹۴۴)۔ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَخِي أَبِي رُهْمٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا رُهْمٍ الْغِفَارِيَّ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِينَ بَايَعُوا تَحْتَ الشَّجَرَةِ يَقُولُ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ غَزْوَةَ تَبُوكَ، فَلَمَّا فَصَلَ سَرٰى لَيْلَةً فَسِرْتُ قَرِيبًا مِنْهُ، وَأُلْقِيَ عَلَيَّ النُّعَاسُ فَطَفِقْتُ أَسْتَيْقِظُ، وَقَدْ دَنَتْ رَاحِلَتِي مِنْ رَاحِلَتِهِ، فَيُفْزِعُنِي دُنُوُّهَا خَشْيَةَ أَنْ أُصِيبَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ، فَأُؤَخِّرُ رَاحِلَتِي حَتّٰى غَلَبَتْنِي عَيْنِي فِي نِصْفِ اللَّيْلِ، فَرَكِبَتْ رَاحِلَتِي رَاحِلَتَهُ، وَرِجْلُ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغَرْزِ فَأَصَابَتْ رِجْلَهُ، فَلَمْ أَسْتَيْقِظْ إِلَّا بِقَوْلِهِ حَسِّ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَقُلْتُ: اسْتَغْفِرْ لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَقَالَ: سَلْ، فَقَالَ: فَطَفِقَ يَسْأَلُنِي عَمَّنْ تَخَلَّفَ مِنْ بَنِي غِفَارٍ، فَأُخْبِرُهُ فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُنِي: ((مَا فَعَلَ النَّفَرُ الْحُمْرُ الطُّوَالُ الْقِطَاطُ؟ (أَوْ قَالَ: الْقِصَارُ، عَبْدُ الرَّزَّاقِ يَشُكُّ) الَّذِينَ لَهُمْ نَعَمٌ بِشَظِيَّةِ شَرْخٍ۔)) قَالَ: فَذَكَرْتُهُمْ فِي بَنِي غِفَارٍ، فَلَمْ أَذْكُرْهُمْ حَتّٰى ذَكَرْتُ رَهْطًا مِنْ أَسْلَمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا يَمْنَعُ أَحَدَ أُولٰئِكَ حِينَ تَخَلَّفَ، أَنْ يَحْمِلَ عَلٰى بَعِيرٍ مِنْ إِبِلِهِ امْرَأً

سیدنا ابورہم غفاری رضی اللہ عنہ، یہ ان صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے درخت کے نیچے نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کی معیت میں غزوۂ تبوک میں شرکت کی، جب آپ روانہ ہوئے تو آپ رات کو چلتے رہے، میں بھی آپ کے قریب چلتا رہا، مجھے اونگھ آ گئی، میں جاگنے کی کوشش کرنے لگا، میری سواری آپ ﷺ کی سواری کے قریب تھی، مجھے اس بات کا اندیشہ تھا کہ مبادا میں رکاب میں رکھے آپ ﷺ کے پاؤں سے ٹکرا نہ جاؤں، اس لیے میں اپنی سواری کو ذرا پیچھے رکھتا، یہاں تک کہ جب نصف رات ہوئی تو میری آنکھ مجھ پر غالب آ گئی اور میری سواری آپ کی سواری پر جا چڑھی، آپ ﷺ کا پاؤں رکاب میں تھا، میری سواری آپ کے پاؤں کے ساتھ جا ٹکرائی اور میں تب بیدار ہوا جب میں نے آپ ﷺ کے ''حَسِّ'' کے الفاظ سنے (جو آپ ﷺ نے تکلیف محسوس کرنے پر کہے)، سو میں نے اپنا سر اوپر کو اُٹھایا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے لیے مغفرت (اس گستاخی کی معافی) کی دعا فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''آپ بھی سوال کرو۔'' آپ ﷺ مجھ سے بنو غفار کے پیچھے رہ جانے والے لوگوں کے متعلق دریافت کرنے لگے اور میں آپ ﷺ کو بتانے لگا، آپ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ ''ان سرخ رنگ، طویل قامت سخت گھونگھر یالے بالوں والوں نے کیا کیا؟ یا آپ نے فرمایا کہ چھوٹے بالوں والوں نے کیا کیا؟'' یہ شک عبدالرزاق کو ہوا ہے۔ وہ لوگ جن کی حجاز میں

(۱۰۹۴۴) تخریج: اسناده ضعیف لجهالة ابن اخی ابی رُهم، أخرجه ابن حبان: ۷۲۵۷، والطبرانی فی "المعجم الکبیر": ۱۹/ ۴۱۵، والحاکم: ۳/ ۵۹۳ (انظر: ۱۹۰۷۲)

نَشِيطًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَادْعُوا هَلْ أَنْ يَتَخَلَّفَ عَنِ الْمُهَاجِرِينَ مِنْ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ وَأَسْلَمَ وَغِفَارٍ۔ (مسند احمد: ۱۹۲۸۲)

مقامِ شرخ پر پہاڑوں کی چوٹیوں پر بکریاں ہیں۔'' مجھے یاد آیا کہ وہ بنوغفار میں سے ہیں۔ مجھے اچھی طرح یادنہیں آیا پھر مجھے بنواسلم کا خیال آیا، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! وہ خودتو پیچھے رہ گئے، انہیں کیا مانع تھا کہ وہ اپنے اونٹوں میں سے کسی اونٹ پر اپنی بجائے دوسرے کسی چست سے آدمی کو اللہ کی راہ میں روانہ کر دیتے۔ میں پکار کر معلوم کرتا ہوں کہ قریش، انصار، بنواسلم اور بنوغفار میں سے کون لوگ مہاجرین سے پیچھے رہ گئے ہیں۔

(۱۰۹٤۵)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قال فَطَفِقْتُ أُؤَخِّرُ رَاحِلَتِي عَنْهُ حَتّٰى غَلَبَتْنِي عَيْنِي، وَقَالَ: ((مَا فَعَلَ النَّفَرُ السُّودُ الْجِعَادُ الْقِصَارُ۔)) قَالَ: قُلْتُ: وَاللّٰهِ! مَا أَعْرِفُ هٰؤُلَاءِ مِنَّا حَتّٰى قَالَ: ((بَلٰى الَّذِينَ لَهُمْ نَعَمٌ بِشَبَكَةِ شَرْخٍ۔)) قَالَ: فَتَذَكَّرْتُهُمْ فِي بَنِي غِفَارٍ فَلَمْ أَذْكُرْهُمْ حَتّٰى ذَكَرْتُ أَنَّهُمْ رَهْطٌ مِنْ أَسْلَمَ كَانُوا حِلْفًا فِينَا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أُولَئِكَ رَهْطٌ مِنْ أَسْلَمَ كَانُوا حُلَفَائَنَا۔ (مسند احمد: ۱۹۲۸٤)

(دوسری سند) سیدنا ابورہم غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اپنی سواری کو آپ ﷺ سے پیچھے رکھنے کی کوشش کرنے لگا، تاآنکہ میری آنکھ مجھ پر غالب آ گئی اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان سیاہ فام، پست قد، سخت گھونگریالے بالوں والوں نے کیا کیا؟'' میں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! میں اپنے لوگوں میں ایسے لوگوں کو نہیں جانتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ لوگ جن کی مقام شبکہ شرخ میں بکریاں ہیں۔'' مجھے یاد آیا کہ ایسے لوگ تو بنوغفار میں ہیں، پھر مجھے یاد آیا کہ ایسے لوگ بنو اسلم کے ہیں، وہ لوگ ہمارے حلیف تھے، تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ لوگ بنو اسلم سے ہیں اور وہ ہمارے حلیف تھے۔

(۱۰۹٤۵) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

بَابُ حَدِيْثِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَهُوَ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ تَخَلَّفُوْا عَنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَنَزَلَ الْقُرْآنُ بِتَوْبَتِهِمْ رضی اللہ عنہم

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا واقعہ، جبکہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے، اور ان کی توبہ کی قبولیت کے بیان میں قرآن کریم نازل ہوا

(١٠٩٤٦)۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ قَالَ: قَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ: مَا كُنْتُ فِي غَزَاةٍ أَيْسَرَ لِلظَّهْرِ وَالنَّفَقَةِ مِنِّي فِي تِلْكَ الْغَزَاةِ، قَالَ: لَمَّا خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: أَتَجَهَّزُ غَدًا، ثُمَّ أَلْحَقُهُ فَأَخَذْتُ فِي جَهَازِي فَأَمْسَيْتُ وَلَمْ أَفْرُغْ، فَقُلْتُ: آخُذُ فِي جَهَازِي غَدًا وَالنَّاسُ قَرِيبٌ بَعْدُ ثُمَّ أَلْحَقُهُمْ فَأَمْسَيْتُ وَلَمْ أَفْرُغْ، فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الثَّالِثُ، أَخَذْتُ فِي جَهَازِي فَأَمْسَيْتُ فَلَمْ أَفْرُغْ، فَقُلْتُ: أَيْهَاتَ سَارَ النَّاسُ ثَلَاثًا فَأَقَمْتُ، فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَعَلَ النَّاسُ يَعْتَذِرُونَ إِلَيْهِ فَجِئْتُ حَتّٰى قُمْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقُلْتُ: مَا كُنْتُ فِي غَزَاةٍ أَيْسَرَ لِلظَّهْرِ وَالنَّفَقَةِ مِنِّي فِي هٰذِهِ الْغَزَاةِ، فَأَعْرَضَ عَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَمَرَ النَّاسَ أَنْ لَا يُكَلِّمُونَا، وَأُمِرَتْ نِسَاؤُنَا أَنْ يَتَحَوَّلْنَ عَنَّا، قَالَ: فَتَسَوَّرْتُ حَائِطًا ذَاتَ يَوْمٍ، فَإِذَا أَنَا بِجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ فَقُلْتُ: أَيْ

عمر بن کثیر سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کیا میں غزوۂ تبوک کے موقع پر سواری اور اخراجات کے لحاظ سے جس قدر خوش حال تھا، اس سے قبل کبھی بھی اس قدر خوش حال نہیں تھا، جب اللہ کے رسول ﷺ روانہ ہو گئے تو میں نے سوچا کہ میں کل تیاری کر کے روانہ ہو کر آپ ﷺ سے جا ملوں گا۔ تو میں اپنے کاموں میں مصروف ہو گیا، تاآنکہ شام ہو گئی اور میں اپنی مصروفیات سے فارغ نہ ہو سکا، میں نے سوچا کہ کوئی بات نہیں، میں کل تیاری کر لوں گا، لوگ ابھی قریب ہی ہیں، پس میں ان سے جا ملوں گا، دوسرے دن بھی شام تک کاموں سے فارغ نہیں ہو سکا، جب تیسرا دن ہوا تو میں پھر کاموں میں مصروف رہا اور شام تک کاموں سے فارغ نہ ہو سکا، میں نے سوچا کہ اب تو دیر ہو گئی، لوگ تین دن سفر کر چکے ہیں، یہ سوچ کر میں نے سفر کا ارادہ ملتوی کر دیا اور یہیں ٹھہرا رہا، جب اللہ کے رسول ﷺ واپس تشریف لائے تو لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرتیں کرنے لگے۔ میں بھی آ کر آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا، میں نے عرض کیا میں اس غزوہ کے موقع پر سواری اور اخراجات کے لحاظ سے جس قدر خوشحال تھا، اتنا کسی دوسرے غزوہ کے موقع پر خوش حال نہیں تھا۔ (یعنی میرا کوئی شرعی عذر نہیں تھا، بلکہ غفلت

(١٠٩٤٦) تخريج: حديث صحيح دون قوله "فاذا انا بجابر بن عبد الله ......" وهذا اسناده ضعيف لانقطاعه، عمر بن كثير لم يدرك كعب بن مالك، أخرجه مطولا ومختصرا ودون الفقرة المنقوله؛ البخاري: ٣٨٨٩، ٤٦٧٦، ٤٦٧٧، ٤٦٩٠، ومسلم: ٢٧٦٩ (انظر: ١٥٧٧١)

جَابِرُ نَشَدْتُكَ بِاللّٰهِ، هَلْ عَلِمْتَنِي غَشَشْتُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ يَوْمًا قَطُّ؟ قَالَ: فَسَكَتَ عَنِّي فَجَعَلَ لَا يُكَلِّمُنِي، قَالَ: فَبَيْنَا أَنَا ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ سَمِعْتُ رَجُلًا عَلَى الثَّنِيَّةِ يَقُولُ: كَعْبًا كَعْبًا، حَتّٰى دَنَا مِنِّي فَقَالَ: بَشِّرُوا!! كَعْبًا۔ (مسند احمد: ۱۵۸٦۳)

ہوئی) تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے منہ موڑ لیا، اور آپ ﷺ نے لوگوں کو حکم صادر فرمایا کہ کوئی بھی شخص ہمارے ساتھ کلام نہ کرے۔ اور ہماری بیویوں کو ہم سے الگ ہنے کا حکم دیا گیا۔ سیدنا کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: انہی ایام میں میں ایک دن باغ کی دیوار پر چڑھ کر سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور میں نے کہا: اے جابر! میں تم سے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کیا تمہارے علم میں ہے کہ میں نے کبھی اللہ اور اس کے رسول کو دھوکہ دیا ہو؟ وہ میری بات سن کر خاموش رہے اور مجھ سے کوئی بات نہیں کی۔ میں اسی طرح دن گزار رہا تھا کہ ایک دن پہاڑ کی گھاٹی کی طرف سے میں نے ایک آدمی کو سنا جو میرا نام لے کر کعب کعب پکار رہا تھا۔ یہاں تک کہ وہ میرے قریب آ گیا اور کہنے لگا کہ کعب رضی اللہ عنہ کو خوشخبری دو۔

(۱۰۹٤۷)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ لَمَّا تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يُنْجِنِي إِلَّا بِالصِّدْقِ، وَإِنَّ مِنْ تَوْبَتِي إِلَى اللّٰهِ أَنْ لَا أَكْذِبَ أَبَدًا، وَإِنِّي أَنْخَلِعُ مِنْ مَالِي صَدَقَةً لِلّٰهِ تَعَالٰى وَرَسُولِهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ، فَإِنَّهُ خَيْرٌ لَكَ۔)) قَالَ: فَإِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِي مِنْ خَيْبَرَ۔ (مسند احمد: ۱۵۸٦۲)

عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول کی تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا: اللہ نے مجھے محض سچ بولنے کی برکت سے اس آزمائش سے نجات دی ہے، اب میری توبہ میں یہ چیز بھی شامل ہے کہ میں آئندہ کبھی بھی جھوٹ نہیں بولوں گا اور میں اپنا سارا مال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی خدمت میں بطور صدقہ پیش کر دوں گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنا کچھ مال رکھ لو، یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔'' انہوں نے کہا: جی میں خیبر سے ملنے والا حصہ رکھ لیتا ہوں۔

فوائد:...... غزوۂ تبوک رجب ۹ھ میں پیش آیا، اس غزوے میں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کے خلاف فیصلہ کن جنگ کی ضرورت محسوس کرنے والے رومیوں سے مقابلہ کرنا تھا، یہ سخت گرمی کا زمانہ تھا، لمبا سفر تھا، لوگ تنگی اور قحط سے دوچار تھے اور پھل پک چکے تھے اور سائے خوشگوار لگ رہے تھے۔ بہرحال رسول اللہ ﷺ نے اہل

(۱۰۹٤۷) تخريج: انظر الحديث السابق

ثروت صحابہ کو تنگ دستوں کی تیاری کی ترغیب دلائی اور ان سے جو کچھ بن سکا، وہ لے آئے۔

اُدھر منافقین اور بدوی بناوٹی عذر لے لے کر آئے اور نبی کریم ﷺ سے اس غزوے میں عدم حضوری کی اجازت چاہ رہے تھے، آپ ﷺ نے اجازت دے دی، ان کے علاوہ بعض مسلمان محض سستی کی وجہ سے پیچھے رہ گئے، یہ کل تین مسلمان تھے: سیدنا کعب بن مالک، سیدنا مرارہ بن ربیع اور سیدنا ہلال بن امیہ، یہ تینوں انصاری تھے، درج ذیل حدیث میں اس واقعہ کا اور اسی قسم کے عذر خواہوں کا ذکر ہے۔

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ غزوۂ تبوک میں اپنا پیچھے رہ جانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تمام لڑائیوں میں شریک ہوا تھا، ماسوائے تبوک اور بدر کے، میں ان میں پیچھے رہ گیا تھا، مگر بدر میں پیچھے رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا عتاب نہیں ہوا، نبی کریم ﷺ کی اس جنگ میں غرض یہ تھی کہ قافلہ قریش کا تعاقب کیا جائے، دشمنوں کو اللہ تعالیٰ نے اچانک قافلہ کے درمیان حائل کردیا اور جنگ ہوگئی، میں عقبہ والی رات کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے سب سے اسلام پر قائم رہنے کا عہد لیا تھا اور مجھے تو عقبہ والی وہ رات غزوۂ بدر کے مقابلہ میں عزیز ہے، اگر چہ جنگ بدر کو لوگوں میں زیادہ شہرت اور فضیلت حاصل ہے اور جنگ تبوک کا واقعہ یہ ہے کہ اس جنگ سے پہلے کبھی بھی میرے پاس دو سواریاں جمع نہیں ہوئی تھیں، اس غزوہ کے وقت میں دو سواریوں کا مالک تھا، اس کے علاوہ نبی کریم ﷺ کا یہ دستور تھا کہ جب کہیں جنگ کا خیال کرتے تو صاف صاف پتہ نشان اور جگہ نہیں بتاتے تھے، بلکہ کچھ گول مول الفاظ میں بات ظاہر کرتے تھے تاکہ لوگ دوسرا مقام سمجھتے رہیں، غرض جب لڑائی کا وقت آیا تو گرمی بہت شدید تھی، راستہ طویل تھا اور بے آب و گیاہ تھا، دشمن کی تعداد زیادہ تھی، لہٰذا آپ ﷺ نے مسلمانوں کو پورے طور پر آگاہ کردیا کہ ہم تبوک جا رہے ہیں تاکہ تیار کرلیں، اس وقت نبی کریم ﷺ کے ساتھ کثیر تعداد میں مسلمان موجود تھے، مگر کوئی ایسی کتاب وغیرہ نہیں تھی کہ اس میں سب کے نام لکھے ہوئے ہوں، کوئی مسلمان ایسا نہیں تھا کہ جو اس لڑائی میں شریک ہونا نہ چاہتا ہو، مگر ساتھ ہی یہ خیال بھی کرتے تھے کہ کسی کی غیر حاضری نبی کریم ﷺ کو اس وقت تک معلوم نہیں ہوسکتی جب تک کہ وحی نہ آئے، غرض نبی کریم ﷺ نے لڑائی کی تیاریاں شروع کردیں اور یہ وہ وقت تھا جب کہ میوہ پک رہا تھا اور سایہ میں بیٹھنا اچھا معلوم ہوتا تھا، سب تیاریاں کر رہے تھے، مگر میں ہر صبح کو یہی سوچتا تھا کہ میں تیاری کرلوں گا، کیا جلدی ہے، میں تو ہر وقت تیاری کرسکتا ہوں، اسی طرح دن گزرتے رہے، ایک روز صبح کو نبی کریم ﷺ روانہ ہو گئے، میں نے سوچا ان کو جانے دو، میں ایک دو دن میں تیاری کرکے راستہ میں ان میں شامل ہو جاؤں گا، دوسری صبح کو میں نے تیاری کرنا چاہی، مگر نہ ہوسکی اور میں یوں ہی رہ گیا تیسرے روز بھی یہی ہوا اور پھر برابر میرا یہی حال ہوتا رہا، اب سب لوگ بہت دور نکل چکے تھے، میں نے کئی مرتبہ قصد کیا کہ آپ ﷺ سے جا ملوں، مگر تقدیر میں نہ تھا، کاش! میں ایسا کرلیتا چنانچہ نبی کریم ﷺ کے چلے جانے کے بعد میں جب مدینہ میں چلتا پھرتا تو مجھ کو یا تو منافق نظر آتے یا وہ جو کمزور ضعیف اور بیمار تھے، مجھے بہت افسوس ہوتا تھا،

(جب میں نے بعد میں معلومات لی تھیں تو ان سے پتہ چلا تھا کہ) نبی کریم ﷺ نے راستے میں مجھے کہیں بھی یاد نہیں کیا تھا، البتہ تبوک پہنچ کر جب سب لوگوں میں تشریف فرما ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کعب بن مالک کہاں ہے؟'' بنوسلمہ کے ایک آدمی سیدنا عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ تو اپنے حسن و جمال پر ناز کرنے کی وجہ سے رہ گئے ہیں، لیکن سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے اچھی بات نہیں کی، اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! ہم تو انہیں اچھا آدمی ہی سمجھتے ہیں، نبی کریم ﷺ یہ سن کر خاموش ہو گئے، جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ واپس آ رہے ہیں تو میں سوچنے لگا کہ کوئی ایسا حیلہ بہانہ ہاتھ آ جائے جو نبی کریم ﷺ کے غصہ سے مجھے بچا سکے، پھر میں اپنے گھر کے سمجھدار لوگوں سے مشورہ کرنے لگا کہ اس سلسلہ میں کچھ تم بھی سوچو، مگر جب یہ بات معلوم ہوئی کہ نبی کریم ﷺ مدینہ کے بالکل قریب آ گئے ہیں تو میرے دل سے اس حیلہ کا خیال دور ہو گیا اور میں نے یقین کر لیا کہ جھوٹ آپ ﷺ کے غصہ سے نہیں بچا سکے گا، صبح کو نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں پہنچ گئے اور آپ ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ جب سفر سے واپس آتے تو پہلے مسجد میں جاتے اور دو رکعت نفل ادا فرماتے، اس بار بھی آپ ﷺ نے ایسے ہی کیا اور مسجد میں بیٹھ گئے، اب جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے انہوں نے آنا شروع کیا اور اپنے اپنے عذر بیان کرنے لگے اور قسمیں کھانے لگے یہ کل اسی (۸۰) افراد یا اس سے کچھ زیادہ تھے، نبی کریم ﷺ نے ان سے ان کے عذر قبول کر لئے اور ان سے دوبارہ بیعت لی اور ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائی اور ان کے دلوں کے خیالات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔

جب میں آیا تو السلام علیکم کہا، آپ ﷺ نے غصے والی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا اور فرمایا: ''آؤ۔'' پس میں سامنے جا کر بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ''کعب تم کیوں پیچھے رہ گئے تھے؟ حالانکہ تم نے تو سواری کا بھی انتظام کر لیا تھا؟'' میں نے عرض کیا: آپ ﷺ کا فرمان درست ہے، میں اگر کسی اور کے سامنے ہوتا تو ممکن تھا کہ بہانے وغیرہ کر کے اس سے نجات پا جاتا، کیونکہ میں خوب بول سکتا ہوں، مگر اللہ گواہ ہے کہ میں جانتا ہوں کہ اگر آج میں نے جھوٹ بول کر آپ کو راضی کر لیا تو کل اللہ تعالیٰ آپ کو مجھ سے ناراض کر دے گا، اس لئے میں سچ ہی بولوں گا چاہے آپ مجھ پر غصہ ہی کیوں نہ فرمائیں، آئندہ کو تو اللہ کی مغفرت اور بخشش کی امید رہے گی، اللہ کی قسم! میں قصوروار ہوں، حالانکہ مال و دولت میں کوئی بھی میرے برابر نہیں ہے، مگر میں یہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی شریک نہ ہو سکا، نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: ''کعب نے درست بات بیان کر دی، اچھا چلے جاؤ اور اپنے حق میں اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار کرو۔'' میں اٹھ کر چلا گیا، بنی سلمہ کے آدمی بھی میرے ساتھ ہو لئے اور کہنے لگے: ہم نے تو اب تک تمہارا کوئی گناہ نہیں دیکھا، تم نے بھی دوسرے لوگوں کی طرح نبی کریم ﷺ کے سامنے کوئی بہانہ پیش کر دیا ہوتا، حضور کی دعائے مغفرت تیرے کے لئے کافی ہو جاتی، وہ مجھے برابر یہی سمجھاتے رہے، یہاں تک کہ میرے دل میں یہ خیال آنے لگا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس واپس چلا جاؤں اور پہلے والی بات کو غلط ثابت کر کے کوئی بہانہ پیش کر دوں، پھر میں نے ان سے پوچھا کہ کیا کوئی اور شخص بھی ہے، جس نے میری طرح اپنے گناہ کا اعتراف کیا ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں دو آدمی اور بھی ہیں، جنہوں نے

اقرار کیا اور آپ ﷺ نے ان سے بھی وہی کچھ فرمایا ہے جو تم سے ارشاد فرمایا ہے، میں نے ان کے نام پوچھے تو انھوں نے کہا: ایک مرارہ بن ربیع عمروی اور دوسرے ہلال بن امیہ واقفی ہیں، یہ دونوں نیک آدمی تھے اور جنگ بدر میں شریک ہو چکے تھے، مجھے ان سے ملنا اچھا معلوم ہوتا تھا، ان دو آدمیوں کا نام سن کر مجھے بھی اطمینان سا ہوگیا اور میں چلا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے تمام مسلمانوں کو منع فرمادیا تھا کہ کوئی شخص ان تین آدمیوں سے کلام نہ کرے، دوسرے پیچھے رہ جانے والے اور جھوٹے بہانے کرنے والوں کے لئے یہ حکم نہیں دیا تھا، اب ہوا کیا کہ لوگوں نے ہم سے الگ رہنا شروع کردیا اور ہم ایسے ہو گئے، جیسے ہمیں کوئی جانتا ہی نہیں ہے، بس گویا ہمارے لیے تو آسمان و زمین تبدیل ہو گئے، پچاس راتیں اسی حال میں گزر گئیں، میرے دونوں ساتھی تو گھر میں بیٹھ گئے، میں ہمت والا تھا، نکلتا، باجماعت نماز میں شریک ہوتا، بازار وغیرہ جاتا، مگر کوئی میرے ساتھ بات نہیں کرتا تھا، میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھی آتا، آپ ﷺ جائے نماز پر جلوہ افروز ہوتے، میں سلام کہتا اور مجھے ایسا شبہ ہوتا کہ آپ ﷺ کے ہونٹ ہل رہے ہیں، شاید سلام کا جواب دے رہے ہیں، پھر میں آپ ﷺ کے قریب ہی نماز پڑھنے لگتا، اور آنکھ چرا کر آپ ﷺ کو بھی دیکھتا رہتا کہ آپ ﷺ اس دوران کیا کرتے ہیں، چنانچہ میں جب نماز میں ہوتا تو آپ ﷺ مجھے دیکھتے رہتے اور جب میری نظر آپ ﷺ کی طرف ہوتی تو آپ ﷺ مجھ سے اعراض کر لیتے، اس حال میں یہ مدت گزر گئی اور میں لوگوں کی خاموشی سے عاجز آ گیا، ایک دن اپنے چچازاد بھائی سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے پاس باغ میں آیا اور سلام کہا اور اس سے مجھے بہت محبت تھی، مگر اللہ کی قسم! اس نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا، میں نے کہا: اے ابوقتادہ! تو مجھے اللہ اور اس کے رسول کا طرفدار جانتا ہے یا نہیں؟ اس نے اس سوال کا جواب بھی نہیں دیا، پھر میں نے قسم کھا کر یہی بات کہی مگر جواب ندارد، میں نے تیسری مرتبہ یہی کہا تو ابوقتادہ نے صرف اتنا جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں، پھر مجھ سے ضبط نہ ہو سکا، میں نے رونا شروع کر دیا اور واپس چل دیا، میں ایک دن بازار میں جا رہا تھا کہ ایک نصرانی کسان، جو ملک شام کا رہنے والا تھا اور اناج فروخت کرنے آیا تھا، وہ لوگوں سے میرا پتہ معلوم کر رہا تھا، لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا کہ یہ کعب بن مالک ہے، وہ میرے پاس آیا اور غسان کے نصرانی بادشاہ کا ایک خط مجھے دیا، اس میں لکھا تھا کہ ''مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے رسول تم پر بہت زیادتی کر رہے ہیں، حالانکہ اللہ نے تم کو ذلیل اور بے عزت نہیں بنایا ہے، تم بہت کام کے آدمی ہو، تم میرے پاس آ جاؤ، ہم تم کو بہت آرام سے رکھیں گے۔'' میں نے سوچا کہ یہ تو دوہری آزمائش ہے اور پھر اس خط کو آگ کے تنور میں ڈال دیا، ابھی تک چالیس دن گزرے تھے، دس باقی تھے کہ نبی کریم ﷺ کے قاصد سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مجھ سے آکر کہا کہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ تم اپنی بیوی سے الگ ہو جاؤ، میں نے کہا: کیا مطلب ہے؟ طلاق دے دوں یا کچھ اور؟ انھوں نے کہا: بس الگ رہو اور مباشرت وغیرہ مت کرو، میرے دونوں ساتھیوں کو بھی یہی حکم دیا گیا، پس میں نے بیوی سے کہا کہ تم اس وقت تک اپنے رشتہ داروں میں جا کر رہو، جب تک اللہ تعالیٰ میرا فیصلہ نہ فرما دے۔ اُدھر سیدنا ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بیوی نبی کریم ﷺ کی

خدمت میں آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! ہلال بن امیہ میرا خاوند بہت بوڑھا ہے، اگر میں اس کا کام کر دیا کروں تو کوئی برائی تو نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں، بس وہ صحبت نہ کرنے پائے، اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس میں تو ایسی خواہش ہی نہیں ہے اور جب سے یہ بات ہوئی ہے، وہ مسلسل رو رہا ہے، جب اس کے بارے میں یہ بات سامنے آئی تو میرے عزیزوں نے مجھ سے کہا: تم بھی نبی کریم ﷺ کے پاس جا کر اپنی بیوی کے بارے میں ایسی ہی اجازت حاصل کر لو، تاکہ وہ تمہاری خدمت کرتی رہے، جس طرح سیدنا ہلال رضی اللہ عنہ کی بیوی کو اجازت مل گئی ہے، میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں کبھی بھی ایسا نہیں کر سکتا، معلوم نہیں کہ نبی کریم ﷺ کیا فرمائیں گے، میں نوجوان آدمی ہوں، ہلال کی مانند ضعیف نہیں ہوں، اس کے بعد وہ دس راتیں بھی گزر گئیں اور میں پچاسویں رات کو صبح کی نماز کے بعد اپنے گھر کے پاس بیٹھا تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ زندگی اجیرن ہو چکی ہے اور زمین میرے لئے باوجود اپنی وسعت کے تنگ ہو چکی ہے، اتنے میں کوہ سلع پر سے کسی پکارنے والے نے پکار کر کہا: اے کعب بن مالک! تم کو بشارت دی جاتی ہے۔ یہ آواز کے سنتے ہی میں خوشی سے سجدہ میں گر پڑا اور یقین کر لیا کہ اب یہ مشکل آسان ہو گئی، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے نماز فجر کے بعد لوگوں سے فرمایا تھا کہ ''اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کا قصور معاف کر دیا ہے۔'' اب تو لوگ میرے پاس اور میرے ان ساتھیوں کے پاس خوشخبری اور مبارکباد کے لئے جانے لگے اور ایک آدمی زبیر بن عوام اپنے گھوڑے کو بھگاتے میرے پاس آیا اور ایک اور بنوسلمہ کے آدمی نے سلع پہاڑ پر چڑھ کر آواز دی، اس کی آواز جلدی میرے کانوں تک پہنچ گئی، اس وقت میں اس قدر خوش ہوا کہ اپنے دونوں کپڑے اتار کر اس کو دے دیئے، جبکہ میرے پاس ان کے سوا کوئی دوسرے کپڑے نہیں تھے، میں نے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے دو کپڑے لے کر زیب تن کیے، پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جانے لگا، راستہ میں لوگوں کا ایک ہجوم تھا، وہ مجھے مبارکباد دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ انعام تمہیں مبارک ہو۔ پھر جب میں مسجد میں گیا نبی کریم ﷺ تشریف فرما تھے اور دوسرے لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے، طلحہ بن عبیداللہ مجھے دیکھ کر دوڑتے ہوئے آئے، میرے ساتھ مصافحہ کیا اور مبارکباد دی، مہاجرین میں سے یہ کام صرف طلحہ رضی اللہ عنہ نے کیا، اللہ گواہ ہے کہ میں ان کا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گا، پھر جب میں نے نبی کریم ﷺ کو سلام کیا اور آپ ﷺ کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے کعب! یہ دن تمہیں مبارک ہو، جو سب دنوں سے اچھا ہے، تمہاری پیدائش سے لے کر آج تک۔'' میں نے عرض کیا: جناب! یہ معافی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوئی ہے یا آپ ﷺ کی طرف سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی طرف سے معاف کیا گیا ہے۔'' اور آپ ﷺ جب خوش ہوتے تھے تو چہرہ مبارک چاند کی طرح چمکنے لگتا تھا اور ہم آپ کی خوشی کو پہچان جاتے تھے، پھر میں نے آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ کر کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنی اس نجات اور معافی کے شکریہ میں اپنا سارا مال اللہ اور اس کے رسول کے لئے خیرات نہ کر دوں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تھوڑا کرو اور کچھ اپنے لئے رکھ لو، کیونکہ یہ تمہارے لئے فائدہ مند ہوگا۔'' میں نے عرض کیا: جی ٹھیک ہے، میں اپنا خیبر کا حصہ روک لیتا ہوں،

پھر میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے سچ بولنے کی وجہ سے نجات پائی ہے، اب میں تمام زندگی سچ ہی بولوں گا، اللہ کی قسم! میں نہیں کہہ سکتا کہ سچ بولنے کی وجہ سے اللہ نے کسی پر ایسی مہربانی فرمائی ہو، جو مجھ پر کی ہے، اس وقت سے آج تک میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور میں امید کرتا ہوں کہ زندگی بھر اللہ مجھے جھوٹ سے بچائے گا، اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر یہ آیات نازل فرمائیں: ﴿لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَحِيمٌ۔ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتّٰى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللّٰهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ ...... ''بلاشبہ یقیناً اللہ نے نبی پر مہربانی کے ساتھ توجہ فرمائی اور مہاجرین وانصار پر بھی، جو تنگ دستی کی گھڑی میں اس کے ساتھ رہے، اس کے بعد کہ قریب تھا کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل ٹیڑھے ہو جائیں، پھر وہ ان پر دوبارہ مہربان ہوگیا۔ یقیناً وہ ان پر بہت شفقت کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔ اوران تینوں پر بھی جو موقوف رکھے گئے، یہاں تک کہ جب زمین ان پر تنگ ہوگئی، باوجود اس کے کہ فراخ تھی اوران پر ان کی جانیں تنگ ہوگئیں اور انھوں نے یقین کرلیا کہ بے شک اللہ سے پناہ کی کوئی جگہ اس کی جناب کے سوا نہیں، پھر اس نے ان پر مہربانی کے ساتھ توجہ فرمائی، تاکہ وہ توبہ کریں۔ یقیناً اللہ ہی ہے جو بہت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔'' (سورۂ توبہ: ۱۱۷۔ ۱۱۹) سیدنا کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس سے بڑھ کر میں نے کوئی انعام اور احسان نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مجھے سچ بولنے کی توفیق دے کر ہلاک ہونے سے بچالیا، ورنہ دوسرے لوگوں کی طرح میں بھی تباہ اور ہلاک ہوجاتا، جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جھوٹ بولا، جھوٹے حلف اٹھائے، ان کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں: ﴿سَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ. يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ.﴾ ...... ''عنقریب وہ تمھارے لیے اللہ کی قسمیں کھائیں گے جب تم ان کی طرف واپس آؤ گے، تاکہ تم ان سے توجہ ہٹالو۔ سو ان سے بے توجہی کرو، بے شک وہ گند ہیں اوران کا ٹھکانا جہنم ہے، اس کے بدلے جو وہ کماتے رہے ہیں۔ تمھارے لیے قسمیں کھائیں گے، تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ، پس اگر تم ان سے راضی ہو جاؤ تو بے شک اللہ نافرمان لوگوں سے راضی نہیں ہوتا۔'' (سورۂ توبہ: ۹۶،۹۵) سیدنا کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم تینوں ان منافقوں سے علیحدہ ہیں، جنہوں نے نہ جانے کتنے بہانے بنائے اور جھوٹے حلف اٹھائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات کو قبول کرلیا اوران سے بیعت لے لی اوران کے لیے دعائے مغفرت فرما دی، مگر ہمارا معاملہ چھوڑے رکھا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتّٰى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا

رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْا أَنْ لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللّٰهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾ ......''اوران تینوں پر بھی جو موقوف رکھے گئے، یہاں تک کہ جب زمین ان پر تنگ ہوگئی، باوجود اس کے کہ فراخ تھی اور ان پر ان کی جانیں تنگ ہوگئیں اور انھوں نے یقین کر لیا کہ بے شک اللہ سے پناہ کی کوئی جگہ اس کی جناب کے سوا نہیں، پھر اس نے ان پر مہربانی کے ساتھ توجہ فرمائی، تا کہ وہ توبہ کریں۔ یقیناً اللہ ہی ہے جو بہت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔'' (سورۂ توبہ: ۱۱۸) آپ ﷺ کا ہم کو پیچھے کرنا اور ہمارے معاملے کو مؤخر کرنا، جس کا ذکر کیا گیا ہے، یہ ہمارا غزوے سے پیچھے رہ جانا نہیں تھا، بلکہ یہ تو ان لوگوں سے موخر کرنا تھا، جنھوں نے آپ ﷺ کے لیے حلف اٹھائے اور آپ ﷺ کے سامنے عذر پیش کیے اور آپ ﷺ نے ان کے عذر قبول کر لیے۔ (یعنی جھوٹی قسمیں اٹھانے والوں سے ان کے عذر قبول کر لیے اور ہمارا معاملہ موخر کر کے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا)

(صحیح بخاری: ۳۸۸۹، ٤٦٧٦، ٤٦٧٧، ٦٦٩٠، صحیح مسلم: ۲۷٦۹، واللفظ لاحمد)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ وَفْدِ ثَقِيْفٍ وَضِمَامِ بْنِ ثَعْلَبَةَ وَافِدِ بَنِيْ سَعْدٍ

وفدِ ثقیف اور قبیلہ بنوسعد کے نمائندے سیدنا ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی آمد کا بیان

سیدنا ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ جنگل کے رہنے والے اکھڑ مزاج آدمی تھے، اس باب کی دوسری حدیث میں اس مکالمے کا ذکر ہے، جو اِن کے اور نبی کریم ﷺ کے مابین پیش آیا، پھر یہ مسلمان ہو گئے اور ان کی تبلیغ پر ان کی ساری قوم بھی مسلمان ہوگئی، بعد ازاں انھوں نے مسجد بنائی اور نماز کے لیے اذان کہی۔

(۱۰۹٤۸)۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ أَنَّ وَفْدَ ثَقِيفٍ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَنْزَلَهُمُ الْمَسْجِدَ لِيَكُونَ أَرَقَّ لِقُلُوبِهِمْ، فَاشْتَرَطُوا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنْ لَا يُحْشَرُوا وَلَا يُعْشَرُوا وَلَا يُجَبُّوا وَلَا يُسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ غَيْرُهُمْ، قَالَ: فَقَالَ: ((إِنَّ لَكُمْ أَنْ لَا تُحْشَرُوا وَلَا تُعْشَرُوا وَلَا يُسْتَعْمَلَ عَلَيْكُمْ غَيْرُكُمْ۔)) وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَا خَيْرَ فِي دِينٍ لَا رُكُوعَ فِيهِ۔)) وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِي الْقُرْآنَ وَاجْعَلْنِي إِمَامَ قَوْمِي۔ (مسند احمد: ۱۸۰۷٤)

سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنو ثقیف کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تو آپ ﷺ نے ان کو مسجد میں ٹھہرایا، تا کہ اس طرح ان کے دل اسلام کے لیے مزید نرم ہو جائیں، ان لوگوں نے آپ ﷺ کے سامنے یہ شرط پیش کی کہ جب سرکاری اہل کار ان کے پاس زکوۃ کی وصولی کے لیے آئیں تو وہ ان کو اس بات پر مجبور نہیں کریں گے کہ ہم اپنے اموال وہاں لے جائیں جہاں وہ بیٹھا ہوا ہو بلکہ وہ ہماری قیام گاہوں پر آ کر زکوۃ وصول کرے، اور ان سے مال کا عشر (دسواں حصہ) بھی نہ لیا جائے اور ان کو نماز کی پابندی سے مستثنیٰ کیا جائے اور یہ کہ ان پر باہر کا کوئی آدمی عامل یا امیر مقرر نہ کیا جائے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وصولی زکوۃ

(۱۰۹٤۸) تخریج: ضعیف، أخرجه ابوداود: ۳۰۲٦ (انظر: ۱۷۸۱۳)

کے لیے عامل تمہاری اقامت گاہوں پر پہنچے گا اور تمہیں اپنے اموال اس کے پاس نہیں لے جانا ہوں گے اور تم سے اموال کا دسواں حصہ بھی نہیں لیا جائے گا اور تمہارے اوپر تمہارے قبیلے کے علاوہ کسی دوسرے قبیلے کے آدمی کو عامل یا امیر مقرر نہیں کیا جائے گا۔ لیکن جس دین میں رکوع (یعنی نماز) نہ ہو، اس میں کوئی خیر نہیں۔'' سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے درخواست کی کہ اللہ کے رسول! مجھے قرآن سکھائیں اور مجھے میری قوم کا امام مقرر کر دیں۔

(۱۰۹٤۹)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَعَثَتْ بَنُو سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ ضِمَامَ بْنَ ثَعْلَبَةَ وَافِدًا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَدِمَ عَلَيْهِ وَأَنَاخَ بَعِيرَهُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ، ثُمَّ عَقَلَهُ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ، وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ فِي أَصْحَابِهِ، وَكَانَ ضِمَامٌ رَجُلًا جَلْدًا أَشْعَرَ ذَا غَدِيرَتَيْنِ فَأَقْبَلَ حَتّٰى وَقَفَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: أَيُّكُمْ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ۔)) قَالَ: مُحَمَّدٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ: ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِنِّي سَائِلُكَ وَمُغَلِّظٌ فِي الْمَسْأَلَةِ فَلَا تَجِدَنَّ فِي نَفْسِكَ، قَالَ: ((لَا أَجِدُ فِي نَفْسِي فَسَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ۔)) قَالَ: أَنْشُدُكَ اللّٰهَ إِلٰهَكَ وَإِلٰهَ مَنْ كَانَ قَبْلَكَ وَإِلٰهَ مَنْ هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكَ، آللّٰهُ بَعَثَكَ إِلَيْنَا رَسُولًا؟ فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ نَعَمْ۔)) قَالَ فَأَنْشُدُكَ اللّٰهَ إِلٰهَكَ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنو سعد بن بکر نے سیدنا ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کو اپنا نمائندہ بنا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا، وہ آیا اور اس نے اپنے اونٹ کو مسجد کے دروازہ کے قریب باندھ دیا اور پھر مسجد کے اندر آ گیا، رسول اللہ ﷺ صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے، سیدنا ضمام رضی اللہ عنہ قوی الجثہ، لمبے بالوں والے تھے اور انھوں نے بالوں کی لٹیں بنا رکھی تھی، وہ صحابہ کے قریب رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے اور دریافت کیا کہ تم میں ابن عبد المطلب کون ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ابن عبد المطلب ہوں۔'' انھوں نے پوچھا: محمد آپ ہی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' وہ کہنے لگا: اے ابن عبد المطلب! میں آپ سے کچھ باتیں پوچھنے والا ہوں، کچھ سختی بھی کروں گا، آپ میری باتوں کو محسوس نہیں کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں کسی بات کو محسوس نہیں کروں گا، تم جو چاہو پوچھو۔'' اس نے کہا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جو آپ کا اور آپ سے پہلے لوگوں کا اور آپ کے بعد میں آنے والوں کا معبود ہے، کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے

(۱۰۹٤۹) تخریج: حدیث حسن، أخرجه ابوداود: ٤٨٧ (انظر: ۲۳۸۰)

وَإِلٰـهَ مَـنْ كَـانَ قَبْـلَكَ وَإِلٰـهَ مَـنْ هُوَ كَائِنٌ بَـعْـدَكَ، آللّٰـهُ أَمَـرَكَ أَنْ تَـأْمُرَنَا أَنْ نَعْبُدَهُ وَحْـدَهُ لَا نُشْـرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَأَنْ نَخْلَعَ هٰذِهِ الْأَنْـدَادَ الَّتِـي كَـانَـتْ آبَاؤُنَا يَعْبُدُونَ مَعَهُ؟ قَـالَ: ((اللّٰـهُـمَّ نَعَـمْ۔)) قَالَ: فَأَنْشُدُكَ اللّٰهَ إِلٰهَكَ وَإِلٰــهَ مَـنْ كَـانَ قَبْلَكَ وَإِلٰـهَ مَنْ هُوَ كَـائِـنٌ بَـعْـدَكَ، آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ نُصَلِّيَ هٰذِهِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ؟ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ نَعَمْ۔)) قَـالَ: ثُـمَّ جَـعَـلَ يَـذْكُرُ فَرَائِضَ الْإِسْلَامِ فَـرِيـضَـةً فَـرِيـضَـةً الزَّكَاةَ وَالصِّيَامَ وَالْحَجَّ وَشَـرَائِـعَ الْإِسْلَامِ كُلَّهَا، يُنَاشِدُهُ عِنْدَ كُلِّ فَرِيضَةٍ كَمَا يُنَاشِدُهُ فِي الَّتِي قَبْلَهَا حَتّٰى إِذَا فَـرَغَ، قَـالَ: فَـإِنِّـي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَـدُ أَنَّ سَيِّـدَنَـا مُـحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، وَسَـأُؤَدِّي هٰـذِهِ الْـفَـرَائِضَ وَأَجْتَنِبُ مَـا نَهَيْـتَـنِي عَنْهُ، ثُمَّ لَا أَزِيدُ وَلَا أَنْقُصُ، قَالَ: ثُمَّ انْصَرَفَ رَاجِعًا إِلٰى بَعِيرِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰـهِ ﷺ حِيـنَ وَلّٰـى: ((إِنْ يَـصْدُقْ ذُو الْعَقِيصَتَيْنِ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ۔)) قَالَ: فَأَتٰى إِلٰى بَـعِـيـرِهِ فَـأَطْلَقَ عِقَالَهُ، ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰى قَدِمَ عَـلٰـى قَـوْمِهِ فَاجْتَمَعُوا إِلَيْهِ، فَكَانَ أَوَّلَ مَا تَـكَـلَّمَ بِهِ أَنْ قَالَ: بِئْسَتِ اللَّاتُ وَالْعُزّٰى، قَـالُـوا: مَـهْ يَا ضِمَامُ! اتَّقِ الْبَرَصَ وَالْجُذَامَ اتَّـقِ الْجُنُونَ، قَالَ: وَيْلَكُمْ إِنَّهُمَا وَاللّٰهِ! لَا يَـضُـرَّانِ وَلَا يَنْفَعَانِ، إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ بَعَثَ رَسُولًا، وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ كِتَابًا اسْتَنْقَذَكُمْ

کہ آپ ہمیں اکیلے اللہ کی عبادت کا حکم دیں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہمارے آباء واجداد اللہ کے ساتھ ساتھ جن بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے، ہم ان کو بالکل چھوڑ کر ان سے لاتعلق ہو جائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، اللہ تعالیٰ اس پر گواہ ہے۔'' اس نے کہا: میں آپ کو اس اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جو آپ کا اور آپ سے پہلے والے لوگوں کا اور آپ کے بعد والے لوگوں کا معبود ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہم یہ پنجگانہ نمازیں ادا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں! اس پر بھی اللہ گواہ ہے۔'' اس کے بعد اس نے فرائضِ اسلام زکوۃ، روزہ اور حج کا ایک ایک کر کے اور باقی احکامِ اسلام کے متعلق دریافت کیا اور پہلے کی طرح ہر فریضہ کے متعلق پوچھنے سے پہلے حسب سابق اللہ کا واسطہ دیتا رہا۔ سوال وجواب سے فارغ ہونے کے بعد اس نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، میں ان تمام فرائض کو بجا لاؤں گا اور آپ ﷺ نے جن باتوں سے منع فرمایا ہے، ان سے اجتناب کروں گا۔ پھر میں نہ اس میں کچھ اضافہ کروں گا اور نہ کمی کروں گا، اس کے بعد وہ اپنے اونٹ کی طرف واپس چلا گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ لٹوں والا شخص اگر اپنی بات پر ثابت رہا تو جنت میں جائے گا، وہ اپنے اونٹ کے پاس گیا اور اسے کھول کر چل دیا، جب وہ اپنی قوم کے پاس پہنچا تو سب لوگ اس کے اردگرد اکٹھے ہو گئے، اس نے سب سے پہلے یہ کہا کہ لات وعزی بہت برے ہیں۔ قوم کے لوگوں نے کہا: ضمام! ذرا رکو، برص، کوڑھ اور پاگل پن سے ڈرو، کہیں یہ بت تمہیں ایسی بری بیماریوں میں مبتلا نہ کر دیں۔ وہ کہنے لگا: اللہ کی قسم یہ دونوں نہ فائدہ پہنچا سکتے

بِهِ مِمَّا كُنْتُمْ فِيهِ، وَإِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، إِنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ مِنْ عِنْدِهِ بِمَا أَمَرَكُمْ بِهِ وَنَهَاكُمْ عَنْهُ، قَالَ: فَوَاللّٰهِ مَا أَمْسٰى مِنْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَفِي حَاضِرِهِ رَجُلٌ وَلَا امْرَأَةٌ إِلَّا مُسْلِمًا، قَالَ يَقُولُ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَمَا سَمِعْنَا بِوَافِدِ قَوْمٍ كَانَ أَفْضَلَ مِنْ ضِمَامِ بْنِ ثَعْلَبَةَ۔ (مسند احمد: ٢٣٨٠)

ہیں اور نہ نقصان، بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول مبعوث کیا ہے، اس نے اس پر ایسی کتاب نازل کی ہے، جس کے ذریعے اللہ نے تمہیں اس گمراہی سے بچا لیا، جس میں تم مبتلا تھے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ اکیلے کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں آپ ﷺ سے ملاقات کرنے کے بعد تمہارے پاس آیا ہوں اور اس نے تمہیں جن باتوں کا حکم دیا اور جن باتوں سے روکا ہے، وہ احکام تمہارے پاس لایا ہوں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اللہ کی قسم اسی روز شام تک اس کی قوم کے تمام خواتین و حضرات اسلام قبول کر چکے تھے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ ہم نے کسی قوم کے نمائندے کے متعلق نہیں سنا کہ وہ ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ فضیلت والا ہو۔

بَابُ وَفَاةِ النَّجَاشِيِّ الرَّجُلِ الصَّالِحِ وَهَلَاكِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيِّ الْمُنَافِقِ الطَّالِحِ
نیک مرد نجاشی کی وفات اور بد بخت شخص عبداللہ بن ابی کی ہلاکت کا بیان

(١٠٩٥٠)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَعٰى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَخَرَجَ إِلَى الْمُصَلّٰى فَصَفَّ أَصْحَابَهُ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا۔ (مسند احمد: ٩٦٤٤)

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس روز نجاشی کا انتقال ہوا، رسول اللہ ﷺ نے اسی دن ہمیں اس کی وفات کی اطلاع دی، پھر آپ ﷺ جنازہ گاہ یا عید گاہ کی طرف تشریف لے گئے اور پس اپنے صحابہ کرام کی صفیں بنائیں اور آپ ﷺ نے چار تکبیرات کہیں۔''

فوائد: ......اس نجاشی کا نام ''اصحمہ'' تھا۔

یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا کہ حبشہ میں ہونے والی وفات کا اسی دن آپ ﷺ کو پتہ چل گیا تھا، حبشہ کے بادشاہ کا لقب نجاشی ہوتا تھا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: ظاہر بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے جنازہ گاہ یا عید گاہ کی طرف اس لیے گئے تا کہ مسلمانوں کی بڑی تعداد جمع ہو جائے اور یہ بات بھی مشہور ہو جائے کہ اس نے اسلام پر وفات پائی ہے، کیونکہ بعض لوگوں کو اس کے مسلمان ہونے کا علم ہی نہیں تھا۔ ابن ابی حاتم نے تفسیر میں اور دارقطنی نے ''افراد'' میں یہ روایت نقل کی ہے کہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: جب نبی کریم ﷺ نے نجاشی کی نماز جنازہ

(١٠٩٥٠) تخريج: أخرجه البخاري: ١٢٤٥، ومسلم: ٩٥١ (انظر: ٩٦٤٦)

پڑھائی تو کسی صحابی نے کہا: آپ ﷺ نے تو حبشہ کے ایک آدمی کی نماز جنازہ پڑھ دی ہے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ لَايَشْتَرُوْنَ بِآيَاتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ﴾ (سورۂ آل عمران: ۱۹۹) یعنی: ''یقیناً اہل کتاب میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور تمہاری طرف جو اتارا گیا ہے اور ان کی جانب جو نازل ہوا اس پر بھی، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو تھوڑی تھوڑی قیمت پر بیچتے بھی نہیں، ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔'' معجم کبیر اور معجم اوسط میں اس کے شواہد بھی موجود ہیں اور مؤخر الذکر کی روایت میں یہ زیادتی بھی ہے کہ یہ اعتراض کرنے والا منافق تھا۔

(فتح الباری: ۳/۲۴۲)

(۱۰۹۵۱)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَاتَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ مِنَ الْحَبْشِ، هَلُمَّ فَصُفُّوْا۔)) فَصَفَفْنَا، قَالَ: فَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ وَنَحْنُ۔ (مسند احمد: ۱۴۱۹۷)

''سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج حبشہ کا ایک نیک آدمی فوت ہو گیا ہے، اس لیے آؤ اور صفیں بناؤ۔'' پس ہم نے صفیں بنائیں اور آپ ﷺ اور ہم نے نماز جنازہ پڑھی۔''

(۱۰۹۵۲)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ جَاءَ ابْنُهُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَعْطِنِي قَمِيصَكَ حَتّٰى أُكَفِّنَهُ فِيهِ وَصَلِّ عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ، فَأَعْطَاهُ قَمِيصَهُ وَقَالَ: ((آذِنِّي بِهِ۔)) فَلَمَّا ذَهَبَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ، قَالَ يَعْنِي عُمَرَ: قَدْ نَهَاكَ اللّٰهُ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ، فَقَالَ: ((أَنَا بَيْنَ خِيرَتَيْنِ ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾ [التوبة: ۸۰]۔)) فَصَلَّى عَلَيْهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا﴾

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبد اللہ بن ابی منافق مرا تو اس کا بیٹا سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ، جو مسلمان تھا، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اپنی قمیص عنایت فرمائیں تاکہ میں اپنے باپ کو اس میں کفن دوں اور آپ اس کی نماز جنازہ بھی پڑھائیں اور اس کے لئے استغفار کریں، آپ ﷺ نے اسے قمیص عطا کر دی اور فرمایا: ''مجھے وقت پر اطلاع دینا۔'' جب آپ ﷺ نماز کے لئے آگے ہوئے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کو اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے دو اختیار ملے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''آپ ان کے لیے استغفار کریں یا نہ کریں۔'' سو آپ ﷺ نے

(۱۰۹۵۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۳۲۰، ۳۸۷۷، ومسلم: ۹۵۲ (انظر: ۱۴۱۵۰، ۱۴۴۳۳)

(۱۰۹۵۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۲۶۹، ۵۷۹۶، ومسلم: ۲۴۰۰ (انظر: ۴۶۸۰)

[التوبة: ٨٤] قَالَ: فَتُرِكَتِ الصَّلَاةُ عَلَيْهِمْ۔
(مسند احمد: ٤٦٨٠)

نماز جنازہ پڑھائی، اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کر دیا: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا﴾ ...... ''اور آپ ان میں سے کسی کی کبھی بھی نماز جنازہ نہ پڑھیں۔''

فوائد: ...... غزوۂ تبوک سے واپسی کے بعد ذوالقعدہ ۹ ھ میں رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبَی مرا تھا۔ چونکہ اس کا بیٹا مخلص مسلمان تھا، اس نے نبی کریم ﷺ سے قمیص کا اور نمازِ جنازہ پڑھانے کا مطالبہ کیا تا کہ اس سے عذاب ٹل جائے، لیکن اس کا مقصد پورا نہ ہو سکا۔

یہ قمیص دینے کے بارے میں مزید اقوال بھی ہیں، مثلا: (۱) عبد اللہ بن ابی نے آپ ﷺ پر کوئی احسان کیا تھا اور آپ ﷺ نے اس کے احسان کا بدلہ چکانا چاہا، (۲) یہ دراصل آپ ﷺ کی شفقت کا اظہار تھا تا کہ اس کے بیٹے کی تالیف قلبی ہو جائے اور اس کی قوم خزرج بھی مطمئن ہو جائے، وغیرہ وغیرہ۔

معلوم ہوا کہ کافر، مشرک اور منافق کی نماز جنازہ پڑھنا اور ان کے حق میں بخشش کی دعا کرنا منع ہے۔

درج ذیل روایت میں تفصیل ہے:

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی منافق مرا تو اس کی نماز جنازہ کے لئے نبی کریم ﷺ کو بلایا گیا، آپ ﷺ تشریف لے آئے اور جب آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ کا ارادہ کیا تو میں ہٹ کر آپ ﷺ کے سامنے آ گیا اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اللہ کے دشمن پر؟ کیا آپ عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھیں گے؟ اس نے فلاں فلاں دن یہ یہ کہا تھا، ساتھ ہی میں اس کے ہر دن کو شمار کرنے لگا، جس میں اس نے اسلام کے خلاف سازش کی تھی، جبکہ رسول اللہ ﷺ مسکرا رہے تھے، جب میں نے زیادہ اصرار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عمر! پیچھے ہٹ جاؤ، مجھے نماز جنازہ پڑھنے اور نہ پڑھنے کا اختیار دیا گیا ہے اور میں نے پڑھنے کو اختیار کیا ہے، مجھ سے تو یہ کہا گیا ہے کہ ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ﴾ ...... (آپ ان کے لئے بخشش طلب کریں یا نہ کریں، بلکہ اگر آپ ان کے لئے ستر (۷۰) بار بخشش طلب کریں تو تب بھی اللہ تعالیٰ ہرگز ان کو معاف نہیں کرے گا۔) اور اگر مجھے علم ہو جائے کہ اگر میں ستر بار سے زیادہ استغفار کروں تو اسے بخش دیا جائے گا تو میں اتنی مرتبہ بھی اس کے لئے استغفار کر دوں گا۔'' پھر آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھا دی اور اس کی قبر تک بھی چل کر تشریف لے گئے، جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو میں مجھے نبی کریم ﷺ پر کی گئی جرأت پر بڑا تعجب ہوا، بہرحال اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ لیکن اللہ کی قسم! تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ یہ دو آیتیں نازل ہو گئیں: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَمَاتُوْا وَهُمْ فَاسِقُوْنَ﴾ ...... ''اور ان میں سے جو کوئی مر جائے اس کا کبھی جنازہ نہیں پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا، بے شک انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور اس حال میں مرے کہ وہ نافرمان

تھے۔'' اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کسی منافق کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہوئے، یہاں تک کہ آپ ﷺ وفات پا گئے۔ (صحیح بخاری: ١٣٦٦، ٤٦٧١، واللفظ لاحمد)

(١٠٩٥٣)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ أَتَى ابْنُهُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّكَ إِنْ لَمْ تَأْتِهِ لَمْ نَزَلْ نُعَيَّرُ بِهٰذَا، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَوَجَدَهُ قَدْ أُدْخِلَ فِي حُفْرَتِهِ، فَقَالَ: ((أَفَلَا قَبْلَ أَنْ تُدْخِلُوهُ.)) فَأُخْرِجَ مِنْ حُفْرَتِهِ فَتَفَلَ عَلَيْهِ مِنْ قَرْنِهِ إِلَى قَدَمِهِ وَأَلْبَسَهُ قَمِيصَهُ۔ (مسند احمد: ١٥٠٤٩)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب عبداللہ بن ابی کی وفات ہوئی تو اس کے بیٹے نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ میرے والد کی نماز جنازہ کے لیے تشریف نہ لائے تو ہمیں ہمیشہ کے لیے اس کی عار دلائی جاتی رہے گی، پس نبی کریم ﷺ تشریف لے گئے اور دیکھا کہ اسے قبر کے اندر رکھا جا چکا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اسے قبر میں رکھنے سے پہلے مجھے کیوں نہیں بلا لیا۔'' پھر اسے اس کی قبر سے نکالا گیا، آپ نے اس کے سر سے قدم تک اپنا لعاب مبارک لگایا، اور اسے اپنی قمیض پہنائی۔

(١٠٩٥٤)۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ فِي مَرَضِهِ نَعُودُهُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((قَدْ كُنْتُ أَنْهَاكَ عَنْ حُبِّ يَهُودَ۔)) فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَقَدْ أَبْغَضَهُمْ أَسْعَدُ بْنُ زُرَارَةَ فَمَاتَ۔ (مسند احمد: ٢٢١٠١)

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی معیت میں عبداللہ بن ابی کے مرض الموت کے دنوں میں اس کی بیمار پرسی کو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ''میں تجھے یہود کی محبت سے منع کیا کرتا تھا۔'' اس نے آگے سے کہا: اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ بھی تو ان یہودیوں سے بغض رکھتے تھے، لیکن وہ بھی بالآخر مر ہی گئے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ حَجِّ اَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَبَعْثِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ اِلٰى اَهْلِ مَكَّةَ بِبَرَائَةٍ

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں حج کی ادائیگی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اہلِ مکہ کی طرف اعلانِ براءت کے لیے روانہ کئے جانے کا بیان

رسول اللہ ﷺ نے رمضان سنہ ٨ ہجری میں مکہ فتح کر لیا اور سیدنا عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو اس کا امیر مقرر کیا، اس سال ان ہی کی امارت میں مسلمانوں اور مشرکوں سب نے حج کیا، جیسے وہ جاہلیت میں حج کرتے آ رہے تھے، کوئی چیز تبدیل نہیں کی گئی، لیکن اگلے سال سنہ ٩ ہجری کا حج آیا تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امیرِ حج مقرر کیا،

(١٠٩٥٣) تخريج: أخرجه البخاري: ١٢٧٠، ١٣٥٠، ٥٧٩٥، ومسلم: ٢٧٧٣ (انظر: ١٤٩٨٦)

(١٠٩٥٤) تخريج: اسناده ضعيف، ابن اسحاق مدلس ولم يصرح بالسماع، أخرجه ابوداود: ٣٠٩٤ (انظر: ٢١٧٥٨)

پس وہ ذوالقعدہ کے اواخر میں تین سو اہل مدینہ کے ساتھ روانہ ہوئے، ان کے ساتھ قربانی کے رسول اللہ ﷺ کے بیس او ران کے اپنے پانچ اونٹ تھے۔

سورۂ براءہ کی ابتدائی آیات کا اعلان بھی اسی حج کے موقع پر کیا گیا۔

(۱۰۹۵۵)۔ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ عَشْرُ آيَاتٍ مِنْ بَرَاءَةٍ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ دَعَا النَّبِيُّ ﷺ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَبَعَثَهُ بِهَا لِيَقْرَأَهَا عَلَى أَهْلِ مَكَّةَ، ثُمَّ دَعَانِي النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ لِي: ((أَدْرِكْ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَحَيْثُمَا لَحِقْتَهُ فَخُذِ الْكِتَابَ مِنْهُ، فَاذْهَبْ بِهِ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ فَاقْرَأْهُ عَلَيْهِمْ۔)) فَلَحِقْتُهُ بِالْجُحْفَةِ فَأَخَذْتُ الْكِتَابَ مِنْهُ، وَرَجَعَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! نَزَلَ فِيَّ شَيْءٌ؟ قَالَ: ((لَا وَلٰكِنَّ جِبْرِيلَ جَاءَنِي فَقَالَ: لَنْ يُؤَدِّيَ عَنْكَ إِلَّا أَنْتَ أَوْ رَجُلٌ مِنْكَ۔)) (مسند احمد: ۱۲۹۷)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سورۂ براءت کی دس آیات نازل ہوئیں تو نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بلایا اوران کو یہ آیات دے کر بھیجا کہ وہ مکہ والوں کے سامنے ان کی تلاوت کریں، پھر میں (علی) کو بلایا اور فرمایا: ''ابو بکر کو جا ملو، جہاں بھی تم ان کو ملو، ان سے یہ پیغام لے لینا اور پھر اہل مکہ کے سامنے جا کر پڑھ دینا۔'' پس میں نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جحفہ میں جا ملا اور ان سے خط لے لیا۔ پھر جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کے پاس لوٹے تو پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا میرے بارے میں کوئی حکم نازل ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، کوئی حکم نہیں ہے، بس جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ پیغام یا تو آپ خود پہنچائیں یا آپ کے خاندان کا کوئی آدمی پہنچائے۔''

فوائد:...... اس اعلان کی درست صورت درج ذیل ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ فِي تِلْكَ الْحَجَّةِ فِي مُؤَذِّنِينَ يَوْمَ النَّحْرِ نُؤَذِّنُ بِمِنًى أَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ أَرْدَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيًّا فَأَمَرَهُ أَنْ يُؤَذِّنَ بِبَرَاءَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَأَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ فِي أَهْلِ مِنًى يَوْمَ النَّحْرِ لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ۔)) ...... سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے اس حج میں نحر والے دن اعلان کرنے والوں میں بھیجا، سو ہم نے منٰی میں اعلان کیا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا اور کوئی آدمی ننگی حالت میں بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکتا۔ حمید بن عبد الرحمٰن نے کہا: پھر رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھایا اور ان کو یہ حکم دیا کہ سورۂ براءۃ والا اعلان کریں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

(۱۰۹۵۵) تخریج: اسناده ضعیف لضعف محمد بن جابر الحنفی، وحنش بن المعتمر الكنانی لیس بالقوی (انظر: ۱۲۹۷)

کہتے ہیں: پس انھوں نے بھی منٰی میں نحر والے دن ہمارے ساتھ اعلان کیا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا اور کوئی ننگا آدمی طواف نہیں کرے گا۔ (صحیح بخاری: ۴۶۵۵)

(۱۰۹۵٦)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ حَیْثُ بَعَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰی اَهْلِ مَكَّةَ بِبَرَاءَةٍ، فَقَالَ: مَا كُنْتُ تُنَادُوْنَ؟ قَالَ: كُنَّا نُنَادِیْ اَنْ لَا یَدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ عُرْیَانٌ، وَمَنْ كَانَ بَیْنَهُ وَبَیْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَهْدٌ، فَاِنَّ اَجَلَهُ اَوْ اَمَدَهُ اِلٰی اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ، فَاِذَا مَضَتِ الْاَرْبَعَةُ الْاَشْهُرُ، فَاِنَّ اللّٰهَ بَرِیْءٌ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ وَرَسُوْلُهُ، وَلَا یَحُجُّ هٰذَا الْبَیْتَ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ، قَالَ: فَكُنْتُ اُنَادِیْ حَتّٰی صَحِلَ صَوْتِیْ۔ (مسند احمد: ۷۹٦٤)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو براءت کا اعلان کرنے کے لیے اہلِ مکہ کی طرف روانہ کیا تو میں بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہم راہ تھا، محرر کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کیا اعلان کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: ہم یہ اعلان کرتے تھے کہ صرف اہل ایمان ہی جنت میں جائیں گے اور آئندہ کوئی شخص برہنہ حالت میں بیت اللہ کا طواف نہیں کرے گا اور جس آدمی کا بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی قسم کا کوئی عہد ہے تو اس کی مدت چار ماہ ہے، چار ماہ کے بعد اللہ اور اس کا رسول مشرکین سے یکسر لاتعلق ہو جائیں گے، اس سال کے بعد آئندہ کوئی مشرک بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکے گا۔ میں اس قدر بلند آواز سے اعلان کرتا تھا کہ میری آواز بیٹھ گئی۔

(۱۰۹۵۷)۔ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ بِبَرَاءَةٍ مَعَ اَبِیْ بَكْرٍ، فَلَمَّا بَلَغَ ذَا الْحُلَیْفَةِ قَالَ: ((لَا یُبَلِّغُهَا اِلَّا اَنَا اَوْ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ۔)) فَبَعَثَ بِهَا مَعَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ۔ (مسند احمد: ۱۳۲٤٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اعلانِ براءت کے لیے روانہ کیا، جب وہ ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اہل مکہ کے سامنے یہ اعلان میں خود یا میرے اہل بیت میں سے کوئی کر سکتا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ پیغام دے کر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ان کے پیچھے روانہ فرمایا۔

فوائد:...... مزید دیکھیں حدیث نمبر (۸٦۱۴) والا باب۔

(۱۰۹۵٦) تخریج: اسناده حسن، أخرجه النسائی: ٥/ ٢٣٤، وأخرجه بنحوه البخاری: ٣٦٩، ١٦٢٢، ٤٣٦٣، ومسلم: ١٣٤٧ (انظر: ٧٩٧٧)

(۱۰۹۵۷) تخریج: اسناده ضعیف لنكارة متنه، سماك بن حرب لیس بذاك القوی، وقد استنكر الحدیثَ الخطابی وابنَ تیمیة، أخرجه الترمذی: ٣٠٩٠ (انظر: ١٣٢١٤)

اَبْوَابُ حَوَادِثِ السَّنَةِ الْعَاشِرَةِ
سنہ ۱۰ ہجری کے واقعات

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ سَرِيَّةِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ رضی اللہ عنہما اِلَى الْيَمَنِ
سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی یمن کی طرف مہم کا بیان

(۱۰۹۵۸)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ عَلِيٍّ الْيَمَنَ فَرَأَيْتُ مِنْهُ جَفْوَةً، فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرْتُ عَلِيًّا فَتَنَقَّصْتُهُ، فَرَأَيْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَتَغَيَّرُ، فَقَالَ: ((يَا بُرَيْدَةُ! أَلَسْتُ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ۔)) قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، مَنْ كُنْتُ وَلِيَّهُ فَعَلِيٌّ وَلِيُّهُ۔)) (مسند احمد: ۲۳۳۳۳)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں علی رضی اللہ عنہ کی معیت میں یمن کی طرف ایک غزوہ میں گیا، میں نے ان کے رویہ میں سختی دیکھی، سو جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تو میں نے آپ کے سامنے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کر کے ان کی شان میں کچھ نازیبا الفاظ کہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ متغیر ہونے لگا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے بریدہ! کیا میں مومنین پر ان کی جانوں سے زیادہ حق نہیں رکھتا؟'' میں نے عرض کیا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں جس کا مولیٰ ہوں، علی بھی اس کا مولیٰ ہے۔'' دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''میں جس کا دوست ہوں، علی رضی اللہ عنہ بھی اس کا دوست ہے۔''

فوائد:...... سیدنا علی رضی اللہ عنہ ورع اور تقوی سے متصف تھے، ممکن ہے ان کے کسی معاملے سے سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ متاثر ہو گئے ہو، پھر آپ ﷺ نے اپنے قول و فعل کی روشنی میں وضاحت کر دی کہ کسی کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

(۱۰۹۵۹)۔ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ حَدَّثَنِي أَبِي بُرَيْدَةُ قَالَ أَبْغَضْتُ عَلِيًّا بُغْضًا لَمْ يُبْغِضْهُ أَحَدٌ قَطُّ قَالَ وَأَحْبَبْتُ رَجُلًا مِنْ

سیدنا عبد اللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: مجھ سے میرے باپ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سخت بغض تھا، اتنا کسی بھی دوسرے سے

(۱۰۹۵۸) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین، أخرجه ابن ابی شیبة: ۱۲/ ۸۳، والنسائی فی "الکبری": ۸۱۴۵، وفی "خصائص علی": ۸۲، والحاکم: ۳/ ۱۱۰ (انظر: ۲۲۹٤۵)

(۱۰۹۵۹) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه الطحاوی فی "شرح مشکل الآثار": ۳۰۵۱م، (انظر: ۲۲۹٦۷)

قُرَيْشٍ لَمْ أُحِبَّهُ إِلَّا عَلَى بُغْضِهِ عَلِيًّا قَالَ فَبُعِثَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ عَلَى خَيْلٍ فَصَحِبْتُهُ مَا أَصْحَبُهُ إِلَّا عَلَى بُغْضِهِ عَلِيًّا قَالَ فَأَصَبْنَا سَبْيًا، قَالَ فَكَتَبَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ابْعَثْ إِلَيْنَا مَنْ يُخَمِّسُهُ قَالَ فَبَعَثَ إِلَيْنَا عَلِيًّا وَفِي السَّبْيِ وَصِيفَةٌ هِيَ أَفْضَلُ مِنَ السَّبْيِ فَخَمَّسَ وَقَسَمَ فَخَرَجَ رَأْسُهُ مُغَطًّى فَقُلْنَا: يَا أَبَا الْحَسَنِ! مَا هٰذَا؟ قَالَ: أَلَمْ تَرَوْا إِلَى الْوَصِيفَةِ الَّتِي كَانَتْ فِي السَّبْيِ؟ فَإِنِّي قَسَمْتُ وَخَمَّسْتُ فَصَارَتْ فِي الْخُمُسِ ثُمَّ صَارَتْ فِي أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ صَارَتْ فِي آلِ عَلِيٍّ وَوَقَعْتُ بِهَا، قَالَ فَكَتَبَ الرَّجُلُ إِلَى نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ ابْعَثْنِي فَبَعَثَنِي مُصَدِّقًا قَالَ فَجَعَلْتُ أَقْرَأُ الْكِتَابَ وَأَقُولُ صَدَقَ قَالَ فَأَمْسَكَ يَدِي وَالْكِتَابَ وَقَالَ أَتُبْغِضُ عَلِيًّا قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَلَا تُبْغِضْهُ وَإِنْ كُنْتَ تُحِبُّهُ فَازْدَدْ لَهُ حُبًّا فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَنَصِيبُ آلِ عَلِيٍّ فِي الْخُمُسِ أَفْضَلُ مِنْ وَصِيفَةٍ قَالَ فَمَا كَانَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ بَعْدَ قَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ عَلِيٍّ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَوَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ مَا بَيْنِي وَبَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ غَيْرُ أَبِي بُرَيْدَةَ۔ (مسند احمد: ۲۳۳۵۵)

نہیں تھا حتیٰ کہ مجھے قریش کے ایک آدمی سے بہت زیادہ محبت صرف اس لیے تھی کہ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا، اس آدمی کو امیر کا لشکر بنا کر بھیجا گیا، میں صرف اس لیے اس کا ہمرکاب ہوا کہ اسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض تھا، ہم نے لونڈیاں حاصل کیں، امیر لشکر نے نبی کریم ﷺ کو پیغام بھیجا کہ ہمارے پاس وہ آدمی بھیج دیں، جو مال غنیمت کے پانچ حصے کرے اور اسے تقسیم کرے، آپ نے ہمارے پاس سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا، انہوں نے مال تقسیم کیا، قیدی عورتوں میں ایک ایسی لونڈی تھی، جو کہ سب قیدیوں میں سے بہتر تھی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مال غنیمت کے پانچ حصے کئے اور پھر اسے تقسیم کر دیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ جب باہر آئے تھے تو ان کے سر سے پانی کے قطرے گر رہے تھے اور سر ڈھانپا ہوا تھا۔ ہم نے کہا: اے ابوحسن! یہ کیا ماجرا ہے؟ انہوں نے کہا: کیا تم نے دیکھا نہیں کہ قیدیوں میں یہ لونڈی میرے حصہ میں آئی ہے، میں نے مال غنیمت پانچ حصے کرکے تقسیم کر دیا ہے، یہ پانچویں حصہ میں آئی ہے جو کہ نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کے لیے ہے اور پھر اہل بیت میں سے ایک حصہ آل علی کا ہے اور یہ لونڈی اس میں سے میرے حصہ میں آئی ہے اور میں نے اس سے جماع کیا ہے، اس آدمی نے جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا، اس نے نبی کریم ﷺ کی جانب خط لکھا، سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اس سے کہا: یہ خط مجھے دے کر بھیجو، اس نے مجھے ہی بھیج دیا تا کہ اس خط کی تصدیق و تائید کروں، سیدنا بریدہ کہتے ہیں: میں نے وہ خط نبی کریم ﷺ پر پڑھنا شروع کر دیا اور میں نے کہا: اس میں جو بھی درج ہے وہ صحیح ہے۔ نبی کریم ﷺ نے میرے ہاتھ سے خط پکڑ لیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر کہا: ''کیا تم علی سے بغض رکھتے ہو؟'' میں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ

نے فرمایا: ”علی سے بغض نہ رکھو اور اگر تم اس سے محبت رکھتے ہو تو اس میں اور اضافہ کرو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے؟ خمس میں آل علی رضی اللہ عنہ کا حصہ تو اس افضل لونڈی سے بھی زیادہ بنتا ہے۔“ سیدنا بریدہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے بعد لوگوں میں سے ان سے بڑھ کر مجھے کوئی اور محبوب نہیں تھا۔ عبد اللہ بن بریدہ کہتے ہیں: اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! اس حدیث کے بیان کرنے میں اور نبی کریم ﷺ کے درمیان صرف میرے باپ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کا واسطہ ہے۔

فوائد:...... استبرائے رحم کے لیے حاملہ لونڈی کا وضع حمل تک اور غیر حاملہ لونڈی کا ایک حیض تک انتظار کیا جائے گا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جس لونڈی سے جماع کیا تھا، ممکن ہے کہ ان کے پہنچنے تک اس کو حیض آ چکا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کنواری ہو۔

(۱۰۹۶۰)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ بُرَيْدَةَ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَعْثَيْنِ إِلَى الْيَمَنِ عَلٰى اَحَدِهِمَا عَلِيُّ بْنُ اَبِي طَالِبٍ وَعَلَى الْآخَرِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ: فَقَالَ: ((إِذَا الْتَقَيْتُمْ فَعَلِيٌّ عَلَى النَّاسِ، وَإِنِ افْتَرَقْتُمَا فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْكُمَا عَلٰى جُنْدِهِ۔)) قَالَ: فَلَقِيْنَا بَنِي زَيْدٍ مِنْ اَهْلِ الْيَمَنِ فَاقْتَتَلْنَا، فَظَهَرَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ، فَقَتَلْنَا الْمُقَاتِلَةَ، وَسَبَيْنَا الذُّرِّيَّةَ، فَاصْطَفٰى عَلِيٌّ امْرَاَةً مِنَ السَّبْيِ لِنَفْسِهِ، قَالَ بُرَيْدَةُ: فَكَتَبَ مَعِي خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُخْبِرُهُ بِذٰلِكَ،

عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف دو دستے روانہ فرمائے تھے، ایک دستے پر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اور دوسرے پر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم آپس میں ملو تو سب لوگوں پر نگران علی ہوں گے اور اگر تم الگ الگ رہو تو تم میں سے ہر ایک اپنے اپنے لشکر پر امیر ہوگا۔“ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمارا اہل یمن کے قبیلہ بنو زید سے آمنا سامنا ہوا اور ان سے لڑائی ہوئی، مسلمان مشرکوں پر غالب رہے، ہم نے جنگ جو لوگوں کو قتل کیا اور بچوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے قیدی عورتوں میں سے ایک کو اپنے لیے چن لیا۔ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس صورت حال پر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

(۱۰۹۶۰) تخريج: اسناده ضعيف بهذه السياقة من اجل اجلح الكندي، فهو ضعيف، أخرجه البزار: ۲۵٦۳، والنسائي في "خصائص علي": ۹۰ (انظر: ۲۳۰۱۲)

فَلَمَّا اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ دَفَعْتُ الْكِتَابَ فَقُرِءَ عَلَيْهِ، فَرَاَيْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا مَكَانُ الْعَائِذِ بَعَثْتَنِيْ مَعَ رَجُلٍ وَاَمَرْتَنِيْ اَنْ اُطِيْعَهُ فَفَعَلْتُ مَا اُرْسِلْتُ بِهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَقَعْ فِيْ عَلِيٍّ فَاِنَّهُ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيُّكُمْ بَعْدِيْ، وَاِنَّهُ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيُّكُمْ بَعْدِيْ۔)) (مسند احمد: ٢٣٤٠٠)

نے رسول اللہ ﷺ کو خط لکھ کر مطلع کیا، میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر وہ خط آپ ﷺ کے حوالے کیا، جب آپ ﷺ کے سامنے خط پڑھا گیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر غصے کے آثار دیکھے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ پناہ کے طالب کی جگہ ہے یعنی میں آپ سے گستاخی کی معافی چاہتا ہوں، آپ ﷺ نے مجھے ایک شخص کی زیر امارت بھیجا اور پابند کیا ہے کہ میں اس کی اطاعت کروں، میں نے تو وہی کام کیا جس کے لیے مجھے بھیجا گیا، یعنی میں نے تو کوئی غلطی نہیں کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم علی پر کسی قسم کی انگشت نمائی نہ کرو، وہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں اور میرے بعد وہی تمہارا دوست ہوگا، وہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں اور میرے بعد وہی تمہارا دوست ہوگا۔''

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ بَعْثِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ إِلَى الْيَمَنِ
سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجے جانے کا بیان

(١٠٩٦١)۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حَمِيْدٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: لَمَّا بَعَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوصِيهِ، وَمُعَاذٌ رَاكِبٌ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْشِي تَحْتَ رَاحِلَتِهِ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: ((يَا مُعَاذُ إِنَّكَ عَسَى أَنْ لَا تَلْقَانِي بَعْدَ عَامِي هٰذَا، أَوْ لَعَلَّكَ أَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِي هٰذَا أَوْ قَبْرِي۔)) فَبَكٰى مُعَاذٌ جَشَعًا لِفِرَاقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ الْتَفَتَ فَأَقْبَلَ بِوَجْهِهِ نَحْوَ الْمَدِيْنَةِ، فَقَالَ: ((إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِي

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو یمن کی طرف روانہ فرمایا تو ان کو وصیتیں کرتے ہوئے گئے، سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سوار تھے اور رسول اللہ ﷺ ان کی سواری کے ساتھ ساتھ چلتے جا رہے تھے، آپ ﷺ نے اپنی گفتگو سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا: ''معاذ! ممکن ہے کہ اس سال کے بعد تمہاری مجھ سے ملاقات نہ ہو سکے اور ہوسکتا ہے کہ تم میری اس مسجد یا قبر کے پاس سے گزرو۔'' رسول اللہ ﷺ کی جدائی کے خیال سے رنجیدہ ہو کر سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ رو پڑے، پھر آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے فرمایا: ''سب لوگوں میں میرے سب سے

(١٠٩٦١) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابن حبان: ٦٤٧، والطبراني في "المعجم الكبير": ٢٠/ ٢٤١ (انظر: ٢٢٠٥٢)

الْمُتَّقُونَ مَنْ كَانُوا وَحَيْثُ كَانُوا۔)) (مسند احمد: ٢٢٤٠٢) زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے، جو تقویٰ کی صفت سے متصف ہوں، وہ جو بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں۔''

فـــوائـــد:...... یہ نبی کریم ﷺ کی تواضع اور حسن اخلاق تھا کہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سوار ہو کر جا رہے ہیں اور آپ ﷺ ان کو الوداع کرنے کے لیے پیدل جا رہے ہیں۔

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ یمن میں رسول اللہ ﷺ کے قاضی، جہاد کے مسئول اور صدقہ وزکوۃ وصول کرنے والے تھے۔

آپ ﷺ کی پیشین گوئی پوری ہوئی اور اس کے بعد سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے ملاقات نہ ہو سکی، آپ ﷺ حجۃ الوداع کے اکاسی دن بعد وفات پا گئے تھے۔

(١٠٩٦٢)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا بَعَثَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ: ((إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا أَهْلَ كِتَابٍ فَادْعُهُمْ إِلٰى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْكَ لِذَالِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْكَ لِذَالِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ فِي فُقَرَائِهِمْ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْكَ لِذَالِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ۔)) (مسند أحمد: ٢٠٧١)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو ان سے فرمایا: ''تم اہل کتاب لوگوں کی طرف جا رہے ہو، پس ان کو سب سے پہلے یہ دعوت دینا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہی معبودِ برحق ہونے اور میرے رسول اللہ ہونے کی شہادت دیں، اگر وہ اس معاملے میں تیری اطاعت کر لیں تو ان کو بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک دن اور رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں، اگر وہ یہ بات بھی تسلیم کر جائیں تو ان کو یہ تعلیم دینا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مالوں پر زکوۃ فرض کی ہے، جو ان کے مالداروں سے لے کر ان کے فقیروں میں تقسیم کی جائے گی، اگر وہ یہ بات بھی مان جائیں تو پھر تم نے ان کے عمدہ مالوں سے بچ کر رہنا ہے اور مظلوم کی بد دعا سے بچنا ہے، کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے مابین کوئی پردہ نہیں ہے۔''

فوائد:...... غور کریں کہ نبی کریم ﷺ اپنے نمائندوں، قاصدوں اور مسئولوں کو لوگوں کی تربیت کے لیے کس ترتیب سے احکام دے رہے ہیں، کاش عصر حاضر کے مسلم حکمران بھی ان ہی ہدایات کو اپنی کامیابی کا راز سمجھ لیتے۔

جو کوئی کلمۂ شہادت کا اقرار کر کے مشرف باسلام ہو جاتا ہے تو اس پر عائد ہونے والا پہلا فرض نماز ہوتا ہے، یہ اسلام کی پہلی اور آخری علامت ہے، لیکن افسوس اس بات پر ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت اس فرض سے اس قدر غافل ہے کہ اس کو اس جرم کا احساس تک نہیں ہے۔ اس وقت مظلوم اور فقیر مسلمانوں کے حقوق کو بھی ادا نہیں کیا جا رہا۔

(١٠٩٦٢) تخريج: أخرجه البخاري: ١٣٩٥، ٢٤٤٨، ومسلم: ١٩ (انظر: ٢٠٧١)

بَابُ مَا جَاءَ فِي قُدُومِ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ إِلَى الْمَدِينَةِ وَبَيْعَتِهِ وَإِسْلَامِهِ

سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ آمد، ان کی بیعت اور قبولِ اسلام کا واقعہ

(۱۰۹۶۳)۔ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شِبْلٍ قَالَ: وَقَالَ جَرِيرٌ: لَمَّا دَنَوْتُ مِنَ الْمَدِينَةِ أَنَخْتُ رَاحِلَتِي، ثُمَّ حَلَلْتُ عَيْبَتِي، ثُمَّ لَبِسْتُ حُلَّتِي، ثُمَّ دَخَلْتُ فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ، فَرَمَانِي النَّاسُ بِالْحَدَقِ، فَقُلْتُ لِجَلِيسِي: يَا عَبْدَ اللّٰهِ! ذَكَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: نَعَمْ ذَكَرَكَ آنِفًا بِأَحْسَنِ ذِكْرٍ فَبَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُ إِذْ عَرَضَ لَهُ فِي خُطْبَتِهِ، وَقَالَ: ((يَدْخُلُ عَلَيْكُمْ مِنْ هٰذَا الْبَابِ أَوْ مِنْ هٰذَا الْفَجِّ مِنْ خَيْرِ ذِي يَمَنٍ إِلَّا أَنَّ عَلَى وَجْهِهِ مَسْحَةَ مَلَكٍ۔)) قَالَ جَرِيرٌ: فَحَمِدْتُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى مَا أَبْلَانِي، وَ قَالَ أَبُو قَطَنٍ: فَقُلْتُ لَهُ: سَمِعْتَهُ مِنْهُ أَوْ سَمِعْتَهُ مِنَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شِبْلٍ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ (مسند احمد: ۱۹۳۹٤)

مغیرہ بن شبل سے مروی ہے کہ سیدنا جریر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب میں مدینہ منورہ کے قریب آیا تو میں نے اپنی سواری کو بٹھا کر اپنا سامان کھول کر ایک طرف رکھ کر شان دار لباس زیب تن کیا اور میں مسجد میں داخل ہوا، رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، لوگوں نے میری طرف تیز نظروں سے دیکھا، میں نے اپنے قریب بیٹھے آدمی سے دریافت کیا کہ آیا رسول اللہ ﷺ نے مجھے یاد کیا ہے؟ اس نے بتایا: جی ہاں، آپ نے ابھی ابھی بڑے خوبصورت الفاظ سے تمہیں یاد کیا ہے، آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، دورانِ خطبہ آپ ﷺ نے تمہارا ذکر کیا اور فرمایا کہ ''اس دروازے سے یا اس راستے سے تمہارے پاس فضلائے اہلِ یمن میں سے ایک آدمی داخل ہونے والا ہے، اس کے چہرے سے بادشاہوں کی سی شان جھلکتی ہے۔'' سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اپنے اس اعزاز پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

فوائد:...... سیدنا جریر مشاہیر صحابہ میں سے ہیں، ان کے قبیلہ بجلیہ اور خثعم کا ایک بت اور ایک بہت بڑا بت خانہ تھا، جسے ذوالخلصہ کہتے ہیں، وہ اس سے خانہ کعبہ کی ہمسری کرتے تھے، اسی لیے وہ کعبہ کو ''کعبہ شامیہ'' کہتے تھے اور اپنے بت خانہ کو ''کعبہ یمانیہ'' کہتے تھے۔

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ نے ذوالخلصہ کو ویران کر دیا، اس کا ذکر اگلے باب میں آ رہا ہے۔

(۱۰۹٦٥)۔ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ،

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اقامتِ صلوۃ، ادائے زکوۃ، ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی

(۱۰۹٦۳) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه النسائی فی "الکبری": ۸۳۰٤، وابن حبان: ۷۱۹۹، والحاکم: ۱/ ۲۸۵، والبیهقی: ۳/ ۲۲۲.

(۱۰۹٦٥) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه النسائی: ۷/ ۱٤۷ (انظر: ۱۹۱٦۳)

وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ، وَعَلَى فِرَاقِ الشِّرْكِ، أَوْ كَلِمَةٍ مَعْنَاهَا۔ (مسند احمد: ١٩٣٧٧)

کرنے اور شرک سے مکمل اجتناب کرنے کی بیعت کی۔

(١٠٩٦٦)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اشْتَرِطْ عَلَيَّ! قَالَ: ((تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُصَلِّي الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ، وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوْضَةَ، وَتَنْصَحُ الْمُسْلِمَ، وَتَبْرَأُ مِنَ الْكَافِرِ۔)) (مسند احمد: ١٩٣٦٦)

(دوسری سند) سیدنا جریر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھ پر کوئی شرط عائد کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اللہ کی عبادت کرنا، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرانا، فرض نماز ادا کرنا، فرض زکوۃ ادا کرنا اور ہر مسلم کے ساتھ خیر خواہی کرنا اور کافروں سے لاتعلق رہنا۔''

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ سَرِيَّةِ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ إِلٰى هَدْمِ ذِي الْخَلَصَةِ

ذوالخلصہ نامی بت خانہ کو منہدم کرنے کے لیے سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کی مہم کا بیان

(١٠٩٦٧)۔ عَنْ قَيْسٍ قَالَ: قَالَ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((أَلَا تُرِيْحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ۔)) وَكَانَ بَيْتًا فِي خَثْعَمَ يُسَمَّى كَعْبَةَ الْيَمَانِيَةِ، فَنَفَرْتُ إِلَيْهِ فِي سَبْعِيْنَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ، (وَفِي رِوَايَةٍ فِي سَبْعِيْنَ وَمِائَةِ فَارِسٍ) وَكَانُوْا أَصْحَابَ خَيْلٍ فَأَخْبَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنِّي لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ فِي صَدْرِي حَتّٰى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَ قَالَ: فَأَتَاهَا فَحَرَّقَهَا بِالنَّارِ وَبَعَثَ جَرِيْرٌ بَشِيْرًا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَتَيْتُكَ حَتّٰى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْرَبُ،

سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''کیا تم مجھے ذوالخلصہ بت خانہ سے راحت نہیں پہنچا سکتے؟'' وہ یمن کے قبیلہ خثعم میں ایک بت خانہ تھا، جسے یمنی کعبہ کہا جاتا تھا، چنانچہ میں ایک سو پچاس (اور ایک روایت کے مطابق ایک سو ستر) گھوڑ سواروں کو ساتھ لے کر روانہ ہوا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینہ پر اپنا ہاتھ مبارک اس قدر زور سے مارا کہ میں نے آپ کی انگلیوں کے نشانات اپنے سینہ پر محسوس کئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا دی: ''یا اللہ اسے جم کر بیٹھنے کی توفیق دے اور اسے راہ ہدایت دکھانے والا اور ہدایت یافتہ بنا دے۔'' یہ اس بت خانے کی طرف گئے، جا کر اسے توڑ ڈالا اور جلا کر خاکستر کر دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک آدمی کو خوشخبری دینے کے لیے روانہ کیا، سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کے قاصد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

(١٠٩٦٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١٠٩٦٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٨٢٣، ٤٣٥٥، ومسلم: ٢٤٧٦ (انظر: ١٩١٨٨)

فَبَرَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ۔ (مسند احمد: ١٩٤٠٢)

بتلایا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا ہے، میں آپ کی طرف اس وقت تک روانہ نہیں ہوا، جب تک کہ میں نے اسے جلنے کے بعد خارش زدہ اونٹ کی طرح بالکل سیاہ شدہ نہیں دیکھ لیا، تو رسول اللہ ﷺ نے احمس قبیلے کے گھڑ سواروں اور پا پیادہ لوگوں کے لیے پانچ مرتبہ برکت کی دعا کی۔

فوائد:...... دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۹۶۳)۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ حَجَّةِ الْوِدَاعِ

حجۃ الوداع کا بیان

یہ سنہ ۱۰ ہجری کا واقعہ ہے، جب جزیرۂ عرب میں دعوت کی تبلیغ مکمل ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی ایک ایسی جماعت پیدا فرما دی، جو دعوت کی حفاظت کی ضامن اور اسے زمین کے کونے کونے تک پہنچانے کی کفیل تھی، تو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ رسول اللہ ﷺ کو انتقال سے قبل ان کے جہد پیہم کا ثمرہ بھی دکھلا دے، چنانچہ آپ ﷺ ذوالقعدہ سنہ ۱۰ ہجری میں مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کے لیے روانہ ہوئے اور دس دنوں کا سفر طے کرنے کے بعد مکہ مکرمہ پہنچ گئے، درج ذیل احادیث میں کچھ تفصیل بیان کی گئی ہے، لیکن حج و عمرہ سے متعلقہ تمام احکام و مسائل پہلے گزر چکے ہیں۔

(١٠٩٦٨)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: أَتَيْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَهُوَ فِي بَنِي سَلَمَةَ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ فَحَدَّثَنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَكَثَ بِالْمَدِيْنَةِ تِسْعَ سِنِيْنَ لَمْ يَحُجَّ ثُمَّ أُذِّنَ فِي النَّاسِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَاجٌّ هٰذَا الْعَامَ، قَالَ: فَنَزَلَ الْمَدِيْنَةَ بَشَرٌ كَثِيْرٌ كُلُّهُمْ يَلْتَمِسُ أَنْ يَحُجَّ وَيَأْتَمَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَيَفْعَلَ مِثْلَ مَا يَفْعَلُ، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَشْرٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتّٰى أَتٰى ذَا

جعفر کے والد کہتے ہیں: ہم سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، جبکہ وہ ان دنوں بنو سلمہ محلے میں مقیم تھے، ہم نے ان سے نبی کریم ﷺ کے حج کے متعلق پوچھا، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں نو سال بسر کئے اور اس عرصہ میں آپ ﷺ نے حج نہیں کیا، اس کے بعد لوگوں میں اعلان کر دیا گیا کہ اس سال رسول اللہ ﷺ حج کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں، یہ اعلان سن کر بے شمار لوگ مدینہ منورہ میں جمع ہو گئے، ہر آدمی چاہتا تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کرے اور وہی افعال کرے جو آپ ﷺ سر انجام دیں، چنانچہ ذی قعدہ کے دس روز باقی تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے سفر شروع کر دیا، ہم بھی آپ ﷺ کی معیت میں روانہ

(١٠٩٦٨) تخريج: أخرجه مسلم: ١٢١٨ (انظر: ١٤٤٤٠)

الْحُلَيْفَةِ نَفِسَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ بِمُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: كَيْفَ أَصْنَعُ؟ قَالَ: ((اِغْتَسِلِيْ، ثُمَّ اسْتَذْفِرِي بِثَوْبٍ ثُمَّ أَهِلِّي۔)) فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ بِالتَّوْحِيْدِ ((لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔)) وَلَبَّى النَّاسُ، وَالنَّاسُ يَزِيْدُوْنَ ذَا الْمَعَارِجِ، وَنَحْوَهُ مِنَ الْكَلَامِ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَسْمَعُ فَلَمْ يَقُلْ لَهُمْ شَيْئًا، فَنَظَرْتُ مَدَّ بَصَرِي، وَبَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ رَاكِبٍ وَمَاشٍ، وَمِنْ خَلْفِهِ مِثْلُ ذَالِكَ، وَعَنْ يَمِيْنِهِ مِثْلُ ذَالِكَ وَعَنْ شِمَالِهِ مِثْلُ ذَالِكَ، قَالَ جَابِرٌ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا عَلَيْهِ يَنْزِلُ الْقُرْآنُ وَهُوَ يَعْرِفُ تَأْوِيْلَهُ وَمَا عَمِلَ بِهِ مِنْ شَيْءٍ عَمِلْنَا بِهِ، فَخَرَجْنَا لَا نَنْوِي إِلَّا الْحَجَّ حَتّٰى أَتَيْنَا الْكَعْبَةَ فَاسْتَلَمَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَسَلَّمَ الْحَجَرَ الْأَسْوَدَ، ثُمَّ رَمَلَ ثَلَاثَةً وَمَشٰى أَرْبَعَةً حَتّٰى إِذَا فَرَغَ عَمَدَ إِلٰى مَقَامِ إِبْرَاهِيْمَ فَصَلّٰى خَلْفَهُ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾ قَالَ أَبِي: قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يَعْنِي جَعْفَرًا، فَقَرَأَ فِيْهِمَا بِالتَّوْحِيْدِ، وَ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ ثُمَّ اسْتَلَمَ الْحَجَرَ ...

ہو گئے۔ جب ہم ذوالحلیفہ مقام پر پہنچے تھے کہ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو جنم دیا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ اب وہ کیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''غسل کر کے لنگوٹ کس لے اور احرام باندھ لے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ وہاں سے آگے بڑھے، جب آپ ﷺ کی سواری ''بیداء'' پر سیدھی ہوئی تو آپ ﷺ نے یہ کلمۂ توحید پڑھا: ''لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ'' (میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، تمام تعریفیں اور نعمتیں تیرے لیے ہیں اور بادشاہت بھی تیرے لیے ہے، تیرا کوئی شریک نہیں)، آپ ﷺ کے ساتھ لوگوں نے بھی تلبیہ پڑھا، لوگ اپنے تلبیہ میں "ذَا الْمَعَارِجِ" (اے بلندیوں والے) وغیرہ کے الفاظ بھی بڑھا رہے تھے اور نبی کریم ﷺ نے ان کے یہ الفاظ سنے، مگر آپ ﷺ نے ان کو کچھ نہیں کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں دیکھا، تاحدِ نظر انسان ہی انسان تھے، کوئی سوار تھا اور کوئی پیدل۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تھے، آپ ﷺ پر قرآن نازل ہوتا تھا اور آپ ﷺ ہی اس کی بہترین تفسیر جانتے تھے، جیسے جیسے آپ ﷺ نے عمل کیے، ہم بھی اسی کے مطابق کرتے گئے، ہم حج کی نیت سے روانہ ہوئے تھے، جب ہم کعبہ پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے حجر اسود کو بوسہ دیا، پھر تین چکروں میں ذرا تیز اور چار چکروں میں ذرا آہستہ چال چل کر بیت اللہ کا طواف کیا، اس سے فارغ ہو کر آپ ﷺ مقام ابراہیم کے پاس آئے اور اس کے پیچھے آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی

إِلَى الصَّفَا ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾ ثُمَّ قَالَ: ((نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهِ۔)) فَرَقِيَ عَلَى الصَّفَا حَتّٰى إِذَا نَظَرَ إِلَى الْبَيْتِ كَبَّرَ قَالَ: ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَصَدَّقَ عَبْدَهُ، وَغَلَبَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ۔)) ثُمَّ دَعَا، ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى هٰذَا الْكَلَامِ، ثُمَّ نَزَلَ حَتّٰى إِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِي الْوَادِي رَمَلَ، حَتّٰى إِذَا صَعِدَ مَشٰى حَتّٰى أَتَى الْمَرْوَةَ فَرَقِيَ عَلَيْهَا حَتّٰى نَظَرَ إِلَى الْبَيْتِ فَقَالَ عَلَيْهَا كَمَا قَالَ عَلَى الصَّفَا، فَلَمَّا كَانَ السَّابِعُ عِنْدَ الْمَرْوَةِ، قَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُهُ لَمْ أَسُقِ الْهَدْيَ، وَلَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً فَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحْلِلْ، وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً۔)) فَحَلَّ النَّاسُ كُلُّهُمْ، فَقَالَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ وَهُوَ فِي أَسْفَلِ الْمَرْوَةِ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلِعَامِنَا هٰذَا أَمْ لِلْأَبَدِ؟ فَشَبَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَصَابِعَهُ فَقَالَ: ((لِلْأَبَدِ۔)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ: ((دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) قَالَ: وَقَدِمَ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ فَقَدِمَ بِهَدْيٍ، وَسَاقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَهُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ هَدْيًا، فَإِذَا فَاطِمَةُ رضی اللہ عنہا قَدْ حَلَّتْ وَلَبِسَتْ ثِيَابَهَا

اور پھر یہ آیت تلاوت کی: ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾ .... (تم مقام ابراہیم کے پاس نماز ادا کرو۔) ((سورۂ بقرہ: ۱۲۵۔)) رسول اللہ ﷺ نے طواف کی دو رکعتوں میں سورۂ اخلاص اور سورۂ کافرون کی تلاوت کی، اس کے بعد آپ ﷺ نے حجر اسود کا بوسہ لیا اور صفا کی طرف چلے گئے اور یہ آیت تلاوت کی: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾ .... (بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں) (سورۂ بقرہ: ۱۵۸) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس سے اللہ نے ابتدا کی، ہم بھی اسی سے آغاز کریں گے، پھر آپ ﷺ صفا کے اوپر اس قدر چڑھ گئے کہ بیت اللہ دکھائی دینے لگا، وہاں آپ ﷺ نے ''اللہ اکبر'' کہا اور یہ دعا پڑھی: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَصَدَّقَ عَبْدَهُ، وَغَلَبَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ۔ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کی ہے اور تعریف بھی اسی کی ہے، وہی ہر چیز پر قادر ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اس نے اپنے بندے یعنی محمد ﷺ کو سچا کر دکھایا اور وہ اکیلا تمام جماعتوں اور گروہوں پر غالب رہا) اس کے بعد آپ ﷺ نے وہاں دعائیں کیں۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ صفا سے نیچے تشریف لائے، جب آپ ﷺ وادی کے درمیان پہنچے تو آپ ﷺ دوڑے، جب بلندی شروع ہوئی تو آپ ﷺ آہستہ آہستہ چلنے لگے تا آنکہ مروہ پر پہنچ گئے، آپ ﷺ مروہ کے اوپر چلے گئے یہاں تک کہ آپ ﷺ کو بیت اللہ دکھائی دینے لگا، وہاں بھی آپ ﷺ نے اسی طرح دعائیں کیں جیسے صفا پر کی تھیں۔ جب مروہ کے

صَبِيْغًا، وَاكْتَحَلَتْ فَأَنْكَرَ ذَالِكَ عَلِيٌّ ﷛ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ: أَمَرَنِي بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ بِالْكُوْفَةِ، قَالَ جَعْفَرٌ قَالَ أَبِي هٰذَا الْحَرْفُ لَمْ يَذْكُرْهُ جَابِرٌ، فَذَهَبْتُ مُحَرِّشًا، أَسْتَفْتِي بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فِي الَّذِيْ ذَكَرَتْ فَاطِمَةُ، قُلْتُ إِنَّ فَاطِمَةَ لَبِسَتْ ثِيَابَهَا صَبِيْغًا وَاكْتَحَلَتْ وَقَالَتْ: أَمَرَنِي بِهِ أَبِي، قَالَ: ((صَدَقَتْ صَدَقَتْ أَنَا أَمَرْتُهَا بِهِ.)) قَالَ جَابِرٌ: وَقَالَ لِعَلِيٍّ: ((بِمَ أَهْلَلْتَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُهِلُّ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُوْلُكَ ﷺ قَالَ: وَمَعِي الْهَدْيُ، قَالَ: ((فَلَا تَحِلَّ.)) قَالَ: فَكَانَتْ جَمَاعَةُ الْهَدْيِ الَّذِيْ أَتٰى بِهِ عَلِيٌّ ﷛ مِنَ الْيَمَنْ وَالَّذِي أَتٰى بِهِ النَّبِيُّ ﷺ مِائَةً فَنَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ ثَلَاثَةً وَسِتِّيْنَ، ثُمَّ أَعْطٰى عَلِيًّا فَنَحَرَ مَا غَبَرَ، وَأَشْرَكَهُ فِي هَدْيِهِ، ثُمَّ أَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبَضْعَةٍ، فَجُعِلَتْ فِيْ قِدْرٍ أَكَلَا مِنْ لَحْمِهَا وَشَرِبَا مِنْ مَرَقِهَا، ثُمَّ قَالَ نَبِيُّ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ: ((قَدْ نَحَرْتُ هٰهُنَا وَمِنًى كُلُّهَا مَنْحَرٌ.)) وَوَقَفَ بِعَرَفَةَ فَقَالَ: ((وَقَفْتُ هٰهُنَا وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ.)) وَوَقَفَ بِالْمُزْدَلِفَةِ، فَقَالَ: ((وَقَفْتُ هٰهُنَا، وَالْمُزْدَلِفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ.)) (مسند احمد: ۱۴۴۹۳)

پاس آپ ﷺ کا ساتواں چکر تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! جو بات مجھے اب معلوم ہوئی ہے، اگر یہ مجھے پہلے معلوم ہوتی تو میں قربانی کا جانور ساتھ لے کر نہ آتا اور اس عمل کو عمرہ بنا دیتا، اب جن لوگوں کے پاس قربانی کا جانور نہیں ہے، وہ اپنے اس عمل کو عمرہ بنا لیں اور احرام کھول دیں، چنانچہ سب لوگ حلال ہو گئے۔ سیدنا سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ، جو اس وقت مروہ سے نیچے تھے، نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان دنوں میں عمرہ کی یہ اجازت اسی سال کے لئے ہے یا ہمیشہ کیلئے؟ رسول اللہ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر تین مرتبہ فرمایا: ''ہمیشہ کے لئے ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت تک عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے۔'' اُدھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ یمن سے قربانی کے جانور ساتھ لے کر آئے تھے اور رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ یہ جانور لے کر آئے تھے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عمرہ کے بعد احرام کھول دیا تھا اور رنگین لباس پہن لیا تھا اور سرمہ بھی ڈال لیا تھا، لیکن ان کا یہ عمل سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اچھا نہیں لگا، جب انہوں نے اس پر انکار کیا تو انہوں نے کہا: مجھے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں یہ بات بیان کی تھی کہ وہ غصے کی حالت میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں گیا اور کہا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رنگ دار کپڑے پہن لئے ہیں اور سرمہ بھی ڈال لیا ہے اور کہتی ہے کہ اس کو اس کے والد (ﷺ) نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ٹھیک کہتی ہے، (تین بار فرمایا) میں نے ہی اسے یہ حکم دیا تھا۔'' سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''تم نے تلبیہ پڑھتے وقت کیا کہا تھا؟'' انہوں نے کہا: میں نے کہا تھا کہ جس طرح کی نیت رسول اللہ ﷺ کی

ہے، میری بھی وہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر میرے پاس تو قربانی کا جانور ہے، لہٰذا تم بھی احرام کی حالت میں ہی ٹھہرو۔'' رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ سے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ یمن سے جو جانور لے کر آئے تھے، ان کی مجموعی تعداد (۱۰۰) تھی، رسول اللہ ﷺ نے (۶۳) اونٹ اپنے دست مبارک سے نحر کئے اور باقی اونٹ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نحر کئے، آپ ﷺ نے انہیں قربانی میں شریک کیا تھا، پھر آپ ﷺ نے ہر اونٹ کا ایک ایک ٹکڑا لے کر پکانے کا حکم دیا، چنانچہ وہ گوشت ایک ہنڈیا میں ڈال کر پکایا گیا، آپ ﷺ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے وہ گوشت کھایا اور اس کا شوربہ نوش کیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تو یہاں جانور ذبح کئے ہیں، تاہم پورا منی قربان گاہ ہے۔'' آپ ﷺ نے عرفہ میں ایک مقام پر قیام کیا اور فرمایا: ''میں نے تو یہاں وقوف کیا ہے، تاہم پورا عرفہ وقوف کی جگہ ہے۔'' آپ ﷺ نے مزدلفہ میں ایک مقام پر وقوف کیا اور فرمایا: ''میں تو یہاں ٹھہرا ہوا ہوں، تاہم پورا مزدلفہ ٹھہرنے کی جگہ ہے۔''

فوائد:...... ملا علی قاری نے ''مرقاۃ المفاتیح'' میں کہا: حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ نوے ہزار (۹۰,۰۰۰) صحابہ تھے۔ ایک قول کے مطابق ان کی تعداد ایک لاکھ تیس ہزار تھی۔

آپ ﷺ ہدی کے جو اونٹ مدینہ منورہ سے لے کر گئے تھے، ان کی تعداد تریسٹھ (۶۳) تھی، باقی سینتیس (۳۷) اونٹ سیدنا علی رضی اللہ عنہ یمن سے لے کر آئے تھے۔

(۱۰۹۶۹)۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: تَمَتَّعَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ وَأَهْدٰى فَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ، وَبَدَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ، ثُمَّ أَهَلَّ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر حج کے ساتھ عمرہ کیا اور آپ ﷺ ذوالحلیفہ سے قربانی کا جانور ہمراہ لے گئے تھے۔ آپ ﷺ نے احرام کے دوران پہلے عمرہ اور پھر حج کا تلبیہ پڑھا اور لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حج کے ساتھ عمرہ

(۱۰۹۶۹) تخریج: أخرجه البخاري: ۱۶۹۱، ومسلم: ۱۲۲۷ (انظر: ۶۲۴۷)

بِالْحَجِّ وَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ، فَإِنَّ مِنَ النَّاسِ مَنْ أَهْدٰى فَسَاقَ الْهَدْيَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُهْدِ، فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِلنَّاسِ: ((مَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَهْدٰى فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى يَقْضِيَ حَجَّه، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَهْدٰى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْيُقَصِّرْ وَلْيَحْلِلْ، ثُمَّ لِيُهِلَّ بِالْحَجِّ وَلْيُهْدِ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعَ إِلٰى أَهْلِهِ۔)) وَطَافَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ أَوَّلَ شَيْءٍ ثُمَّ خَبَّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ مِنَ السَّبْعِ وَمَشٰى أَرْبَعَةَ أَطْوَافٍ، ثُمَّ رَكَعَ حِينَ قَضٰى طَوَافَهُ بِالْبَيْتِ عِنْدَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَانْصَرَفَ، فَأَتَى الصَّفَا فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ لَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى قَضٰى حَجَّهُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ، وَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَهْدٰى وَسَاقَ الْهَدْيَ مِنَ النَّاسِ۔ (مسند احمد: ٦٢٤٧)

بھی کیا، کچھ لوگ تو قربانی کا جانور ہمراہ لے گئے تھے، لیکن کچھ لوگوں کے پاس قربانی کے جانور نہیں تھے، رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ پہنچے تو آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: ''جن کے ساتھ قربانی کا جانور ہے، ان پر احرام کی وجہ سے جو حلال چیز حرام ہو چکی ہے، وہ حج پورا ہونے تک حلال نہیں ہوگی، لیکن جن کے ہمراہ قربانی کا جانور نہیں ہے، وہ بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کے بعد بال کٹوا کر احرام کھول دیں، پھر وہ حج کے لیے علیحدہ احرام باندھیں گے اور قربانی کریں گے، جو آدمی قربانی کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا ہو وہ تین روزے حج کے ایام میں اور سات روزے گھر جا کر رکھے گا۔'' پھر رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ آئے تو آپ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف کیا، سب سے پہلے حجر اسود کا بوسہ لیا، اس کے بعد بیت اللہ کے گرد سات چکروں میں سے پہلے تین میں آپ ﷺ نے رمل کیا اور باقی چار میں عام رفتار سے چلے، طواف مکمل کرنے کے بعد آپ ﷺ نے مقام ابراہیم کے قریب دو رکعتیں ادا کی اور جب سلام پھیر کر فارغ ہوئے تو صفا پر تشریف لے گئے، اور صفا مروہ کی سعی کی اور حج سے فارغ ہونے تک احرام کی وجہ سے حرام ہونے والی کوئی چیز آپ ﷺ پر حلال نہیں ہوئی، دس ذوالحجہ کو آپ ﷺ نے قربانی کی اور بیت اللہ کا طواف کیا، اس کے بعد آپ ﷺ پر احرام کی وجہ سے حرام ہونے والی ہر چیز حلال ہوگئی، جو لوگ قربانی کے جانور اپنے ساتھ لائے تھے، انھوں نے بھی اسی طرح کے اعمال سرانجام دیئے، جو رسول اللہ ﷺ نے ادا کیے تھے۔

فوائد: ...... حدیث کے شروع میں مذکورہ ''تَمَتَّعَ'' کا لغوی معنی مراد ہے، یعنی آپ ﷺ نے حج کے ساتھ عمرے کا فائدہ بھی حاصل کر لیا، جبکہ آپ ﷺ حج قران ادا کر رہے تھے، لغوی اعتبار سے حج قران پر حج تمتع کا اطلاق بھی ہو جاتا ہے، اصطلاحی طور پر ان کی تعریفات میں فرق ہے۔

آپ ﷺ نے سب سے پہلے حج کا تلبیہ پکارا تھا، پھر اس کے عمرہ کا تلبیہ بھی شامل کر لیا۔ اس حدیث کے الفاظ ''آپ ﷺ نے احرام کے دوران پہلے عمرہ اور پھر حج کا تلبیہ پڑھا'' سے مراد یہ کہ جب آپ ﷺ احرام کے دوران تلبیہ کہتے تو پہلے عمرے کا ذکر کر دیتے اور پھر حج کا، اس سے مراد ابتدائے احرام کی حالت نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ بَعْضِ خُطَبِهِ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

حجۃ الوداع میں آپ ﷺ کے بعض خطبات کا تذکرہ

(۱۰۹۷۰)۔ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي خُطْبَتِهِ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَعْطٰى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ وَالْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ، وَمَنِ ادَّعٰى إِلٰى غَيْرِ أَبِيهِ أَوِ انْتَمٰى إِلٰى غَيْرِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ التَّابِعَةُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، لَا تُنْفِقُ الْمَرْأَةُ شَيْئًا مِنْ بَيْتِهَا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا۔)) فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَلَا الطَّعَامَ؟ قَالَ: ((ذٰلِكَ أَفْضَلُ أَمْوَالِنَا۔)) قَالَ: ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ وَالْمِنْحَةُ مَرْدُودَةٌ وَالدَّيْنُ مَقْضِيٌّ وَالزَّعِيمُ غَارِمٌ۔)) (مسند احمد: ۲۲٦٥۰)

سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ میں یوں ارشاد فرماتے سنا کہ ''اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے، پس اب کسی وارث کے حق میں وصیت نہیں کی جا سکتی، بچہ اسی کی طرف منسوب ہوگا، جس کے بستر پر یعنی جس کے گھر میں پیدا ہوا اور زانی کے لیے سنگ ساری کی سزا ہے اور ان کا اصل حساب اللہ کے ذمہ ہے۔ جو شخص اپنے حقیقی باپ کے علاوہ کسی دوسرے کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کرے گا یا اپنے اصل مالکوں کے علاوہ اپنے آپ کو کسی دوسرے کی طرف نسبت کرے تو اس پر قیامت تک اللہ کی لعنت برابر برستی رہے گی۔ کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے گھر میں سے کوئی چیز خرچ نہ کرے۔'' کسی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا کھانا بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو ہمارے اموال میں سب سے قیمتی چیز ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ادھار لی ہوئی چیز کا واپس کرنا ضروری ہے، کسی نے دودھ کا جانور بطور عطیہ دیا ہو کہ تم اس کا دودھ پیتے رہو، ایسے جانور کی واپسی بھی ضروری ہے، قرض کی ادائیگی بھی ضروری ہے، اور جو کوئی کسی کی ضمانت دے تو اصل کی بجائے یہ آدمی مقروض ہے۔ یعنی اگر وہ شخص ادا نہ کرے تو ضامن اس کی ادائیگی کا پابند ہے۔''

(۱۰۹۷۰) تخریج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ۲۸۷۰، ۳۵٦۵، والترمذی: ٦۷۰، ۱۲٦۵، وابن ماجه: ۲۰۰۷، ۲۲۹۵ (انظر:)

(۱۰۹۷۱)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ مُرَّةَ قَالَ حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ مُخَضْرَمَةٍ، فَقَالَ: ((أَتَدْرُونَ أَيُّ يَوْمِكُمْ هٰذَا؟)) قَالَ: قُلْنَا: يَوْمُ النَّحْرِ، قَالَ: ((صَدَقْتُمْ يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ، أَتَدْرُونَ أَيُّ شَهْرٍ شَهْرُكُمْ هٰذَا؟)) قُلْنَا: ذُو الْحِجَّةِ، قَالَ: ((صَدَقْتُمْ شَهْرُ اللّٰهِ الْأَصَمُّ، أَتَدْرُونَ أَيُّ بَلَدٍ بَلَدُكُمْ هٰذَا؟)) قَالَ: قُلْنَا: الْمَشْعَرُ الْحَرَامُ، قَالَ: ((صَدَقْتُمْ۔)) قَالَ: ((فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا، (أَوْ قَالَ) كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، وَشَهْرِكُمْ هٰذَا، وَبَلَدِكُمْ هٰذَا، أَلَا وَإِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ أَنْظُرُكُمْ، وَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ فَلَا تُسَوِّدُوا وَجْهِي، أَلَا وَقَدْ رَأَيْتُمُونِي وَسَمِعْتُمْ مِنِّي وَسَتُسْأَلُونَ عَنِّي، فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، أَلَا وَإِنِّي مُسْتَنْقِذٌ رِجَالًا أَوْ أُنَاسًا وَمُسْتَنْقَذٌ مِنِّي آخَرُونَ، فَأَقُولُ: يَا رَبِّ أَصْحَابِي، فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ۔))

(مسند احمد: ۲۳۸۹۳)

مرہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: مجھے ایک صحابی نے بیان کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ ایک کان بریدہ، سرخ رنگ کی اونٹنی پر سوار ہو کر ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''آیا تم جانتے ہو کہ آج کون سا دن ہے؟'' ہم نے عرض کیا: آج یوم النحر (دس ذوالحجہ) ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے ٹھیک کہا، یہ حج اکبر کا دن ہے، اچھا تو کیا تم یہ جانتے ہو یہ کونسا مہینہ ہے؟'' ہم نے عرض کیا: یہ ذوالحجہ کا مہینہ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے ٹھیک بتایا، یہ اللہ کا محترم مہینہ ہے، کیا تم جانتے ہو یہ کونسا شہر ہے؟'' ہم نے عرض کیا: یہ مشعر حرام ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے، تمہارے خون اور اموال ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں، جیسے آج کے دن کی، اس مہینے اور اس شہر میں حرمت ہے۔ خبردار میں حوض پر تم سے پہلے جاؤں گا اور تمہاری انتظار کروں گا اور میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا، پس تم اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے مجھے رسوانہ کر دینا، خبردار تم مجھے دیکھ چکے ہو اور میری باتیں سن چکے ہو، عنقریب تم سے میری بابت پوچھا جائے گا۔ جس نے کوئی بات جھوٹ موٹ میری طرف نسبت کی، وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنا لے، خبردار کچھ لوگوں کو تو میں شر اور آزمائش سے بچالوں گا کہ وہ میرے ہاتھوں میں حوض سے پانی نوش کریں گے اور کچھ لوگوں کو میرے ہاتھ سے اچک لیا جائے گا۔ یعنی انہیں حوض پر میرے قریب آنے سے روک دیا جائے گا، میں کہوں گا: اے میرے رب! یہ تو میرے ساتھی ہیں، اللہ کی طرف سے جواب دیا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد دین میں کس قدر خرابیاں پیدا کیں۔''

(۱۰۹۷۱) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجہ ابن ماجہ: ۳۰۵۷ (انظر: ۲۳۴۹۷)

(١٠٩٧٢)۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ يُحَدِّثُ عَنْ جَرِيرٍ وَهُوَ جَدُّهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((يَا جَرِيرُ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ۔)) ثُمَّ قَالَ فِي خُطْبَتِهِ: ((لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔)) (مسند احمد: ١٩٣٨١)

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع میں ایک موقع پر فرمایا: ''اے جریر! لوگوں کو خاموش کراؤ۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: ''تم میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔''

بَابُ مَا جَاءَ فِي بَعْثِ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى الْيَمَنِ
سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کئے جانے کا تذکرہ

(١٠٩٧٣)۔ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ، فَلَقِيتُ بِهَا رَجُلَيْنِ ذَا كَلَاعٍ وَذَا عَمْرٍو، قَالَ: وَأَخْبَرْتُهُمَا شَيْئًا مِنْ خَبَرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ثُمَّ أَقْبَلْنَا فَإِذَا قَدْ رُفِعَ لَنَا رَكْبٌ مِنْ قِبَلِ الْمَدِينَةِ، قَالَ: فَسَأَلْنَاهُمْ مَا الْخَبَرُ؟ قَالَ: فَقَالُوا: قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَالنَّاسُ صَالِحُونَ، قَالَ: فَقَالَ لِي، أَخْبِرْ صَاحِبَكَ، قَالَ: فَرَجَعَا ثُمَّ لَقِيتُ ذَا عَمْرٍو فَقَالَ لِي، يَا جَرِيرُ إِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوا بِخَيْرٍ مَا إِذَا هَلَكَ أَمِيرٌ ثُمَّ تَأَمَّرْتُمْ فِي آخَرَ، فَإِذَا كَانَتْ بِالسَّيْفِ غَضِبْتُمْ غَضَبَ الْمُلُوكِ وَرَضِيتُمْ رِضَا الْمُلُوكِ۔ (مسند احمد: ١٩٤٣٧)

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف روانہ فرمایا، وہاں میری ذوکلاع اور ذوعمرو نامی دو آدمیوں سے ملاقات ہوئی، میں نے انہیں رسول اللہ ﷺ کے متعلق کچھ باتوں سے آگاہ کیا، پھر ہم آئے تو ہمیں مدینہ کی طرف سے کچھ سوار آتے دکھائی دیئے، ہم نے ان سے دریافت کیا: کیا بات ہے؟ تو انہوں نے بتلایا: اللہ کے رسول کا انتقال ہو گیا ہے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے ہیں اور لوگ مطمئن ہیں، یعنی حالات پرسکون اور تسلی بخش ہیں۔ ذوکلاع اور ذوعمرو نے مجھ سے کہا: آپ اپنے خلیفہ کو اطلاع دے دیں۔ (کہ ہم آئے تھے) اس کے بعد وہ دوبارہ میرے پاس آئے، میری ذوعمرو سے ملاقات ہوئی تو اس نے مجھ سے کہا: جریر! تم ایک وقت تک بھلائی پر رہو گے، تاآنکہ پہلا امیر فوت ہو جائے اور تم دوسرے شخص کو امیر منتخب کرو گے، جب تلوار نکل آئی تو تم عام بادشاہوں کی طرح ہو جاؤ گے، جیسے وہ بات بات پر ناراض ہو جاتے ہیں، تم بھی ان کی طرح کرنے لگو گے اور جیسے وہ معمولی باتوں پر خوش ہو جاتے ہیں، تم بھی چھوٹی چھوٹی باتوں پر خوش ہونے لگو گے۔

(١٠٩٧٢) تخريج: أخرجه البخاري: ١٢١، ٤٤٠٥، ومسلم: ٦٥ (انظر: ١٩١٦٧)

(١٠٩٧٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٣٥٩ (انظر: ١٩٢٢٤)

فوائد: ...... طبرانی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن بھیجا، تا کہ میں ان سے قتال کروں اوران کو لا الہ الا اللہ کا اقرار کرنے کی دعوت دوں۔

اَبْوَابُ حَوَادِثِ سَنَةِ إِحْدٰى عَشْرَةَ
۱۱ ہجری کے واقعات

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ تَجْهِیْزِ جَیْشٍ إِلَی الشَّامِ بِإِمَارَةِ أُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ رضی اللہ عنہ
سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ملک شام کی طرف لشکر کی تیاری

(۱۰۹۷٤)۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حِینَ أَمَّرَ أُسَامَةَ بَلَغَهُ أَنَّ النَّاسَ یَعِیبُونَ أُسَامَةَ وَیَطْعَنُونَ فِی إِمَارَتِهِ، فَقَامَ کَمَا حَدَّثَنِی سَالِمٌ فَقَالَ: ((إِنَّکُمْ تَعِیبُونَ أُسَامَةَ وَتَطْعَنُونَ فِی إِمَارَتِهِ، وَقَدْ فَعَلْتُمْ ذٰلِكَ فِی أَبِیهِ مِنْ قَبْلُ، وَإِنْ کَانَ لَخَلِیقًا لِلْإِمَارَةِ، وَإِنْ کَانَ لَأَحَبَّ النَّاسِ کُلِّهِمْ إِلَیَّ، وَإِنَّ ابْنَهُ هٰذَا بَعْدَهُ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَیَّ، فَاسْتَوْصُوا بِهِ خَیْرًا، فَإِنَّهُ مِنْ خِیَارِکُمْ۔)) (مسند احمد: ٥٦٣٠)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو لشکر کا سربراہ مقرر فرمایا تو آپ ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ لوگ اسامہ رضی اللہ عنہ کے سربراہ بننے پر اعتراض کرتے ہیں اور ان کو امیر بنائے جانے پر طعن کرتے ہیں، پس آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر فرمایا: ''تم لوگ اسامہ کو سربراہِ لشکر بنائے جانے پر اعتراض کرتے ہو اور ان کو امیر بنائے جانے پر طنز کرتے ہو، یہی کام تم نے اس سے قبل اس کے والد کے بارے میں بھی کیا تھا، حالانکہ وہ امیر بنائے جانے کا بجا طور پر حق دار تھا۔ اور وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب بھی تھا، اس کے بعد اس کا یہ بیٹا مجھے سب سے زیادہ پیارے لوگوں میں سے ہے، میں تمہیں اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں، یہ تمہارے بہترین لوگوں میں سے ہے۔''

فوائد: ...... رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع سے واپس آ کر مدینہ میں قیام فرمایا، اس قیام کے دوران کئی وفود نے آ کر نبی کریم ﷺ سے ملاقاتیں کیں اور آپ ﷺ اپنے مشن کی کامیابی پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتے اور اس کا شکر ادا کرتے۔

اسی دوران آپ ﷺ نے سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو سات سو فوجیوں کے ساتھ تیار کیا اور حکم دیا کہ بلقاء علاقہ اور داروم کی فلسطینی سرزمین سواروں کے ذریعے روند آؤ، یہ لشکر روانہ ہو گیا، یہ ربیع الاول سنہ ۱۱ ہجری کا واقعہ ہے، لیکن

(۱۰۹۷٤) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۷۳۰، ٤۲٥۰، ومسلم: ۲٤۲٦ (انظر: ٥٦۳۰)

ابھی تک تین میل دور مقام جرف میں پہنچ کر خیمہ زن ہوا تھا کہ اِدھر سے رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے متعلق تشویش ناک خبروں کے سبب وہیں رک کر نتیجہ کا انتظار کرنے لگا اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ ظاہر ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی، پھر یہ لشکر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت کی پہلی فوجی مہم قرار پائی۔

اس حدیثِ مبارکہ کا پس منظر یہ ہے: سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ۸ ھ میں معرکۂ موتہ میں اسلامی سپاہ کا سپہ سالار بنا کر بھیجا گیا تھا، جو اس جنگ میں شہید ہو گئے تھے، یہ آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے اور آپ ﷺ نے شریعت کے نئے حکم سے پہلے ان کو متبنّٰی بیٹا بنایا ہوا تھا۔

سیدنا حارث بن عمر ازدی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا خط لے کر امیرِ بصری کی طرف گئے، لیکن شرحبیل بن عمرو غسانی نے ان کو قتل کر دیا، ان کا انتقام لینے کے لیے آپ ﷺ نے تین ہزار (۳۰۰۰) کا لشکر تیار کیا اور اس کی قیادت سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، جن کی عمر اٹھارہ یا بیس برس تھی، کے سپرد کی، اس موقع پر کچھ لوگوں نے سپہ سالار کی نوعمری کو نکتہ چینی کا نشانہ بنایا اور اس مہم کے اندر شمولیت میں تاخیر کی، جس کی بنا پر آپ ﷺ نے درج بالا حدیث ارشاد فرمائی۔ یہ سن کر صحابہ کرام سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کی گرداگرد جمع ہو کر ان کے لشکر میں شامل ہو گئے اور لشکر روانہ ہو کر مدینہ منورہ سے تین میل دور مقام جرف میں خیمہ زن ہوا، لیکن رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے متعلق تشویشناک خبروں کے سبب آگے نہ بڑھ سکا، بلکہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے انتظار میں وہیں ٹھہرنے پر مجبور ہو گیا۔ زندگی نے وفا نہ کی اور آپ ﷺ اس مہم کے اختتام سے پہلے خالق حقیقی سے جا ملے۔ جب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت کی باگ ڈور سنبھالی تو سب سے پہلے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کو دشمنانِ اسلام کی طرف روانہ کیا جو فتح کا پرچم لہراتے ہوئے واپس آئے۔

اس حدیث میں سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کی عظمت و فضیلت کا بیان ہے کہ ان کو امارت کے لیے مناسب سمجھا گیا اور انھیں آپ ﷺ کا محبوب ترین اور صالح قرار دیا گیا ہے۔

امام نووی نے کہا: اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ آزاد شدہ غلام کو امیر بنانا اور اس کو عربوں پر مقدم کرنا جائز ہے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ کم سن کو بڑوں پر امیر بنایا جا سکتا ہے، کیونکہ جب آپ ﷺ فوت ہوئے تو اس وقت سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کی عمر اٹھارہ یا بیس سال تھی۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی مصلحت کے پیشِ نظر مفضول کو فاضل کا امیر بنایا جا سکتا ہے، ان احادیث میں سیدنا زید اور سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہما کے عظیم فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ (شرح مسلم: ۲/۲۸۳)

اَبْوَابُ مَا جَاءَ فِيْ مَرَضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى اَنْ لَحِقَ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى

رسول اللہ ﷺ کے بیمار ہونے سے دنیا سے رخصت ہونے تک کے حالات

جب رسول اللہ ﷺ نے رسالت کی تبلیغ فرمالی اور امت کی خیر خواہی کا کام مکمل کر لیا تو آپ ﷺ کے اقوال و افعال سے دنیا سے رحلت کے آثار نمایاں ہونا شروع ہو گئے۔

آپ ﷺ نے سنہ ۱۰ ہجری کے رمضان میں بیس دن کا اعتکاف فرمایا اور اس بار جبریل علیہ السلام سے دو بار قرآن

مجید کا دور کیا، آپ ﷺ نے اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''میں سمجھتا ہوں کہ میرا وقت قریب آ چکا ہے۔'' آپ ﷺ نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف رخصت کرتے ہوئے فرمایا: ''اے معاذ! غالبًا میرے اس سال کے بعد تم مجھ سے ملاقات نہ کر سکو گے اور میری اس مسجد اور میری قبر کے پاس سے گزرو گے۔

آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر کئی بار فرمایا: ''ممکن ہے کہ میں تم لوگوں کو اس سال کے بعد نہ مل سکوں، ممکن ہے کہ میں اس سال کے بعد حج نہ سکوں۔''

اسی طرح ﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ﴾ والی آیت اور سورۂ نصر سے یہ اندازہ ہو چکا تھا کہ آپ ﷺ کی مہم پوری ہو گئی ہے۔

بالآخر آپ ﷺ سنہ ۱۱ ہجری کے ماہِ صفر کے اواخر میں بیمار پڑ گئے، بیماری کا آغاز سر دردی سے ہوا، پھر یہ سلسلہ بڑھتا گیا اور آپ ﷺ ۱۲ ربیع الاول کو رفیق اعلیٰ کی جانب روانہ ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا۔

بَابُ مَا جَاءِ فِيْ اِبْتِدَاءِ مَرَضِهٖ ﷺ وَمُدَّتِهٖ

نبی کریم ﷺ کی بیماری کی ابتداء اور اس کی مدت کا بیان

(۱۰۹۷۵)۔ عَنْ أَبِي مُوَيْهِبَةَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: أُمِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُصَلِّيَ عَلٰى أَهْلِ الْبَقِيعِ، فَصَلّٰى عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الثَّانِيَةُ قَالَ: ((يَا أَبَا مُوَيْهِبَةَ! أَسْرِجْ لِي دَابَّتِي۔)) قَالَ: فَرَكِبَ فَمَشَيْتُ حَتّٰى انْتَهٰى إِلَيْهِمْ فَنَزَلَ عَنْ دَابَّتِهِ وَأَمْسَكْتُ الدَّابَّةَ وَوَقَفَ عَلَيْهِمْ (أَوْ قَالَ: قَامَ عَلَيْهِمْ) فَقَالَ: ((لِيَهْنِيكُمْ مَا أَنْتُمْ فِيهِ مِمَّا فِيهِ النَّاسُ، أَتَتِ الْفِتَنُ كَقِطَعِ اللَّيْلِ يَرْكَبُ بَعْضُهَا بَعْضًا، الْآخِرَةُ أَشَدُّ مِنَ الْأُولٰى فَلْيَهْنِيكُمْ مَا أَنْتُمْ فِيهِ۔)) ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ:

مولائے رسول سیدنا ابو مویہبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (زندگی کے آخری ایام میں) رسول اللہ ﷺ کو (اللہ کی طرف سے) حکم دیا گیا کہ آپ (جا کر) بقیع قبرستان والوں کے حق میں دعا فرمائیں، چنانچہ آپ ﷺ نے ایک رات وہاں جا کر ان کے حق میں تین مرتبہ دعائیں کیں۔ دوسری رات ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابو مویہبہ! تم میرے لیے میری سواری پر زین کسو۔'' پھر آپ ﷺ اس پر سوار ہوئے اور میں پیدل چلتا رہا تاآنکہ آپ ﷺ قبرستان جا پہنچے، پھر آپ ﷺ سواری سے نیچے اترے اور میں نے آپ ﷺ کی سواری کو تھام لیا۔ آپ ﷺ اہل بقیع کے پاس جا کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''لوگ جس کیفیت میں ہیں ان کی نسبت تم جس حال میں ہو، تمہیں مبارک ہو، فتنے اور آزمائشیں

(۱۰۹۷۵) تخریج: اسناده ضعیف لجهالة عبید بن جبیر، أخرجه الطبرانی فی "المعجم الکبیر": ۲۲/ ۸۷۲، وابن ابی شیبة: ۳/ ۳٤۰ (انظر: ۱۵۹۹٦)

((يَا أَبَا مُوَيْهِبَةَ! إِنِّي أُعْطِيتُ (أَوْ قَالَ: خُيِّرْتُ) مَفَاتِيحَ مَا يُفْتَحُ عَلَى أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي وَالْجَنَّةَ أَوْ لِقَاءَ رَبِّي۔)) فَقُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَأَخْبِرْنِي قَالَ: ((لَأَنْ تُرَدَّ عَلَى عَقِبِهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ، فَاخْتَرْتُ لِقَاءَ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ۔)) فَمَا لَبِثَ بَعْدَ ذٰلِكَ إِلَّا سَبْعًا أَوْ ثَمَانِيًا حَتّٰى قُبِضَ ﷺ وَقَالَ أَبُو النَّضْرِ مَرَّةً: تُرَدُّ عَلَى عَقِبَيْهَا۔ (مسند احمد: ١٦٠٩٢)

رات کے اندھیروں کی طرح ایک دوسرے پر چڑھے آرہے ہیں، بعد والا فتنہ پہلے سے زیادہ شدید ہوگا، تم جس حال میں ہو تمہیں مبارک ہو۔'' اس کے بعد آپ ﷺ واپس آگئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابومویہبہ! مجھے دو میں سے ایک بات کا اختیار دیا گیا ہے، میں اپنے بعد اپنی امت پر ہونے والی فتوحات کی کنجیاں لے لوں یا جنت اور اپنے رب کی ملاقات کو اختیار کروں۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، مجھے تو بتا دیں کہ آپ ﷺ نے ان میں سے کس چیز کا انتخاب کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ کو منظور ہوا تو دنیا واپس اور ختم ہو جائے گی، اس لیے میں نے اپنے رب تعالیٰ کی ملاقات کا انتخاب کیا ہے۔'' اس کے بعد سات آٹھ دن گزرے تھے کہ آپ ﷺ وفات پا گئے۔

(١٠٩٧٦)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ أَبِي مُوَيْهِبَةَ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ، فَقَالَ: ((يَا أَبَا مُوَيْهِبَةَ! إِنِّي قَدْ أُمِرْتُ أَنْ أَسْتَغْفِرَ لِأَهْلِ الْبَقِيعِ فَانْطَلِقْ مَعِي۔)) فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَلَمَّا وَقَفَ بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ قَالَ: ((السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْمَقَابِرِ، لِيَهْنِ لَكُمْ مَا أَصْبَحْتُمْ فِيهِ مِمَّا أَصْبَحَ فِيهِ النَّاسُ، لَوْ تَعْلَمُونَ مَا نَجَّاكُمُ اللّٰهُ مِنْهُ، أَقْبَلَتِ الْفِتَنُ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يَتْبَعُ أَوَّلُهَا آخِرَهَا، الْآخِرَةُ شَرٌّ مِنَ الْأُولٰى۔))

(دوسری سند) سیدنا ابومویہبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے وقت مجھے پیغام بھیجا کہ ابومویہبہ! مجھے اللہ کی طرف سے حکم دیا گیا ہے کہ میں اہل بقیع کے لیے مغفرت کی دعا کروں، تم بھی میرے ساتھ چلو، میں آپ ﷺ کے ساتھ گیا، آپ ﷺ وہاں جا کر جب کھڑے ہوئے تو فرمایا: ''اے قبروں والو! تم پر سلام ہو، اگر تم جان لو کہ اللہ نے تمہیں کیسے حالات سے بچا رکھا ہے اور زندہ لوگ اس وقت کس کیفیت میں ہیں، ان کی نسبت تم جس حال میں ہو، تمہیں وہ مبارک ہو، فتنے اور آزمائشیں رات کے اندھیروں کے ٹکڑوں کی طرح پے در پے آرہے ہیں، بعد والی آزمائش اور فتنہ پہلے فتنہ سے شدید تر ہوتا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے میری

(١٠٩٧٦) تخريج: حديث صحيح في استغفاره لاهل البقيع واختياره لقاء ربه، وهذا اسناد ضعيف لجهالة عبد الله بن عمر العبلي، أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير": ٢٢/ ٨٧١، والحاكم: ٣/ ٥٥، والدارمي: ١/ ٣٦ (انظر: ١٥٩٩٧)

قَالَ: ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ: ((يَا أَبَا مُوَيْهِبَةَ! إِنِّي قَدْ أُوتِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الدُّنْيَا وَالْخُلْدَ فِيهَا ثُمَّ الْجَنَّةَ، وَخُيِّرْتُ بَيْنَ ذٰلِكَ وَبَيْنَ لِقَاءِ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ وَالْجَنَّةِ۔)) قَالَ: قُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي فَخُذْ مَفَاتِيحَ الدُّنْيَا وَالْخُلْدَ فِيهَا ثُمَّ الْجَنَّةَ، قَالَ: ((لَا وَاللّٰهِ، يَا أَبَا مُوَيْهِبَةَ! لَقَدِ اخْتَرْتُ لِقَاءَ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ وَالْجَنَّةَ، ثُمَّ اسْتَغْفَرَ لِأَهْلِ الْبَقِيعِ۔)) ثُمَّ انْصَرَفَ فَبُدِيءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ وَجْعِهِ الَّذِيْ قَبَضَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ حِيْنَ أَصْبَحَ۔ (مسند احمد: ١٦٠٩٣)

طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''ابومویہبہ! مجھے دنیا کے خزانوں اور اس میں ہمیشہ رہنے اور بعد ازاں جنت اور اپنے رب کی ملاقات اور جنت، ان دو میں سے کسی ایک کے انتخاب کا اختیار دیا گیا ہے۔'' سیدنا ابو مویہبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ ﷺ دنیا کے خزانوں، ان میں دائمی زندگی اور بعدازاں جنت کا انتخاب کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابومویہبہ! نہیں، اللہ کی قسم! میں نے اپنے رب کی ملاقات اور جنت کا انتخاب کر لیا ہے، پھر آپ ﷺ نے اہل بقیع کے حق میں مغفرت کی دعائیں کیں، اور واپس تشریف لائے، اس کے بعد صبح کو آپ ﷺ کی وہ تکلیف شروع ہو گئی، جس میں آپ ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے تھے۔

فوائد:...... نبی کریم ﷺ کا انتخاب بھی تھا کہ آپ ﷺ خالق حقیقی کی طرف روانہ ہو جائیں اور پھر ایسے ہی ہوا۔

بَابُ مَا حَدِيْثُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا الْجَامِعُ مِنْ اَوَّلِ مَرَضِهٖ إِلٰي وَفَاتِهٖ ﷺ

رسول اکرم ﷺ کی بیماری کے آغاز سے آپ ﷺ کی وفات تک کی تفصیل کے بارے میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی جامع حدیث

(١٠٩٧٧)۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ بَابَنُوسَ قَالَ: ذَهَبْتُ أَنَا وَصَاحِبٌ لِي إِلَى عَائِشَةَ، فَاسْتَأْذَنَّا عَلَيْهَا، فَأَلْقَتْ لَنَا وِسَادَةً، وَجَذَبَتْ إِلَيْهَا الْحِجَابَ، فَقَالَ صَاحِبِي: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! مَا تَقُولِينَ فِي الْعِرَاكِ؟ قَالَتْ: وَمَا الْعِرَاكُ؟ وَضَرَبْتُ مَنْكِبَ صَاحِبِي، فَقَالَتْ: مَهْ آذَيْتَ أَخَاكَ، ثُمَّ قَالَتْ: مَا الْعِرَاكُ الْمَحِيضُ، قُولُوا: مَا قَالَ اللّٰهُ الْمَحِيضُ،

یزید بن بابنوس سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اور میرا ایک ساتھی ہم دونوں ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گئے، ہم نے ان کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی، انہوں نے ہمارے لیے تکیہ رکھ دیا اور اپنے سامنے پردہ کھینچ لیا، میرے ساتھی نے کہا: ام المؤمنین! آپ عراک کے متعلق کیا فرماتی ہیں؟ انہوں نے پوچھا: عراک سے کیا مراد ہے؟ یہ سن کر میں نے اپنے ساتھی کے کندھے پر ہاتھ مارا تو انہوں نے یعنی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یہ کیا؟ تم نے

(١٠٩٧٧) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ٢١٣٧ (انظر: ٢٥٨٤١)

ثُمَّ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَتَوَشَّحُنِي وَيَنَالُ مِنْ رَأْسِي وَبَيْنِي وَبَيْنَهُ ثَوْبٌ وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا مَرَّ بِبَابِي مِمَّا يُلْقِي الْكَلِمَةَ يَنْفَعُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا، فَمَرَّ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا، ثُمَّ مَرَّ أَيْضًا فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، قُلْتُ: يَا جَارِيَةُ! ضَعِي لِي وِسَادَةً عَلَى الْبَابِ وَعَصَبْتُ رَأْسِي فَمَرَّ بِي فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! مَا شَأْنُكِ؟)) فَقُلْتُ: أَشْتَكِي رَأْسِي، فَقَالَ: ((أَنَا وَا رَأْسَاهْ)) فَذَهَبَ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى جِيءَ بِهِ مَحْمُولًا فِي كِسَاءٍ، فَدَخَلَ عَلَيَّ وَبَعَثَ إِلَى النِّسَاءِ، فَقَالَ: ((إِنِّي قَدِ اشْتَكَيْتُ وَإِنِّي لَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَدُورَ بَيْنَكُنَّ، فَأْذَنَّ لِي فَلْأَكُنْ عِنْدَ عَائِشَةَ أَوْ صَفِيَّةَ)) وَلَمْ أُمَرِّضْ أَحَدًا قَبْلَهُ، فَبَيْنَمَا رَأْسُهُ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى مَنْكِبَيَّ، إِذْ مَالَ رَأْسُهُ نَحْوَ رَأْسِي، فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُرِيدُ مِنْ رَأْسِي حَاجَةً فَخَرَجَتْ مِنْ فِيهِ نُطْفَةٌ بَارِدَةٌ فَوَقَعَتْ عَلَى ثُغْرَةِ نَحْرِي، فَاقْشَعَرَّ لَهَا جِلْدِي، فَظَنَنْتُ أَنَّهُ غُشِيَ عَلَيْهِ، فَسَجَّيْتُهُ ثَوْبًا، فَجَاءَ عُمَرُ وَالْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَاسْتَأْذَنَا فَأَذِنْتُ لَهُمَا، وَجَذَبْتُ إِلَيَّ الْحِجَابَ، فَنَظَرَ عُمَرُ إِلَيْهِ فَقَالَ وَا غَشْيَاهْ مَا أَشَدَّ غَشْيَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَامَا فَلَمَّا دَنَوَا مِنَ الْبَابِ، قَالَ الْمُغِيرَةُ: يَا عُمَرُ! مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: كَذَبْتَ بَلْ أَنْتَ

اپنے بھائی کو ایذاء پہنچائی ہے؟ پھر خود ہی فرمایا: کیا عراک سے مراد حیض لے رہے ہو؟ تم وہی لفظ کہو جو اللہ نے کہا ہے یعنی ''المحیض''، پھر کہا: میں حیض کی حالت میں ہوتی اور اللہ کے رسول ﷺ مجھ سے لپٹ جاتے اور میرے سر کو چھو لیتے، میرے اور آپ ﷺ کے درمیان ایک کپڑا حائل ہوتا، اللہ کے رسول ﷺ جب میرے دروازے کے پاس سے گزرتے تو کوئی مفید بات ارشاد فرما جاتے، ایک دن آپ ﷺ گزرے تو آپ نے کوئی لفظ ادا نہیں کیا، پھر گزرے تب بھی کوئی لفظ ارشاد نہیں فرمایا، دو یا تین مرتبہ ایسے ہی ہوا، میں نے خادمہ سے کہا: تم میرے لیے دروازے کے قریب تکیہ لگا دو اور میں نے اپنے سر پر کپڑا باندھ لیا، آپ ﷺ میرے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''عائشہ! کیا بات ہے؟'' میں نے عرض کیا: میرا سر دُکھتا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہائے میرا سر۔'' اور پھر آپ ﷺ تشریف لے گئے، کچھ دن گزرے تھے کہ آپ ﷺ کو اٹھا کر لایا گیا، آپ ﷺ ایک چادر زیب تن کئے ہوئے تھے، آپ ﷺ میرے ہاں تشریف لے آئے اور دوسری ازواج کو پیغام بھجوایا کہ میں بیمار ہوں، میں تم سب کے پاس باری باری آنے کی استطاعت نہیں رکھتا، تم سب مجھے اجازت دے دو کہ میں عائشہ یا صفیہ کے پاس رہ لوں، مجھے اس سے قبل کسی مریض کی تیمارداری کرنے کا موقع نہیں ملا تھا، آپ ﷺ کا سر میرے سر کی طرف جھکا ہوا تھا کہ اچانک آپ ﷺ کا سر مبارک میرے کندھے سے آ لگا، میں نے سمجھا کہ آپ ﷺ میرے سر کا آسرا لینا چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ کے منہ مبارک سے تھوڑا سا ٹھنڈا پانی سا نکل کر میری گردن پر آ پڑا۔ یہ حالت دیکھ کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں سمجھی کہ آپ ﷺ پر غشی طاری ہوئی

رَجُلٌ تَحُوسُكَ فِتْنَةٌ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَا يَمُوتُ حَتّٰى يُفْنِيَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمُنَافِقِينَ، ثُمَّ جَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَرَفَعْتُ الْحِجَابَ فَنَظَرَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ أَتَاهُ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ فَحَدَرَ فَاهُ وَقَبَّلَ جَبْهَتَهُ، ثُمَّ قَالَ: وَا نَبِيَّاهْ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ حَدَرَ فَاهُ وَقَبَّلَ جَبْهَتَهُ، ثُمَّ قَالَ: وَا صَفِيَّاهْ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَحَدَرَ فَاهُ وَقَبَّلَ جَبْهَتَهُ، وَقَالَ: وَا خَلِيلَاهْ، مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ، وَعُمَرُ يَخْطُبُ النَّاسَ وَيَتَكَلَّمُ وَيَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَا يَمُوتُ حَتّٰى يُفْنِيَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمُنَافِقِينَ، فَتَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ﴾ حَتّٰى فَرَغَ مِنَ الْآيَةِ: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى أَعْقَابِكُمْ﴾ حَتّٰى فَرَغَ مِنَ الْآيَةِ، فَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ، وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ، فَقَالَ عُمَرُ: وَإِنَّهَا لَفِي كِتَابِ اللّٰهِ مَا شَعَرْتُ أَنَّهَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! هٰذَا أَبُو بَكْرٍ وَهُوَ ذُو شَيْبَةِ الْمُسْلِمِينَ فَبَايِعُوهُ فَبَايَعُوهُ۔

(مسند احمد: ٢٦٣٦٥)

ہے۔ میں نے آپ ﷺ کو کپڑے سے ڈھانپ دیا، اتنے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ انہوں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی، میں نے انہیں داخلے کی اجازت دے دی اور میں نے پردہ اپنی طرف کھینچ لیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو دیکھا تو کہا: ہائے اللہ کے رسول ﷺ پر کس قدر شدید غشی طاری ہے۔ اس کے بعد وہ دونوں اُٹھے، دروازے کے قریب پہنچے تو سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عمر! اللہ کے رسول ﷺ کا انتقال ہو گیا ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو غلط کہہ رہا ہے، تجھے تو غلط باتیں ہی سوجھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جب تک منافقین کو نیست و نابود نہیں کر دے گا، تب تک اللہ کے رسول ﷺ کا انتقال نہیں ہو گا، پھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے، میں نے پردہ اُٹھایا، انہوں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھ کر ''إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ'' پڑھا اور کہا: اللہ کے رسول ﷺ انتقال فرما گئے ہیں، پھر آپ ﷺ کے سر مبارک کی طرف آ کر انہوں نے اپنا منہ جھکایا اور آپ ﷺ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور بے اختیار کہہ اُٹھے، ہائے اللہ کے نبی! پھر اپنا سر اوپر کو اٹھایا پھر اپنا منہ جھکا کر آپ ﷺ کی پیشانی کو دوبارہ بوسہ دیا، اور کہا: ہائے اللہ کے رسول! پھر اپنا سر اوپر کو اُٹھایا، اور اپنا منہ جھکا کر سہ بارہ آپ ﷺ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا: ہائے اللہ کے خلیل! اللہ کے رسول ﷺ تو انتقال فرما گئے ہیں۔ اس کے بعد وہ مسجد کی طرف چلے گئے، وہاں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے مخاطب ہو کر کہہ رہے تھے کہ جب تک اللہ تعالیٰ منافقین کا خاتمہ نہیں کر دے گا، تب تک اللہ کے رسول ﷺ کا انتقال نہیں ہو گا، پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بات شروع کی، اللہ کی حمد و ثناء بیان کر کے کہا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ.....﴾

...."بے شک آپ ﷺ بھی فوت ہونے والے ہیں اور یہ لوگ بھی مرنے والے ہیں۔" اس کے بعد انہوں نے یہ آیت تلاوت کی ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ﴾...... "اور محمد (ﷺ) تو اللہ کے رسول ہیں۔ ان سے پہلے بھی بہت سے رسول ہو گزرے ہیں، اگر یہ رسول فوت ہو جائے یا قتل ہو جائے تو کیا تم الٹے پاؤں پھر کر مرتد ہو جاؤ گے؟ اور جو کوئی مرتد ہوگا وہ اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے گا اور جو لوگ شکر گزار ہیں اللہ ان کو اجر عظیم سے نوازے گا۔" نیز سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: جو کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو یاد رکھے اللہ تو ابد سے زندہ ہے ازل تک زندہ رہے گا، اسے کبھی موت نہیں آئے گی، اور جو کوئی محمد ﷺ کی عبادت کیا کرتا تھا تو وہ جان لے کہ محمد ﷺ فوت ہو چکے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ آیت اگرچہ اللہ کی کتاب میں تھی، لیکن مجھے کچھ یاد نہیں رہا تھا کہ یہ اللہ کی کتاب میں ہے، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگو! یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں، جو تمام مسلمانوں میں سے بزرگ ترین اور معزز ہیں، تم ان کی بیعت کر لو، چنانچہ لوگوں نے ان کی بیعت کر لی۔

فوائد:...... یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ذاتی نظریہ تھا کہ اللہ تعالیٰ پہلے آپ ﷺ کے ذریعے سب منافقوں کو فنا کرے گا اور بڑی مصیبت کی وجہ سے شدتِ دہشت میں مبتلا ہو گئے تھے، اس لیے آپ ﷺ کی وفات پر دلالت کرنے والی آیات بھی ان کے ذہن میں نہیں رہی تھیں۔

(۱۰۹۷۸)۔ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْيَوْمِ الَّذِي بُدِءَ فِيهِ، فَقُلْتُ: وَا رَأْسَاهْ، فَقَالَ: ((وَدِدْتُ أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ وَأَنَا حَيٌّ فَهَيَّأْتُكِ

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جس روز رسول اللہ ﷺ کی بیماری کا آغاز ہوا، آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے: میں نے کہا: ہائے میرا سر، آپ ﷺ نے فرمایا: "میں چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ یہ کام میری زندگی

(۱۰۹۷۸) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٦٦٦، ٧٢١٧، ومسلم: ٢٣٨٧ (انظر: ٢٥١١٣)

وَدَفَنْتُكِ۔)) قَالَتْ: فَقُلْتُ غَيْرَى: كَأَنِّي بِكَ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ عَرُوسًا بِبَعْضِ نِسَائِكَ، قَالَ: ((وَأَنَا وَا رَأْسَاهُ ادْعُوا إِلَيَّ أَبَاكِ وَأَخَاكِ حَتّٰى أَكْتُبَ لِأَبِي بَكْرٍ كِتَابًا، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ وَيَتَمَنّٰى مُتَمَنٍّ أَنَا أَوْلٰى، وَيَأْبَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ۔)) (مسند احمد: ٢٥٦٢٦)

میں ہو تو میں تمہاری آخرت کی تیاری کر کے خود تمہیں دفن کروں۔" تو میں نے غیرت کے انداز سے کہا تو میں آپ ﷺ کو یوں محسوس کر رہی ہوں، گویا آپ ﷺ اسی دن اپنی دوسری کسی بیوی کے ساتھ شب باشی میں مصروف ہو جائیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: ہائے میرا سر، تم اپنے والد اور بھائی کو میرے پاس بلواؤ۔ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق میں ایک تحریر لکھ دوں، مجھے ڈر ہے کہ کوئی دوسرا کہنے والا کہے یا تمنا کرنے والا تمنا کرے کہ میں (خلافتِ نبوت) کا زیادہ حق دار ہوں۔ اللہ تعالیٰ اور مومنین ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا کسی دوسرے پر راضی نہیں ہوں گے۔

فوائد:...... یہ خاوند اور بیوی کی آپس میں دل لگی کا ایک انداز ہے، اس حدیث میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف واضح اشارہ موجود ہے۔

(١٠٩٧٩)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَتْ رَجَعَ إِلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ مِنْ جَنَازَةٍ بِالْبَقِيعِ وَأَنَا أَجِدُ صُدَاعًا فِي رَأْسِي وَأَنَا أَقُولُ: وَا رَأْسَاهُ! قَالَ: ((بَلْ أَنَا وَا رَأْسَاهُ۔)) قَالَ: ((مَا ضَرَّكِ لَوْ مِتِّ قَبْلِي فَغَسَّلْتُكِ وَكَفَّنْتُكِ ثُمَّ صَلَّيْتُ عَلَيْكِ وَدَفَنْتُكِ۔)) قُلْتُ: لٰكِنِّي أَوْ لَكَأَنِّي بِكَ وَاللّٰهِ! لَوْ فَعَلْتَ ذٰلِكَ لَقَدْ رَجَعْتَ إِلٰى بَيْتِي فَأَعْرَسْتَ فِيهِ بِبَعْضِ نِسَائِكَ، قَالَتْ: فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ بُدِئَ بِوَجَعِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ۔ (مسند احمد: ٢٦٤٣٣)

(دوسری سند) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن البقیع قبرستان میں نماز جنازہ پڑھا کر واپس میرے ہاں تشریف لائے، میرے سر میں درد تھا اور میں یوں کہہ رہی تھی: ہائے میرا سر، آپ ﷺ نے فرمایا: "تم نہ کہو، بلکہ (میں کہتا ہوں) ہائے میرا سر۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر تم مجھ سے پہلے فوت ہو جاؤ تو تمہیں کوئی ضرر نہیں، میں خود تمہیں غسل دے کر کفن پہنا کر، تمہاری نماز جنازہ پڑھا کر تمہیں دفن کروں گا۔" میں نے کہہ دیا: اللہ کی قسم! آپ یہ سارے کام کرنے کے بعد میرے ہی گھر آ کر اسی گھر میں اپنی کسی بھی زوجہ کے ساتھ شب باشی کریں گے، یہ سن کر آپ ﷺ مسکرا دیئے۔ اس کے بعد آپ ﷺ کے مرض الموت کا آغاز ہو گیا۔

فوائد:......ان احادیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بیوی اور خاوند ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں۔

(١٠٩٧٩) تخریج: حدیث حسن، أخرجه البخاری: ٥٦٦٦، ٧٢١٧، ومسلم: ٢٣٨٧ (انظر: ٢٥٩٠٨)

بَابُ مَا جَاءَ فِي اِنْتِقَالِهِ ﷺ إِلَى بَيْتِ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا لِيُمَرَّضَ فِيهِ وَاسْتِخْلَافِهِ اَبَا بَكْرٍ لِلصَّلَاةِ

رسول اکرم ﷺ کی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف نقل مکانی تاکہ وہیں آپ ﷺ کی تیمارداری کی جائے نیز آپ ﷺ کا نماز کے لیے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانا

(۱۰۹۸۰)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ سُفْيَانُ: سَمِعْتُ مِنْهُ حَدِيثًا طَوِيلًا لَيْسَ أَحْفَظُهُ مِنْ أَوَّلِهِ إِلَّا قَلِيلًا، دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْنَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! أَخْبِرِينَا عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: اشْتَكَى، فَجَعَلَ يَنْفُثُ فَجَعَلْنَا نُشَبِّهُ نَفْثَهُ نَفْثَ آكِلِ الزَّبِيبِ، وَكَانَ يَدُورُ عَلَى نِسَائِهِ، فَلَمَّا اشْتَكَى شَكْوَاهُ اسْتَأْذَنَهُنَّ أَنْ يَكُونَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ وَيَدُرْنَ عَلَيْهِ، فَأَذِنَّ لَهُ فَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ رَجُلَيْنِ مُتَّكِئًا عَلَيْهِمَا، أَحَدُهُمَا عَبَّاسٌ، وَرِجْلَاهُ تَخُطَّانِ فِي الْأَرْضِ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَفَمَا أَخْبَرَتْكَ مَنِ الْآخَرُ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: هُوَ عَلِيٌّ۔ (مسند احمد: ۲٤٦۰٤)

عبید اللہ کا بیان ہے کہ ہم ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے اور ہم نے عرض کیا: اے ام المؤمنین آپ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی مرض الموت کے بارے میں بتائیں، انہوں نے کہا: آپ ﷺ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ کے منہ سے ایک آواز آئی، ہم منقی کھانے والے سے اس آواز کی تشبیہ دے سکتے ہیں، اس سے قبل اور بیماری کے دنوں میں بھی، آپ ﷺ اپنی ازواج کے ہاں باری باری جاتے رہے، جب آپ ﷺ زیادہ نڈھال ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنی ازواج سے بیتِ عائشہ رضی اللہ عنہا میں وقت گزارنے کی اجازت طلب کی کہ وہ سب وہیں آ کر آپ ﷺ کی خبر گیری کرلیا کریں، سب نے آپ ﷺ کو اس بات کی اجازت دے دی، پس اللہ کے رسول ﷺ دو آدمیوں کے سہارے تشریف لائے، ان دو میں سے ایک سیدنا عباس رضی اللہ عنہ تھے، اس وقت آپ ﷺ کے پاؤں زمین پر گھسٹ رہے تھے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عبیداللہ سے کہا: کیا ام المؤمنین نے تمہیں دوسرے آدمی کے نام سے آگاہ نہیں کیا کہ عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ دوسرا آدمی کون تھا؟ عبیداللہ نے کہا: جی نہیں، تو انھوں نے بتلایا کہ دوسرے آدمی سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے۔

(۱۰۹۸۱)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا مَرِضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ فَاسْتَأْذَنَ نِسَائَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي

(دوسری سند) ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر بیمار تھے تو آپ ﷺ نے اپنی ازواج سے اجازت

(۱۰۹۸۰) تخریج: أخرجه البخاري: ۱۹۸، ٤٤٤۲، ومسلم: ٤۱۸ (انظر: ۲٤۱۰۳)

(۱۰۹۸۱) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

فَأَذِنَّ لَهُ، فَخَرَجَ رَسُولُ ﷺ مُعْتَمِدًا عَلَى الْعَبَّاسِ وَعَلَى رَجُلٍ آخَرَ وَرِجْلَاهُ تَخُطَّانِ فِي الْأَرْضِ، وَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَتَدْرِي مَنْ ذَلِكَ الرَّجُلُ؟ هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَلَكِنَّ عَائِشَةَ لَا تَطِيبُ لَهَا نَفْسًا، قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَمْعَةَ: ((مُرِ النَّاسَ فَلْيُصَلُّوا۔)) فَلَقِيَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ: يَا عُمَرُ! صَلِّ بِالنَّاسِ فَصَلَّى بِهِمْ، فَسَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَوْتَهُ فَعَرَفَهُ، وَكَانَ جَهِيرَ الصَّوْتِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَلَيْسَ هٰذَا صَوْتَ عُمَرَ؟)) قَالُوا: بَلَى، قَالَ: ((يَأْبَى اللَّهُ جَلَّ وَعَزَّ ذَلِكَ وَالْمُؤْمِنُونَ، مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَيُصَلِّ بِالنَّاسِ۔)) قَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيقٌ لَا يَمْلِكُ دَمْعَهُ وَإِنَّهُ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ بَكَى، قَالَ: ((وَمَا قُلْتِ ذَلِكَ إِلَّا كَرَاهِيَةَ أَنْ يَتَأَثَّمَ النَّاسُ بِأَبِي بَكْرٍ أَنْ يَكُونَ أَوَّلَ مَنْ قَامَ مَقَامَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔)) فَقَالَ: ((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ۔)) فَرَاجَعْتُهُ فَقَالَ: ((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ إِنَّكُمْ صَوَاحِبُ يُوسُفَ۔)) (مسند احمد: ٢٤٥٦٢)

طلب کی کہ تم میرے بیماری پرسی عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں کر لیا کرو، سب ازواج نے آپ ﷺ کو بخوشی اس بات کی اجازت دے دی، تو رسول اللہ ﷺ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے آدمی کے آسرے سے اس حال میں تشریف لائے کہ آپ ﷺ کے پاؤں زمین پر گھسٹ رہے تھے۔ عبید اللہ کہتے ہیں: یہ سن کر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ دوسرا آدمی کون تھا؟ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے۔ مگر ام المؤمنین رضی اللہ عنہا چونکہ ان سے ناخوش تھیں، اس لیے ان کا نام نہیں لیا، نبی کریم ﷺ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے۔ آپ ﷺ نے عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم جا کر لوگوں سے کہو کہ وہ نماز ادا کر لیں۔'' وہ جا کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ملے اور کہا: اے عمر! آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔ جب انہوں نے نماز پڑھانا شروع کی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی آواز سن لی، کیونکہ وہ بلند آہنگ تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ عمر رضی اللہ عنہ کی آواز نہیں؟'' صحابہ نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اور اہلِ ایمان اسے قبول نہیں کریں گے، تم ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تو رقیق القلب ہیں، جب وہ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں تو رو پڑتے ہیں، وہ اپنے آنسوؤں پر کنٹرول نہیں کر سکتے، سیدہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے یہ بات صرف اس لیے کہی تھی کہ مبادا لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسی باتیں کر کے گناہ گار نہ ہوں کہ یہی وہ پہلا شخص ہے جو اللہ کے رسول ﷺ کی جگہ پر کھڑا ہوا۔ آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا: تم ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔'' میں نے بھی اپنی بات دوبارہ دہرا دی۔ آپ

ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے تم تو یوسف علیہ السلام کو بہکانے والی عورتوں جیسی ہو۔''

فوائد: ...... یوسف علیہ السلام کو بہکانے والیوں سے مراد عزیز مصر کی بیوی زلیخا ہے، اس نے بظاہر تو خواتین کو دعوت دی اور ان کے سامنے اشیائے خورد و نوش پیش کر کے اکرام اور ضیافت کا اظہار کیا، لیکن بباطن وہ یہ چاہتی تھی کہ وہ یوسف رضی اللہ عنہ کا حسن دیکھ کر اس پر فریفتہ ہو جانے پر اس کو معذور سمجھیں، اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باتوں سے بظاہر تو یہ لگ رہا ہے کہ وہ اپنے باپ کے لیے اس منصب کو پسند نہیں کر رہیں، لیکن بباطن وہ یہ چاہتی تھی کہ آپ ﷺ بار بار سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام لیں، تاکہ ان کی اس فضیلت پر اختلاف کی گنجائش ہی ختم ہو جائے اور سارے لوگ ان کو تسلیم کر لیں۔

یہ ایک رائے ہے جس کی بنیاد صرف ایک عقلی نکتہ پر ہے جبکہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ظاہر کیا تھا کہ ابوبکر رفیق القلب ہیں نماز نہیں پڑھا سکیں گے، کیونکہ وہ قرآن مجید پڑھتے ہوئے بہت روتے تھے جبکہ ذہن میں بات یہ تھی کہ ابوبکر کے خلیفہ بننے سے دورِ نبوت والی برکت نہیں رہے گی اور لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بدفالی لیں گے کہ ان کی وجہ سے برکت کم ہوئی ہے۔ (دیکھیں بخاری: ۴۴۴۵، مسلم: ۴۱۸) (عبداللہ رفیق)

(۱۰۹۸۲)۔ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَسَدٍ قَالَ: لَمَّا اسْتُعِزَّ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا عِنْدَهُ فِي نَفَرٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، قَالَ: دَعَا بِلَالٌ لِلصَّلَاةِ، فَقَالَ: ((مُرُوا مَنْ يُصَلِّي بِالنَّاسِ۔)) قَالَ: فَخَرَجْتُ فَإِذَا عُمَرُ فِي النَّاسِ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ غَائِبًا، فَقَالَ: قُمْ يَا عُمَرُ! فَصَلِّ بِالنَّاسِ، قَالَ: فَقَامَ فَلَمَّا كَبَّرَ عُمَرُ سَمِعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَوْتَهُ وَكَانَ عُمَرُ رَجُلًا مُجْهِرًا، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((فَأَيْنَ أَبُو بَكْرٍ؟ يَأْبَى اللّٰهُ ذٰلِكَ وَالْمُسْلِمُونَ، يَأْبَى اللّٰهُ ذٰلِكَ وَالْمُسْلِمُونَ۔)) قَالَ: فَبَعَثَ

سیدنا عبداللہ بن زمعہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو میں چند دیگر مسلمانوں کے ہمراہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کے لیے اذان کہی اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی سے کہو کہ وہ نماز پڑھا دے۔'' میں باہر نکلا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ لوگوں میں موجود تھے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود نہیں تھے، میں نے عرض کیا: عمر! آپ اُٹھ کر نماز پڑھا دیں۔ وہ اُٹھے انہوں نے تکبیر تحریمہ کہی، ان کی آواز بہت بلند تھی، اس لیے جب رسول اللہ ﷺ نے ان کی آواز سنی تو فرمایا: ''ابوبکر کہاں ہیں؟ اللہ اور اہل اسلام ابوبکر کی بجائے کسی دوسرے کو قبول نہیں کریں گے۔'' پھر آپ ﷺ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا، لیکن جب وہ آئے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ وہ نماز پڑھا چکے تھے۔ پھر انہوں نے آ کر لوگوں کو باقی نمازیں پڑھائیں۔ سیدنا عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا:

(۱۰۹۸۲) تخریج: حسن صحیح، قاله الالبانی، أخرجه ابوداود: ٤٦٦٠ (انظر: ١٨٩٠٦)

إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَجَاءَ بَعْدَ أَنْ صَلَّى عُمَرُ تِلْكَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ، قَالَ: وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَمْعَةَ: قَالَ لِي عُمَرُ: وَيْحَكَ مَاذَا صَنَعْتَ بِي يَا ابْنَ زَمْعَةَ، وَاللّٰهِ! مَا ظَنَنْتُ حِينَ أَمَرْتَنِي إِلَّا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَكَ بِذٰلِكَ، وَلَوْلَا ذٰلِكَ مَا صَلَّيْتُ بِالنَّاسِ، قَالَ: قُلْتُ: وَاللّٰهِ! مَا أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَلٰكِنْ حِينَ لَمْ أَرَ أَبَا بَكْرٍ رَأَيْتُكَ أَحَقَّ مَنْ حَضَرَ بِالصَّلَاةِ۔ (مسند احمد: ١٩١١٣)

اے ابن زمعہ! تمہارا بھلا ہو، تم نے میرے ساتھ کیا کیا؟ اللہ کی قسم! تم نے جب مجھے نماز پڑھانے کو کہا تو میں یہی سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہی تمہیں اس بات کا حکم دیا ہے کہ مجھے کہا جائے، اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں لوگوں کو نماز نہ پڑھاتا۔ میں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے تو واقعی مجھے یہ حکم نہیں دیا تھا، لیکن جب مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ دکھائی نہیں دیے تو میں نے حاضر لوگوں میں سے آپ کو امامت کا سب سے زیادہ حق دار سمجھا۔

(١٠٩٨٣)۔ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَرِضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ۔)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبِي رَجُلٌ رَقِيقٌ، فَقَالَ: ((مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبَاتُ يُوسُفَ۔)) فَأَمَّ أَبُو بَكْرٍ النَّاسَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَيٌّ۔ (مسند احمد: ٢٣٤٤٨)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیمار پڑ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ابوبکر تو انتہائی رقیق القلب اور نرم دل ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بس ابوبکر سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، تم تو سیدنا یوسف علیہ السلام والی خواتین لگ رہی ہو۔'' چنانچہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے، رسول اللہ ﷺ کی حیات میں لوگوں کو نمازیں پڑھائیں۔

(١٠٩٨٤)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ: ((مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ۔)) قُلْتُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ، قَالَ: ((مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ۔)) فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ: قُولِي إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ، فَقَالَ: ((صَوَاحِبَ يُوسُفَ، مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مرض الموت کے دنوں میں فرمایا: ''ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' میں نے عرض کیا: ابوبکر تو رونے لگیں گے اور لوگوں تک ان کی آواز نہیں پہنچ پائے گی، کیا ہی بہتر ہو کہ آپ عمر کو حکم فرما دیں۔'' ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ سے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ابوبکر تو انتہائی نرم مزاج ہیں، جب وہ آپ ﷺ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں تک ان کی آواز ہی پہنچ نہیں سکے گی، کیا ہی اچھا ہو

(١٠٩٨٣) تخريج: حديث صحيح (انظر: ٢٣٠٦٠)

(١٠٩٨٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٧٩، ٧١٦، ٧٣٠٣، ومسلم: ٤١٨ (انظر: ٢٥٦٦٣)

بِالنَّاسِ۔)) فَالْتَفَتَتْ إِلَيَّ حَفْصَةُ: فَقَالَتْ: لَمْ أَكُنْ لِأُصِيبَ مِنْكِ خَيْرًا۔ (مسند احمد: ٢٦١٨٢)

آپ عمر کو یہ حکم دے دیں۔لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم تو یوسف علیہ السلام والی خواتین کی طرح لگ رہی ہو، میں کہہ رہا ہوں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' یہ سن کر سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا میری طرف متوجہ ہو کر بولیں: میں تمہاری طرف سے اچھائی نہیں پا سکتی۔

(١٠٩٨٥)۔ عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: مَرِضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَاشْتَدَّ مَرَضُهُ، فَقَالَ: ((مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّ بِالنَّاسِ۔)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيقٌ، مَتٰى يَقُومُ مَقَامَكَ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، فَقَالَ: ((مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبَاتُ يُوسُفَ۔)) فَأَتَاهُ الرَّسُولُ فَصَلّٰى أَبُو بَكْرٍ بِالنَّاسِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٩٩٣٦)

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے اور بیماری شدت اختیار کر گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ابوبکر تو انتہائی نرم دل ہیں، وہ جب آپ ﷺ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو نماز پڑھا ہی نہیں سکیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں کہہ رہا ہوں کہ ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، تم تو ان عورتوں جیسی ہو جو یوسف علیہ السلام کو ورغلا رہی تھیں۔'' پس آپ ﷺ کا قاصد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی حیات ہی میں لوگوں کو نمازیں پڑھائیں۔

(١٠٩٨٦)۔ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلَاةِ، فَقَالَ: ((مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ۔)) قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ، وَإِنَّهُ مَتٰى يَقُومُ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ، فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ، فَقَالَ: ((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ۔)) قَالَتْ: فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ: قُولِي

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مرض الموت میں مبتلا تھے تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو نماز کے وقت کی اطلاع دینے کے لیے آئے، آپ ﷺ نے فرمایا: '''ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ابوبکر تو انتہائی نرم دل ہیں، جب وہ آپ ﷺ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رونے لگیں گے اور نماز نہیں پڑھا سکیں گے، کیا ہی اچھا ہو کہ آپ عمر کو حکم فرمائیں۔'' لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر سے کہو کہ وہ

(١٠٩٨٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٧٨، ومسلم: ٤٢٠ (انظر: ١٩٧٠٠)

(١٠٩٨٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٦٤، ومسلم: ٤١٨ (انظر: ٢٥٧٦١)

لَهُ، فَقَالَتْ لَهُ حَفْصَةُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ، وَإِنَّهُ مَتٰى يَقُومُ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ، فَقَالَ: ((إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ، مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ.)) قَالَتْ: فَأَمَرُوْا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، فَلَمَّا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ وَجَدَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً، فَقَالَتْ: فَقَامَ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَرِجْلَاهُ تَخُطَّانِ فِي الْأَرْضِ حَتّٰى دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَلَمَّا سَمِعَ أَبُو بَكْرٍ حِسَّهُ ذَهَبَ لِيَتَأَخَّرَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ قُمْ كَمَا أَنْتَ، فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى جَلَسَ عَنْ يَسَارِ أَبِي بَكْرٍ، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي بِالنَّاسِ قَاعِدًا، وَأَبُو بَكْرٍ قَائِمًا، يَقْتَدِي أَبُو بَكْرٍ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ يَقْتَدُونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ.

(مسند احمد: ٢٦٢٨٠)

لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ابوبکر تو انتہائی رقیق القلب اور نرم دل ہیں، جب وہ آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رونے لگیں گے اور نماز نہیں پڑھا سکیں گے، اگر آپ عمر کو یہ حکم فرمائیں تو بہتر رہے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تم تو ان عورتوں جیسی ہو جو یوسف علیہ السلام کو ورغلا رہی تھیں۔ چنانچہ ہم نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیج کر بلوایا اور انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب نبی کریم ﷺ نے اپنی طبیعت میں بہتری محسوس کی تو آپ ﷺ کو دو آدمیوں کے آسرے سے مسجد کی طرف لے جایا گیا، جبکہ آپ ﷺ کے پاؤں زمین پر گھسٹتے جا رہے تھے۔ جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی آمد کو محسوس کیا تو وہ پیچھے کو ہٹنے لگے، لیکن نبی کریم ﷺ نے انہیں اشارہ سے کہا کہ اپنی جگہ پر کھڑے رہو، پھر آپ ﷺ آکر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی اور باقی لوگ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرنے لگے۔

(١٠٩٨٧)۔ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ، فَقُلْتُ: أَلَا تُحَدِّثِينِي عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: بَلٰى، ثَقُلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَصَلَّى النَّاسُ؟)) فَقُلْنَا: لَا هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ.)) فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ، فَقَالَ:

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں جا کر عرض کیا: کیا آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے بارے میں بیان فرمائیں گی؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، کیوں نہیں، تفصیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ شدید بیمار تھے، آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا لوگوں نے نماز ادا کر لی ہے؟'' ہم نے عرض کیا: جی نہیں، اے اللہ کے رسول! وہ تو آپ ﷺ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میرے

(١٠٩٨٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٨٧، ومسلم: ٤١٨ (انظر: ٢٥١٤١)

((أَصَلَّى النَّاسُ؟)) قُلْنَا: لَا هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((ضَعُوْا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ۔)) فَذَهَبَ لِيَنُوءَ فَغُشِيَ عَلَيْهِ، قَالَتْ: وَالنَّاسُ عُكُوفٌ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُونَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى أَبِي بَكْرٍ بِأَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، وَكَانَ أَبُوبَكْرٍ رَجُلًا رَقِيقًا، فَقَالَ: يَا عُمَرُ! صَلِّ بِالنَّاسِ، فَقَالَ: أَنْتَ أَحَقُّ بِذٰلِكَ، فَصَلَّى بِهِمْ أَبُو بَكْرٍ تِلْكَ الْأَيَّامَ، ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَجَدَ خِفَّةً، فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ لِصَلَاةِ الظُّهْرِ، فَلَمَّا رَآهُ أَبُو بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَأَخَّرَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَنْ لَا يَتَأَخَّرَ وَأَمَرَهُمَا فَأَجْلَسَاهُ إِلَى جَنْبِهِ، فَجَعَلَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي قَائِمًا وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي قَاعِدًا، فَدَخَلْتُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ: أَلَا أَعْرِضُ عَلَيْكَ مَا حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: هَاتِ فَحَدَّثْتُهُ فَمَا أَنْكَرَ مِنْهُ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: هَلْ سَمَّتْ لَكَ الرَّجُلَ الَّذِي كَانَ مَعَ الْعَبَّاسِ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: هُوَ عَلِيٌّ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ۵۱۴۱)

لیے برتن میں پانی رکھو۔'' ہم نے پانی رکھ دیا، آپ ﷺ نے غسل کیا،لیکن جب اٹھنے لگے تو آپ ﷺ پر غشی طاری ہو گئی، پھر افاقہ ہوا اور آپ ﷺ نے دریافت فرمایا ''کیا لوگوں نے نماز ادا کر لی ہے؟'' ہم نے عرض کیا: جی نہیں، اے اللہ کے رسول! وہ تو آپ کے منتظر ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میرے لیے برتن میں پانی رکھ دو۔'' (آپ ﷺ نے غسل کیا) بعدازاں جب اُٹھنے لگے تو آپ ﷺ پر غشی طاری ہوگئی، جبکہ لوگ مسجد میں نماز عشاء کے لیے جمع تھے اور آپ ﷺ کی انتظار کر رہے تھے۔ بالآخر رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ انتہائی رقیق القلب تھے، انہوں نے کہا: عمر! آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں، لیکن انھوں نے کہا: آپ اس امر کے زیادہ حق دار ہیں۔ تو ان دنوں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نمازیں پڑھاتے رہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے بہتری محسوس کی تو دو آدمیوں کے آسرے ظہر کی نماز کے لیے مسجد کی طرف چلے، ان دو میں سے ایک سیدنا عباس رضی اللہ عنہ تھے، جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کی آمد کا احساس ہوا تو وہ پیچھے کو ہٹنے لگے، آپ ﷺ نے اشارہ کیا کہ پیچھے نہ جائیں۔ آپ ﷺ نے ان دونوں آدمیوں سے فرمایا اور انہوں نے آپ ﷺ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بٹھا دیا۔ سیدنا ابوبکر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہے اور رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر پڑھتے رہے۔ میں (عبیداللہ بن عبداللہ) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے ان سے عرض کیا: آیا میں آپ سے وہ واقعہ بیان نہ کروں، جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بیان کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: جی بیان کرو، پھر انہوں نے اس

(۱۰۹۸۷) تخريج: أخرجه البخاري: ۶۸۷، ومسلم: ۴۱۸ (انظر: ۵۱۴۱)

میں سے کسی بھی بات کا انکار نہیں کیا، صرف اتنا کہا کہ کیا انہوں نے اس دوسرے آدمی کا نام بھی بیان کیا جو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا؟ میں نے کہا: جی نہیں۔ انہوں نے کہا: وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے۔

(۱۰۹۸۸)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا مَرِضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَرَضَهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ كَانَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ، فَقَالَ: ((ادْعُوْا لِي عَلِيًّا۔)) قَالَتْ عَائِشَةُ: ((نَدْعُوْ لَكَ أَبَا بَكْرٍ۔)) قَالَ: ((ادْعُوهُ۔)) قَالَتْ حَفْصَةُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ نَدْعُو لَكَ عُمَرَ، قَالَ: ((ادْعُوهُ۔)) قَالَتْ أُمُّ الْفَضْلِ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ نَدْعُو لَكَ الْعَبَّاسَ، قَالَ: ((ادْعُوهُ۔)) فَلَمَّا اجْتَمَعُوا رَفَعَ رَأْسَهُ فَلَمْ يَرَ عَلِيًّا فَسَكَتَ، فَقَالَ عُمَرُ: قُومُوْا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلَاةِ، فَقَالَ: ((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ۔)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ حَصِرٌ وَمَتٰى مَا لَا يَرَاكَ النَّاسُ يَبْكُونَ، فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، فَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ، وَوَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً، فَخَرَجَ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَرِجْلَاهُ تَخُطَّانِ فِي الْأَرْضِ، فَلَمَّا رَآهُ النَّاسُ سَبَّحُوا أَبَا بَكْرٍ فَذَهَبَ يَتَأَخَّرُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَيْ مَكَانَكَ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى جَلَسَ، قَالَ: وَقَامَ أَبُو بَكْرٍ عَنْ يَمِينِهِ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَأْتَمُّ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مرض الموت میں بیمار ہوئے، تو آپ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''علی کو میرے پاس بلواؤ۔'' لیکن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: کیا ہم سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا لیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلا لو۔'' اُدھر سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول! کیا ہم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بلا لیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کو بھی بلا لو۔'' سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو بلا لیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کو بھی بلا لو۔'' جب یہ لوگ جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اُٹھایا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ دکھائی نہ دیئے تو آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگو تم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اُٹھ جاؤ۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو نماز کے وقت کی اطلاع دینے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ابوبکر رضی اللہ عنہ تو انتہائی رقیق القلب اور رونے والے آدمی ہیں، لوگ جب آپ ﷺ کو نہیں دیکھیں گے تو رونے لگیں گے، (اور ان کو دیکھ کر ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی رو پڑیں گے اور نماز نہیں پڑھا سکیں گے)، بہتر ہو گا کہ آپ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو حکم فرما دیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ بہرحال پھر ہوا یوں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جا کر

(۱۰۹۸۸) تخریج: اسنادہ صحیح (انظر: ۳۳۵۵)

بِالنَّبِيِّ ﷺ وَالنَّاسُ يَأْتَمُّونَ بِأَبِي بَكْرٍ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْقِرَاءَةِ مِنْ حَيْثُ بَلَغَ أَبُو بَكْرٍ، وَمَاتَ فِي مَرَضِهِ ذَاكَ عَلَيْهِ السَّلَام، وَقَالَ وَكِيعٌ مَرَّةً: فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَأْتَمُّ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَالنَّاسُ يَأْتَمُّونَ بِأَبِي بَكْرٍ۔ (مسند احمد: ٣٣٥٥)

نماز پڑھانا شروع کی، نبی کریم ﷺ نے اپنی طبیعت میں کچھ بہتری محسوس کی تو آپ ﷺ کو دو آدمیوں کے درمیان آسرا کے ساتھ چلا کر لے جایا گیا، آپ ﷺ کے پاؤں زمین پر گھسٹتے جا رہے تھے۔ لوگوں نے آپ کو تشریف لاتے دیکھا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو متوجہ کرنے کے لیے سبحان اللہ، سبحان اللہ کہنے لگے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے کو ہٹنے لگے، لیکن آپ ﷺ نے ان کو وہیں ٹھہرنے کا اشارہ فرمایا، پھر آپ ﷺ آ کر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی دائیں جانب کھڑے رہے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کی نماز کی اقتداء کرتے اور لوگ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرتے، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وہاں سے قراءت شروع کی جہاں تک سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ پہنچ چکے تھے، آپ ﷺ کا اسی بیماری میں انتقال ہو گیا۔ وکیع راوی نے ایک مرتبہ یوں بیان کیا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی اور لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرتے تھے۔

فوائد: ...... قراءت کے مسئلہ کے لیے دیکھیں حدیث نمبر (۲۵۸۱)

(١٠٩٨٩)۔ عَنْ أَنَسٍ وَالْحَسَنِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ مُتَوَكِّئًا عَلٰى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَعَلَيْهِ ثَوْبُ قُطْنٍ، قَدْ خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ فَصَلّٰى بِهِمْ۔ (مسند احمد: ١٣٥٤٤)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا آسرا لے کر تشریف لے گئے، آپ ﷺ ایک سوتی کپڑا زیب تن کئے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے اس کے دونوں پلوں کو آگے پیچھے ڈالا ہوا تھا اور آپ ﷺ نے جا کر نماز پڑھائی۔

فوائد: ...... اس حدیث میں "ثَوْبُ قُطْن" کے الفاظ ہیں، جبکہ مسند طیالسی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثَوْبٍ قِطْرِيٍّ (بحرین کے علاقے "قِطْر" کی طرف نسبت ہے)۔ اور یہی الفاظ راجح معلوم ہوتے ہیں۔

(١٠٩٨٩) تخريج: اسناد حديث انس صحيح على شرط مسلم، وحديث الحسن مرسل، أخرجه الطيالسي: ٢١٤٠، وابن حبان: ٢٣٣٥، والترمذي في "الشمائل": ١٢٧ (انظر: ١٣٥١٠)

بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِكْرِ آخِرِ خُطْبَةٍ خَطَبَهَا ﷺ فِي النَّاسِ
لوگوں سے رسول اللہ ﷺ کے آخری خطبہ کا تذکرہ

(۱۰۹۹۰)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، وَهُوَ عَاصِبٌ رَأْسَهُ، قَالَ: فَاتَّبَعْتُهُ حَتّٰى صَعِدَ عَلَى الْمِنْبَرِ، قَالَ: فَقَالَ: ((إِنِّي السَّاعَةَ لَقَائِمٌ عَلَى الْحَوْضِ۔)) قَالَ: ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ عَبْدًا عُرِضَتْ عَلَيْهِ الدُّنْيَا وَزِينَتُهَا فَاخْتَارَ الْآخِرَةَ، فَلَمْ يَفْطَنْ لَهَا أَحَدٌ مِنَ الْقَوْمِ إِلَّا أَبُو بَكْرٍ۔)) فَقَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي بَلْ نَفْدِيكَ بِأَمْوَالِنَا وَأَنْفُسِنَا وَأَوْلَادِنَا، قَالَ: ثُمَّ هَبَطَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمِنْبَرِ فَمَا رُئِيَ عَلَيْهِ حَتَّى السَّاعَةِ، (زَادَ فِي رِوَايَةٍ) فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنَ النَّاسِ خَلِيلًا غَيْرَ رَبِّي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ، وَلٰكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ أَوْ مَوَدَّتُهُ لَا يَبْقَى بَابٌ فِي الْمَسْجِدِ إِلَّا سُدَّ إِلَّا بَابَ أَبِي بَكْرٍ۔)) (مسند احمد: ۱۱۸۸۵)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مرض الموت کے دنوں میں ہمارے ہاں باہر تشریف لائے، آپ ﷺ نے سر پر کپڑا باندھا ہوا تھا، میں آپ ﷺ کے پیچھے چلا، آپ ﷺ منبر پر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(گویا) میں اس وقت حوض (کوثر) پر کھڑا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا: ایک بندے پر دنیا اور اس کی زینت پیش کی گئی ہے، لیکن اس نے آخرت کا انتخاب کر لیا ہے۔'' لوگوں میں سے ابوبکر کے سوا کوئی بھی اس بات کو نہ سمجھ سکا، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، بلکہ ہم سب کے اموال، جانیں اور اولادیں آپ ﷺ پر نثار ہوں۔ پھر آپ ﷺ منبر سے نیچے اترے، اس کے بعد آخری دم تک آپ ﷺ کو مسجد میں نہیں دیکھا گیا۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں اپنی صحبت اور مال کے لحاظ سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان ابوبکر کے ہیں، اگر میں نے اپنے رب کے سوا لوگوں میں سے کسی کو خلیل بنانا ہوتا تو ابوبکر کو بناتا، البتہ سب کے ساتھ اسلامی اخوت اور مودت ضرور ہے، مسجد کی طرف کھلنے والے تمام دروازے بند کر دیئے جائیں، ماسوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے۔''

فوائد:...... سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سمجھ آ گئی تھی کہ آپ ﷺ اس بیماری میں وفات پانے والے ہیں، نبی کریم ﷺ کا یہ خطاب وفات سے پانچ دن پہلے تھا، جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

(۱۰۹۹۱)۔ عَنِ ابْنِ أَبِي الْمُعَلّٰى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ يَوْمًا، فَقَالَ:

ابن ابی المعلی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے خطاب کیا اور فرمایا: ''ایک بندے کو اس

(۱۰۹۹۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۳٦٥٤، ومسلم: ۲۳۸۲ (انظر: ۱۱۸٦۳)

(۱۰۹۹۱) تخریج: صحیح لغیره، أخرجه الترمذی: ۳٦٥۹ (انظر: ۱٥۹۲۲)

((إِنَّ رَجُلًا خَيَّرَهُ رَبُّهُ عَزَّ وَجَلَّ بَيْنَ أَنْ يَعِيشَ فِي الدُّنْيَا مَا شَاءَ أَنْ يَعِيشَ فِيهَا، يَأْكُلُ مِنَ الدُّنْيَا مَا شَاءَ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا، وَبَيْنَ لِقَاءِ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَاخْتَارَ لِقَاءَ رَبِّهِ۔)) قَالَ فَبَكٰى أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَلَا تَعْجَبُونَ مِنْ هٰذَا الشَّيْخِ، أَنْ ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا صَالِحًا خَيَّرَهُ رَبُّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ لِقَاءِ رَبِّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، فَاخْتَارَ لِقَاءَ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَعْلَمَهُمْ بِمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: بَلْ نَفْدِيكَ بِأَمْوَالِنَا وَأَبْنَائِنَا أَوْ بِآبَائِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَمَنُّ عَلَيْنَا فِي صُحْبَتِهِ وَذَاتِ يَدِهِ مِنِ ابْنِ أَبِي قُحَافَةَ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ، وَلٰكِنْ وُدٌّ وَإِخَاءُ إِيمَانٍ، وَلٰكِنْ وُدٌّ وَإِخَاءُ إِيمَانٍ مَرَّتَيْنِ، وَإِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ١٦٠١٨)

کے رب نے اس بات کا اختیار دیا ہے کہ وہ یا تو جب تک دنیا میں چاہے رہے اور یہاں سے جو چاہے کھائے یا اپنے رب سے ملاقات کرے، اس نے اپنے رب کی ملاقات کو اختیار کیا ہے۔'' یہ سن کر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے، صحابۂ کرام نے کہا کہ اس بزرگ کو دیکھو کہ رسول اللہ ﷺ نے تو کسی نیک بندے کا ذکر کیا ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے دنیا یا رب کی ملاقات میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کا اختیار دیا اور اس نے اپنے رب کی ملاقات کا انتخاب کر لیا، رسول اللہ ﷺ کی بات کو ابوبکر رضی اللہ عنہ اچھی طرح جان گئے تھے۔ انہوں نے کہا: ہم سب اپنے اموال، اور اولادوں یا (کہا، راوی کو شک ہے) باپوں سمیت آپ ﷺ پر فدا ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی نے اپنی صحبت اور اپنے مال کے ذریعے ابوبکر ابن ابی قحافہ سے بڑھ کر مجھ پر احسان نہیں کیا، اگر میں نے کسی کو خلیل بنانا ہوتا تو میں ابو قحافہ کے بیٹے کو خلیل بناتا، لیکن سب سے مودت، اخوت اور ایمان کا تعلق ہے اور بے شک میں اللہ تعالیٰ کا خلیل ہوں۔''

(١٠٩٩٢)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ، وَعَلَيْهِ عِصَابَةٌ دَسِمَةٌ۔ (مسند احمد: ٢٠٧٤)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا تو اس وقت آپ ﷺ کے سر پر سیاہ رنگ کی پگڑی تھی۔

فوائد:...... یہ روایت اسی سند کے ساتھ طویل شکل میں بھی مروی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا یہ خطاب مرض الموت کے دوران تھا۔

(١٠٩٩٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٩٢٧، ٣٦٢٨، ٣٨٠٠ (انظر: ٢٠٧٤)

(۱۰۹۹۳)۔ عَنْ وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ يَقُولُ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَتَزْعُمُونَ أَنِّي آخِرُكُمْ وَفَاةً، أَلَا إِنِّي مِنْ أَوَّلِكُمْ وَفَاةً، وَتَتْبَعُونِي أَفْنَادًا، يُهْلِكُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا۔)) (مسند احمد: ۱۷۱۰۲)

سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''کیا تم سمجھتے ہو کہ میں تم سب سے آخر میں فوت ہوں گا؟ خبردار! میں تم میں پہلے وفات پانے والے لوگوں میں سے ہوں اور تم میرے بعد گروہ در گروہ فوت ہو کر آؤ گے اور تمہارا بعض بعض کو ہلاک بھی کرے گا۔''

بَابُ مَا جَاءَ فِي اِسْتِدْعَائِهِ ﷺ خَواصَّ اَصْحَابِهِ لِيَكْتُبَ لَهُمْ كِتَابًا

رسول اللہ ﷺ کا بعض مخصوص صحابہ کرام کو بلوانے کا بیان تاکہ ان کے لیے کوئی تحریر لکھیں

(۱۰۹۹٤)۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي مُسْلِمٍ خَالِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَقُولُ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمُ الْخَمِيسِ: وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ، ثُمَّ بَكَى حَتَّى بَلَّ دَمْعُهُ، وَقَالَ مَرَّةً: دُمُوعُهُ الْحَصَى، قُلْنَا: يَا أَبَا الْعَبَّاسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ، قَالَ: اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَجَعُهُ، فَقَالَ: ((ائْتُونِي أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا۔)) فَتَنَازَعُوا وَلَا يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوا: مَا شَأْنُهُ أَهَجَرَ، قَالَ سُفْيَانُ: يَعْنِي هَذَى اسْتَفْهِمُوهُ، فَذَهَبُوا يُعِيدُونَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: ((دَعُونِي فَالَّذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونِي إِلَيْهِ۔)) وَأَمَرَ بِثَلَاثٍ، وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: أَوْصَى بِثَلَاثٍ، قَالَ: ((أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَأَجِيزُوا

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: جمعرات کا دن، کیسا جمعرات کا دن؟ یہ کہہ کر وہ رونے لگے اور اس قدر روئے کہ ان کے آنسوؤں سے کنکریاں بھیگ گئیں، ہم نے عرض کیا: اے ابو العباس! جمعرات کے دن کیا ہوا تھا؟ انھوں نے کہا: اس روز رسول اللہ ﷺ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا تم (کاغذ، قلم) میرے پاس لے آؤ۔ میں تمہیں ایک ایسی تحریر لکھ دوں کہ تم اس کے بعد کبھی گمراہ نہیں ہو گے، حاضرین کا آپس میں تنازعہ ہو گیا، حالانکہ نبی کے پاس آپس میں تنازعہ کرنا مناسب نہیں تھا، لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے، آپ ﷺ کو کیا ہوا؟ کیا آپ ﷺ بیماری کی شدت یا غشی میں کچھ کہہ رہے ہیں؟ امام سفیان نے ایک مرتبہ یوں کہا کہ آیا آپ ﷺ کو ہذیان ہوا ہے؟ ذرا آپ سے دوبارہ پوچھو، لوگ آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے اور بار بار دریافت کرنے لگے۔ (کہ آپ ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے میرے

(۱۰۹۹۳) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین أخرجہ ابویعلی: ۷٤۸۸، والطبرانی فی "المعجم الکبیر": ۲۲/ ۱٦۷، وابن حبان: ٦٦٤٦ (انظر: ۱٦۹۷۸)

(۱۰۹۹٤) تخریج: أخرجہ البخاری: ۳۰۵۳، ۳۱٦۸، ٤٤۳۱، ومسلم: ۱٦۳۷ (انظر: ۱۹۳۵)

الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيزُهُمْ۔)) وَسَكَتَ سَعِيدٌ عَنِ الثَّالِثَةِ فَلَا أَدْرِي أَسَكَتَ عَنْهَا عَمْدًا، وَقَالَ مَرَّةً: أَوْ نَسِيَهَا، و قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: وَإِمَّا أَنْ يَكُونَ تَرَكَهَا أَوْ نَسِيَهَا۔ (مسند احمد: ۱۹۳۵)

حال پر رہنے دو، تم مجھے جس طرف بلانا چاہتے ہو، اس کی نسبت میں جس حال میں میں ہوں، وہ بہتر ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے تین باتوں کا حکم دیا، سفیان راوی نے کہا کہ تین باتوں کی وصیت فرمائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دینا اور باہر سے آنے والے وفود کا اسی طرح خیال رکھنا جس طرح میں ان کا خیال رکھتا تھا۔'' اور تیسری بات کے ذکر کرنے سے سعید بن جبیر نے سکوت اختیار کیا، ان کے شاگرد کہتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ آیا وہ عمداً خاموش رہے تھے یا تیسری بات کو بھول گئے تھے۔ سفیان نے ایک مرتبہ کہا کہ یا تو انہوں نے عمداً تیسری بات کو چھوڑ دیا تھا یا بھول گئے تھے۔

فوائد:...... ہذیان کا معنی بیماری کی وجہ سے غیر معقول باتیں کرنا ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا کیا حال ہے، کہیں بخار کی شدت کی وجہ سے آپ ﷺ بڑبڑا تو نہیں رہے (جیسے بیمار کا حال ہوتا ہے)، اچھی طرح سمجھ لو (کہ آپ ﷺ کا کیا مطلب ہے، دریافت کر لو، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ انھوں نے پیغمبر کی طرف ہذیان کی نسبت کی ہو، ان کا مقصد یہ ہے کہ آپ ﷺ کا کلام مختلط تو نہیں ہو گیا کہ کبھی فرمائیں اور کبھی کچھ، جیسے بیماری کی حالت میں ہو جاتا ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِئْتُوْنِيْ بِكِتَابٍ اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ۔)) قَالَ عُمَرُ: اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ غَلَبَهُ الْوَجْعُ وَعِنْدَنَا كِتَابُ اللّٰهِ حَسْبُنَا، فَاخْتَلَفُوْا وَكَثُرَ اللَّغَطُ، قَالَ: ((قُوْمُوْا عَنِّيْ۔)) ...... ''میرے پاس لکھنے کے لیے کچھ لاؤ تاکہ میں تمہاری لیے کوئی تحریر لکھ دوں، تاکہ تم اس کے بعد گمراہ نہ ہو۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ پر تکلیف غالب ہے، جبکہ ہمارے پاس اللہ کی کتاب ہے اور وہی ہمیں کافی ہے، پس صحابۂ کرام میں اختلاف ہو گیا اور بہت غلط سلط باتیں ہونے لگیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔'' (صحیح بخاری: ۱۱۴)

اس مقام پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی محبت اور جذبے کو سمجھنا بھی ضروری ہے، یہ وہی عمر ہیں، جو نبی کریم ﷺ کی وفات کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں تھے اور بڑی مصیبت کی وجہ سے وہ اس قدر شدتِ دہشت میں مبتلا ہو گئے تھے کہ آپ ﷺ کی وفات پر دلالت کرنے والی آیات بھی ان کے ذہن میں نہیں رہی تھیں۔

اہم بات یہ ہے کہ آپ ﷺ اس واقعہ کے تین دن بعد تک زندہ رہے، اگر یہ بات قابل گرفت ہوتی تو

آپ ﷺ اصلاح فرما دیتے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے الفاظ کو سمجھنے کے لیے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ان کے تعلق اور ان حالات کو سمجھنا ضروری ہے، جن کا صحابۂ کرام کو سامنا تھا۔

اگر آدمی اس واقعہ پر غور کرے تو اس سے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کشید کی جا سکتی ہے اور وہ اس طرح کہ نبی کریم ﷺ نے ان کی موافقت کی اور تحریر کا ارادہ ترک کر دیا، درج ذیل روایت پر غور کریں:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْيَوْمِ الَّذِي بُدِءَ فِيهِ فَقُلْتُ: وَا رَأْسَاهْ، فَقَالَ: ((وَدِدْتُ أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ وَأَنَا حَيٌّ، فَهَيَّأْتُكِ وَدَفَنْتُكِ۔)) قَالَتْ: فَقُلْتُ غَيْرٰى كَأَنِّي بِكَ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ عَرُوسًا بِبَعْضِ نِسَائِكَ، قَالَ: ((وَأَنَا وَا رَأْسَاهْ ادْعُوا إِلَيَّ أَبَاكِ وَأَخَاكِ حَتّٰى أَكْتُبَ لِأَبِي بَكْرٍ كِتَابًا فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ وَيَتَمَنّٰى مُتَمَنٍّ أَنَا أَوْلٰى، وَيَأْبَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ۔)) ......رسول اللہ ﷺ میرے پاس اس دن تشریف لائے، جس دن آپ ﷺ کی تکلیف شروع ہوئی تھی، میں نے کہا: ہائے میرا سر! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کاش تیرے فوت ہونے کی صورت میری زندگی میں ہوتی، پھر میں تجھے تیار کرتا، (تیرے لیے دعائے مغفرت کرتا) اور تجھ کو دفن کرتا۔“ میں نے غیرت میں آ کر کہا: گویا کہ اس دن آپ ﷺ نے اپنی کسی بیوی کے ساتھ خلوت اختیار کی ہوئی ہو گی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”بلکہ میں خود سر کی تکلیف کی وجہ سے کہتا ہوں: ہائے میرا سر! اپنے باپ اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ، تاکہ میں ابو بکر کے حق میں ایک تحریر لکھ دوں، کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہنے والا کہے گا اور اس خلافت کی تمنا رکھنے والا یہ تمنا کرے گا کہ میں اس کا زیادہ مستحق ہوں، جبکہ اللہ تعالیٰ اور مؤمن انکار کرتے ہیں، ماسوائے ابو بکر کے۔“

(صحيح بخارى: ٥٦٦٦، ٧٢١٧، صحيح مسلم: ٢٣٨٧، واللفظ لاحمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں کچھ تحریر کروانا چاہتے تھے، پھر آپ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے مشورے کو پسند کیا اور کوئی تحریر نہیں لکھوائی اور خلیفہ کے تعین کے مسئلے کو اشاروں کنایوں اور صحابہ کے مشوروں پر چھوڑ دیا، پھر ان نفوس قدسیہ نے بھی آپ ﷺ کی خواہش کے عین مطابق سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہی انتخاب کیا اور اس انتخاب میں وہی عمر پیش پیش تھے، جنھوں نے تحریر تیار نہ کرنے کا مشورہ دیا تھا۔

(١٠٩٩٥)۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَمَرَنِي النَّبِيُّ ﷺ أَنْ آتِيَهُ بِطَبَقٍ يَكْتُبُ فِيهِ مَا لَا تَضِلُّ أُمَّتُهُ مِنْ بَعْدِهِ، قَالَ: فَخَشِيتُ أَنْ تَفُوتَنِي نَفْسُهُ، قَالَ: قُلْتُ: إِنِّي

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کے پاس ایک چوڑی ہڈی لے آؤں، جس پر آپ ﷺ ایک اہم بات لکھوا دیں تاکہ آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی امت گمراہ نہ ہو۔

(١٠٩٩٥) تخريج: اسناده ضعيف، نعيم بن يزيد مجهول (انظر: ٦٩٣)

أَحْفَظُ وَأَعِي، قَالَ: ((أُوصِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ۔)) (مسند احمد: ٦٩٣)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ میں ہڈی لینے جاؤں اور آپ ﷺ کی روح پرواز کر جائے۔ میں نے عرض کیا: آپ ﷺ مجھے بتلا دیں، میں یاد کر کے محفوظ کر لوں گا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: میں نماز، زکوۃ اور اس چیز کے بارے وصیت کرتا ہوں کہ تمہارے دائیں ہاتھ جس کے مالک ہیں۔''

(١٠٩٩٦)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ: ((ائْتِنِي بِكَتِفٍ أَوْ لَوْحٍ حَتّٰى أَكْتُبَ لِأَبِي بَكْرٍ كِتَابًا لَا يُخْتَلَفُ عَلَيْهِ۔)) فَلَمَّا ذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لِيَقُومَ، قَالَ: ((أَبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُونَ أَنْ يُخْتَلَفَ عَلَيْكَ يَا أَبَا بَكْرٍ۔)) (مسند احمد: ٢٤٧٠٣)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو آپ ﷺ نے سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم شانے کی کوئی چوڑی ہڈی یا کوئی تختی میرے پاس لاؤ تاکہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق میں وصیت لکھ دوں تاکہ ان پر اختلاف نہ ہو۔'' جب عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اُٹھنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوبکر! اللہ اور مومنوں نے تجھ پر اختلاف کرنے کا انکار کر دیا ہے۔''

فوائد:...... البتہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق میں اس قسم کی احادیث موجود ہیں کہ وہی ہیں جن پر مومنوں کا اتفاق ہو سکتا ہے، دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۱۵۹)

(١٠٩٩٧)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا كَانَ وَجَعُ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ قَالَ: ((ادْعُوا لِي أَبَا بَكْرٍ وَابْنَهُ فَلْيَكْتُبْ، لِكَيْلَا يَطْمَعَ فِي أَمْرِ أَبِي بَكْرٍ طَامِعٌ وَلَا يَتَمَنّٰى مُتَمَنٍّ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((يَأْبَى اللّٰهُ ذٰلِكَ وَالْمُسْلِمُونَ۔)) مَرَّتَيْنِ، وَقَالَ مُؤَمَّلٌ مَرَّةً: وَالْمُؤْمِنُونَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَبَى اللّٰهُ وَالْمُسْلِمُونَ، وَقَالَ مُؤَمَّلٌ مَرَّةً: وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَبِي فَكَانَ أَبِي۔ (مسند احمد: ٢٥٢٥٨)

(دوسری سند) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ پر مرض الموت طاری تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر اور ان کے صاحبزادے کو میرے پاس بلا لاؤ، اور لکھنے والا لکھے تاکہ کوئی لالچی یا خواہش مند ابوبکر کی خلافت کے بارے میں لالچ یا تمنا نہ کرے۔'' پھر آپ ﷺ نے خود دو مرتبہ فرمایا کہ ''اللہ اور اہل اسلام (ابوبکر کے سوا کسی دسرے کو) قبول نہیں کریں گے۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: (اسی طرح ہوا اور) اللہ اور مسلمانوں اور مومنوں نے انکار کر دیا، الا یہ کہ میرے ابو (خلیفہ بنیں)، پس پھر میرے ابو ہی بنے۔

(١٠٩٩٦) تخريج: اسناده ضعيف لضعف عبدالرحمن ❶ بن ابی بکر، أخرجه ابن ماجه: ١٦٢٧ (انظر: ٢٤١٩٩)

(١٠٩٩٧) تخريج: اسناده ضعيف لضعف مؤمل، وقد خالفه من هو اوثق منه (انظر: ٢٤٧٥١)

❶ یہ سند کے درمیان میں ایک راوی ہیں جن کے باپ کا نام بھی ابوبکر ہے اس جگہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبدالرحمن مراد نہیں ہیں۔ (عبداللہ رفیق)

(۱۰۹۹۸)۔ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَعَا عِنْدَ مَوْتِهِ بِصَحِيفَةٍ لِيَكْتُبَ فِيهَا كِتَابًا لَا يَضِلُّوْنَ بَعْدَهَا، قَالَ: فَخَالَفَ عَلَيْهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ حَتّٰى رَفَضَهَا۔ (مسند احمد: ۱٤۷۸۳)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وفات سے قبل ایک صحیفہ منگوایا تاکہ آپ ﷺ اس پر ایک ایسی بات لکھوا دیں تاکہ لوگ آپ کے بعد گمراہ نہ ہوں، لیکن سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس سے اختلاف کیا، تاآنکہ خود رسول اللہ ﷺ نے بھی اس ارادہ کو موقوف کر دیا۔

فوائد:...... اس طرح آپ ﷺ نے کوئی تحریر تیار نہیں کروائی، بلکہ یہ ارادہ ہی ترک کر دیا، کیونکہ آپ ﷺ اس وقوعہ کے تین دن بعد تک زندہ رہے، اگر یہ تحریر ضروری ہوتی تو بعد میں آپ ﷺ اس کا اہتمام کروا دیتے۔

بَابُ هَلْ اَوْصٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِشَيْءٍ اَمْ لَا؟ وَهَلْ عَهِدَ لِاَحَدٍ بِالْخَلَافَةِ مِنْ بَعْدِهِ اَمْ لَا؟

اس امر کا بیان کہ رسول اللہ ﷺ کسی بات کی وصیت کر گئے تھے یا نہیں اور کیا آپ ﷺ نے اپنے بعد کسی کے حق میں خلافت کا فیصلہ کیا تھا یا نہیں؟

(۱۰۹۹۹)۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ: كَانَتْ عَامَّةُ وَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ حَضَرَهُ الْمَوْتُ الصَّلَاةَ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ، حَتّٰى جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُغَرْغِرُ بِهَا صَدْرُهُ، وَمَا يَكَادُ يُفِيْضُ بِهَا بِلِسَانِهِ۔ (مسند احمد: ۱۲۱۹۳)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وفات سے قبل رسول اللہ ﷺ کی عمومی وصیت یہ تھی کہ نماز کی پابندی کرنا اور غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کرنا، تاآنکہ رسول اللہ ﷺ کے سینہ میں کھڑکھڑانے لگیں اور آپ ﷺ کی زبان سے یہ الفاظ صاف طور پر ادا نہیں ہو رہے تھے۔

(۱۱۰۰۰)۔ عن طَلْحَةَ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفٰى: أَوْصٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا، قُلْتُ: فَكَيْفَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالْوَصِيَّةِ وَلَمْ يُوْصِ، قَالَ: أَوْصٰى بِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ (مسند احمد: ۱۹٦۲۸)

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے کہا: آیا رسول اللہ ﷺ نے کوئی وصیت بھی کی تھی؟ انہوں نے کہا: نہیں کی۔ میں نے کہا: تو پھر آپ ﷺ نے اہلِ ایمان کو وصیت کرنے کا حکم کیوں دیا ہے، جبکہ خود تو وصیت نہیں کی؟ انھوں نے کہا: آپ ﷺ نے اللہ کی کتاب کے بارے میں وصیت کی تھی (یعنی اس کو مضبوطی سے تھامے رکھیں)۔

(۱۰۹۹۸) تخریج: صحیح لغیرہ، أخرجه ابویعلی: ۱۸٦۹ (انظر: ۱٤۷۲٦)

(۱۰۹۹۹) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابن حبان: ٦٦۰٥، والنسائی فی "الکبری": ۷۰۹٥، وابويعلی: ۲۹۳۳ (انظر: ۱۲۱٦۹)

(۱۱۰۰۰) تخريج: أخرجه البخاری: ۲۷٤۰، ٤٤٦۰، ومسلم: ۱٦۳٤ (انظر: ۱۹٤۰۸)

فوائد:...... نبی کریم ﷺ حیاتِ مبارکہ کے ختم ہونے تک اپنی امت کی رہنمائی کرتے رہے، اس لیے وفات کے قریب آپ ﷺ نے کئی امور کا حکم دیا تھا۔

(۱۱۰۰۱)۔ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: ذَكَرُوا عِنْدَ عَائِشَةَ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ وَصِيًّا، فَقَالَتْ: مَتٰى أَوْصٰى إِلَيْهِ؟ فَقَدْ كُنْتُ مُسْنِدَتَهُ إِلٰى صَدْرِي، أَوْ قَالَتْ: فِي حِجْرِي، فَدَعَا بِالطَّسْتِ فَلَقَدِ انْخَنَثَ فِي حِجْرِي، وَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُ مَاتَ، فَمَتٰى أَوْصٰى إِلَيْهِ۔ (مسند احمد: ٢٤٥٤٠)

اسود سے مروی ہے کہ لوگوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حق میں وصیت کی ہے (کہ وہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد خلیفہ ہوں گے)، انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حق میں کس وقت وصیت کی؟ میں آپ ﷺ کو اپنے سینے سے ٹیک دیئے ہوئے تھی، یا یوں کہا کہ میں نے آپ ﷺ کو اپنی گود میں لیا ہوا تھا، آپ نے پانی کا برتن طلب فرمایا اور میری گود ہی میں آپ ﷺ کی روح پرواز کر گئی اور مجھے تو آپ ﷺ کی وفات کا بھی پتہ نہیں چلا، اب آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حق میں وصیت کب کر دی؟

(۱۱۰۰۲)۔ عَنِ الْأَرْقَمِ بْنِ شُرَحْبِيلَ قَالَ: سَافَرْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى الشَّامِ فَسَأَلْتُهُ أَوْصَى النَّبِيُّ ﷺ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ، وَقَالَ: مَا قَضٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الصَّلَاةَ حَتّٰى ثَقُلَ جِدًّا، فَخَرَجَ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ، وَإِنَّ رِجْلَيْهِ لَتَخُطَّانِ فِي الْأَرْضِ، فَمَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يُوصِ۔ (مسند احمد: ٣٣٥٦)

ارقم بن شرحبیل سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی معیت میں مدینہ منورہ سے شام تک کا سفر کیا، میں نے ان سے دریافت کیا کہ آیا نبی کریم ﷺ نے کوئی وصیت کی تھی؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ابھی تک نماز بھی ادا نہیں کی تھی کہ آپ ﷺ شدید بیمار پڑ گئے، پھر آپ ﷺ کو دو آدمیوں کے سہارے چلا کر لے جایا گیا، آپ ﷺ کے پاؤں زمین پر گھسٹ رہے تھے، اللہ کے رسول ﷺ وفات پا گئے اور ایسی کوئی وصیت نہیں کی۔

(۱۱۰۰۳)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَسْتَخْلِفْ اَحَدًا، وَلَوْ كَانَ مُسْتَخْلِفًا لَاسْتَخْلَفَ اَبَا بَكْرٍ اَوْ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کیا، اگر آپ ﷺ نے کسی کو خلیفہ بنانا ہوتا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو

(۱۱۰۰۱) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۷٤۱، ومسلم: ۱٦۳٦ (انظر: ۲٤۰۳۹)

(۱۱۰۰۲) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ۳۳٥٦)

(۱۱۰۰۳) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين (انظر: ۲٤۳٤٦)

عُمَرَ رضی اللہ عنہ۔ (مسند احمد: ٢٤٨٥٠)

بناتے یا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو۔

فوائد:...... اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ نے صراحت کے ساتھ کسی کا اس طرح تعین نہیں کیا کہ آپ ﷺ کے بعد بالترتیب فلاں فلاں خلیفہ ہوں گے، اس سے آپ ﷺ کے اس فعل کی کوئی مخالفت نہیں ہوتی، جس کے مطابق آپ ﷺ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امامت کے لیے مقدم کیا تھا، اگرچہ اس میں اشارہ ضرور ملتا ہے۔

(١١٠٠٤)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَنْ يُؤَمَّرُ بَعْدَكَ؟ قَالَ: ((إِنْ تُؤَمِّرُوْا أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَجِدُوْهُ أَمِينًا زَاهِدًا فِي الدُّنْيَا رَاغِبًا فِي الْآخِرَةِ، وَإِنْ تُؤَمِّرُوا عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَجِدُوْهُ قَوِيًّا أَمِينًا لَا يَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، وَإِنْ تُؤَمِّرُوْا عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَلَا أُرَاكُمْ فَاعِلِينَ، تَجِدُوْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا يَأْخُذُ بِكُمُ الطَّرِيقَ الْمُسْتَقِيمَ۔)) (مسند احمد: ٨٥٩)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ کے بعد کس کو امیر بنایا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امیر بنا لو تو اسے امانت دار پاؤ گے، جو دنیا سے بے رغبت اور آخرت میں رغبت رکھنے والا ہو گا اور اگر تم عمر رضی اللہ عنہ کو امیر بناؤ گے تو تم اسے طاقت ور، دیانت دار پاؤ گے، جو اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہ کرے گا، اور اگر تم نے علی رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا جب کہ میں نہیں سمجھتا کہ تم اسے امیر بناؤ گے، تو تم اسے ایسا راہ دکھانے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے جو تمہیں صراطِ مستقیم پر لے چلے گا۔

(١١٠٠٥)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ آخِرُ مَا عَهِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يُتْرَكُ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ دِيْنَانِ۔)) (مسند احمد: ٢٦٨٨٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آخری بات یہ ارشاد فرمائی تھی: ''جزیرۂ عرب میں دو دین نہ رہنے دیئے جائیں۔''

فوائد:...... درج ذیل اس حدیث کا شاہد ہے:

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَأُخْرِجَنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ حَتّٰى لَا أَدَعَ إِلَّا مُسْلِمًا۔)) ...... میں جزیرۂ عرب سے ضرور ضرور یہود و نصاری کو نکال دوں گا، یہاں تک کہ میں یہاں صرف مسلمان کو رہنے دوں گا۔'' (صحیح مسلم: ١٧٦٧)

یعنی جزیرۂ عرب میں صرف دین اسلام قبول ہو گا۔

(١١٠٠٤) تخريج: اسناده ضعيف، زيد بن يثيع، لم يوثقه غير ابن حبان والعجلى، وتساهل الحافظ ابن حجر فى "التقريب" جدا، فقال: ثقة، وابو اسحاق السبيعى تغير بأخرة، وقد اضطرب فى هذا الخبر أخرجه البزار: ٧٨٣، والحاكم: ٣/ ٧٠ (انظر: ٨٦٩)

(١١٠٠٥) تخريج: صحيح لغيره أخرجه الطبراني في "الاوسط" ١٠٧٠ (انظر: ٢٦٣٥٢)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ اِهْتِمَامِ اٰلِ بَيْتِهِ بِمَرْضِهِ وَمُحَاوَلَتِهِمْ شِفَاءَ هُ بِالْاَدْوِيَةِ وَالرُّقٰى

اہل بیت کی طرف سے آپ ﷺ کی بیماری کا اہتمام اور دواؤں اور دم کے ذریعے آپ کو شفایاب کرنے کی مساعی

(۱۱۰۰٦)۔ عَنْ عَائِشَةَ، لَدَدْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ، فَأَشَارَ أَنْ لَا تَلُدُّونِي، قُلْتُ: كَرَاهِيَةُ الْمَرِيضِ الدَّوَاءَ، فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ: ((أَلَمْ أَنْهَكُمْ أَنْ لَا تَلُدُّونِي۔)) قَالَ:((لَا يَبْقٰى مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا لُدَّ غَيْرُ الْعَبَّاسِ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُنَّ۔)) (مسند احمد: ۲٤۷٦۷)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے دوران آپ کے منہ میں دوا ڈالنے کی کوشش کی، لیکن آپ ﷺ نے اشارہ کیا کہ مجھے اس طرح دوا نہ دو۔ میں نے کہا کہ آپ ﷺ عام مریض کی طرح دوا کو نا پسند کر رہے ہیں، لیکن جب آپ ﷺ کو افاقہ ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں نے تم لوگوں کو منع نہیں کیا تھا کہ مجھے دوا نہ ڈالو۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب ہر ایک کے منہ میں دوا ڈالی جائے، ماسوائے عباس کے، کیونکہ وہ اس وقت موجود نہیں تھے۔''

فوائد:...... لدود: مریض کی زبان ایک طرف کر کے دوسری طرف سے دوا ڈالنا اور اس کو انگلی سے تھوڑا حرکت دینا، اس کو لدود کہتے ہیں۔

آپ ﷺ کے اہل بیت نے ذات الجنب کی بیماری سمجھ کر یہ دوا ڈالی تھی، لیکن پھر آپ ﷺ نے ان کی مذمت کی۔ ذات الجنب کی بیماری کی وضاحت کے لیے دیکھیں حدیث نمبر (۷٦۸۹)۔

(۱۱۰۰۷)۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي: أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَهُ: يَا ابْنَ أُخْتِي! لَقَدْ رَأَيْتُ مِنْ تَعْظِيمِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَمَّهُ أَمْرًا عَجِيبًا، وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَتْ تَأْخُذُهُ الْخَاصِرَةُ فَيَشْتَدُّ بِهِ جِدًّا، فَكُنَّا نَقُولُ: أَخَذَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عِرْقُ الْكُلْيَةِ لَا نَهْتَدِي أَنْ نَقُولَ الْخَاصِرَةَ، ثُمَّ أَخَذَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فَاشْتَدَّتْ بِهِ جِدًّا حَتّٰى أُغْمِيَ عَلَيْهِ، وَخِفْنَا

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ میرے والد (عروہ) نے مجھے بتلایا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان (عروہ) سے کہا: میرے بھانجے! میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اپنے چچا (عباس رضی اللہ عنہ) کی تعظیم کے حوالے سے ایک عجیب بات دیکھی، آپ کو کوکھ میں شدید درد ہوا کرتا تھا، ہم کہتے کہ اللہ کے رسول ﷺ کو گردے کی تکلیف ہے، ہم اسے کوکھ کا درد نہیں کہتے تھے، ایک دن اللہ کے رسول ﷺ کو پھر یہ درد اس قدر شدت سے اٹھا کہ آپ ﷺ پر غشی طاری ہو گئی اور ہمیں آپ ﷺ کی زندگی کا خطرہ محسوس ہونے لگا، سب لوگ گھبرا

(۱۱۰۰٦) تخریج: أخرجه البخاری: ٤٤٥٨، ٥۷۱۲، ومسلم: ۲۲۱۳ (انظر: ۲٤۲٦۳)

(۱۱۰۰۷) تخریج: اسناده حسن، أخرجه ابویعلی: ٤۹۳٦، وعلقه البخاری باثر الروایة (٤٤٥۸) (انظر: ۲٤۸۷۰)

عَلَيْهِ، وَفَزِعَ النَّاسُ إِلَيْهِ، فَظَنَنَّا أَنَّ بِهِ ذَاتَ الْجَنْبِ فَلَدَدْنَاهُ، ثُمَّ سُرِّيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَفَاقَ، فَعَرَفَ أَنَّهُ قَدْ لُدَّ وَوَجَدَ أَثَرَ اللَّدُودِ، فَقَالَ: ((ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ سَلَّطَهَا عَلَيَّ مَا كَانَ اللّٰهُ يُسَلِّطُهَا عَلَيَّ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَبْقَى فِي الْبَيْتِ أَحَدٌ إِلَّا لُدَّ إِلَّا عَمِّي۔)) فَرَأَيْتُهُمْ يَلُدُّونَهُمْ رَجُلًا رَجُلًا قَالَتْ عَائِشَةُ: وَمَنْ فِي الْبَيْتِ يَوْمَئِذٍ فَتَذْكُرُ فَضْلَهُمْ فَلُدَّ الرِّجَالُ أَجْمَعُونَ، وَبَلَغَ اللَّدُودُ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ فَلُدِدْنَ امْرَأَةٌ امْرَأَةٌ حَتّٰى بَلَغَ اللَّدُودُ امْرَأَةً مِنَّا، قَالَ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ: لَا أَعْلَمُهَا إِلَّا مَيْمُونَةَ، قَالَ: وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: أُمُّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: إِنِّي وَاللّٰهِ! صَائِمَةٌ، فَقُلْنَا: بِئْسَمَا ظَنَنْتِ أَنْ نَتْرُكَكِ، وَقَدْ أَقْسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَلَدَدْنَاهَا، وَاللّٰهِ! يَا ابْنَ أُخْتِي! وَإِنَّهَا لَصَائِمَةٌ۔ (مسند احمد: ٢٥٣٨٢)

کر آپ کی طرف لپکے، ہم نے سمجھا آپ ﷺ کو ذات الجنب کی بیماری لاحق ہوگئی ہے، اس لیے ہم نے آپ ﷺ کے منہ کے ایک گوشے میں دوا ڈال دی، کچھ دیر بعد آپ ﷺ کی وہ کیفیت زائل ہوگئی، جب آپ ﷺ کو افاقہ ہونے پر احساس ہوا کہ آپ ﷺ کے منہ میں دوا ڈالی گئی تھی اور آپ ﷺ نے منہ میں دوا کا اثر بھی محسوس کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بیماری کو مجھ پر مسلط کیا ہے، اللہ تعالیٰ ہرگز اسے مجھ پر مسلط نہیں کرے گا، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، گھر میں جس قدر افراد ہیں، میرے چچا یعنی عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے سوا باقی ہر شخص کے منہ میں یہی دوا ڈالی جائے۔'' میں نے دیکھا کہ ایک ایک کے منہ میں وہ دوا ڈال رہے تھے، اس روز گھر میں جتنے لوگ موجود تھے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے تمام افراد کے نام اور ان کے فضائل بھی ذکر کئے، سب مردوں کے منہ میں دوا ڈالی جا چکی تو ازواج مطہرات کی باری آئی۔ ان میں سے ہر اک کے منہ میں بھی دوا ڈالی گئی۔ ابن ابی لزناد کی روایت کے مطابق سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا اور دوسرے حضرات کے بیان کے مطابق ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی باری آئی تو انہوں نے کہا: للہ کی قسم میں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے، لیکن ہم نے کہا: تم نے غلط سمجھا کہ ہم تمہیں چھوڑ دیں گی، اللہ کے رسول ﷺ نے تو اس بات کی قسم اٹھائی ہوئی ہے۔ دختر زادے! اللہ کی قسم! وہ روزہ سے تھیں اور ہم نے ان کے منہ میں بھی دوا انڈیل دی۔

(١١٠٠٨)۔ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی

(١١٠٠٨) تخريج: اسناده مرسل، أخرجه ابن حبان: ٦٥٨٧، والطبراني في "المعجم الكبير": ٢٤/ ٣٧٢، والحاكم: ٤/ ٢٠٢ (انظر: ٢٧٤٦٩)

بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ: أَوَّلُ مَا اشْتَكَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ، فَاشْتَدَّ مَرَضُهُ حَتّٰى أُغْمِيَ عَلَيْهِ فَتَشَاوَرَ نِسَاؤُهُ فِي لَدِّهِ فَلَدُّوهُ، فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ: ((مَا هٰذَا؟)) فَقُلْنَا: هٰذَا فِعْلُ نِسَاءٍ جِئْنَ مِنْ هَاهُنَا وَأَشَارَ إِلٰى أَرْضِ الْحَبَشَةِ، وَكَانَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ فِيهِنَّ قَالُوا: كُنَّا نَتَّهِمُ فِيكَ ذَاتَ الْجَنْبِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((إِنَّ ذٰلِكَ لَدَاءٌ، مَا كَانَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِيَقْرِفَنِي بِهِ، لَا يَبْقَيَنَّ فِي هٰذَا الْبَيْتِ أَحَدٌ إِلَّا الْتَدَّ إِلَّا عَمُّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔)) يَعْنِي الْعَبَّاسَ، قَالَ: فَلَقَدِ الْتَدَّتْ مَيْمُونَةُ يَوْمَئِذٍ وَإِنَّهَا لَصَائِمَةٌ لِعَزْمَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ٢٨٠١٧)

بیماری کا آغاز ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر ہوا تھا، آپ ﷺ کی بیماری اس قدر شدت اختیار کر گئی کہ آپ ﷺ پر بے ہوشی طاری ہوگئی، آپ ﷺ کی ازواج نے آپ ﷺ کے منہ میں دوا ڈالنے کا مشورہ کیا اور آپ ﷺ کے منہ میں دوا انڈیل دی۔ جب آپ ﷺ کو افاقہ ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' ہم نے عرض کیا: یہ ارضِ حبشہ سے آئی ہوئی عورتوں کا کام ہے، سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بھی ان خواتین میں سے تھیں۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے سمجھا کہ آپ کو نمونیا کی شکایت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نمونیا ایسی بیماری ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس میں مبتلا نہیں کرے گا، اب گھر میں جتنے بھی لوگ ہیں، رسول اللہ ﷺ کے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے سوا ان سب کے منہ میں یہ دوا انڈیلی جائے۔ راوی کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی قسم کے پیش نظر سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے منہ میں بھی دوا ڈالی گئی حالانکہ وہ روزے سے تھیں۔

(١١٠٠٩)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا اشْتَكَى، وَفِي رِوَايَةٍ: كَانَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ، يَقْرَأُ عَلٰى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفُثُ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كُنْتُ أَنَا أَقْرَأُ عَلَيْهِ وَأَمْسَحُ عَنْهُ بِيَدِهِ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا۔ (مسند احمد: ٢٦٧٩٣)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو آپ ﷺ معوذات پڑھ کر اپنے اوپر پھونک مارتے، سیدہ کہتی ہیں: جب آپ ﷺ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو میں یہ سورتیں پڑھ کر آپ ﷺ کے ہاتھ کی برکت کی وجہ سے آپ ﷺ کے ہاتھ کو آپ ﷺ کے جسم پر پھیرتی تھی۔

فوائد:......معوّذات سے مراد سورہ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس ہیں۔

(١١٠١٠)۔ وَعَنْهَا أَيْضًا قَالَتْ: لَمَّا مَرِضَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ بیمار

(١١٠٠٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٠١٦، ومسلم: ٢١٩٢ (انظر: ٢٦٢٦٣)

(١١٠١٠) تخريج: أخرجه مسلم: ٢١٩١ (انظر: ٢٤٨٩١)

النَّبِيُّ ﷺ أَخَذْتُ بِيَدِهِ فَجَعَلْتُ أَمُرُّهَا عَلَى صَدْرِهِ وَدَعَوْتُ بِهٰذِهِ الْكَلِمَاتِ: أَذْهِبِ الْبَاسِ رَبَّ النَّاسِ، فَانْتَزَعَ يَدَهُ مِنْ يَدَيَّ وَقَالَ: ((أَسْأَلُ اللّٰهَ الرَّفِيْقَ الْأَعْلَى الْأَسْعَدَ۔)) (مسند احمد: ۲۵۴۰۳)

پڑے تو میں آپ ﷺ کے ہاتھ کو پکڑ کر آپ ﷺ کے سینہ مبارک پر پھیرتی اوران کلمات کے ساتھ دعا کرتی، "أَذْهِبِ الْبَاسِ رَبِّ النَّاسِ" (اے لوگوں کے رب! بیماری کو دور کر دے)، لیکن آپ ﷺ نے میرے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑا کر فرمایا: ''اَسْأَلُ اللّٰهَ الرَّفِيْقَ الْأَعْلَى الْأَسْعَدَ'' (میں اللہ تعالیٰ سے بلند مرتبہ باسعادت حضرات کی رفاقت کی دعا کرتا ہوں۔)

فوائد:...... ہاتھ کھینچنے سے آپ ﷺ کا مقصود یہ تھا کہ اب دعا اور حصولِ شفا کا وقت ختم ہو گیا ہے، مرض الموت میں شفا کی دعا نہیں کی جاتی، مغفرت کی دعا کی جاتی ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۱۰۱۱)۔ (وَعَنْهَا أَيْضًا) قَالَتْ: كُنْتُ أُعَوِّذُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِدُعَاءٍ إِذَا مَرِضَ كَانَ جِبْرِيلُ يُعِيذُهُ بِهِ وَيَدْعُو لَهُ بِهِ إِذَا مَرِضَ، قَالَتْ: فَذَهَبْتُ أُعَوِّذُهُ بِهِ أَذْهِبْ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ بِيَدِكَ الشِّفَاءُ لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ اشْفِ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا، قَالَتْ: فَذَهَبْتُ أَدْعُو لَهُ بِهِ فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، فَقَالَ: ((ارْفَعِي عَنِّي۔)) قَالَ: ((فَإِنَّمَا كَانَ يَنْفَعُنِي فِي الْمُدَّةِ۔)) (مسند احمد: ۲۶۷۷۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار ہوتے تو میں آپ کو وہ دعا پڑھ کر دم کرتی تھی کہ جس دعا کے ساتھ جبریل علیہ السلام آپ کو دم کرتے اور دعا کیا کرتے تھے، میں بھی آپ ﷺ پر یہ دعا پڑھنے لگی: ''أَذْهِبْ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ بِيَدِكَ الشِّفَاءُ لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ اشْفِ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا'' (لوگوں کے رب! بیماری کو زائل فرما، شفا تیرے ہی ہاتھ میں ہے، تیرے سوا کوئی شفا نہیں دے سکتا، ایسی شفا عطا فرما جو کسی بھی بیماری کو باقی نہیں چھوڑے۔) جب میں مرض الموت میں بھی آپ ﷺ کے لیے یہ دعا کرنے لگی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میرے پاس سے اُٹھ جاؤ، یہ دعا مجھے آج سے پہلی بیماریوں میں فائدہ دیتی تھی (اب اس سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا، کیونکہ اب موت کا وقت آ چکا ہے اور وہ ٹلنے والا نہیں ہے)۔''

(۱۱۰۱۲)۔ عَنْ عُرْوَةَ أَوْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِي

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض الموت کے دوران فرمایا: ''مجھ پر سات ایسی مشکوں کا پانی ڈالو،

(۱۱۰۱۱) تخریج: حديث صحيح دون قوله "ارفعي عني، فانما كان ينفعني في المدة"، أخرجه دون هذه الزيادة مسلم: ۲۱۹۱ (انظر: ۲۶۲۴۳)

(۱۱۰۱۲) تخريج: أخرجه البخاري: ۱۹۸، ۴۴۴۲، ۵۷۱۴ (انظر: ۲۵۹۱۵)

مَاتَ فِيهِ: ((صُبُّوا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ أَوْكِيَتُهُنَّ، لَعَلِّي أَسْتَرِيحُ فَأَعْهَدَ إِلَى النَّاسِ۔)) قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَجْلَسْنَاهُ فِي مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ مِنْ نُحَاسٍ، وَسَكَبْنَا عَلَيْهِ الْمَاءَ مِنْهُنَّ، حَتَّى طَفِقَ يُشِيرُ إِلَيْنَا أَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ ثُمَّ خَرَجَ۔ (مسند احمد: ۲٦٤٤٠)

جن کے منہ کے بندھن کو نہ کھولا گیا ہو، شاید اس طرح مجھے کچھ راحت ہو، اور میں لوگوں سے ہم کلام ہو سکوں۔" سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہم نے آپ ﷺ کو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ایک ٹب میں بٹھا دیا، جو تانبے کا بنا ہوا تھا، اور ہم نے آپ پر ان مشکوں سے پانی ڈالنا شروع کیا، تا آنکہ آپ ﷺ ہماری طرف اشارہ کرنے لگے کہ تم نے کام پورا کر دیا ہے، پھر آپ ﷺ باہر (مسجد کی طرف) تشریف لے گئے۔

فوائد:......اگر ضرورت ہو تو زیادہ پانی بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔

صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ پھر آپ ﷺ لوگوں کے پاس تشریف لے گئے، ان کو نماز پڑھائی اور پھر ان سے خطاب کیا۔

سنن دارمی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آپ ﷺ کا صحابۂ کرام سے آخری خطاب تھا۔

صحیح مسلم کی سیدنا جندب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی وفات سے پانچ دن قبل یہ خطاب کیا تھا (اور یہ جمعرات کا دن تھا)۔

بَابُ فِيْ ذِكْرِ اُمُوْرٍ عُرِضَتْ فِيْ مَرْضِهِ ﷺ

رسول اللہ ﷺ کو بیماری کے دوران پیش آنے والے بعض امور کا بیان

(۱۱۰۱۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ، وَهِيَ أُمُّ وَلَدِ الْعَبَّاسِ أُخْتُ مَيْمُوْنَةَ، قَالَتْ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِيْ مَرَضِهِ فَجَعَلْتُ اَبْكِيْ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: ((مَا يُبْكِيْكِ؟)) قُلْتُ: خِفْنَا عَلَيْكَ وَمَا نَدْرِيْ مَا نَلْقٰى مِنَ النَّاسِ بَعْدَكَ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اَنْتُمُ الْمُسْتَضْعَفُوْنَ بَعْدِيْ۔)) (مسند احمد: ۲۷٤۱۳)

سیدہ ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا، یہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی ام ولد اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ تھیں، سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نبی کریم ﷺ کی مرض الموت کے دنوں میں آپ ﷺ کی خدمت میں آئی، آپ ﷺ کی حالت دیکھ کر رونے لگی، آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اُٹھا کر فرمایا: "تم کیوں رو رہی ہو؟" میں نے عرض کیا: ہمیں آپ ﷺ کی جدائی کا اندیشہ ہے، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ کے بعد ہمیں کن لوگوں سے سابقہ پڑے گا، آپ ﷺ نے فرمایا: "میرے بعد تم لوگ انتہائی کمزور سمجھے جاؤ گے۔"

(۱۱۰۱۳) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف یزید بن ابی زیاد، أخرجه الطبرانی فی "المعجم الکبیر": ۲۵/ ۳۲ (انظر: ۲٦۸۷٦)

(۱۱۰۱٤)۔ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَعَا فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فَسَارَّهَا فَبَكَتْ، ثُمَّ سَارَّهَا فَضَحِكَتْ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ لِفَاطِمَةَ: مَا هٰذَا الَّذِي سَارَّكِ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَبَكَيْتِ ثُمَّ سَارَّكِ فَضَحِكْتِ؟ قَالَتْ: سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي بِمَوْتِهِ فَبَكَيْتُ، ثُمَّ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ مَنْ أَتْبَعُهُ مِنْ أَهْلِهِ فَضَحِكْتُ۔ (مسند احمد: ۲٤۹۸۸)

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحب زادی سیدہ فاطمہ ؓ کو بلوا کر ان سے راز داری میں کوئی بات کہی، وہ رونے لگ گئیں، پھر اس کے بعد دوبارہ اسی طرح آپ ﷺ نے کچھ کہا تو وہ ہنس دیں۔ سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں: میں نے سیدہ فاطمہ ؓ سے دریافت کیا، رسول اللہ ﷺ نے آپ سے راز داری سے کیا بات کی تھی کہ آپ رو دی تھیں، پھر آپ ﷺ نے رازداری سے کچھ فرمایا تو آپ ہنسنے لگ گئی تھیں؟ انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے مجھے چپکے سے اپنی وفات کی اطلاع دی تھی، اس لیے میں رونے لگ گئی، پھر آپ ﷺ نے چپکے سے مجھ سے فرمایا تھا کہ آپ ﷺ کے اہلِ خانہ میں سے میں سب سے پہلے آپ ﷺ سے جا کر ملوں گی، تو میں یہ سن کر ہنسنے لگی۔

فوائد:...... پھر ایسے ہی ہوا اور آپ ﷺ کی وفات سے چھ ماہ بعد سیدہ فاطمہ ؓ خالقِ حقیقی کی طرف روانہ ہو گئیں۔

(۱۱۰۱۵)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ تَابَعَ الْوَحْيَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ وَفَاتِهِ حَتّٰى تُوُفِّيَ، وَأَكْثَرُ مَا كَانَ الْوَحْيُ يَوْمَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۱۳۵۱۳)

سیدنا انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات سے پہلے آپ ﷺ کی طرف وحی کا ایک طویل سلسلہ شروع کر دیا تھا، تا آنکہ آپ ﷺ کی وفات ہو گئی، جس دن آپ ﷺ کی وفات ہوئی اس روز آپ ﷺ کی طرف سب سے زیادہ مرتبہ وحی نازل ہوئی۔

بَابُ آخِرِ عَهْدٍ بِالصَّلَاةِ وَ آخِرِ عَهْدِ أَصْحَابِهِ بِهِ وَأَنَّهُ ﷺ مَاتَ شَهِيْدًا

اس امر کا بیان کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے امت کو آخری تاکید نماز کی تھی، نیز صحابہ کرام ؓ کا آپ کو آخری بار دیکھنے کا بیان اور اس امر کا بیان کہ آپ ﷺ کی موت شہادت کی موت تھی

(۱۱۰۱٦)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) قَالَ: لَمَّا مَرِضَ

سیدنا انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مرض

(۱۱۰۱٤) تخريج: أخرجه البخاري: ۳٦۲۵، ۳٦۲٦، ۳۷۱۵، ومسلم: ۲٤۵۰ (انظر: ۲٤٤۸۳)
(۱۱۰۱۵) تخريج: أخرجه البخاري: ٤۹۸۲، ومسلم: ۳۰۱٦ (انظر: ۱۳٤۷۹)
(۱۱۰۱٦) تخريج: الشطر الثاني صحيح بالطرق، وهذا اسناد ضعيف، سفيان بن حسين ضعيف في الزهري، ثقة في غيره، أخرجه ابن ابي شيبة: ۲/ ۳۳۰، وابويعلى: ۳۵٦۷ (انظر: ۱۳۰۹۳)

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَرَضَهُ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، أَتَاهُ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلَاةِ، فَقَالَ بَعْدَ مَرَّتَيْنِ: ((يَا بِلَالُ! قَدْ بَلَّغْتَ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُصَلِّ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَدَعْ۔)) فَرَجَعَ إِلَيْهِ بِلَالٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، مَنْ يُصَلِّي بِالنَّاسِ؟ قَالَ: ((مُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ۔)) فَلَمَّا أَنْ تَقَدَّمَ أَبُو بَكْرٍ رُفِعَتْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ السُّتُورُ، قَالَ: فَنَظَرْنَا إِلَيْهِ كَأَنَّهُ وَرَقَةٌ بَيْضَاءُ عَلَيْهِ خَمِيصَةٌ، فَذَهَبَ أَبُو بَكْرٍ يَتَأَخَّرُ وَظَنَّ أَنَّهُ يُرِيدُ الْخُرُوجَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَأَشَارَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى أَبِي بَكْرٍ أَنْ يَقُومَ فَيُصَلِّيَ، فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ بِالنَّاسِ فَمَا رَأَيْنَاهُ بَعْدُ۔ (مسند احمد: ١٣١٢٤)

الموت میں مبتلا تھے، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو نماز کی اطلاع دینے آئے، ان کی طرف سے دوسری مرتبہ اطلاع کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے بلال! تم نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی، جو نماز پڑھنا چاہے گا، پڑھ لے گا اور جو چاہے گا وہ چھوڑ دے گا۔'' پھر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آپ کی طرف واپس آئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں، لوگوں کو نماز کون پڑھائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھے تو رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے پردے ہٹا دیئے گئے، ہم نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ ﷺ کا چہرۂ انور سفید کاغذ کی مانند (انتہائی سفید، چمک دار) تھا، اور آپ پر ایک سیاہ دھاری دار چادر تھی، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ شاید آپ ﷺ نماز کے لیے تشریف لانا چاہتے ہیں، وہ پیچھے ہٹنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اشارہ کیا کہ وہ کھڑے رہیں اور نماز پڑھائیں، چنانچہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی، ہم اس کے بعد آپ ﷺ کا دیدار نہیں کر سکے۔

(١١٠١٧)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الِاثْنَيْنِ كَشَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سِتْرَ الْحُجْرَةِ، فَرَأَى أَبَا بَكْرٍ وَهُوَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، قَالَ: فَنَظَرْتُ إِلٰى وَجْهِهِ كَأَنَّهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ وَهُوَ يَتَبَسَّمُ، قَالَ: وَكِدْنَا أَنْ نُفْتَتَنَ فِي صَلَاتِنَا فَرَحًا لِرُؤْيَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَرَادَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَنْكُصَ، فَأَشَارَ إِلَيْهِ أَنْ كَمَا أَنْتَ، ثُمَّ أَرْخَى السِّتْرَ فَقُبِضَ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سوموار کا دن تھا، ایک روایت میں ہے کہ میں نے سوموار کے دن آخری مرتبہ رسول اللہ ﷺ کا دیدار کیا، رسول اللہ ﷺ نے حجرے کا پردہ ہٹا کر دیکھا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے، میں نے آپ ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھا، وہ قرآنی ورق کی مانند انتہائی حسین تھا، آپ ﷺ مسکرا رہے تھے، ہم رسول اللہ ﷺ کے دیکھنے کی خوشی میں نماز کے اندر ہی فرط مسرت سے فتنہ میں مبتلا ہونے کے قریب ہو گئے، مراد یہ ہے کہ آپ کو صحت یاب دیکھ

(١١٠١٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٧٥٤، ١٢٠٥، ٤٤٤٨، ومسلم: ٤١٩ (انظر: ١٣٠٢٨)

مِنْ يَوْمِهِ ذٰلِكَ، فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَمُتْ وَلٰكِنَّ رَبَّهُ أَرْسَلَ إِلَيْهِ كَمَا أَرْسَلَ إِلٰى مُوسٰى، فَمَكَثَ عَنْ قَوْمِهِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، وَاللّٰهِ! إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَعِيشَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى يَقْطَعَ أَيْدِيَ رِجَالٍ مِنَ الْمُنَافِقِينَ وَأَلْسِنَتَهُمْ، يَزْعُمُونَ أَوْ قَالَ: يَقُولُونَ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ مَاتَ۔ (مسند احمد: ۱۳۰۵۹)

کہ ہمیں اس قدر خوشی ہوئی کہ قریب تھا کہ ہم نماز توڑ بیٹھتے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے اشارہ سے فرمایا کہ نماز تم ہی پڑھاؤ، پھر آپ ﷺ نے پردہ نیچے گرا دیا اور اسی دن آپ ﷺ کی روح پرواز کر گئی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال نہیں ہوا، بلکہ آپ ﷺ کے رب نے آپ ﷺ پر وہی کیفیت طاری کی ہے، جیسے موسیٰ علیہ السلام چالیس راتیں اپنی قوم سے الگ تھلگ رہے تھے۔ اللہ کی قسم! مجھے توقع ہے کہ رسول اللہ ﷺ منافقین کے ہاتھ اور زبانیں کاٹنے تک زندہ رہیں گے، وہ تو کہہ رہے ہیں کہ آپ ﷺ کا انتقال ہو گیا ہے۔

فوائد:...... بالآخر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تسلیم کر لیا تھا کہ واقعی آپ ﷺ وفات پا گئے ہیں، دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۹۰۷)

(۱۱۰۱۸)۔ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: صَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِهِ مُتَوَشِّحًا فِي ثَوْبٍ الْمَغْرِبَ فَقَرَأَ الْمُرْسَلَاتِ، مَا صَلّٰى بَعْدَهَا حَتّٰى قُبِضَ ﷺ۔ (مسند احمد: ۲۷۴۰۸)

سیدہ ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر میں ایک کپڑے میں لپٹ کر ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی اور سورۂ مرسلات کی تلاوت کی، اس کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھی، حتی کہ فوت ہو گئے۔

فوائد:...... سیدہ ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا ثُمَّ مَا صَلّٰى لَنَا بَعْدَهَا حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ۔ ...... میں نے سنا کہ آپ ﷺ نے نمازِ مغرب میں سورۂ مرسلات پڑھی، اس کے بعد آپ ﷺ نے ہمیں کوئی نماز نہ پڑھائی، یہاں تک کہ آپ ﷺ وفات پا گئے۔ (صحیح بخاری: ۴۴۲۹)

سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا اپنے علم کے مطابق بات کر رہی ہیں، وگرنہ رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام کو سب سے آخر میں جو نماز پڑھائی تھی، وہ ظہر کی نماز تھی۔

(۱۱۰۱۸) تخريج: أخطأ موسى بن داود الضبى، فأدخل حديثا فى حديث۔ فقولها: صلى بنا رسول الله ﷺ فى بيته متوشحا فى ثوب، انما هو من حديث انس، وهو حديث صحيح (مسند احمد: ۱۳۲۶۰)، وأما حديث: قرأ رسول الله ﷺ فى المغرب سورة المرسلات، فهو من حديث ام الفضل، وهو حديث صحيح (مسند احمد: ۲۶۸۶۸) أما هذا الحديث، فأخرجه النسائى: ۲/ ۱۶۸ (انظر: ۲۶۸۷۱)

(۱۱۰۱۹)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: وَالَّذِي أَحْلِفُ بِهِ إِنْ كَانَ عَلِيٌّ لَأَقْرَبَ النَّاسِ عَهْدًا بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: عُدْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ غَدَاةً بَعْدَ غَدَاةٍ، يَقُولُ: جَاءَ عَلِيٌّ مِرَارًا، قَالَتْ: وَأَظُنُّهُ كَانَ بَعَثَهُ فِي حَاجَةٍ، قَالَتْ: فَجَاءَ بَعْدُ فَظَنَنْتُ أَنَّ لَهُ إِلَيْهِ حَاجَةً، فَخَرَجْنَا مِنَ الْبَيْتِ فَقَعَدْنَا عِنْدَ الْبَابِ، فَكُنْتُ مِنْ أَدْنَاهُمْ إِلَى الْبَابِ، فَأَكَبَّ عَلَيْهِ عَلِيٌّ، فَجَعَلَ يُسَارُّهُ وَيُنَاجِيهِ، ثُمَّ قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ يَوْمِهِ ذٰلِكَ، فَكَانَ أَقْرَبَ النَّاسِ بِهِ عَهْدًا۔ (مسند احمد: ۲۷۱۰۰)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے نام کی قسم اُٹھائی جاتی ہے، رسول اللہ ﷺ سے سب سے آخری ملاقات سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ہوئی تھی، ہم روزانہ رسول اللہ ﷺ کی تیمارداری کیا کرتی تھیں اور آپ ﷺ بار بار دریافت فرماتے کہ علی رضی اللہ عنہ آئے ہیں؟ سیدہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں کسی کام کے لیے بھیجا ہوا تھا، چنانچہ وہ تشریف لے آئے، میں سمجھی کہ آپ ﷺ کو ان سے کوئی کام ہے، ہم کمرے سے نکل کر دروازے کے قریب بیٹھ گئیں۔ میں سب سے زیادہ کمرے کے دروازے کے قریب تھی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے اوپر جھک سے گئے، آپ ﷺ ان کے ساتھ راز داری کے ساتھ سرگوشی سی کرنے لگے اور اسی دن اللہ کے رسول ﷺ کا انتقال ہو گیا، اس طرح رسول اللہ ﷺ سے سب سے آخری ملاقات علی رضی اللہ عنہ کی تھی۔

(۱۱۰۲۰)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أُمِّهِ أُمِّ مُبَشِّرٍ دَخَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي وَجَعِهِ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ، فَقَالَتْ: بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا تَتَّهِمُ بِنَفْسِكَ؟ فَإِنِّيْ لَا أَتَّهِمُ إِلَّا الطَّعَامَ الَّذِيْ أَكَلَ مَعَكَ بِخَيْبَرَ، وَكَانَ ابْنُهَا مَاتَ قَبْلَ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ: ((وَأَنَا لَا أَتَّهِمُ غَيْرَهُ هٰذَا أَوَانُ قَطْعِ أَبْهَرِيْ۔)) (مسند احمد: ۲۴۴۳۰)

عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب اپنی والدہ سیدہ ام مبشر رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے مرض الموت کے دنوں میں آپ ﷺ کے ہاں گئی، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ ﷺ کی اپنے بارے میں کیا رائے ہے؟ یعنی آپ ﷺ کے خیال میں آپ ﷺ کی بیماری کا سبب کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اور تو کسی چیز پر شک نہیں، البتہ جو کھانا میں نے خیبر میں کھایا تھا، (یہ اس کا اثر معلوم ہوتا ہے۔)'' ام مبشر رضی اللہ عنہا کا بیٹا (مبشر رضی اللہ عنہ) بھی اس کھانے میں

(۱۱۰۱۹) تخریج: اسناده ضعیف، ام موسی یقبل حدیثها اذا توبعت، ولا یحتمل تفردها، وقد تفردت بهذه الروایة أخرجه النسائی فی "الکبری": ۷۱۰۸، والطبرانی فی "المعجم الکبیر": ۲۳/ ۸۸۷، وابویعلی: ۶۹۶۸ (انظر: ۲۶۵۶۵)

(۱۱۰۲۰) تخریج: صحیح، قاله الالبانی، أخرجه ابوداود: ۴۵۱۴ (انظر: ۲۳۹۳۳)

آپ ﷺ کے ساتھ تھا اور اسی زہریلے کھانے کے سبب سے اس کا انتقال ہو گیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے علاوہ تو مجھے کسی اور چیز پر شک نہیں، اب میری شہ رگ کے کٹنے کا یعنی زندگی کا آخری وقت آ چکا ہے۔''

فوائد:...... سلام بن مکشم کی بیوی زینب بن حارث یہودی خاتون تھی، اس نے غزوۂ خیبر کے موقع پر بکری میں زہر ملایا اور آپ ﷺ اور صحابہ کے سامنے پیش کیا، دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۸۱۹)

اس حدیث کا درج ذیل ایک شاہد ہے، جو امام بخاری نے معلقاً ذکر کیا اور امام بزار اور امام حاکم نے اس کو موصولا بیان کیا ہے:

سیدہ عائشہ کہتی ہیں: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ: ((يَا عَائِشَةُ! مَا أَزَالُ أَجِدُ أَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِي أَكَلْتُ بِخَيْبَرَ فَهٰذَا أَوَانُ وَجَدْتُ انْقِطَاعَ أَبْهَرِي مِنْ ذٰلِكَ السُّمِّ۔)) ...... نبی کریم ﷺ نے مرض الموت کے دوران فرمایا: ''اے عائشہ! میں نے جو زہریلا کھانا خیبر میں کھایا تھا، میں ہمیشہ اس کی تکلیف محسوس کرتا رہا اور اب اس زہر کی وجہ سے وہ وقت آ گیا ہے کہ میری زندگی کی رگ کٹ گئی۔''

(۱۱۰۲۱)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: لَأَنْ أَحْلِفَ تِسْعًا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قُتِلَ قَتْلًا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَحْلِفَ وَاحِدَةً أَنَّهُ لَمْ يُقْتَلْ، وَذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ جَعَلَهُ نَبِيًّا وَاتَّخَذَهُ شَهِيدًا، قَالَ الْأَعْمَشُ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِإِبْرَاهِيمَ، فَقَالَ: كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الْيَهُودَ سَمُّوهُ وَأَبَا بَكْرٍ۔ (مسند احمد: ٤١٣٩)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اس بات کی تو نو بار قسمیں اُٹھاؤں کہ اللہ کے رسول ﷺ شہید ہوئے ہیں، مجھے یہ بات اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں ایک قسم اُٹھا کر یوں کہوں کہ آپ شہید نہیں ہوئے، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبی اور شہید بنایا ہے، حدیث کے ایک راوی اعمش کہتے ہیں: جب میں نے اس بات کا ذکر اپنے شیخ ابراہیم تیمی سے کیا تو انہوں نے کہا کہ علماء کا خیال ہے کہ یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ کو اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو زہر دیا تھا۔

فوائد:...... سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نظریہ یہ تھا کہ چونکہ آپ ﷺ یہودیوں کے زہر کی وجہ سے فوت ہوئے ہیں، اس لیے آپ ﷺ شہید ہیں۔

(۱۱۰۲۱) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم (انظر: ٤١٣٩)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ إِحْتِضَارِهِ ﷺ وَمُعَالَجَتِهِ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ وَتَخْيِيْرِهِ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاِخْتِيَارِهِ الرَّفِيْقَ الْأَعْلٰى وَهُوَ آخِرُ مَاتَكَلَّمَ بِهِ

رسول اللہ ﷺ کی وفات، آپ ﷺ کا موت کے سکرات سے واسطہ پڑنا، نیز آپ ﷺ کو دنیا اور آخرت میں سے کسی ایک کے انتخاب کا اختیار دیئے جانے اور آپ کے رفیق اعلیٰ کو منتخب کرنے کا بیان اور اس بات کا ذکر کہ یہ آخری الفاظ تھے جو آپ ﷺ کی زبان مبارک سے ادا ہوئے

(۱۱۰۲۲)۔ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعَوِّذُ بِهٰذِهِ الْكَلِمَاتِ: ((أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ! اِشْفِ وَأَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔)) قَالَتْ: فَلَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَخَذْتُ بِيَدِهِ فَجَعَلْتُ أَمْسَحُهُ بِهَا وَأَقُولُهَا، قَالَتْ: فَنَزَعَ يَدَهُ مِنِّي، ثُمَّ قَالَ: ((رَبِّ اغْفِرْ لِي وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ۔)) قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ: قَالَتْ: فَكَانَ هٰذَا آخِرَ مَا سَمِعْتُ مِنْ كَلَامِهِ، قَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا عَادَ مَرِيضًا مَسَحَهُ بِيَدِهِ وَقَالَ: ((أَذْهِبْ......۔)) (مسند احمد: ۲۴۶۸۶)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیماروں کو ان الفاظ کے ساتھ دم کیا کرتے تھے: ''أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ! اِشْفِ وَأَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا'' (اے لوگوں کے رب! بیماری کو دور فرما، شفاء عطا کر، تو ہی شفاء دینے والا ہے، تیری شفاء کے سوا کوئی شفاء نہیں، ایسی شفاء دے جو تمام بیماریوں کو ختم کر دے۔) رسول اللہ ﷺ جب مرض الموت میں شدید بیمار ہوئے تو میں آپ ﷺ کا ہاتھ تھام کر اسے آپ ﷺ کے جسد مبارک پر پھیرتی اور ان کلمات کو زبان سے ادا کرتی تھی۔ آپ ﷺ نے مجھ سے اپنا ہاتھ چھڑایا اور فرمایا: ''اے میرے رب! میری مغفرت فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ کے ساتھ ملا دے۔'' امام احمد کے شیخ ابو معاویہ نے کہا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ یہ آخری الفاظ تھے، جو میں نے آپ ﷺ سے سنے۔ امام احمد کے دوسرے استاذ ابن جعفر نے یوں کہا کہ نبی کریم ﷺ جب کسی مریض کی بیمار پرسی کرتے تو اپنا ہاتھ اس کے جسم پر پھیرتے اور یہ دعا فرماتے: ''أَذْهِبْ......۔''

فوائد:...... رفیق اعلیٰ سے مراد انبیاء، اصدقاء، شہداء اور صلحاء ہیں، جیسا کہ حدیث نمبر (۱۱۰۲۶) میں آرہا ہے۔

(۱۱۰۲۳)۔ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِي

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا انتقال میرے گھر میں اور میری باری کے دن

(۱۱۰۲۲) تخریج: أخرجه البخاري: ۵۷۴۳، ۵۷۵۰، ومسلم: ۲۱۹۱ (انظر: ۲۴۱۸۲)

(۱۱۰۲۳) تخریج: أخرجه البخاري: ۴۴۵۱، ومسلم: ۲۴۴۳ (انظر: ۲۴۲۱۶)

وَيَوْمِي وَبَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي، فَدَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَمَعَهُ سِوَاكٌ رَطْبٌ فَنَظَرَ إِلَيْهِ، فَظَنَنْتُ أَنَّ لَهُ فِيهِ حَاجَةً، قَالَتْ: فَأَخَذْتُهُ فَمَضَغْتُهُ وَنَفَضْتُهُ وَطَيَّبْتُهُ ثُمَّ دَفَعْتُهُ إِلَيْهِ، فَاسْتَنَّ كَأَحْسَنِ مَا رَأَيْتُهُ مُسْتَنًّا قَطُّ، ثُمَّ ذَهَبَ يَرْفَعُهُ إِلَيَّ فَسَقَطَ مِنْ يَدِهِ فَأَخَذْتُ أَدْعُو اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ بِدُعَاءٍ، كَانَ يَدْعُو لَهُ بِهِ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام، وَكَانَ هُوَ يَدْعُوْ بِهِ إِذَا مَرِضَ، فَلَمْ يَدْعُ بِهِ فِي مَرَضِهِ ذٰلِكَ، فَرَفَعَ بَصَرَهُ إِلَى السَّمَاءِ وَقَالَ: ((الرَّفِيقُ الْأَعْلَى، الرَّفِيقُ الْأَعْلَى۔)) يَعْنِي وَفَاضَتْ نَفْسُهُ، فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَمَعَ بَيْنَ رِيقِي وَرِيقِهِ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ أَيَّامِ الدُّنْيَا۔ (مسند احمد: ٢٤٧٢٠)

ہوا، جبکہ آپ ﷺ میرے سینہ اور گردن کے درمیان تھے، اس وقت میرے بھائی سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ آئے، ان کے پاس ایک تازہ مسواک تھی، آپ ﷺ نے اس مسواک کی طرف دیکھا، میں سمجھ گئی کہ آپ ﷺ کو مسواک کی ضرورت ہے۔ میں نے ان سے مسواک لے کر اسے چبایا اور جھاڑ کر صاف کر کے آپ ﷺ کو دی، آپ ﷺ نے اس سے خوبصورت انداز سے مسواک کی کہ میں نے کبھی اس طرح خوبصورت انداز سے آپ ﷺ کو مسواک کرتے نہیں دیکھا تھا، پھر آپ ﷺ وہ مجھے پکڑانے لگے تو وہ آپ ﷺ کے ہاتھ سے چھوٹ گئی، میں نے اسے اُٹھایا اور میں اللہ تعالیٰ سے وہ دعا کرنے لگی جو دعا جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے لیے کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ بھی جب کبھی بیمار ہوتے تو وہی دعا پڑھا کرتے تھے۔ لیکن اس بیماری میں آپ نے وہ دعا نہیں پڑھی تھی، آپ ﷺ نے آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر فرمایا: ''رفیقِ اعلی، رفیقِ اعلی۔'' اور ساتھ ہی آپ ﷺ کی روح پرواز کر گئی، اللہ کا بڑا شکر ہے، جس نے آپ ﷺ کے آخری دن میرے لعاب کو آپ ﷺ کے لعاب کے ساتھ جمع کر دیا۔

(١١٠٢٤)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا قَالَتْ فَاطِمَةُ: ذٰلِكَ يَعْنِي لَمَّا وَجَدَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ كَرْبِ الْمَوْتِ مَا وَجَدَ، قَالَتْ فَاطِمَةُ: وَا كَرْبَاهُ! قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا بُنَيَّةُ! إِنَّهُ قَدْ حَضَرَ بِأَبِيكِ مَا لَيْسَ اللّٰهُ بِتَارِكٍ مِنْهُ أَحَدًا لِمُوَافَاةِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ١٢٤٦١)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر موت کے آثار نمودار ہوئے، تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بے اختیار کہنے لگیں: ہائے مصیبت! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بٹی! تمہارے باپ پر اب وہ وقت آچکا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت تک کسی کو بھی اس سے مستثنیٰ نہیں کرے گا۔''

(١١٠٢٤) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابن ماجه: ١٦٢٩ (انظر: ١٢٤٣٤)

(١١٠٢٥)۔ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: إِنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ صَحِيحٌ يَقُولُ: ((إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ، حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ۔)) ثُمَّ يُحَيَّا فَلَمَّا اشْتَكٰى، وَحَضَرَهُ الْقَبْضُ، وَرَأْسُهُ عَلٰى فَخِذِ عَائِشَةَ، غُشِيَ عَلَيْهِ، فَلَمَّا أَفَاقَ شَخَصَ بَصَرُهُ نَحْوَ سَقْفِ الْبَيْتِ، ثُمَّ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلٰى۔)) قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: إِنَّهُ حَدِيثُهُ الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيحٌ۔ (مسند احمد: ٢٥٠٩٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب تندرست تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ ''ہر نبی کا جنت میں جو مقام ہے، اس کی وفات سے قبل اسے وہ دکھا دیا جاتا ہے۔'' پھر اسے دنیا اورآخرت میں سے کسی ایک کے انتخاب کا اختیار دیا جاتا ہے، آپ ﷺ جب بیمار ہوئے اور وفات کا وقت قریب آیا، اس وقت آپ ﷺ کا سر مبارک سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ران پر تھا، آپ ﷺ پر غشی طاری ہوئی، پھر جب افاقہ ہوا تو آپ ﷺ نے کمرے کی چھت کی طرف نظر اُٹھائی اور فرمایا: ''اے اللہ! رفیق اعلی میں منتقل ہونا چاہتا ہوں۔'' میں جان گئی کہ یہ اسی بات پر عمل ہوا ہے، جو آپ ﷺ ہم سے اپنی صحت کے دنوں میں بیان کیا کرتے تھے۔

(١١٠٢٦)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمْرَضُ إِلَّا خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔)) قَالَتْ: فَلَمَّا مَرِضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَرَضَ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ، أَخَذَتْهُ بُحَّةٌ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ﴿مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ۔﴾ قَالَتْ: فَعَلِمْتُ أَنَّهُ خُيِّرَ۔ (مسند احمد: ٢٦٨٥٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ ''جب بھی کوئی نبی بیمار ہوتا ہے تو اسے دنیا اور آخرت میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کا اختیار دیا جاتا ہے۔'' جب رسول اللہ ﷺ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو آپ ﷺ کو کھانسی آئی، پھر میں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا: ﴿مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ۔﴾ ''ان انبیاء، اصدقاء، شہداء اور صلحاء کے ساتھ، جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا۔'' میں یہ سن کر جان گئی کہ آپ ﷺ کو دنیا اور آخرت میں سے کسی ایک کے انتخاب کا اختیار دیا گیا (اور آپ ﷺ نے آخرت کا انتخاب کیا ہے۔)

فوائد:...... اس حدیث میں رفیق اعلی کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔

(١١٠٢٥) تخریج: أخرجه البخاری: ٤٤٣٧، ٦٣٤٨، ومسلم: ٢٤٤٤ (انظر: ٢٤٥٨٣)

(١١٠٢٦) تخریج: أخرجه البخاری: ٤٤٣٥، ومسلم: ٢٤٤٤ (انظر: ٢٦٣١٩)

(۱۱۰۲۷)۔ (وَعَنْهَا اَيْضًا) قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا تُقْبَضُ نَفْسُهُ، ثُمَّ يَرَى الثَّوَابَ، ثُمَّ تُرَدُّ إِلَيْهِ، فَيُخَيَّرُ بَيْنَ أَنْ تُرَدَّ إِلَيْهِ إِلَى أَنْ يَلْحَقَ۔)) فَكُنْتُ قَدْ حَفِظْتُ ذٰلِكَ مِنْهُ فَإِنِّي لَمُسْنِدَتُهُ إِلَى صَدْرِي، فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ حَتّٰى مَالَتْ عُنُقُهُ، فَقُلْتُ: قَدْ قَضٰى، قَالَتْ: فَعَرَفْتُ الَّذِي قَالَ، فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ حَتّٰى ارْتَفَعَ فَنَظَرَ، قَالَتْ: قُلْتُ: إِذَنْ وَاللّٰهِ لَا يَخْتَارُنَا فَقَالَ: ((مَعَ الرَّفِيقِ الْأَعْلٰى فِي الْجَنَّةِ، ﴿مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ۔ (مسند احمد: ۲٤۹٥۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ (اپنی حیات طیبہ میں) فرمایا کرتے تھے کہ ”ہر نبی کی روح کچھ دیر کے لیے قبض کر کے اسے اس کا ثواب دکھانے کے بعد اس کی روح کو لوٹا دیا جاتا ہے، اور اسے اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ اب دنیا اور آخرت میں سے جس کا چاہیں، انتخاب کر لیں۔“ مجھے آپ ﷺ سے سنی ہوئی یہ بات یاد تھی۔ مرض الموت کے دوران میں آپ ﷺ کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھی کہ آپ ﷺ کی گردن ڈھلک گئی، میں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا تو میں سمجھی کہ آپ ﷺ وفات پا گئے ہیں، مجھے آپ ﷺ کی فرمائی ہوئی بات یاد آ گئی، میں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا، آپ ﷺ کی طبیعت سنبھل گئی، میں جان گئی کہ اب آپ ﷺ ہمارا انتخاب نہیں کریں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ۔﴾ ”ان انبیاء، اصدقاء، شہداء اور صلحاء کے ساتھ، جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا۔“ آیت کے آخر تک۔

فوائد:...... سابقہ دو تین احادیث میں اس حدیث کا مضمون بیان کیا گیا ہے۔

(۱۱۰۲۸)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَتْ: كُنْتُ أَسْمَعُ لَا يَمُوتُ نَبِيٌّ إِلَّا خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، قَالَتْ: فَأَصَابَتْهُ بُحَّةٌ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ﴿مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ

(دوسری سند) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں آپ ﷺ سے سنتی رہتی تھی کہ ”ہر نبی کو وفات سے پہلے دنیا اور آخرت میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کا اختیار دیا جاتا ہے۔“ مرض الموت کے دوران ایک دفعہ آپ ﷺ کو کھانسی آئی اور میں نے آپ ﷺ کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا: ﴿مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ

(۱۱۰۲۷) تخریج: اسناده ضعيف لانقطاعه، المطلب بن عبد الله لم يدرك عائشة، أخرجه ابن سعد: ۲/ ۲۲۹ (انظر: ۲٤٤٥٤)

(۱۱۰۲۸) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٤۳۷، ٦۳٤۸، ومسلم: ۲٤٤٤ (انظر: ۲٥۷۰۱)

وَحَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيقًا﴾ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ خُيِّرَ۔ (مسند احمد: ٢٦٢٢٠)

وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيقًا﴾ ....''ان انبیاء، اصدقاء، شہداء اور صلحاء کے ساتھ، جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا، یہ لوگ بلحاظ رفاقت کے کتنے اچھے ہیں۔'' پس میں جان گئی کہ آپ کو دنیا وآخرت میں سے کسی ایک کے انتخاب کا اختیار دے دیا گیا ہے۔

(١١٠٢٩)۔ (وَعَنْهَا أَيْضًا) قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدَهُ قَدَحٌ فِيهِ مَاءٌ، فَيُدْخِلُ يَدَهُ فِي الْقَدَحِ، ثُمَّ يَمْسَحُ وَجْهَهُ بِالْمَاءِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى سَكَرَاتِ الْمَوْتِ۔)) (مسند احمد: ٢٤٨٦٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، پانی کا پیالہ آپ ﷺ کے قریب رکھا ہوا تھا، آپ ﷺ اپنا ہاتھ پیالے میں ڈال کر اسے گیلا کر کے اپنے چہرہ اقدس پر پھیرتے اور یہ دعا کرتے جا رہے تھے: ''اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى سَكَرَاتِ الْمَوْتِ'' (اے اللہ! موت کی سختیوں میں میری مدد فرما۔)

(١١٠٣٠)۔ (وَعَنْهَا أَيْضًا) قُلْتُ: تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَوْ قُبِضَ أَوْ مَاتَ وَهُوَ بَيْنَ حَاقِنَتِيْ وَذَاقِنَتِيْ، فَلَا أَكْرَهُ شِدَّةَ الْمَوْتِ لِأَحَدٍ أَبَدًا بَعْدَ الَّذِيْ رَأَيْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ٢٤٩٨٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات اس حال میں ہوئی کہ آپ ﷺ میرے سینہ اور گردن کے درمیان تھے، چونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی حالت نزع کی شدت کو دیکھا ہے، لہٰذا اب میں کسی کے لیے موت کی سختی کو ناپسند نہیں کرتی۔

فوائد:...... حالت نزع میں آدمی کا شدت کا سامنا کرنا، اس میں انبیاء اور صالحین بھی مبتلا ہو جاتے ہیں، لہٰذا نعوذ باللہ یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے، جس کی وجہ سے میت کے بارے میں سوئے ظن ہونے لگے۔

(١١٠٣١)۔ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: ثَنَا رِبَاحٌ قَالَ: قُلْتُ لِمَعْمَرٍ: قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ (مسند احمد: ٢٦٨٨٣)

رباح سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے معمر سے دریافت کیا: آیا رسول اللہ ﷺ کا انتقال اس حال میں ہوا تھا کہ آپ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔

فوائد:...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی وفات سے بالکل پہلے آپ ﷺ کے قریب ہوئیں، جبکہ آپ ﷺ نے سیدہ کے ساتھ ٹیک لگا رکھی تھی، اس وقت آپ ﷺ یہ فرما رہے تھے: ''اَللّٰهُمَّ

(١١٠٢٩) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة حال موسى بن سرجس أخرجه ابن ماجه: ١٦٢٣ (انظر: ٢٤٣٥٦)

(١١٠٣٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٤٤٦ (انظر: ٢٤٤٨٢)

(١١٠٣١) تخريج: خبر صحيح (انظر: ٢٦٣٥١)

اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ، وَأَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى۔" (اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ میں منتقل کر دے)۔ (صحیح بخاری:۵۶۷۴)

آپ ﷺ نے اس انداز میں ٹیک لگائی ہوگی کہ اس پر بیٹھنے کا اطلاق بھی کیا جا سکتا ہوگا۔

(۱۱۰۳۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خَمِيْصَةٌ سَوْدَاءُ حِيْنَ اشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ، قَالَتْ: فَهُوَ يَضَعُهَا مَرَّةً عَلٰى وَجْهِهِ وَمَرَّةً يَكْشِفُهَا عَنْهُ وَيَقُوْلُ: ((قَاتَلَ اللّٰهُ قَوْمًا اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ۔)) يُحَرِّمُ ذٰلِكَ عَلٰى أُمَّتِهِ۔ (مسند احمد: ۲۶۸۸۲)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بیماری شدت اختیار کر گئی، آپ ﷺ ایک سیاہ چادر زیب تن کیے ہوئے تھے، آپ ﷺ کبھی اسے اپنے چہرے پر ڈالتے اور کبھی ہٹا لیتے اور فرماتے: ''اللہ ان لوگوں کو ہلاک کرے، جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیا۔'' دراصل آپ ﷺ یہ ارشاد فرما کر اپنی امت کے لیے اس کام کو حرام قرار دے رہے تھے۔

(۱۱۰۳۳)۔ (وَعَنْهَا أَيْضًا) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حِيْنَ تُوُفِّيَ سُجِّيَ بِثَوْبِ حِبَرَةٍ۔ (مسند احمد: ۲۵۰۸۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ کو ایک دھاری دار چادر میں ڈھانپ دیا گیا۔

(۱۱۰۳۴)۔ (وَعَنْهَا أَيْضًا) قَالَتْ: قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَأْسُهُ بَيْنَ سَحْرِيْ وَنَحْرِيْ، قَالَتْ: فَلَمَّا خَرَجَتْ نَفْسُهُ لَمْ أَجِدْ أَطْيَبَ مِنْهَا۔ (مسند احمد: ۲۵۴۱۷)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال اس حال میں ہوا تھا کہ آپ ﷺ کا سر مبارک میرے سینے اور گردن کے درمیان تھا، جب آپ ﷺ کی روح پرواز کر گئی تو اس سے عمدہ کیفیت میں نے کسی کی نہیں دیکھی۔

(۱۱۰۳۵)۔ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ، فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا إِزَارًا غَلِيْظًا مِمَّا صُنِعَ بِالْيَمَنِ، وَكِسَاءً مِنَ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ الْمُلَبَّدَةَ، قَالَ بَهْزٌ: تَدْعُوْنَ، فَقَالَتْ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قُبِضَ فِيْ هٰذَيْنِ الثَّوْبَيْنِ۔ (مسند احمد: ۲۵۵۱۱)

سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا، انہوں نے ہمیں یمن میں تیار ہونے والی ایک موٹی سی چادر اور ایک ایسی چادر نکال کر دکھائی جسے تم لوگ ''مُلَبَّدَة'' کہتے ہو اور کہا: رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ یہ دو چادریں زیب تن کئے ہوئے تھے۔

(۱۱۰۳۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۴۵۳، ۳۴۵۴، ومسلم: ۵۳۱ (انظر: ۲۶۳۵۰)
(۱۱۰۳۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۸۱۴، ومسلم: ۹۴۲ (انظر: ۲۴۵۸۱)
(۱۱۰۳۴) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین (انظر: ۲۴۹۰۵)
(۱۱۰۳۵) تخریج: اخرجه البخاری: ۵۸۱۸، ومسلم: ۲۰۸۰ وابوداود: ۴۰۳۶ (انظر: ۲۴۹۹۷)

فوائد:...... ''مُلَبَّدَةٌ'' سے مراد وہ کپڑا ہے، جس کو پیوند لگا ہوا ہو۔

(۱۱۰۳۶)۔ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّـهُ لَيُهَوَّنُ عَلَيَّ أَنِّي رَأَيْتُ بَيَاضَ كَفِّ عَائِشَةَ فِي الْجَنَّةِ۔)) (مسند احمد: ۲۵۵۹۰)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے لیے یہ امر اطمینان بخش ہے کہ میں نے عائشہ کی ہتھیلی کی سفیدی جنت میں دیکھی ہے۔''

فوائد:......اس موضوع سے متعلقہ درج روایت صحیح ہے:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ((اِنَّـهُ لَيُهَوَّنُ عَلَيَّ الْمَوْتُ اَنْ اُرِيْتُكِ زَوْجَتِيْ فِي الْجَنَّةِ۔)) ......''مجھ پر موت کی سختیاں اس بنا پر آسان ہو رہی ہیں کہ تم جنت میں مجھے اپنی بیوی دکھائی دے رہی ہو۔'' (مسند احمد: ۶/ ۱۳۸)

اس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عظیم منقبت بیان کی گئی ہے کہ وہ جنت میں نہ صرف آپ ﷺ کی بیوی ہوں گے، بلکہ آپ ﷺ اس چیز پر اتنے خوش ہیں کہ آپ ﷺ کو موت کے سکرات اور سختیاں ہلکی محسوس ہو رہی ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَأْثِيرِ وَفَاتِهِ عَلَى اَصْحَابِهِ وَآلِ بَيْتِهِ ﷺ وَدَهْشَتِهِمْ عِنْدَ قَبْضِ رُوْحِهِ وَبُكَاءِ هِمْ لِذٰلِكَ وَتَقْبِيلِ اَبِي بَكْرٍ اِيَّاهُ بَعْدَ مَوْتِهِ ﷺ

صحابہ کرام اور اہل بیت پر آپ ﷺ کی وفات کا اثر، آپ ﷺ کی روح قبض ہونے پر ان کے دہشت زدہ ہونے، رونے اور آپ ﷺ کے انتقال کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا آپ ﷺ کو بوسہ دینے کا بیان

(۱۱۰۳۷)۔ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ: أَنَّ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ حَزِنُوا عَلَيْهِ، حَتّٰى كَادَ بَعْضُهُمْ يُوَسْوِسُ، قَالَ عُثْمَانُ: وَكُنْتُ مِنْهُمْ فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ فِي ظِلِّ أُطُمٍ مِنَ الْآطَامِ، مَرَّ عَلَيَّ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَسَلَّمَ عَلَيَّ فَلَمْ أَشْعُرْ أَنَّهُ مَرَّ وَلَا سَلَّمَ، فَانْطَلَقَ عُمَرُ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ لَهُ: مَا يُعْجِبُكَ

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کا انتقال ہوا تو بعض صحابہ پر اس کا شدید اثر ہوا اور قریب تھا کہ ان میں سے بعض کی حالت غیر ہو جاتی، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں بھی ایسے ہی لوگوں میں سے تھا، میں ایک مکان کے سائے میں بیٹھا تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے، انہوں نے مجھے سلام کہا، لیکن مجھے ان سے گزرنے اور سلام کہنے کا علم ہی نہیں ہوا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جا کر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی اور کہا: کیا یہ بات آپ کے لیے تعجب انگیز نہیں کہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا،

(۱۱۰۳۶) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة مصعب بن اسحاق (انظر: ۲۵۰۷۶)

(۱۱۰۳۷) تخريج: المرفوع منه صحيح بشواهده، أخرجه البزار: ٤، وابويعلى: ١٠ (انظر: ٢٠)

أَنِّي مَرَرْتُ عَلَى عُثْمَانَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ، وَأَقْبَلَ هُوَ وَأَبُو بَكْرٍ فِي وِلَايَةِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَتّٰى سَلَّمَا عَلَيَّ جَمِيعًا، ثُمَّ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: جَائَنِي أَخُوكَ عُمَرُ فَذَكَرَ أَنَّهُ مَرَّ عَلَيْكَ فَسَلَّمَ فَلَمْ تَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ، فَمَا الَّذِي حَمَلَكَ عَلٰى ذٰلِكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: مَا فَعَلْتُ، فَقَالَ عُمَرُ: بَلٰى وَاللّٰهِ! لَقَدْ فَعَلْتَ وَلٰكِنَّهَا عُبِّيَّتُكُمْ يَا بَنِي أُمَيَّةَ، قَالَ: قُلْتُ: وَاللّٰهِ مَا شَعَرْتُ أَنَّكَ مَرَرْتَ وَلَا سَلَّمْتَ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: صَدَقَ عُثْمَانُ وَقَدْ شَغَلَكَ عَنْ ذٰلِكَ أَمْرٌ، فَقُلْتُ: أَجَلْ، قَالَ: مَا هُوَ؟ فَقَالَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: تَوَفَّى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ نَبِيَّهُ ﷺ قَبْلَ أَنْ نَسْأَلَهُ عَنْ نَجَاةِ هٰذَا الْأَمْرِ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَدْ سَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ، قَالَ: فَقُمْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ لَهُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي أَنْتَ أَحَقُّ بِهَا، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا نَجَاةُ هٰذَا الْأَمْرِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَبِلَ مِنِّي الْكَلِمَةَ الَّتِي عَرَضْتُ عَلٰى عَمِّي فَرَدَّهَا عَلَيَّ فَهِيَ لَهُ نَجَاةٌ.)) (مسند احمد: ۲۰)

میں نے انہیں سلام کہا، لیکن انہوں نے سلام کا جواب تک نہیں دیا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہو چکے تھے، وہ دونوں میرے پاس آئے، دونوں نے مجھے سلام کہا اور پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہارے بھائی عمر رضی اللہ عنہ نے میرے پاس آ کر شکایت کی ہے کہ وہ تمہارے پاس سے گزرے اور سلام کہا، مگر آپ نے انہیں سلام کا جواب نہیں دیا، اس کی کیا وجہ تھی؟ میں نے عرض کیا: میں نے تو ایسا کیا ہی نہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیوں نہیں؟ اللہ کی قسم! میں نے سلام کہا ہے اور آپ نے جواب نہیں دیا، اے بنو امیہ! یہ تمہاری متکبرانہ عادت ہے، میں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! مجھے تو پتہ ہی نہیں کہ آپ میرے پاس سے گزرے ہوں یا سلام کہا ہو۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: عثمان رضی اللہ عنہ درست کہتے ہیں، آپ کو رسول اللہ ﷺ کی جدائی کا غم تھا، اس لیے آپ ادھر توجہ نہیں دے سکے، میں نے بھی کہا: جی ہاں ایسے ہی ہے، انہوں نے کہا، کیا؟ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو موت دے دی اور ہم آپ سے یہ تو دریافت ہی نہیں کر سکے کہ قیامت کے دن اللہ کے عذاب سے نجات کیسے ہو گی؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آپ ﷺ سے اس بارے میں دریافت کر چکا ہوں، پس میں اٹھ کر ان کی طرف گیا اور کہا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! واقعی آپ ہی اس بات کو دریافت کرنے کے زیادہ حق دار تھے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے دریافت کیا تھا کہ اے اللہ کے رسول! قیامت کے دن اللہ کے عذاب سے نجات کیونکر ہو گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''میں نے جو کلمۂ اسلام اپنے چچا کے سامنے پیش کیا تھا، مگر اس نے اسے قبول نہیں کیا تھا، جو آدمی بھی میری طرف سے اس کلمہ کو قبول کر لے یعنی اس کا دلی طور پر اقرار کر لے تو یہی کلمہ (توحید) اس کی نجات کا ذریعہ ہو گا۔''

فوائد:...... نبی کریم ﷺ کی نبوت ورسالت، قیادت وسیادت، صحابۂ کرام کا پاس ولحاظ، بے آسرا افراد کی کفالت، اپنے جانثاروں کی محبتوں کا مرکز اور ان کے تعلق کا محور، غرضیکہ آپ ﷺ اتنے اوصاف سے متصف تھے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی وفات پر اپنے آپ کو بے سہارا سمجھنے لگے اور وہ بہت غمزدہ ہوگئے، بلکہ ان کے اندر سے یہ آواز آنے لگی ہوگی کہ اب کیا کریں گے، اب کیسے زندگی گزاریں گے، غمگسار قائد کے بغیر زندگی سے کیسے لطف اندوز ہوں گے......

(۱۱۰۳۸)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ فَاطِمَةَ بَكَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا أَبَتَاهُ! مِنْ رَبِّهِ مَا أَدْنَاهُ، يَا أَبَتَاهُ! إِلٰى جِبْرِيلَ أَنْعَاهُ، يَا أَبَتَاهُ! جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ۔ (مسند احمد: ١٣٠٦٢)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا روتے ہوئے یوں کہہ رہی تھی: اے میرے ابا جان! آپ اپنے رب کے کس قدر قریب پہنچ گئے، اے میرے ابا جان! میں جبریل کو آپ کی موت کی خبر دوں گی، اے میرے ابا جان! جنت الفردوس آپ کا ٹھکانا ہے۔

(۱۱۰۳۹) (وَعَنْهُ اَيْضًا) أَنَّ أُمَّ أَيْمَنَ بَكَتْ لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقِيلَ لَهَا: مَا يُبْكِيكِ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَيَمُوتُ، وَلٰكِنْ إِنَّمَا أَبْكِي عَلَى الْوَحْيِ الَّذِي رُفِعَ عَنَّا۔ (مسند احمد: ١٣٢٤٧)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ کی وفات ہوئی تو سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا رونے لگیں، ان سے کہا گیا کہ آپ اللہ کے رسول ﷺ پر کیوں گریہ کرتی ہیں؟ انھوں نے کہا: میں یہ تو جانتی ہی تھی کہ اللہ کے رسول ﷺ کا عنقریب انتقال ہو جائے گا، لیکن میں تو اس لیے رو رہی ہوں کہ اب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔

(۱۱۰۴۰)۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِيْهِ عَبَّادٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ: مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ سَحْرِيْ وَنَحْرِيْ وَفِيْ دَوْلَتِيْ لَمْ اَظْلِمْ فِيْهِ اَحَدًا، فَمِنْ سَفَهِيْ وَحَدَاثَةِ سِنِّيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قُبِضَ وَهُوَ فِيْ حِجْرِيْ، ثُمَّ وَضَعْتُ رَاْسَهُ عَلٰى وِسَادَةٍ، وَقُمْتُ اَلْتَدِمُ مَعَ النِّسَاءِ وَاَضْرِبُ وَجْهِيْ۔ (مسند احمد: ٢٦٨٨٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، انھوں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ کا انتقال میری گردن اور سینے کے درمیان میری ہی باری کے دن ہوا، میں نے اس دن کسی سے کچھ بھی زیادتی نہیں کی، یہ میری ناسمجھی اور نوعمری تھی کہ میری گود میں رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے۔ پھر میں نے آپ ﷺ کا سر مبارک تکیہ پر رکھ دیا اور میں عورتوں کے ساتھ مل کر رونے لگی اور اپنے چہرے پر ہاتھ مارنے لگی۔

(۱۱۰۳۸) تخريج: أخرجه البخاری: ٤٤٦٢ (انظر: ١٣٠٣١)

(۱۱۰۳۹) تخريج: أخرجه ٢٤٥٤ (انظر: ١٣٢١٥)

(۱۱۰۴۰) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابويعلى: ٤٥٨٦ (انظر: ٢٦٣٤٨)

فوائد:...... چہرے پر ہاتھ مارنے سے مراد پیٹنا نہیں ہے، دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح غمزدہ ہونے کے علاوہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بعض خصوصی چیزیں ان کے غم میں اضافہ کر رہی تھیں، وہ آپ ﷺ کی سب سے زیادہ محبوب بیوی تھیں اور ابھی تک وہ اٹھارہ برس کی تھیں، اس لیے وہ شدتِ غم میں مبتلا ہوگئیں اور اس کیفیت میں انھوں نے اپنے ہاتھ اپنے چہرے سے اس طرح مس کیے ہوں گے کہ یہ ممنوعہ صورت نہیں بنتی۔

(۱۱۰٤۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ وَفَاتِهِ فَوَضَعَ فَمَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى صُدْغَيْهِ، وَقَالَ وَا نَبِيَّاهْ، وَا خَلِيلَاهْ، وَا صَفِيَّاهْ۔ (مسند احمد: ۲٤٥۳۰)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور اپنا منہ آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں کے درمیان اور اپنے ہاتھ آپ ﷺ کی کنپٹیوں پر رکھے اور کہا: ہائے میرے نبی! ہائے میرے خلیل! ہائے اللہ کے منتخب نبی۔

(۱۱۰٤۲)۔ (وَعَنْهَا اَيْضًا) أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَتَيَمَّمَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مُسَجًّى بِبُرْدِ حِبَرَةٍ فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ، ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ وَبَكَى، ثُمَّ قَالَ: بِأَبِي وَأُمِّي وَاللّٰهِ! لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ أَبَدًا، أَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِي قَدْ كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مِتَّهَا۔ (مسند احمد: ۲٥۳۷٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ (نبی کریم ﷺ کے انتقال کے بعد) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے ہاں آئے اور سیدھے نبی کریم ﷺ کی طرف گئے، آپ ﷺ پر دھاری دار چادر ڈالی گئی تھی، انہوں نے آپ ﷺ کے چہرۂ انور سے کپڑا ہٹایا، آپ ﷺ کے اوپر جھک گئے، آپ ﷺ کو بوسہ دیا اور رونے لگے، پھر کہا: میرا باپ اور ماں آپ ﷺ پر فدا ہوں، اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر دو موتیں کبھی بھی جمع نہیں کرے گا، پہلی موت جو آپ ﷺ کے لیے مقدر تھی وہ آپ ﷺ پر آ چکی ہے۔

فوائد:...... موت ایک ایسی حقیقت ہے کہ کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا اور ہر ادنی و اعلی اس میں مبتلا ہو کر رہے گا، اسی قانونِ قدرت کے تحت رسول اللہ ﷺ نے بھی موت قبول کرلی تھی۔

(۱۱۰٤۳)۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ، وَعُمَرُ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے، وہاں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے محوِ کلام تھے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے چلتے گئے، یہاں تک کہ وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

(۱۱۰٤۱) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجہ الترمذی فی "الشمائل": ۳۷۳ (انظر: ۲٤۰۲۹)

(۱۱۰٤۲) تخریج: أخرجہ البخاری: ۱۲٤۱، ۱۲٤۲، ٤٤٥۲ (انظر: ۲٤۸٦۳)

(۱۱۰٤۳) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین، أخرجہ عبد الرزاق: ٦۷۷٤ (انظر: ۳۰۹۰)

يُحَدِّثُ النَّاسَ، فَمَضٰى حَتّٰى أَتَى الْبَيْتَ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ، فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ بُرْدَ حِبَرَةٍ كَانَ مُسَجًّى بِهِ، فَنَظَرَ إِلٰى وَجْهِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ يُقَبِّلُهُ، ثُمَّ قَالَ: وَاللّٰهِ! لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ عَلَيْهِ مَوْتَتَيْنِ، لَقَدْ مِتَّ الْمَوْتَةَ الَّتِي لَا تَمُوتُ بَعْدَهَا۔ (مسند احمد: ۳۰۹۰)

کے گھر داخل ہو گئے، جہاں رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو چکا تھا، آپ ﷺ کو ایک دھاری دار چادر سے ڈھانپا گیا تھا، انہوں نے آپ ﷺ کے چہرہ اقدس سے کپڑا ہٹا کر نبی کریم ﷺ کے چہرہ کی طرف دیکھا اور بوسہ دینے کے لیے نیچے کو جھکے اور پھر کہا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر دو موتوں کو جمع نہیں کرے گا۔ آپ ﷺ پر وہ موت طاری ہو چکی ہے، جس کے بعد آپ ﷺ پر موت طاری نہیں ہو گی۔

اَبْوَابُ مَا جَاءَ فِي غُسْلِهِ وَكَفْنِهِ وَالصَّلَاةِ عَلَيْهِ وَدَفْنِهِ
آپ ﷺ کے غسل، کفن، نماز جنازہ اور تدفین کا بیان

بَابُ مَا جَاءَ مِنْ ذٰلِكَ مُشْتَرِكًا
ان احادیث کا بیان، جن میں ان سب چیزوں کا ذکر ملتا ہے

(۱۱۰٤٤)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا اجْتَمَعَ الْقَوْمُ لِغُسْلِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَلَيْسَ فِي الْبَيْتِ إِلَّا أَهْلُهُ عَمُّهُ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَالْفَضْلُ بْنُ الْعَبَّاسِ، وَقُثَمُ بْنُ الْعَبَّاسِ، وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ، وَصَالِحٌ مَوْلَاهُ، فَلَمَّا اجْتَمَعُوا لِغُسْلِهِ نَادٰى مِنْ وَرَاءِ الْبَابِ أَوْسُ بْنُ خَوْلِيٍّ نِ الْأَنْصَارِيُّ، ثُمَّ أَحَدُ بَنِي عَوْفِ بْنِ الْخَزْرَجِ، وَكَانَ بَدْرِيًّا عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ لَهُ: يَا عَلِيُّ نَشَدْتُكَ اللّٰهَ! وَحَظَّنَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: ادْخُلْ،

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو غسل دینے کے لیے لوگ جمع ہوئے، گھر میں آپ ﷺ کے اہل خانہ، آپ ﷺ کے چچا سیدنا عباس بن عبد المطلب، سیدنا علی بن ابی طالب، سیدنا فضل بن عباس، سیدنا قثم بن عباس، سیدنا اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور ان کا غلام سیدنا صالح رضی اللہ عنہ تھے، یہ لوگ جب آپ ﷺ کو غسل دینے کے لیے جمع ہوئے تو دروازہ کے باہر سے بنو عوف بن خزرج کے ایک فرد سیدنا اوس بن خولی انصاری بدری رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو آواز دیتے ہوئے کہا: اے علی! میں آپ ﷺ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، ہمارا بھی رسول اللہ ﷺ پر حق اور حصہ ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اندر آ جاؤ، سو وہ اندر آ گئے، وہ رسول اللہ ﷺ کے غسل کے

(۱۱۰٤٤) تخریج: حسن لغیرہ (انظر: ۲۳۵۷)

فَدَخَلَ فَحَضَرَ غُسْلَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَدْخُلْ (ن) بِلِ مِنْ غُسْلِهِ شَيْئًا، قَالَ: فَأَسْنَدَهُ إِلَى صَدْرِهِ وَعَلَيْهِ قَمِيصُهُ، وَكَانَ الْعَبَّاسُ وَالْفَضْلُ وَقُثَمُ يُقَلِّبُونَهُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَكَانَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَصَالِحٌ مَوْلَاهُمَا يَصُبَّانِ الْمَاءَ، وَجَعَلَ عَلِيٌّ يَغْسِلُهُ، وَلَمْ يُرَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ شَيْءٌ مِمَّا يُرَى مِنَ الْمَيِّتِ، وَهُوَ يَقُولُ: بِأَبِي وَأُمِّي مَا أَطْيَبَكَ حَيًّا وَمَيِّتًا، حَتّٰى إِذَا فَرَغُوا مِنْ غُسْلِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ يُغَسَّلُ بِالْمَاءِ وَالسِّدْرِ جَفَّفُوهُ، ثُمَّ صُنِعَ بِهِ مَا يُصْنَعُ بِالْمَيِّتِ، ثُمَّ أُدْرِجَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ ثَوْبَيْنِ أَبْيَضَيْنِ وَبُرْدِ حِبَرَةٍ، ثُمَّ دَعَا الْعَبَّاسُ رَجُلَيْنِ، فَقَالَ: لِيَذْهَبْ أَحَدُكُمَا إِلَى أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ، وَكَانَ أَبُو عُبَيْدَةَ يَضْرَحُ لِأَهْلِ مَكَّةَ، وَلْيَذْهَبْ الْآخَرُ إِلَى أَبِي طَلْحَةَ بْنِ سَهْلٍ الْأَنْصَارِيِّ، وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ يَلْحَدُ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ الْعَبَّاسُ لَهُمَا حِينَ سَرَّحَهُمَا: اللّٰهُمَّ خِرْ لِرَسُولِكَ، قَالَ: فَذَهَبَا فَلَمْ يَجِدْ صَاحِبُ أَبِي عُبَيْدَةَ أَبَا عُبَيْدَةَ وَوَجَدَ صَاحِبُ أَبِي طَلْحَةَ أَبَا طَلْحَةَ فَجَاءَ بِهِ، فَلَحَدَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۲۳۵۷)

موقع پر حاضر رہے، لیکن آپ ﷺ کو غسل دینے میں شریک نہیں ہو سکے، رسول اللہ ﷺ پر قمیص اسی طرح رہی اور آپ ﷺ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے سینے سے لگا لیا، سیدنا عباس، سیدنا فضل اور سیدنا قثم رضی اللہ عنہم ، سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر آپ ﷺ کے پہلو کو بدلتے اور سیدنا اسامہ بن زید اور ان کا غلام سیدنا صالح رضی اللہ عنہ پانی ڈالتے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو غسل دیتے، عام طور پر فوت ہونے والوں کے جسم میں جو ناروا باتیں دیکھی جاتی ہیں، آپ ﷺ میں کوئی ایسی چیز نظر نہیں آئی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو غسل دیتے جاتے اور کہتے: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں، آپ ﷺ اپنی زندگی میں اور زندگی کے بعد بھی کس قدر پاکیزہ ہیں، آپ ﷺ کو بیری کے پتے ملے پانی سے غسل دیا گیا۔ یہاں تک کہ وہ لوگ جب رسول اللہ ﷺ کو غسل دینے سے فارغ ہوئے تو انہوں نے آپ ﷺ کے جسم کو خشک کیا، پھر آپ ﷺ کے ساتھ وہ سارے کام کئے گئے جو میت کے ساتھ کئے جاتے ہیں، پھر آپ ﷺ کو تین کپڑوں میں داخل کیا گیا، ان میں سے دو سفید تھے اور ایک دھاری دار چادر تھی، اس کے بعد سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں کو بلوا کر ایک کو سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف اور دوسرے کو سیدنا ابوطلحہ بن سہل رضی اللہ عنہ انصاری کو بلانے کے لیے بھیجا، سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ مکہ میں اہل مکہ کے لیے قبر کھودا کرتے تھے، یہ صندوقی یعنی شق والی قبر بناتے تھے اور سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اہل مدینہ کے لیے بغلی یعنی لحد والی قبر تیار کیا کرتے تھے، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو روانہ کرنے کے بعد کہا: اے اللہ! ان دونوں میں سے تو جسے چاہے، اپنے رسول ﷺ کے لیے اختیار فرما، وہ دونوں گئے،

جو آدمی سیدنا عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بلانے گیا تھا، وہ اسے نہیں مل سکے، اور جو آدمی سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو بلانے گیا تھا، وہ اسے مل گئے، چنانچہ وہ ان کو ساتھ لے آئے اور انہوں نے آ کر رسول اللہ ﷺ کے لیے لحد والی (بغلی قبر) تیار کی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ غَسْلِهِ ﷺ

رسول اللہ ﷺ کو غسل دینے کا بیان

(١١٠٤٥)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَمَّا أَرَادُوا غُسْلَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ اخْتَلَفُوا فِيهِ، فَقَالُوا: وَاللّٰهِ! مَا نَرٰى كَيْفَ نَصْنَعُ أَنُجَرِّدُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَمَا نُجَرِّدُ مَوْتَانَا أَمْ نُغَسِّلُهُ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهُ؟ قَالَتْ: فَلَمَّا اخْتَلَفُوا أَرْسَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ السِّنَةَ حَتّٰى وَاللّٰهِ مَا مِنَ الْقَوْمِ مِنْ رَجُلٍ إِلَّا ذَقْنُهُ فِي صَدْرِهِ نَائِمًا، قَالَتْ: ثُمَّ كَلَّمَهُمْ مِنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ لَا يَدْرُونَ مَنْ هُوَ، فَقَالَ: اغْسِلُوا النَّبِيَّ ﷺ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهُ، قَالَتْ: فَثَارُوا إِلَيْهِ فَغَسَّلُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي قَمِيصِهِ، يُفَاضُ عَلَيْهِ الْمَاءُ وَالسِّدْرُ وَيُدَلِّكُهُ الرِّجَالُ بِالْقَمِيصِ، وَكَانَتْ تَقُولُ: لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنَ الْأَمْرِ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا غَسَّلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا نِسَاؤُهُ۔ (مسند احمد: ٢٦٨٣٧)

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب اہل خانہ نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو ان کا آپس میں اختلاف ہو گیا، وہ کہنے لگے: اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے کہ ہم کیا کریں؟ کیا ہم رسول اللہ ﷺ کو بھی اسی طرح برہنہ کریں، جیسے ہم اپنے مردوں کو برہنہ کیا کرتے ہیں؟ یا ہم آپ ﷺ کو کپڑوں سمیت ہی غسل دے دیں؟ سیدہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے: جب ان میں اس بات پر اختلاف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان سب پر اونگھ سی طاری کر دی، یہاں تک کہ نیند کی حالت میں سب لوگوں کی ٹھوڑیاں ان کے سینوں پر جا لگیں، پھر گھر کے ایک کونے سے کسی نے ان سے بات کی، ان کو پتہ نہیں چل سکا کہ وہ کون تھا؟ اس نے کہا: نبی کریم ﷺ کو کپڑوں سمیت غسل دو، وہ سب جلدی سے آپ ﷺ کی طرف گئے اور رسول اللہ ﷺ کو قمیص سمیت غسل دیا، اس کے اوپر سے ہی پانی اور بیری کے پتوں کو بہایا گیا، اور مرد آپ ﷺ کے جسم کو قمیص سمیت ملتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ جو بات مجھے بعد میں معلوم ہوئی اگر پہلے معلوم ہو جاتی تو رسول اللہ ﷺ کو آپ ﷺ کی ازواج ہی غسل دیتیں۔

فوائد:...... اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی شان کی خاطر آپ ﷺ کے پیروکاروں کو سمجھانے کا کیسا معجزاتی انداز اختیار کیا، سبحان اللہ۔

(١١٠٤٥) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ٣١٤١، وابن ماجه: ١٤٦٤ (انظر: ٢٦٣٠٦)

(۱۱۰٤٦)۔ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: كَانَ لِمَاءُ مَاءِ غُسْلِهِ ﷺ حِينَ غَسَّلُوهُ، بَعْدَ وَفَاتِهِ يَسْتَنْقِعُ فِي جُفُونِ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَ عَلِيٌّ يَحْسُوهُ۔ (مسند احمد: ۲٤۰۳)

جعفر بن محمد سے مروی ہے کہ صحابۂ کرام ؓ نے آپ ﷺ کو جب غسل دیا تو آپ ﷺ کے غسل کا پانی آپ ﷺ کے برتنوں میں جمع ہو گیا اور علی ؓ اسے گھونٹ بھر بھر نوش کرتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَكْفِينِهِ ﷺ
نبی کریم ﷺ کی تکفین کا بیان

(۱۱۰٤۷)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ أَبِيهِ (عَلِيٍّ ؓ) قَالَ: كُفِّنَ النَّبِيُّ ﷺ فِي سَبْعَةِ أَثْوَابٍ۔ (مسند احمد: ۷۲۸)

سیّدنا علی ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو سات کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا۔

(۱۱۰٤۸)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ: فِي قَمِيصِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، وَحُلَّةٍ نَجْرَانِيَّةٍ، اَلْحُلَّةُ ثَوْبَانِ۔ (مسند احمد: ۱۹٤۲)

سیّدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا، ایک قمیص تھی، جس میں آپ ﷺ فوت ہوئے تھے اور نجرانی حلّہ (جوڑا) تھا، حلہ دو کپڑوں کا ہوتا ہے۔

(۱۱۰٤۹)۔ وَعَنْهُ ؓ اَيْضًا قَالَ: كُفِّنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ فِي بُرْدَيْنِ أَبْيَضَيْنِ وَبُرْدٍ أَحْمَرَ۔ (مسند احمد: ۲۸٦۳)

سیّدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو سفید رنگ کی دو اور سرخ رنگ کی ایک چادر میں کفن دیا گیا۔

(۱۱۰٤٦) تخریج: اسناده ضعيف لانقطاعه، جعفر بن محمد الصادق لم يدرك ذالك ولم يسنده، أخرجه (انظر: ۲٤۰۳)

(۱۱۰٤۷) تخريج: اسناده ضعيف لتفرد عبد الله بن محمد بن عقيل به، ولمخالفته الحديث الصحيح الذى رواه البخارى ومسلم عن عائشة ؓ ان رسول الله ﷺ كفّن فى ثلاثة أثواب يمانية بيض سحولية من كرسف۔ والقول الفصل فى عبد الله بن محمد بن عقيل ما قال ابن حجر فى "التلخيص الحبير" أنه سيء الحفظ يصلح حديثه للمتابعات، فأما اذا انفرد فيحسن، وأما اذا خالف فلايقبل۔ أخرجه ابن ابى شيبة: ۳/ ۲٦۲، والبزار: ٦٤٦، وابن سعد: ۲/ ۲۸۷ (انظر: ۷۲۸، ۸۰۱)

(۱۱۰٤۸) تخريج: اسناده ضعيف، يزيد بن أبى زياد ضعيف أخرجه أبوداود: ۳۱۵۳، وابن ماجه: ۱٤۷۱ (انظر: ۱۹٤۲)

(۱۱۰٤۹) تخريج: حسن، محمد بن عبد الرحمن بن أبى ليلى قد توبع أخرجه البيهقى: ۳/ ٤۰۰، والطبرانى: ۱۲۰۵٦، وعبد الرزاق: ٦۱٦٦ (انظر: ۲۲۸٤، ۲۸٦۱)

(۱۱۰۵۰)۔ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ سُحُولِيَّةٍ بِيضٍ، وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: فِي أَيِّ شَيْءٍ كُفِّنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ (وَفِي رِوَايَةٍ: فِي ثَلَاثَةِ رِيَاطٍ يَمَانِيَّةٍ) قَالَ: كَفِّنُونِي فِي ثَوْبَيَّ هٰذَيْنِ وَاشْتَرُوا ثَوْبًا آخَرَ۔ (مسند احمد: ۲٤٦٢۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو سحول مقام کے بنے ہوئے تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا، اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (اپنی وفات کے وقت) دریافت کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ تین کپڑوں میں، ایک روایت میں ہے کہ تین یمنی چادروں میں، یہ سن کر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم مجھے میرے ان دو (زیر استعمال) کپڑوں میں کفن دینا اور مزید ایک کپڑا خرید لینا۔

فوائد: ...... نبی کریم ﷺ کو کیسے کفن دیا گیا؟ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱۱۴) والا باب۔

(۱۱۰۵۱)۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أُدْرِجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي ثَوْبٍ حِبَرَةٍ، ثُمَّ أُخِذَ عَنْهُ، قَالَ الْقَاسِمُ: إِنَّ بَقَايَا ذٰلِكَ الثَّوْبِ لَعِنْدَنَا بَعْدُ۔ (مسند احمد: ۲٥٧٩٤)

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو دھاری دار کپڑے سے ڈھانپا گیا تھا، پھر اس کپڑے کو اتار لیا گیا تھا۔ قاسم بن محمد نے بیان کیا: اس کپڑے کے کچھ بچے ہوئے ٹکڑے تاحال ہمارے پاس موجود ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَيْهِ ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ کا بیان

(۱۱۰۵۲)۔ حَدَّثَنَا بَهْزٌ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا: ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ يَعْنِي الْجَوْنِيَّ عَنْ أَبِي عَسِيبٍ أَوْ أَبِي عَسِيمٍ قَالَ بَهْزٌ: إِنَّهُ شَهِدَ الصَّلَاةَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوا: كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْهِ، قَالَ: ادْخُلُوا أَرْسَالًا أَرْسَالًا، قَالَ: فَكَانُوا يَدْخُلُونَ مِنْ هٰذَا الْبَابِ فَيُصَلُّونَ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَخْرُجُونَ مِنَ الْبَابِ الْآخَرِ، قَالَ: فَلَمَّا وُضِعَ فِي

سیدنا ابوعسیب یا ابوعسیم رضی اللہ عنہ، جو کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ کے موقع پر حاضر تھے، بیان کرتے ہیں: صحابہ کہنے لگے کہ ہم آپ ﷺ پر نماز کیسے پڑھیں، انھوں نے کہا: تم گروہوں کی صورت میں اندر جاؤ، سو وہ اس دروازے سے داخل ہوتے آپ ﷺ کی نماز ادا کرتے اور پھر دوسرے دروازے سے باہر چلے جاتے، جب آپ ﷺ کو لحد میں رکھ دیا گیا، تو سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ﷺ کے پاؤں کی جانب کچھ جگہ قابلِ اصلاح رہ گئی ہے، صحابہ نے

(۱۱۰۵۰) تخريج: أخرجه البخاری: ۱۲۷۱، ومسلم: ۹٤۱ (انظر: ۲٤۱۲۲)

(۱۱۰۵۱) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ۳۱٤۹ (انظر: ۲٥۲۸۰)

(۱۱۰۵۲) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ۲۰۷٦٦)

لَحْدِهِ ﷺ قَالَ الْمُغِيرَةُ: قَدْ بَقِيَ مِنْ رِجْلَيْهِ شَيْءٌ لَمْ يُصْلِحُوهُ، قَالُوا: فَادْخُلْ فَأَصْلِحْهُ، فَدَخَلَ وَأَدْخَلَ يَدَهُ فَمَسَّ قَدَمَيْهِ، فَقَالَ: أَهِيلُوا عَلَيَّ التُّرَابَ، فَأَهَالُوا عَلَيْهِ التُّرَابَ حَتَّى بَلَغَ أَنْصَافَ سَاقَيْهِ ثُمَّ خَرَجَ، فَكَانَ يَقُولُ: أَنَا أَحْدَثُكُمْ عَهْدًا بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۲۱۰۴۷)

ان سے کہا: تم لحد میں داخل ہو کر اسے ٹھیک کر آؤ، وہ اندر گئے، اپنا ہاتھ اندر داخل کیا اور آپ ﷺ کے قدم مبارک کو مس کیا اور ساتھ ہی کہا کہ تم میرے اوپر مٹی ڈال دو، صحابہ نے ان کے اوپر مٹی ڈال دی، یہاں تک کہ ان کی نصف پنڈلیوں تک مٹی آ گئی، اس کے بعد وہ باہر آ گئے، وہ کہا کرتے تھے تم سب کی نسبت میں رسول اللہ ﷺ کو سب سے آخر میں مس کرنے کا اعزاز حاصل کر چکا ہوں۔

فوائد:...... حدیث مبارکہ کے شروع میں جس نماز کا ذکر ہے، اس کو نمازِ جنازہ پر ہی محمول کرنا چاہیے، نہ کہ درود اور دعائے رحمت کرنے پر، کیونکہ میت کے ساتھ جب صَلّٰی یُصَلِّی کے الفاظ آتے ہیں تو ان کے شرعی اور متبادر الی الذہن معانی نماز جنازہ کے ہوتے ہیں۔

(۱۱۰۵۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: اعْتَمَرْتُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي زَمَانِ عُمَرَ أَوْ زَمَانِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَنَزَلَ عَلَى أُخْتِهِ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ عُمْرَتِهِ رَجَعَ فَسُكِبَ لَهُ غُسْلٌ فَاغْتَسَلَ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ دَخَلَ عَلَيْهِ نَفَرٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ، فَقَالُوا: يَا أَبَا حَسَنٍ جِئْنَاكَ نَسْأَلُكَ عَنْ أَمْرٍ نُحِبُّ أَنْ تُخْبِرَنَا عَنْهُ، قَالَ: أَظُنُّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يُحَدِّثُكُمْ أَنَّهُ كَانَ أَحْدَثَ النَّاسِ عَهْدًا بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوا: أَجَلْ عَنْ ذٰلِكَ جِئْنَا نَسْأَلُكَ، قَالَ: أَحْدَثُ النَّاسِ عَهْدًا بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قُثَمُ بْنُ الْعَبَّاسِ۔ (مسند احمد: ۷۸۷)

عبداللہ بن حارث سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی معیت میں عمرہ کیا، آپ اپنی ہمشیرہ سیدہ ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کے ہاں مہمان ٹھہرے، جب آپ عمرہ سے فارغ ہوئے تو آپ کے غسل کے لیے پانی رکھا گیا، چنانچہ آپ نے غسل کیا، جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو عراق کے کچھ لوگ آپ سے ملنے آئے، انہوں نے کہا: اے ابو الحسن! ہم آپ سے ایک بات پوچھنے آئے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں اس کے متعلق بتلائیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا خیال ہے کہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ آپ لوگوں سے کہتے ہوں گے کہ ان کو سب سے آخر میں رسول اللہ ﷺ کو چھونے کا اعزاز حاصل ہوا ہے؟ ان لوگوں نے کہا: جی ہاں، ہم اسی کے متعلق آپ سے دریافت کرنے آئے ہیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کو سب سے آخر میں سیدنا قثم بن عباس رضی اللہ عنہ نے چھونے کا اعزاز حاصل کیا تھا۔

(۱۱۰۵۳) تخريج: اسناده حسن (انظر: ۷۸۷)

فوائد:...... جو لوگ نبی کریم ﷺ کو قبر میں اتارنے کے لیے قبر میں داخل ہوئے تو سب سے آخر میں سیدنا قثم رضی اللہ عنہ قبر سے باہر آئے تھے، لیکن سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ کو دوبارہ قبر میں اترنا پڑا، اس لیے سب سے آخر میں آپ ﷺ کو چھونے کا اعزاز ان ہی کے حصے میں آیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ دَفْنِهِ وَقَبْرِهِ ﷺ وَتَغْيِيْرِ الْحَالِ بَعْدَ مَوْتِهِ

رسول اللہ ﷺ کے دفن، آپ ﷺ کی قبر اور بعد از وفات حالات کی تبدیلی کا بیان

(۱۱۰۵٤)۔ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي: أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ لَمْ يَدْرُوْا أَيْنَ يَقْبُرُوْنَ النَّبِيَّ ﷺ حَتّٰى قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَنْ يُقْبَرَ نَبِيٌّ إِلَّا حَيْثُ يَمُوْتُ۔)) فَأَخَّرُوْا فِرَاشَهُ وَحَفَرُوْا لَهُ تَحْتَ فِرَاشِهِ۔ (مسند احمد: ۲۷)

ابن جریج سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: مجھے میرے والد نے بتلایا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کو کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ نبی کریم ﷺ کو کہاں دفن کریں، یہاں تک کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوں فرماتے سنا تھا کہ ''نبی جہاں فوت ہوتا ہے، اسے وہیں دفن کیا جاتا ہے۔'' چنانچہ آپ ﷺ کے بستر کو ہٹا کر اسی کے نیچے والی جگہ کو قبر کے لیے کھودا گیا۔

فوائد:...... یہ وجہ تھی کہ نبی کریم ﷺ کی قبر آپ ﷺ کے گھر میں ہی بنائی گئی اور آپ ﷺ کی قبر کو دیکھ کر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بھی آپ ﷺ کے پہلو میں دفنا دیا گیا، بعد میں مسجدِ نبوی کی توسیع کی گئی۔

(۱۱۰۵۵)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يَلْحَدُ وَآخَرُ يَضْرَحُ فَقَالُوْا: نَسْتَخِيْرُ رَبَّنَا، فَبَعَثَ إِلَيْهِمَا فَأَيُّهُمَا سُبِقَ تَرَكْنَاهُ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمَا فَسَبَقَ صَاحِبُ اللَّحْدِ فَأَلْحَدُوْا لَهُ۔ (مسند احمد: ۱۲٤٤۲)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو مدینہ منورہ میں ایک آدمی لحد والی یعنی بغلی قبر بناتا تھا اور دوسرا صندوقی یعنی شق والی قبر بناتا تھا، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے مشورہ کیا کہ اس بارے میں ہم اللہ تعالیٰ سے استخارہ (یعنی خیر طلب) کرتے ہیں اور ہم ان دونوں کی طرف پیغام بھیج کر انہیں بلواتے ہیں، جو پیچھے رہ گیا ہم اسے رہنے دیں گے، سو دونوں کی طرف پیغام بھیجا گیا اور لحد والی قبر بنانے والا پہلے آ گیا، پس انھوں نے آپ ﷺ کے لیے لحد تیار کی۔

(۱۱۰۵٦)۔ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْعُمَرِيُّ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے لیے لحد

(۱۱۰۵٤) تخريج: حديث قوى بطرقه، أخرجه ابن ماجه: ۱٦۲۸، والترمذى: ۱۰۱۸ (انظر: ۲۷)

(۱۱۰۵۵) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابن ماجه: ۱۵۵۷ (انظر: ۱۲٤۱۵)

(۱۱۰۵٦) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٤۷٦۲)

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُلْحِدَ لَهُ لَحْدٌ۔ (مسند احمد: ٤٧٦٢)

تیار کی گئی تھی۔

(١١٠٥٧)۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: مَا عَلِمْنَا بِدَفْنِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى سَمِعْنَا صَوْتَ الْمَسَاحِي مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ لَيْلَةَ الْأَرْبِعَاءِ، قَالَ مُحَمَّدٌ: وَقَدْ حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ: بِهٰذَا الْحَدِيثِ۔ (مسند احمد: ٢٦٨٨١)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کو دفن کیے جانے کا علم نہ ہو سکا تا آنکہ ہم نے بدھ کے دن رات کے وقت کینتیوں کی آوازیں سنیں۔ صاحبِ مغازی محمد بن اسحاق نے بیان ہے کہ مجھ سے یہ حدیث عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی زوجہ فاطمہ بنت محمد نے بیان کی۔

(١١٠٥٨)۔ (وَعَنْهَا اَيْضًا) قَالَتْ: تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ، وَدُفِنَ لَيْلَةَ الْأَرْبِعَاءِ۔ (مسند احمد: ٢٥٣٠٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات سوموار کے دن ہوئی تھی اور تدفین بدھ کی رات کو۔

فوائد:...... نبی کریم ﷺ نے دوشنبہ کے دن، ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ ہجری کو وفات پائی، اس حادثۂ دل فگار کی خبر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں فوراً پھیل گئی اور ان پر دنیا تاریک ہو گئی اور قریب تھا کہ وہ اپنے حواس کھو بیٹھتے، اُدھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر مسجد میں یہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت تک وفات نہیں پائیں گے، جب تک کہ اللہ تعالیٰ منافقین کو فنا نہ کر دے اور اس شخص کو کاٹنے اور قتل کرنے کی دھمکیاں دے رہے تھے جو یہ کہے کہ آپ وفات پا گئے ہیں، پھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایک ہلکی سی تقریر کی، جس میں آپ ﷺ کی وفات پر دلالت کرنے والی آیات تلاوت کیں، حتی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی وفات کا فیصلہ قبول کر لیا، پھر خلافت اور جانشینی کا مسئلہ کھڑا ہو گیا، مختلف دھڑوں میں اس موضوع پر بحث و گفتگو ہونے لگی اور سقیفہ بنی ساعدہ میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی گئی۔

اس قسم کے حالات کی وجہ سے سوموار کا باقی دن اور منگل کی رات گزر گئی، منگل کے روز رسول اللہ ﷺ کو کپڑے اتارے بغیر غسل دیا گیا، بیچ میں قبر کھودنے کا مسئلہ بھی پیش آیا اور اس کو حل کیا گیا، جیسا کہ پچھلی احادیث میں بیان ہو چکا ہے، تجہیز و تکفین کے بعد صحابۂ کرام مختلف ٹولیوں کی صورت میں نماز جنازہ ادا کرتے رہے، یہاں تک کہ منگل کا پورا دن اور بدھ کی بیشتر رات گزر گئی اور اسی رات کے اواخر میں آپ ﷺ کے جسد پاک کو سپردِ خاک کیا گیا۔

(١١٠٥٩)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جُعِلَ فِي

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(١١٠٥٧) تخريج: حديث محتمل للتحسين، أخرجه البيهقي في "الدلائل": ٧/ ٢٥٦ (انظر: ٢٦٣٤٩)

(١١٠٥٨) تخريج: حديث محتمل للتحسين أخرجه الطبراني "في الاوسط": ٤٣٠٠، ومالك في "المؤطاء": ١/ ٢٣١ (انظر: ٢٤٧٩٠)

(١١٠٥٩) تخريج: أخرجه مسلم: ٩٦٧ (انظر: ٣٣٤١)

قَبْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَطِيفَةٌ حَمْرَاءُ۔ (مسند احمد: ٣٣٤١) کی قبر کے اندر ایک سرخ رنگ کی چادر رکھی گئی تھی۔

فوائد:...... کیا قبر میں میت کے نیچے چادر یا چٹائی وغیرہ بچھانا درست ہے؟

امام نووی نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے غلام سیدنا شقران رضی اللہ عنہ نے یہ چادر قبر میں بچھائی اور اس کے بارے میں کہا: كَرِهْتُ اَنْ يَلْبَسَهَا اَحَدٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ ...... میں نے یہ بات ناپسند کی کہ کوئی آدمی رسول اللہ ﷺ کے بعد یہ چادر پہنے (اس لیے میں نے اس کو قبر میں بچھا دیا)۔ (بیہقی: ۳/ ۴۰۸) امام شافعی اور ہمارے تمام اصحاب اور دوسرے اہل علم نے یہی وضاحت کی ہے کہ قبر میں میت کے نیچے کوئی چادر، گدا اور تکیہ وغیرہ رکھنا مکروہ ہے، البتہ ہمارے اصحاب میں سے امام بغوی نے اپنی کتاب "التھذیب" میں ایک شاذ رائے دیتے ہوئے کہا: اس حدیث کی روشنی میں ایسا عمل کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن درست بات یہی ہے کہ ایسی چادر بچھانا مکروہ ہے، جیسا کہ جمہور اہل علم کا خیال ہے، اِن اہل علم نے اس حدیث کا جواب دیتے ہوئے کہا: یہ سیدنا شقران رضی اللہ عنہ کا فعل ہے اور انھوں نے ناپسند کیا تھا کہ نبی کریم ﷺ جو چادر بچھایا اور پہنا کرتے تھے، آپ ﷺ کے بعد کوئی آدمی وہ چادر زیبِ تن کرے، اس صحابی کا ضمیر اس بات پر راضی نہیں ہو سکا کہ آپ ﷺ کے بعد اس چادر کو پہنا جائے، جبکہ دوسرے صحابہ نے اُن کی مخالفت بھی کی ہے، جیسا امام بیہقی (۳/ ۴۰۸) نے روایت کیا کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ مکروہ اور ناپسندیدہ ہے کہ قبر میں میت کے نیچے کوئی کپڑا رکھا جائے۔ واللہ اعلم۔ (شرح مسلم: ۷/۳۴)

نبی کریم ﷺ نے اپنے عہدِ مبارک میں قبر میں کوئی کپڑا اور چٹائی وغیرہ بچھانے کا اہتمام نہیں کیا، لہٰذا اسی فعلی سنت کا پابند رہنا چاہیے۔

(١١٠٦٠)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِي عِيدًا، وَلَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا، وَحَيْثُمَا كُنْتُمْ فَصَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي۔)) (مسند أحمد: ٨٧٩٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہ میری قبر کو عید بناؤ اور نہ اپنے گھروں کو قبرستان بناؤ اور تم جہاں کہیں بھی ہو، مجھ پر درود پڑھا کرو، کیونکہ تمہارا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے۔''

فوائد:...... نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کی نیت سے خصوصی سفر نہ کیا جائے، مزید دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۶۹۹)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔﴾...... ''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں، اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اس پر صلوٰۃ بھیجو اور سلام بھیجو، خوب سلام بھیجنا۔'' (سورۂ احزاب: ٥٦)

(١١٠٦٠) تخريج: اسناده حسن أخرجه ابو داود: ٢٠٤٢ (انظر: ٨٨٠٤)

امام اسماعیل بن اسحاق جہضمی قاضی مالکی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "فضل الصلاة علی النبی ﷺ" میں درود و سلام سے متعلقہ (۱۰۷) احادیث ذکر کی ہیں، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کتاب کی تخریج کی اور صحت وضعف کا حکم لگایا۔

اس کتاب میں درود وسلام کے جو صیغے بیان کیے گئے ہیں، ان میں مختصر الفاظ والے درج ذیل ہیں:

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی آلِ إِبْرَاهِيْمَ اللّٰهُمَ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی آلِ إِبْرَاهِيْمَ . اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی إِبْرَاهِيْمَ وَآلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ . اللّٰهُمَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ۔

صحیح مسلم میں شفاعت عظمی سے متعلقہ طویل حدیث میں نبی کریم ﷺ کے درج ذیل الفاظ پر غور کریں:

اِذْهَبُوا إِلٰی إِبْرَاهِيمَ ﷺ فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ ...... فَيَأْتُونَ مُوسٰی ﷺ فَيَقُولُونَ ...... فَيَقُولُ لَهُمْ مُوسٰی ﷺ ......اذْهَبُوا إِلٰی عِيسٰی ﷺ فَيَأْتُونَ عِيسٰی ......فَيَقُولُ لَهُمْ عِيسٰی ﷺ إِنَّ رَبِّی ...... اذْهَبُوا إِلَی مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اہل علم کی ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ اس حدیث میں "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" کے الفاظ مرفوع ہیں۔

مسجد میں داخل ہونے اور مسجد سے نکلنے کی دعاؤں درود وسلام کے مندرجہ ذیل الفاظ مذکورہ ہیں:

((الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ۔)) ...... ''اللہ کے رسول پر درود وسلام ہو۔'' (ابن ماجہ، ابن سنی)

درج ذیل ایک حدیث بھی مذکورہ بالا کتاب "فَضْلُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ" سے لی گئی ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ فَقَدْ خَطِيءَ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ۔)) ......

''جس شخص کے پاس میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہیں بھیجا تو وہ جنت کا راستہ بھٹک گیا۔''

ظاہر ہے جو جنت کی طرف رہنمائی کرنے والے محسن اور ہادی کو درود وسلام کے ذریعے یاد نہیں رکھتا، اس نے پھر جنت......۔

(۱۱۰۶۱)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي دَخَلَ فِيهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ أَضَاءَ مِنَ الْمَدِينَةِ كُلُّ شَيْءٍ، فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَظْلَمَ مِنَ الْمَدِينَةِ كُلُّ شَيْءٍ، وَمَا فَرَغْنَا مِنْ دَفْنِهِ حَتّٰى أَنْكَرْنَا قُلُوبَنَا۔ (مسند احمد: ۱۳۳۴۵)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس دن اللہ کے رسول ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تھے، مدینہ منورہ کی ہر چیز روشن ہو گئی، لیکن جس روز آپ ﷺ کا انتقال ہوا، اس دن مدینہ منورہ کی ہر چیز پر اندھیرا چھایا ہوا تھا اور ہم ابھی تک آپ ﷺ کے دفن سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ ہم نے اپنے دلوں میں تبدیلی محسوس کی۔

(۱۱۰۶۱) تخریج: حديث صحيح أخرجه ابن ماجه: ۱٦۳۱، والترمذي: ۳٦۱۸ (انظر: ۱۳۳۱۲)

فــوائــد:...... عہدِ نبوی اس جہاں کا سنہری دور تھا، وہ زمانہ للّٰہیت، خیر و بھلائی، پاس و لحاظ، الفت و محبت، صفائے قلب اور اعمال صالحہ کی کثرت جیسی صفات سے متصف تھا، ہمارے لیے تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ بھی انتہائی بابرکت ہے، لیکن عہد نبوی کی بہ نسبت اس میں تغیر پیدا ہو گیا تھا، جس کو صحابۂ کرام نے محسوس بھی کیا، کہتے ہیں کہ ''بڑوں پہ بڑے بھاری''، زمانے کو جو برکت آپ ﷺ کے وجود سے ملی تھی، جب آپ ﷺ نہیں ہوں گے تو وہ کیسے برقرار رہے گی۔

(۱۱۰۶۲)۔ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ قَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا دَفَنَّا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَرَجَعْنَا قَالَتْ فَاطِمَةُ: يَا أَنَسُ! أَطَابَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ دَفَنْتُمْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي التُّرَابِ وَرَجَعْتُمْ۔ (مسند احمد: ۱۳۱٤۸)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب ہم رسول اللہ ﷺ کو دفن کر کے واپس آئے تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ارے انس! تمہارے دلوں نے اس بات کو کیسے گوارا کر لیا کہ تم رسول اللہ ﷺ کو مٹی میں دفن کر کے واپس چلے آئے۔

(۱۱۰۶۲)۔ اس جسد اطہر کو دفن کرنے کے لیے مٹی تو ڈالنی ہی تھی، بس سیدہ آپ ﷺ کی عظمت اور اپنے غم کا اظہار کر رہی تھی، سیدنا انس رضی اللہ عنہ بظاہر تو خاموش ہو گئے، لیکن وہ زبانِ حال سے یہ کہہ رہے تھے کہ یہ مٹی ڈالنا ہمیں بھی گوارا نہ تھا، لیکن کیا کرتے، آخر آپ ﷺ کا حکم جو یہی تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْيِينِ يَوْمِ وَفَاتِهِ وَمُدَّةِ عُمْرِهِ ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے یومِ وفات کی تعیین اور آپ ﷺ کی مدتِ عمر کا بیان

(۱۱۰٦۳)۔ (۱۰٤٦٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: وُلِدَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَاسْتُنْبِيءَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ، وَتُوُفِّيَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ، وَخَرَجَ مُهَاجِرًا مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ، وَقَدِمَ الْمَدِينَةَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ، وَرَفَعَ الْحَجَرَ الْأَسْوَدَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ۔ (مسند احمد: ۲۵۰٦)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سوموار کے دن پیدا ہوئے، سوموار کے دن نبوت ملی اور سوموار کو ہی وفات پائی، آپ ﷺ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کے لیے سوموار کو نکلے اور سوموار کو ہی مدینہ منورہ پہنچے اور آپ ﷺ نے سوموار کے دن ہی حجرِ اسود کو اٹھایا تھا۔''

فــوائــد:...... نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت سوموار کو ہوئی، یہ متفق علیہ حقیقت ہے، البتہ قمری مہینے کی تاریخ کے بارے میں اختلاف ہے، کئی اقوال مذکور ہیں، ان میں دو اقوال درج ذیل ہیں:

(۱۱۰٦۲) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٤٦٢ (انظر: ۱۳۱۱۷)

(۱۱۰٦۳) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة أخرجه الطبراني ۱۲۸۹٤، والبيهقي في "دلائل النبوة": ۷/ ۲۳۳ (انظر: ۲۵۰٦)

(۱)......ربیع الاول کی (۹) تاریخ

ابن عبدالبر نے نقل کیا کہ مؤرخین نے اسی قول کو صحیح قرار دیا، محمد بن موسی خوارزمی کے نزدیک یہی قطعی اور یقینی قول ہے، ابن حزم نے اسی کو ترجیح دی اور ابو خطاب بن دحیہ نے اپنی کتاب ''التنویر فی مولد البشیر النذیر'' میں اسی رائے کو اختیار کیا۔

(۲)......ربیع الاول کی (۱۲) تاریخ

یہ ابن اسحاق کی رائے ہے۔

پہلا قول یہی راجح ہے اور یہ وہی سال تھا، جس میں ابرہہ نے مکے پر حملہ کیا تھا، جس کو ''عام الفیل'' کہتے ہیں، اس روز اپریل (571ء) کی (22) تاریخ تھی۔

(۱۱۰۶٤)۔ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: قَالَ لِي حَبْرٌ بِالْيَمَنِ: إِنْ كَانَ صَاحِبُكُمْ نَبِيًّا فَقَدْ مَاتَ الْيَوْمَ، قَالَ جَرِيرٌ: فَمَاتَ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۱۹٤٤٥)

سیدنا جریر بن عبداللہ بَجَلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: یمن میں ایک یہودی عالم نے مجھ سے کہا کہ اگر تمہارا ساتھی سچا نبی تھا تو آج ان کا انتقال ہو گیا ہے۔ سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: واقعی آپ ﷺ سوموار کے دن فوت ہوئے تھے۔

فوائد:...... یہودیوں اور عیسائیوں کے مذہبی ادب میں نبی کریم ﷺ کے بارے میں کئی پیشین گوئیاں موجود تھیں اور وہ ان کے سامنے برحق ثابت ہوئیں، کتنی حیران کن بات ہے کہ پھر بھی ان لوگوں نے ہدایت کو قبول نہیں کیا۔ اس ضمن میں سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا ایمان لانے کا واقعہ انتہائی سبق آموز ہے۔

(۱۱۰٦٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَسِتِّيْنَ۔ (مسند احمد: ۱۸٤٦)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال پینسٹھ برس کی عمر میں ہوا تھا۔

فوائد:...... امام بیہقی نے کہا: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے کثیر اور ثقہ شاگردوں کی روایت کے مطابق آپ ﷺ کی عمر تریسٹھ برس تھی اور ان ہی کی روایت اس باب کی صحیح روایت کے موافق ہے، جو کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی دو روایتوں میں سے ایک کے اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے موافق ہے (کہ آپ ﷺ کی عمر تریسٹھ برس تھی)۔ (دلائل النبوۃ: ۷/ ۲٤۱) سیدنا معاویہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما کی روایات کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

(۱۱۰٦٦)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ: أُنْزِلَ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(۱۱۰٦٤) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير": ۲٤۷۹ (انظر: ۱۹۲۳۲)

(۱۱۰٦٥) تخريج: اسناده ضعيف، علي بن زيد بن جدعان ضعيف، أخرجه ابويعلى: ۲٤۱۲، والطبراني: ۱۲۸٤٥ (انظر: ۱۸٤٦)

(۱۱۰٦٦) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۸۵۱ (انظر: ۲۱۱۰)

عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَأَرْبَعِينَ، فَمَكَثَ بِمَكَّةَ عَشْرًا وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرًا، وَقُبِضَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ۔ (مسند احمد: ۲۰۱۷)

پر نزولِ وحی کا آغاز ہوا تو آپ ﷺ کی عمر مبارک تینتالیس برس تھی، اس کے بعد آپ نے مکہ مکرمہ میں دس سال اور مدینہ منورہ دس سال قیام کیا اور تریسٹھ برس کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا۔

فوائد: ...... دوسری سند کے مطابق سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی اس روایت کے الفاظ درج ذیل ہے:

بُعِثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَوْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِينَ سَنَةً، فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ، قَالَ: فَمَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ۔

رسول ﷺ کی بعثت یا آپ ﷺ پر نزولِ قرآن کی ابتداء جب ہوئی تو آپ ﷺ کی عمر چالیس برس تھی، اس کے بعد آپ نے تیرہ سال مکہ مکرمہ میں اور دس برس مدینہ منورہ میں بسر کئے اور تریسٹھ برس کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا۔

ایک حدیث میں چالیس سال کی عمر میں نزولِ وحی کا ذکر ہے اور دوسری میں تینتالیس برس کا؟ جمع و تطبیق کی صورت یہ ہے کہ دوسری حدیث میں فترہ وحی کا زمانہ شمار نہیں کیا گیا، وگرنہ وحی کا آغاز آپ ﷺ کی چالیس برس کی عمر میں ہی ہوا تھا۔

(۱۱۰۶۷)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ سَنَةً۔ (مسند احمد: ۲۵۱۲۵)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا تریسٹھ برس کی عمر میں انتقال ہوا۔

(۱۱۰۶۸)۔ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ، يَقُولُ: وَهُوَ يَخْطُبُ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ، وَتُوُفِّيَ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ، وَتُوُفِّيَ عُمَرُ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ، قَالَ مُعَاوِيَةُ: وَأَنَا الْيَوْمَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ۔ (مسند احمد: ۱۶۹۹۸)

سیدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو خطبہ میں یوں کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات تریسٹھ سال کی عمر میں اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات بھی تریسٹھ سال کی عمر میں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال بھی تریسٹھ سال کی عمر میں ہوا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے مزید کہا کہ اب میری عمر بھی تریسٹھ سال ہو چکی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مُخَلَّفَاتِهِ ﷺ وَمِيرَاثِهِ

رسول اللہ ﷺ کے ترکہ اور میراث کا بیان

(۱۱۰۶۹)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: مَا تَرَكَ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(۱۱۰۶۷) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۵۳۶، ۴۴۶۶، ومسلم: ۲۳۴۹ (انظر: ۲۴۶۱۸)

(۱۱۰۶۸) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۳۵۲ (انظر: ۱۶۸۷۳)

(۱۱۰۶۹) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۶۳۵ (انظر: ۲۴۱۷۶)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دِيْنَارًا، وَلَا دِرْهَمًا، وَلَا شَاةً، وَلَا بَعِيْرًا، وَلَا اَوْصٰى بِشَيْءٍ۔ (مسند احمد: ٢٤٦٧٩)

نے دینار، درہم، بکری اور اونٹ ترکہ میں کچھ نہیں چھوڑا اور نہ ہی آپ ﷺ نے ایسی کسی چیز کے بارے میں کوئی وصیت کی۔

(١١٠٧٠)۔ عَنْ سُفْيَانَ وَاِسْحٰقَ يَعْنِي الْاَزْرَقَ قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الْحَارِثِ قَالَ: اِسْحٰقُ ابْنِ الْمُصْطَلِقِ يَقُوْلُ: مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا سَلَاحَهُ، وَبَغْلَةً بَيْضَاءَ، وَاَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً۔ (مسند احمد: ١٨٦٤٩)

سیدنا عمرو بن الحارث بن مصطلق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف اسلحہ، سفید خچر اور کچھ زمین چھوڑی تھی اور ان کی حیثیت بھی صدقہ کی تھی۔

فوائد:...... انبیائے کرام اور رسلِ عظام کی چھوڑی ہوئی میراث پر صدقہ کا حکم لگایا جاتا ہے، جیسا کہ اگلی احادیث میں آرہا ہے۔

(١١٠٧١)۔ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ، فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا إِزَارًا غَلِيظًا مِمَّا صُنِعَ بِالْيَمَنِ، وَكِسَاءً مِنَ الَّتِي يَدْعُونَ الْمُلَبَّدَةَ، قَالَ بَهْزٌ: تَدْعُونَ، فَقَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قُبِضَ فِي هٰذَيْنِ الثَّوْبَيْنِ۔ (مسند احمد: ٢٥٥١١)

سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا، انہوں نے ہمیں یمن میں تیار ہونے والی ایک موٹی سی چادر اور ایک ایسی چادر نکال کر دکھائی جسے تم لوگ "مُلَبَّدَة" کہتے ہو اور کہا: رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ یہ دو چادریں زیب تن کئے ہوئے تھے۔

(١١٠٧٢)۔ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها اَنَّ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَرَدْنَ أَنْ يُرْسِلْنَ عُثْمَانَ إِلٰى اَبِي بَكْرٍ يَسْأَلْنَهُ مِيْرَاثَهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ لَهُنَّ عَائِشَةُ: أَوَ لَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا نُوْرَثُ، مَا تَرَكْنَاهُ فَهُوَ صَدَقَةٌ۔)) (مسند احمد: ٢٦٧٩٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے تو آپ ﷺ کی ازواج مطہرات نے چاہا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجیں، تاکہ وہ رسول اللہ ﷺ سے اپنی میراث کا مطالبہ کر سکیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ "ہمارے وارث نہیں بنتے، ہم جو کچھ چھوڑ کر جاتے ہیں، وہ صدقہ ہوتا ہے۔"

(١١٠٧٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٩١٢، ٢٨٧٣ (انظر: ١٨٤٥٨)

(١١٠٧١) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٠٨٠، وابوداود: ٤٠٣٦ (انظر: ٢٤٩٩٧)

(١١٠٧٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٧٣٠، ومسلم: ١٧٥٨ (انظر: ٢٦٢٦٠)

(۱۱۰۷۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّا مَعْشَرَ الْأَنْبِيَاءِ لَا نُوْرَثُ، مَا تَرَكْتُ بَعْدَ مَئُوْنَةِ عَامِلِيْ وَنَفَقَةِ نِسَائِيْ صَدَقَةٌ۔)) (مسند احمد: ۹۹۷۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم جو انبیاء کی جماعت ہیں، ہمارا کوئی وارث نہیں بنتا، میں اپنے عاملوں اور بیویوں کے اخراجات کے بعد جو کچھ چھوڑوں، وہ صدقہ ہوگا۔''

فوائد: ...... مزید احادیث اور مسئلہ کی وضاحت کے لیے دیکھیں حدیث نمبر (۶۳۴۷)

(۱۱۰۷۴)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَتْ دِرْعُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَرْهُوْنَةً، مَا وَجَدَ مَا يَفْتَكُّهَا حَتّٰى مَاتَ۔ (مسند احمد: ۱۲۰۱۶)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک زرہ کسی کے پاس گروی رکھی ہوئی تھی، آپ ﷺ کی وفات تک اتنی گنجائش نہیں تھی کہ آپ اسے واپس لے سکتے۔

(۱۱۰۷۵)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ وَقَالَ مَرَّةً: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا، مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي وَمَئُوْنَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ۔)) زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ بَعْدَ قَوْلِهِ: ((وَمَئُوْنَةِ عَامِلِي۔)) قَالَ يَعْنِي عَامِلَ أَرْضِهِ۔ (مسند احمد: ۷۳۰۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے ورثاء دینار اور درہم تقسیم نہیں کریں گے، میں اپنی ازواج کے نان ونفقہ اور اپنے زرعی رقبہ پر مقرر کردہ عامل کے اخراجات کے بعد جو کچھ چھوڑ جاؤں، وہ صدقہ ہوگا۔''

(۱۱۰۷۶)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: أَنَّ فَاطِمَةَ وَالْعَبَّاسَ أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيرَاثَهُمَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُمَا حِينَئِذٍ يَطْلُبَانِ أَرْضَهُ مِنْ فَدَكَ وَسَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ، فَقَالَ لَهُمَا أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا نُوْرَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ۔)) وَإِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ فِي هٰذَا الْمَالِ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَا أَدَعُ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُهُ فِيهِ إِلَّا صَنَعْتُهُ۔ (مسند احمد: ۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آ کر رسول اللہ ﷺ کی فدک والی زمین اور خیبر والے حصہ میں سے اپنا میراث والا حق طلب کیا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ''ہمارے وارث نہیں بنتے، ہم جو کچھ چھوڑ کر جاتے ہیں، وہ صدقہ ہوتا ہے۔'' البتہ آل محمد ﷺ اس مال میں سے کھاتے رہیں گے، اللہ کی قسم! میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو جو کام جس طرح کرتے دیکھا، میں بھی ویسے ہی کروں گا۔

(۱۱۰۷۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۷۷۶، ۳۰۹۶، ۶۷۲۹، ومسلم: ۱۷۶۰ (انظر: ۹۹۷۲)
(۱۱۰۷۴) تخریج: حدیث صحیح أخرجه الترمذی فی "الشمائل": ۳۲۶ (انظر: ۱۱۹۹۳).
(۱۱۰۷۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۷۷۶، ۳۰۹۶، ۶۷۲۹، ومسلم: ۱۷۶۰ (انظر: ۷۳۰۳)
(۱۱۰۷۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۴۰۳۵، ۶۷۲۵، ومسلم: ۱۷۵۹ (انظر: ۹)

فوائد:...... نبی کریم ﷺ کی آل کی کفالت کی جائے گی، لیکن آپ ﷺ کے ترکے کا کوئی حصہ ان کو بطور میراث نہیں دیا جائے گا۔

(١١٠٧٧)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِينَةِ وَفَدَكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ۔)) إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِي هٰذَا الْمَالِ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ! لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَنْ حَالِهَا الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَلَأَعْمَلَنَّ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَبَى أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَدْفَعَ إِلَى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا، فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ فِي ذٰلِكَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي، وَأَمَّا الَّذِي شَجَرَ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ مِنْ هٰذِهِ الْأَمْوَالِ، فَإِنِّي لَمْ آلُ فِيهَا عَنِ الْحَقِّ، وَلَمْ أَتْرُكْ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُهُ فِيهَا إِلَّا صَنَعْتُهُ۔ (مسند احمد: ٥٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ دختر رسول سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیج کر مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کے مالِ فے والے حصے، فدک اور خیبر والے خمس کے بقیہ حصہ سے اپنا حصہ طلب کیا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''دنیوی طور پر کوئی ہمارا وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ کر جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔'' البتہ آل محمد ﷺ اس میں سے کھا سکتے ہیں۔ اللہ کی قسم! اللہ کے رسول ﷺ کے اس صدقہ کی جو حالت اور کیفیت رسول اللہ ﷺ کے عہد میں تھی، میں اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کروں گا اور میں بھی اس میں اسی طرح عمل کروں گا، جیسے اللہ کے رسول ﷺ عمل کرتے تھے، اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کچھ دینے سے انکار کر دیا، اس وجہ سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دل میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ ناراضگی اور غصہ آ گیا، تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس اللہ کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مجھے اپنے رشتہ داروں کی بہ نسبت رسول اللہ ﷺ کے رشتہ داروں کی صلہ رحمی زیادہ محبوب ہے، مگر اس مال کے سلسلہ میں میرے اور آپ کے درمیان جو رنجش آ گئی ہے تو حقیقت یہی ہے کہ میں نے اس بارے میں راہِ صواب سے ذرہ بھی انحراف نہیں کیا اور میں نے اس میں رسول اللہ ﷺ کو جو عمل کرتے دیکھا ہے میں نے اسے نہیں چھوڑا بلکہ میں نے بھی اسی طرح کیا ہے۔

(١١٠٧٨)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَتْ:

(دوسری سند) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہی حدیث سابق روایت

(١١٠٧٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٢٤٠، ٤٢٤١، ومسلم: ١٧٥٩ (انظر: ٥٥)

(١١٠٧٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ فَهَجَرَتْ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَلَمْ تَزَلْ مُهَاجِرَتَهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ، قَالَ: وَعَاشَتْ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سِتَّةَ أَشْهُرٍ، قَالَ: وَكَانَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَسْأَلُ أَبَا بَكْرٍ نَصِيبَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ خَيْبَرَ وَفَدَكَ وَصَدَقَتِهِ بِالْمَدِينَةِ، فَأَبٰى أَبُو بَكْرٍ عَلَيْهَا ذٰلِكَ وَقَالَ: لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا، كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَعْمَلُ بِهِ إِلَّا عَمِلْتُ بِهِ، وَإِنِّي أَخْشٰى إِنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِهِ أَنْ أَزِيغَ، فَأَمَّا صَدَقَتُهُ بِالْمَدِينَةِ فَدَفَعَهَا عُمَرُ إِلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَغَلَبَهُ عَلَيْهَا عَلِيٌّ، وَأَمَّا خَيْبَرُ وَفَدَكُ فَأَمْسَكَهُمَا عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقَالَ: هُمَا صَدَقَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كَانَتَا لِحُقُوقِهِ الَّتِي تَعْرُوهُ وَنَوَائِبِهِ، وَأَمْرُهُمَا إِلٰى مَنْ وَلِيَ الْأَمْرَ، قَالَ: فَهُمَا عَلٰى ذٰلِكَ الْيَوْمَ۔ (مسند احمد: ۲۵)

کی مانند مروی ہے، البتہ اس میں تفصیل اس طرح ہے: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ناراض ہوگئیں اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے قطع تعلق کر لیا اور یہ سلسلہ ان کی وفات تک جاری رہا، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد چھ ماہ تک زندہ رہی تھیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے خیبر والے اور فدک والے اور مدینہ میں موجود حصے سے اپنے حصے کا مطالبہ کرتی تھیں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو حصہ دینے سے انکار کیا اور کہا: اللہ کے رسول ﷺ جس طرح کیا کرتے تھے، میں بھی اسی طرح کروں گا اور اس میں سے کسی بھی عمل کو ترک نہیں کروں گا، مجھے ڈر ہے کہ اگر میں نے آپ ﷺ کے طرز عمل میں سے کچھ بھی چھوڑ دیا تو میں راہ راست سے بھٹک جاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ کا جو صدقہ یعنی مال مدینہ منورہ میں تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا تھا اور اس پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ غالب آ گئے تھے۔ البتہ خیبر اور فدک والے حصوں کو عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے کنٹرول میں ہی رکھا اور کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے صدقہ ہیں، یہ آپ ﷺ کو پیش آنے والی ضروریات اور حقوق کے لیے تھے، ان کا انتظام اور کنٹرول حاکمِ وقت کے پاس رہے گا، وہ اب تک اسی طرح چلے آ رہے ہیں۔

(۱۱۰۷۹)۔ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَرْسَلَتْ فَاطِمَةُ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ: أَنْتَ وَرِثْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمْ أَهْلُهُ؟ قَالَ: فَقَالَ: لَا، بَلْ أَهْلُهُ، قَالَتْ: فَأَيْنَ سَهْمُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَقَالَ

سیدنا ابوطفیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیج کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے وارث آپ ہیں یا ان کے اہل خانہ ہیں؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: رسول اللہ ﷺ کے وارث تو آپ ﷺ کے اہل خانہ ہی ہیں، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

(۱۱۰۷۹) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجہ ابوداود: ۲۹۷۳ (انظر: ۱٤)

أَبُوبَكْرٍ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا أَطْعَمَ نَبِيًّا طُعْمَةً ثُمَّ قَبَضَهُ جَعَلَهُ لِلَّذِي يَقُومُ مِنْ بَعْدِهِ۔)) فَرَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّهُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَتْ: فَأَنْتَ وَمَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَعْلَمُ۔ (مسند احمد: ١٤)

نے کہا: مال فے میں سے رسول اللہ ﷺ والا حصہ کہاں ہے؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی نبی کو کچھ عطا فرماتا ہے پھر نبی کی وفات ہوتی ہے تو اس کے بعد اس کا نائب ہی اس چیز کا حق دار ہوتا ہے۔'' میں نے سوچا ہے کہ اس حصہ کو مسلمانوں کی طرف لوٹا دوں تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ سن کر کہا آپ ہی بہتر جانتے ہیں کہ آپ ﷺ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے یا نہیں؟

فوائد:...... درج ذیل روایت اس حدیث کا شاہد ہے:
سیدنا سعد بن تمیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا لِلْخَلِيفَةِ مِنْ بَعْدِكَ؟ قَالَ: ((مَثَلُ الَّذِي لِيْ مَا عَدَلَ فِي الْحُكْمِ وَاَقْسَطَ فِي الْقِسْطِ وَرَحِمَ ذَا الرَّحِمِ۔)) ...... کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کے بعد خلیفہ کا کیا حق ہوگا؟ جب تک وہ فیصلہ کرنے میں انصاف کرے اور رشتہ دار پر رحم کرے تو اس کے لیے وہی حق ہوگا، جو میرے لیے ہے۔'' (التاريخ الكبير للبخاری: ٤/ ٤٦)
حافظ ابن کثیر نے مسند احمد سے یہ حدیث نقل کرنے کے بعد کہا: اس کے متن میں غرابت اور نکارت پائی جاتی ہے، ممکن ہے کہ یہ روایت بالمعنی ہو اور بعض راویوں کو سمجھ نہ آئی ہو، جبکہ اس کی سند میں ایسے راوی بھی ہیں، جن میں شیعیت پائی جاتی ہے، اس نقطے کا علم ہونا چاہیے، اس معاملے میں سب سے بہتر یہ الفاظ ہیں: انت وما سمعت من رسول الله ﷺ۔ یہی الفاظ زیادہ درست اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حکم، سیادت، علم اور دین کے لائق ہیں۔ (البدایۃ: ۵/ ۲۸۹)

(١١٠٨٠)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رُفَيْعٍ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَشَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ اللَّوْحَيْنِ، وَدَخَلْنَا عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ فَقَالَ: مِثْلَ ذٰلِكَ، قَالَ: وَكَانَ الْمُخْتَارُ يَقُولُ: الْوَحْيُ۔ (مسند احمد: ١٩٠٩)

عبدالعزیز بن رُفیع سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اور شداد بن معقل ہم دونوں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گئے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ صرف یہ چیز چھوڑ کر گئے ہیں جو ان دو گتوں کے درمیان ہے۔ (یعنی قرآن کریم) اور ہم محمد بن علی کی خدمت میں گئے تو انہوں نے بھی ایسے ہی کہا، عبدالعزیز نے کہا کہ مختار بن ثقفی کہا کرتا تھا کہ اس کی طرف وحی نازل ہوتی ہے۔

فوائد:...... امام بخاری نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے: بَابُ مَنْ قَالَ: لَمْ يَتْرُكِ النَّبِيُّ ﷺ إِلَّا

(١١٠٨٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٠١٩ (انظر: ١٩٠٩)

بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ (اس آدمی کا بیان کہ جس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے کچھ نہیں چھوڑا، مگر وہ چیز جو دو گتوں کے درمیان ہے)
حافظ ابن حجر نے کہا: دراصل یہ باب ان لوگوں پر ردّ ہے، جن کا نظریہ یہ ہے کہ حاملین قرآن کی شہادت اور موت کی وجہ سے قرآن مجید کا بہت زیادہ حصہ ضائع ہو گیا، جبکہ یہ ایسا نظریہ ہے، جو رافضیوں نے گھڑا، تا کہ وہ اپنے اس دعوی کو سچا ثابت کر سکیں کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے وقت یہ بات مسلّم تھی کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو امامت و خلافت ملے گی اور یہ حقیقت قرآن مجید میں بھی موجود تھی، لیکن صحابہ نے اس کو چھپا لیا، یہ ایک باطل دعوی ہے، کیونکہ صحابہ نے کچھ نہیں چھپایا۔ (فتح الباری)

اَبْوَابُ مَاجَاءَ فِیْ خُطَبِهٖ ﷺ غَیْرَ مَاتَقَدَّمَ فِی الْكِتَابِ
کتاب میں پہلے مذکور باتوں کے علاوہ آپ ﷺ کے خطبات

بَابُ خُطْبَةٍ فِیْ فَضْلِ نَسَبِهِ الشَّرِیْفِ وَطِیْبِ عُنْصَرِهِ الْمُنِیْفِ
نبی کریم ﷺ کے نسب کی فضیلت اور پاکیزگی کے بیان میں آپ ﷺ کا خطبہ

(۱۱۰۸۱)۔ قَالَ الْعَبَّاسُ: بَلَغَهُ ﷺ بَعْضُ مَا يَقُولُ النَّاسُ، قَالَ: فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَقَالَ: ((مَنْ أَنَا؟)) قَالُوْا: أَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ، فَقَالَ: ((أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِ خَلْقِهِ، وَجَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِ فِرْقَةٍ، وَخَلَقَ الْقَبَائِلَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِ قَبِيلَةٍ، وَجَعَلَهُمْ بُيُوتًا فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ بَيْتًا، فَأَنَا خَيْرُكُمْ بَيْتًا وَخَيْرُكُمْ نَفْسًا۔)) (مسند احمد: ۱۷۸۸)

سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو یہ بات پہنچی کہ کچھ لوگوں نے آپ ﷺ کے نسب کے متعلق نازیبا اور ناروا باتیں کی ہیں۔ نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: ''لوگو بتلاؤ! میں کون ہوں؟'' صحابہ نے عرض کیا: آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں، اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اس نے انسانوں کے بہترین گروہ میں بنایا، اس نے قبائل بنائے تو مجھے بہترین قبیلہ میں بنایا، اس نے ان کے گھرانے بنائے تو اس نے مجھے بہترین گھرانے میں بنایا۔ میں گھرانے اور اپنی ذات کے لحاظ سے (یعنی ہر لحاظ سے) تم سب سے افضل ہوں۔''

فوائد:...... نبی کریم ﷺ کا نسب اس طرح ہے۔
محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قُصَی بن کِلاب بن مُرّہ بن کعب بن لُؤَی بن غالب

(۱۱۰۸۱) تخريج: حسن لغيره أخرجه الترمذي: ۳٦۰۷ (انظر: ۱۷۸۸)

بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ عدنان بالاتفاق اسماعل علیہ السلام کی نسل سے ہیں، لیکن ان دونوں کے درمیان کتنی پشتیں ہیں اور ان کے نام کیا کیا ہیں، اس بارے بڑا اختلاف ہے۔

آپ قبیلۂ قریش سے تعلق رکھتے تھے، جو پورے عرب میں سب سے معزز قبیلہ تھا، قریش دراصل فہر بن مالک یا نضر بن کنانہ کا لقب تھا، بعد میں اس کی اولاد اسی نسبت سے مشہور ہوئی۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرب بلحاظ جنس عجمیوں سے افضل ہیں، پھر عربوں میں قریشی، قریشیوں میں بنی ہاشم اور بنو ہاشم میں سب سے زیادہ فضیلت محمد ﷺ ہیں، بلکہ آپ ﷺ پوری انسانیت میں سب سے زیادہ فضیلت پانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہر اعتبار سے آپ ﷺ کو برتری اور فضیلت عطا کی، اس حدیث میں آپ ﷺ کے نسب کی فضیلت کا بیان ہے۔

سیدنا عبدالمطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: أَتَى نَاسٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا: إِنَّا لَنَسْمَعُ مِنْ قَوْمِكَ حَتّٰى يَقُوْلَ الْقَائِلُ مِنْهُمْ: إِنَّمَا مِثْلُ مُحَمَّدٍ مِثْلُ نَخْلَةٍ نَبَتَتْ فِي كِبَاءٍ، قَالَ حُسَيْنٌ: اَلْكِبَاءُ اَلْكُنَاسَةُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ أَنَا؟)) قَالُوْا: أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ۔)) قَالَ: فَمَا سَمِعْنَاهُ قَطُّ يَنْتَمِي قَبْلَهَا ((أَلَا إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ خَلَقَ خَلْقَهُ فَجَعَلَنِيْ مِنْ خَيْرِ خَلْقِهِ، ثُمَّ فَرَّقَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِيْ مِنْ خَيْرِ الْفِرْقَتَيْنِ ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِيْ مِنْ خَيْرِهِمْ قَبِيْلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوْتًا فَجَعَلَنِيْ مِنْ خَيْرِهِمْ بَيْتًا وَأَنَا خَيْرُكُمْ بَيْتًا وَخَيْرُكُمْ نَفْسًا))۔ ...... کچھ انصاری لوگ، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انھوں نے کہا: ہم آپ کی قوم کی باتیں سنتے ہیں، وہ تو آپ کے بارے میں یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ محمد (ﷺ) کی مثال کھجور کے درخت کی سی ہے، جو کوڑے کرکٹ میں پیدا ہوتی ہے، حسین راوی نے کہا: "كِبَاء" سے مراد کوڑا کرکٹ ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! میں کون ہوں؟'' انھوں نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔'' اس سے پہلے ہم نے آپ ﷺ کو اپنا نسب بیان کرتے ہوئے نہیں سنا تھا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق (جن وانس) کو پیدا کیا اور مجھے بہترین مخلوق (یعنی انسانوں) میں سے بنایا، پھر انسانیت کو دو حصوں میں تقسیم کیا اور مجھے بہترین حصے میں رکھا، پھر اس کو قبیلوں میں تقسیم کیا اور مجھے بہترین قبیلے میں رکھا، پھر اس کو گھروں میں تقسیم کیا اور مجھے بہترین گھر والا قرار دیا، پس میں تم میں گھر کے اعتبار سے بھی بہتر ہوں اور نفس کے لحاظ سے بھی بہتر ہوں۔'' (مسند احمد: ۱۷۵۱۷)

جب لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے حسب ونسب پر طعن کرتے ہوئے کہا کہ ''محمد (ﷺ) کی مثال کھجور کے

درخت کی سی ہے......۔'' تو جوابا آپ ﷺ نے فخریہ انداز میں اپنا نسب بیان کیا کہ بنی آدم میں سب سے زیادہ شرف و عظمت والا نسب آپ ﷺ کے نصیبے میں آیا۔

آپ ﷺ نے جن احادیث میں آباء و اجداد کی وجہ سے فخر کرنے سے منع فرمایا، اس سے مراد وہ انداز ہے، جو ضرورت کے بغیر ہو اور جس کا نتیجہ تکبر اور دوسرے مسلمان کی تحقیر ہو۔

بَابُ خُطْبَةٍ فِي الْحَثِّ عَلَى الْعَمَلِ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهِ ﷺ وَذِكْرِ السَّاعَةِ

کتاب اللہ اور سنتِ رسول پر عمل کی ترغیب اور تذکرۂ قیامت پر مشتمل آپ ﷺ کا خطبۂ مبارکہ

(۱۱۰۸۲)۔ (۲۷۸۵) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَحَمِدَ اللّٰهِ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ لَهُ أَهْلٌ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَإِنَّ أَفْضَلَ الْهُدَى هُدَى مُحَمَّدٍ (ﷺ) وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔)) ثُمَّ يَرْفَعُ صَوْتَهُ وَتَحْمَرُّ وَجْنَتَاهُ وَيَشْتَدُّ غَضَبُهُ إِذَا ذَكَرَ السَّاعَةَ كَأَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ، قَالَ: ثُمَّ يَقُوْلُ: ((أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ، بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ هٰكَذَا وَأَشَارَ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى صَبَّحَتْكُمُ السَّاعَةُ وَمَسَّتْكُمْ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهِ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَإِلَيَّ وَعَلَيَّ۔)) وَالضَّيَاعُ يَعْنِي وَلَدَهُ الْمَسَاكِيْنَ۔ (مسند احمد: ۱٤۳۸٦)

''سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا، پس آپ ﷺ نے اللہ کے لائق اس کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا: ''بے شک سچی ترین بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، سب سے افضل رہنمائی محمد ﷺ کی رہنمائی ہے، بدترین امور بدعات ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔'' پھر جب آپ ﷺ قیامت کا ذکر کرتے تو آپ ﷺ کی آواز بلند ہو جاتی، رخسار سرخ ہو جاتے اور غصہ بڑھ جاتا اور یوں لگتا کہ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہیں، پھر فرماتے: ''تمہارے پاس قیامت آ چکی ہے، مجھے اور قیامت کو (ان دو انگلیوں کی طرح قریب قریب) بھیجا گیا ہے، پھر آپ ﷺ شہادت والی اور درمیانی انگلیوں سے اشارہ کیا۔'' قیامت تمہارے پاس صبح کو آ جائے گی یا شام کو، جو مال چھوڑ کر مر گیا وہ اس کے اہل (یعنی ورثاء) کو ملے گا اور جس نے قرض یا اولاد چھوڑی تو وہ میری طرف ہے اور مجھ پر ہے۔'' ''ضَیَاع'' سے مراد مسکین اولاد ہے۔''

فوائد:...... بدعت: دین میں کوئی ایسا کام رائج کرنا، جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو۔ شروع شروع میں تو آپ ﷺ مقروض شخص کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھتے تھے، لیکن جب فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا تو آپ ﷺ خود فوت ہونے والے لوگوں کا قرضہ بھی اتار دیتے تھے۔

(۱۱۰۸۲) تخريج: أخرجه مسلم: ۸٦۷ (انظر: ۱٤۳۳٤)

بَابُ خُطْبَةِ الْحَاجَةِ

خطبۃ الحاجہ یعنی نکاح اور دیگر مواقع پر دیئے جانے والے خطبہ کے الفاظ وعبارات کا بیان

(۱۱۰۸۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: عَلَّمَنَا خُطْبَةَ الْحَاجَةِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ يَقْرَأُ ثَلَاثَ آيَاتٍ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً، وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ ثُمَّ تَذْكُرُ حَاجَتَكَ۔ (مسند احمد: ۳۷۲۰)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ہمیں خطبۂ حاجت کی تعلیم دی، اور وہ خطبہ یہ تھا: ''تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، ہم اس سے مدد طلب کرتے ہیں، ہم اس سے بخشش مانگتے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں اپنی جانوں کے شرور سے، اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت دے دے، اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ہے اور وہ جسے گمراہ کردے، اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔'' پھر آپ ﷺ ان تین آیات کی تلاوت کرتے تھے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً، وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ اے ایماندارو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں ہرگز موت نہ آئے، مگر اسلام کی حالت میں۔ (سورۂ آل عمران:۱۰۲) اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، جس نے تمہیں پیدا کیا ایک جان سے اور پیدا کیا اس سے اس کی بیوی کو

(۱۱۰۸۳) تخريج: حديث صحيح أخرجه ابوداود: ۲۱۱۸، والترمذی: ۱۱۰۵، وابن ماجه: ۱۸۹۲، والنسائی: ٦/ ۸۹ (انظر: ۳۷۲۰)

اور پھیلا دیئے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں۔ تم ڈرو اس اللہ سے جس کے ساتھ تم آپس میں سوال کرتے ہو اور رشتہ داریوں کو توڑنے سے بچو، بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہیں۔ (سورۂ نساء: ۱) اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور کہو بات سیدھی وہ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے، وہ بڑی کامیابی کو پا لیتا ہے۔'' (سورۂ احزاب: ۷۰) پھر تم اپنی حاجت وضرورت کا ذکر کرو۔

فوائد:...... نکاح کرنے سے پہلے نکاح خواں کو چاہیے کہ وہ یہ خطبہ پڑھے اور ان تین آیات کا مختصر سا مفہوم بیان کر دے۔

ہمارے ہاں عید، نکاح، شادی اور خوشی کی دوسری تقریبات کو محض لطف اندوزی، تفریحِ طبع اور ہنسی مذاق کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ایسے موقعوں پر شرعی حدود کا خیال نہ رکھنا، بے پردگی اور مرد و زن کا شدید اختلاط، بینڈ باجے بجانا، ناچنا، عریانی وفحاشی والے گانے گانا اور ایسے گندے کلام کو لاؤڈ سپیکروں میں پیش کرنا، مردوں کا سونے کا زیور پہننا، پٹاخے چلانا وغیرہ وغیرہ، ان امور کو شرارتی لڑکوں اور لڑکیوں کا حق سمجھا جاتا ہے۔

لیکن شریعت کا مزاج کچھ اور ہے، جیسے عیدین جیسی عظیم خوشی کا آغاز مخصوص نماز اور خطبے سے ہوتا ہے، اسی طرح شادی کے موقع پر نکاح سے پہلے مذکورہ بالا خطبہ پڑھ کر تقوی اور خوفِ الٰہی کا درس دیا جاتا ہے اور پھر خوشی کے موقعوں کے لیے شریعت نے خوشی کے طریقوں کی بھی وضاحت کر دی ہے، ان ہی تک محدود رہنا چاہیے۔

لیکن یہ خطبہ نکاح کے لیے شرط نہیں ہے، اس کے بغیر بھی نکاح درست ہوگا، جیسا کہ آپ ﷺ نے بھی اس خطبہ کے بغیر نکاح پڑھایا ہے، بہرحال ہر ممکن حد تک اس کا اہتمام ہونا چاہیے، اگر جلدی ہو یا کوئی اور مجبوری ہو تو اس کے بغیر بھی نکاح پڑھایا جا سکتا ہے۔

(١١٠٨٤)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُطْبَتَيْنِ خُطْبَةَ الْحَاجَةِ وَخُطْبَةَ الصَّلَاةِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ أَوْ إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَسْتَعِيْنُهُ، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ۔ (مسند احمد: ٣٧٢١)

(دوسری سند) سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ہمیں دو قسم کے خطبات سکھائے، ایک خطبۂ حاجت اور دوسرا خطبۂ نماز، خطبۂ حاجت یہ ہیں: بیشک ساری تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، ہم اس سے مدد طلب کرتے ہیں، ......۔ پھر مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت ذکر کی۔

(١١٠٨٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

فوائد:...... خطبۂ نماز سے مراد نماز میں پڑھا جانے والا تشہد ہے۔

(۱۱۰۸۵)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَلَّمَ رَجُلًا فِيْ شَيْءٍ فَقَالَ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِيْنُهُ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔))

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی سے کسی چیز کے بارے میں بات کی تو فرمایا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِيْنُهُ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔'' پھر اپنی بات پیش کی۔

(مسند احمد: ۳۲۷۵)

فوائد:...... صحیح مسلم میں مفصل حدیث یوں بیان کی گئی ہے:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: أَنَّ ضِمَادًا قَدِمَ مَكَّةَ وَكَانَ مِنْ أَزْدِ شَنُوءَةَ وَكَانَ يَرْقِي مِنْ هٰذِهِ الرِّيحِ فَسَمِعَ سُفَهَاءَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ، يَقُولُونَ إِنَّ مُحَمَّدًا مَجْنُونٌ فَقَالَ: لَوْ أَنِّي رَأَيْتُ هٰذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ اللّٰهَ يَشْفِيهِ عَلٰى يَدَيَّ، قَالَ فَلَقِيَهُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي أَرْقِي مِنْ هٰذِهِ الرِّيحِ وَإِنَّ اللّٰهَ يَشْفِي عَلٰى يَدِي مَنْ شَاءَ فَهَلْ لَكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَّا بَعْدُ۔)) قَالَ فَقَالَ: أَعِدْ عَلَيَّ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ۔ فَأَعَادَهُنَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ فَقَالَ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ وَقَوْلَ الشُّعَرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ وَلَقَدْ بَلَغْنَ نَاعُوسَ الْبَحْرِ، قَالَ فَقَالَ: هَاتِ يَدَكَ أُبَايِعْكَ عَلَى الْإِسْلَامِ، قَالَ فَبَايَعَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((وَعَلٰى قَوْمِكَ۔)) قَالَ وَعَلٰى قَوْمِي قَالَ فَبَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً فَمَرُّوا بِقَوْمِهِ فَقَالَ صَاحِبُ السَّرِيَّةِ لِلْجَيْشِ: هَلْ أَصَبْتُمْ مِنْ هٰؤُلَاءِ شَيْئًا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَصَبْتُ مِنْهُمْ مِطْهَرَةً فَقَالَ رُدُّوهَا فَإِنَّ هٰؤُلَاءِ قَوْمُ ضِمَادٍ۔ ...... ضماد مکہ مکرمہ آیا، یہ قبیلہ ازدشنوءۃ سے تعلق رکھتا تھا، یہ آدمی جنوں کے اثر سے دم کرتا تھا، جب اس نے مکہ کے بیوقوف لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ محمد (ﷺ) مجنون اور پاگل ہو گیا ہے تو اس نے کہا: اگر میں اس آدمی کو دیکھ لوں، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو میرے ہاتھ پر شفا دے دے، پس وہ آپ ﷺ کو ملا اور کہا: میں جنوں کے اثر کا دم کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے، میرے ہاتھ پر شفا دیتا ہے، کیا آپ کو اس کی رغبت ہے؟ آپ ﷺ نے جواباً یہ خطبہ پڑھا: ''إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا

(۱۱۰۸۵) تخريج: أخرجه مسلم: ۸۶۸ (انظر: ۳۲۷۵)

إِلٰـهَ إِلَّا الـلّٰـهُ وَحْـدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَّا بَعْدُ۔ ''اس نے کہا: جناب! یہ کلمات دوبارہ دوہرانا، آپ ﷺ نے تین بار یہ کلمات دوہرائے، پھر اس نے کہا: میں نے کاہنوں کا کلام، جادوگروں کی باتیں اور شعراء کے اشعار سنے ہیں، لیکن اس قسم کا کلام میں نے نہیں سنا، یہ کلمات تو سمندر کے وسط یا گہرائی تک پہنچ گئے ہیں، پھر اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اپنا ہاتھ آگے بڑھائیں، میں اسلام پر آپ کی بیعت کرتا ہوں، پس آپ ﷺ نے اس سے بیعت لے لی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور تیری قوم۔'' اس نے کہا: جی میری قوم بھی۔ بعد میں آپ ﷺ نے ایک جہادی لشکر روانہ کیا، جب وہ اس قوم کے پاس سے گزرے تو امیرِ لشکر نے مجاہدین سے کہا: کیا تم نے ان لوگوں کی تو کوئی چیز نہیں لی؟ ایک بندے نے کہا: جی میں نے طہارت والا ایک برتن لیا ہے، اس نے کہا: واپس کر دو، یہ سیدنا ضماد رضی اللہ عنہ کی قوم ہے۔

ہم نے ''نَـاعـوس البحر'' کی بجائے ''قَـامُـوْسَ الْبَحْر'' کا معنی لکھا ہے، کیونکہ اس روایت میں یہی الفاظ مشہور ہیں، ملاحظہ ہو، شرح مسلم نووی۔

بَابُ خُطْبَةٍ فِي الْأَدَبِ وَالْمَوَاعِظِ وَالْأَخْلَاقِ وَالتَّحْذِيرِ مِنَ الدُّنْيَا وَالنِّسَاءِ

آداب، مواعظ، اخلاق کے بارے میں نیز دنیا اور عورتوں سے تنبیہ پر مشتمل خطبۂ نبوی

(١١٠٨٦)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خُطْبَةً بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَى مُغَيْرِبَانِ الشَّمْسِ، حَفِظَهَا مِنَّا مَنْ حَفِظَهَا، وَنَسِيَهَا مِنَّا مَنْ نَسِيَهَا، فَحَمِدَ اللّٰهَ، قَالَ عَفَّانُ: وَقَالَ حَمَّادٌ: وَأَكْثَرُ حِفْظِي أَنَّهُ قَالَ بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ الدُّنْيَا خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، وَإِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا فَنَاظِرٌ كَيْفَ تَعْمَلُونَ، أَلَا فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ، أَلَا إِنَّ بَنِي آدَمَ خُلِقُوا عَلٰى طَبَقَاتٍ شَتّٰى، مِنْهُمْ مَنْ يُولَدُ مُؤْمِنًا وَيَحْيَا مُؤْمِنًا وَيَمُوتُ مُؤْمِنًا، وَمِنْهُمْ مَنْ يُولَدُ كَافِرًا وَيَحْيَا كَافِرًا

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عصر کے بعد غروب آفتاب کے قریب تک خطبہ ارشاد فرمایا، ہم میں سے کسی نے اسے یاد رکھا اور کسی نے اسے بھلا دیا، اور آپ ﷺ نے اس خطبہ میں قیامت تک رونما ہونے والے اہم اہم امور کا ذکر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ دنیا سرسبز یعنی خوش نما، میٹھی اور دل پسند ہے، اللہ اس دنیا میں تمہیں ایک دوسرے کا خلیفہ بناتا ہے، یعنی ایک نسل جاتی ہے تو دوسری نسل اس کی جگہ آجاتی ہے، وہ دیکھتا ہے کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو؟ خبردار! تم دنیا کو جمع کرنے سے اور عورتوں کے ساتھ زیادہ دل لگانے سے بچو۔ خبردار! اولادِ آدم کو مختلف طبقات میں پیدا کیا گیا ہے، ان میں سے بعض ایمان کی حالت میں پیدا ہوتے ہیں، ایمان کی حالت میں زندگی گزارتے ہیں اور ایمان کی حالت ہی میں انہیں موت آتی ہے اور بعض کفر کی حالت میں

(١١٠٨٦) تخريج: اسناده ضعيف لضعف علي بن زيد بن جدعان، أخرجه الترمذي: ٢١٩١ (انظر: ١١١٤٣)

وَيَمُوتُ كَافِرًا، وَمِنْهُمْ مَنْ يُولَدُ مُؤْمِنًا وَيَحْيَا مُؤْمِنًا وَيَمُوتُ كَافِرًا، وَمِنْهُمْ مَنْ يُولَدُ كَافِرًا وَيَحْيَا كَافِرًا وَيَمُوتُ مُؤْمِنًا، أَلَا إِنَّ الْغَضَبَ جَمْرَةٌ تُوقَدُ فِي جَوْفِ ابْنِ آدَمَ، أَلَا تَرَوْنَ إِلَى حُمْرَةِ عَيْنَيْهِ وَانْتِفَاخِ أَوْدَاجِهِ فَإِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَالْأَرْضَ الْأَرْضَ، أَلَا إِنَّ خَيْرَ الرِّجَالِ مَنْ كَانَ بَطِيءَ الْغَضَبِ سَرِيعَ الرِّضَا، وَشَرَّ الرِّجَالِ مَنْ كَانَ سَرِيعَ الْغَضَبِ بَطِيءَ الرِّضَا، فَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ بَطِيءَ الْغَضَبِ بَطِيءَ الْفَيْءِ، وَسَرِيعَ الْغَضَبِ وَسَرِيعَ الْفَيْءِ فَإِنَّهَا بِهَا، أَلَا إِنَّ خَيْرَ التُّجَّارِ مَنْ كَانَ حَسَنَ الْقَضَاءِ حَسَنَ الطَّلَبِ، وَشَرَّ التُّجَّارِ مَنْ كَانَ سَيِّءَ الْقَضَاءِ سَيِّءَ الطَّلَبِ، فَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ حَسَنَ الْقَضَاءِ سَيِّءَ الطَّلَبِ أَوْ كَانَ سَيِّءَ الْقَضَاءِ حَسَنَ الطَّلَبِ فَإِنَّهَا بِهَا، أَلَا إِنَّ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءً يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقَدْرِ غَدْرَتِهِ، أَلَا وَأَكْبَرُ الْغَدْرِ غَدْرُ أَمِيرِ عَامَّةٍ، أَلَا لَا يَمْنَعَنَّ رَجُلًا مَهَابَةُ النَّاسِ أَنْ يَتَكَلَّمَ بِالْحَقِّ إِذَا عَلِمَهُ، أَلَا إِنَّ أَفْضَلَ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ۔)) فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ مُغَيْرِبَانِ الشَّمْسِ قَالَ: ((أَلَا إِنَّ مِثْلَ مَا بَقِيَ مِنَ الدُّنْيَا فِيمَا مَضَى مِنْهَا مِثْلُ مَا بَقِيَ مِنْ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيمَا مَضَى مِنْهُ۔)) (مسند احمد: ۱۱۱٦۰)

پیدا ہوتے، کفر کی حالت میں زندگی گزارتے اور کفر پر ہی ان کو موت آتی ہے۔ اور ان میں سے بعض کفر کی حالت میں پیدا ہوتے، کفر پر زندگی گزارتے ہیں اور ان کو موت ایمان پر آتی ہے۔ اور ان میں سے بعض ایمان کی حالت میں پیدا ہوتے، ایمان پر زندگی گزارتے ہیں اور ان کو موت کفر پر آتی ہے۔ خبردار! غصہ ایک انگارا ہے، جو انسان کے پیٹ میں جلتا ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ غصے کے وقت آدمی کی آنکھیں سرخ اور رگیں پھول جاتی ہیں، جب تم میں سے کسی پر ایسی کیفیت طاری ہو تو وہ زمین پر لیٹ جائے۔ خبردار! لوگوں میں سب سے اچھا آدمی وہ ہے جسے غصہ دیر سے آئے اور وہ جلد راضی ہو جائے اور بدترین آدمی وہ ہے جسے غصہ جلد آئے اور دیر سے ختم ہو اور جس آدمی کو دیر سے غصہ آئے اور دیر سے ختم ہو یا جسے جلد غصہ آئے اور جلد ختم ہو جائے تو یہ صفات ایک دوسری کے بالمقابل ہیں یعنی اچھی صفت بری صفت کی برائی کا ازالہ کر دیتی ہے۔ تاجروں میں سے اچھا وہ ہے ادائیگی اچھی طرح کرے اور اپنے حق کا مطالبہ بھی اچھی طرح کرے۔ اور بدترین تاجر وہ ہے جس کا ادائیگی کا انداز بھی بھونڈا اور اپنے حق کا مطالبہ بھی بھونڈے انداز سے کرے۔ اور جو کوئی ادائیگی اچھی کرے اور مطالبہ کا انداز غلط ہو یا ادائیگی کا انداز برا اور مطالبہ کا انداز اچھا ہو تو اچھی صفت بری صفت کی تلافی کر دیتی ہے۔ خبردار! ہر دھوکہ باز کے لیے قیامت کے دن بطورِ علامت ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا، اس کا دھوکہ جس قدر ہوگا اس کا جھنڈا بھی اسی حساب سے بلند ہوگا سب سے بڑا دھوکا عام لوگوں کے حاکم کا ہوتا ہے۔ خبردار! جو کوئی حق بات کو جانتا ہو اسے لوگوں کا ڈر حق بات کے کہنے سے نہیں روکے۔ خبردار! یاد رکھو کہ ظالم حکمران کے سامنے کلمۂ حق کہنا افضل جہاد ہے۔ اور

جب سورج غروب ہونے کے قریب پہنچا تو فرمایا گزری ہوئی مدتِ دنیا اور باقی مدت دنیا کی مثال ایسے ہی ہے جیسے گزرے ہوئے دن کے مقابلہ میں دن کا باقی حصہ۔''

(۱۱۰۸۷)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْعَصْرِ ذَاتَ يَوْمٍ بِنَهَارٍ، ثُمَّ قَامَ يَخْطُبُنَا إِلٰى أَنْ غَابَتِ الشَّمْسُ، فَلَمْ يَدَعْ شَيْئًا مِمَّا يَكُونُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا حَدَّثَنَاهُ، حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَ وَنَسِيَ ذٰلِكَ مَنْ نَسِيَ، (ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ الْحَدِيثِ الْمُتَقَدِّمِ) وَفِيهِ: ((أَلَا إِنَّ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءً يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقَدْرِ غَدْرَتِهِ يُنْصَبُ عِنْدَ إِسْتِهِ۔)) وفيه: ((أَلَمْ تَرَوْا إِلٰى حُمْرَةِ عَيْنَيْهِ وَانْتِفَاخِ أَوْدَاجِهِ فَإِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ ذٰلِكَ فَلْيَجْلِسْ (أَوْ قَالَ) فَلْيَلْصَقْ بِالْأَرْضِ۔)) وَفِيهِ: ((وَمَا شَيْءٌ أَفْضَلَ مِنْ كَلِمَةِ عَدْلٍ تُقَالُ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ فَلَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ اتِّقَاءُ النَّاسِ أَنْ يَتَكَلَّمَ بِالْحَقِّ إِذَا رَآهُ أَوْ شَهِدَهُ۔)) ثُمَّ بَكٰى أَبُو سَعِيدٍ فَقَالَ: قَدْ وَاللّٰهِ مَنَعَنَا ذٰلِكَ قَالَ: ((وَإِنَّكُمْ تُتِمُّونَ سَبْعِينَ أُمَّةً أَنْتُمْ خَيْرُهَا وَأَكْرَمُهَا عَلَى اللّٰهِ۔)) ثُمَّ دَنَتِ الشَّمْسُ أَنْ تَغْرُبَ فَقَالَ: ((وَإِنَّ مَا بَقِيَ مِنَ الدُّنْيَا فِيمَا مَضٰى مِنْهَا مِثْلُ مَا بَقِيَ مِنْ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيمَا مَضٰى مِنْهُ۔)) (مسند احمد: ۱۱۶۰۸)

(دوسری سند) سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہمیں نماز عصر اول ترین وقت میں پڑھائی، پھر آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر غروب آفتاب تک ہم سے خطاب فرمایا، قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا، آپ ﷺ نے ہم سے وہ سب کچھ بیان فرمایا، کسی کو یاد رہا اور کسی نے بھلا دیا، اس سے آگے گزشتہ حدیث کی مانند ہے، البتہ اس میں ہے: قیامت کے دن ہر دھوکہ باز کی دبر کے قریب اس کے دھوکہ کے لحاظ سے بلند جھنڈا نصب کیا جائے گا، اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم غصے والے آدمی کی آنکھوں کو سرخ ہوتے اور اس کی رگوں کو پھولتے نہیں دیکھتے، جب تم میں سے کسی کو شدید غصہ آئے تو وہ زمین پر بیٹھ جائے۔ اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ ظالم حکمران کے سامنے کلمۂ حق کہنے سے بڑھ کر کوئی بات افضل نہیں، جب تم میں سے کوئی آدمی حق بات کہنے کا موقع دیکھے یا ایسی جگہ پر موجود ہو جہاں حق بات کہنے کی ضرورت ہو تو لوگوں کا ڈر تمہیں حق کہنے سے نہیں روکے۔'' اس کے بعد سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ رو پڑے اور کہنے لگے: اللہ کی قسم! لوگوں کے خوف نے ہمیں کلمۂ حق کہنے سے روکا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے ذریعے امتوں کا ستر کا عدد پورا ہو رہا ہے۔ یعنی تم سترویں امت ہو، تم سب سے افضل اور اللہ کے ہاں سب سے بڑھ کر معزز ہو۔'' اس کے بعد سورج غروب ہونے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا کی گزری ہوئی مدت اور باقی مدت میں وہی

(۱۱۰۸۷) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

نسبت ہے، جو گزرے ہوئے دن کے مقابلہ میں غروب تک کے بقیہ وقت کو نسبت ہے۔''

بَابُ خُطْبَةٍ فِي التَّحْذِيرِ مِنَ الْمَالِ وَالدُّنْيَا

مال ودولت اور دنیا سے تحذیر کے بارے میں خطبہ

(۱۱۰۸۸)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ مَا يُخْرِجُ اللّٰهُ مِنْ نَبَاتِ الْاَرْضِ وَزَهْرَةِ الدُّنْيَا۔)) فَقَالَ رَجُلٌ: اَیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَوَ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ؟ فَسَكَتَ حَتّٰى رَاَيْنَا اَنَّهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ قَالَ: وَغَشِيَهُ بُهْرٌ وَعَرَقٌ فَقَالَ: ((اَيْنَ السَّائِلُ؟)) فَقَالَ: هَا اَنَا وَلَمْ اُرِدْ اِلَّا خَيْرًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الْخَيْرَ لَا يَأْتِيْ اِلَّا بِالْخَيْرِ، اِنَّ الْخَيْرَ لَا يَأْتِيْ اِلَّا بِالْخَيْرِ، اِنَّ الْخَيْرَ لَا يَأْتِيْ اِلَّا بِالْخَيْرِ، وَلٰكِنَّ الدُّنْيَا خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ وَكُلُّ مَا يُنْبِتُ الرَّبِيْعُ يَقْتُلُ حَبَطًا اَوْ يُلِمُّ اِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرِ فَاِنَّهَا اَكَلَتْ حَتّٰى امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا وَاسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ عَادَتْ فَاَكَلَتْ فَمَنْ اَخَذَهَا بِحَقِّهَا بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ، وَمَنْ اَخَذَهَا بِغَيْرِ حَقِّهَا لَمْ يُبَارَكْ لَهُ۔)) وَكَانَ كَالَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ۔)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ (يَعْنِي ابْنَ الْاِمَامِ اَحْمَدِ بْنِ حَنْبَلٍ رحمه الله): قَالَ اَبِيْ: قَالَ سُفْيَانُ: وَكَانَ الْاَعْمَشُ يَسْاَلُنِيْ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ۔ (مسند احمد: ۱۱۰۴۹)

سیدنا ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر فرمایا: ''بیشک مجھے سب سے زیادہ ڈر اس چیز کے بارے میں ہے، جو اللہ تعالیٰ زمین کی انگوریوں اور دنیا کے مال ومتاع کی صورت میں نکالے گا۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا خیر بھی شرّ کو لاتی ہے؟ آپ ﷺ خاموش ہو گئے، یہاں تک کہ ہم نے دیکھا کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہونے لگی اور آپ ﷺ کا سانس پھولنے لگا اور آپ ﷺ کو بہت زیادہ پسینہ آ گیا، پھر آپ ﷺ نے پوچھا: ''سائل کہاں ہے؟'' اس نے کہا: جی میں ہوں اور میرا ارادہ صرف خیر کا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک خیر صرف خیر لاتی ہے، بیشک خیر صرف خیر کو لاتی ہے، بیشک خیر صرف خیر کو ہی لاتی ہے، اصل بات یہ ہے کہ یہ دنیا سرسبز وشاداب اور میٹھی ہے، موسم بہار جو کچھ اگاتا ہے، وہ پیٹ پھولنے کی وجہ سے یا تو قتل کر دیتا ہے، یا قتل کے قریب کر دیتا ہے، ایک جانور چارہ کھاتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کی کوکھیں بھر جاتی ہیں، پھر وہ سورج کے سامنے لیٹ جاتا ہے اور پتلا پاخانہ اور پیشاب کر کے پھر کھانا شروع کر دیتا ہے، بات یہ ہے کہ جو آدمی دنیا کو اس کے حق کے ساتھ حاصل کرے گا، اس کے لیے اس میں برکت کی جائے گی اور جو بغیر حق کے لے گا، اس کے لیے اس میں برکت نہیں کی جائے گی، بلکہ وہ اس آدمی کی طرح ہو گا جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔''

(۱۱۰۸۸) تخريج: أخرجه البخاري: ۹۲۱، ومسلم: ۱۰۵۲ (انظر: ۱۱۰۳۵)

فوائد:...... موسم بہار میں بہت سی انگوریاں اگتی ہیں، جو جانور ضرورت کے مطابق چرتا رہے، اس کو ان انگوریوں کا فائدہ ہوگا، لیکن جو جانور اپنی ضرورت سے زیادہ کھائے گا، وہ بیمار پڑ جائے گا اور بالآخر مر جائے گا یا مرنے کے قریب ہو جائے گا، یہی معاملہ دنیوی مال و دولت کا ہے، جو آدمی ضرورت کے مطابق اس کو حاصل کرے گا، اس کو اس سے بڑا فائدہ ہوگا اور جو حرص میں پڑ کر اس کے پیچھے پڑ جائے گا اور اس کے معاملے میں شرعی حدود کا خیال بھی نہیں رکھے گا، اس کے لیے یہ نقصان دہ ثابت ہوگا۔

بَابُ خُطْبَةٍ فِيْ ذِكْرِ السَّاعَةِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ
قیامت، جنت اور جہنم کے تذکرہ پر مشتمل ایک خطبہ

(۱۱۰۸۹)۔ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَذَكَرَ السَّاعَةَ، وَذَكَرَ أَنَّ بَيْنَ يَدَيْهَا أُمُورًا عِظَامًا، ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْأَلْ عَنْهُ، فَوَاللّٰهِ لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ مَا دُمْتُ فِي مَقَامِي هٰذَا۔)) قَالَ أَنَسٌ: فَأَكْثَرَ النَّاسُ الْبُكَاءَ حِينَ سَمِعُوا ذٰلِكَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَكْثَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَقُولَ: ((سَلُونِي۔)) قَالَ أَنَسٌ: فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: أَيْنَ مَدْخَلِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: ((النَّارُ۔)) قَالَ: فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ فَقَالَ: ((مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟)) قَالَ: ((أَبُوكَ حُذَافَةُ۔)) قَالَ: ثُمَّ أَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ: ((سَلُونِي۔)) قَالَ:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن جب سورج ڈھل گیا تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، آپ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی، نماز سے سلام پھیرا آپ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے، آپ ﷺ نے قیامت کا اور قیامت تک رونما ہونے والے بڑے بڑے واقعات کا ذکر کیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی کسی بھی چیز کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا ہو وہ پوچھ لے، اللہ کی قسم! میں جب تک اس [1] جگہ پر ہوں تم جو بھی پوچھو گے، میں تمہیں اس کے بارے میں بتا دوں گا؟'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ لوگوں نے جب رسول اللہ ﷺ سے یہ باتیں سنیں تو سب لوگ بہت زیادہ رو دیئے، اور رسول اللہ ﷺ بھی بار بار کہتے جاتے کہ مجھ سے پوچھو، مجھ سے پوچھو، سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر دریافت کیا: اللہ کے رسول! آخرت میں میرا انجام کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جہنم۔'' سیدنا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ اُٹھے اور انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول!

(۱۱۰۸۹) تخريج: أخرجه البخاري: ۷۲۹٤، ومسلم: ۲۳۵۹ (انظر: ۱۲٦۵۹)

[1] یہ محدود انداز میں آپ ﷺ نے بات کی تھی کہ میں جب تک اس جگہ پر موجود ہوں آپ کے سوالوں کے جوابات دوں گا۔ ظاہر ہے کہ آپ کو ایک خاص حد تک لوگوں کو آگاہ کرنے کا بتایا گیا۔ اس سے آپ کا عالم الغیب ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ اللہ کی صفت ہے جس پر بہت سی قرآنی نصوص دلالت کرتی ہیں اور بہت سارے واقعات و احادیث سے آپ کے متعلق عالم الغیب ہونے کی نفی ہوتی ہے۔ تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ (عبداللہ رفیق)

فَبَرَكَ عُمَرُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، فَقَالَ: ((رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ رَسُولًا۔)) قَالَ: فَسَكَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ قَالَ عُمَرُ ذٰلِكَ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ آنِفًا فِي عُرْضِ هٰذَا الْحَائِطِ، وَأَنَا أُصَلِّي فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ۔)) (مسند احمد: ١٢٦٨٨)

میرا باپ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''حذافہ۔'' رسول اللہ ﷺ نے بھی بار بار فرمایا: ''پوچھو، اور پوچھو۔'' یہ کیفیت دیکھ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور کہنے لگے: ہم اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہیں۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ابھی میں نماز پڑھا رہا تھا تو اس دیوار کی طرف میرے سامنے جنت اور جہنم کو پیش کیا گیا، اچھا اور برا ہونے کے لحاظ سے میں نے آج جیسا دن کبھی نہیں دیکھا۔''

فوائد:...... آپ ﷺ نے جس آدمی کا انجام جہنم بتایا، ممکن ہے کہ کوئی منافق ہو اور اس نے از راہِ تعنت سوال کیا ہو۔

بَابُ خُطْبَةٍ فِيْ ذِكْرِ الْفِتَنِ وَطَاعَةِ الْاَمِيْرِ

فتن کے تذکرے اور طاعتِ امیر سے متعلقہ ایک خطبہ

(١١٠٩٠)۔ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ رَبِّ الْكَعْبَةِ قَالَ: انْتَهَيْتُ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: بَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ إِذْ نَزَلَ مَنْزِلًا، فَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُ خِبَائَهُ، وَمِنَّا مَنْ هُوَ فِي جَشْرِهِ، وَمِنَّا مَنْ يَنْتَضِلُ، إِذْ نَادَى مُنَادِيهِ: الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ! قَالَ: فَاجْتَمَعْنَا، قَالَ: فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَخَطَبَنَا فَقَالَ: ((إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِي إِلَّا دَلَّ أُمَّتَهُ عَلَى مَا يَعْلَمُهُ خَيْرًا لَهُمْ،

عبد الرحمٰن بن عبد رب کعبہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ کعبہ کے سائے میں تشریف فرما تھے، میں نے ان کو کہتے سنا کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے کہ آپ ﷺ نے ایک مقام پر نزول فرما ہوئے، ہم میں سے کوئی اپنا خیمہ نصب کرنے لگا، کوئی اپنے جانوروں کو کھول کر چرانے لگا، کوئی تیراندازی کی مشق کرنے لگا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ کے منادی نے اعلان کیا کہ نماز کھڑی ہونے والی ہے، ہم سب جمع ہو گئے، اللہ کے رسول ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا: ''مجھ سے پہلے آنے والے ہر نبی نے اپنی امت کو ہر اس بات کی تعلیم دی جو وہ ان کے لیے بہتر

(١١٠٩٠) تخريج: أخرجه مسلم: ١٨٤٤ (انظر: ٦٥٠٣)

وَيُحَذِّرُهُمْ مَا يَعْلَمُهُ شَرًّا لَهُمْ، وَإِنَّ أُمَّتَكُمْ هٰذِهِ جُعِلَتْ عَافِيَتُهَا فِي أَوَّلِهَا، وَإِنَّ آخِرَهَا سَيُصِيبُهُمْ بَلَاءٌ شَدِيدٌ وَأُمُورٌ تُنْكِرُونَهَا، تَجِيءُ فِتَنٌ يُرَقِّقُ بَعْضُهَا لِبَعْضٍ، تَجِيءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ: هٰذِهِ مُهْلِكَتِي، ثُمَّ تَنْكَشِفُ، ثُمَّ تَجِيءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ: هٰذِهِ، ثُمَّ تَنْكَشِفُ، فَمَنْ سَرَّهُ مِنْكُمْ أَنْ يُزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ وَأَنْ يُدْخَلَ الْجَنَّةَ فَلْتُدْرِكْهُ مَوْتَتُهُ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَلْيَأْتِ إِلَى النَّاسِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُؤْتَى إِلَيْهِ، وَمَنْ بَايَعَ إِمَامًا فَأَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهِ وَثَمَرَةَ قَلْبِهِ، فَلْيُطِعْهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنْ جَاءَ آخَرُ يُنَازِعُهُ فَاضْرِبُوا عُنُقَ الْآخَرِ.)) قَالَ: فَأَدْخَلْتُ رَأْسِي مِنْ بَيْنِ النَّاسِ فَقُلْتُ أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ آنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى أُذُنَيْهِ فَقَالَ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي، قَالَ: فَقُلْتُ: هٰذَا ابْنُ عَمِّكَ مُعَاوِيَةُ يَعْنِي يَأْمُرُنَا بِأَكْلِ أَمْوَالِنَا بَيْنَنَا بِالْبَاطِلِ، وَأَنْ نَقْتُلَ أَنْفُسَنَا وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾ قَالَ: فَجَمَعَ يَدَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عَلٰى جَبْهَتِهِ، ثُمَّ نَكَسَ هُنَيَّةً ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: أَطِعْهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ وَاعْصِهِ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ (مسند احمد: ٦٥٠٣)

سمجھتا تھا اور اس نے اپنی امت کو ہر اس بات سے ڈرایا جسے وہ ان کے لیے بری سمجھتا تھا تمہاری اس امت کے اولین حصے میں تو عافیت ہی عافیت رکھی گئی ہے۔ اور امت کے آخری حصے کو شدید مصائب اور تکالیف کا سامنا ہو گا ایسے ایسے فتنے اور مصیبتیں آئیں گی کہ بعد والے فتنے کی شدت پہلے فتنے کو ہلکا کر دے گی، کوئی فتنہ آئے گا تو مومن کہے گا کہ یہ فتنہ تو مجھے تباہ کر دے گا، پھر وہ ٹل جائے گا، پھر اور فتنہ آئے گا تو مومن پھر وہی بات کہے گا پھر وہ بھی ٹل جائے گا تم میں سے جو کوئی چاہتا ہو کہ اسے جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کر دیا جائے تو اسے موت اس حال میں آنی چاہیے کہ اللہ پر اور آخرت پر کما حقہ ایمان رکھتا ہو۔ اور وہ دوسروں کی طرف سے اپنے بارے میں جیسا رویہ پسند کرتا ہے اسے چاہیے کہ وہ بھی دوسروں کے ساتھ ویسا ہی رویہ رکھے، اور جو کوئی کسی حاکم کی بیعت کر کے اس کے ساتھ وفا داری کا عہد و پیان کر لے تو اسے چاہیے کہ حسب استطاعت اس کی مکمل اطاعت کرے، اگر کوئی دوسرا آدمی آ کر اس حاکم کے ساتھ اختلاف کرے تو تم بعد والے کی گردن اڑا دو۔ عبدالرحمن بن عبد رب الکعبہ کا بیان ہے کہ میں نے ان کی یہ باتیں سن کر اپنا سر لوگوں کے اندر داخل کر کے عرض کیا کہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کہ آیا یہ باتیں رسول اللہ ﷺ سے آپ نے خود سنی ہیں؟ تو انہوں نے اپنے ہاتھ سے اپنے دونوں کانوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میرے کانوں نے یہ باتیں سن کر اپنا سر لوگوں کے اندر داخل کر کے عرض کیا کہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کہ آیا یہ باتیں رسول اللہ ﷺ سے آپ نے خود سنی ہیں؟ تو انہوں نے اپنے ہاتھ سے اپنے دونوں کانوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میرے کانوں نے یہ باتیں

سنیں اور میرے دل نے ان کو یاد رکھا ہے تو میں نے عرض کیا کہ یہ آپ کا چچا زاد معاویہ رضی اللہ عنہ تو ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کے اموال ناحق کھالیں اور اپنے مسلمان بھائیوں کو قتل کریں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾...... ''ایمان والو تم آپس میں ایک دوسرے کے اموال ناحق مت کھاؤ۔'' (سورۂ نساء: ۲۹) تو سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اپنے دونوں ہاتھوں کو اکٹھا کر کے اپنی پیشانی پر رکھ سر کو کچھ دیر تک جھکائے رکھا پھر سر اُٹھا کر کہا وہ اللہ کی اطاعت کا حکم دے تو اس کی اطاعت کرو اور اللہ کی نافرمانی کا حکم دے تو اس کی بات نہیں مانو۔

فوائد:...... خلافتِ راشدہ سے ہی بعض فتنوں کا آغاز ہو گیا تھا، پھر مختلف شکلوں میں یہ سلسلہ جاری رہا اور اب بھی امتِ مسلمہ جن مسائل سے دوچار ہے، وہ کسی سے مخفی نہیں ہیں۔

بَابُ خُطْبَةٍ فِي الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَصِفَةِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَالْبُخْلِ وَالْكَذِبِ
حلال وحرام کے بیان، اہل جنت واہلِ جہنم کی صفات، اور بخل وکذب کے بیان پر مشتمل ایک خطبہ

(۱۱۰۹۱)۔ عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ فِي خُطْبَتِهِ: ((إِنَّ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ اَمَرَنِي اَنْ أُعَلِّمَكُمْ مَا جَهِلْتُمْ، مِمَّا عَمَّلَنِي فِي يَوْمِ هٰذَا، كُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهُ عِبَادِي حَلَالٌ، وَإِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِي حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ، وَإِنَّهُمْ أَتَتْهُمُ الشَّيَاطِينُ فَأَضَلَّتْهُمْ عَنْ دِينِهِمْ، وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أَحْلَلْتُ لَهُمْ، وَأَمَرَتْهُمْ أَنْ يُشْرِكُوا بِي مَا لَمْ أُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا، ثُمَّ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ نَظَرَ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ

سیدنا عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا، آپ ﷺ نے خطبہ میں فرمایا: میرے رب عزوجل نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس نے آج مجھے جو کچھ بتایا ہے، اس میں سے تم جو باتیں نہیں جانتے ہیں، وہ تمہیں وہ سکھا دوں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا: میں نے اپنے بندوں کو جو مال بھی دیا ہے وہ ان کے لیے حلال ہے اور میں نے اپنے تمام بندوں کو موحد پیدا کیا ہے، شیاطین نے ان کے پاس آ کر انہیں راہ ہدایت سے گمراہ کیا ہے۔ میں نے ان کے لیے جو کچھ حلال ٹھہرایا تھا، شیاطین نے دھوکے سے ان پر اسے حرام کر دیا، اور میں نے جس شرک کے حق میں کوئی دلیل نازل نہیں کی تھی،

(۱۱۰۹۱) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۸۶۵ (انظر: ۱۷۴۸۴)

فَمَقَتَهُمْ عَجَمِيَّهُمْ وَعَرَبِيَّهُمْ إِلَّا بَقَايَا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، وَقَالَ: إِنَّمَا بَعَثْتُكَ لِأَبْتَلِيَكَ وَأَبْتَلِيَ بِكَ، وَأَنْزَلْتُ عَلَيْكَ كِتَابًا لَا يَغْسِلُهُ الْمَاءُ تَقْرَؤُهُ نَائِمًا وَيَقْظَانًا، ثُمَّ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَمَرَنِي أَنْ أُحَرِّقَ قُرَيْشًا، فَقُلْتُ: يَا رَبِّ! إِذَنْ يَثْلَغُوا رَأْسِي فَيَدَعُوهُ خُبْزَةً، فَقَالَ: اسْتَخْرِجْهُمْ كَمَا اسْتَخْرَجُوكَ، فَاغْزُهُمْ نُغْزِكَ، وَأَنْفِقْ عَلَيْهِمْ فَسَنُنْفِقَ عَلَيْكَ، وَابْعَثْ جُنْدًا نَبْعَثْ خَمْسَةً مِثْلَهُ، وَقَاتِلْ بِمَنْ أَطَاعَكَ مَنْ عَصَاكَ، وَأَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ ذُو سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُوَفَّقٌ، وَرَجُلٌ رَحِيمٌ رَقِيقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِي قُرْبَى وَمُسْلِمٍ، وَرَجُلٌ فَقِيرٌ عَفِيفٌ مُتَصَدِّقٌ، وَأَهْلُ النَّارِ خَمْسَةٌ: الضَّعِيفُ الَّذِي لَا زَبْرَ لَهُ الَّذِينَ هُمْ فِيكُمْ تَبَعًا أَوْ تُبَعَاءَ (شَكَّ يَحْيٰى) لَا يَبْتَغُونَ أَهْلًا وَلَا مَالًا، وَالْخَائِنُ الَّذِي لَا يَخْفَى عَلَيْهِ طَمَعٌ وَإِنْ دَقَّ إِلَّا خَانَهُ، وَرَجُلٌ لَا يُصْبِحُ وَلَا يُمْسِي إِلَّا وَهُوَ يُخَادِعُكَ عَنْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ، وَذَكَرَ الْبُخْلَ، وَالْكَذِبَ، وَالشِّنْظِيرَ الْفَاحِشَ۔)) (مسند احمد: ۱۷۶۲۳)

شیطانوں نے انہیں میرے ساتھ ان کو شریک کرنے کا حکم دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اہلِ زمین پر نظر ڈالی، وہ اہل کتاب کے چند بچے کھچے افراد کے سوا باقی تمام عجمیوں اور عربوں پر ناراض ہو گیا، اور اللہ نے کہا کہ میں نے آپ کو (یعنی محمد ﷺ کو) آزمانے کے لیے اور آپ ﷺ کے ذریعے لوگوں کو آزمانے کے لیے آپ ﷺ کو مبعوث کیا، اور میں نے آپ ﷺ پر ایسی کتاب نازل کی ہے جسے پانی نہیں مٹا سکتا، آپ نیند اور بیداری کی حالت میں اس کی تلاوت کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں قریش کو جلا ڈالوں۔ (یعنی ان کا خاتمہ کر دوں) تو میں نے عرض کیا: اے رب! پھر تو یہ لوگ میرا سر پھوڑ ڈالیں گے اور اسے روٹی کی مانند بنا ڈالیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس طرح انہوں نے آپ ﷺ کو شہر بدر کیا، آپ بھی اسی طرح ان کو جلا وطن کریں گے، آپ ﷺ ان سے قتال کریں اور ہم آپ ﷺ کی مدد کریں گے، آپ ﷺ ان پر خرچ کریں اور ہم آپ ﷺ کو مزید عطا کریں گے، آپ ﷺ ایک لشکر بھیجیں اور ہم اس جیسے پانچ لشکر بھیجیں گے، جو لوگ آپ ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں، آپ ﷺ ان کو ساتھ لے کر اپنے نافرمانوں سے قتال کریں۔ تین قسم کے لوگ جنتی ہیں۔ انصاف کرنے والے اور خرچ کرنے والے حکمران، رحم کرنے والے اور ہر رشتہ دار اور مسلمان کے حق میں نرم دل رکھنے والے اور غریب لوگ جو گناہوں سے بچنے والے اور اللہ کی توفیق سے اس کی راہ میں خرچ کرنے والے ہیں اور پانچ قسم کے لوگ جہنمی ہیں: بے عقل غریب، جو تمہارے پیچھے پیچھے رہتے ہیں، انہیں اہل یا مال کی تمنا نہیں ہوتی، وہ خائن کہ جس پر طمع کی کوئی چیز مخفی نہ رہتی ہو، اگرچہ وہ چھوٹی ہو، مگر اس میں خیانت کر جاتا ہو، وہ آدمی جو صبح شام یعنی ہر لمحہ تجھے تیرے

اہل و مال میں دھوکہ دینا چاہتا ہو۔'' آپ نے بخل، کذب (جھوٹ) اور بد خلقی کا بھی ذکر کیا۔

بَابُ خُطْبَةِ اِسْتَغْرَقَتْ يَوْمًا كَامِلًا ذَكَرَ فِيهَا النَّبِيُّ ﷺ مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ

اس خطبہ کا بیان جو سارا دن جاری رہا اور نبی کریم ﷺ نے اس خطبہ میں ماضی اور مستقبل کے سارے احوال بیان فرمائے

(۱۱۰۹۲)۔ عَنْ اَبِیْ زَیْدِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ: صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ صَلَاۃَ الصُّبْحِ، ثُمَّ سَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الظُّھْرُ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّی الظُّھْرَ، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الْعَصْرُ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّی الْعَصْرَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی غَابَتِ الشَّمْسُ، فَحَدَّثَنَا بِمَا کَانَ وَمَا ھُوَ کَائِنٌ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا۔ (مسند احمد: ۲۳۲۷۶)

سیدنا ابو زید انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی، پھر آپ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور خطبہ ارشاد فرماتے رہے تا آنکہ نمازِ ظہر کا وقت ہو گیا، پھر آپ ﷺ اترے اور ظہر کی نماز پڑھائی، پھر منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ جاری رکھا، یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا، آپ ﷺ نے نیچے اتر کر عصر کی نماز پڑھائی، اس کے بعد پھر منبر پر تشریف لے گئے، اور خطبہ دیا، یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا، آپ ﷺ نے ہمیں ماضی اور مستقبل کے سارے احوال بیان فرمائے، ہم میں سے جس نے وہ باتیں زیادہ یاد رکھیں، وہ ہم میں سے زیادہ علم والا ہے۔''

بَابُ خُطْبَةِ فِيْ شَأْنِ الْاَنْصَارِ رضی اللہ عنہم

اس خطبہ کا تذکرہ جس میں انصار کی شان اور فضیلت بیان ہوئی

(۱۱۰۹۳)۔ عَنْ أَبِی سَعِیدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ: لَمَّا أَعْطٰی رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ مَا أَعْطٰی مِنْ تِلْکَ الْعَطَایَا فِی قُرَیْشٍ وَقَبَائِلِ الْعَرَبِ، وَلَمْ یَکُنْ فِی الْأَنْصَارِ مِنْھَا شَیْئٌ، وَجَدَ ھٰذَا الْحَیُّ مِنَ الْأَنْصَارِ فِی أَنْفُسِھِمْ حَتّٰی کَثُرَتْ فِیھِمُ الْقَالَۃُ حَتّٰی قَالَ قَائِلُھُمْ: لَقِیَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ قَوْمَہُ فَدَخَلَ عَلَیْہِ سَعْدُ بْنُ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اموالِ غنیمت میں سے قریش اور دیگر عرب قبائل کو بہت کچھ عنایت فرمایا اور ان میں سے انصار کو کچھ بھی نہ ملا تو اس کی وجہ سے انصار کے اس گروہ نے اپنے دلوں میں کچھ انقباض محسوس کیا یہاں تک کہ اس سلسلہ میں بہت سی باتیں ہونے لگیں یہاں تک کہ بعض نے تو یہ تک کہہ دیا کہ رسول اللہ ﷺ پر ان کی قوم کی محبت غالب آ گئی ہے۔ سعد بن

(۱۱۰۹۲) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۸۹۲ (انظر: ۲۲۸۸۸)

(۱۱۰۹۳) تخریج: اسناده حسن (انظر: ۱۱۷۳۰)

عُبَادَةَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ هٰذَا الْحَيَّ قَدْ وَجَدُوْا عَلَيْكَ فِي أَنْفُسِهِمْ لِمَا صَنَعْتَ فِي هٰذَا الْفَيْءِ الَّذِي أَصَبْتَ، قَسَمْتَ فِي قَوْمِكَ وَأَعْطَيْتَ عَطَايَا عِظَامًا فِي قَبَائِلِ الْعَرَبِ، وَلَمْ يَكُنْ فِي هٰذَا الْحَيِّ مِنَ الْأَنْصَارِ شَيْءٌ، قَالَ: ((فَأَيْنَ أَنْتَ مِنْ ذٰلِكَ يَا سَعْدُ!)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا أَنَا إِلَّا امْرُؤٌ مِنْ قَوْمِي وَمَا أَنَا، قَالَ: ((فَاجْمَعْ لِي قَوْمَكَ فِي هٰذِهِ الْحَظِيرَةِ۔)) قَالَ: فَخَرَجَ سَعْدٌ فَجَمَعَ النَّاسَ فِي تِلْكَ الْحَظِيرَةِ، قَالَ، فَجَاءَ رِجَالٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ فَتَرَكَهُمْ فَدَخَلُوا، وَجَاءَ آخَرُونَ فَرَدَّهُمْ، فَلَمَّا اجْتَمَعُوا أَتَاهُ سَعْدٌ فَقَالَ: قَدِ اجْتَمَعَ لَكَ هٰذَا الْحَيُّ مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: فَأَتَاهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ بِالَّذِي هُوَ لَهُ أَهْلٌ ثُمَّ قَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! مَا قَالَةٌ بَلَغَتْنِي عَنْكُمْ، وَجِدَةٌ وَجَدْتُمُوهَا فِي أَنْفُسِكُمْ، أَلَمْ آتِكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ، وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللّٰهُ، وَأَعْدَاءً فَأَلَّفَ اللّٰهُ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ؟)) قَالُوا: بَلِ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ وَأَفْضَلُ، قَالَ: ((أَلَا تُجِيبُونَنِي يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ!)) قَالُوْا: وَبِمَاذَا نُجِيبُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ وَلِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ الْمَنُّ وَالْفَضْلُ، قَالَ: ((أَمَا وَاللّٰهِ! لَوْ شِئْتُمْ لَقُلْتُمْ فَلَصَدَقْتُمْ وَصُدِّقْتُمْ: أَتَيْتَنَا مُكَذَّبًا فَصَدَّقْنَاكَ، وَمَخْذُولًا

عبادہ خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں آ کر عرض کیا اللہ کے رسول آپ نے اس مال غنیمت کی جس انداز سے تقسیم کی ہے لوگوں کے دلوں میں اس کی وجہ سے وسوسے پیدا ہوئے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنی قوم، قریش اور دیگر عرب قبائل کو تو بڑے بڑے عطیے عنایت فرما دیئے اور انصار کے قبیلہ کو کچھ بھی نہیں ملا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے سعد رضی اللہ عنہ! ایسی باتیں ہو رہی ہیں تو تم کہاں ہو؟ انہوں نے عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ میں تو اپنی ہی قوم کا فرد ہوں۔ لیکن میرے دل میں تو ایسی کوئی بات نہیں آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنی قوم (انصار) کو اس باڑے میں جمع کرو۔ سعد رضی اللہ عنہ گئے اور اپنی ساری قوم جو جمع کر کے اس باڑے میں لے آئے۔ کچھ مہاجرین آئے تو سعد رضی اللہ عنہ نے ان کو اندر آنے کی اجازت دے دی، وہ اندر آ گئے کچھ اور بھی آنا چاہا تو سعد رضی اللہ عنہ نے انہیں واپس بھیج دیا، جب سب لوگ جمع ہو گئے تو سعد رضی اللہ عنہ نے آ کر نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ کے حکم کے مطابق انصار جمع ہو چکے ہیں۔ تو اللہ کے رسول ﷺ ان کے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے سب سے پہلے اللہ کے شایانِ شان تعریف کی پھر فرمایا، اے انصار کی جماعت! تمہاری طرف سے یہ کیسی بات مجھ تک پہنچی ہے؟ کیا تم نے اپنے دلوں میں کچھ رنجش محسوس کی ہے؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ میں تمہارے پاس آیا تو تم راہ راست سے بھٹکے ہوئے تھے تو اللہ نے تمہیں ہدایت سے سرفراز کیا؟ اور تم تنگ درست تھے تو اللہ نے تمہیں مال دار بنا دیا؟ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اللہ نے تمہارے دلوں کو آپس میں جوڑ دیا؟ سب انصار نے کہا کہ یہ بالکل صحیح ہے اللہ اور اس کے رسول کا ہم پر بہت فضل اور احسان ہے، آپ ﷺ نے فرمایا! اے انصار! کیا تم میری

فَنَصَرْنَاكَ، وَطَرِيدًا فَآوَيْنَاكَ، وَعَائِلًا فَأَغْنَيْنَاكَ، أَوَجَدْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ فِي لُعَاعَةٍ مِنَ الدُّنْيَا؟ تَأَلَّفْتُ بِهَا قَوْمًا لِيُسْلِمُوا وَوَكَلْتُكُمْ إِلَى إِسْلَامِكُمْ، أَفَلَا تَرْضَوْنَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيرِ، وَتَرْجِعُونَ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي رِحَالِكُمْ؟ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ، وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ شِعْبًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَسَلَكْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ، اللَّهُمَّ ارْحَمِ الْأَنْصَارَ وَأَبْنَاءَ الْأَنْصَارِ وَأَبْنَاءَ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ۔)) قَالَ: فَبَكَى الْقَوْمُ حَتّٰى أَخْضَلُوا لِحَاهُمْ وَقَالُوْا: رَضِينَا بِرَسُولِ اللّٰهِ قِسْمًا وَحَظًّا، ثُمَّ انْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَتَفَرَّقْنَا۔ (مسند احمد: ۱۱۷۵۳)

ایک بات نہیں مانو گے؟ وہ بولے اللہ کے رسول! کونسی بات؟ ہم پر تو اللہ اور اس کے رسول کا بہت احسان اور فضل ہے آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! اگر تم چاہو تو کہہ سکتے ہو اور تمہاری بات ہوگی بھی درست (کہ تم یوں کہو) کہ آپ ﷺ ہمارے پاس ایسی حالت میں آئے جب لوگ آپ ﷺ کی (یعنی رسول کی) تکذیب کرتے تھے ہم (انصار) نے آپ ﷺ کی تصدیق کی، آپ ﷺ کو (آپ کی قوم نے) بے یارومددگار چھوڑا ہوا تھا۔ ہم (انصار) نے آپ ﷺ کی مدد کی، قوم نے آپ کو اپنے شہر اور وطن سے بے دخل کر دیا تھا ہم نے آپ ﷺ کو رہنے کی جگہ دی۔ آپ ﷺ (رسول اور مسلمان، مہاجرین) تنگ دست تھے، ہم نے آپ ﷺ کو مال دار کیا تو اے انصار کیا تم نے دنیوی معمولی متاع کی وجہ سے دلوں میں رنجش پیدا کر لی، میں نے تو ان لوگوں کو یہ مال اس لیے دیا ہے تاکہ وہ اسلام میں پختہ ہو جائیں اور میں نے تمہیں تو تمہارے اسلام کے سپرد کیا، اے انصار! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کر لوگ بکریاں اور اونٹ لے کر اپنے گھروں کو جائیں اور تم اللہ کے رسول کو ساتھ لے کر گھروں کو واپس لوٹو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر ہجرت والی سعادت نہیں ہوتی تو میں بھی انصار ہی کا ایک فرد ہوتا۔ اگر لوگ ایک گھاٹی میں چلیں اور انصار کسی دوسری گھاٹی میں سے گزریں تو میں بھی اس گھاٹی میں چلوں گا جہاں سے انصار چلیں گے۔ یا اللہ انصار پر، ان کی اولادوں پر اور ان کی اولادوں کی اولادوں پر سب پر رحم فرما۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی باتیں سن کر وہ لوگ اس قدر بلک بلک کر رونے لگے کہ آنسوؤں سے ان کی داڑھیاں تر ہو گئیں۔ اور وہ کہنے لگے ہم اللہ کے رسول ﷺ کی

تقسیم اور اپنے حصہ پر راضی ہیں۔ اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ واپس تشریف لے آئے اور ہم بھی چلے آئے۔

(۱۱۰۹۴)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: جَمَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْأَنْصَارَ فَقَالَ، ((أَفِيكُمْ أَحَدٌ مِنْ غَيْرِكُمْ۔)) قَالُوا: لَا إِلَّا ابْنَ أُخْتٍ لَنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ۔)) قَالَ حَجَّاجٌ: أَوْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، فَقَالَ: ((إِنَّ قُرَيْشًا حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَمُصِيبَةٍ، وَإِنِّي أَرَدْتُ أَنْ أَجْبُرَهُمْ وَأَتَأَلَّفَهُمْ، أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا، وَتَرْجِعُونَ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى بُيُوتِكُمْ؟ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَسَلَكْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ۔)) (مسند احمد: ۱۲۷۹۶)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کو ایک جگہ جمع کیا اور دریافت فرمایا: کیا تمہارے اندر تمہارے علاوہ کوئی دوسرا فرد تو نہیں ہے؟ انہوں نے بتلایا: جی نہیں، صرف ہمارا ایک بھانجا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بھانجا تو اسی قوم کا ہی فرد ہوتا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''قریش تازہ تازہ کفر چھوڑ کر اور شکست کی مصیبت سے دوچار ہوئے ہیں، میں ان کو کچھ دے دلا کر ان کی تالیف قلبی کرنا چاہتا ہوں، کیا تم اس بات سے راضی ہو کہ لوگ دنیا کا مال لے کر جائیں اور تم اپنے گھروں کو جاتے ہوئے اللہ کے رسول کو ساتھ لے کر جاؤ، اگر عام لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار کسی پہاڑی گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی گھاٹی کو ترجیح دیتے ہوئے اسی میں چلوں گا۔''

بَابُ خُطْبَتِهِ ﷺ مِنًى بِيَوْمِ النَّحْرِ غَيْرَمَا تَقَدَّمَ فِي الْحَجِّ

دس ذوالحجہ کو منیٰ میں نبی کریم ﷺ کے خطبہ کا بیان، یہ خطبہ حج والے خطبہ سے الگ ہے

(۱۱۰۹۵)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ، (فِي رِوَايَةٍ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِنًى وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ) وَأَنَا تَحْتَ جِرَانِهَا، وَهِيَ تَقْصَعُ بِجِرَّتِهَا وَلُعَابُهَا يَسِيلُ بَيْنَ كَتِفَيَّ، قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَعْطَى لِكُلِّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ، وَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ،

سیدنا عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر منی میں خطبہ ارشاد فرمایا، میں اس وقت اونٹنی کی گردن کے نیچے کھڑا تھا اور وہ انتہائی مطمئن کھڑی جگالی کر رہی تھی اور اس کا لعاب مجھ پر گر بھی رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق دے دیا ہے، کسی بھی شرعی وارث کے حق میں وصیت نہیں کی جا سکتی، بچہ اسی کی طرف منسوب ہوگا، جس کے بستر پر

(۱۱۰۹۴) تخريج: أخرجه البخاری: ۴۳۳۴، ومسلم: ۱۰۵۹ (انظر: ۱۲۷۶۶)

(۱۱۰۹۵) تخريج: صحيح لغيره أخرجه ابوداود: ۵۱۱۵، وابن ماجه: ۲۷۱۴، والترمذی: ۲۱۲۱، والنسائی: ۶/ ۲۴۷ (انظر: ۱۸۰۸۳)

وَالْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ، وَمَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، أَوْ انْتَمَى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ۔)) (مسند احمد: ١٨٢٥١)

وہ پیدا ہوا، اس بچے کی ولدیت کا دعویٰ کرنے والا زانی سنگساری کا مستحق ہے اور جس کسی نے خود کو اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف منسوب کیا، اس پر اللہ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہوگی، اس کی کوئی بھی فرض یا نفل عبادت قبول نہیں ہوگی۔''

فوائد:.....ان احادیث میں موجود فقہی اور تفصیل طلب مسائل متعلقہ ابواب میں گزر چکے ہیں۔

(١١٠٩٦)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ فَقَالَ: ((أَلَا إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لِي وَلَا لِأَهْلِ بَيْتِي۔)) وَأَخَذَ وَبَرَةً مِنْ كَاهِلِ نَاقَتِهِ فَقَالَ: ((وَلَا مَا يُسَاوِي هٰذِهِ أَوْ مَا يَزِنُ هٰذِهِ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ......۔)) اَلْحَدِيْثَ كَمَا تَقَدَّمَ۔ (مسند احمد: ١٧٨١٤)

(دوسری سند) سیدنا عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار تھے، آپ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: ''صدقہ کا مال میرے لیے اور میرے اہل بیت کے لیے حلال نہیں۔'' اور آپ ﷺ نے اونٹنی کے کاندھے کے بالوں کا ایک گچھا پکڑ کر فرمایا: ''بلکہ میرے لیے تو صدقہ میں سے اس مقدار جتنی چیز بھی حلال نہیں اور جس نے خود کو اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف منسوب کیا اس پر اللہ کی لعنت ہے۔'' (باقی حدیث، گزشتہ حدیث کی مانند ہے۔)

(١١٠٩٧)۔ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَامِرٍ الْمُزَنِيُّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ بِمِنًى عَلَى بَغْلَةٍ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ أَحْمَرُ، قَالَ: وَرَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ بَيْنَ يَدَيْهِ يُعَبِّرُ عَنْهُ، قَالَ: فَجِئْتُ حَتَّى أَدْخَلْتُ يَدِي بَيْنَ قَدَمِهِ وَشِرَاكِهِ، قَالَ: فَجَعَلْتُ أَعْجَبُ مِنْ بَرْدِهَا۔ (مسند احمد: ١٦٠١٦)

سیدنا عامر مزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے منیٰ میں رسول اللہ ﷺ کو خچر پر سوار خطبہ دیتے سنا، آپ ﷺ سرخ رنگ کی چادر زیب تن کئے ہوئے تھے، ایک بدری صحابی آپ کے سامنے تھا اور آپ ﷺ کی آواز سن کر آپ ﷺ کی بات کو (بلند آواز میں) دہرا کر لوگوں تک پہنچا رہا تھا۔ میں نے آ کر اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے قدم اور تسمے میں داخل کر دیا، مجھے آپ ﷺ کے قدم کی ٹھنڈک سے از حد تعجب ہوا۔

فوائد:...... یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے، جن کا ذکر اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔

(١١٠٩٨)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ مُحَمَّدُ

(دوسری سند) سیدنا عامر مزنی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں:

(١١٠٩٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١١٠٩٧) تخريج: صحيح، أخرجه ابوداود: ٤٠٧٣ (انظر: ١٥٩٢٠)

(١١٠٩٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

بْنُ عُبَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْخٌ مِنْ بَنِي فَزَارَةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَامِرٍ الْمُزَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ: قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ عَلَى بَغْلَةٍ شَهْبَاءَ، وَعَلِيٌّ يُعَبِّرُ عَنْهُ۔ (مسند احمد: ١٦٠١٧)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ ایک سفید خچر پر سوار تھے اور لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ کی آواز سن کر اسے دہرا کر لوگوں تک آپ ﷺ کا خطاب پہنچا رہے تھے۔

(١١٠٩٩)۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ فِي حَجَّتِهِ، فَقَالَ: ((أَلَا إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللَّهُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ، السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا، مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ، ثَلَاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، قَالَ: ((أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ؟)) قُلْنَا: بَلٰى، ثُمَّ قَالَ: ((أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، فَقَالَ: ((أَلَيْسَ ذَا الْحِجَّةِ؟)) قُلْنَا: بَلٰى، ثُمَّ قَالَ: ((أَيُّ بَلَدٍ هٰذَا؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، قَالَ: ((أَلَيْسَتِ الْبَلْدَةَ؟ قُلْنَا: بَلٰى، قَالَ: ((فَإِنَّ دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ (قَالَ: وَأَحْسَبُهُ قَالَ) وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا،

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حج کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا: خبردار! بے شک، زمانہ اپنی اسی کیفیت اور ہیئت پر لوٹ آیا ہے، جس کیفیت اور ہیئت پر اللہ نے اسے اس دن بنایا تھا، جس دن اس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا تھا، سال کے بارہ مہینے ہیں ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔ ان میں سے ذوالقعدہ، ذوالحجہ، اور محرم متواتر ہیں اور چوتھا مہینہ رجب ہے، جو کہ جمادی الثانیہ اور شعبان کے درمیان ہے اور قبیلہ مضر کے لوگ جس کا بہت زیادہ احترام کرتے ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''آج کون سا دن ہے؟'' ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، یہ سن کر آپ ﷺ اس قدر خاموش رہے کہ ہم نے سمجھا کہ شاید آپ ﷺ اس کا کوئی نیا نام تجویز کریں گے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا آج یوم النحر (یعنی دس ذوالحجہ والا قربانی کا دن) نہیں ہے؟'' ہم نے عرض کیا: جی ہاں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب کونسا مہینہ ہے؟'' ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ اس حد تک خاموش رہے کہ ہم نے سمجھا شاید آپ ﷺ اس کا کوئی نیا نام تجویز کریں گے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ ذوالحجہ کا مہینہ نہیں ہے؟'' ہم نے عرض کیا: جی ہاں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کونسا شہر ہے؟'' ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ

(١١٠٩٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٣١٩٧، ٤٤٠٦، ٥٥٥٠، ٧٠٧٨، ٧٤٤٧، ومسلم: ١٦٧٩ (انظر: ٢٠٣٨٦)

فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا، وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ، أَلَا لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي ضُلَّالًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ مِنْكُمْ، فَلَعَلَّ مَنْ يُبَلِّغُهُ يَكُونُ أَوْعٰى لَهُ مِنْ بَعْضِ مَنْ يَسْمَعُهُ۔)) قَالَ مُحَمَّدٌ: وَقَدْ كَانَ ذَاكَ قَالَ: قَدْ كَانَ بَعْضُ مَنْ بُلِّغَهُ أَوْعٰى لَهُ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهُ۔ (مسند احمد: ۲۰۶۵۷)

اس قدر خاموش رہے کہ ہم نے سمجھا کہ شاید آپ ﷺ اس کا کوئی نیا نام تجویز کریں گے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ بلدۂ طیبہ (یعنی پاکیزہ شہر) نہیں ہے؟'' ہم نے عرض کیا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک تمہارے خون، اموال اور عزتیں ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں جیسے آج کے دن کی، اس مہینے اور اس شہر میں حرمت ہے، عنقریب تمہاری اپنے رب سے ملاقات ہوگی، وہ تم سے تمہارے کاموں کا محاسبہ کرے گا خبردار تم میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو، خبردار! کیا میں نے اللہ کا دین تم تک پہنچا دیا؟ (یا نہیں) خبردار! تم میں سے جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ ان باتوں کو ان لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔ عین ممکن ہے کہ براہ راست سننے والے بعض لوگوں کی نسبت وہ لوگ انہیں بہتر طور پر سمجھیں اور یاد رکھیں جن تک یہ باتیں پہنچائی جائیں۔ (محمد بن سیرین راویٔ حدیث نے کہا کہ) واقعی ایسا ہوا۔ براہ راست سننے والے بعض لوگوں کی نسبت ان بعض لوگوں نے ان باتوں کو زیادہ یاد رکھا جن تک یہ باتیں پہنچیں۔

(۱۱۱۰۰)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ: ((يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔)) فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ حَرْقِ ابْنِ الْحَضْرَمِيِّ حَرَّقَهُ جَارِيَةُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: أَشْرِفُوا عَلٰى أَبِي بَكْرَةَ، فَقَالُوا: هٰذَا أَبُو بَكْرَةَ؟ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: فَحَدَّثَتْنِي أُمِّي أَنَّ أَبَا بَكْرَةَ قَالَ: لَوْ دَخَلُوا عَلَيَّ مَا بَهَشْتُ إِلَيْهِمْ بِقَصَبَةٍ۔ (مسند احمد: ۲۰۶۷۸)

(دوسری سند) یہ حدیث اسی طرح ہی مروی ہے، البتہ اس میں ان الفاظ: ''تم ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو گے۔'' کے بعد ہے: جس دن جاریہ بن قدامہ نے ابن حضرمی کو جلایا تو اس نے برے ارادہ سے اپنے ساتھیوں سے کہا: اب ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی طرف چلو، لوگوں نے کہا: یہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ ہے، عبدالرحمن یعنی ابوبکرہ کے بیٹے نے کہا: میری ماں نے مجھے بیان کیا کہ ابوبکرہ نے کہا: اگر وہ لوگ میری طرف آتے تو میں اپنے دفاع کے لیے ان کی طرف ایک سرکنڈے کا بھی اشارہ نہ کرتا۔

(۱۱۱۰۰) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(١١١٠١)۔ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: لَمَّا كَانَ ذٰلِكَ الْيَوْمُ، قَعَدَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى بَعِيرٍ وَأَخَذَ رَجُلٌ بِزِمَامِهِ أَوْ بِخِطَامِهِ، فَقَالَ: ((أَيُّ يَوْمٍ يَوْمُكُمْ هٰذَا؟)) قَالَ: فَسَكَتْنَا حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ سِوَى اسْمِهِ، قَالَ: ((أَلَيْسَ بِالنَّحْرِ؟)) فَذَكَرَ نَحْوَ الطَّرِيقِ الْاُولٰى مِنَ الْحَدِيثِ الْمُتَقَدِّمِ۔ (مسند احمد: ٢٠٦٥٨)

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ منی میں جب دس ذوالحجہ کا دن تھا، نبی کریم ﷺ اونٹ پر سوار ہوئے، ایک آدمی نے اس کی مہار پکڑی ہوئی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''آج کونسا دن ہے؟'' ہم خاموش رہے، ہم نے سمجھا کہ شاید آپ ﷺ اس دن کا کوئی اور نام تجویز فرمائیں گے، پھر آپ ﷺ نے خود ہی فرمایا: ''کیا یہ یوم النحر نہیں ہے؟'' اس نے آگے گزشتہ حدیث کی طرح حدیث ذکر کی۔

(١١١٠٢)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: لَمَّا كَانَ ذَاكَ الْيَوْمُ، رَكِبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نَاقَتَهُ، ثُمَّ وَقَفَ فَقَالَ: ((تَدْرُونَ أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟)) فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ أَبِي عَدِيٍّ وَقَالَ فِيهِ: ((أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ۔)) مَرَّتَيْنِ، ((فَرُبَّ مُبَلَّغٍ هُوَ أَوْعٰى مِنْ مُبَلِّغٍ۔)) مِثْلَهُ ثُمَّ مَالَ عَلٰى نَاقَتِهِ إِلٰى غُنَيْمَاتٍ فَجَعَلَ يَقْسِمُهُنَّ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ الشَّاةَ وَالثَّلَاثَةِ الشَّاةَ۔ (مسند احمد: ٢٠٧٢٧)

(دوسری سند) سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب منی میں دس ذوالحجہ کا دن تھا، اللہ کے رسول ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر اس پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ آج کونسا دن ہے؟'' پھر امام احمد کے استاد ہوذہ بن خلیفہ نے امام احمد کے دوسرے استاذ محمد بن ابی عدی کی حدیث کی طرح بیان حدیث کی)، اس میں یہ الفاظ بھی ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! جو لوگ یہاں موجود ہیں، وہ یہ باتیں ان لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔'' دو بار یہ بات ارشاد فرمائی اور پھر فرمایا: ''بسا اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ جن لوگوں تک بات پہنچائی جائے، وہ اسے پہنچانے والے سے بہتر یاد رکھتے ہیں۔'' اس کے بعد آپ اونٹنی کو لے کر بکریوں کی طرف تشریف لے گئے اور دو دو تین آدمیوں میں ایک ایک بکری تقسیم کرنے لگے۔

(١١١٠٣)۔ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟)) قَالُوْا: هٰذَا

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: ''لوگو! یہ کونسا دن ہے؟ صحابہ نے کہا: یہ حرمت والا دن ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''یہ کونسا

(١١١٠١) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٧، ومسلم: ١٦٧٩ (انظر: ٢٠٣٨٧)
(١١١٠٢) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول
(١١١٠٣) تخريج: أخرجه البخاري: ١٧٣٩، ٧٠٧٩ (انظر: ٢٠٣٦)

يَوْمٌ حَرَامٌ، قَالَ: ((أَيُّ بَلَدٍ هٰذَا؟)) قَالُوْا: بَلَدٌ حَرَامٌ، قَالَ: ((فَأَيُّ شَهْرٍ هٰذَا؟)) قَالُوْا: شَهْرٌ حَرَامٌ، قَالَ: ((إِنَّ أَمْوَالَكُمْ وَدِمَاءَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا.)) ثُمَّ أَعَادَهَا مِرَارًا، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ؟)) مِرَارًا، قَالَ: يَقُوْلُ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَاللّٰهِ! إِنَّهَا لَوَصِيَّةٌ إِلٰى رَبِّهِ عَزَّوَجَلَّ، ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.)) (مسند احمد: ۲۰۳٦)

شہر ہے؟'' صحابہ نے کہا: یہ حرمت والا شہر ہے۔ آپ ﷺ نے پھر پوچھا: ''یہ کون سا مہینہ ہے؟'' صحابہ نے کہا: یہ حرمت والا مہینہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے مال، تمہارے خون اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں، جیسے اس شہر اور اس مہینے میں آج کے دن کی حرمت ہے۔'' آپ نے یہ الفاظ متعدد مرتبہ دہرائے، اس کے بعد آپ ﷺ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر متعدد بار فرمایا: ''کیا میں نے لوگوں تک پیغام پہنچا دیا ہے؟'' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: اللہ کی قسم! یہ آپ ﷺ کی طرف سے امت کے حق میں اللہ تعالیٰ کو وصیت تھی۔ اسکے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! جو لوگ اس وقت موجود ہیں، وہ یہ باتیں ان لوگوں تک پہنچا دیں، جو یہاں موجود نہیں ہیں، لوگو! تم میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔''

فوائد:...... صحیح بخاری کی روایت میں یہ وضاحت ہے کہ آپ ﷺ نے دس ذوالحجہ کو یہ خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ ان احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ ہم مسلمان کے جان و مال اور عزت و حرمت کا کم از کم اس قدر پاس ولحاظ رکھیں کہ وہ ہماری کسی کاروائی کی وجہ سے متاثر نہیں ہوں، کتنے خوبصورت اور واشگاف انداز میں آپ ﷺ نے تین مختلف سوالات کر کے تمہید باندھی اور پھر بار بار مسلمان کے خون، مال اور عزت کی حرمت کی وضاحت فرمائی۔ لیکن صورتحال یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں مال اور عزت کا قطعی طور پر کوئی خیال نہیں رکھا جاتا، یہ الگ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عام مسلمان قتل کے جرم سے محفوظ رہتے ہیں، اگرچہ قتل و غارت گری بھی عام ہے۔

(۱۱۱۰٤)۔ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْيَشْكُرِيُّ، حَدَّثَنَا شَيْخٌ كَبِيرٌ مِنْ بَنِي عُقَيْلٍ يُقَالُ لَهُ: عَبْدُ الْمَجِيدِ الْعُقَيْلِيُّ، قَالَ: انْطَلَقْنَا حُجَّاجًا لَيَالِيَ خَرَجَ يَزِيدُ بْنُ الْمُهَلَّبِ، وَقَدْ ذُكِرَ لَنَا أَنَّ مَاءً بِالْعَالِيَةِ،

عبدالمجید عقیلی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم یزید بن مہلب کے عہد میں حج کے ارادہ سے روانہ ہوئے، انہوں نے ہم سے بیان کیا کہ ''العالیہ'' کے علاقہ میں ایک مقام ہے، جس کا نام ''الزجیج'' ہے، ہم مناسکِ حج کی ادائیگی کے بعد ''الزجیج'' پہنچے، ہم نے اپنی سواریوں کو بٹھایا، ہم چل کر ایک کنوئیں پر پہنچے،

(۱۱۱۰٤) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير": ۱۸/ ۱۳، والبخاري في "التاريخ الكبير": ۷/ ۸٦ (انظر: ۲۰۳۳٦)

يُقَالُ لَهُ: الزُّجَيْجُ، فَلَمَّا قَضَيْنَا مَنَاسِكَنَا جِئْنَا حَتَّى أَتَيْنَا الزُّجَيْجَ، فَأَنَخْنَا رَوَاحِلَنَا، قَالَ: فَانْطَلَقْنَا حَتَّى أَتَيْنَا عَلَى بِئْرٍ، عَلَيْهِ أَشْيَاخٌ مُخَضَّبُونَ يَتَحَدَّثُونَ، قَالَ: قُلْنَا: هٰذَا الَّذِي صَحِبَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَيْنَ بَيْتُهُ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، صَحِبَهُ وَهٰذَاكَ بَيْتُهُ، فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا الْبَيْتَ فَسَلَّمْنَا، قَالَ: فَأَذِنَ لَنَا فَإِذَا هُوَ شَيْخٌ كَبِيرٌ مُضْطَجِعٌ، يُقَالُ لَهُ: الْعَدَّاءُ بْنُ خَالِدِ الْكِلَابِيُّ، قُلْتُ: أَنْتَ الَّذِي صَحِبْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: نَعَمْ، وَلَوْلَا أَنَّهُ اللَّيْلُ لَأَقْرَأْتُكُمْ كِتَابَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَيَّ، قَالَ: فَمَنْ أَنْتُمْ؟ قُلْنَا: مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ، قَالَ: مَرْحَبًا بِكُمْ مَا فَعَلَ يَزِيدُ بْنُ الْمُهَلَّبِ؟ قُلْنَا: هُوَ هُنَاكَ يَدْعُو إِلٰى كِتَابِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَإِلٰى سُنَّةِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فِيمَا هُوَ مِنْ ذَاكَ؟ فِيمَا هُوَ مِنْ ذَاكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: أَيَّا نَتَّبِعُ هٰؤُلَاءِ أَوْ هٰؤُلَاءِ يَعْنِي أَهْلَ الشَّامِ أَوْ يَزِيدَ؟ قَالَ: إِنْ تَقْعُدُوْا تُفْلِحُوْا وَتَرْشُدُوْا، إِنْ تَقْعُدُوْا تُفْلِحُوْا وَتَرْشُدُوا، لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ: ثَلَاثَ مَرَّاتٍ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ عَرَفَةَ، وَهُوَ قَائِمٌ فِي الرِّكَابَيْنِ يُنَادِي بِأَعْلٰى صَوْتِهِ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَيُّ يَوْمِكُمْ هٰذَا؟)) قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((فَأَيُّ شَهْرٍ شَهْرُكُمْ هٰذَا؟)) قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((فَأَيُّ بَلَدٍ بَلَدُكُمْ

جہاں بہت سے بزرگ تشریف فرما تھے، انہوں نے اپنی داڑھیوں کو رنگا ہوا تھا، وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے، عبدالمجید کہتے ہیں: ہم نے ان سے دریافت کیا کہ یہاں ایک صاحب ہیں جو اللہ کے رسول ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل کر چکے ہیں۔ ان کا گھر کہاں ہے؟ انہوں نے بتایا کہ وہ واقعی صحابیِ رسول ہیں اور یہ ان کا گھر ہے، ہم چل کر ان کے گھر پہنچے، ہم نے انہیں سلام کہا، انہوں نے ہمیں اندر داخل ہونے کی اجازت دی، وہ کافی بزرگ ہو چکے تھے، لیٹے ہوئے تھے، ان کا نام عداء بن خالد کلابی تھا، میں نے عرض کیا: کیا آپ ہی وہ بزرگ ہیں، جنہیں رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، اگر اب رات کا وقت نہ ہوتا تو میں آپ لوگوں کو وہ خط پڑھاتا جو اللہ کے رسول ﷺ نے میرے نام تحریر فرمایا تھا، انہوں نے دریافت کیا تم لوگ کون ہو؟ ہم نے عرض کیا: ہم بصرہ سے آئے ہیں۔ انھوں نے کہا: خوش آمدید، یزید بن مہلب کیا کرتا ہے؟ ہم نے عرض کیا: وہ وہاں اللہ تعالیٰ کی کتاب اور نبی کریم ﷺ کی سنت کی طرف دعوت دیتے ہیں، وہ کہنے لگے، اسے ان سے کیا کام؟ اس کا ان سے کیا تعلق؟ میں نے عرض کیا: پھر ہم کس کا ساتھ دیں، شام والوں کا یا یزید کا؟ انھوں نے کہا: اگر تم غیر جانب دار ہو کر الگ بیٹھ رہو تو کامیاب رہو گے، عبدالمجید نے بتایا: مجھے یاد ہے کہ انہوں نے یہ بات تین بار دہرائی، پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرفہ کے دن دیکھا، آپ ﷺ اونٹنی کی رکابوں میں پاؤں رکھے کھڑے تھے اور بلند آواز سے فرما رہے تھے، ''لوگو! آج کونسا دن ہے؟'' صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کونسا مہینہ ہے؟'' صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول

هٰذَا؟)) قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((يَوْمُكُمْ يَوْمٌ حَرَامٌ وَشَهْرُكُمْ شَهْرٌ حَرَامٌ وَبَلَدُكُمْ بَلَدٌ حَرَامٌ۔)) قَالَ: فَقَالَ: ((أَلَا إِنَّ دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا، إِلٰى يَوْمِ تَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ۔)) قَالَ: ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ عَلَيْهِمْ، اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ عَلَيْهِمْ۔)) ذَكَرَ مِرَارًا فَلَا أَدْرِي كَمْ ذَكَرَهُ۔ (مسند احمد: ۲۰۶۰۱)

ہی بہتر جانتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کونسا شہر ہے؟'' صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ دن حرمت والا دن ہے، یہ مہینہ حرمت والا مہینہ ہے، یہ شہر حرمت والا شہر ہے، خبردار! بے شک تمہارے خون اور اموال ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں، جیسے آج کے دن کی اس شہر میں اور اس مہینے میں قیامت تک حرمت ہے، وہ قیامت کے دن تم سے تمہارے اعمال کا محاسبہ کرے گا۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے اور کہا: اے اللہ! تو ان پر گواہ رہنا، اے اللہ! تو ان پر گواہ رہنا۔'' آپ ﷺ نے یہ بات بار بار ارشاد فرمائی، مجھے اچھی طرح یاد نہیں کہ آپ ﷺ نے یہ بات کتنی مرتبہ کہی۔

بَابُ خُطْبَتِه ﷺ اَوْسَطِ اَيَّامَ التَّشْرِيْقِ غَيْرِ مَا تَقَدَّمَ فِي الْحَجِّ

ایام تشریق کے دوران آپ ﷺ کے خطبہ کا تذکرہ

(۱۱۱۰۵)۔ عَنْ أَبِي حُرَّةَ الرَّقَاشِيِّ عَنْ عَمِّهِ قَالَ: كُنْتُ آخِذًا بِزِمَامِ نَاقَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي أَوْسَطِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ أَذُودُ عَنْهُ النَّاسَ، فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَتَدْرُونَ فِي أَيِّ شَهْرٍ أَنْتُمْ، وَفِي أَيِّ يَوْمٍ أَنْتُمْ، وَفِي أَيِّ بَلَدٍ أَنْتُمْ؟)) قَالُوْا: فِي يَوْمٍ حَرَامٍ وَشَهْرٍ حَرَامٍ وَبَلَدٍ حَرَامٍ، قَالَ: ((فَإِنَّ دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا، إِلٰى يَوْمِ تَلْقَوْنَهُ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((اسْمَعُوْا مِنِّي تَعِيشُوا أَلَا لَا تَظْلِمُوا أَلَا لَا تَظْلِمُوا أَلَا لَا تَظْلِمُوا، إِنَّهُ لَا يَحِلُّ

ابو حرہ رقاشی سے مروی ہے، وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: ایام تشریق کے دوران میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی مہار تھامے ہوئے لوگوں کو آپ ﷺ سے ہٹا رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! کیا تم جانتے ہو کہ تم اس وقت کس مہینے کس دن اور کس شہر میں ہو؟'' صحابہ ؓ نے عرض کیا: ہم حرمت والے دن، حرمت والے مہینے اور حرمت والے شہر میں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے خون، اموال اور عزتیں ایک دوسرے پر قیامت تک اسی طرح حرام ہیں، جیسے آج کے دن کی اس مہینے اور شہر میں حرمت ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میری بات سنو، تم میرے بعد زندہ رہو گے، خبردار! کسی پر ظلم نہ کرنا، خبردار! زیادتی نہ کرنا، خبردار! ظلم نہیں کرنا، کسی کے لیے کسی دوسرے کا

(۱۱۱۰۵) تخريج: صحيح لغيره مقطعا (انظر: ۲۰۶۹۵)

مَالُ امْرِءٍ إِلَّا بِطِيبِ نَفْسٍ مِنْهُ، أَلَا وَإِنَّ كُلَّ دَمٍ وَمَالٍ وَمَأْثَرَةٍ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمِي هٰذِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَإِنَّ أَوَّلَ دَمٍ يُوضَعُ دَمُ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، كَانَ مُسْتَرْضَعًا فِي بَنِي لَيْثٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ، أَلَا وَإِنَّ كُلَّ رِبًا كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ، وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَضَى أَنَّ أَوَّلَ رِبًا يُوضَعُ رِبَا الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، لَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ، أَلَا وَإِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ﴾ أَلَا لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، أَلَا إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ أَنْ يَعْبُدَهُ الْمُصَلُّونَ، وَلٰكِنَّهُ فِي التَّحْرِيشِ بَيْنَكُمْ، فَاتَّقُوا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فِي النِّسَاءِ، فَإِنَّهُنَّ عِنْدَكُمْ عَوَانٌ لَا يَمْلِكْنَ لِأَنْفُسِهِنَّ شَيْئًا، وَإِنَّ لَهُنَّ عَلَيْكُمْ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ حَقًّا، أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا غَيْرَكُمْ وَلَا يَأْذَنَّ فِي بُيُوتِكُمْ لِأَحَدٍ تَكْرَهُونَهُ، فَإِنْ خِفْتُمْ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ۔)) قَالَ حُمَيْدٌ: قُلْتُ

مال اس کی دلی خوشی کے بغیر حلال نہیں۔ خبردار! ہر خون، مال اور جاہلیت والی قابلِ فخر بات اب قیامت تک میرے ان قدموں کے نیچے ہے، ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب جو کہ بنو لیث کے ہاں زیر پرورش تھا اور اسے بنو ھذیل نے قتل کر دیا تھا، ہم نے اس کا بدلہ لینا تھا مگر میں سب سے پہلے اس کا قتل معاف کرتا ہوں۔ اور دورِ جاہلیت کا ہر سود معاف ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اس کا فیصلہ کر دیا ہے۔ سب سے پہلے میں عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے وہ سود جو انہوں نے لوگوں سے وصول کرنے ہیں، معاف کرتا ہوں۔ تم اپنے اصل مال لے سکتے ہو۔ تمہیں کسی پر ظلم کرنے کا اور کسی کو تمہارے اوپر ظلم کرنے کا حق نہیں، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی ﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ﴾ ...... ''جس دن سے اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا بے شک اسی دن سے اللہ کے ہاں مہینوں کی تعداد بارہ ہے ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں یہی دین کا سیدھا راستہ ہے تم ان مہینوں کی حرمت کو پامال کر کے اپنے اوپر ظلم نہ کرنا۔'' (سورۂ توبہ: ۳۶) خبردار! تم میرے بعد ایک دوسرے کی گردنیں کاٹ کر کافر نہیں ہو جانا، خبردار شیطان اب اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ نمازی اس کی عبادت کریں۔ لیکن وہ تمہارے درمیان لڑائی اور اختلاف کے بیج بونے کی کوشش کرتا رہے گا۔ تم بیویوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ وہ تمہاری خدمت گار ہیں۔ انہیں اپنی جانوں کا کچھ اختیار نہیں۔ بے شک ان کے تمہارے ذمے اور تمہارے ان کے ذمہ بہت سے حقوق ہیں۔ ان کی ذمہ داری ہے کہ جس آدمی کو تم پسند کرتے ہو وہ اسے

لِـلْحَسَنِ: مَا الْمُبَرِّحُ؟ قَالَ: الْمُؤَثِّرُ ((وَلَهُنَّ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ، وَإِنَّمَا أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانَةِ اللّٰهِ، وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَمَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَانَةٌ فَلْيُؤَدِّهَا إِلٰى مَنِ ائْتَمَنَهُ عَلَيْهَا۔)) وَبَسَطَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: ((أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟)) ثُمَّ قَالَ: ((لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَإِنَّهُ رُبَّ مُبَلَّغٍ أَسْعَدُ مِنْ سَامِعٍ۔)) قَالَ حُمَيْدٌ: قَالَ الْحَسَنُ حِينَ بَلَّغَ هٰذِهِ الْكَلِمَةَ: قَدْ وَاللّٰهِ! بَلَّغُوْا أَقْوَامًا كَانُوا أَسْعَدَ بِهِ۔ (مسند احمد: ٢٠٩٧١)

تمہارے بستر پر کسی کو بیٹھنے کی اجازت نہ دیں، اور جسے تم پسند نہیں کرتے وہ اسے تمہارے گھر کے اندر آنے کی اجازت نہ دیں۔ اگر تمہیں اپنی بیویوں کی سرکشی کا اندیشہ ہو تو پہلے انہیں وعظ ونصیحت کرو اور ان سے بستر الگ کرلو، ان کو مارو تو بہت زیادہ نہ مارو۔'' حمید کہتے ہیں: میں نے حسن بصری سے دریافت کیا کہ مبرح کا کیا مفہوم ہے؟ کہا اتنا نہ مارو کہ ان کے جسم پر نشانات پڑ جائیں۔ ان کا حق ہے کہ تم انہیں معروف یعنی رواج کے مطابق یا اپنی استطاعت کے مطابق کھانا اور لباس دو۔ تم انہیں اللہ کی امانت کا واسطہ دے کر لائے ہو۔ اور تم نے اللہ تعالیٰ کے دین کے مطابق ان کی شرم گاہوں کو اپنے لیے حلال سمجھتا ہے۔ کسی نے تم میں سے کسی کو امین سمجھ کر اس کے پاس امانت رکھی ہو تو اسے واپس کرے، پھر فرمایا خبردار! کیا میں نے اللہ کا پیغام تم تک پہنچا دیا؟ خبردار کیا میں نے اللہ کا دین تم تک پہنچا دیا؟ پھر فرمایا: جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ یہ باتیں ان تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جن تک بات پہنچائی جائے۔ وہ براہ راست سننے والوں کی نسبت اسے بہتر سمجھنے اور یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔ حمید نے بیان کیا کہ حسن بصری جب اس کلمہ پر پہنچے تو انہوں نے کہا اللہ کی قسم صحابہ کرام نے یہ باتیں ایسے لوگوں تک پہنچائیں جنہوں نے ان کو بہتر طور پر سمجھا اور یاد رکھا۔

بَابُ الْخُطْبَةِ فِيْ يَوْمِ الْعِيْدِ غَيْرِ مَا تَقَدَّمَ فِي الْعِيْدَيْنِ

عیدین کے ضمن میں بیان کردہ خطبہ کے علاوہ آپ ﷺ کا ایک اور خطبۂ عید

(١١١٠٦)۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَائِذٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ عَلٰى نَاقَةٍ خَرْمَاءَ،

سیدنا قیس بن عائذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک ناک کٹی یا کان کٹی اونٹنی پر سوار خطبہ

(١١١٠٦) تخريج: حديث ضعيف، اسماعيل بن ابی خالد لم يسمع من قيس بن عائذ، بينهما اخو اسماعيل، وهو مبهم، أخرجه ابن ماجه: ١٢٨٤ (انظر: ١٦٧١٥)

وَعَبْدٌ حَبَشِیٌّ مُمْسِكٌ بِخِطَامِهِ، وَهَلَكَ قَيْسٌ أَيَّامَ الْمُخْتَارِ۔ (مسند احمد: ١٦٨٣٥)

دیتے دیکھا، ایک حبشی غلام (سیدنا بلال رضی اللہ عنہ) اس کی مہار کو تھامے ہوا تھا۔ جن دنوں مختار بن ابی عبید ثقفی کا عروج تھا، سیدنا قیس رضی اللہ عنہ ان دنوں فوت ہوئے تھے۔

(١١١٠٧)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ أَبِي كَاهِلٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ عِيدٍ عَلٰى نَاقَةٍ خَرْمَاءَ، وَحَبَشِیٌّ مُمْسِكٌ بِخِطَامِهَا۔ (مسند احمد: ١٨٩٣٢)

(دوسری سند) ابو کاہل سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے عید کے دن رسول اللہ ﷺ کو ایک کان کٹی یا ناک کٹی اونٹنی پر سوار خطبہ دیتے دیکھا، ایک حبشی غلام اس کی مہار تھامے ہوا تھا۔

بَابُ فِيْ بَعْضِ مَا وَرَدَ فِيْ فَضْلِهِ ﷺ
نبی اکرم ﷺ کے بعض فضائل کا بیان

(١١١٠٨)۔ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ إِمَامَ النَّبِيِّيْنَ وَخَطِيْبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ وَلَا فَخْرَ۔)) (مسند احمد: ٢١٥٧٦)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب قیامت کا دن ہو گا تو میں انبیاء کا امام اور ان کا خطیب ہوں گا اور میں ان کی سفارش کرنے والا ہوں گا، جبکہ مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔''

فوائد:...... جب انبیائے کرام اللہ تعالیٰ کے پاس آئیں گے، تو آپ ﷺ ان کی طرف سے بات کریں گے، حدیث نمبر (١٠٣٢٢) سے اس حدیث کی وضاحت ہوگی۔

(١١١٠٩)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((فَضَّلَنِي رَبِّي عَلَى الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، أَوْ قَالَ: عَلَى الْأُمَمِ بِأَرْبَعٍ۔)) قَالَ: ((أُرْسِلْتُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً، وَجُعِلَتِ الْأَرْضُ كُلُّهَا لِي وَلِأُمَّتِي مَسْجِدًا وَطَهُورًا، فَأَيْنَمَا أَدْرَكَتْ رَجُلًا مِنْ أُمَّتِي الصَّلَاةُ، فَعِنْدَهُ مَسْجِدُهُ وَعِنْدَهُ طَهُوْرُهُ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے رب نے مجھے باقی انبیاء (یا باقی امتوں) پر چار چیزوں میں فضیلت دی ہے، مجھے سب لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے، ساری روئے زمین میرے لیے اور میری امت کے لیے سجدہ گاہ اور ذریعۂ طہارت بنا دی گئی ہے، جس آدمی کے لیے جہاں بھی نماز کا وقت ہو جائے اس کی مسجد اور ذریعۂ طہارت اس کے پاس ہی ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے رعب و دبدبہ کے ذریعہ میری نصرت کی ہے، میں ابھی دشمن سے ایک ماہ کی

(١١١٠٧) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١١١٠٨) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الترمذى باثر الحديث: ٢٦١٣ (انظر: ٢١٢٥٦)

(١١١٠٩) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الترمذى: ١٥٥٣ (انظر: ٢٢١٣٧)

يَقْذِفُهُ فِي قُلُوبِ أَعْدَائِي، وَأَحَلَّ لَنَا الْغَنَائِمَ۔)) (مسند احمد: ٢٢٤٨٨)

مسافت پر ہوتا ہوں کہ اللہ میرے دشمنوں کے دلوں میں میرا دبدبہ ڈال دیتا ہے اور اس نے ہمارے لیے اموالِ غنیمت کو حلال کیا ہے۔''

(١١١١٠)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَالِبٍ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُحَمَّدٌ ﷺ۔ (مسند احمد: ٢٣٦٨٥)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا: قیامت کے دن محمد ﷺ ساری اولادِ آدم کے سردار ہوں گے۔

(١١١١١)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا وَقَدْ أُعْطِيَ مِنَ الْآيَاتِ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ، وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيَّ، وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ٨٤٧٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی کو اتنے معجزات اور نشانیاں عطا کی گئی ہیں کہ لوگ اس پر ایمان لاتے رہے، جو چیز مجھے عطا کی گئی ہے، وہ وحی ہے، اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے، مجھے امید ہے کہ روز قیامت میرے فرمانبرداروں کی تعداد سب سے زیادہ ہوگی۔''

فوائد:...... ہر نبی کو اس کے زمانے کے مطابق معجزات اور خارق عادت امور عطا کیے گئے، جن سے ان کی تصدیق ہوتی تھی، نبی کریم ﷺ کو بھی مختلف معجزات عطا کیے گئے، لیکن آپ ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے، جس نے آپ ﷺ کے بعد والے افراد کو بھی حیران و ششدر کیے رکھا، آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ پر ایمان لانے والوں کی اکثریت قرآن مجید سے متأثر ہوئی، اب پندرہویں صدی جاری ہے، لیکن نبی کریم ﷺ پر نازل ہونے والے کلام اور خود آپ ﷺ کے کلام کا اعجاز قائم ہے اور قائم رہے گا۔

(١١١١٢)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُوتِيتُ بِمَقَالِيدِ الدُّنْيَا عَلَى فَرَسٍ أَبْلَقَ، عَلَيْهِ قَطِيفَةٌ مِنْ سُنْدُسٍ۔)) (مسند احمد: ١٤٥٦٧)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(مجھے ایسا منظر دکھایا گیا گویا کہ) ایک خوبصورت گھوڑا ہے، اس پر نفیس قسم کا ریشم ہے، اور اس پر دنیا بھر کے خزانوں کی چابیاں رکھی ہوئی ہیں اور وہ مجھے عطا کی گئی ہیں۔''

(١١١١٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(١١١١٠) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابن ابى شيبة: ١١/ ٤٤٩ (انظر: ٢٣٢٩٦)

(١١١١١) تخريج: أخرجه البخارى: ٤٩٨١، ٧٢٧٤، ومسلم: ١٥٢، ٢٣٩ (انظر: ٧٤٩١)

(١١١١٢) تخريج: اسناده ضعيف، ابو الزبير محمد بن مسلم مدلس وقد عنعن، أخرجه ابن حبان: ٦٣٦٤ (انظر: ١٤٥١٣)

(١١١١٣) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٣٦٤(انظر: ٨١٤١)

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَيَأْتِيَنَّ عَلٰى أَحَدِكُمْ يَوْمٌ، لَأَنْ يَرَانِي ثُمَّ لَأَنْ يَرَانِي ❶، أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَمِثْلِهِمْ مَعَهُمْ۔)) (مسند احمد: ٨١٢٦)

فرمایا: ”تمہارے اوپر ضرور ایک ایسا دن آئے گا کہ تم مجھے دیکھنا چاہو گے مگر نہیں دیکھ سکو گے، اس وقت مجھے دیکھنا اور میرا دیدار کرنا اسے اہل و مال سے اور ساتھ اتنے ہی اور سے بھی زیادہ محبوب ہوگا۔

فوائد:...... اس حدیثِ مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد اگر کسی کو آپ ﷺ کا دیدار کرنے کا موقع دے دیا جائے، اگرچہ وہ ایک لمحہ کے لیے ہو، تو یہ اعزاز اس کو اس کے اہل و مال سے زیادہ محبوب ہوگا۔

(١١١١٤)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ فَاسْأَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ۔)) قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَمَا الْوَسِيلَةُ؟ قَالَ: ((أَعْلَى دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ، لَا يَنَالُهَا إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ، وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ۔)) (مسند احمد: ٧٥٨٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم مجھ پر درود بھیجو تو تم اللہ سے میرے لیے مقامِ وسیلہ کی دعا بھی کیا کرو۔“ دریافت کیا گیا: اللہ کے رسول! وسیلہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ ایک انتہائی اعلیٰ مقام ہے، جو پوری کائنات میں صرف ایک آدمی کو ملے گا، مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا۔“

فوائد:...... اذان کے بعد والی دعا میں وسیلہ مقام کا ذکر ہے۔

بَابٌ فِي مَثَلِهِ ﷺ فِي النَّبِيِّينَ وَأَنَّهُ خَاتَمُهُمْ

انبیاء میں آپ ﷺ کی مثال اور اس امر کا بیان کہ آپ ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں

(١١١١٥)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلِي فِي النَّبِيِّينَ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا فَأَحْسَنَهَا وَأَكْمَلَهَا وَتَرَكَ فِيهَا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ لَمْ يَضَعْهَا، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِالْبُنْيَانِ وَيَعْجَبُونَ مِنْهُ وَيَقُولُونَ: لَوْ تَمَّ مَوْضِعُ هٰذِهِ اللَّبِنَةِ! فَأَنَا فِي النَّبِيِّينَ مَوْضِعُ تِلْكَ اللَّبِنَةِ۔)) (مسند احمد: ٢١٥٦٣)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”انبیاء میں میری مثال اس آدمی کی مانند ہے، جو ایک انتہائی خوبصورت مکمل گھر بنائے اور اس میں صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دے، لوگ اس گھر کے چکر لگا لگا کر تعجب کا اظہار کریں اور کہیں: کاش کہ اس اینٹ کی جگہ بھی پوری ہوتی، پس قیصرِ نبوت میں اس اینٹ والی خالی جگہ کو میں پر کرنے والا ہوں۔“

(١١١١٤) تخريج: اسناده ضعيف، ليث بن ابي سليم ضعيف، وكعب ليس بمعروف، أخرجه الترمذي: ٣٦١٢، ويغني عنه حديث عبد الله بن عمرو عند مسلم (٣٨٤) (انظر: ٧٥٩٨)

(١١١١٥) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ٣٦١٣ (انظر: ٢١٢٤٣)

❶ صحیح مسلم میں اس جگہ پر لفظ یہ ہے ”وَلَا یَرَانِی“ فاضل مترجم نے غالباً اسی کو سامنے رکھ کر ترجمہ کیا ہے۔ (عبداللہ رفیق)

(۱۱۱۱٦)۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ وَزَادَ فِيهِ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَأَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ جِئْتُ فَخَتَمْتُ الْأَنْبِيَاءَ۔)) (مسند احمد: ۱٤٩٤٩)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کی حدیث نبوی بیان کی ہے، البتہ اس میں یہ الفاظ زائد ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس اینٹ کی جگہ پر آیا ہوں اور میں نے آ کر انبیاء کے سلسلہ کو مکمل کر دیا ہے۔''

(۱۱۱۱۷)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَوْقَدَ نَارًا، فَجَعَلَ الْفَرَاشُ وَالْجَنَادِبُ يَـنْـعَنَ فِيهَا، قَالَ: وَهُوَ يَذُبُّهُنَّ عَنْهَا، قَالَ: وَأَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ، وَأَنْتُمْ تَفَلَّتُونَ مِنْ يَدِيْ۔)) (مسند احمد: ۱٤٩٤٨)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری اور دوسرے انبیاء کی مثال اس آدمی کی مانند ہے، جس نے آگ جلائی اور پتنگے اور پروانے آگ میں گرنے لگے اور وہ انہیں ہٹانے لگا، پس میں تمہیں تمہاری کمروں سے پکڑ پکڑ کر تم کو آگ سے بچانے کی کوشش کر رہا ہوں اور تم میرے ہاتھ سے چھوٹ چھوٹ کر آگ میں گھستے ہو۔''

(۱۱۱۱۸)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((طَعَامُ الِاثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ، وَالثَّلَاثَةِ كَافِي الْأَرْبَعَةِ، إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ النَّاسِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا، فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ، جَعَلَ الْفَرَاشُ وَالدَّوَابُّ تَتَقَحَّمُ فِيهَا، فَأَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ وَأَنْتُمْ تَوَاقَعُونَ فِيهَا، وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بُنْيَانًا فَأَحْسَنَهُ وَأَكْمَلَهُ وَأَجْمَلَهُ، فَجَعَلَ النَّاسُ يُطِيفُونَ بِهِ يَقُولُونَ: مَا رَأَيْنَا بُنْيَانًا أَحْسَنَ مِنْ هٰذَا إِلَّا هٰذِهِ الثُّلْمَةَ فَأَنَا تِلْكَ الثُّلْمَةُ۔)) وَقِيلَ لِسُفْيَانَ: مَنْ ذَكَرَ هٰذِهِ؟ قَالَ: أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ۔ (مسند احمد: ۷۳۱۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دو آدمیوں کا کھانا تین کے لیے اور تین آدمیوں کا کھانا چار آدمیوں کے لیے کافی ہے میری اور لوگوں کی مثال ایسے ہے، جیسے کوئی آدمی آگ جلائے، جب آگ خوب روشن ہو جائے تو پتنگے اور پروانے آ کر آگ میں گرنے لگیں، میں بھی تمہیں تمہاری کمروں سے پکڑ پکڑ کر آگ سے بچانے کی کوشش کرتا ہوں، لیکن تم چھڑا چھڑا کے آگ میں جاتے ہو، انبیاء کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے ایک مکمل خوبصورت گھر بنایا، لوگ اس کے گرد گھوم گھوم کر اسے دیکھتے اور کہتے ہیں کہ ہم نے اس سے بڑھ کر کوئی خوبصورت گھر نہیں دیکھا۔ اس میں صرف یہ تھوڑی سی کمی ہے، پس میں اس کمی کو پورا کرنے والا ہوں۔''

(۱۱۱۱۹)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(۱۱۱۱٦) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۲۸۷ (انظر: ۱٤٨٨٨)
(۱۱۱۱۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۲۸٥ (انظر: ۱٤٨٨٧)
(۱۱۱۱۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۳٥۳٥، ومسلم: ۲۲۸٦ (انظر: ۷۳۲۲)
(۱۱۱۱۹) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم، أخرجه الترمذی: ۲۲۷۲ (انظر: ۱۳۸۲٤)

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ۔)) قَالَ: فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ قَالَ: قَالَ: ((وَلٰكِنِ الْمُبَشِّرَاتُ۔)) قَالُوا: يَارَسُولَ اللّٰهِ! وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: ((رُؤْيَا الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ وَهِيَ جُزْءٌ مِنْ أَجْزَاءِ النُّبُوَّةِ۔)) (مسند احمد: ١٣٨٦٠)

نے فرمایا: ''رسالت اور نبوت کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے، میرے بعد کوئی رسول یا نبی نہیں آئے گا۔'' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ بات لوگوں پر شاق گزری تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''(نبوت ورسالت کا سلسلہ تو بہرحال ختم ہو چکا ہے) تاہم خوش خبریوں کا سلسلہ باقی ہے۔'' صحابہ نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! خوشخبروں سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان آدمی کا خواب، جو کہ نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔''

فوائد:...... رسول اللہ ﷺ کی امتیازی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ تھی کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں، آپ ﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نبی نہیں آئے گا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔﴾...... ''محمد تمھارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں اور لیکن وہ اللہ کا رسول اور تمام نبیوں کا ختم کرنے والا ہے اور اللہ ہمیشہ سے ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔'' (سورۂ احزاب: ۴۰)

اَلْقِسْمُ الثَّالِثُ مِنْ كِتَابِ السِّيْرَةِ النَّبَوِيَّةِ

قسم سوم: سیرتِ نبویہ

فِيْ شَمَائِلِهِ وَخِلْقَتِهِ الْوَسِيْمَةِ وَأَخْلَاقِهِ الطَّاهِرَةِ الْعَظِيْمَةِ، وَخَصَائِصِهِ وَمُعْجِزَاتِهِ، وَعَادَاتِهِ، وَعِبَادَاتِهِ، وَأَوْلَادِهِ، وَآلِ بَيْتِهِ، وَزَوْجَاتِهِ، وَمَا خَصَّهُ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ، عَلَيْهِ أَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَأَتَمُّ التَّسْلِيْمِ.

جو آپ کے خصائل، خوبصورت جسم، باعظمت اخلاق مطہرہ، خصائص، معجزات، عادات، عبادات، آپ کی اولاد، اہل بیت اور ازواج مطہرات کے تذکرہ کے علاوہ آپ کے ان فضائل پر مشتمل ہے جن سے اللہ رب العزت نے آپ کو سرفراز فرمایا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صِفَةِ خَلْقِهِ، وَتَنَاسُبِ أَعْضَائِهِ، وَاسْتِوَاءِ أَجْزَائِهِ وَمَا جَمَعَ اللّٰهُ فِيْهِ مِنَ الْكَمَالَاتِ

آپ کے جسد اطہر، اعضاء کے تناسب و درستی اور آپ کے دیگر کمالات کا تذکرہ جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو نوازا

وضاحت: سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک ان الفاظ میں بیان کیا: پاکیزہ رو، کشادہ چہرہ،

پسندیدہ خو، نہ تو ندنکلی ہوئی نہ چندیا کے بال گرے ہوئے۔ زیبا، صاحب جمال، آنکھیں سیاہ وفراخ، بال لمبے اور گھنے، آواز میں بھاری پن، بلند گردن، روشن مرد مَک، سرگیں چشم، باریک و پیوستہ ابرو، سیاہ گھنگریالے بال، خاموش، وقار کے ساتھ گویا دل بستگی لیے ہوئے۔ دور سے دیکھنے میں زیبندہ و دل فریب، قریب سے نہایت شیریں کلام، واضح الفاظ، کلام کمی وبیشی الفاظ سے معرا، تمام گفتگو موتیوں کی لڑی جیسی پروئی ہوئی، میانہ قد کہ کوتاہی سے حقیر نظر نہیں آتے۔ نہ طویل کہ آنکھ اس سے نفرت کرتی۔ زیبندہ منظر والا قد، رفیق ایسے کہ ساتھی ہر وقت اس کے گرد و پیش رہتے ہیں۔ جب وہ کچھ کہتا ہے تو چپ چاپ سنتے ہیں۔ حکم دیتا ہے تو تعمیل کے لیے جھپٹتے ہیں۔ مخدوم، مطاع، نہ کوتاہ سخن، نہ ترش رو، نہ فضول گو۔ (ماخوذ از زاد المعاد لابن قیم الجوزی)

(١١١٢٠)۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَازِنٍ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ عَلِيًّا رضي الله عنه فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! انْعَتْ لَنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صِفْهُ لَنَا؟ فَقَالَ: كَانَ لَيْسَ بِالذَّاهِبِ طُولًا وَفَوْقَ الرَّبْعَةِ، إِذَا جَاءَ مَعَ الْقَوْمِ غَمَرَهُمْ أَبْيَضَ شَدِيدَ الْوَضَحِ، ضَخْمَ الْهَامَةِ، أَغَرَّ أَبْلَجَ هَدِبَ الْأَشْفَارِ، شَثْنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، إِذَا مَشَى يَتَقَلَّعُ كَأَنَّمَا يَنْحَدِرُ فِي صَبَبٍ، كَأَنَّ الْعَرَقَ فِي وَجْهِهِ اللُّؤْلُؤُ، لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ، بِأَبِي وَأُمِّي ﷺ۔ (مسند احمد: ١٣٠٠)

یوسف بن مازن سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! آپ ہمیں رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کریں، انہوں نے کہا: آپ ﷺ بہت زیادہ طویل قامت نہ تھے، آپ ﷺ متوسط قد سے قدرے دراز تھے، جب آپ ﷺ دوسروں کے ساتھ کھڑے ہوتے تو ان سے نمایاں لگتے، آپ ﷺ کی رنگت چمکیلی سفید تھی، آپ ﷺ کا سر مبارک بڑا تھا، آپ ﷺ کا چہرہ انور خوب روشن تھا، ابرو آپس میں ملے ہوئے نہ تھے، پلکیں گھنی اور طویل تھیں، آپ ﷺ کی ہتھیلیاں اور قدم مبارک بھرے بھرے تھے، جب چلتے تو قوت سے یوں چلتے جیسے بلندی سے پستی کی طرف جا رہے ہوں، آپ کے چہرے پر پسینہ موتیوں کی طرح چمکتا تھا، میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں۔ میں نے آپ ﷺ سے پہلے یا آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ جیسا کوئی آدمی نہیں دیکھا۔

(١١١٢١)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ضَخْمَ الرَّأْسِ،

محمد بن علی اپنے باپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک بڑا، آنکھیں خوب موٹی، پلکیں

(١١١٢٠) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، يوسف بن مازن لم يدرك عليا، بينهما رجل لم يسمّ، وخالد بن خالد مجهول لايعرف (انظر: ١٣٠٠)

(١١١٢١) تخريج: اسناده حسن، اخرجه البزار: ٦٦٠، وابويعلى: ٣٧٠ (انظر: ٦٨٤)

عَـظِيـمَ الْعَيْنَيْنِ، هَدِبَ الْأَشْفَارِ، مُشْرَبَ الْعَيْنِ بِحُمْرَةٍ، كَثَّ اللِّحْيَةِ، أَزْهَرَ اللَّوْنِ، إِذَا مَشٰـى تَـكَفَّأَ، كَأَنَّمَا يَمْشِي فِي صُعُدٍ، وَإِذَا الْتَـفَـتَ الْتَفَتَ جَمِيعًا، شَثْنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ۔ (مسند احمد: ٦٨٤)

طویل اور آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے۔ آپ ﷺ کی داڑھی گھنی تھی، رنگ خوب روشن تھا، آپ چلتے تو ذرا سامنے کو جھک کر چلتے، گویا آپ بلندی سے اتر رہے ہیں، کسی طرف متوجہ ہوتے تو پوری طرح ادھر مڑتے، آپ کی ہتھیلیاں اور قدم بھرے بھرے تھے۔

(١١١٢٢)۔ (وَمِـنْ طَـرِيْـقٍ ثَانٍ) عَنْ نَافِعِ بْـنِ جُبَيْـرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَـنْـهُ قَـالَ: كَـانَ رَسُولُ اللّٰـهِ ﷺ لَيْـسَ بِـالـطَّـوِيلِ، وَلَا بِالْقَصِيرِ، ضَخْمُ الرَّأْسِ وَالـلِّحْيَةِ، شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ مُشْرَبٌ وَجْهُهُ حُـمْـرَـةً طَـوِيلُ الْمَسْرُبَةِ، ضَخْمُ الْـكَرَادِيسِ، إِذَا مَشٰى تَكَفَّأَ تَكَفُّؤًا، كَأَنَّمَا يَـنْـحَـطُّ مِـنْ صَبَبٍ، لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ ﷺ۔ (مسند احمد: ٩٤٧)

(دوسری سند) نافع بن جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نہ تو بہت زیادہ دراز قد تھے اور نہ ہی پست قد تھے، آپ ﷺ کا سر بڑا اور داڑھی گھنی تھی، آپ ﷺ کی ہتھیلیاں اور پاؤں پر گوشت تھے، آپ ﷺ کا چہرہ انور سرخی مائل سفید تھا، اعضاء کی ہڈیاں مضبوط تھیں، سینہ سے ناف تک بالوں کی لمبی لکیر تھی، آپ ﷺ چلتے تو ذرا جھک کر یوں چلتے گویا آپ ﷺ بلندی سے اتر رہے ہیں، میں نے آپ سے پہلے اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ جیسا کوئی آدمی نہیں دیکھا۔

فوائد:...... نبی کریم ﷺ کی چال کے بارے میں روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ بہت تیز رفتار تھے، بازار میں چلنے والے شخص کی رفتار سے چلتے تھے، درماندہ اور سست نہ تھے، کوئی آپ کا ساتھ نہ پکڑ سکتا تھا، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے کسی کو رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر تیز رفتار نہیں دیکھا، گویا کہ زمین آپ کے لیے لپیٹ دی جاتی تھی۔ ہم تو اپنے آپ کو تھکا مارتے اور آپ بے پروائی سے چلتے رہتے۔

آپ جب قدم رکھتے تو پورا قدم رکھتے، چلتے تو جھٹکے سے اٹھتے اور یوں چلتے گویا ڈھلوان سے اتر رہے ہوں، پھر جھٹکے سے پاؤں اٹھاتے اور نرمی سے چلتے۔

(١١١٢٣)۔ عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ قَالَ: سَـمِـعْـتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَنْعَتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: كَـانَ شَبْـحَ الـذِّرَاعَيْـنِ، أَهْـدَبَ أَشْفَـارِ الْـعَيْنَيْنِ، بَعِيدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، يُقْبِلُ إِذَا

ابو صالح مولی التوأمہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو سنا، وہ نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کر رہے تھے، انھوں نے کہا: آپ ﷺ کے ہاتھ طویل (یا عریض) تھے، آنکھوں کی پلکیں بھی طویل تھیں، کندھوں کے

(١١١٢٢) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١١١٢٣) تخريج: اسناده حسن، اخرجه البيهقي في "دلائل النبوة": ١/ ٢٤٤ (انظر: ٩٧٨٧)

أَقْبَلَ جَمِيعًا، وَيُدْبِرُ إِذَا أَدْبَرَ جَمِيعًا، قَالَ رَوْحٌ فِي حَدِيثِهِ: بِأَبِي وَأُمِّي لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا، وَلَا مُتَفَحِّشًا وَلَا سَخَّابًا بِالْأَسْوَاقِ، زَادَ فِي رِوَايَةٍ: ضَخْمَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، لَمْ أَرَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ۔ (مسند احمد: ٩٧٨٦)

درمیان تھوڑا سا نمایاں فاصلہ تھا (یعنی آپ ﷺ کا سینہ چوڑا تھا)، آپ ﷺ جس طرف بھی مڑتے، پوری طرح مڑتے اور متوجہ ہوتے۔ روح راوی نے اپنی حدیث میں کہا: میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں، آپ عادۃً یا تکلفاً فحش گو نہ تھے، نہ ہی آپ ﷺ بازاروں (اور گلیوں) میں بلند آواز سے بولتے تھے، آپ کی ہتھیلیاں اور قدم مبارک گوشت سے بھرے ہوئے تھے، میں نے آپ کے بعد آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔

(١١١٢٤)۔ عَنِ الْبَرَاءِ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا مَرْبُوعًا بَعِيدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، عَظِيمَ الْجُمَّةِ إِلٰى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ، عَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ، مَا رَأَيْتُ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مسند احمد: ١٨٦٦٥)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سیدھے بالوں والے تھے، آپ ﷺ کا قد درمیانہ تھا، آپ کے کندھوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ تھا (یعنی آپ ﷺ کا سینہ کشادہ تھا)، آپ ﷺ کے سر کے بال کانوں کی لووں تک طویل تھے، ایک بار آپ ﷺ نے سرخ پوشاک زیب تن کی ہوئی تھی، میں نے آپ سے بڑھ کر خوبصورت آدمی کبھی نہیں دیکھا۔

(١١١٢٥)۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَنْعَتُ النَّبِيَّ ﷺ بِمَا شَاءَ أَنْ يَنْعَتَهُ، قَالَ: ثُمَّ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ رَبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ، لَيْسَ بِالْقَصِيرِ وَلَا بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ، أَزْهَرَ لَيْسَ بِالْآدَمِ وَلَا بِالْأَبْيَضِ وَلَا الْأَمْهَقِ، رَجِلَ الشَّعْرِ لَيْسَ بِالسَّبْطِ وَلَا الْجَعْدِ الْقَطَطِ، بُعِثَ عَلٰى رَأْسِ أَرْبَعِينَ، أَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرًا وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرًا، وَتُوُفِّيَ عَلٰى رَأْسِ سِتِّينَ سَنَةً، لَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُونَ شَعَرَةً

ربیعہ بن ابی عبدالرحمن سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو سنا وہ نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک اپنے ہی انداز میں بیان کر رہے تھے، میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو سنا، انھوں نے کہا: نبی کریم ﷺ لوگوں میں میانہ قد والے تھے، نہ بہت پست قد تھے، نہ بہت زیادہ طویل قامت، آپ ﷺ کا رنگ چمکیلا تھا، نہ گندم گوں تھا، نہ بالکل سفید، بلکہ گورا چمک دار تھا، آپ ﷺ کے بال نہ بالکل سیدھے تھے اور نہ سخت گھنگھریالے، بلکہ ہلکا سا خم لیے ہوئے تھے۔ چالیس برس کی عمر میں نبوت سے سرفراز ہوئے، اس کے بعد آپ ﷺ نے دس سال مکہ مکرمہ میں اور دس سال مدینہ منورہ میں قیام کیا، ساٹھ برس کی عمر میں وفات پائی، آپ کے سر اور داڑھی میں

(١١١٢٤) تخريج: اخرجه البخاري: ٣٥٥١، ٥٨٤٨، ومسلم: ٢٣٣٧ (انظر: ١٨٤٧٣)

(١١١٢٥) تخريج: اخرجه البخاري: ٣٥٤٧، ٣٥٤٨، ٥٩٠٠، ومسلم: ٢٣٤٧ (انظر: ١٣٥١٩)

بَیْضَاءَ۔ (مسند احمد: ۱۳۵۵۳)

سفید بال بھی نہ تھے۔

فوائد:…… نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں تیرہ برس قیام کیا اور آپ ﷺ نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی، اس حدیث میں اکائیوں کا ذکر نہیں کیا گیا اور عرب ایسا کرتے رہتے ہیں۔

امام ابن حزم نے کہا: رنگ کے اعتبار سے آپ ﷺ نہ بالکل سفید تھے نہ گندم گوں، بلکہ رنگ کی سفیدی کے ساتھ سرخی لیے ہوئے تھے، چہرہ مبارک چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن اور چمکدار تھا۔ سر کے بال نہ بالکل سیدھے اور نہ بالکل پیچدار، بلکہ ہلکی سی پیچیدگی کے ساتھ گھونگریالے تھے۔ (جوامع السیرۃ)

(۱۱۱۲٦)۔ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ضَلِيعَ الْفَمِ، أَشْكَلَ الْعَيْنِ، مَنْهُوسَ الْعَقِبَيْنِ، قُلْتُ لِسِمَاكٍ: مَا ضَلِيعُ الْفَمِ؟ قَالَ: عَظِيمُ الْفَمِ، قُلْتُ: مَا أَشْكَلُ الْعَيْنِ؟ قَالَ: طَوِيلُ شُفْرِ الْعَيْنِ، قُلْتُ: مَا مَنْهُوسُ الْعَقِبِ؟ قَالَ: قَلِيلُ لَحْمِ الْعَقِبِ۔ (مسند احمد: ۲۱۲۹۷)

سماک کہتے ہیں: میں نے سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کا منہ کشادہ تھا، آنکھوں کی سفیدی میں سرخی تھی اور ایڑیوں کا گوشت کم تھا۔ امام شعبہ کہتے ہیں: میں نے سماک سے دریافت کیا کہ ''ضَلِيعُ الْفَمِ'' کا کیا معنی ہے؟ انہوں نے کہا: کشادہ منہ والا۔ میں نے پوچھا: ''أَشْكَلُ الْعَيْنِ'' سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: طویل پلکوں والا۔ میں نے دریافت کیا کہ ''مَنْهُوسُ الْعَقِبِ'' کا کیا معنیٰ ہے؟ انہوں نے کہا: وہ جس کی ایڑیوں کا گوشت کم ہو۔

فوائد:…… سماک نے ''أَشْكَلُ الْعَيْنِ'' کے معانی ''طویل پلکوں والا'' بیان کیے، اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ معنی بیان کرتے وقت سماک کو وہم ہو گیا ہے، یا پھر غلطی لگ گئی، ان الفاظ کا وہی معنی درست ہے، جو ہم نے بیان کیا ہے، یعنی آپ ﷺ کی آنکھوں کی سفیدی میں سرخی تھی اور یہ حسن کی علامت ہے۔

(۱۱۱۲۷)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ فِي سَاقَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حُمُوشَةٌ، وَكَانَ لَا يَضْحَكُ إِلَّا تَبَسُّمًا، وَكُنْتُ إِذَا رَأَيْتُهُ قُلْتُ: أَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ وَلَيْسَ بِأَكْحَلَ۔ (مسند احمد: ۲۱۲۲٤)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ کی پنڈلیاں دوسرے اعضا کے مطابق مناسب حد تک باریک تھیں۔ آپ ﷺ کھلکھلا نہیں ہنستے تھے، بلکہ صرف مسکراتے تھے۔ جب میں آپ ﷺ کو دیکھتا تو یوں محسوس ہوتا کہ آپ ﷺ نے آنکھوں میں سرمہ ڈالا ہوا ہے، جبکہ آپ ﷺ نے سرمہ نہ ڈالا ہوتا تھا۔ (یعنی آپ ﷺ کی آنکھیں قدرتی طور پر سرمگیں تھیں)۔

(۱۱۱۲٦) تخریج: اخرجه مسلم: ۲۳۳۹ (انظر: ۲۰۹۸٦)

(۱۱۱۲۷) تخریج: اسناده ضعيف، الحجاج بن ارطاة مدلس وقد عنعن، اخرجه الترمذى: ۳٦٤٥ (انظر: ۲۰۹۱۷)

(۱۱۱۲۸)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) قَالَ: إِصْبَعُ النَّبِيِّ ﷺ مُتَظَاهِرَةٌ۔ (مسند احمد: ۲۱۲۵۷)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے کہ نبی ﷺ کے پاؤں کے انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی، انگوٹھے سے لمبی تھی۔

(۱۱۱۲۹)۔ عَنْ أَشْعَثِ أَنَّهُ قَالَ لِشَيْخٍ مِنْ بَنِي مَالِكِ بْنِ كِنَانَةَ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ: انْعَتْ لَنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: بَيْنَ بُرْدَيْنِ أَحْمَرَيْنِ مَرْبُوعٌ كَثِيرُ اللَّحْمِ، حَسَنُ الْوَجْهِ، شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ، أَبْيَضُ شَدِيدُ الْبَيَاضِ، سَابِغُ الشَّعْرِ۔ (مسند احمد: ۲۳۵۷۹)

اشعث نے نبی کریم ﷺ کو دیکھنے والے بنو مالک بن کنانہ کے ایک بزرگ سے کہا: تم ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ کا حلیہ بیان کرو، اس نے کہا: آپ سرخ رنگ کی دو چادریں زیب تن کیے، میانہ قامت، پرگوشت جسم، خوب رو، بال ازحد سیاہ، رنگ انتہائی گورا، اور سر کے بال لمبے تھے۔

(۱۱۱۳۰)۔ عَنْ مُحَرِّشِ نِ الْخُزَاعِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مِنَ الْجِعْرَانَةِ لَيْلًا فَاعْتَمَرَ، ثُمَّ رَجَعَ فَأَصْبَحَ كَبَائِتٍ بِهَا، فَنَظَرْتُ إِلَى ظَهْرِهِ كَأَنَّهُ سَبِيكَةُ فِضَّةٍ۔ (مسند احمد: ۱۵۵۹۷)

سیدنا محرش خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رات کے وقت جعرانہ سے روانہ ہو کر جا کر عمرہ ادا کیا اور واپس آ گئے، آپ ﷺ نے جعرانہ میں صبح کی اور یوں لگتا تھا کہ آپ ﷺ نے رات یہیں جعرانہ میں ہی بسر کی ہے، میں نے آپ کی پشت پر دیکھا، یوں لگتا تھا کہ وہ چاندی کی تختی ہے۔

فوائد:...... فوائد: عمرۂ جعرانہ: جب آپ ﷺ غزوۂ حنین اور غزوۂ طائف سے فارغ ہو کر جعرانہ مقام پر پہنچے اور وہاں پڑاؤ ڈالا تو اس دوران یہ عمرہ ادا کیا تھا، یہ غزوے فتح مکہ کے بعد ۸ھ میں پیش آئے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے غزوۂ حنین کی غنیمتیں جعرانہ کے مقام پر تقسیم کی تھیں، یہ مقام مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان ہے اور مکہ مکرمہ سے زیادہ قریب ہے، آپ ﷺ اس موقع پر راتوں رات عمرہ کر کے واپس آ گئے تھے۔ اس عمرے کا انکار کرنے والوں کو اس کا علم نہیں ہو سکا تھا۔

ان احادیثِ مبارکہ میں نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کیا گیا ہے، نبی کریم ﷺ اخلاق کی اعلی مثال ہونے کے ساتھ ساتھ خلقی اور پیدائشی اوصاف میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔

(۱۱۱۲۸) تخریج: اسناده ضعيف، سلمة بن حفص، قال ابن حبان: شيخ من اهل الكوفة كان يضع الحديث، لايحل الاحتجاج به ولا الرواية عنه الا عند الاعتبار، وذكر له هذا الحديث، وقال: هذا خبر منكر لا اصل له، كان رسول الله ﷺ معتدل الخلق۔ ويحيى بن يمان ضعيف يعتبر به، اخرجه البيهقى فى "الدلائل": ۱/ ۲٤۸ (انظر: ۲۰۹۵۰)

(۱۱۱۲۹) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ۲۳۱۹۲)

(۱۱۱۳۰) تخريج: اسناده حسن، اخرجه النسائى: ۵/ ۲۰۰ (انظر: ۱۵۵۱۲)

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ صِفَةِ وَجْهِهِ وَشَعْرِهِ ﷺ

آپ کے چہرۂ انور اور گیسوؤں کا بیان

(۱۱۱۳۱)۔ عَنْ أَبِی إِسْحٰقَ قَالَ: قِیلَ لِلْبَرَاءِ: أَکَانَ وَجْهُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَدِیدًا هٰکَذَا مِثْلَ السَّیْفِ؟ قَالَ: لَا، بَلْ کَانَ مِثْلَ الْقَمَرِ۔ (مسند احمد: ۱۸٦٧٠)

ابو اسحاق کا بیان ہے کہ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ آیا رسول اللہ ﷺ کا رخ انور تلوار کی مانند لمبا اور چمک دار تھا؟ انہوں نے کہا: نہیں، بلکہ چاند کی طرح تابناک اور گول تھا۔

(۱۱۱۳۲)۔ عَنْ سِمَاكٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ یَقُولُ: کَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ شَمِطَ مُقَدَّمُ رَأْسِهِ وَلِحْیَتِهِ، فَإِذَا ادَّهَنَ وَمَشَطَ لَمْ یَتَبَیَّنْ، وَإِذَا شَعِثَ رَأْسُهُ تَبَیَّنَ، وَکَانَ کَثِیرَ الشَّعْرِ وَاللِّحْیَةِ، فَقَالَ رَجُلٌ: وَجْهُهُ مِثْلُ السَّیْفِ؟ قَالَ: لَا، بَلْ کَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ مُسْتَدِیرًا، قَالَ: وَرَأَیْتُ خَاتَمَهُ عِنْدَ کَتِفِهِ مِثْلَ بَیْضَةِ الْحَمَامَةِ یُشْبِهُ جَسَدَهُ۔ (مسند احمد: ۲۱۳۰۹)

سماک سے روایت ہے کہ انہوں نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی اور سر کے اگلے حصہ کے بال سفید ہونے لگے تھے، جب آپ تیل لگا کر کنگھی کر لیتے تو ان کی رنگت نمایاں نہ ہوتی تھی، لیکن جب نہ تیل لگایا ہوتا اور نہ کنگھی کی ہوتی تو وہ سفید بال نمایاں ہو جاتے تھے، آپ ﷺ کے سر اور داڑھی کے بال گھنے تھے۔ ایک آدمی نے کہا کہ آپ کا چہرہ تلوار کی مانند لمبا اور چمک دار تھا؟ لیکن سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں، تلوار کی طرح نہیں تھا، بلکہ سورج اور چاند کی طرح روشن اور گول تھا۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے آپ ﷺ کی مہر نبوت کو آپ کے کندھے کے قریب دیکھا، وہ کبوتری کے انڈے کے برابر باقی جسم کے مشابہ تھی۔

(۱۱۱۳۳)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: کَانَ شَعْرُ النَّبِیِّ ﷺ إِلٰی أَنْصَافِ أُذُنَیْهِ۔ (مسند احمد: ۱۲۱٤۲)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ کے بال آپ ﷺ کے کانوں کے نصف تک لمبے تھے۔

(۱۱۱۳٤)۔ قَالَ کَانَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ شَعْرٌ یُصِیبُ، وَفِی رِوَایَةٍ: یَضْرِبُ مَنْکِبَیْهِ۔ (مسند احمد: ۱۲۱۹۹)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بال آپ کے کاندھوں تک لمبے تھے۔

(۱۱۱۳۱) تخریج: اخرجه البخاری: ۳۵۵۲ (انظر: ۱۸٤۷۸)
(۱۱۱۳۲) تخریج: اخرجه مسلم: ۲۳٤٤ (انظر: ۲۰۹۹۸)
(۱۱۱۳۳) تخریج: اخرجه مسلم: ۲۳۳۸ (انظر: ۱۲۱۱۸)
(۱۱۱۳٤) تخریج: اخرجه البخاری: ۵۹۰۳، ۵۹۰٤، ومسلم: ۲۳۳۸ (انظر: ۱۲۱۷۵)

(۱۱۱۳۵)۔ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسًا عَنْ شَعْرِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كَانَ شَعْرُهُ رَجِلًا، لَيْسَ بِالْجَعْدِ وَلَا بِالسَّبْطِ، كَانَ بَيْنَ أُذُنَيْهِ وَعَاتِقِهِ۔ (مسند احمد: ۱۲۴۰۹)

قتادہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کے بالوں کی بابت دریافت کیا تو انھوں نے کہا: آپ کے بال نہ سخت گھنگھریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے، بلکہ قدرے خمیدہ تھے، آپ کے بال کندھوں اور کانوں کے درمیان ہوتے تھے۔

(۱۱۱۳۶)۔ عَنْ حُمَيْدٍ: أَنَّ أَنَسًا سُئِلَ عَنْ شَعَرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ شَعْرًا أَشْبَهَ بِشَعْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ شَعَرِ قَتَادَةَ، فَفَرِحَ يَوْمَئِذٍ قَتَادَةُ۔ (مسند احمد: ۱۳۲۷۱)

حمید سے روایت ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کے بالوں کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انھوں نے کہا: میں نے قتادہ کے بالوں سے بڑھ کر کسی کے بالوں کو نبی کریم ﷺ کے بالوں کے مشابہ نہیں دیکھا۔ اس دن قتادہ بہت زیادہ خوش تھے۔

(۱۱۱۳۷)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يُجَاوِزُ شَعْرُهُ أُذُنَيْهِ۔ (مسند احمد: ۱۲۴۷۲)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بال طوالت میں آپ ﷺ کے کانوں سے نہیں بڑھتے تھے۔

فوائد:...... حافظ ابن حجر نے کہا: یہ حدیث، اس حدیث کے الٹ ہے، جس میں ہے کہ آپ ﷺ کے بال کندھوں تک ہوتے تھے، اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ زیادہ تر آپ ﷺ کے بال کانوں کی لو تک رہتے تھے، اگر ان کو سیدھا کیا جاتا تو وہ کندھے تک پہنچ جاتے، یا پھر ان دو احادیث کو دو حالتوں پر محمول کیا جائے گا۔ (فتح الباری: ۶/۵۷۲)

(۱۱۱۳۸)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِي لِمَّةٍ أَحْسَنَ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، لَهُ شَعْرٌ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ، بَعِيدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، لَيْسَ بِالْقَصِيرِ وَلَا بِالطَّوِيلِ۔ (مسند احمد: ۱۸۷۵۷)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ کسی ایسے آدمی کو جس کے بال کندھوں تک طویل ہوں اور وہ سرخ لباس زیب تن کیے ہوئے ہو، رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر حسین نہیں پایا، آپ ﷺ کے گیسو کندھوں تک ہوتے، کندھوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ تھا، یعنی آپ ﷺ کا سینہ کشادہ تھا، آپ ﷺ کا قد نہ بہت پست تھا، نہ بہت زیادہ طویل۔

(۱۱۱۳۹)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بال

(۱۱۱۳۵) تخریج: اخرجه البخاری: ۵۹۰۵، ومسلم: ۲۳۳۸ (انظر: ۱۲۳۸۲)

(۱۱۱۳۶) تخریج: اسناده صحيح على شرط مسلم، اخرجه ابويعلى: ۳۸۷۰ (انظر: ۱۳۲۳۸)

(۱۱۱۳۷) تخریج: اخرجه مسلم: ۲۳۳۸ (انظر: ۱۲۴۴۵)

(۱۱۱۳۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۵۵۱، ۵۸۴۸، ومسلم: ۲۳۳۷ (انظر: ۱۸۵۵۸)

(۱۱۱۳۹) تخریج: صحيح لغيره، أخرجه ابوداود: ۴۱۸۷، والترمذی: ۱۷۵۵، وابن ماجه: ۳۶۳۵ (انظر: ۲۴۸۷۱)

شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ دُوْنَ الْجُمَّۃِ وَفَوْقَ الْوَفْرَۃِ۔ (مسند احمد: ۲۵۳۸۳)

کندھوں سے اوپر اور کانوں سے نیچے تک ہوتے تھے۔

فوائد:...... عربی میں سر کے لمبے بالوں کے لیے تین لفظ استعمال کیے جاتے ہیں:

جُمَّہ: وہ بال جو کندھوں تک ہوں یا کندھوں کو چھو رہے ہوں۔

وَفْرَہ: وہ بال جو کانوں کے برابر تک ہوں۔

لِمَّہ: جو کانوں اور کندھوں کے درمیان ہوں۔

پیارے رسول مکرم ﷺ کے مبارک بالوں کے بارے میں تینوں الفاظ عام استعمال کیے گئے ہیں، ممکن ہے کہ آپ ﷺ کٹنگ کرواتے وقت کانوں کے نچلے حصے کے برابر بال کاٹ لیتے ہوں، جب وہ بڑھتے بڑھتے کندھوں کو لگنے لگتے تو پھر کاٹ دیتے ہوں۔

(۱۱۱۴۰)۔ عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: کُنْتُ إِذَا فَرَقْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ رَأْسَہُ صَدَعْتُ فَرْقَہُ عَنْ یَافُوْخِہِ، وَأَرْسَلْتُ نَاصِیَتَہُ بَیْنَ عَیْنَیْہِ۔ (مسند احمد: ۲۶۸۸۷)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: جب میں نبی کریم ﷺ کے بالوں کی مانگ نکالا کرتی تھی تو آپ کے سر کی چوٹی سے بالوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتی تھی اور پیشانی کے بال آپ کی آنکھوں کے درمیان یعنی آپ ﷺ کی پیشانی پر چھوڑ دیتی تھی۔

(۱۱۱۴۱)۔ عَنْ أَبِیْ رِمْثَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَخْضِبُ بِالْحِنَّاءِ وَالْکَتَمِ، وَکَانَ شَعْرُہُ یَبْلُغُ کَتِفَیْہِ أَوْ مَنْکِبَیْہِ۔ (مسند احمد: ۱۷۶۳۶)

سیدنا ابو رمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مہندی اور کتم کے ساتھ بال رنگتے تھے، آپ کے بال کندھوں تک پہنچتے تھے۔

فوائد:...... کتم: یمن میں پائی جانے والی ایک بوٹی ہے، یہ سرخی مائل سیاہ رنگ نکالتی ہے، جبکہ مہندی کا رنگ سرخ ہوتا ہے، اگر کتم اور مہندی کو ملایا جائے تو سیاہی اور سرخی کا درمیانہ رنگ نکلتا ہے، جس کو ہم (Dark brown) کہتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ داڑھی اور سر کے بالوں کو وہ رنگ نہیں لگایا جا سکتا جو واضح طور پر کالا نظر آتا ہو، مزید وضاحت کے لیے اگلا باب ملاحظہ ہو۔

(۱۱۱۴۰) تخریج: اسنادہ ضعیف، أخرجہ ابوداود: ۴۱۸۹، و ابن ماجہ: ۳۶۳۳ (انظر: ۲۶۳۵۵)

(۱۱۱۴۱) تخریج: صحیح لغیرہ، أخرجہ الطبرانی فی "الکبیر": ۲۲/ ۷۲۶، والبیہقی فی "دلائل النبوۃ": ۱/ ۲۳۸ (انظر: ۱۷۴۹۷)

(۱۱۱٤۲)۔ عَنْ أُمِّ هَانِیٍ قَالَتْ: قَدِمَ لنَّبِیُّ ﷺ مَكَّةَ مَرَّةً وَلَهُ اَرْبَعُ غَدَائِرَ۔ (مسند حمد: ۲۷٤۲۸)

سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ مکہ میں آئے تو آپ ﷺ کی چار مینڈھیاں تھیں۔

فوائد:...... بچوں کے بال قابو میں رکھنے کے لیے تو ان کی مینڈھیاں بنا دینا عام تھا، اس حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ بڑے مرد بھی مینڈھیاں بنا سکتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ شَيْبِهِ ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے بالوں کے سفید ہو جانے کا بیان

(۱۱۱٤۳)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَخْضِبْ قَطُّ، اِنَّمَا كَانَ الْبَيَاضُ فِيْ مُقَدَّمِ لِحْيَتِهِ وَفِي الْعَنْفَقَةِ وَفِي الرَّأْسِ وَفِي الصُّدْغَيْنِ شَيْئًا لَا يَكَادُ يُرٰى، وَاِنَّ اَبَا بَكْرٍ خَضَبَ بِالْحِنَّاءِ۔ (مسند احمد: ۱۳۲۹٦)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی خضاب نہیں لگایا، بس آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کے سامنے والے حصے میں، داڑھی بچے میں، کنپٹیوں میں اتنے معمولی بال سفید تھے کہ ان کو دیکھنا بھی مشکل ہوتا تھا، البتہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ مہندی سے رنگا کرتے تھے۔

فوائد:...... دیکھیں حدیث نمبر (۸۲۱۰)، اس حدیث والے باب اور اس سے اگلے باب میں مسئلہ کی وضاحت کی گئی ہے۔

(۱۱۱٤٤)۔ عَنْ حَرِيزِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ: كُنَّا غِلْمَانًا جُلُوسًا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ نَكُنْ نُحْسِنُ نَسْأَلُهُ، فَقُلْتُ: أَشَيْخًا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: كَانَ فِي عَنْفَقَتِهِ شَعَرَاتٌ بِيضٌ۔ (مسند احمد: ۱۷۸۲٤)

حریز بن عثمان سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم بچے تھے اور صحابیٔ رسول سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے تھے اور ہم ان سے اچھے انداز میں سوال و جواب نہیں کر سکتے تھے۔ میں نے عرض کیا: آیا نبی کریم ﷺ بوڑھے ہوگئے تھے؟ انہوں نے کہا: بس آپ ﷺ کے داڑھی بچہ میں چند سفید بال تھے۔

(۱۱۱٤٥)۔ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ، وَسُئِلَ عَنْ شَيْبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كَانَ فِي رَأْسِهِ شَعَرَاتٌ، إِذَا دَهَنَ

سماک سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سنا کہ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کے سفید بالوں کے بارے میں دریافت کیا گیا، انھوں نے کہا: آپ ﷺ کے سر

(۱۱۱٤۲) تخریج: صحیح، قاله الالبانی، أخرجه ابوداود: ٤١٩١، والترمذی: ۱۷۸۱، وابن ماجه: ۳٦۳۱ (انظر: ۲٦۸۹۰)
(۱۱۱٤۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۳٤۱ (انظر: ۱۳۲٦۳)
(۱۱۱٤٤) تخریج: أخرجه البخاری: ۳٥٤٦ (انظر: ۱۷٦۷۲)
(۱۱۱٤٥) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۳٤٤ (انظر: ۲۰۸۰۷)

رَأْسَهُ لَمْ تَتَبَيَّنْ، وَإِذَا لَمْ يَدْهَنْهُ تَتَبَيَّنْ۔ (مسند احمد: ۲۱۰۹۲)

میں چند سفید بال تھے، جب آپ ﷺ تیل لگاتے تو وہ نمایاں نہ ہوتے تھے اور جب تیل نہ لگایا ہوتا تو وہ نظر آتے تھے۔

(۱۱۱۴۶)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ شَيْبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَحْوًا مِنْ عِشْرِيْنَ شَعْرَةً۔ (مسند احمد: ۵۶۳۳)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بیس کے قریب بال سفید تھے۔

(۱۱۱۴۷)۔ عَنْ أَبِي رِمْثَةَ التَّيْمِيِّ، أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَمَعِي ابْنٌ لِي فَقَالَ: ((ابْنُكَ هٰذَا؟)) قُلْتُ: أَشْهَدُ بِهِ قَالَ: ((لَا يَجْنِي عَلَيْكَ وَلَا تَجْنِي عَلَيْهِ)) قَالَ: وَرَأَيْتُ الشَّيْبَ أَحْمَرَ۔ (مسند احمد: ۷۱۱۳)

سیدنا ابو رمثہ تیمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا، میرا بیٹا بھی میرے ساتھ تھا، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا یہ تمہارا بیٹا ہے؟'' میں نے عرض کیا: جی میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں (کہ یہ واقعی میرا بیٹا ہے)، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کسی کے جرم کا وبال دوسرے پر نہیں آتا۔'' ابو رمثہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے آپ ﷺ کے سفید بالوں کو سرخ دیکھا۔

فوائد:...... باپ اور بیٹا، ان میں ہر ایک اپنے جرم کا ذمہ دار خود ہے، یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک کے گناہ کی وجہ سے دوسرے کو پکڑ لیا جائے۔

(۱۱۱۴۸)۔ (وَعَنْهُ) قَالَ خَرَجْتُ مَعَ أَبِي حَتّٰى أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ، فَرَأَيْتُ بِرَأْسِهِ رَدْعَ حِنَّاءٍ۔ (مسند احمد: ۷۱۰۴)

سیدنا ابو رمثہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں اپنے والد کے ہمراہ روانہ ہوا، ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، میں نے آپ ﷺ کے سر کے بالوں میں مہندی کا رنگ دیکھا۔

(۱۱۱۴۹)۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ (زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ) فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا شَعْرًا مِنْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَخْضُوْبًا بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ۔ (مسند احمد: ۲۷۲۴۹)

عثمان بن عبداللہ کہتے ہیں: میں ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، انہوں نے نبی کریم ﷺ کے کچھ بال نکالے، وہ مہندی اور کتم بوٹی سے رنگے ہوئے تھے۔

(۱۱۱۴۶) تخريج: حسن لغيره، اخرجه ابن ماجه: ۳۶۳۰ (انظر: ۵۶۳۳)

(۱۱۱۴۷) تخريج: رجاله ثقات، والصواب في هذه الرواية ان ابا رمثة كان مع ابيه لا مع ابنه، اخرجه الترمذي في "الشمائل": ٤٤ (انظر: ۷۱۱۳)

(۱۱۱۴۸) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، اخرجه ابوداود: ۴۲۰۶، ۴۴۹۵ (انظر: ۷۱۰۴)

(۱۱۱۴۹) تخريج: أخرجه البخاري: ۵۸۹۷ (انظر: ۲٦۷۱۳)

(۱۱۱۵۰)۔ عَنْ أَبِی جُحَیْفَةَ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ السُّوَائِیِّ قَالَ: رَأَیْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰی بِالْأَبْطَحِ الْعَصْرَ رَكْعَتَیْنِ، ثُمَّ قَدَّمَ بَیْنَ یَدَیْهِ عَنَزَةً بَیْنَهُ وَبَیْنَ مَارَّةِ الطَّرِیقِ، وَرَأَیْتُ الشَّیْبَ بِعَنْفَقَتِهِ أَسْفَلَ مِنْ شَفَتِهِ السُّفْلٰی۔ (مسند احمد: ۱۸۹۵۹)

ابو جحیفہ وہب بن عبداللہ سوائی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ابطح کے مقام پر دیکھا، آپ ﷺ نے وہاں عصر کی نماز دو رکعتیں ادا کی اور اپنے سامنے اور گزرنے والوں کے درمیان ایک نیزہ گاڑھا اور میں نے آپ ﷺ کے نچلے ہونٹ کے نیچے داڑھی بچہ میں کچھ سفید بال بھی دیکھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِی خَاتَمِ النُّبُوَّةِ الَّذِی بَیْنَ كَتِفَیْهِ ﷺ

آپ کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت کا بیان

(۱۱۱۵۱)۔ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ: رَأَیْتُ خَاتَمًا فِی ظَهْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كَأَنَّهُ بَیْضَةُ حَمَامٍ، زَادَ فِی رِوَایَةٍ: وَلَوْنُهَا لَوْنُ جَسَدِهِ۔ (مسند احمد: ۲۱۱۲۴)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کی پشت مبارک پر مہر نبوت دیکھی، وہ کبوتری کے انڈے جیسی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کا رنگ جسم کے رنگ کی مانند تھا۔

(۱۱۱۵۲)۔ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَرْجِسَ قَالَ: أَتَیْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَكَلْتُ مَعَهُ مِنْ طَعَامِهِ، فَقُلْتُ: غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَقُلْتُ: أَسْتَغْفَرَ لَكَ؟ قَالَ شُعْبَةُ: أَوْ قَالَ لَهُ رَجُلٌ، قَالَ: ((نَعَمْ وَلَكُمْ وَقَرَأَ ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِینَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ ثُمَّ نَظَرْتُ إِلٰی نُغْضِ كَتِفِهِ الْأَیْمَنِ أَوْ كَتِفِهِ الْأَیْسَرِ، (شُعْبَةُ الَّذِی یَشُكُّ) فَإِذَا هُوَ كَهَیْئَةِ الْجُمْعِ عَلَیْهِ الثَّآلِیلُ، (وَفِی رِوَایَةٍ: وَرَأَیْتُ خَاتَمَ

سیدنا عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے آپ کے ساتھ کھانا کھایا اور پانی پیا، پھر میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے۔ عاصم کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ سے دریافت کیا کہ کیا اللہ کے رسول نے بھی تمہارے لیے مغفرت کی دعا کی تھی؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، آپ نے میرے لیے اور تم سب اہل ایمان کے لیے مغفرت کی دعا کی تھی، پھر اس آیت کی تلاوت کی: ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِینَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ ...... ''اور آپ اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور جملہ اہل ایمان خواتین و حضرات

(۱۱۱۵۰) تخریج: حدیث صحیح، أخرج القسم الثانی منه البخاری: ۳۵۴۵، ومسلم: ۵۰۳ (انظر: ۱۸۷۵۲)

(۱۱۱۵۱) تخریج: أخرجه مسلم: (انظر:)

(۱۱۱۵۲) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۳۴۶ (انظر: ۲۰۷۸۰)

النُّبُوَّةِ فِي نُغْضِ كَتِفِهِ الْيُسْرٰى كَأَنَّهُ جُمْعٌ، فِيهَا خِيلَانٌ سُودٌ كَأَنَّهَا الثَّآلِيلُ)۔ (مسند احمد: ۲۱۰۶۱)

کے لیے بھی مغفرت کی دعا کریں۔'' (سورۂ محمد: ۱۹) پھر میں نے آپ ﷺ کے دائیں یا بائیں کندھے (یہ شک شعبہ کو ہے) کی نرم ہڈی کو دیکھا، ایسے لگ رہا تھا کہ بند مٹھی کی طرح وہاں گوشت جمع ہوا اور اس پر مسّے ہوں۔ایک روایت میں ہے: میں نے آپ کے بائیں کندھے کی نرم ہڈی کے قریب بند مٹھی کی مانند گوشت دیکھا، وہ مہر نبوت تھی اس پر کالے تل تھے، جیسے وہ مسّے ہوتے ہیں۔

فوائد:...... ثَآلِیل: اس کی واحد ثُؤْلُوْل ہے، اس کے معانی یہ ہیں: مسّہ، چنے کے برابر ٹھوس پھنسی، سرِ پستان

(۱۱۱۵۳)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ: تَرَوْنَ هٰذَا الشَّيْخَ يَعْنِي نَفْسَهُ، كَلَّمْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ وَأَكَلْتُ مَعَهُ، وَرَأَيْتُ الْعَلَامَةَ الَّتِي بَيْنَ كَتِفَيْهِ، وَهِيَ فِي طَرَفِ نُغْضِ كَتِفِهِ الْيُسْرٰى، كَأَنَّهُ جُمْعٌ يَعْنِي الْكَفَّ الْمُجْتَمِعَ، وَقَالَ بِيَدِهِ فَقَبَضَهَا: عَلَيْهِ خِيلَانٌ كَهَيْئَةِ الثَّآلِيلِ۔ (مسند احمد: ۲۱۰۵۱)

(دوسری سند) سیدنا عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے اپنی ذات کو پیش کرتے ہوئے لوگوں سے کہا: آیا تم اس بزرگ کو دیکھ رہے ہو؟ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ کلام کیا اور میں نے آپ ﷺ کے ہمراہ کھانا کھانے کا شرف حاصل کیا اور میں نے وہ علامت دیکھی، جو آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان تھی، وہ آپ کی بائیں کندھے کی نرم ہڈی کے قریب بند مٹھی کی طرح تھی، ساتھ ہی انہوں نے مٹھی بند کر کے دکھلائی، اس پر تل تھے، جیسے چھوٹے چھوٹے مسّے ہوتے ہیں۔

(۱۱۱۵۴)۔ عَنْ عَتَّابٍ [1] الْبِكْرِيِّ قَالَ: كُنَّا نُجَالِسُ أَبَا سَعِيدِ الْخُدْرِيَّ بِالْمَدِينَةِ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ خَاتَمِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الَّذِي كَانَ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، فَقَالَ بِأُصْبُعِهِ السَّبَّابَةِ: هٰكَذَا لَحْمٌ نَاشِزٌ بَيْنَ كَتِفَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مسند احمد: ۱۱۶۷۹)

عتاب بکری سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم مدینہ منورہ میں سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے، میں نے ان سے رسول اللہ ﷺ کے کاندھوں کے درمیان والی مہر نبوت کے متعلق دریافت کیا، انہوں نے اپنی انگشت شہادت سے اشارہ کر کے بتلایا کہ وہ آپ کے کندھوں کے درمیان اس طرح ابھرے ہوئے گوشت کی مانند تھی۔

(۱۱۱۵۳) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۱۱۵۴) تخريج: حديث حسن لغيره، اخرجه الترمذى فى "الشمائل": ۲۱، والبخارى فى "التاريخ الكبير": ٤/ ٤٤ (انظر: ۱۱٦٥٦)

[1] بعض کتب احادیث میں اس مقام پر عتاب کی جگہ غیاث راوی ہے تفصیل مسند محقق میں دیکھیں ص: ۱۹۸، جلد: ۱۸۔ (عبداللہ رفیق)

(۱۱۱۵۵)۔ حَدَّثَنَا عِلْبَاءُ بْنُ أَحْمَرَ، حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ ((اقْتَرِبْ مِنِّي۔)) فَاقْتَرَبْتُ مِنْهُ، فَقَالَ: ((أَدْخِلْ يَدَكَ فَامْسَحْ ظَهْرِي۔)) قَالَ: فَأَدْخَلْتُ يَدِي فِي قَمِيصِهِ فَمَسَحْتُ ظَهْرَهُ، فَوَقَعَ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ بَيْنَ إِصْبَعَيَّ، قَالَ: فَسُئِلَ عَنْ خَاتَمِ النُّبُوَّةِ، فَقَالَ: شَعَرَاتٌ بَيْنَ كَتِفَيْهِ۔ (مسند احمد: ۲۱۰۱۲)

سیدنا ابو زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''میرے قریب آ جاؤ۔'' میں آپ ﷺ کے قریب ہو گیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنا ہاتھ قمیص کے نیچے داخل کر کے میری کمر پر پھیرو۔'' پس جب میں نے اپنا ہاتھ آپ ﷺ کی قمیص میں داخل کر کے آپ ﷺ کی پشت پر پھیرا تو مہر نبوت میری دو انگلیوں کے درمیان آ گئی۔ پھر جب ان سے مہر نبوت کے متعلق دریافت کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ وہ آپ کے کندھوں کے درمیان کچھ بال تھے۔

(۱۱۱۵۶)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي رَهْطٍ مِنْ مُزَيْنَةَ فَبَايَعْنَاهُ، وَإِنَّ قَمِيصَهُ لَمُطْلَقٌ، قَالَ: فَبَايَعْنَاهُ ثُمَّ أَدْخَلْتُ يَدِي فِي جَيْبِ قَمِيصِهِ فَمَسِسْتُ الْخَاتَمَ، ثُمَّ قَالَ عُرْوَةُ: فَمَا رَأَيْتُ مُعَاوِيَةَ وَلَا ابْنَهُ، (قَالَ حَسَنٌ: يَعْنِي إِيَاسًا) فِي شِتَاءٍ قَطُّ وَلَا حَرٍّ إِلَّا مُطْلِقَيْ أَزْرَارِهِمَا لَا يَزُرَّانِهِ أَبَدًا۔ (مسند احمد: ۱۵۶۶۶)

سیدنا قرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں بنو مزینہ کے ایک وفد کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہم نے آپ ﷺ کی بیعت کی، آپ ﷺ کی قمیص کے بٹن کھلے ہوئے تھے، جب ہم آپ ﷺ کی بیعت کر چکے تو میں نے اپنا ہاتھ آپ ﷺ کی قمیص کے اندر داخل کر کے مہر نبوت کو چھوا۔ عروہ کہتے ہیں کہ میں نے معاویہ اور اس کے بیٹے ایاس کو سردی اور گرمی میں دیکھا کہ وہ اپنی قمیصوں کے بٹن ہمیشہ کھلے رکھتے اور کبھی بند نہ کیا کرتے تھے۔

(۱۱۱۵۷)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَاسْتَأْذَنْتُهُ أَنْ أُدْخِلَ يَدِي فِي جُرُبَّانِهِ، وَإِنَّهُ لَيَدْعُو لِي فَمَا مَنَعَهُ أَنْ أَلْمِسَهُ أَنْ دَعَا لِي، قَالَ: فَوَجَدْتُ عَلَى نُغْضِ كَتِفِهِ مِثْلَ السِّلْعَةِ۔ (مسند احمد: ۱۵۶۶۷)

(دوسری سند) سیدنا قرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اپنا ہاتھ آپ ﷺ کی قمیص کے اندر داخل کرنے کی اجازت چاہی، آپ ﷺ میرے لیے دعا فرما رہے تھے، جب میں آپ ﷺ کے جسد اطہر کو چھو رہا تھا تو میرے اس عمل نے آپ ﷺ کو میرے حق میں دعا کرنے سے نہ روکا، یعنی آپ ﷺ میرے حق میں مسلسل دعا فرماتے رہے، میں نے

(۱۱۱۵۵) تخریج: اسناده قوی علی شرط مسلم، اخرجه الطبرانی: ۱۷/ ٤٤ (انظر: ۲۰۷۳۲)

(۱۱۱۵۶) تخریج: اسناده صحیح، اخرجه ابوداود: ٤۰۸۲، وابن ماجه: ۳۵۸۷ (انظر: ۱۵۵۸۱)

(۱۱۱۵۷) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

آپ کے کندھوں کی نرم ہڈی کے قریب ابھرے ہوئے پٹھے کی مانند ابھری ہوئی جگہ محسوس کی۔

(۱۱۱۵۸)۔ عَنْ أَبِي رِمْثَةَ التَّيْمِيِّ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ أَبِي حَتَّى أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَرَأَيْتُ بِرَأْسِهِ رَدْعَ حِنَّاءٍ، وَرَأَيْتُ عَلَى كَتِفِهِ مِثْلَ التُّفَّاحَةِ، قَالَ أَبِي: إِنِّي طَبِيبٌ أَلَا أَبُطُّهَا لَكَ؟ قَالَ: ((طَبِيبُهَا الَّذِي خَلَقَهَا۔)) قَالَ: وَقَالَ لِأَبِي: ((هٰذَا ابْنُكَ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((أَمَا إِنَّهُ لَا يَجْنِي عَلَيْكَ وَلَا تَجْنِي عَلَيْهِ))۔ (مسند احمد: ۱۷۶۳۲)

سیدنا ابو رمثہ تیمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اپنے والد کے ہمراہ روانہ ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا، میں نے آپ کے سر پر مہندی کے رنگ کا اثر محسوس کیا، میں نے آپ کے کندھے کے قریب سیب کی مانند ابھری ہوئی جگہ دیکھی، میرے والد نے عرض کیا: میں ایک طبیب ہوں، کیا میں جراحی کر کے اسے الگ نہ کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کا طبیب وہ اللہ ہے، جس نے اس کو پیدا کیا ہے۔'' آپ ﷺ نے میرے والد سے فرمایا: ''کیا یہ تمہارا فرزند ہے؟'' میرے والد نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! وہ تیرے حق میں جرم نہیں کرے گا اور تو اس کے حق میں جرم نہیں کرے گا، (یعنی دونوں اپنے اپنے جرائم کے خود ذمہ دار ہوں گے)۔''

(۱۱۱۵۹)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: اِنْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي نَحْوَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا رَأَيْتُهُ قَالَ أَبِي: هَلْ تَدْرِي مَنْ هٰذَا؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: هٰذَا مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: فَاقْشَعْرَرْتُ حِيْنَ قَالَ ذٰلِكَ، وَكُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا لَا يُشْبِهُ النَّاسَ فَإِذَا بَشَرٌ ذُوْ وَفْرَةٍ وَبِهَا رَدْعٌ مِنْ حِنَّاءٍ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ أَبِي، ثُمَّ جَلَسْنَا فَتَحَدَّثْنَا سَاعَةً، ثُمَّ انَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ

سیدنا ابو رمثہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں اپنے ابو جان کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا، جب میں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو میرے ابا جان نے کہا: ابو رمثہ! تو آپ ﷺ کو جانتا ہے؟ میں نے کہا: جی نہیں، انھوں نے کہا: یہ محمد رسول ﷺ ہیں، پس میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے، میرا خیال تھا کہ آپ ﷺ کی ذات گرامی کی عام انسانوں سے الگ تھلگ حیثیت ہوگی، مگر آپ ﷺ ایک انسان تھے، آپ ﷺ کے بال کانوں تک آرہے تھے، بالوں پر مہندی کے نشان تھے اور آپ ﷺ نے سبز رنگ کی

(۱۱۱۵۸) تخریج: اسناده صحيح على شرط مسلم اخرجه بنحوه ابوداود: ۴۲۰۸، والنسائی: ۸/ ۱۴۰ (انظر: ۱۷۴۹۳)

(۱۱۱۵۹) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ۴۲۰۶، ۴۴۹۵ (انظر: ۷۱۱۱۶)

لِأَبِـيْ: ((اِبْـنُكَ هٰـذَا؟)) قَـالَ: اِيْ وَرَبِّ الْـكَـعْبَةِ! قَالَ: ((حَقًّا۔)) قَالَ: لَأَشْهَدُ بِهِ، فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰـهِ ضَـاحِكًا فِيْ تَثْبِيْتِ شَبَهِيْ بِأَبِيْ وَمِنْ حَلْفِ اَبِيْ عَلَيَّ، ثُمَّ قَالَ: ((مَـا إِنَّـهُ لَا يَـجْـنِـيْ عَلَيْكَ وَلَا تَجْنِيْ عَـلَيْـهِ۔)) وَقَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْـــرٰى﴾ [الاسـراء: ١٥] الحديث۔ (مسند احمد: ٧١١٦)

دو چادریں پہن رکھی تھیں، میرے ابو نے آپ ﷺ پر سلام کہا اور ہم بیٹھ گئے، آپ نے کچھ دیر تک ہم سے باتیں کیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تمہارا بیٹا ہے؟'' میرے ابا جان نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''واقعی؟'' انھوں نے کہا: کعبہ کے رب کی قسم! یہی بات درست ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے، میں اس پر گواہی دیتا ہوں۔ یہ ساری باتیں سن کر آپ ﷺ کھل کر مسکرا پڑے، کیونکہ میری اپنے باپ کے ساتھ مشابہت بالکل واضح تھی، لیکن اس کے باوجود وہ قسم اٹھا رہے تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! یہ تیرے حق میں جرم نہیں کرے گا اور تو اس کے حق میں جرم نہیں کرے گا۔'' ساتھ ہی آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی: ﴿وَلَا تَـزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْـــرٰى﴾ ...... ''کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔''

فـوائـد:...... حدیثِ مبارکہ کے پہلے حصے سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ سید الانبیاء ہونے کے باوجود سادہ زندگی بسر کرنے اور اپنے آپ کو ظاہری امتیازات اور خصوصیات سے دور رکھنے والے تھے۔ معلوم ہوا کہ سبز لباس جائز ہے۔

(١١١٦٠)۔ قَالَ: اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَعَ أَبِيْ فَرَأَى الَّتِيْ بِظَهْرِهِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَا أُعَـالِجُهَا لَكَ فَإِنِّيْ طَبِيْبٌ؟ قَالَ: ((أَنْتَ رَفِيْـقٌ وَاللّٰـهُ الـطَّبِيْبُ۔)) قَالَ: ((مَنْ هٰذَا مَـعَكَ؟)) قَـالَ: اِبْنِيْ، قَالَ: اَشْهَدُ بِهِ، قَالَ: ((أَمَا إِنَّهُ لَا تَجْنِيْ عَلَيْهِ وَلَا يَجْنِيْ عَلَيْكَ)) قَـالَ عَبْـدُ اللّٰـهِ: قَـالَ أَبِيْ: اِسْمُ أَبِيْ رِمْثَةَ رِفَاعَةُ بْنُ يَثْرِبِيِّ۔ (مسند احمد: ١٧٦٣١)

سیدنا ابو رمثہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ میں اپنے والد کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میرے والد نے آپ ﷺ کی پشت پر ابھری ہوئی جگہ دیکھی تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں طبیب ہوں، کیا میں اس کا علاج کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم تو ایک ساتھی ہو، حقیقی طبیب اللہ ہی ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے ساتھ یہ کون ہے؟'' میرے والد نے بتایا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور کہا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ واقعی یہ میرا بیٹا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے کسی بھی جرم کا اس پر یا اس کے کسی جرم کا وبال تم پر نہیں۔''

(١١١٦٠) تخريج: انظر الحديث السابق

(۱۱۱۶۱)۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي رَاشِدٍ عَنِ التَّنُوْخِيِّ رَسُوْلِ هِرَقْلَ أَنَّهُ قَالَ: فَجُلْتُ فِي ظَهْرِهِ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ، فَإِذَا أَنَا بِخَاتَمٍ فِي مَوْضِعِ غُضُونِ الْكَتِفِ مِثْلِ الْحَجْمَةِ الضَّخْمَةِ (وَفِي لَفْظٍ: فَرَأَيْتُ غُضْرُوفَ كَتِفِهِ مِثْلَ الْمِحْجَمِ الضَّخْمِ) (مسند احمد: ۱۵۷٤٠)

سعید بن ابی راشد ہرقل کے قاصد تنوخی سے بیان کرتے ہیں، انھوں نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کی پشت پر اپنا ہاتھ پھیرا تو کندھے کی نرم ہڈی کے قریب مجھے بڑی سینگی جیسی ابھری ہوئی جگہ یعنی مہر نبوت محسوس ہوئی۔

فوائد:...... دو کندھوں کے درمیان، لیکن بائیں کندھے سے زیادہ قریب آپ ﷺ کی پشت مبارک میں مہر نبوت تھی، آپ ﷺ کے جسد اطہر پر واضح طور پر یہ نبوت کی نشانی اور علامت تھی، اس کا سائز اور رنگ بیان کرنے والی مختلف روایات درج ذیل ہیں:

۱۔ مہر نبوت چھپر کھٹ کی گھنڈی (بٹن) کی طرح تھی۔ (بخاری، مسلم)

۲۔ مہر نبوت سرخ رنگ کی گلٹی کی طرح تھی، جیسے کبوتری کا انڈہ ہوتا ہے۔ (مسلم)

۳۔ مہر نبوت اس بند مٹھی کی طرح تھی، جس پر تل ہوں۔ (مسلم)

۴۔ مہر نبوت ابھرے ہوئے گوشت کے ٹکڑے کی مانند تھی۔ (مسند احمد)

۵۔ مہر نبوت شتر مرغ کے انڈے کی طرح تھی۔ (ابن حبان)

۶۔ مہر نبوت سیب کے دانے کی طرح تھی۔ (بیہقی)

۷۔ مہر نبوت بندقہ کی طرح تھی، (جو بیر جتنا پھل ہوتا ہے)۔ (ابن عساکر)

درحقیقت ان روایات میں کوئی تضاد اور تناقض نہیں ہے، ویسے یہ بات بھی مسلم ہے کہ کسی دیکھی ہوئی چیز کو لفظوں میں کما حقہ بیان نہیں کیا جا سکتا، کسی نے مہر نبوت کا حجم بیان کیا، کسی نے کبوتری کے انڈے، شتر مرغ کے انڈے، گھنڈی اور سیب کے دانے کی مثال دے کر اس کی شکل بیان کرنا چاہی، کسی نے اس کے ابھرے ہوئے پن کو سامنے رکھ کر اس کو بند مٹھی یا بندقہ سے تشبیہ دے دی، اور یہ بھی ممکن ہے کہ عمر یا موسم یا محنت و مشقت کی وجہ سے اس کی رنگت وغیرہ میں فرق آ جاتا ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي ضِحْكِهِ ﷺ وَرِيْحِهِ

رسول اللہ ﷺ کی مسکراہٹ اور خوشبو کا بیان

(۱۱۱۶۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَطُّ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو کبھی کھل کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ میں

(۱۱۱۶۱) تخريج: حديث غريب، واسناده ضعيف، لجهالة سعيد بن ابى راشد (انظر: ۱۵٦۵۵)

(۱۱۱٦۲) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٨٢٨، ٤٨٢٩، ومسلم: ٨٩٩ (انظر: ٢٤٣٦٩)

مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكًا، قَالَ مُعَاوِيَةُ: ضَحِكًا حَتّٰى أَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ، وَقَالَتْ: كَانَ إِذَا رَأٰى غَيْمًا أَوْ رِيحًا عُرِفَ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْغَيْمَ فَرِحُوا رَجَاءَ أَنْ يَكُونَ فِيهِ الْمَطَرُ، وَأَرَاكَ إِذَا رَأَيْتَهُ عَرَفْتُ فِي وَجْهِكَ الْكَرَاهِيَةَ، قَالَتْ: فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! مَا يُؤْمِنِّي أَنْ يَكُونَ فِيهِ عَذَابٌ، قَدْ عُذِّبَ قَوْمٌ بِالرِّيحِ، وَقَدْ رَأٰى قَوْمٌ الْعَذَابَ، فَقَالُوا: هٰذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا۔)) (مسند احمد: ٢٤٨٧٣)

آپ ﷺ کے گلے کا کوا دیکھ سکوں، آپ ﷺ صرف زیر لب مسکراتے تھے اور جب آپ ﷺ بادلوں یا ہوا کو دیکھتے تو اس کے اثرات آپ ﷺ کے چہرہ پر نمایاں ہو جاتے (یعنی آپ ﷺ پریشان ہو جاتے)، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! لوگ تو بادل یا ہوا دیکھ کر خوش ہوتے ہیں، کیونکہ انہیں بارش کے آنے کی امید ہوتی ہے، لیکن اس کے برعکس میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ کے چہرے پر تشویش کے آثار نظر آنے لگتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! مجھے اس سے کیا امن ہے کہ اس میں عذاب ہو، جبکہ ایک قوم (یعنی قوم عاد) کو ہوا ہی کے ذریعہ ہلاک کیا گیا اور اس قوم کی نظر تو عذاب پر پڑ رہی تھی، لیکن وہ (ظاہری بادل کو دیکھ کر) کہہ رہے تھے: یہ بادل ہے جو ہم پر مینہ برسانے والا ہے۔''

(١١١٦٣)۔ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ تَقُولُ: كَانَ أَبُو الدَّرْدَاءِ إِذَا حَدَّثَ حَدِيثًا تَبَسَّمَ فَقُلْتُ: لَا يَقُولُ النَّاسُ إِنَّكَ أَيْ أَحْمَقُ، فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ أَوْ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُحَدِّثُ حَدِيثًا إِلَّا تَبَسَّمَ۔ (مسند احمد: ٢٢٠٧٥)

سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ جب کوئی بات کرتے تو مسکرا دیتے، میں نے ان سے عرض کیا: آپ اس قدر تبسم نہ کیا کریں، کہیں لوگ آپ کو احمق نہ کہنے لگیں۔ وہ بولے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جب بھی بات کرتے دیکھا یا سنا تو آپ مسکرا کر بات کرتے تھے۔

(١١١٦٤)۔ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ يَقُولُ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٧٨٦٥)

سیدنا عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تبسم کرتے کسی کو نہیں دیکھا۔

(١١١٦٥)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَا شَمَمْتُ رِيحًا قَطُّ مِسْكًا وَلَا عَنْبَرًا أَطْيَبَ مِنْ رِيحِ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا: میں نے خوشبو میں رسول اللہ ﷺ کے جسم سے بڑھ کر کوئی کستوری یا عنبر نہیں

(١١١٦٣) تخريج: اسناده ضعيف، بقية بن الوليد ضعيف ومدلس وقد عنعن، وحبيب بن عمر وأبو عبد الصمد مجهولان (انظر: ٢١٧٣٢)

(١١١٦٤) تخريج: حديث حسن، اخرجه الترمذى: ٣٦٤١ (انظر: ١٧٧١٣)

(١١١٦٥) تخريج: أخرجه البخارى: ١٩٧٣، ومسلم: ٢٣٣٠ (انظر: ١٣٠٧٤)

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَلَا مَسِسْتُ قَطُّ خَزًّا وَلَا حَرِيْرًا أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. (مسند احمد: ١٣١٠٥)

دیکھا اور نہ میں نے کوئی ایسا موٹا یا نفیس ریشم دیکھا ہے، جو آپ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو۔

(١١١٦٦)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) مِثْلُهُ وَزَادَ: قَالَ ثَابِتٌ: فَقُلْتُ: يَا أَبَا حَمْزَةَ! أَلَسْتَ كَأَنَّكَ تَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَكَأَنَّكَ تَسْمَعُ إِلَى نَغَمَتِهِ؟ فَقَالَ: بَلٰى، وَاللّٰهِ! إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَلْقَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَقُولَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ خُوَيْدِمُكَ، قَالَ: خَدَمْتُهُ عَشْرَ سِنِينَ بِالْمَدِينَةِ وَأَنَا غُلَامٌ، لَيْسَ كُلُّ أَمْرِي كَمَا يَشْتَهِي صَاحِبِي أَنْ يَكُونَ، مَا قَالَ لِي فِيهَا أُفٍّ، وَلَا قَالَ لِي لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا وَأَلَّا فَعَلْتَ هٰذَا. (مسند احمد: ١٣٣٥٠)

(دوسری سند) یہ حدیث گزشتہ حدیث ہی کی مانند ہے، البتہ اس میں یہ اضافہ ہے: ثابت کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے ابوحمزہ! کیا آپ کو اب بھی ایسا محسوس نہیں ہوتا کہ گویا آپ اب بھی رسول اللہ ﷺ کو دیکھ اور سن رہے ہوں؟ انھوں نے کہا: جی بالکل، مجھے یہ بھی امید ہے کہ میری قیامت کے دن آپ ﷺ سے ملاقات ہوگی تو میں عرض کروں گا: اللہ کے رسول! میں آپ کا چھوٹا سا خادم۔ میں نے مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کی دس برس خدمت کی ہے، جبکہ میں بچہ تھا اور میرا ہر کام اس طرح نہیں ہوتا تھا، جیسے میرے صاحب ﷺ چاہتے تھے، لیکن (اس طویل دورانیے میں) آپ ﷺ نے کبھی بھی مجھے اف تک نہ کہا اور کبھی میرے کام پر اعتراض کرتے ہوئے نہیں فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا ہے؟ تو نے یہ کام کیوں نہیں کیا۔

(١١١٦٧)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَسْمَرَ وَلَمْ أَشُمَّ مِسْكَةً وَلَا عَنْبَرَةً أَطْيَبَ رِيحًا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ. (مسند احمد: ١٣٨٥٤)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا رنگ گندمی تھا اور میں نے کبھی کوئی ایسی کستوری یا عنبر نہیں سونگھا جو رسول اللہ ﷺ کے جسم سے زیادہ عمدہ خوشبودار ہو۔

فوائد:...... اس باب میں آپ ﷺ کی مسکراہٹوں اور آپ ﷺ کے جسد اطہر کے خوشبودار ہونے کا ذکر ہے، اس سلسلے میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی عجیب عجیب مثالیں ہیں۔

(١١١٦٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١١١٦٧) تخريج: صحيح، اخرجه البزار: ٢٣٨٩، واخرج شطره الثاني ابو يعلى: ٣٧٦١، وابن حبان: ٦٣٠٤ (انظر: ١٣٨١٨)

بَابُ مَا جَاءَ فِی مَشْیِهِ ﷺ
رسول اللہ ﷺ کی چال کا بیان

(۱۱۱۶۸)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ إِذَا مَشٰی مَشٰی مُجْتَمِعًا لَیْسَ فِیْهِ كَسَلٌ۔ (مسند احمد: ۳۰۳۳)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب چلتے تو چستی سے چلتے، اس میں سستی کا مظاہرہ نہ ہوتا۔

فوائد:...... چستی سے چلنے سے مراد یہ ہے کہ حرکت میں شدت اور قوی اعضاء کے ساتھ چلتے، چلنے میں کوئی ڈھیلا پن نہیں ہوتا تھا۔

(۱۱۱۶۹)۔ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِی جَنَازَةٍ، فَكُنْتُ إِذَا مَشَیْتُ سَبَقَنِی فَأُهَرْوِلُ فَإِذَا هَرْوَلْتُ سَبَقْتُهُ، فَالْتَفَتُّ إِلٰی رَجُلٍ إِلٰی جَنْبِی، فَقُلْتُ: تُطْوٰی لَهُ الْأَرْضُ وَخَلِیلِ إِبْرَاهِیمَ! (مسند احمد: ۷٤۹۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک جنازے میں تھا، جب میں عام رفتار سے چلتا تو اللہ کے رسول ﷺ مجھ سے آگے نکل جاتے، جب میں ہلکا ہلکا دوڑنے کے انداز سے چلتا، تب میں آپ ﷺ سے آگے نکل جاتا، ایک آدمی میرے ساتھ ساتھ چلا جا رہا تھا، میں نے اس سے کہا: ابراہیم کے خلیل (یعنی اللہ) کی قسم! آپ ﷺ کے لیے تو زمین لپیٹ دی جاتی ہے۔

(۱۱۱۷۰)۔ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ یَقُولُ: مَا رَأَیْتُ شَیْئًا أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ كَأَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِی فِی جَبْهَتِهِ، وَمَا رَأَیْتُ أَحَدًا أَسْرَعَ فِی مِشْیَتِهِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كَأَنَّمَا الْأَرْضُ تُطْوٰی لَهُ، إِنَّا لَنُجْهِدُ أَنْفُسَنَا وَإِنَّهُ لَغَیْرُ مُكْتَرِثٍ۔ (مسند احمد: ۸۵۸۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں دیکھا، یوں لگتا تھا کہ آپ کی پیشانی میں سورج چلتا ہے اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کسی کو تیز رفتار نہیں دیکھا، یوں لگتا تھا کہ آپ ﷺ کے لیے زمین لپیٹ دی جاتی ہے، آپ ﷺ زیادہ تیز نہیں چلتے تھے، لیکن پھر بھی آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ رہنے کے لیے ہمیں خوب تیز چلنا پڑتا تھا۔

(۱۱۱٦۸) تخریج: صحیح، اخرجه البزار: ۲۳۹۱ (انظر:)

(۱۱۱٦۹) تخریج: حسن (انظر: ۷۵۰٦)

(۱۱۱۷۰) تخریج: حدیث حسن (انظر: ۸٦۰٤)

بَابُ مَا جَاءَ فِي خُلُقِهِ الْعَظِيمِ عَلَيْهِ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَأَتَمُّ التَّسْلِيمِ

رسول اللہ ﷺ کے عظیم اخلاق کا بیان

وضاحت: اخلاقِ حسنہ سے مراد وہ تہذیب و شائستگی، شفقت و الفت، نرمی و گدازی، امانت و دیانت، شرافت و صداقت، حلم و بردباری، صبر و تحمل، مسرت و مسکراہٹ اور دیگر اخلاقی خصلتیں ہیں، جن سے نبی کریم قبل از نبوت اور بعد از نبوت بدرجۂ اتم و اکمل متصف تھے۔

احادیثِ مبارکہ میں مختلف پیرایوں میں اخلاقِ حسنہ کی اہمیت بیان کی گئی ہے، حسنِ اخلاق انتہائی عظیم وصف ہے، جہاں نبی کریم ﷺ خود مکارمِ اخلاق سے متصف تھے، وہاں آپ ﷺ نے خوش خلقی کو اپنانے پر بھی بہت زور دیا۔ اس صفت کے حاملین کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا محبوب اور ایمان و ایقان کے لحاظ سے کامل و اکمل قرار دیا۔ اس عمل کو بعثتِ نبوی کا مقصد اور موجب جنت ٹھہرایا گیا، یہ حسن اخلاق ہی ہے جس کے ذریعے دن کو روزہ رکھنے والوں اور رات کو قیام کرنے والوں کے مراتب تک رسائی حاصل کی جا سکتی ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا:

وَأَنَّمَا الْأُمَمُ الْأَخْلَاقُ مَا بَقِيَتْ فَأَنْ هُمْ ذَهَبَتْ أَخْلَاقُهُمْ ذَهَبُوْا

''جب تک اخلاق باقی ہوں، امتیں بھی باقی رہتی ہیں جب اخلاق ماند پڑ جائیں تو امتیں بھی کالعدم ہو جاتی ہیں۔''

لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس سے بھی اچھا انداز اختیار کیا اور فرمایا: ((إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ (وَفِي رِوَايَةٍ: صَالِحَ) الْأَخْلَاقِ .)) ...... ''مجھے تو صرف اس (مقصد) کے لیے مبعوث کیا گیا کہ اخلاقی اقدار کی تکمیل کر سکوں۔'' (صحیحہ: ۴۴)

ذیل میں نبی کریم ﷺ کے اخلاق کی چند مثالیں بیان کی گئیں ہیں۔

(۱۱۱۷۱)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! أَخْبِرِينِي بِخُلُقِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ، أَمَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾؟ قُلْتُ: فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَتَبَتَّلَ، قَالَتْ: لَا تَفْعَلْ أَمَا تَقْرَأُ: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ فَقَدْ تَزَوَّجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

سعد بن ہشام سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے ام المؤمنین! آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق سے آگاہ فرمائیں۔ انہوں نے کہا: قرآن ہی رسول اللہ ﷺ کا اخلاق تھا، کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ ...... ''بے شک آپ ﷺ اخلاق کی اعلیٰ قدروں پر فائز ہیں۔'' (سورۂ قلم: ۴) میں نے عرض کیا: میں تبتل کی زندگی اختیار کرنا چاہتا ہوں۔ انھوں نے

(۱۱۱۷۱) تخريج: حديث صحيح (انظر: ۲٤٦۰۱)

وَقَدْ وُلِدَ لَهُ۔ (مسند احمد: ٢٥١٠٨)

کہا: تم ایسا نہ کرو، کیا تم قرآن میں یہ نہیں پڑھتے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾...... (یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی اسوۂ حسنہ ہے۔'' (سورۂ احزاب:۲۱) رسول اللہ ﷺ نے شادیاں کیں اور آپ ﷺ کی اولاد بھی ہوئی۔

فوائد:...... رسول اللہ ﷺ کا اخلاق قرآن مجید تھا، اس جملے کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن کریم نے جن جن باتوں کو مستحسن قرار دیا، ان کی تعریف کی اور ان کی طرف دعوت دی، وہ تمام باتیں اور امور رسول اللہ ﷺ کی عادات و اخلاق میں شامل تھے۔

(١١١٧٢)۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سُوَاءَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: أَمَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ ﴿إِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ قَالَ: قُلْتُ: حَدِّثِينِي عَنْ ذَاكَ، قَالَتْ: صَنَعْتُ لَهُ طَعَامًا وَصَنَعَتْ لَهُ حَفْصَةُ طَعَامًا، فَقُلْتُ لِجَارِيَتِي: اِذْهَبِي، فَإِنْ جَاءَتْ هِيَ بِالطَّعَامِ فَوَضَعَتْهُ قَبْلُ فَاطْرَحِي الطَّعَامَ، قَالَتْ: فَجَاءَتْ بِالطَّعَامِ، قَالَتْ: فَأَلْقَتْهُ الْجَارِيَةُ فَوَقَعَتِ الْقَصْعَةُ فَانْكَسَرَتْ وَكَانَ نِطْعًا، قَالَتْ: فَجَمَعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ((اقْتَصُّوا أَوِ اقْتَصِّي شَكَّ أَسْوَدُ) ظَرْفًا مَكَانَ ظَرْفِكِ۔)) فَمَا قَالَ شَيْءً۔ (مسند احمد: ٢٥٣١١)

بنو سواءۃ کے ایک فرد سے روایت ہے، وہ کہتا ہے: میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں دریافت کیا، انہوں نے کہا: ''کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾...... ''بے شک آپ ﷺ اخلاق کی اعلیٰ قدروں پر فائز ہیں۔'' (سورۂ قلم: ۴) وہ کہتا ہے: میں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ مجھے اس کی کچھ تفصیل بیان کریں، انہوں نے کہا: میں نے آپ ﷺ کے لیے ایک کھانا تیار کیا اور ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی آپ ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا، میں نے اپنی خادمہ سے کہا کہ جاؤ اگر وہ کھانا لے کر آئے اور مجھ سے پہلے کھانا آپ ﷺ کے سامنے لا کر رکھے تو کھانا پھینک دینا۔ سیدہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ وہ کھانا لے کر آئیں تو خادمہ نے کھانا پھینک دیا، پیالہ گر کر ٹوٹ گیا، ایک چمڑا بطور دستر خوان بچھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے بکھرا ہوا کھانا دستر خوان سے جمع کیا اور فرمایا: ''تم اس کے عوض دوسرا برتن ادا کرو۔'' آپ ﷺ نے مزید کچھ نہیں فرمایا۔

(١١١٧٢) تخريج: اسناده ضعيف، لابهام الرجل من بني سواءة الراوي عن عائشة، وشريك النخعي سيىء الحفظ، اخرجه ابن ماجه: ٢٣٣٣ (انظر: ٢٤٨٠٠)

(۱۱۱۷۳)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُ عَلَيْنَا (وَفِي لَفْظٍ: يُخَالِطُنَا) وَكَانَ لِي أَخٌ صَغِيرٌ (وَفِي رِوَايَةٍ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُضَاحِكُهُ) وَكَانَ لَهُ نُغَيْرٌ يَلْعَبُ بِهِ فَمَاتَ نُغَرُهُ الَّذِي كَانَ يَلْعَبُ بِهِ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَرَآهُ حَزِينًا، فَقَالَ لَهُ: ((مَا شَأْنُ أَبِي عُمَيْرٍ حَزِينًا؟)) فَقَالُوْا: مَاتَ نُغَرُهُ الَّذِي كَانَ يَلْعَبُ بِهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ۔)) (مسند احمد: ۱۲۱۶۱)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لاتے اور ہمارے ساتھ گھل مل جاتے، میرا ایک چھوٹا بھائی تھا، آپ ﷺ اس کے ساتھ ہنسی مذاق بھی کرلیا کرتے تھے اور اسے ہنسایا کرتے تھے، اس نے ایک بلبل پال رکھا تھا اور وہ اس کے ساتھ کھیلا کرتا تھا، وہ مرگیا، ایک دن نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو اسے غمگین دیکھا اور فرمایا: ''ابوعمیر کو کیا ہوا، یہ غمگین کیوں ہے؟ گھر والوں نے بتلایا کہ اے اللہ کے رسول! یہ جس بلبل کے ساتھ کھیلا کرتا تھا، وہ مرگیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوعمیر! بلبل نے کیا کیا؟''

(۱۱۱۷٤)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ: قَالَ أَنَسٌ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا، وَكَانَ لِي أَخٌ يُقَالُ لَهُ: أَبُو عُمَيْرٍ، قَالَ: أَحْسِبُهُ قَالَ: فَطِيمًا، فَقَالَ: وَكَانَ إِذَا جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَرَآهُ قَالَ: ((أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟)) قَالَ: نُغَرٌ كَانَ يَلْعَبُ بِهِ، قَالَ: فَرُبَّمَا تَحْضُرُهُ الصَّلَاةُ وَهُوَ فِي بَيْتِنَا فَيَأْمُرُ بِالْبِسَاطِ الَّذِي تَحْتَهُ فَيُكْنَسُ ثُمَّ يُنْضَحُ بِالْمَاءِ، ثُمَّ يَقُومُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَنَقُومُ خَلْفَهُ فَيُصَلِّي بِنَا، قَالَ: وَكَانَ بِسَاطُهُمْ مِنْ جَرِيدِ النَّخْلِ۔ (مسند احمد: ۱۳۲٤۱)

(دوسری سند) ابو تیاح سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سے سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سب سے بڑھ کر اچھے اخلاق کے مالک تھے، میرا ایک بھائی تھا، جسے ابوعمیر کہا جاتا تھا، ابو تیاح کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے یہ بھی بتلایا کہ ابھی اس کا دودھ چھڑایا گیا تھا، رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف لاتے اور اسے دیکھ کر فرماتے: ''اے ابوعمیر! بلبل کہاں ہے؟'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ بلبل ایک پرندہ تھا، جس کے ساتھ وہ کھیلا کرتا تھا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا کہ آپ ﷺ ہمارے گھر ہی ہوتے اور نماز کا وقت ہو جاتا تو جو چٹائی آپ ﷺ کے نیچے ہوتی، آپ ﷺ اسی کے متعلق حکم فرماتے کہ اسی کو صاف کرکے اس پر پانی کے چھینٹے مار دیئے جائیں، پھر اللہ کے رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے اور ہم بھی آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو

(۱۱۱۷۳) تخریج: اخرجه مطولا ومختصرا البخاری: ٦٢٠٣، ومسلم: ٦٥٩ (انظر: ١٢١٣٧)

(۱۱۱۷٤) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

کر آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کرتے، وہ چٹائی کھجور کے پتوں کی ہوتی۔

فوائد:...... یہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا چھوٹا اور مادری بھائی تھی، اس کی کنیت ابوعمیر اور نام عبد اللہ، رسول اللہ ﷺ اس کے ساتھ ہنسی مذاق کیا کرتے تھے۔

(۱۱۱۷۵)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ، فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَهُ جَبْذَةً حَتّٰى رَأَيْتُ صَفْحَ أَوْ صَفْحَةَ عُنُقِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَعْطِنِي مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِي عِنْدَكَ! فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ۔ (مسند احمد: ۱۲۵۷۶)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جا رہا تھا، آپ ﷺ موٹے حاشیہ والی ایک نجرانی چادر زیب تن کیے ہوئے تھے، ایک بدو آپ ﷺ سے ملا، اس نے آپ ﷺ کو چادر سے پکڑ کر اتنے زور سے کھینچا کہ رسول اللہ ﷺ کی گردن پر چادر کے نشانات نمایاں نظر آنے لگے۔ اس بدو نے کہا: اے محمد! اللہ کا جو مال آپ ﷺ کے پاس ہے، مجھے بھی اس میں سے عطا کریں۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور مسکرا دیئے اور اسے کچھ عطیہ دینے کا حکم صادر فرمایا۔

فوائد:...... امت مسلمہ کے مذہبی اور سیاسی سربراہان کے لیے اس سے بڑا سبق کیا ہوسکتا ہے کہ ایک بدو نہ صرف دونوں جہانوں کے سردار تک رسائی حاصل کر لیتا ہے، بلکہ وہ آپ ﷺ سے اس قدر بدسلوکی اختیار کرتا ہے اور آپ ﷺ جواباً مسکرا بھی دیتے ہیں اور کچھ عطیہ دینے کا حکم بھی دے دیتے ہیں، یہ کمال کا حسن اخلاق، بردباری اور صبر ہے، لیکن اس دور میں مذہبی پیشوا ہو یا سیاسی رہنما، غریبوں کا تو ان تک پہنچنا ہی ناممکن ہو گیا ہے، بلکہ اس قسم کے لوگوں سے ملاقات کرنے کو بڑوں کی توہین سمجھا جاتا ہے۔

(۱۱۱۷٦)۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّهُ بَيْنَا هُوَ يَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَهُ النَّاسُ مُقْبِلًا مِنْ حُنَيْنٍ، عَلِقَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ الْأَعْرَابُ يَسْأَلُونَهُ حَتّٰى اضْطَرُّوهُ إِلٰى سَمُرَةٍ، فَخَطِفَتْ رِدَائَهُ، فَوَقَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: ((أَعْطُونِي رِدَائِي، فَلَوْ

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ چلے جا رہے تھے، یہ حنین سے واپسی کا واقعہ ہے، آپ ﷺ کے ہمراہ کچھ دوسرے لوگ بھی تھے، اسی دوران دیہاتی لوگ آپ ﷺ سے آ چمٹے اور آپ ﷺ سے مال مانگنے لگے اور آپ کو زور سے (کیکر یا ببول کے) ایک خاردار درخت کی طرف کھینچ لے گئے،

(۱۱۱۷۵) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۱٤۹، ۵۸۰۹، ومسلم: ۱۰۵۷ (انظر: ۱۲۵٤۸)

(۱۱۱۷٦) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۱٤۸ (انظر: ۱٦۷۵٦)

كَانَ عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمًا لَقَسَمْتُهُ، ثُمَّ لَا تَجِدُونِي بَخِيلًا وَلَا كَذَّابًا وَلَا جَبَانًا۔)) (مسند احمد: ١٦٨٧٨)

آپ ﷺ کی چادر اتر گئی، اللہ کے رسول ﷺ رک گئے اور فرمایا: ''میری چادر تو مجھے دے دو، اگر ان کانٹوں کے برابر بھی جانور ہوتے تو میں ان کو تقسیم کر دیتا پھر تم مجھے بخیل، جھوٹا یا بزدل نہیں پاؤ گے۔''

(١١١٧٧)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تُلُقِّيَ بِالصِّبْيَانِ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، قَالَ: وَإِنَّهُ قَدِمَ مَرَّةً مِنْ سَفَرٍ، قَالَ: فَسُبِقَ بِي إِلَيْهِ، قَالَ: فَحَمَلَنِي بَيْنَ يَدَيْهِ، قَالَ: ثُمَّ جِيءَ بِأَحَدِ ابْنَيْ فَاطِمَةَ إِمَّا حَسَنٍ وَإِمَّا حُسَيْنٍ فَأَرْدَفَهُ خَلْفَهُ، قَالَ: فَدَخَلْنَا الْمَدِينَةَ ثَلَاثَةً عَلٰى دَابَّةٍ۔ (مسند احمد: ١٧٤٣)

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تو آپ ﷺ کے خاندان کے بچوں کو آپ ﷺ کو ملایا جاتا، ایک دفعہ آپ ﷺ سفر سے واپس تشریف لائے اور مجھے سب سے پہلے آپ ﷺ کی طرف لے جایا گیا، آپ ﷺ نے مجھے سواری پر اپنے آگے بٹھا لیا، پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ میں سے کسی ایک کو لایا گیا، آپ ﷺ نے اسے اپنے پیچھے بیٹھا لیا، پھر ہم اس طرح تین آدمی ایک سواری پر سوار ہو کر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔

فوائد:...... لیکن آجکل بچے بڑی عمر کے لوگوں کے پیار کو ترستے ہیں، اپنے بیٹوں سے پیار کر لینے میں کوئی کمال نہیں، کمال اس میں ہے کہ تمام بچوں سے بلا امتیاز محبت کی جائے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کیا کرتے تھے۔

(١١١٧٨)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ لِابْنِ الزُّبَيْرِ: أَتَذْكُرُ إِذْ تَلَقَّيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنَا وَأَنْتَ وَابْنُ عَبَّاسٍ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَحَمَلَنَا وَتَرَكَكَ، وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ مَرَّةً: أَتَذْكُرُ إِذْ تَلَقَّيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنَا وَأَنْتَ وَابْنُ عَبَّاسٍ؟ فَقَالَ: نَعَمْ فَحَمَلَنَا وَتَرَكَكَ۔ (مسند احمد: ١٧٤٢)

عبداللہ بن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا تمہیں یاد ہے کہ جب میں، آپ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، ہم تینوں رسول اللہ ﷺ کو جا کر ملے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں یاد ہے اور آپ ﷺ نے ہمیں سواری پر اپنے ساتھ سوار کر لیا تھا اور تمہیں رہنے دیا تھا۔ امام احمد کے شیخ اسمعیل بن علیہ نے ایک دفعہ یوں روایت کیا: کیا تمہیں یاد ہے جب میں، آپ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ آگے جا کر رسول اللہ ﷺ سے ملے تھے؟ انہوں

(١١١٧٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٤٢٨ (انظر: ١٧٤٣)

(١١١٧٨) تخريج: أخرجه البخارى: ٣٠٨٢، ومسلم: ٢٤٢٧ (انظر: ١٧٤٢)

نے کہاں! جی ہاں یاد ہے اور آپ ﷺ نے ہمیں اپنے ساتھ سوار کر لیا تھا اور تمہیں چھوڑ دیا تھا۔

(۱۱۱۷۹)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ يَكُ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا، وَكَانَ يَقُوْلُ: ((مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنُكُمْ أَخْلَاقًا۔)) (مسند احمد: ٦٥٠٤)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عادۃً یا تکلفاً فحش گو نہ تھے اور آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ''تم میں سب سے اچھا وہ ہے، جو اخلاق میں سب سے اچھا ہو۔''

(۱۱۱۸۰)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: خَدَمْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَشْرَ سِنِينَ، فَمَا أَمَرَنِي بِأَمْرٍ فَتَوَانَيْتُ عَنْهُ أَوْ ضَيَّعْتُهُ فَلَامَنِي، فَإِنْ لَامَنِي أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ إِلَّا قَالَ: ((دَعُوهُ فَلَوْ قُدِّرَ۔)) أَوْ قَالَ: ((لَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ كَانَ۔)) (مسند احمد: ١٣٤٥١)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کی دس برس تک خدمت کی۔ (ایک روایت میں نو سال کا ذکر ہے) آپ ﷺ نے مجھے جو حکم بھی دیا اور پھر مجھ سے اس بارے میں کوتاہی ہو گئی یا نقصان ہو گیا تو آپ ﷺ نے مجھے ملامت نہیں کی اور اگر آپ ﷺ کے گھر میں سے کسی نے بھی مجھے برا بھلا کہا تو آپ ﷺ فرماتے: ''اسے چھوڑ دو، اگر ایسا ہونا مقدر میں ہے تو وہ ہو کر رہے گا۔''

فوائد:...... سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ہو جانے والے نقصان کو آپ ﷺ تقدیر کی طرف منسوب کر کے بچے کو تسلی دے دیتے۔

دس سال کے طویل عرصے میں نبی کریم ﷺ نے خدمت کرنے والے ایک بچے کو ملامت تک نہیں کیا، سبحان اللہ! یہ آپ ﷺ کا درگزر کرنے کا پہلو تھا، بلکہ آپ ﷺ تو اپنی جان کے پیاسوں اور اپنے دشمنوں کو بھی معاف کر دینے والے تھے، اب ہمارا اپنے خادموں اور نوکروں کے ساتھ کیسا سلوک ہے۔

(۱۱۱۸۱)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَبَّابًا وَلَا لَعَّانًا وَلَا فَحَّاشًا، كَانَ يَقُولُ لِأَحَدِنَا عِنْدَ الْمُعَاتَبَةِ: ((مَا لَهُ، تَرِبَ جَبِينُهُ۔)) (مسند احمد: ١٢٦٣٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ گالیاں دینے والے، لعنت کرنے والے اور فحش گو نہیں تھے، جب کسی کو ڈانٹنا ہوتا تو صرف اتنا کہتے کہ ''اسے کیا ہو گیا ہے، اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔''

فوائد:...... ''اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔'' اس کلمہ سے مراد بد دعا نہیں ہے، بلکہ اگلے بندے کو متنبہ کرنا ہے۔

(١١١٧٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٠٢٩، ومسلم: ٢٣٢١ (انظر: ٦٥٠٤)

(١١١٨٠) تخريج: حديث صحيح (انظر: ١٣٤١٨)

(١١١٨١) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٠٣١، ٦٠٤٦ (انظر: ١٢٦٠٩)

(۱۱۱۸۲)۔ قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((یَا ذَا الْأُذُنَیْنِ۔)) (مسند احمد: ۱۳۵۷۸)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''او دو کانوں والے۔''

فوائد:...... ممکن ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے کان چھوٹے یا بڑے ہوں، اس لیے آپ ﷺ نے اس خاص صفت کی بنا پر ان کو اس صف سے پکارا ہو، اس اعتبار سے یہ ہلکا سا مذاق ہوگا، اور یہ بھی ممکن ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی بات زیادہ توجہ سے سنتے ہوں، اس وجہ سے آپ ﷺ نے ان کے حق میں تعریفی کلمات کہے ہوں اور اس چیز کا بھی احتمال ہے کہ آپ ﷺ ان کو اس بات پر متنبہ کرنا چاہتے ہوں کہ وہ آپ ﷺ کی بات سننے کے لیے تیار رہا کریں۔

(۱۱۱۸۳)۔ عَنْ جَرِیْرٍ قَالَ: مَا حَجَبَنِیْ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِیْ إِلَّا تَبَسَّمَ۔ (مسند احمد: ۱۹۳۸۷)

سیدنا جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں جب سے مسلمان ہوا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس آنے سے مجھے کبھی نہیں روکا اور آپ ﷺ نے جب بھی مجھے دیکھا، آپ ﷺ مسکرا دیئے۔

(۱۱۱۸۴)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مُسْلِمًا مِنْ لَعْنَةٍ تُذْكَرُ، وَلَا انْتَقَمَ لِنَفْسِهِ شَيْئًا يُؤْتٰى إِلَيْهِ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرُمَاتُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَلَا ضَرَبَ بِيَدِهِ شَيْئًا قَطُّ إِلَّا أَنْ يَضْرِبَ بِهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَلَا سُئِلَ شَيْئًا قَطُّ فَمَنَعَهُ إِلَّا أَنْ يُسْأَلَ مَأْثَمًا فَإِنَّهُ كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ، وَلَا خُيِّرَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا، وَكَانَ إِذَا كَانَ حَدِيثَ عَهْدٍ بِجِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَام يُدَارِسُهُ، كَانَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ۔ (مسند احمد: ۲۵۴۹۹)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کبھی کسی مسلمان کا نام لے کر اس پر لعنت نہیں کی، نہ آپ ﷺ نے اپنے ساتھ کی گئی بدسلوکی کا انتقام لیا، الا یہ کی اللہ تعالیٰ کی حدود پامال ہوتی ہوں، نہ آپ ﷺ نے کسی کو اپنے ہاتھ سے مارا، الا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی راہ کا مسئلہ ہو، آپ سے جب بھی کوئی چیز طلب کی گئی، آپ ﷺ نے کبھی بھی اس کا انکار نہیں کیا، الا یہ کی وہ بات گناہ والی ہوتی، اگر گناہ والی بات ہوتی تو آپ اس سے سب سے زیادہ دور رہنے والے ہوتے اور جب بھی آپ کو دو باتوں میں سے کسی ایک کے انتخاب کا اختیار دیا جاتا تو آپ ﷺ ان میں سے اس صورت کا انتخاب کرتے، جو ان میں سے آسان تر ہوتی اور جب آپ ﷺ جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کریم کا دور کر کے فارغ ہوتے تو آپ ﷺ چھوڑی ہوئی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہوتے۔

(۱۱۱۸۲) تحریج: حدیث حسن، اخرجه ابوداود: ۵۰۰۲، والترمذی: ۱۹۹۲، ۳۸۲۸ (انظر: ۱۳۵۴۴)

(۱۱۱۸۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۰۳۵، ۶۰۸۹، ومسلم: ۲۴۷۵ (انظر: ۱۹۱۷۳)

(۱۱۱۸۴) تخریج: حدیث ضعیف بهذه السیاقة، حماد بن زید شك فی هذا الاسناد، والنعمان بن راشد ضعیف سییء الحفظ، أخرجه النسائی: ۴/ ۱۲۵ (انظر: ۲۴۹۸۵)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَوَاضُعِهِ ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی تواضع کا بیان

(۱۱۱۸۵)۔ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ يَا سَيِّدَنَا وَابْنَ سَيِّدِنَا وَيَا خَيْرَنَا وَابْنَ خَيْرِنَا! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! قُولُوا بِقَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَهْوِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُولُ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ! مَا أُحِبُّ أَنْ تَرْفَعُونِي فَوْقَ مَا رَفَعَنِي اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ۱۳۵٦۳)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے مخاطب ہو کر کہا: اے ہمارے سردار! اور اے ہمارے سردار کے فرزند! اے وہ ذات جو ہم میں سب سے بہتر ہے اور ہم میں سے سب سے افضل کی اولاد ہے، لیکن نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: ''لوگو! تم معروف بات ہی کر لیا کرو اور ہرگز شیطان تمہیں غلو میں مبتلا نہ کر دے، میں محمد بن عبد اللہ اور اس کا رسول ہوں، اللہ کی قسم! میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جو مقام دیا ہے، تم مجھے اس سے اوپر نہ لے جاؤ۔''

فوائد:...... آپ ﷺ کے بارے معروف بات یہی ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں، جیسا کہ خطبے، تشہد اور کلمۂ شہادت میں اس چیز کا اعتراف کیا جاتا ہے۔

تواضع کا مطلب ہے، ایک دوسرے کے ساتھ عاجزی وانکساری، نرمی و رحمدلی اور محبت والفت سے پیش آنا، حسب ونسب یا مال و دولت کی بنیاد پر کسی کو حقیر نہ سمجھنا اور نہ کسی پر ظلم و زیادتی کرنا۔ وجہ یہ ہے اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو مقام و مرتبہ، مال و دولت حسب ونسب جیسی صلاحیتوں سے نوازا ہے، تو اس کو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے، کیونکہ ان انعامات کے حصول میں اس کی صلاحتیں کارفرما نہیں ہیں، بلکہ یہ محض اللہ تعالیٰ کے احسان کا نتیجہ ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان اس کے لیے مضرّ ثابت ہو اس طرح کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو بنظر حقارت دیکھے یا ان پر ظلم وزیادتی کا ارتکاب کرنے لگے۔ نبی کریم ﷺ رفعت ومنزلت اور عظمت و مرتبت کے انتہائی اعلی مراتب پر فائز تھے، کسی امتی کا آپ سے کوئی موازنہ نہیں کیا جا سکتا ہے، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دیا: ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (سورۂ شعراء: ۲۱۵) ......''(اے محمد!) اپنے پیروکار مومنوں سے نرمی سے پیش آؤ۔''

(۱۱۱۸٦)۔ عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارٰى عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَإِنَّمَا

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میری مدح میں اس طرح غلو نہ کیا کرو، جس طرح نصاری نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں غلو کیا، میں تو محض اللہ کا

(۱۱۱۸۵) تخریج: حدیث صحیح، اخرجه ابن حبان: ٦٢٤٠، والنسائی فی "عمل الیوم واللیلة": ۲٤۸ (انظر: ۱۳۵۲۹)

(۱۱۱۸٦) تخریج: أخرجه البخاری: ۲٤٦۲، ۳۹۲۸، ومسلم: ۱٦۹۱ (انظر: ۱۵٤)

أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ۔)) (مسند احمد: ١٥٤) بندہ اور اس کا رسول ہوں۔''

فوائد:…… عیسائیوں نے عیسی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دیا، پھر ان کی پوجا پاٹ بھی شروع کر دی، آپ ﷺ اہل کتاب کی اس روش کو دیکھ کر یہ تعلیم دینا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جو مقام عطا کیا ہے، اس سے آگے نہ بڑھا جائے۔

رسالت اور بندگی آپ ﷺ کے سب سے بڑے اوصاف ہیں۔

(١١١٨٧)۔ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ: جَلَسَ جِبْرِيلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ فَإِذَا مَلَكٌ يَنْزِلُ، فَقَالَ جِبْرِيلُ: إِنَّ هٰذَا الْمَلَكَ مَا نَزَلَ مُنْذُ يَوْمِ خُلِقَ قَبْلَ السَّاعَةِ، فَلَمَّا نَزَلَ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ رَبُّكَ، قَالَ: أَفَمَلِكًا نَبِيًّا يَجْعَلُكَ أَوْ عَبْدًا رَسُولًا؟ قَالَ جِبْرِيلُ: تَوَاضَعْ لِرَبِّكَ يَا مُحَمَّدُ، قَالَ: ((بَلْ عَبْدًا رَسُولًا۔)) (مسند احمد: ٧١٦٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف فرما تھے، انہوں نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی، پس اچانک اوپر سے ایک فرشتہ نیچے اتر رہا تھا، جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کہا: یہ فرشتہ جب سے پیدا ہوا، تب سے اب تک یہ کبھی زمین پر نہیں آیا، جب وہ آیا تو اس نے کہا: اے محمد! آپ کے رب نے مجھے اس پیغام کے ساتھ آپ کی طرف بھیجا ہے کہ وہ آپ کو بادشاہ بنائے یا بندہ اور رسول؟ جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے کہا: اے محمد! آپ ﷺ اپنے رب کے لیے تواضع اختیار کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ کا بندہ رسول بننا چاہتا ہوں۔''

(١١١٨٨)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: إِنْ كَانَتِ الْأَمَةُ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَتَأْخُذُ بِيَدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَتَنْطَلِقُ بِهِ فِي حَاجَتِهَا۔ (مسند احمد: ١١٩٦٣)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ (رسول اللہ ﷺ اس قدر متواضع تھے کہ) مدینہ کی ایک لونڈی آکر رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر آپ ﷺ کو اپنے کسی کام کے لیے لے جاتی (اور آپ ﷺ بھی بلا پس و پیش اس کے ہمراہ تشریف لے جاتے)۔

فوائد:…… سبحان اللہ! یہ بشریت کے سردار کی تواضع ہے کہ آپ ﷺ لونڈی کا کام کرنے کے لیے اس کے ساتھ چل پڑتے تھے، آج ہم کسی کا کام کرنے سے قبل اپنے تعلق کا سہارا لیتے ہیں۔

(١١١٨٩)۔ قَالَ: إِنَّ امْرَأَةً لَقِيَتِ النَّبِيَّ ﷺ سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے کہ مدینہ منورہ کے ایک راستہ میں

(١١١٨٧) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، اخرجه الطبرانى فى "الكبير": ١٠٦٨٦ (انظر: ٧١٦٠)
(١١١٨٨) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه تعليقا البخارى: ٦٠٧١ (انظر: ١١٩٤١)
(١١١٨٩) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، اخرجه ابوداود: ٤٨١٨ (انظر: ١٢١٩٧)

فِیْ طَرِیْقٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِیْنَةِ فَقَالَتْ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ لِیْ إِلَیْكَ حَاجَةً، قَالَ: ((یَا أُمَّ فُلَانٍ! اجْلِسِیْ فِیْ أَیِّ نَوَاحِی السِّكَكِ شِئْتِ أَجْلِسْ إِلَیْكِ۔)) قَالَ: فَقَعَدَتْ فَقَعَدَ إِلَیْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی قَضَتْ حَاجَتَهَا۔ (مسند احمد: ۱۲۲۲۱)

ایک خاتون، نبی کریم ﷺ کو ملی اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے آپ ﷺ سے کام ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ام فلاں! تم مدینہ کی جس گلی یا راستے میں چاہو بیٹھ جاؤ، میں بھی تمہارے پاس بیٹھ جاؤں گا۔'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ بیٹھ گئی اور اللہ کے رسول ﷺ بھی اس کے پاس بیٹھ گئے، یہاں تک کہ اس کی ضرورت کو پورا کر دیا۔

(۱۱۱۹۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ أَتَی السِّقَایَةَ فَقَالَ: ((اسْقُوْنِیْ۔)) فَقَالُوْا: إِنَّ هٰذَا یَخُوْضُهُ النَّاسُ وَلٰكِنَّا نَأْتِیْكَ بِهِ مِنَ الْبَیْتِ، فَقَالَ: ((لَا حَاجَةَ لِیْ فِیْهِ، اِسْقُوْنِیْ مِمَّا یَشْرَبُ مِنْهُ النَّاسُ۔)) (مسند احمد: ۱۸٤۱)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ طواف کے بعد وہاں تشریف لائے، جہاں زمزم کا پانی پلایا جا رہا تھا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے بھی پلاؤ۔'' انہوں نے کہا: اس پانی کو تو لوگ متأثر کرتے رہتے ہیں، ہم آپ کے لیے گھر سے (صاف) پانی لے آتے ہیں، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی ضرورت نہیں ہے، جہاں سے لوگ پی رہے ہیں، وہیں سے مجھے بھی پلا دیں۔''

فوائد:...... یہ آپ ﷺ کی تواضع، عدم تکلف، سادگی اور حسن اخلاق کا ایک انداز تھا کہ جو چیز عام لوگ استعمال کر رہے ہیں، اسی کو آپ ﷺ نے اپنی ذات کے لیے ترجیح دی، جبکہ صاف پانی مہیا کرنے والے لوگ موجود تھے۔

(۱۱۱۹۱)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ یَهُوْدِیٌّ بِسُوْقِ الْمَدِیْنَةِ: وَالَّذِی اصْطَفٰی مُوْسٰی عَلَی الْبَشَرِ، قَالَ: فَلَطَمَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: تَقُوْلُ هٰذَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْنَا، قَالَ: فَأَتَی الْیَهُوْدِیُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ﴿وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مدینہ منورہ کے بازار میں ایک یہودی نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ کو تمام انسانوں پر فضیلت دی ہے، اس کے یہ الفاظ سن کر غیرت کے مارے ایک انصاری رضی اللہ عنہ نے اسے تھپڑ رسید کر دیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے ہوتے ہوئے تمہیں یہ کہنے کی جرأت کیسے ہوئی؟ وہ یہودی شکایت لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تو رسول اللہ ﷺ نے جواباً اس آیت کی

(۱۱۱۹۰) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه البخاری: ۱٦۳٥ بلفظ: ......عن ابن عباس: ان رسول الله ﷺ جاء الی السقایة فاستسقی، فقال العباس: یا فضل! اذهب الی امك فأت رسول الله ﷺ بشراب من عندها، فقال: ((اسقنی۔)) قال: یا رسول الله! انهم یجعلون ایدیهم فیه، قال: ((اسقنی۔)) فشرب منه (انظر: ۱۸٤۱)

(۱۱۱۹۱) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابن ماجه: ٤۲۷٤ (انظر: ۹۸۲۱)

الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرٰى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ﴾ قَالَ: ((فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَإِذَا مُوسٰى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ، فَلَا أَدْرِي أَرَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلِي أَمْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ، وَمَنْ قَالَ أَنِّي خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتّٰى فَقَدْ كَذَبَ۔))

(مسند احمد: ۹۸۲۰)

تلاوت کی: ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرٰى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ﴾ ......''اور صور پہلی بار صور پھونکا جائے گا تو آسمانوں کی مخلوق بے ہوش ہو جائے گی سوائے ان کے جنہیں اللہ چاہے گا۔ پھر اس میں دوبارہ پھونک ماری جائے گی تو سب لوگ دیکھتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت سب سے پہلے میں ہوش میں آ کر سر اٹھاؤں گا، لیکن دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کے ایک پائے کو پکڑ کر کھڑے ہوں گے، مجھے اس چیز کا علم نہیں ہو گا کہ انھوں نے مجھ سے پہلے ہوش میں آ کر سر اٹھایا ہو گا یا وہ بے ہوش ہونے سے مستثنیٰ ہونے والوں میں سے ہوں گے۔ اور (یاد رکھو کہ) جس نے یوں کہا کہ میں (محمد ﷺ) یونس بن متی سے افضل ہوں تو اس نے غلط کہا۔''

فوائد:...... آپ ﷺ اگر چہ علی الاطلاق تمام انبیاء ورسل سے افضل ہیں، مگر کسی نبی کا نام لے کر کہنا کہ آپ ﷺ فلاں نبی سے افضل، اشرف اور برتر ہیں، ایسا کہنے کی اجازت نہیں، اس طرح ایک طرح سے اس نبی کی بے ادبی کا پہلو نکل سکتا ہے۔

(۱۱۱۹۲)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ؓ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ فِي يَوْمٍ شَدِيدِ الْحَرِّ نَحْوَ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ، قَالَ: فَكَانَ النَّاسُ يَمْشُونَ خَلْفَهُ، قَالَ: فَلَمَّا سَمِعَ صَوْتَ النِّعَالِ وَقَرَ ذَالِكَ فِي نَفْسِهِ، فَجَلَسَ حَتّٰى قَدَّمَهُمْ أَمَامَهُ لِئَلَّا يَقَعَ فِي نَفْسِهِ مِنَ الْكِبْرِ فَلَمَّا مَرَّ بِبَقِيعِ الْغَرْقَدِ، إِذَا بِقَبْرَيْنِ قَدْ دَفَنُوا فِيهِمَا رَجُلَيْنِ، قَالَ: فَوَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ

سیّدنا ابو امامہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سخت گرمی والے ایک دن میں بقیع الغرقد کی جانب سے گزرے، لوگ آپ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے، جب آپ ﷺ نے لوگوں کے جوتوں کی آہٹ سنی تو یہ آپ ﷺ پر گراں گزرا، آپ ﷺ وہیں بیٹھ گئے، یہاں تک کہ لوگ آپ ﷺ سے آگے گزر گئے، تاکہ آپ ﷺ کے دل میں تکبر پیدا نہ ہو (کہ لوگ آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چل رہے ہیں)۔ جب آپ ﷺ بقیع الغرقد کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ

(۱۱۱۹۲) تخریج: ......اسنادہ ضعیف جدا من اجل علی بن یزید الالھانی أخرجہ الطبرانی فی "الکبیر": ۷۸۶۹، ورواہ ابن ماجہ: ۲۴۵ مختصرا باولہ الی قولہ: "لئلا یقع فی نفسہ شیء من الکبر"(انظر: ۲۲۲۹۲)

دَفَنْتُمْ هَاهُنَا الْيَوْمَ؟)) قَالُوْا: يَا نَبِيُّ اللّٰهِ! فُلَانٌ وَ فُلَانٌ، قَالَ: ((إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ الْآنَ وَيُفْتَنَانِ فِي قَبْرَيْهِمَا.)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فِيْمَ ذَالِكَ؟ قَالَ: ((أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنَ الْبَوْلِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ.)) وَأَخَذَ جَرِيْدَةً رَطْبَةً، فَشَقَّهَا ثُمَّ جَعَلَهَا عَلَى الْقَبْرَيْنِ، قَالُوْا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! وَلِمَ فَعَلْتَ؟ قَالَ: ((لَيُخَفَّفَنَّ عَنْهُمَا.)) قَالُوْا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! وَحَتّٰى مَتٰى يُعَذِّبُهُمَا اللّٰهُ؟ قَالَ: ((غَيْبٌ لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللّٰهُ وَلَوْلَا تَمْرِيْغُ قُلُوْبِكُمْ أَوْ تَزَيُّدُكُمْ فِي الْحَدِيْثِ لَسَمِعْتُمْ مَا أَسْمَعُ.)) (مسند احمد: ٢٢٦٤٨)

نے دو قبریں دیکھیں، لوگوں نے ان میں دو آدمیوں کو دفن کیا تھا۔ آپ ﷺ وہاں رک گئے اور پوچھا: ''آج تم نے یہاں کن لوگوں کو دفن کیا ہے؟'' صحابہ نے بتایا: اے اللہ کے نبی! یہ فلاں دو آدمی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کو اس وقت قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔'' صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! انہیں عذاب دیئے جانے کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان میں سے ایک آدمی پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کرتا تھا۔'' آپ ﷺ نے ایک تر چھڑی لے کر اسے چیرا اور دونوں قبروں پر رکھ دیا۔ صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے نبی! آپ نے یہ کام کس لیے کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کی وجہ سے ان کے عذاب میں تخفیف کی جائے گی۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ ان کو کب تک عذاب دے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ غیب کی بات ہے، جسے اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہارے دلوں کی بدلتی کیفیات یا بہت زیادہ گفتگو نہ ہوتی تو تم بھی وہ کچھ سنتے جو میں سنتا ہوں۔''

فوائد: ......اگر چہ نبی کریم ﷺ تکبر کرنے سے معصوم تھے، لیکن بظاہر آپ ﷺ نے ایسے اسباب کو بھی ردّ کر دیا۔

(١١١٩٣)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ يَمْشُوْنَ أَمَامَهُ إِذَا خَرَجَ، وَيَدَعُوْنَ ظَهْرَهُ لِلْمَلَائِكَةِ۔ (مسند احمد: ١٤٢٨٥)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ کسی طرف جانے کے لیے نکلتے تو صحابہ کرام آپ ﷺ سے آگے آگے چلتے اور آپ ﷺ کی پشت کو فرشتوں کے لیے چھوڑ دیتے۔

(١١١٩٤)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قِيْلَ لِعَائِشَةَ: مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُ فِي بَيْتِهِ؟ قَالَتْ: كَمَا يَصْنَعُ أَحَدُكُمْ يَخْصِفُ نَعْلَهُ

عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ گھر آ کر کس قسم کے کام کیا کرتے تھے؟ (یعنی گھر میں آپ ﷺ کی مصروفیت کیا ہوتی

(١١١٩٣) تخريج: اسناده صحيح، اخرجه ابن ماجه: ٢٤٦ (انظر: ١٤٢٣٦)

(١١١٩٤) تخريج: حديث صحيح، اخرجه ابويعلى: ٤٨٧٦، وابن حبان: ٥٦٧٧ (انظر: ٢٤٧٤٩)

وَيَرْقَعُ ثَوْبَهُ۔ (مسند احمد: ٢٥٢٥٦)

تھی؟) انھوں نے کہا: (آپ ﷺ جب گھر آتے تو ایسے ہی کام کیا کرتے تھے) جیسے تم کرتے ہو، مثلا اپنے جوتے کی مرمت کر لیتے اور کپڑا سی لیتے۔''

(١١١٩٥)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ عَائِشَةَ، هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْمَلُ فِيْ بَيْتِهِ شَيْئًا؟ قَالَتْ: نَعَمْ كَانَ يَخْصِفُ نَعْلَهُ وَيَخِيْطُ ثَوْبَهُ وَيَعْمَلُ فِيْ بَيْتِهِ كَمَا يَعْمَلُ أَحَدُكُمْ فِيْ بَيْتِهِ۔ (مسند احمد: ٢٥٨٥٥)

(دوسری سند) عروہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ آیا اللہ کے رسول ﷺ گھر میں کوئی کام کیا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ اپنے جوتے کو مرمت کر لیتے، کپڑے کو سلائی کر لیتے اور آپ ﷺ اپنے گھر میں اسی طرح کام کرتے تھے، جیسے تم میں سے کوئی اپنے گھر میں کام کاج کرتا ہوتا ہے۔

(١١١٩٦)۔ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ: سُئِلَتْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْمَلُ فِيْ بَيْتِهِ؟ قَالَتْ: كَانَ بَشَرًا مِنَ الْبَشَرِ، يَفْلِيْ ثَوْبَهُ، وَيَحْلُبُ شَاتَهُ، وَيَخْدُمُ نَفْسَهُ۔ (مسند احمد: ٢٦٧٢٤)

قاسم سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ گھر میں اللہ کے رسول ﷺ کی کیا مصروفیت ہوتی تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آپ بھی بشر ہی تھے، اس لیے (عام دوسرے انسانوں کی طرح) اپنے کپڑوں کو ٹٹول ٹٹول کر ان میں جوئیں دیکھتے، بکری کا دودھ دوہ لیتے اور اپنے کام کر لیتے۔

فوائد:...... یہ نبی کریم ﷺ کی سادگی اور عاجزی ہے، جسے آپ ﷺ نے اپنی امت کے لیے طرزِ حیات بھی قرار دیا ہے۔ اگر کوئی انسان آپ ﷺ کی ان سنتوں کا اہتمام کرنے لگے تو اس کی زندگی کئی مشاکل اور تکلفات سے پاک ہو سکتی ہے۔ ایسے امور کو سر انجام دینے والا آدمی تکبر سے پاک ہو جائے گا اور اس کی عاجزی و فروتنی میں اضافہ ہوگا۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَا اسْتَكْبَرَ مَنْ أَكَلَ مَعَهُ خَادِمُهُ وَرَكِبَ الْحِمَارَ بِالْأَسْوَاقِ، وَاعْتَقَلَ الشَّاةَ فَحَلَبَهَا۔)) (الصحیحۃ: ۲۲۱۸)......''وہ شخص متکبر نہیں ہے، جس کے ساتھ اُس کے خادم نے کھانا کھایا اور وہ بازاروں میں گدھے پر سوار ہوا اور بکری کی ٹانگوں کو باندھ کر اس کو دوہا۔''

اگر کسی آدمی کو زندگی کی روٹین میں ان امور کا موقع نہیں ملتا تو کبھی کبھار رسول اللہ ﷺ کی سنت سمجھ کر ان کو سر انجام دینا چاہیے۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: كَانَ ﷺ يَجْلِسُ عَلَى الْأَرْضِ، وَيَأْكُلُ عَلَى الْأَرْضِ، وَيَعْتَقِلُ الشَّاةَ، وَيُجِيْبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْكِ عَلٰى خُبْزِ الشَّعِيْرِ۔ ......رسول اللہ ﷺ زمین پر

(١١١٩٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١١١٩٦) تخريج: حديث صحيح، اخرجه ابن حبان: ٥٦٧٥، وابويعلى: ٤٨٤٧ (انظر: ٢٦١٩٤)

بیٹھ جایا کرتے تھے، زمین پر بیٹھ کر کھاتے تھے، بکری کا دودھ دوہ لیتے تھے اور جو کی روٹی کی دعوت دینے والے غلام کی دعوت قبول کر لیتے تھے۔ (معجم کبرانی طبرانی: ۳/۱۶۴/ ۱، صحیحہ: ۲۱۲۵)

اس حدیث میں سب سے اہم بات معاشرے کے انتہائی کمتر فرد کی دعوت قبول کرنا ہے، آجکل اس سنتِ حسنہ سے مکمل بے رخی برتی جا رہی ہے اور بڑوں اور وڈیروں کی آنکھوں کے اشارے پر لوگ جوق در جوق جمع ہو جاتے ہیں۔ یہ نبوی سنتوں سے عدمِ محبت اور ظاہر پرستی، چاپلوسی اور خوشامد کا نتیجہ ہے۔ دوسرا ایک اہم سبق یہ ملتا ہے کہ دعوت قبول کرنے والوں کو دعوت میں پیش کی گئی چیزوں کی عیب جوئی نہیں کرنی چاہیے، بلکہ داعی کی طرف سے جو کچھ ملے، ذوق و شوق کا اظہار کرتے ہوئے نوش کر لینا چاہیے، کیونکہ عظیم المرتبت اور عالی منزلت محمد رسول اللہ ﷺ غلام کی دعوت پہ لبیک کہتے تھے جبکہ اس دعوت میں پیش کی جانے والی چیز صرف جو کی روٹی ہوتی تھی۔

(۱۱۱۹۷)۔ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ يَهُودِيًّا دَعَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى خُبْزِ شَعِيرٍ وَإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ فَأَجَابَهُ، وَقَدْ قَالَ أَبَانُ: أَيْضًا أَنَّ خَيَّاطًا۔ (مسند احمد: ۱۳۸۹٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے رسول اللہ ﷺ کو جو کی روٹی اور بو دار سالن کی دعوت دی، آپ ﷺ نے اس کی دعوت قبول فرمائی۔ راوی حدیث ابان نے ایک دفعہ یوں ذکر کیا کہ دعوت دینے والا شخص درزی تھا۔

(۱۱۱۹۸)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفٰى قَالَ: قَدِمَ مُعَاذٌ الْيَمَنَ أَوْ قَالَ: الشَّامَ، فَرَأَى النَّصَارٰى تَسْجُدُ لِبَطَارِقَتِهَا وَأَسَاقِفَتِهَا فَرَوَّأَ (أَيْ فَكَّرَ) فِي نَفْسِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَحَقُّ أَنْ يُعَظَّمَ، فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! رَأَيْتُ النَّصَارٰى تَسْجُدُ لِبَطَارِقَتِهَا وَأَسَاقِفَتِهَا فَرَوَّأْتُ فِي نَفْسِي أَنَّكَ أَحَقُّ أَنْ تُعَظَّمَ، فَقَالَ: ((لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا، وَلَا تُؤَدِّي الْمَرْأَةُ حَقَّ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهَا كُلَّهُ حَتّٰى تُؤَدِّيَ حَقَّ زَوْجِهَا عَلَيْهَا كُلَّهُ، حَتّٰى لَوْ سَأَلَهَا نَفْسَهَا

سیدنا عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ یمن یا شام میں آئے اور عیسائیوں کو دیکھا کہ وہ اپنے لیڈروں اور پادریوں کو سجدہ کرتے ہیں، انھوں نے اپنے دل میں سوچا کہ نبی کریم ﷺ اس تعظیم کے زیادہ مستحق ہیں، پھر جب وہ واپس آئے تو انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے عیسائیوں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے لیڈروں اور پادریوں کو سجدہ کرتے ہیں اور مجھے اپنے دل میں خیال آیا کہ کہ آپ اس تعظیم کے زیادہ مستحق ہیں؟ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں نے کسی کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دینا ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے، بیوی اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا نہیں کر سکتی، جب تک کہ وہ اپنے خاوند کے کما حقہ حقوق ادا نہ کرے، اگر

(۱۱۱۹۷) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم (انظر: ۱۳۸٦۰)

(۱۱۱۹۸) تخريج: حديث جيّد، أخرجه ابن ماجه: ۱۸۵۳ (انظر: ۱۹٤۰۳)

وَہِیَ عَلٰی ظَہْرِ قَتَبٍ لَاَعْطَتْہُ اِیَّاہُ۔)) (مسند احمد: ۱۹۶۲۳)

خاوند عورت کو وظیفہ زوجیت کے لئے طلب کرے اور وہ پالان کے اوپر بیٹھی ہو تو اس عورت کو خاوند کا مطالبہ پورا کرنا پڑے گا۔"

فوائد:...... آپ ﷺ کی مراد یہ ہے کہ بیوی کو ہر صورت میں خاوند کی اطاعت کا خیال رکھنا چاہیے، دورِ حاضر کی ناشکری خواتین کے لیے لمحۂ فکریہ ہے، جن کی نگاہ صرف اور صرف خاوند کے منفی پہلو پر پڑتی ہے۔

(۱۱۱۹۹)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِی لَیْلٰی، عَنْ أَبِیهِ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: إِنَّهُ أَتَی الشَّامَ فَرَأَی النَّصَارٰی، فَذَکَرَ مَعْنَاهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: فَقُلْتُ: لِأَیِّ شَیْءٍ تَصْنَعُونَ هٰذَا؟ قَالُوْا: هٰذَا كَانَ تَحِيَّةَ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلَنَا، فَقُلْتُ: نَحْنُ أَحَقُّ أَنْ نَصْنَعَ هٰذَا بِنَبِيِّنَا، فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهُمْ كَذَبُوْا عَلٰی أَنْبِيَائِهِمْ كَمَا حَرَّفُوا كِتَابَهُمْ، إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَبْدَلَنَا خَيْرًا مِنْ ذٰلِكَ السَّلَامَ تَحِيَّةَ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔)) (مسند احمد: ۱۹۶۲۴)

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ ارض شام میں گئے (اس سے آگے گزشتہ حدیث کی طرح ہے) یہ کہتے ہیں میں نے ان سے پوچھا تم اپنے ان پیشواؤں کو سجدے کیوں کرتے ہو؟ انہوں نے بتلایا کہ ہم سے پہلے انبیاء (کی شریعتوں) میں سلام کا یہی طریقہ تھا۔ تو میں نے کہا (اگر بات یہی ہے) تو ہم اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ ہم اپنے نبی کے ساتھ یہ کام کریں۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ان لوگوں نے جس طرح اپنی مذہبی کتابوں میں تحریف کی، اسی طرح اپنے انبیاء پر جھوٹ باندھے، بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کے سلام سے بہتر سلام، اہل جنت والا سلام ہمیں دیا ہے۔"

(۱۱۲۰۰)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: قُوْمُوْا بِنَا نَسْتَغِيْثُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ هٰذَا الْمُنَافِقِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يُقَامُ إِلَيَّ إِنَّمَا يُقَامُ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی۔ (مسند احمد: ۲۳۰۸۲)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہماری طرف تشریف لائے تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمارے ساتھ اٹھو تاکہ اس منافق کے بارے میں ہم رسول اللہ ﷺ کی مدد حاصل کریں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مدد طلب کرنے کے لیے میرا ارادہ نہیں کیا جاتا، اللہ تعالیٰ کا قصد کیا جاتا ہے۔"

فوائد:...... ممکن ہے کہ یہ منافق، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو اذیت پہنچاتا ہو، اس حدیث میں کھڑا ہونے کا مقصد مدد طلب کرنا ہے، بہرحال آپ ﷺ ناپسند کیا کرتے تھے کہ آپ ﷺ کے لیے کھڑا ہوا جائے۔

(۱۱۱۹۹) تخریج: حدیث جیّد دون قوله: "انهم کذبوا علی انبیائهم ......" الی آخر الحدیث۔ وهذا اسناد ضعیف لاضطرابه، اخرجه البزار: ۱۴۶۱، والحاکم: ۴/ ۱۷۲ (انظر: ۱۹۴۰۴)

(۱۱۲۰۰) تخریج: اسناده ضعیف لضعف عبد الله بن لهیعة، ولابهام الراوی عن عبادة (انظر: ۲۲۷۰۶)

اس باب میں رسول اللہ ﷺ کی تواضع کا بیان ہے۔ اس باب کی احادیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ انتہائی متواضع اور منکسر المزاج شخصیت کے حامل تھے، آپ اپنی تعریف سن کر خوش نہیں ہوتے تھے، بلکہ اپنی تعریف میں مبالغہ سن کر تعریف کرنے والے کو منع فرماتے اور کہتے کہ میں تو محمد بن عبداللہ ہوں، اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ حِلْمِهٖ وَعَفْوِهٖ وَحَيَائِهٖ

رسول اللہ ﷺ کی بردباری، معافی اور حیاء کا بیان

(۱۱۲۰۱)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ: قَالَ: جَاءَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو الدَّوْسِیُّ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ دَوْسًا قَدْ عَصَتْ وَأَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ فَاسْتَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ النَّاسُ: هَلَكُوْا فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهِمْ، اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهِمْ۔)) (مسند احمد: ۷۳۱۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ طفیل بن عمرو دوسی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ قبیلہ دوس اللہ کا نافرمان ہے اور انہوں نے دعوت حق کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے، آپ ﷺ ان پر بددعا فرمائیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے اپنا رخ قبلہ کی طرف کر لیا اور دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا شروع کی، لوگوں نے سوچا کہ اب قبیلۂ دوس تباہ ہو جائے گا (کہ آپ ﷺ ان پر بددعا کرنے لگے ہیں)۔ لیکن آپ ﷺ نے یوں دعا کی: ''یا اللہ! دوس قبیلہ کو ہدایت عطا فرما، اور انہیں مطیع بنا کر ہمارے پاس لے آ، یا اللہ! قبیلہ دوس کو ہدایت عطا فرما اور انہیں مطیع بنا کر ہمارے پاس لے آ۔''

فوائد:...... نبی کریم ﷺ اپنے دشمنوں کے لیے رشد و ہدایت کی دعا کر رہے ہیں، آپ ﷺ کی دعا کی برکت کی وجہ سے یہ قبیلہ مسلمان ہو گیا تھا۔

(۱۱۲۰۲)۔ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ: أَخَذَ النَّبِیُّ ﷺ نَاسًا مِنْ قَوْمِیْ فِیْ تُهْمَةٍ فَحَبَسَهُمْ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِیْ إِلَی النَّبِیِّ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! عَلَامَ تَحْبِسُ جِيْرَتِیْ؟ فَصَمَتَ النَّبِیُّ ﷺ عَنْهُ، فَقَالَ: إِنَّ نَاسًا لَيَقُوْلُوْنَ: إِنَّكَ تَنْهٰی عَنِ الشَّرِّ وَتَسْتَخْلِیْ

سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ہماری قوم کے کچھ لوگ تہمت کے جرم میں پکڑ کر قید کر دیئے، پھر ہماری قوم کا ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، اس نے کہا: اے محمد! آپ نے میرے پڑوسیوں کو قید کیوں کر رکھا ہے، نبی کریم ﷺ نے اس سے خاموشی اختیار کی، وہ پھر کہنے لگا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ شر سے منع کرتے ہیں، جبکہ

(۱۱۲۰۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۹۳۷، ۶۳۹۷، ومسلم: ۲۵۲٤ (انظر: ۷۳۱۵)

(۱۱۲۰۲) تخریج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ۳۶۳۰، والترمذی: ۱٤۱۷، والنسائی: ۸/ ۶۶ (انظر: ۲۰۰۱۹)

بِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا يَقُوْلُ؟)) قَالَ: فَجَعَلْتُ أُعَرِضُ بَيْنَهُمَا بِالْكَلَامِ مَخَافَةَ أَنْ يَسْمَعَهَا، فَيَدْعُوَ عَلٰى قَوْمِي دَعْوَةً لَا يُفْلِحُوْنَ بَعْدَهَا أَبَدًا، فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ ﷺ بِهِ حَتّٰى فَهِمَهَا، فَقَالَ: قَدْ قَالُوْهَا أَوْ قَائِلُهَا مِنْهُمْ؟ وَاللّٰهِ! لَوْ فَعَلْتُ لَكَانَ عَلَيَّ وَمَا كَانَ عَلَيْهِمْ، خَلُّوْا لَهُ عَنْ جِيْرَانِهِ۔ (مسند احمد: ٢٠٢٦٨)

آپ تو شرّ پھیلا رہے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ کیا کہتا ہے؟'' سیدنا معاویہ کہتے ہیں: میں نے دونوں کے درمیان بات کو واضح نہ ہونے دیا، ڈر یہ تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ ﷺ اس کی بات سن لیں اور میری قوم پر بددعا کر دیں، پھر میری قوم کبھی بھی فلاں نہیں پا سکے گی، لیکن نبی کریم ﷺ اس کے ساتھ لگے رہے، یہاں تک کہ آپ ﷺ اس کو سمجھ گئے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا واقعی ان لوگوں نے یہ تہمت والی بات کہی ہے، اللہ کی قسم! اگر میں وہ کام کر دوں، جس سے میں نے منع کیا ہے، تو اس کا بوجھ مجھ پر ہوگا، تم اس کے پڑوسیوں کو چھوڑ دو۔''

فوائد:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ معاملہ واضح ہونے تک متعلقہ افراد کو قید کرنا جائز ہے، دراصل یہ کوئی سزا نہیں ہے، بلکہ جرم کی تحقیق وتفتیش کے لیے ہے، اس کے بعد فیصلہ کیا جائے گا کہ متعلقہ فرد مجرم ہے یا نہیں اور اس کا جرم حد یا تعزیر کے قابل ہے یا نہیں، اس لیے اس قید کے دوران کسی کو تکلیف نہیں ہونی چاہیے، دیکھیں حدیث نمبر (٦٧٩٧)

(١١٢٠٣)۔ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا إِسْرَائِيلَ، قَالَ: سَمِعْتُ جَعْدَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَرَأَى رَجُلًا سَمِينًا، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يُومِءُ إِلَى بَطْنِهِ بِيَدِهِ وَيَقُولُ: ((لَوْ كَانَ هٰذَا فِي غَيْرِ هٰذَا الْمَكَانِ لَكَانَ خَيْرًا لَكَ)) قَالَ: وَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجُلٍ، فَقَالُوْا: هٰذَا أَرَادَ أَنْ يَقْتُلَكَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((لَمْ تُرَعْ لَمْ تُرَعْ وَلَوْ أَرَدْتَ ذٰلِكَ لَمْ يُسَلِّطْكَ اللّٰهُ عَلَيَّ۔)) (مسند احمد: ١٥٩٦٢)

سیدنا جعدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک موٹے آدمی کو دیکھا تو آپ اپنے ہاتھ سے اس کے بطن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگے کہ یہ موٹاپا پیٹ کی بجائے کسی دوسرے حصہ میں ہوتا تو تمہارے لیے بہتر ہوتا۔'' جعدہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی کو لایا گیا اور آپ ﷺ کو بتلایا گیا کہ اس آدمی نے آپ ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''ڈرو نہیں، خوف زدہ مت ہو، اگر تم نے مجھے قتل کرنے کا پروگرام بنایا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے تجھے مجھ پر مسلط نہیں کیا۔''

(١١٢٠٥)۔ حَدَّثَنِي سِنَانُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے

(١١٢٠٣) تخريج: اسناده ضعيف، ابو اسرائيل، اخرجه القصة الاولى الطبراني في "الكبير": ٢١٨٥ والحاكم: ٤/ ١٢١، وأخرجه القصة الثانية النسائي في "الكبرى": ١٠٩٠٣ (انظر: ١٥٨٦٨)

(١١٢٠٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٩١٠، ٤١٣٩، ومسلم: ص ١٧٨٦ (انظر: ١٤٣٣٥)

الدُّؤَلِيُّ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ غَزْوَةً قِبَلَ نَجْدٍ، فَلَمَّا قَفَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَفَلَ مَعَهُمْ، فَأَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ يَوْمًا فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِضَاهِ، فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْعِضَاهِ يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ، وَنَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَظِلُّ تَحْتَ شَجَرَةٍ، فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ قَالَ جَابِرٌ: فَنِمْنَا بِهَا نَوْمَةً، ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ يَدْعُونَا فَأَتَيْنَاهُ فَإِذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ جَالِسٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ هٰذَا اخْتَرَطَ سَيْفَهُ وَأَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِي يَدِهِ صَلْتًا، فَقَالَ: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ فَقُلْتُ: اللّٰهُ، فَقَالَ: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ فَقُلْتُ: اللّٰهُ۔)) فَشَامَ السَّيْفَ وَجَلَسَ فَلَمْ يُعَاقِبْهُ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ فَعَلَ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ١٤٣٨٧)

نبی کریم ﷺ کی معیت میں نجد کی جانب ایک غزوہ کیا، رسول اللہ ﷺ غزوہ سے واپس ہوئے تو سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بھی لوگوں کے ساتھ واپس آئے، واپسی پر دوران سفر قافلہ ایک ایسی وادی میں ٹھہرا جہاں خاردار درخت بکثرت تھے، نبی کریم ﷺ ایک جگہ نزول فرما ہوئے اور لوگ خاردار درختوں کے نیچے سائے کی تلاش میں ادھر ادھر بکھر گئے، اللہ کے رسول ﷺ بھی ایک درخت کے نیچے سائے میں ٹھہرے اور آپ ﷺ نے اپنی تلوار درخت کے ساتھ لٹکا دی۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم اپنی اپنی جگہ جا کر سو گئے، اتنے میں ہم نے سنا کہ نبی کریم ﷺ ہمیں پکار رہے تھے، ہم آپ ﷺ کے قریب آئے تو دیکھا کہ آپ ﷺ کے پاس ایک بدو بیٹھا ہوا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں سویا ہوا تھا، اس نے آ کر میری تلوار سونت لی، میں بیدار ہوا تو تلوار اس کے ہاتھ میں لہرا رہی تھی، یہ کہنے لگا کہ تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ تو میں نے کہا، مجھے تیرے شر سے اللہ بچائے گا، اس نے پھر کہا کہ تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا کہ اللہ تعالی۔'' اس نے تلوار کو واپس نیام میں رکھ دیا اور بیٹھ گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے کچھ نہ کہا حالانکہ وہ اتنا بڑا کام کر چکا تھا۔

فوائد:...... اس قدر برے فعل کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے معاف کر دیا۔

(١١٢٠٦)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاحِشًا، وَلَا مُتَفَحِّشًا، وَلَا صَخَّابًا فِي الْأَسْوَاقِ، وَلَا يَجْزِي بِالسَّيِّئَةِ مِثْلَهَا، وَلٰكِنْ يَعْفُو وَيَصْفَحُ۔ (مسند احمد: ٢٥٩٣١)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ عادۃً یا تکلفاً بدکلام نہ تھے، نہ ہی بازاروں میں بلند آواز سے باتیں کرتے تھی، نہ ہی برائی کا بدلہ برائی سے دیتے تھے، لیکن معاف فرما دیتے اور درگزر فرما دیتے تھے۔

(١١٢٠٦) تخريج: اسناده صحيح، اخرجه الترمذي: ٢٠١٦ (انظر: ٢٥٤١٧)

(۱۱۲۰۷)۔ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَشَدَّ حَیَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِیْ خِدْرِهَا، وَکَانَ إِذَا کَرِهَ شَیْئًا عَرَفْنَاهُ فِیْ وَجْهِهِ۔ (مسند احمد: ۱۱۸۸٤)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیا دار تھے اور جب آپ ﷺ کو کوئی بات ناپسند ہوتی تو اسے ہم آپ ﷺ کے چہرہ انور سے پہچان لیتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ رَأْفَتِهِ وَرَحْمَتِهِ وَتَوَکُّلِهِ ﷺ وَطَهَارَةِ قَلْبِهِ

رسول اللہ ﷺ کی شفقت و رحمت، اللہ تعالیٰ پر توکل اور طہارت قلبی کا بیان

(۱۱۲۰۸)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ کَانَ یَتْرُكُ الْعَمَلَ وَهُوَ یُحِبُّ أَنْ یَعْمَلَهُ کَرَاهِیَةَ أَنْ یَسْتَنَّ النَّاسُ بِهِ فَیُفْرَضَ عَلَیْهِمْ، فَکَانَ یُحِبُّ مَا خُفِّفَ عَلَیْهِمْ مِنَ الْفَرَائِضِ۔ (مسند احمد: ۲٤۵۵۷)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بعض کام ایسے ہوتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اس پر دائمی عمل کرنا چاہتے تو تھے، لیکن محض اس لیے اسے ترک کر دیتے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ لوگ اس پر عمل کرنے لگیں اور اللہ کی طرف سے اسے ان پر فرض ہی کر دیا جائے، اللہ کے فرائض میں سے لوگوں پر جو تخفیف کر دی جاتی تھی، وہ آپ ﷺ کو پسند تھی۔

فوائد:...... نبی کریم ﷺ کی خواہش یہ تھی کہ لوگ کامیاب بھی ہو جائیں، لیکن ان کو مشقت بھی نہ کرنا پڑے، حقیقتِ حال یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ساری کی ساری شریعت آسانی پر مشتمل ہے۔

(۱۱۲۰۹)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَادِمًا لَهُ قَطُّ، وَلَا امْرَأَةً لَهُ قَطُّ، وَلَا ضَرَبَ بِیَدِهِ إِلَّا أَنْ یُجَاهِدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، وَمَا نِیْلَ مِنْهُ شَیْءٌ فَانْتَقَمَهُ مِنْ صَاحِبِهِ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ مَحَارِمُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَیَنْتَقِمُ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَمَا عُرِضَ عَلَیْهِ أَمْرَانِ أَحَدُهُمَا أَیْسَرُ مِنَ الْآخَرِ إِلَّا أَخَذَ بِأَیْسَرِهِمَا إِلَّا أَنْ یَکُوْنَ مَأْثَمًا، فَإِنْ کَانَ مَأْثَمًا کَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ۔ (مسند احمد: ۲٤۵۳۵)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے کسی خادم یا اہلیہ کو کبھی نہیں مارا اور آپ ﷺ نے جہاد کے علاوہ کبھی بھی کسی کو اپنے ہاتھ سے ضرب نہیں لگائی اور اگر کسی نے کبھی آپ سے کوئی بدسلوکی کی تو آپ ﷺ نے کبھی اس کا بدلہ نہیں لیا، الا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی حدود کی پامالی ہوتی ہو اور جب بھی آپ کو دو سے کسی ایک بات کو منتخب کرنے کی پیش کش کی جاتی اور ان میں سے ایک صورت دوسری کی نسبت آسان ہوتی تو آپ ﷺ دونوں میں سے اس کا انتخاب کرتے جو زیادہ آسان ہوتی، الا یہ کہ کوئی گناہ کی بات ہوتی تو آپ ﷺ

(۱۱۲۰۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۵٦۲، ٦۱۰۲، ومسلم: ۲۳۲۰ (انظر: ۱۱۸٦۲)

(۱۱۲۰۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۱۲۸، ومسلم: ۷۱۸ (انظر: ۲٤۰۵٦)

(۱۱۲۰۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۳۲۷ (انظر: ۲٤۰۳٤)

اس کا انتخاب نہ فرماتے، اگر وہ بات گناہ والی ہوتی تو آپ ﷺ اس سے سب سے زیادہ دور ہوتے۔

(۱۱۲۱۰)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَرْحَمَ بِالْعِيَالِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِبْرَاهِيمُ مُسْتَرْضَعًا فِي عَوَالِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ يَنْطَلِقُ، وَنَحْنُ مَعَهُ، فَيَدْخُلُ الْبَيْتَ وَإِنَّهُ لَيُدَّخَنُ وَكَانَ ظِئْرُهُ قَيْنًا، فَيَأْخُذُهُ فَيُقَبِّلُهُ ثُمَّ يَرْجِعُ، قَالَ عَمْرٌو: فَلَمَّا تُوُفِّيَ إِبْرَاهِيمُ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ إِبْرَاهِيمَ ابْنِي وَإِنَّهُ مَاتَ فِي الثَّدْيِ، فَإِنَّ لَهُ ظِئْرَيْنِ يُكَمِّلَانِ رَضَاعَهُ فِي الْجَنَّةِ۔)) (مسند احمد: ۱۲۱۲٦)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر اپنے اہل و عیال کے حق میں مہربان کسی کو نہیں پایا، آپ ﷺ کے بیٹے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کی بالائی بستیوں میں رضاعت کے لیے بھیجے ہوئے تھے، آپ ﷺ ان کو دیکھنے کے لیے تشریف لے جاتے، ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہوتے، آپ ﷺ ان کے گھر میں داخل ہو جاتے، حالانکہ اس گھر میں دھواں اٹھ رہا ہوتا تھا، کیونکہ ان کا رضائی والد لوہار تھا، پھر رسول اللہ ﷺ سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کو اٹھاتے، اسے بوسے دیتے اور پھر واپس تشریف لے آتے۔ عمرو راوی کہتے ہیں: جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک ابراہیم میرا بیٹا ہے، چونکہ یہ دودھ پینے کی مدت کے اندر اندر فوت ہوا ہے، اس لیے اس کی جنت میں دو رضائی مائیں ہوں گی، جو اس کی رضاعت کو پورا کریں گی۔''

فوائد:...... سید الاوّلین والآخرین نے اپنے بچے کو دودھ پلانے کے لیے لوہار کے گھر بھیج دیا اور پھر آپ ﷺ اس لوہار کے گھر جانے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے تھے، یہی بندگی ہے، یہی بندگی ہے۔

(۱۱۲۱۱)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: دَخَلَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَرَآهُ يُقَبِّلُ حَسَنًا أَوْ حُسَيْنًا، فَقَالَ لَهُ: لَا تُقَبِّلْهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَقَدْ وُلِدَ لِي عَشَرَةٌ مَا قَبَّلْتُ أَحَدًا مِنْهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ۔)) (مسند احمد: ۷۱۲۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سیدنا عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں آئے، جب انھوں نے دیکھا کہ آپ ﷺ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ یا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو بوسہ دے رہے تھے، تو کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس بچے کو بوسہ نہ دیں، میرے تو دس بچے پیدا ہوئے ہیں، میں نے ان میں سے ایک کو بھی بوسہ نہیں دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا، اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔''

(۱۱۲۱۰) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۳۱٦ (انظر: ۱۲۱۰۲)

(۱۱۲۱۱) تخريج: أخرجه البخاري: ۵۹۹۷، ومسلم: ۲۳۱۸ (انظر: ۷۱۲۱)

فوائد:...... بندے کو نرم دل اور شفقت کرنے والا ہونا چاہیے، نبی کریم ﷺ شفقت و رافت سے بدرجۂ اتم و اکمل متصف تھے۔

(۱۱۲۱۲)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ يَقُوْلُ: ((إِنَّ آلَ أَبِي فُلَانٍ لَيْسُوْا لِي بِأَوْلِيَاءَ، إِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔)) (مسند احمد: ۱۷۹۵۷)

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو مخفی طور پر نہیں، بلکہ برسر عام فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''بیشک ابی فلاں کی آل میرے اولیاء نہیں ہیں، میرے اولیاء تو اللہ تعالیٰ اور نیک مومن ہیں۔''

فوائد:...... ابوفلاں سے مراد ابوطالب کی آل ہے، آپ ﷺ کی مراد یہ ہے کہ اس آل میں جو لوگ مسلمان نہیں ہوئے تھے، ولایت اور دوستی کے سلسلے میں آپ ﷺ کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے، اس سلسلے میں آپ ﷺ صرف اللہ تعالیٰ اور مومنوں کو ترجیح دیں گے، ہاں چونکہ وہ آپ ﷺ کے رشتہ دار تھے، اس لیے آپ ﷺ ان سے صلہ رحمی کے تقاضے پورے کریں گے۔

(۱۱۲۱۳)۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ قَالَ: دَخَلَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ، فَقَالُوْا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ حَدِّثِيْنَا عَنْ سِرِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: كَانَ سِرُّهُ وَعَلَانِيَتُهُ سَوَاءً ثُمَّ نَدِمْتُ، فَقُلْتُ: أَفْشَيْتُ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: فَلَمَّا دَخَلَ أَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: ((أَحْسَنْتِ۔)) (مسند احمد: ۲۷۱۷۲)

یحییٰ بن جزار کہتے ہیں: کہ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں جا کر عرض کیا: اے ام المؤمنین! آپ رضی اللہ عنہا ہمیں رسول اللہ ﷺ راز دارانہ امور کے بارے ارشاد فرمائیں، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا ظاہر و باطن ایک جیسا ہے، پھر انہیں اپنی اس بات پر ندامت ہوئی اور انھوں نے کہا: میں نے تو اللہ کے رسول ﷺ کا راز فاش کر دیا ہے، پھر جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور میں نے آپ ﷺ کو اس بات سے آگاہ کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے ٹھیک کیا ہے۔''

فوائد:...... نبی کریم ﷺ کے گھر کے اندر راز دارانہ اور مخفی امور اور گھر سے باہر لوگوں کے سامنے انجام دیئے گئے اعلانیہ امور، دونوں ہی امتِ مسلمہ کے لیے حجت ہیں، امہات المؤمنین اور آپ ﷺ کے خدام کے ذریعے آپ ﷺ کے ان امور کا علم ہو گیا، جو آپ ﷺ گھر کے اندر سرانجام دیتے تھے۔

(۱۱۲۱۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۹۹۰، ومسلم: ۲۱۵ (انظر: ۱۷۸۰٤)

(۱۱۲۱۳) تخریج: اسناده جيّد ان صح سماع يحيى بن الجزار من الصحابة الذى ابهمهم، اخرجه الطبرانى فى "الكبير": ۲۳/ ۷٤۱ (انظر: ۲٦٦۳۷)

(۱۱۲۱٤)۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجَ إِلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا فَنَادٰى ثَلَاثَ مِرَارٍ، فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ تَدْرُونَ مَا مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ؟)) قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ مَثَلُ قَوْمٍ خَافُوْا عَدُوًّا يَأْتِيهِمْ، فَبَعَثُوا رَجُلًا يَتَرَايَا لَهُمْ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ أَبْصَرَ الْعَدُوَّ فَأَقْبَلَ لِيُنْذِرَهُمْ، وَخَشِيَ أَنْ يُدْرِكَهُ الْعَدُوُّ قَبْلَ أَنْ يُنْذِرَ قَوْمَهُ، فَأَهْوٰى بِثَوْبِهِ، أَيُّهَا النَّاسُ أُتِيتُمْ! أَيُّهَا النَّاسُ أُتِيتُمْ!)) ثَلَاثَ مِرَارٍ۔ (مسند احمد: ۲۳۳۳٦)

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ نے تین بار پکار کر فرمایا: ''لوگو! کیا تم جانتے ہو کہ میری اور تمہاری مثال کیا ہے؟'' لوگوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری اور تمہاری مثال ان لوگوں کی سی ہے جو اپنے اوپر حملہ آور دشمن سے خائف ہوں تو وہ کسی کو صورت احوال معلوم کرنے کے لیے بھیجیں، ابھی وہ ادھر جا ہی رہا ہو کہ دشمن کو دیکھ لے، وہ قوم کو متنبہ کرنے کے لیے واپس لوٹے اور اسے ڈر ہو کہ اس کے قوم کے پاس پہنچنے سے اور خبر دار کرنے سے پہلے ہی دشمن اس کی قوم تک نہ پہنچ جائے، پس وہ اپنا کپڑا لہرا لہرا کر کہے: لوگو! دشمن آ گیا، دشمن تمہارے سر پر چڑھ آیا، (سنبھل جاؤ)۔''

فوائد:...... آپ ﷺ واضح طور پر اللہ تعالیٰ کے عذاب اور بندے کو اس کی ناکامی اور ہلاکت سے ڈرانے والے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ زُهْدِهِ ﷺ فِي الدُّنْيَا بَعْدَ عَرْضِهَا عَلَيْهِ وَقَنَعِهِ بِالْقَلِيْلِ مِنْهَا

اس امر کا بیان کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ کی طرف سے دنیوی مال و دولت عطا کرنے کی پیش کش کی گئی تو آپ ﷺ نے اس سے بے رغبتی کا اظہار کیا اور معمولی مال پر قناعت فرمائی

(۱۱۲۱٥)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((عَرَضَ عَلَيَّ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ لِيَجْعَلَ لِي بَطْحَاءَ مَكَّةَ ذَهَبًا، فَقُلْتُ: لَا يَارَبِّ، أَشْبَعُ يَوْمًا وَأَجُوعُ يَوْمًا أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ، فَإِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ إِلَيْكَ وَذَكَرْتُكَ، وَإِذَا شَبِعْتُ حَمِدْتُكَ

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرے ربّ نے مجھ پر یہ چیز پیش کی کہ وہ مکہ مکرمہ کی وادیٔ بطحاء کو میرے لیے سونا بنا دے، لیکن میں نے کہا: نہیں، اے میرے ربّ! میں ایک دن سیر ہوں گا اور ایک دن بھوکا رہوں گا، جب میں بھوکا ہوں گا تو تیرے سامنے لاچاری و بے بسی کا اظہار کروں گا اور تجھے یاد کروں گا، اور جب سیر ہوں گا تو

(۱۱۲۱٤) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ۲۲۹٤۸)

(۱۱۲۱٥) تخريج: اسناده ضعيف جدا، عبيدالله بن زحر الافريقي ضعيف، وعلي بن يزيد بن ابي هلال الالهاني واهي الحديث، أخرجه الترمذي باثر الحديث: ۲۳٤۷ (انظر: ۲۲۱۹۰)

وَشَكَرْتُكَ۔)) (مسند احمد: ۲۲٥٤۳) تیری تعریف کروں گا اور تیرا شکر ادا کروں گا۔''

فوائد: ......سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: هَجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نِسَاءَهُ شَهْرًا فَاَتَاهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ فِي غُرْفَةٍ عَلَى حَصِيْرٍ قَدْ اَثَّرَ الْحَصِيْرُ بِظَهْرِهِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كِسْرٰى يَشْرَبُوْنَ فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَاَنْتَ هٰكَذَا فَقَالَ ﷺ: ((اِنَّهُمْ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي حَيَاتِهِمِ الدُّنْيَا)) ...... رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو ایک ماہ کے لیے چھوڑ دیا تھا، پس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے، جبکہ آپ ﷺ بالا خانے میں ایک ایسی چٹائی پر تشریف رکھے ہوئے تھے، جس نے آپ ﷺ کی کمر پر اپنا اثر چھوڑا ہوا تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کسری کی طرح کے لوگ تو سونے اور چاندی کے برتنوں میں پیتے ہیں اور آپ اس طرح ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کی نیکیاں ان کو دنیا میں ہی جلدی دے دی گئیں ہیں۔''

(مسند احمد: ۷۹۵۰، مسند بزار: ۳٦۷٦)

گویا نعمتوں کی کثرت میں اس قسم کے خطرے کا امکان ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی صورت میں دنیا میں ہی نیکیوں کا عوض دیا جا رہا ہے، درج مثال پر غور کریں:

سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس (افطاری کے لیے) کھانا لایا گیا، جبکہ وہ روزے دار تھے، پس انھوں نے کہا: قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي كُفِّنَ فِي بُرْدَةٍ إِنْ غُطِّيَ رَأْسُهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَإِنْ غُطِّيَ رِجْلَاهُ بَدَا رَأْسُهُ وَأُرَاهُ قَالَ وَقُتِلَ حَمْزَةُ وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ أَوْ قَالَ أُعْطِينَا مِنَ الدُّنْيَا مَا أُعْطِينَا وَقَدْ خَشِينَا أَنْ تَكُونَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِي حَتّٰى تَرَكَ الطَّعَامَ۔ ......سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے، ایک چادر میں انہیں کفن دیا گیا، اگر ان کا سر ڈھانپا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور اگر پاؤں چھپائے جاتے تو سر کھل جاتا اور میرا خیال ہے کہ یہ بھی کہا کہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور وہ ہم سے بہتر تھے، پھر ہم پر دنیا وسیع کر دی گئی اور ہمیں خوف ہوا کہ ہماری نیکیاں جلد دے دی گئیں پھر رونے لگے یہاں تک کہ کھانا چھوڑ دیا۔ (صحیح بخاری: ۱۱۹٦)

(۱۱۲۱٦)۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو ابْنَ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ، يَقُوْلُ: لَقَدْ اَصْبَحْتُمْ وَاَمْسَيْتُمْ تَرْغَبُوْنَ فِيْمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَزْهَدُ فِيْهِ، اَصْبَحْتُمْ تَرْغَبُوْنَ فِي الدُّنْيَا، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَزْهَدُ فِيْهَا، وَاللّٰهِ! مَا اَتَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا: تم تو صبح و شام ایسی چیزوں کی رغبت کرنے لگ گئے، جن سے رسول اللہ ﷺ بے رغبتی کرتے تھے، تم دنیا میں راغب ہونے لگ گئے ہو، جبکہ رسول اللہ ﷺ تو اس سے دور رہنے والے تھے، اللہ کی قسم! ہر آنے والی رات کو رسول اللہ ﷺ جو قرض دینا ہوتا تھا، اس کی مقدار اس سے زیادہ ہوتی تھی، جو آپ ﷺ نے لینا ہوتا تھا،

(۱۱۲۱٦) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه الحاكم: ٤/ ۳۲٦ (انظر: ۱۷۸۱۷)

لَيْلَةٌ مِنْ دَهْرِهِ اِلَّا كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ اَكْثَرَ مِمَّا لَهُ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ بَعْضُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: قَدْ رَأَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَسْلِفُ۔ وَقَالَ: غَيْرُ يَحْيٰ: وَاللّٰهِ! مَا مَرَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةٌ مِنَ الدَّهْرِ اِلَّا وَالَّذِي عَلَيْهِ اَكْثَرُ مِنَ الَّذِي لَهُ۔ (مسند احمد: ۱۷۹۷۰)

بعض صحابہ نے کہا: تحقیق ہم نے بھی رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ قرض لیتے تھے، یحیی کے علاوہ دوسرے راویوں نے کہا: اللہ کی قسم! تین دن نہیں گزرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو قرض دینا ہوتا تھا، اس کی مقدار اس سے زیادہ ہوتی تھی، جو آپ ﷺ نے لینا ہوتا تھا۔

(۱۱۲۱۶م)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ۔) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ: سَمِعْتُ اَبِي يَقُوْلُ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ يَخْطُبُ النَّاسَ بِمِصْرَ يَقُوْلُ: مَا اَبْعَدَ هَدْيَكُمْ مِنْ هَدْيِ نَبِيِّكُمْ! اَمَّا هُوَ فَكَانَ اَزْهَدَ النَّاسِ فِي الدُّنْيَا وَاَمَّا اَنْتُمْ فَاَرْغَبُ النَّاسِ فِيْهَا۔ (مسند احمد: ۱۷۹۲۵)

(دوسری سند) سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مصر میں خطاب کرتے ہوئے کہا: کس چیز نے تمہارے طرزِ حیات کو تمہارے نبی کی سیرت سے دور کر دیا ہے! آپ ﷺ تو دنیا سے سب سے زیادہ بے رغبتی کرنے والے تھے، لیکن تم اس میں سب سے زیادہ رغبت کرنے والے ہو۔

(۱۱۲۱۷)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ الْتَفَتَ إِلٰى أُحُدٍ فَقَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! مَا يَسُرُّنِي أَنَّ أُحُدًا يُحَوَّلُ لِآلِ مُحَمَّدٍ ذَهَبًا أُنْفِقُهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، أَمُوتُ يَوْمَ أَمُوتُ أَدَعُ مِنْهُ دِينَارَيْنِ إِلَّا دِينَارَيْنِ أُعِدُّهُمَا لِدَيْنٍ۔)) إِنْ كَانَ فَمَاتَ وَمَا تَرَكَ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا عَبْدًا وَلَا وَلِيدَةً، وَتَرَكَ دِرْعَهُ مَرْهُونَةً عِنْدَ يَهُودِيٍّ عَلٰى ثَلَاثِينَ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، (زَادَ فِي رِوَايَةٍ: أَخَذَهَا رِزْقًا لِعِيَالِهِ)۔ (مسند احمد: ۲۱۰۹)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے احد پہاڑ کی طرف دیکھ کر فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، مجھے یہ بات پسند نہیں کہ احد پہاڑ کو آل محمد ﷺ کے لیے سونا بنا دیا جائے اور میں اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرتا رہوں اور جس دن مروں تو میں دو دینار چھوٹ کر مروں، الا یہ کہ ادائے قرض کے لیے دو دینار چھوڑ جاؤں تو الگ بات ہے۔'' پس جب آپ ﷺ کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ دینار، درہم، غلام یا لونڈی وغیرہ چھوڑ کر نہ گئے، آپ ﷺ صرف ایک زرہ چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہوئے، وہ بھی تیس صاع جو کے عوض ایک یہودی کے

(۱۱۲۱۶م) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۱۱۲۱۷) تخريج: اسناده صحيح على شرط البخاری، اخرجه الترمذی: ۱۲۱٤، والنسائی: ۷/ ۳۰۳، وابن ماجه: ۲٤۳۹ (انظر: ۲۱۰۹)

پاس گروی رکھی ہوئی تھی۔ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ یہ جو اہل خانہ کی خوراک کے لیے حاصل کیے تھے۔

(۱۱۲۱۸)۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الزِّيَادِيِّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ، أَنَّهُ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَأَذِنَ لَهُ وَبِيَدِهِ عَصَاهُ، فَقَالَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: يَا كَعْبُ إِنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ مَالًا فَمَا تَرٰى فِيهِ؟ فَقَالَ: إِنْ كَانَ يَصِلُ فِيهِ حَقَّ اللّٰهِ فَلَا بَأْسَ عَلَيْهِ، فَرَفَعَ أَبُو ذَرٍّ عَصَاهُ فَضَرَبَ كَعْبًا وَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا أُحِبُّ لَوْ أَنَّ لِي هٰذَا الْجَبَلَ ذَهَبًا أُنْفِقُهُ وَيُتَقَبَّلُ مِنِّي أَذَرُ خَلْفِي مِنْهُ سِتَّ أَوَاقٍ۔)) أَنْشُدُكَ اللّٰهَ يَا عُثْمَانُ! أَسَمِعْتَهُ؟ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ: نَعَمْ۔ (مسند احمد: ٤٥٣)

مالک بن عبداللہ زیادی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ہاں گھر داخل ہونے کی اجازت طلب کی، انھوں نے انہیں اندر آنے کی اجازت دے دی، ان کے ہاتھ میں ایک لاٹھی تھی، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اے کعب! عبدالرحمٰن کافی مال چھوڑ کر انتقال کر گئے ہیں۔ اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا: اگر وہ اس مال سے اللہ کے حقوق ادا کرتے تھے پھر تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہ سن کر سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ اپنی لاٹھی اٹھا کر سیدنا کعب رضی اللہ عنہ کو ماری اور کہا: میں نے سنا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ یہ احد کا پہاڑ سونے کا ہو اور میں اسے اللہ کی راہ میں خرچ کروں اور میرا وہ صدقہ اللہ کے ہاں مقبول ہو اور میں اپنے لیے اس میں سے صرف چھ اوقیہ سونا باقی چھوڑ جاؤں۔'' اے عثمان! میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا کہ آپ ﷺ نے اللہ کے رسول سے یہ حدیث سنی ہے؟ (یہ بات سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ دہرائی)، بالآخر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں، میں نے بھی یہ حدیث سنی ہے۔

(۱۱۲۱۹)۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يَوْمًا عَلَى عَائِشَةَ فَقَالَتْ: لَوْ رَأَيْتُمَا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فِي مَرَضٍ

ابو امامہ بن سہل سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: انہوں نے کہا کہ میں اور عروہ بن زبیر ایک دن سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے، انہوں نے کہا: کاش کہ تم اللہ کے نبی ﷺ کو مرض الموت کے دوران دیکھتے، میرے پاس آپ ﷺ کے چھ (یا

(۱۱۲۱۸) تخریج: اسناده ضعیف لضعف ابن لهیعة، وجهالة مالك بن عبد الله الزيادی (انظر: ٤٥٣)

(۱۱۲۱۹) تخریج: اسناده ضعیف بهذه السیاقة، تفرد به موسى بن جبیر، اخرجه البیهقی: ٦/ ٣٥٦ (انظر: ٢٤٠٣٣)

مَرِضَهُ، قَالَتْ: وَكَانَ لَهُ عِنْدِي سِتَّةُ دَنَانِيرَ، قَالَ مُوسٰى: أَوْ سَبْعَةٌ، قَالَتْ: فَأَمَرَنِي نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أُفَرِّقَهَا، قَالَتْ: فَشَغَلَنِي وَجَعُ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى عَافَاهُ اللّٰهُ قَالَتْ، ثُمَّ سَأَلَنِي عَنْهَا، فَقَالَ: ((مَا فَعَلَتِ السِّتَّةُ؟)) قَالَ: أَوِ السَّبْعَةُ، قُلْتُ: لَا وَاللّٰهِ! لَقَدْ كَانَ شَغَلَنِي وَجَعُكَ، قَالَتْ: فَدَعَا بِهَا ثُمَّ صَفَّهَا فِي كَفِّهِ، فَقَالَ: ((مَا ظَنُّ نَبِيِّ اللّٰهِ لَوْ لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَهٰذِهِ عِنْدَهُ۔)) (مسند احمد: ٢٥٢٤٠)

سات) دینار تھے۔ آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں انہیں تقسیم کردوں، آپ کی بیماری نے مجھے مشغول رکھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو افاقہ دیا۔ پھر آپ ﷺ نے مجھ سے ان کی بابت پوچھا اور فرمایا: ''ان چھ دیناروں کا کیا بنا؟'' میں نے عرض کیا: اللہ کی قسم، میں آپ کی بیماری میں مصروف رہی اور تقسیم نہ کرسکی۔ آپ نے وہ دینار منگوا کر اپنی ہتھیلی پر رکھ کر فرمایا: ''اللہ کے نبی کا کیا حال ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں جا ملے کہ یہ دولت اس کی ملکیت ہو۔''

(١١٢٢٠)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: أَكْثَرُ مَا عَلِمْتُ أُتِيَ بِهِ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمَالِ بِخَرِيطَةٍ فِيهَا ثَمَانُمِئَةِ دِرْهَمٍ۔ (مسند احمد: ٢٧١٠٨)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے،، وہ کہتے ہیں: میرے علم کے مطابق اللہ کے نبی ﷺ کے پاس تھیلے میں زیادہ سے زیادہ آٹھ سو درہم لائے گئے۔

فوائد:...... دیکھیں حدیث نمبر (٩٢٦٥) والا اور اس کے بعد والا باب۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَمِهِ وَسَخَائِهِ ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی سخاوت کا بیان

فوائد:...... نبی کریم ﷺ بے حد سخی تھے، مال غنیمت میں آپ ﷺ کے بھرپور حصے، روزی کے ذاتی وسائل اور لوگوں کے تحائف کی صورت میں آپ ﷺ کی آمدنی کے بڑے بڑے ذرائع تھے، لیکن یہ آپ ﷺ کی جود و سخاوت تھی کہ آپ ﷺ کے پاس مال و دولت کی بڑی بڑی مقداروں کی عمر چند لمحے نہیں تو چند دن ہوا کرتی تھی، بکریوں کے ریوڑ تک آپ ﷺ لوگوں کو عطا کر دیا کرتے تھے، اس باب میں آپ ﷺ کی سخاوت کی چند مثالیں پیش کی گئی ہیں۔

(١١٢٢١)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ: أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِبُرْدَةٍ مَنْسُوجَةٍ

سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بُنی ہوئی ایک حاشیہ دار چادر

(١١٢٢٠) تخريج: اسناده حسن، اخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٣/ ٦٦٦ (انظر: ٢٦٥٧٣)

(١١٢٢١) تخريج: أخرجه البخاري: ١٢٧٧، ٢٠٩٣ (انظر: ٢٢٨٢٥)

فِيهَا حَاشِيَتَاهَا، قَالَ سَهْلٌ: وَهَلْ تَدْرُونَ مَا الْبُرْدَةُ؟ قَالُوا: نَعَمْ هِيَ الشَّمْلَةُ، قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ نَسَجْتُ هٰذِهِ بِيَدِي فَجِئْتُ بِهَا لِأَكْسُوَكَهَا، فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ ﷺ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَخَرَجَ عَلَيْنَا وَإِنَّهَا لَإِزَارُهُ، فَجَسَّهَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ رَجُلٌ سَمَّاهُ فَقَالَ: مَا أَحْسَنَ هٰذِهِ الْبُرْدَةَ! اكْسُنِيهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((نَعَمْ۔)) فَلَمَّا دَخَلَ طَوَاهَا وَأَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ: وَاللّٰهِ مَا أَحْسَنْتَ كُسِيَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا، ثُمَّ سَأَلْتَهُ إِيَّاهَا وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ سَائِلًا، فَقَالَ: وَاللّٰهِ! إِنِّي مَا سَأَلْتُهُ لِأَلْبَسَهَا وَلٰكِنْ سَأَلْتُهُ إِيَّاهَا لِتَكُونَ كَفَنِي يَوْمَ أَمُوتُ، قَالَ سَهْلٌ: فَكَانَتْ كَفَنَهُ يَوْمَ مَاتَ۔ (مسند احمد: ٢٣٢١٣)

لے کر حاضر ہوئی۔ پھر سیدنا سہل رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا کہ آیا تم جانتے ہو کہ ''بردۃ'' کیا ہوتی ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، چادر کو کہتے ہیں۔ انھوں نے کہا: جی ٹھیک ہے، اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے ہاتھ سے یہ چادر بن کر حاضر ہوئی ہوں تا کہ آپ کے پہننے کے لیے اسے آپ کی خدمت میں پیش کروں۔ آپ ﷺ نے اسے پسند کرتے ہوئے قبول فرمایا، پھر آپ ﷺ نے اسے زیب تن کیا اور ہمارے پاس تشریف لائے، سیدنا سہل رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کا نام لے کر بیان کیا کہ اس نے اس چادر کو ہاتھ لگا کر دیکھا اور کہا: یہ کتنی عمدہ چادر ہے، اے اللہ کے رسول! آپ یہ مجھے دے دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے۔'' پس آپ ﷺ اندر تشریف لے گئے اور اس چادر کو لپیٹ کر اس کی طرف بھجوا دیا۔ لوگوں نے اس سے کہا: اللہ کی قسم! تم نے یہ اچھا کام نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ چادر پہننے کے لیے دی گئی اور آپ ﷺ کو یہ پسند بھی آئی تھی، لیکن تم نے آپ ﷺ سے یہ مانگ لی، جبکہ تم جانتے ہو کہ آپ ﷺ کسی سائل کو خالی واپس نہیں لوٹاتے۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے آپ سے یہ چادر پہننے کے لیے نہیں مانگی، میں نے تو صرف اس لیے مانگی ہے کہ جب میں مروں گا تو یہ چادر میرا کفن ہوگی۔ سیدنا سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب وہ فوت ہوا تو وہ چادر اس کا کفن بنائی گئی۔

فوائد:...... جو لباس آپ ﷺ نے زیب تن کیا ہوا تھا اور آپ ﷺ کو اس کی ضرورت بھی تھی، وہ بھی کسی کے مطالبے پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دیا۔

(١١٢٢٢)۔ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ جَعَلَ لَهُ، قَالَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کوئی آدمی اپنے باغات میں سے حسب توفیق کھجوروں کے کچھ درخت

(١١٢٢٢) تخریج: اخرجه البخاری: ٣١٢٨، ٤٠٣٠، ومسلم: ١٧٧١ (انظر: ١٣٢٩١)

عَفَّانُ: يَجْعَلُ لَهُ مِنْ مَالِهِ النَّخَلَاتِ أَوْ كَمَا شَاءَ اللَّهُ حَتَّى فُتِحَتْ عَلَيْهِ قُرَيْظَةُ وَالنَّضِيرُ، قَالَ: فَجَعَلَ يَرُدُّ بَعْدَ ذٰلِكَ، وَإِنَّ أَهْلِي أَمَرُونِي أَنْ آتِيَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَسْأَلَهُ الَّذِي كَانَ أَهْلُهُ أَعْطَوْهُ أَوْ بَعْضَهُ، وَكَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَعْطَاهُ أُمَّ أَيْمَنَ أَوْ كَمَا شَاءَ اللّٰهُ، قَالَ: فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَعْطَانِيهِنَّ، فَجَاءَتْ أُمُّ أَيْمَنَ فَجَعَلَتِ الثَّوْبَ فِي عُنُقِي وَجَعَلَتْ تَقُولُ: كَلَّا وَاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَا يُعْطِيكَهُنَّ وَقَدْ أَعْطَانِيهِنَّ، أَوْ كَمَا قَالَ: فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((لَكِ كَذَا وَكَذَا.)) وَتَقُولُ: كَلَّا وَاللّٰهِ! قَالَ: وَيَقُولُ: ((لَكِ كَذَا وَكَذَا)) قَالَ: حَتّٰى أَعْطَاهَا فَحَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: ((عَشْرَ أَمْثَالِهَا.)) أَوْ قَالَ: ((قَرِيبًا مِنْ عَشْرَةِ أَمْثَالِهَا)) أَوْ كَمَا قَالَ ﷺ. (مسند احمد: ١٣٣٢٤)

نبی کریم ﷺ کے لیے مخصوص کر دیا کرتا تھا یہاں تک کہ بنو قریظہ اور بنو نضیر پر فتح پالی گئی، اس کے بعد آپ ﷺ لوگوں کو ان کی طرف سے دی گئی کھجوریں لوٹانے لگے، میرے گھر والوں نے بھی مجھ سے کہا کہ انہوں نے بھی نبی کریم ﷺ کو کھجوریں دی ہوئی ہیں، وہ سب یا ان میں سے کچھ واپس مانگوں۔ نبی کریم ﷺ وہ کھجوریں ام ایمن رضی اللہ عنہا کو یا کسی دوسرے کو دے چکے تھے، میں نے نبی کریم ﷺ سے کھجوروں کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے مجھے وہ کھجوریں دے دیں۔ سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا میرے پاس آئیں اور انہوں نے میری گردن میں کپڑا ڈال دیا اور بولیں: ہرگز نہیں، ایسا کبھی نہیں ہوسکتا۔ اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! اللہ کے نبی وہ کھجوریں مجھے دے چکے ہیں، اب وہ تمہیں نہ دیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں آپ کو اس کے عوض اتنی اتنی کھجوریں دے دیتا ہوں۔'' وہ کہنے لگیں: اللہ کی قسم! ہرگز نہیں، آپ فرماتے رہے کہ ''میں تمہیں مزید اتنی کھجوریں دیتا ہوں۔'' یہاں تک کہ آپ نے ان کو وہ دے دیں، معتمر کے والد سلیمان بن طرخان کا بیان ہے کہ میں نے شمار کیا تو سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ﷺ نے اصل تعداد سے دس گنا زائد یا اس کے قریب قریب فرمایا۔

(١١٢٢٣)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ: لَا۔ (مسند احمد: ١٤٣٤٥)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ اللہ کے رسول ﷺ سے کبھی کوئی چیز طلب کی گئی ہو اور آپ نے جواباً ''نہیں'' فرمایا ہو۔

(١١٢٢٤)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنِ الْمِقْدَادِ قَالَ: أَقْبَلْتُ أَنَا وَصَاحِبَانِ

سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اور میرے دو ساتھی اس حال میں آئے کہ بھوک کی شدت کی وجہ

(١١٢٢٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٠٣٤، ومسلم: ٢٣١١ (انظر: ١٤٢٩٤)
(١١٢٢٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٠٥٥ (انظر: ٢٣٨١١)

لِي قَدْ ذَهَبَتْ أَسْمَاعُنَا وَأَبْصَارُنَا مِنَ الْجَهْدِ، قَالَ: فَجَعَلْنَا نَعْرِضُ أَنْفُسَنَا عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ أَحَدٌ يَقْبَلُنَا، قَالَ: فَانْطَلَقْنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَانْطَلَقَ بِنَا إِلَى أَهْلِهِ فَإِذَا ثَلَاثُ أَعْنُزٍ، وَفِي رِوَايَةٍ أَرْبَعُ أَعْنُزٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((احْتَلِبُوا هٰذَا اللَّبَنَ بَيْنَنَا)) قَالَ: فَكُنَّا نَحْتَلِبُ فَيَشْرَبُ كُلُّ إِنْسَانٍ نَصِيبَهُ، وَنَرْفَعُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نَصِيبَهُ، فَيَجِيءُ مِنَ اللَّيْلِ فَيُسَلِّمُ تَسْلِيمًا لَا يُوقِظُ نَائِمًا وَيُسْمِعُ الْيَقْظَانَ، ثُمَّ يَأْتِي الْمَسْجِدَ فَيُصَلِّي، ثُمَّ يَأْتِي شَرَابَهُ فَيَشْرَبُهُ، قَالَ: فَأَتَانِي الشَّيْطَانُ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَقَالَ: مُحَمَّدٌ يَأْتِي الْأَنْصَارَ فَيُتْحِفُونَهُ وَيُصِيبُ عِنْدَهُمْ مَا بِهِ حَاجَةٌ إِلَى هٰذِهِ الْجُرْعَةِ فَاشْرَبْهَا، قَالَ: مَا زَالَ يُزَيِّنُ لِي حَتَّى شَرِبْتُهَا، فَلَمَّا وَغَلَتْ فِي بَطْنِي وَعَرَفَ أَنَّهُ لَيْسَ إِلَيْهَا سَبِيلٌ، قَالَ: نَدَّمَنِي، فَقَالَ: وَيْحَكَ مَا صَنَعْتَ شَرِبْتَ شَرَابَ مُحَمَّدٍ فَيَجِيءُ وَلَا يَرَاهُ فَيَدْعُو عَلَيْكَ فَتَهْلِكَ فَتَذْهَبُ دُنْيَاكَ وَآخِرَتُكَ، قَالَ: وَعَلَيَّ شَمْلَةٌ مِنْ صُوفٍ كُلَّمَا رَفَعْتُهَا عَلَى رَأْسِي خَرَجَتْ قَدَمَايَ وَإِذَا أَرْسَلْتُ عَلَى قَدَمَيَّ خَرَجَ رَأْسِي وَجَعَلَ لَا يَجِيءُ لِي نَوْمٌ، قَالَ: وَأَمَّا صَاحِبَايَ فَنَامَا، فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمَ كَمَا كَانَ يُسَلِّمُ، ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلَّى فَأَتَى شَرَابَهُ فَكَشَفَ

سے ہمارے کان اور آنکھیں کام کرنے سے جواب دے چکے تھے (ایک روایت میں ہے کہ ہم شدید بھوک سے دو چار تھے) ہم اپنے آپ کو صحابہ کرام کے سامنے پیش کرنے لگے (تا کہ کوئی ہمیں اپنا مہمان بنالے) لیکن کوئی بھی ہمیں بطور مہمان لے جانے کے لیے تیار نہ ہوا، ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلے گئے، آپ ﷺ ہمیں اپنے گھر لے گئے، وہاں تین (اور ایک راویت کے مطابق چار) بکریاں موجود تھیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”تم ان بکریوں کا دودھ دوہ کر ہمارے درمیان تقسیم کرو۔“ پس ہم دودھ دوہتے اور ہر آدمی اپنا حصہ نوش کر لیتا اور ہم رسول اللہ ﷺ کا حصہ بچا رکھتے، آپ ﷺ رات کو کسی وقت تشریف لاتے تو اس قدر آواز سے سلام کہتے کہ کسی سوئے ہوئے کو بیدار نہ کرتے اور جاگتا آدمی سن لیتا۔ پھر آپ ﷺ اپنی نماز والی جگہ پر تشریف لاتے، نماز ادا فرماتے، پھر آپ دودھ والی جگہ جا کر دودھ نوش فرماتے۔ سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک رات شیطان نے میرے دل میں وسوسہ ڈالا کہ محمد ﷺ تو انصار کے ساتھ جاتے ہیں، وہ آپ ﷺ کو تحائف پیش کرتے ہیں اور آپ ﷺ ان کے ہاں سے کچھ نہ کچھ کھا پی آتے ہیں، پس آپ ﷺ کو ان چند گھونٹوں کی چنداں حاجت نہیں ہوتی۔ میں یہ پی لوں تو اس سے کیا ہوگا؟ وہ بار بار مجھے یہ خیال دلاتا اور اس بات کو میرے لیے خوش نما کرتا رہا، حتی کہ میں وہ دودھ پی گیا۔ جب دودھ میرے پیٹ میں پہنچ گیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ اب اس کے نکلنے کی کوئی بھی صورت نہیں تو شیطان مجھے چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ اور کہہ گیا کہ تجھ پر افسوس ہے۔ یہ تو نے کیا کیا؟ تم محمد ﷺ کے حصے کا دودھ پی گئے، وہ آ کر دودھ نہ پائیں گے تو تجھ پر بددعا کریں گے اور تم ہلاک ہو جاؤ

عَنْهُ فَلَمْ يَجِدْ فِيهِ شَيْئًا فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ، قَالَ: قُلْتُ: الْآنَ يَدْعُو عَلَيَّ فَأَهْلِكُ، فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمَنِي وَاسْقِ مَنْ سَقَانِي)) قَالَ: فَعَمَدْتُ إِلَى الشَّمْلَةِ فَشَدَدْتُهَا عَلَيَّ فَأَخَذْتُ الشَّفْرَةَ فَانْطَلَقْتُ إِلَى الْأَعْنُزِ أَجُسُّهُنَّ أَيُّهُنَّ أَسْمَنُ فَأَذْبَحُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا هُنَّ حُفَّلٌ كُلُّهُنَّ فَعَمَدْتُ إِلَى إِنَاءٍ لِآلِ مُحَمَّدٍ، مَا كَانُوا يَطْمَعُونَ أَنْ يَحْلِبُوا فِيهِ، وَقَالَ أَبُو النَّضْرِ مَرَّةً أُخْرٰى: أَنْ يَحْتَلِبُوا فِيهِ، فَحَلَبْتُ فِيهِ حَتّٰى عَلَتْهُ الرَّغْوَةُ، ثُمَّ جِئْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَمَا شَرِبْتُمْ شَرَابَكُمُ اللَّيْلَةَ يَا مِقْدَادُ؟)) قَالَ: قُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَشَرِبَ ثُمَّ نَاوَلَنِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ اشْرَبْ فَشَرِبَ ثُمَّ نَاوَلَنِي، فَأَخَذْتُ مَا بَقِيَ فَشَرِبْتُ، فَلَمَّا عَرَفْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ رَوِيَ فَأَصَابَتْنِي دَعْوَتُهُ ضَحِكْتُ حَتّٰى أُلْقِيتُ إِلَى الْأَرْضِ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِحْدٰى سَوْآتِكَ يَا مِقْدَادُ!)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَانَ مِنْ أَمْرِي كَذَا صَنَعْتُ كَذَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا كَانَتْ هٰذِهِ إِلَّا رَحْمَةً مِنَ اللّٰهِ، أَلَا كُنْتَ آذَنْتَنِي نُوقِظُ صَاحِبَيْكَ هٰذَيْنِ فَيُصِيبَانِ مِنْهَا؟)) قَالَ:

گے، تمہاری تو دنیا بھی تباہ اور آخرت بھی برباد ہو جائے گی، میرے اوپر ایک چھوٹی سی ادنی چادر تھی، میں اسے سر پر ڈالتا تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور اگر پاؤں پر ڈالتا تو سر چادر سے باہر نکل آتا، بس میں اسی کشمکش میں رہا اور مجھے نیند نہ آئی، میرے دونوں ساتھی آرام سے سوئے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور حسب معمول سلام کہا، پھر آپ ﷺ نے نماز کی جگہ پر نماز ادا کی۔ اس کے بعد آپ دودھ کے پاس گئے۔ ڈھکنا اٹھایا تو آپ ﷺ نے برتن میں کچھ نہ پایا۔ آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا، میں نے سوچا کہ اب آپ مجھ پر بد دعا کریں گے اور میں تباہ و برباد ہو جاؤں گا۔ مگر آپ نے فرمایا: ''اَللّٰهُمَّ أَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمَنِي وَاسْقِ مَنْ سَقَانِي'' (یا اللہ! جس نے مجھے کھانا کھلایا تو اسے کھانا عطا فرما اور جس نے مجھے کچھ پلایا تو اسے پلا)۔ سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے چادر کھینچ کر اپنے اوپر کس لی اور چھری سنبھالی اور میں بکریوں کو ٹٹولنے لگا کہ دیکھوں ان میں سے کونسی بکری زیادہ موٹی تازی ہے کہ تا کہ اسے اللہ کے رسول ﷺ کے لیے ذبح کروں۔ میں نے دیکھا تو ان سب کے تھن دودھ سے لبریز تھے، میں نے محمد ﷺ کے خانوادہ کے ایک ایسے برتن کا قصد کیا، جس میں دودھ دوھنے کی انہیں امید نہ تھی۔ [1] میں نے اس میں دودھ دوہا یہاں تک کہ اس پر جھاگ آ گئی، پھر میں وہ دودھ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''مقداد! کیا آج رات آپ لوگوں نے دودھ نوش نہیں کیا؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نوش فرمائیں۔ آپ ﷺ نے دودھ پیا

[1] یعنی اتنا زیادہ دودھ نہیں ہوتا تھا کہ ان کو امید ہو کہ اس برتن میں بھی دودھ ڈالنے کی ضرورت محسوس ہوگی گویا وہ دودھ والا برتن زائد پڑا رہتا تھا۔ (عبداللہ رفیق)

قُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أُبَالِي إِذَا أَصَبْتَهَا وَأَصَبْتُهَا مَعَكَ مَنْ أَصَابَهَا مِنَ النَّاسِ، (وَفِي لَفْظٍ: إِذَا أَصَابَتْنِي وَإِيَّاكَ الْبَرَكَةُ فَمَا أُبَالِي مَنْ أَخْطَأَتْ)۔ (مسند احمد: ٢٤٣١٣)

اور پھر مجھے عنایت فرمایا۔ میں نے پھر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ مزید پئیں۔ آپ ﷺ نے نوش فرما کر برتن مجھے تھما دیا، اس کے بعد جو بچاوہ میں نے پیا، جب مجھے یقین ہوا کہ اللہ کے رسول ﷺ خوب سیر ہو چکے ہیں اور میں آپ کی دعا کا حق دار بن چکا ہوں۔ میں اس قدر ہنسا کہ ہنستے ہنستے زمین پر لیٹ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مقداد! یہ تمہاری ایک نا مناسب حرکت ہے۔'' میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے ساتھ تو آج یہ معاملہ پیش آیا اور میں یہ کام کر بیٹھا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اللہ کی رحمت تھی (اور دوسری روایت کے لفظ ہیں: یہ آسمان سے نازل شدہ برکت تھی) تم نے پہلے مجھے کیوں نہ بتلایا، ہم تمہارے ان دونوں ساتھیوں کو بھی بیدار کر لیتے اور وہ بھی اس سے فیض یاب ہو جاتے۔'' مقداد کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! جب آپ اور آپ کا ساتھ میں اس برکت کو حاصل کر چکا ہوں تو اب مجھے اس بات کی کچھ پرواہ نہیں کہ کسی اور کو ملی ہے یا نہیں۔ ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں کہ جب آپ کو اور مجھے یہ برکت نصیب ہو چکی ہے تو مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ کون اس سے محروم رہا۔

فوائد:...... چونکہ سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ ، نبی کریم ﷺ کا حصہ پی گئے تھے اور اس طرح آپ ﷺ کو ایذاء پہنچائی تھی، اس لیے وہ آپ ﷺ کی بد دعا کے خطرے کی وجہ سے پریشان تھے، لیکن جب انھوں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ تو سیراب ہو گئے ہیں اور ان کے لیے دعا بھی کر رہے ہیں اور آپ ﷺ کی دعا قبول ہو رہی ہے تو وہ خوشی کی وجہ سے اتنا ہنسے کہ زمین پر گر پڑے۔

(١١٢٢٥)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ عَنْهُ أَيْضًا) عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ: قَدِمْتُ أَنَا وَصَاحِبَانِ لِي عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

(دوسری سند) سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اور میرے ساتھ دو دوست، ہم سب اللہ کے رسول ﷺ کے ہاں پہنچے، ہمیں شدید بھوک لگی ہوئی تھی، ہم

(١١٢٢٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

فَأَصَابَنَا جُوعٌ شَدِيدٌ، فَتَعَرَّضْنَا لِلنَّاسِ فَلَمْ يُضِفْنَا أَحَدٌ، فَانْطَلَقَ بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى مَنْزِلِهِ، وَعِنْدَهُ أَرْبَعُ أَعْنُزٍ، فَقَالَ: ((لِي يَا مِقْدَادُ جَزِّءْ أَلْبَانَهَا بَيْنَنَا أَرْبَاعًا۔))، فَكُنْتُ أُجَزِّئُهُ بَيْنَنَا أَرْبَاعًا فَاحْتَبَسَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَحَدَّثْتُ نَفْسِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَتَى بَعْضَ الْأَنْصَارِ، فَأَكَلَ حَتَّى شَبِعَ وَشَرِبَ حَتَّى رَوِيَ، فَلَوْ شَرِبْتُ نَصِيبَهُ، فَذَكَرَ نَحْوَ الْحَدِيثِ الْمُتَقَدِّمِ۔ (مسند احمد: ٢٤٣١١)

لوگوں کے سامنے گئے مگر کسی نے ہماری مہمانی نہ کی، اللہ کے رسول ﷺ ہمیں اپنے گھر لے گئے، آپ ﷺ کے پاس چار بکریاں تھیں، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''مقداد! تم ان بکریوں کا دودھ ہمارے درمیان چار حصوں میں تقسیم کرو۔'' پس میں اس دودھ کو ان چاروں کے درمیان تقسیم کرتا تھا۔ ایک رات اللہ کے رسول ﷺ کہیں مصروف ہوگئے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ اللہ کے رسول ﷺ کسی انصاری کے گھر تشریف لے گئے ہوں گے، آپ نے ان کے ہاں سیر ہوکر کھا پی لیا ہوگا، اگر میں آپ ﷺ کے حصے کا دودھ پی لوں تو کچھ نہیں ہوگا۔ اس سے آگے گزشتہ حدیث کی مانند ہی ہے۔

(١١٢٢٦)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ) عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ: لَمَّا نَزَلْنَا الْمَدِينَةَ عَشَّرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَشَرَةً عَشَرَةً يَعْنِي فِي كُلِّ بَيْتٍ، قَالَ: فَكُنْتُ فِي الْعَشَرَةِ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِيهِمْ، قَالَ: وَلَمْ يَكُنْ لَنَا إِلَّا شَاةٌ نَتَحَرَّى لَبَنَهَا، قَالَ: فَكُنَّا إِذَا أَبْطَأَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَرِبْنَا وَبَقَّيْنَا لِلنَّبِيِّ ﷺ نَصِيبَهُ، فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ لَيْلَةٍ أَبْطَأَ عَلَيْنَا، فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَفِيهِ: قَالَ (يَعْنِي الْمِقْدَادَ): وَثَبْتُ وَأَخَذْتُ السِّكِّينَ وَقُمْتُ إِلَى الشَّاةِ قَالَ (يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ): ((مَا لَكَ؟)) قُلْتُ: أَذْبَحُ؟ قَالَ: ((لَا ائْتِنِي بِالشَّاةِ)) فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَمَسَحَ ضَرْعَهَا فَخَرَجَ شَيْئًا ثُمَّ شَرِبَ وَنَامَ۔ (مسند احمد: ٢٤٣١٩)

(تیسری سند) سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب ہم مدینہ منورہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ہم میں سے دس دس آدمیوں کو ایک ایک گھرانے کا مہمان بنا دیا، میں ان دس آدمیوں کے گروہ میں تھا، جس میں نبی کریم ﷺ بھی تھے، ہمارے پاس صرف ایک بکری تھی، ہم اسی کے دودھ کے منتظر رہتے تھے، اگر اللہ کے رسول ﷺ کو دیر ہو جاتی تو ہم دودھ پی لیتے اور نبی کریم ﷺ کے لیے ان کا حصہ رکھ دیتے۔ ایک رات آپ ﷺ کافی دیر تک تشریف نہ لائے۔ (اس کے بعد حدیث، گزشتہ حدیث کی مانند ہے، البتہ اس طریق میں ہے:) سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے چھری لی اور بکری کی طرف چلا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا بات ہے؟'' میں نے عرض کیا: میں اسے ذبح کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، تم اسے ذبح نہ کرو، اسے میرے پاس لاؤ۔'' میں اس کو آپ ﷺ کے پاس لے آیا، آپ ﷺ نے اس کے تھنوں کو ہاتھ لگایا، پھر اس سے کچھ دودھ نکلا اور آپ ﷺ وہ دودھ پی کر سو گئے۔

(١١٢٢٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۱۲۲۷)۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ، عَنْ أَبِيهِ وَافِدِ بَنِي الْمُنْتَفِقِ قَالَ: انْطَلَقْتُ أَنَا وَصَاحِبٌ لِي، حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَمْ نَجِدْهُ فَأَطْعَمَتْنَا عَائِشَةُ تَمْرًا وَعَصَدَتْ لَنَا عَصِيدَةً، إِذْ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَقَلَّعُ، فَقَالَ: ((هَلْ أُطْعِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ؟)) قُلْنَا: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللهِ، فَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ دَفَعَ رَاعِي الْغَنَمِ فِي الْمُرَاحِ عَلَى يَدِهِ سَخْلَةٌ، قَالَ: ((هَلْ وَلَدَتْ۔)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَاذْبَحْ لَنَا شَاةً۔)) ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ: ((لَا تَحْسَبَنَّ وَلَمْ يَقُلْ لَا يَحْسَبَنَّ إِنَّا ذَبَحْنَا الشَّاةَ مِنْ أَجْلِكُمَا، لَنَا غَنَمٌ مِائَةٌ لَا نُرِيدُ أَنْ تَزِيدَ عَلَيْهَا فَإِذَا وَلَّدَ الرَّاعِي بَهْمَةً أَمَرْنَاهُ بِذَبْحِ شَاةٍ۔)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِي عَنِ الْوُضُوءِ؟ قَالَ: ((إِذَا تَوَضَّأْتَ فَأَسْبِغْ وَخَلِّلِ الْأَصَابِعَ وَإِذَا اسْتَنْثَرْتَ فَأَبْلِغْ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ لِي امْرَأَةً فَذَكَرَ مِنْ طُولِ لِسَانِهَا وَإِيذَائِهَا، فَقَالَ: ((طَلِّقْهَا)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّهَا ذَاتُ صُحْبَةٍ وَوَلَدٍ، قَالَ: ((فَأَمْسِكْهَا وَأْمُرْهَا فَإِنْ يَكُ فِيهَا خَيْرٌ فَسَتَفْعَلْ، وَلَا تَضْرِبْ ظَعِينَتَكَ ضَرْبَكَ أَمَتَكَ۔)) (مسند احمد: ۱٦٤۹۷)

سیدنا لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ ، جو کہ بنو منتفق کے وفد میں شامل تھے، سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اور میرا ایک دوست اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں گئے، لیکن ہماری آپ ﷺ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں کھجوریں کھلائیں اور آٹے اور گھی کا حلوہ بھی پیش کیا، اتنے میں نبی کریم ﷺ بھی جواں مردوں کی طرح چلتے تشریف لے آئے، آپ ﷺ نے آتے ہی دریافت فرمایا کہ ''کیا آپ لوگوں نے کچھ کھایا پیا بھی ہے؟'' ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! جی ہاں ہم وہیں بیٹھے تھے کہ بکریوں کا چرواہا باڑے میں اپنے ہاتھ پر بکری کا بچہ لیے کھڑا تھا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا بکری نے بچہ جنم دیا ہے؟'' اس نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو اب تم ہمارے لیے ایک بکری ذبح کرو، پھر آپ ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''آپ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ ہم آپ کی خاطر بکری ذبح کر رہے ہیں، ہمارے پاس ایک سو بکریاں ہیں، ہم اس سے زیادہ نہیں چاہتے، جب بھی بکریوں میں سے کوئی بکری بچہ جنتی ہے تو ہم اس چرواہے کو ایک بکری ذبح کرنے کا حکم دے دیتے ہیں۔'' سیدنا صبرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمیں وضوء کے مسائل سے آگاہ فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم وضو کرو تو تمام اعضاء کو اچھی طرح دھوؤ، انگلیوں کا خلال کیا کرو اور جب ناک میں پانی چڑھاؤ تو خوب مبالغہ کیا کرو، الا یہ کو تم روزے کی حالت میں ہو (یعنی روزے کی حالت میں وضو کرتے وقت ناک میں پانی چڑھانے میں زیادہ مبالغہ نہ کرو)۔'' انہوں نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! میری ایک بیوی بڑی بدزبان ہے اور مجھے ایذاء پہنچاتی

(۱۱۲۲۷) تخریج: اسنادہ صحیح، اخرجه ابوداود: ۱٤٤ (انظر: ۱٦۳۸٤)

رہتی ہے۔ (میں کیا کروں؟) وہ ایک عرصہ سے میرے ساتھ رہ رہی ہے اور بچوں کی ماں بھی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر اسے قابو رکھو اور اسے سمجھاتے رہو، اگر اس میں کچھ خیر ہوئی تو سمجھ جائے گی اور اگر اسے مارنا پڑ جائے تو اس طرح نہ مارنا جیسے لونڈیوں کو مارتے ہیں۔''

فوائد:...... بعض اوقات آپ ﷺ کے پاس مال کی بڑی بڑی مقداریں ہوتی تھیں، جیسے اس موقع پر آپ ﷺ کے پاس سو بکریاں تھیں، لیکن یہ مقداریں جلد ہی سخاوت کی نظر ہو جاتی تھیں۔

(١١٢٢٨)۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: أَعْطَانِي رَسُولُ اللّٰهِ يَوْمَ حُنَيْنٍ، وَإِنَّهُ لَأَبْغَضُ النَّاسِ إِلَيَّ، فَمَا زَالَ يُعْطِينِيْ حَتّٰى صَارَ وَإِنَّهُ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ۔ (مسند احمد: ١٥٣٧٨)

سیدنا صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے اللہ کے رسول ﷺ سے بہت زیادہ بغض تھا، لیکن آپ ﷺ نے غزوۂ حنین کے دن مجھے اس قدر دیا اور عنایت فرماتے گئے یہاں تک کہ آپ ﷺ لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو گئے۔

(١١٢٢٩)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: كُنْتُ فِي ظِلِّ دَارِي فَمَرَّ بِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا رَأَيْتُهُ وَثَبْتُ إِلَيْهِ فَجَعَلْتُ أَمْشِي خَلْفَهُ، فَقَالَ: ((ادْنُ فَدَنَوْتُ مِنْهُ)) فَأَخَذَ بِيَدِي فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتٰى بَعْضَ حُجَرِ نِسَائِهِ أُمِّ سَلَمَةَ أَوْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَدَخَلَ ثُمَّ أَذِنَ لِي فَدَخَلْتُ وَعَلَيْهَا الْحِجَابُ، فَقَالَ: ((أَعِنْدَكُمْ غَدَاءٌ؟)) فَقَالُوْا: نَعَمْ، فَأُتِيَ بِثَلَاثَةِ أَقْرِصَةٍ فَوُضِعَتْ عَلٰى نَقِيٍّ، فَقَالَ: ((هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ أُدُمٍ؟)) فَقَالُوْا: لَا إِلَّا شَيْءٌ مِنْ خَلٍّ، قَالَ: ((هَاتُوهُ۔)) فَأَتَوْهُ بِهِ فَأَخَذَ قُرْصًا فَوَضَعَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَقُرْصًا بَيْنَ يَدَيَّ، وَكَسَرَ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اپنے گھر کے سائے میں بیٹھا تھا، اللہ کے رسول ﷺ میرے پاس سے گزرے۔ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو میں لپک کر آپ کی طرف گیا اور آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قریب آ جاؤ۔'' پس میں آپ ﷺ کے قریب پہنچا تو آپ ﷺ نے میرا ہاتھ تھام لیا، یہاں تک کہ آپ اپنی بیوی سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا یا سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے پاس تشریف لے گئے، آپ ﷺ اندر چلے گئے اور پھر مجھے بھی اندر آنے کی اجازت دے دی۔ میں اندر گیا تو وہ پردہ میں تھیں۔ آپ ﷺ نے اپنی بیوی سے پوچھا: ''کیا تمہارے پاس کھانے کے لیے کچھ ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: جی ہاں، پھر آپ ﷺ کے سامنے تین روٹیاں پیش کی گئیں اور ان کو دستر خوان پر رکھ دیا گیا۔

(١١٢٢٨) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٣١٣ (انظر: ١٥٣٠٤)

(١١٢٢٩) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٠٥٢ (انظر: ١٥٠٥٨)

الثَّالِثَ بِاثْنَيْنِ، فَوَضَعَ نِصْفًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَنِصْفًا بَيْنَ يَدَيَّ۔ (مسند احمد: ١٥١٢٤)

آپ ﷺ نے پوچھا: ''کوئی سالن ہے؟'' انھوں نے جواب دیا کہ سرکے کے علاوہ تو کچھ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہی لے آؤ۔'' پس انہوں نے وہی پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے ایک روٹی اپنے سامنے اور ایک میرے سامنے رکھی اور تیسری کے دو ٹکڑے کر کے ایک اپنے اور ایک میرے سامنے رکھ دیا۔

فوائد:...... میزبانی کا یہ سادہ سا انداز تھا، لیکن اس میں جو کچھ ہوتا تھا، وہ بلا تکلف پیش کر دیا جاتا تھا، یہی برکت ہے، یہی سعادت ہے۔ کاش ہم بھی ذاتی معرفت کے بغیر مہمان کی قدر و قیمت کو سمجھ جاتے اور حسبِ استطاعت اس کی میزبانی کا حق ادا کرتے۔

(١١٢٣٠)۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ: أَنَّ أَبَا أُسَيْدٍ كَانَ يَقُولُ: أَصَبْتُ يَوْمَ بَدْرٍ سَيْفَ ابْنِ عَابِدِ الْمَرْزُبَانِ، فَلَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَرُدُّوا مَا فِي أَيْدِيهِمْ، أَقْبَلْتُ بِهِ حَتّٰى أَلْقَيْتُهُ فِي النَّفْلِ، قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَمْنَعُ شَيْئًا يُسْأَلُهُ، قَالَ: فَعَرَفَهُ الْأَرْقَمُ بْنُ أَبِي الْأَرْقَمِ الْمَخْزُومِيُّ، فَسَأَلَهُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ۔ (مسند احمد: ١٦١٥٣)

سیدنا ابو اسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن ابن عابد مرزبان کی تلوار مجھے ملی، جب رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ مجاہدین کے پاس جو جو چیز ہے وہ واپس کر دیں، تو میں وہ تلوار لے آیا اور اسے مالِ غنیمت میں ڈال دیا۔ اللہ کے رسول ﷺ کی عادت تھی کہ جب آپ ﷺ سے کوئی چیز طلب کی جاتی تو آپ ﷺ انکار نہ فرماتے تھے۔ سیدنا ارقم بن ابی ارقم مخزومی رضی اللہ عنہ نے اس تلوار کو پہچان لیا اور اس نے آپ ﷺ سے وہ مانگ لی اور آپ ﷺ نے وہ اسی کو عطا فرما دی۔

(١١٢٣١)۔ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْأَلُهُ فَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ، فَأَتَى الرَّجُلُ قَوْمَهُ فَقَالَ: أَيْ قَوْمِي أَسْلِمُوا، فَوَاللّٰهِ! إِنَّ مُحَمَّدًا لَيُعْطِي عَطِيَّةَ رَجُلٍ مَا يَخَافُ الْفَاقَةَ، أَوْ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کچھ مانگنے کے لیے آیا، آپ ﷺ کے پاس دو پہاڑوں کے درمیان وادی میں جتنی بکریاں تھیں، وہ سب اس کو دے دیں، اس نے اپنی قوم سے جا کر کہا: اے میری قوم! اسلام قبول کر لو، اللہ کی قسم! محمد ﷺ تو اس قدر عطا

(١١٢٣٠) تخريج: حديث ضعيف، وله اسنادان، الاسناد الاول منقطع، لان عبد الله بن ابی بکر لم يدرك ابا اسيد، والاسناد الثانی ضعيف لابهام الراوی عن ابی اسيد، ووالد يعقوب لم يسمع هذا الحديث من ابن اسحاق (انظر: ١٦٠٥٦)

(١١٢٣١) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٣١٢ (انظر: ١٢٧٩٠)

قَالَ: الْفَقْرَ، قَالَ: وَحَدَّثَنَاهُ ثَابِتٌ قَالَ: قَالَ أَنَسٌ: إِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيَأْتِي النَّبِيَّ ﷺ يُسْلِمُ مَا يُرِيدُ إِلَّا أَنْ يُصِيبَ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا، أَوْ قَالَ: دُنْيَا يُصِيبُهَا فَمَا يُمْسِي مِنْ يَوْمِهِ ذٰلِكَ حَتّٰى يَكُونَ دِينُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ، أَوْ قَالَ أَكْبَرَ عَلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا۔ (مسند احمد: ۱۲۸۲۱)

فرماتے ہیں کہ وہ فقر و فاقہ کی بھی پروا نہیں کرتے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کوئی آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مسلمان ہونے آتا اور اس کا مقصد حصول دنیا ہی ہوتا، شام ہونے سے پہلے پہلے دین اس کی نظر میں دنیا بھر کی دولت سے بھی بڑھ کر عزیز تر اور محبوب تر ہو جاتا۔

فوائد:...... اس آدمی کا مقصد یہ تھا کہ محمد ﷺ کے دین میں سخاوت، ساحت، انس اور تالیف قلبی ہے، اس لیے یہی دین اختیار کرنا چاہیے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ شُجَاعَتِهِ ﷺ وَوَفَائِهِ بِالْعَهْدِ
رسول اللہ ﷺ کی شجاعت اور ایفائے عہد کا بیان

(۱۱۲۳۲)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ، وَكَانَ أَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ أَشْجَعَ النَّاسِ قَالَ: وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَيْلَةً، فَانْطَلَقَ قِبَلَ الصَّوْتِ، فَرَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَاجِعًا، قَدِ اسْتَبْرَأَ لَهُمُ الصَّوْتَ، وَهُوَ عَلٰى فَرَسٍ لِأَبِي طَلْحَةَ عُرْيٍ، مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ، وَفِي عُنُقِهِ السَّيْفُ، وَهُوَ يَقُولُ لِلنَّاسِ: ((لَمْ تُرَاعُوا لَمْ تُرَاعُوا۔)) وَقَالَ لِلْفَرَسِ: ((وَجَدْنَاهُ بَحْرًا أَوْ إِنَّهُ لَبَحْرٌ۔)) قَالَ أَنَسٌ: وَكَانَ الْفَرَسُ قَبْلَ ذٰلِكَ يُبَطَّأُ قَالَ مَا سُبِقَ بَعْدَ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ۱۲۵۲۲)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ حسین و جمیل، سب سے بڑھ کر سخی اور بہادر تھے۔ ایک رات اہل مدینہ کسی وجہ سے گھبرا گئے اور خوف زدہ سے ہو گئے، لوگ صورت حال معلوم کرنے کے لیے جس سمت سے آواز آئی تھی، اُدھر روانہ ہو گئے، لیکن کیا دیکھتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ تو اُدھر سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ آپ ﷺ سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار تھے، وہ ننگا تھا، اس پر زین نہ تھی۔ آپ ﷺ اس آنے والی آواز کا جائزہ لے کر آرہے تھے، آپ کی گردن میں تلوار تھی اور آپ بآواز بلند لوگوں سے فرما رہے تھے: ''گھبراؤ نہیں، گھبراؤ نہیں۔'' اور آپ ﷺ نے گھوڑے کے متعلق فرمایا: ''ہم نے اسے سمندر کی طرح پایا۔'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس سے قبل یہ گھوڑا انتہائی سست رفتار تھا، اس کے بعد وہ کبھی دوسرے گھوڑوں سے پیچھے نہ رہا۔

فوائد:...... سمندر کی طرح پایا ہے، تشبیہ کی دو وجوہات کے لحاظ سے ہو سکتی ہیں: (۱) جیسے سمندر کا پانی ختم نہیں ہوتا، اس طرح یہ گھوڑا رکتا اور تھکتا نہیں ہے، بلکہ مسلسل چلتا رہتا ہے، اور (۲) اس کے چلنے میں وسعت ہے، جیسے سمندر کا پانی وسیع ہے۔

(۱۱۲۳۲) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۸۲۰، ۲۸٦٦، ومسلم: ۲۳۰۷ (انظر: ۱۲٤۹٤)

نبی کریم ﷺ از حد بہادر، جری اور دلیر تھے، جرأت و شجاعت کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے توکل پر ہے، جبکہ یہ صفت بھی آپ ﷺ میں بدرجۂ اتم و اکمل پائی جاتی تھی۔

(۱۱۲۳۳)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ قَتَادَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِينَةِ فَاسْتَعَارَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَرَسًا لَنَا يُقَالُ لَهُ: مَنْدُوبٌ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا رَأَيْنَا مِنْ فَزَعٍ۔)) وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا۔ (مسند احمد: ۱۲۸۸۲)

(دوسری سند) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ مدینہ منورہ میں خوف کی صورت حال تھی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ہم سے ہمارا ''مندوب'' نامی گھوڑا عاریۃً لیا اور واپس آ کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم نے خوف کی کوئی بات نہیں دیکھی اور ہم نے اس گھوڑے کو سمندر کی طرح پایا ہے۔''

(۱۱۲۳٤)۔ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ مِنْ قَيْسٍ فَقَالَ: أَفَرَرْتُمْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ؟ فَقَالَ الْبَرَاءُ: وَلٰكِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَفِرَّ، كَانَتْ هَوَازِنُ نَاسًا رُمَاةً، وَإِنَّا لَمَّا حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ انْكَشَفُوا، فَأَكْبَبْنَا عَلَى الْغَنَائِمِ فَاسْتَقْبَلُونَا بِالسِّهَامِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ، وَإِنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ الْحَارِثِ آخِذٌ بِلِجَامِهَا، وَهُوَ يَقُولُ: ((أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ۔)) (مسند احمد: ۱۸٦٦۷)

ابو اسحاق سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، جبکہ بنو قیس کے ایک آدمی نے ان سے سوال کیا کہ کیا آپ لوگ غزوۂ حنین کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر فرار ہو گئے تھے؟ انھوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ تو فرار نہیں ہوئے تھے، دراصل بنو ہوازن ماہر تیر انداز تھے، جب ہم نے ان پر حملہ کیا تو وہ تتر بتر ہو گئے۔ ہم اموالِ غنیمت جمع کرنے لگے، انہوں نے تیروں کے ذریعے ہمارا سامنا کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ اپنے سفید خچر پر سوار تھے، اور ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ اس کی باگ کو تھامے ہوئے تھے، اور آپ ﷺ یہ رجز کہتے جاتے تھے۔ ''أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ'' (میں اللہ کا نبی ہوں، اس میں کوئی جھوٹ نہیں اور میں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں)۔

فوائد: ...... دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۹۰۴) والا باب۔

(۱۱۲۳۵)۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: لَمَّا حَضَرَ الْبَأْسُ يَوْمَ بَدْرٍ اتَّقَيْنَا بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ مِنْ أَشَدِّ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ غزوۂ بدر کے دن جب معرکہ بپا ہوا تو ہم رسول اللہ ﷺ کے ذریعے پناہ ڈھونڈنے لگے،

(۱۱۲۳۳) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۱۲۳٤) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۸٦٤، ٤۳۱۷، ومسلم: ۱۷۷٦ (انظر: ۱۸٤۷۵)

(۱۱۲۳۵) تخريج: اسناده صحيح، اخرجه ابويعلي: ٤۱۲ (انظر: ۱۰٤۲)

النَّاسِ، مَا كَانَ أَوْ لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَقْرَبَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ مِنْهُ۔ (مسند احمد: ۱۰٤۲)

آپ ﷺ سب سے قوی بہادر تھے، آپ ﷺ سب سے زیادہ مشرکین کے قریب ہوتے تھے۔

(۱۱۲۳٦)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنَا يَوْمَ بَدْرٍ وَنَحْنُ نَلُوذُ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ، وَهُوَ أَقْرَبُنَا إِلَى الْعَدُوِّ، وَكَانَ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ بَأْسًا۔ (مسند احمد: ٦٥٤)

(دوسری سند) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے صحابہ کو بدر کے دن دیکھا کہ ہم اللہ کے رسول کے ذریعے پناہ ڈھونڈھ رہے تھے اور آپ ﷺ ہم سب سے زیادہ مشرکین کے قریب تھے اور آپ نے اس دن سب سے بڑھ کر لڑائی لڑی تھی۔

(۱۱۲۳۷)۔ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: بَعَثَتْنِي قُرَيْشٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُلْقِيَ فِي قَلْبِيَ الْإِسْلَامُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي وَاللهِ لَا أَرْجِعُ إِلَيْهِمْ أَبَدًا۔ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنِّي لَا أَخِيسُ بِالْعَهْدِ، وَلَا أَحْبِسُ الْبُرْدَ وَلٰكِنِ ارْجِعْ فَإِنْ كَانَ الَّذِي فِي نَفْسِكَ الْآنَ فَارْجِعْ۔)) قَالَ بُكَيْرٌ وَأَخْبَرَنِي الْحَسَنُ: أَنَّ أَبَا رَافِعٍ كَانَ قِبْطِيًّا۔ (مسند احمد: ۲٤۳۵۸)

سیدنا ابورافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے قریشیوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا، جب میں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی گئی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کی قسم! میں کبھی بھی ان کے پاس لوٹ کر نہیں جاؤں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں عہد شکنی نہیں کرتا اور نہ قاصدوں کو روکتا ہوں۔ تم لوٹ جاؤ اور اگر دل میں وہی (قبولیتِ اسلام کی چاہت) رہی، جو اب ہے تو لوٹ آنا۔''

فوائد:...... مسلمان اور کافر، دونوں سے کیے گئے معاہدے کی پاسداری ضروری ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے مقامِ حدیبیہ پر مشرکینِ مکہ سے طے پانے والے معاہدے کا لحاظ کیا اور سیدنا ابورافع کو واپس کر دیا۔ سنن ابی داود میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے حکم کے مطابق چلے گئے تھے، بعد میں آ کر دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔ اسلام، کافروں کے ساتھ کیے گئے معاہدوں کی کس قدر پاسداری کا قائل ہے، مسلمان کی شان کا اندازہ خود لگا لینا چاہیے۔

قاصدوں کو روک لینے سے عالمی تعلقات میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے، کسی کا کسی پر کوئی اعتماد نہیں رہتا اور راستے کٹ جاتے ہیں، ہاں کسی قاصد کو کافروں کی طرف واپس کر دینا، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کفر پر ہی ڈٹا رہے اور اسلام قبول نہ کرے، کیونکہ اس کے لیے ممکن ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری ادا کر کے مسلمانوں کے پاس واپس آ جائے۔

(۱۱۲۳٦) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۱۱۲۳۷) تخریج: حدیث صحیح، اخرجه ابوداود: ۲۷۵۸ (انظر: ۲۳۸۵۷)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ كَلَامِهِ ﷺ وَصَمْتِهِ وَمَزَاحِهِ
نبی کریم ﷺ کی خاموشی، گفتگو اور مزاح کا بیان

(١١٢٣٨)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ كَلَامُ النَّبِيِّ ﷺ فَصْلًا يَفْقَهُهُ كُلُّ أَحَدٍ، لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُهُ سَرْدًا۔ (مسند احمد: ٢٥٥٩١)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ کی گفتگو اس قدر واضح ہوتی تھی کہ اسے ہر کوئی بخوبی سمجھ سکتا تھا، آپ ﷺ تیز تیز نہ بولتے تھے۔

فوائد:...... بعض لوگ گفتگو کرتے وقت اتنا رک رک کر بولتے ہیں کہ سامعین اکتاہٹ اور بوریت میں مبتلا ہو جاتے ہیں، آپ ﷺ کے تیز تیز نہ بولنے سے مراد اس طرح رک رک کر بولنا نہیں ہے، بلکہ آپ ﷺ کی گفتگو میں اعتدال ہوتا تھا، آپ ﷺ نہ لفظوں کو جلد بازی سے ادا کرتے تھے کہ ان میں التباس پیدا ہو جائے اور نہ اتنا ٹھہر ٹھہر کو بولتے تھے کہ سامعین کو اگلے کلمے کا انتظار رہے۔

(١١٢٣٩)۔ عَنْ سِمَاكٍ، قَالَ: قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ: أَكُنْتَ تُجَالِسُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: نَعَمْ، فَكَانَ طَوِيلَ الصَّمْتِ قَلِيلَ الضَّحِكِ، وَكَانَ أَصْحَابُهُ يَذْكُرُونَ عِنْدَهُ الشِّعْرَ وَأَشْيَاءَ مِنْ أُمُورِهِمْ، فَيَضْحَكُونَ وَرُبَّمَا يَتَبَسَّمُ۔ (مسند احمد: ٢١٠٩٥)

سماک کہتے ہیں: میں نے سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: کیا آپ کو رسول اللہ ﷺ کی محفل میں شرکت کا اعزاز حاصل ہوتا رہا ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ زیادہ تر خاموش رہنے والے اور کم ہنسنے والے تھے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی موجودگی میں اشعار اور اپنے امور سے متعلقہ باتوں کا ذکر کر کے ہنستے تھے اور آپ ﷺ بسا اوقات تبسم فرماتے۔

فوائد:...... بلا شک وشبہ عام دنیوی قانون یہی ہے کہ وہی سربراہ اپنی عوام کے ہاں معزز قرار پاتا ہے، جو کم از کم سنجیدہ اور باوقار ہو، اس سے آپ ﷺ کی قیادت وسربراہیت اور آپ ﷺ کی صفات کا اندازہ ہو جانا چاہیے، آپ ﷺ نہ ہمیشہ موڈ میں رہتے تھے اور نہ مکمل گھل مل کر ہر خوشی اور لطف اندوزی کے معاملے میں شریک ہوتے تھے۔

(١١٢٤٠)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنِّيْ لَا أَقُوْلُ إِلَّا حَقًّا۔)) قَالَ بَعْضُ أَصْحَابِهِ: فَإِنَّكَ تُدَاعِبُنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: ((إِنِّيْ لَا أَقُوْلُ إِلَّا حَقًّا۔)) (مسند احمد: ٨٤٦٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک میں صرف حق ہی کہتا ہوں۔'' بعض صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! بیشک آپ بھی ہمارے ساتھ ہنسی مذاق کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں صرف حق ہی کہتا ہوں۔''

(١١٢٣٨) تخریج: أخرجه البخاری: ٣٥٦٧، ومسلم: ٢٤٩٣ (انظر: ٢٥٠٧٧)

(١١٢٣٩) تخریج: أخرجه مسلم: ٦٧٠، ٢٣٢٢ (انظر: ٢٠٨١٠)

(١١٢٤٠) تخریج: اسناده قوی، أخرجه البیهقی: ١٠/ ٢٤٨ (انظر: ٨٤٨١)

فوائد:…… اگر بسا اوقات اور مخصوص مواقع پر میانہ روی کے ساتھ ہنسی مذاق کر لیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہو گا،لیکن اگر اس میں افراط اختیار کیا اور حد سے بڑھا جائے تو ایسا کرنے والوں کا رعب اور جمال ختم ہو جاتا ہے،دل پر مردہ پن غالب آ جاتا ہے، بیوقوفوں کو جرأت ملتی ہے اور نتیجہ شرّ کے علاوہ کچھ نہیں ملتا، کہنے والے نے کیا خوب کہا:

أُهَازِلُ حَيْثُ الْهَزْلُ يَحْسُنُ بِالْفَتٰى وَإِنِّيْ إِذْ أَجِدُ الرِّجَالَ لَذُوْ جِدٍّ

''میں اس وقت مذاق کر لیتا ہوں، جب نوجوان کو مذاق اچھا لگتا ہے۔لیکن جب میں مردوں کو پاتا ہوں تو سنجیدگی والا ہوتا ہوں۔''

بسا اوقات نبی کریم ﷺ کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ہنسی مذاق کر رہے ہیں،لیکن اس وقت بھی آپ ﷺ سچ کے دائرے سے نہیں نکلتے تھے،جیسا کہ اگلی حدیث سے واضح ہوتا ہے۔

(۱۱۲۴۱)۔ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَاسْتَحْمَلَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّا حَامِلُوْكَ عَلٰى وَلَدِ نَاقَةٍ۔)) قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا أَصْنَعُ بِوَلَدِ نَاقَةٍ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَهَلْ تَلِدُ الْإِبِلَ إِلَّا النُّوْقُ۔)) (مسند احمد: ۱۳۸۵۳)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے سواری طلب کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم تجھے اونٹنی کے بچے پر سوار کریں گے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اونٹنی کے بچے کو کیا کروں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اوہو، اونٹوں کو اونٹنیاں ہی جنم دیتی ہیں۔''

فوائد:…… مزید دیکھیں حدیث نمبر (۹۹۱۰) والا باب۔

(۱۱۲۴۲)۔ عَنْ عَبْدِ الْحُمَيْدِ بْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: إِنَّ صُهَيْبًا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَبَيْنَ يَدَيْهِ تَمْرٌ وَخُبْزٌ، فَقَالَ: ((ادْنُ فَكُلْ)) فَأَخَذَ يَأْكُلُ مِنَ التَّمْرِ۔ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ بِعَيْنِكَ رَمَدًا۔)) فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّمَا آكُلُ مِنَ النَّاحِيَةِ الْأُخْرٰى، قَالَ: فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۲۳۵۶۷)

عبدالحمید بن صیفی اپنے باپ اپنے دادے سے بیان کرتے ہیں کہ سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ ، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کے سامنے خشک کھجور اور روٹی پڑی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''قریب ہو جا اور کھا۔'' پس اس نے کھانا شروع کر دیا، پھر آپ ﷺ نے اس سے کہا: ''بیشک تیری آنکھ بیمار ہے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں دوسرے کنارے سے کھا لیتا ہوں، آپ ﷺ یہ بات سن کر مسکرا پڑے۔

فوائد:…… ابن ماجہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ((تَأْكُلُ تَمْرًا وَبِكَ رَمَدٌ۔))…… ''تو کھجور کھاتا ہے، جبکہ تیری آنکھ خراب ہے۔''

(۱۱۲۴۱) تخریج: اسناده صحیح ، أخرجه ابوداود: ۴۹۹۸ ، والترمذی: ۱۹۹۱ (انظر: ۱۳۸۱۷)

(۱۱۲۴۲) تخریج: اسناده محتمل للتحسین ، أخرجه ابن ماجه: ۳۴۴۳ (انظر: ۲۳۱۸۰)

خشک کھجور کو ذرا زور سے چبانا پڑتا ہے، جبکہ اس سے آنکھ کو تکلیف ہوتی ہے۔

دوسرے کنارے سے مراد دوسری طرف سے چبانا ہے، دراصل اس صحابی نے بے تکلفی سے بات کی، اس لیے آپ ﷺ مسکرا پڑے۔

(۱۱۲۴۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: اَنَّ شَاةً طُبِخَتْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَعْطِنِي الذِّرَاعَ)) فَنَاوَلَهَا اِيَّاهُ، فَقَالَ: ((أَعْطِنِي الذِّرَاعَ)) فَنَاوَلَهَا اِيَّاهُ ثُمَّ قَالَ: ((اَعْطِنِي الذِّرَاعَ)) فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّمَا لِلشَّاةِ ذِرَاعَانِ، قَالَ: ((اَمَا اِنَّكَ لَوْ اِلْتَمَسْتَهَا لَوَجَدْتَهَا۔)) (مسند احمد: ۱۰۷۱۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بکری کا گوشت پکایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اس کی ذراع (اگلی ٹانگ) کا گوشت لا دو۔“ انہوں نے آپ ﷺ کو لا دی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اس کی دوسری اگلی ٹانگ کا گوشت لا دو۔“ انہوں نے وہ بھی آپ ﷺ کو لا کر دے دی۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ”مجھے اس کی اگلی ٹانگ کا گوشت لا دو۔“ اب کی بار سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بکری کی اگلی تو دو ہی ٹانگیں ہوتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! اگر تم تلاش کرتے تو تمہیں اور بھی مل جاتی۔“

فوائد:...... سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: صُنِعَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ شَاةٌ مَصْلِيَّةٌ فَأُتِيَ بِهَا فَقَالَ لِي: ((يَا أَبَا رَافِعٍ! نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ۔)) فَنَاوَلْتُهُ فَقَالَ: ((يَا أَبَا رَافِعٍ! نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ۔)) فَنَاوَلْتُهُ ثُمَّ قَالَ: ((يَا أَبَا رَافِعٍ نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ۔)) فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَهَلْ لِلشَّاةِ إِلَّا ذِرَاعَانِ، فَقَالَ: ((لَوْ سَكَتَّ لَنَاوَلْتَنِي مِنْهَا مَا دَعَوْتُ بِهِ۔)) قَالَ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعْجِبُهُ الذِّرَاعُ۔ ...... نبی کریم ﷺ کے لیے بکری کا گوشت بھونا گیا اور آپ ﷺ کے لیے لایا گیا، سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”اے ابو رافع! مجھے دستی پکڑاؤ۔“ میں نے آپ ﷺ کو پکڑا دی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابو رافع! مجھے ایک اور دستی پکڑاؤ۔“ میں نے وہ بھی پکڑا دی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابو رافع! مجھے ایک اور دستی پکڑاؤ۔“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بکری کی صرف دو ہی دستیاں ہوتی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو خاموش رہتا تو جب تک میں دستی طلب کرتا رہتا، تو مجھے پکڑاتا رہتا۔“ دراصل نبی کریم ﷺ کو دستی کا گوشت بہت پسند تھا۔ (مسند احمد: ۲۷۳۶۰، معجم کبیر طبرانی: ۲۳۸۵۹)

یہ نبی کریم ﷺ کا معجزہ تھا کہ ہنڈیا سے دو سے زیادہ دستیاں نکالی جاتیں۔

(۱۱۲۴۳) تخریج: اسنادہ جیّد، اخرجہ ابن حبان: ٦٤٨٤، والنسائی فی "الکبری": ٦٦٥٩ (انظر: ١٠٧٠٦)

بَابُ مَا جَاءَ فِي عِنَايَةِ اللّٰهِ بِهِ وَحِفْظِهِ مِنْ نَقْصِ الْجَاهِلِيَّةِ وَعِبَادَةِ الْأَصْنَامِ

اس امر کا بیان کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہمیشہ جاہلیت کے عیوب اور بتوں کی عبادت سے محفوظ رکھا

(۱۱۲٤٤)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ: أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ: لَمَّا بُنِيَتِ الْكَعْبَةُ كَانَ الْعَبَّاسُ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَنْقُلَانِ حِجَارَةً، فَقَالَ الْعَبَّاسُ لِلنَّبِيِّ ﷺ اجْعَلْ إِزَارَكَ، قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: عَلٰى رَقَبَتِكَ، مِنَ الْحِجَارَةِ فَخَرَّ إِلَى الْأَرْضِ وَطَمَحَتْ عَيْنَاهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَامَ، فَقَالَ: ((إِزَارِي إِزَارِي)) فَقَامَ فَشَدَّهُ عَلَيْهِ۔ (وَفِي لَفْظٍ: فَسَقَطَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ فَمَا رُؤِيَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ عُرْيَانًا)۔ (مسند احمد: ۱٤۱۸۷)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب (قبل از نبوت) کعبہ کی تعمیر کی گئی تو عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ بھی پتھر لانے لگے۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے کہا: آپ پتھروں کی تکلیف سے بچنے کے لیے تہبند اتار کر گردن پر رکھ لیں، پس آپ ﷺ نے ان کی بات مان لی، لیکن ساتھ ہی آپ ﷺ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے اور آپ ﷺ کی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھ گئیں۔ پھر آپ ﷺ اٹھے اور فرمایا: ''میری چادر، میری چادر مجھے دو۔'' پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور چادر باندھ لی۔ ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں: آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے، اس کے بعد کبھی بھی آپ کو برہنہ حالت میں نہیں دیکھا گیا۔

فوائد:...... طبرانی اور بزار کی روایات کے الفاظ یہ ہیں: سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے پوچھا: آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ آپ ﷺ کھڑے ہوئے، اپنا ازار لیا اور فرمایا: ''مجھے ننگا چلنے سے منع کیا گیا ہے۔'' سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اس ڈر سے آپ ﷺ کی اس بات کو چھپاتا تھا کہ کہیں لوگ یہ کہہ دیں کہ آپ ﷺ مجنون ہیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی نبوت کو ظاہر کر دیا۔

یہ روایت مسند بزار (۱۲۹۵) اور بیہقی کی دلائل النبوہ (ج ۲، ص ۳۳) میں عباس بن عبدالمطلب سے مروی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ''مجھے ننگا چلنے سے روکا گیا ہے'' والی بات چھپانے والے عباس رضی اللہ عنہ ہیں، جابر رضی اللہ عنہ نہیں۔ جابر نصاری صحابی ہیں بنیانِ کعبہ میں عباس شامل تھے، جابر نہیں۔ (عبداللہ رفیق)

(۱۱۲٤٥)۔ عَنْ هِشَامٍ يَعْنِي ابْنَ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: حَدَّثَنِي جَارٌ لِخَدِيجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ لِخَدِيجَةَ: ((أَيْ خَدِيجَةُ وَاللّٰهِ! لَا أَعْبُدُ

عروہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ایک ہمسائے نے ہمیں بیان کیا کہ اس نے نبی کریم ﷺ کو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہ سے یہ فرماتے ہوئے سنا: ''خدیجہ! اللہ کی قسم! میں لات اور عزی کی عبادت نہیں کرتا، اللہ کی قسم! میں کبھی

(۱۱۲٤٤) تخريج: أخرجه البخاري: ۱٥۸۲، ومسلم: ۳٤۰ (انظر: ۱٤۱٤۰)

(۱۱۲٤٥) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ۱۷۹٤۷)

اللَّاتَ وَالْعُزّٰی، وَاللّٰہِ! لَا أَعْبُدُ أَبَدًا۔)) قَالَ: فَتَقُولُ خَدِیجَۃُ: خَلِّ الْعُزّٰی، قَالَ: کَانَتْ صَنَمَهُمُ الَّتِی کَانُوا یَعْبُدُونَ ثُمَّ یَضْطَجِعُونَ۔ (مسند احمد: ۱۸۱۱۱)

بھی ان کی عبادت نہیں کروں گا۔'' سیدہ نے جواباً کہا: ''آپ چھوڑیں اس عزی کی عبادت کو (اور پریشان نہ ہوں)۔ راوی کہتے ہیں: عزی ان کا ایک بت تھا، عرب لوگ اس کی عبادت کر کے سویا کرتے تھے۔

فوائد:...... اس مختصر باب سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی رحمت، عصمت اور عنایت حاصل تھی کہ قبل از نبوت بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر قسم کی آرائش اور عبادت اصنام سے محفوظ رکھا۔

اللہ تعالیٰ کا اپنے انبیائے کرام علیہم السلام کو معائب و نقائص سے پاک کرنا اور پاک رکھنا، اس کا اندازہ درج مثال سے لگایا جا سکتا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا: ﴿یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوْا لَا تَکُونُوْا کَالَّذِینَ آذَوْا مُوسٰی فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا﴾ [الأحزاب: ٦٩] قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ ((اِنَّ بَنِی اِسْرَائِیْلَ کَانُوْا یَغْتَسِلُوْنَ عُرَاۃً (وَ فِیْ رِوَایَۃٍ: یَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰی سَوْاَۃِ بَعْضٍ) وَکَانَ نَبِیُّ اللّٰہِ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ مِنْهُ الْحَیَاءُ وَ السِّتْرُ، وَ کَانَ یَتَسَتَّرُ اِذَا اغْتَسَلَ فَطَعَنُوْا فِیْهِ بِعَوْرَۃٍ (وَ فِیْ رِوَایَۃٍ: فَقَالُوْا: وَاللّٰہِ! مَا یَمْنَعُ مُوْسٰی اَنْ یَغْتَسِلَ مَعَنَا اِلَّا اَنَّهُ آدَرُ) قَالَ: فَبَیْنَمَا نَبِیُّ اللّٰہِ یَغْتَسِلُ یَوْمًا وَضَعَ ثِیَابَهُ عَلٰی صَخْرَۃٍ فَانْطَلَقَتِ الصَّخْرَۃُ بِثِیَابِهِ، فَاَتْبَعَهَا نَبِیُّ اللّٰہِ ضَرْبًا بِعَصَاہُ وَ هُوَ یَقُوْلُ: ثَوْبِیْ یَاحَجَرُ! ثَوْبِیْ یَاحَجَرُ! حَتّٰی انْتَهٰی بِهِ اِلٰی مَلَاٍ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَ تَوَسَّطَهُمْ فَقَامَتْ (اَیْ: اَلصَّخْرَۃُ) وَ اَخَذَ نَبِیُّ اللّٰہِ ثِیَابَهُ فَنَظَرُوْا فَاِذَا اَحْسَنُ النَّاسِ خَلْقًا وَ اَعْدَلُهُمْ صُوْرَۃً، فَقَالَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ: قَاتَلَ اللّٰهُ اَفَّاکِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ فَکَانَتْ بَرَاءَتُهُ الَّتِیْ بَرَّاَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِهَا۔)) .... رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں فرمایا: ﴿یَـاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ اٰذَوْا مُوْسٰی فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَ کَانَ عِنْدَ اللّٰہِ وَجِیْهًا۔﴾ ......''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنھوں نے موسیٰ کو تکلیف پہنچائی تو اللہ نے اسے اس سے پاک ثابت کر دیا جو انھوں نے کہا تھا اور وہ اللہ کے ہاں بہت مرتبے والا تھا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک بنو اسرائیل کی حالت یہ تھی کہ وہ ننگے غسل کرتے تھے اور ایک دوسرے کی شرمگاہوں کو دیکھتے تھے، جبکہ اللہ کے نبی حضرت موسی علیہ السلام اس چیز سے حیا اور شرم محسوس کرتے تھے، اس لیے وہ پردہ کر کے غسل کرتے تھے، لیکن بنو اسرائیل نے اس وجہ سے ان پر ان کی شرمگاہ کے بارے میں طعن کیا، ایک روایت میں ہے: انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! موسی کو ہمارے ساتھ غسل کرنے سے روکنے والی چیز یہ ہے کہ ان کے خصیتین پھولے ہوئے ہیں، پس ایک دن اللہ کے یہ نبی نہا رہے تھے اور اپنے کپڑے ایک چٹان پر رکھ دیے، لیکن ہوا یوں کہ وہ چٹان کپڑوں سمیت چل پڑی، موسی علیہ السلام بھی اس کے پیچھے ہو لیے، اس کو اپنی

لاٹھی سے مارا اور یہ آواز دی: اے پتھر! میرے کپڑے، اے پتھر! میرے کپڑے، لیکن اتنے میں وہ پتھر بنو اسرائیل کے ایک گروہ کے پاس پہنچ گیا اور ان کے درمیان جا کر کھڑا ہو گیا، اللہ کے نبی نے اپنے کپڑے لے کر پہن لیے، جب انھوں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو آپ ﷺ کو سب سے خوبصورت تخلیق والا اور سب سے معتدل صورت والا پایا، اس کے بعد بنو اسرائیل نے کہا: اللہ تعالیٰ بنو اسرائیل کے تہمت لگانے والے افراد کو ہلاک کرے، پس یہی وہ براءت تھی کہ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بری کیا تھا۔'' (صحیح بخاری: ۳۴۰۴، ۴۷۹۹)

موسیٰ علیہ السلام نہایت باحیا ہونے کی وجہ سے لوگوں کے سامنے اپنے جسم کو ننگا نہ ہونے دیتے تھے، لیکن لوگوں نے یہ بات گھڑ لی کہ ان کی شرم گاہ میں فلاں بیماری ہے، یہ اس وجہ سے ہر وقت پردہ کر کے رکھتے ہیں، حالات کا تقاضا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کو اس الزام اور شبہے سے پاک ثابت کیا جائے، پس یہ واقعہ پیش آیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ خُصُوْصِيَّاتِهِ ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی خصوصیات کا تذکرہ

(۱۱۲٤٦)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُعْطِيْتُ مَالَمْ يُعْطَ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ۔)) فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاهُوَ؟ قَالَ: ((نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ الْأَرْضِ وَسُمِّيْتُ أَحْمَدَ وَجُعِلَ التُّرَابُ لِيْ طَهُوْرًا وَجُعِلَتْ أُمَّتِيْ خَيْرَ الْأُمَمِ۔)) (مسند أحمد: ٧٦٣)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے وہ چیزیں عطا کی گئی ہیں، جو کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کون سی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے، مجھے زمین کی چابیاں عطا کی گئی ہیں، میرا نام احمد رکھا گیا ہے، مٹی کو میرے لیے پاک کرنے والا بنا دیا گیا ہے اور میری امت کو سب سے بہترین امت بنایا گیا ہے۔''

فوائد:...... زمین کی چابیاں ملنے سے مراد فتوحات ہیں۔

(۱۱۲٤٧)۔ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُوْتِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُؤْتَهُنَّ نَبِيٌّ كَانَ قَبْلِيْ، نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ فَيُرْعَبُ مِنِّي الْعَدُوُّ عَنْ مَسِيْرَةِ شَهْرٍ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ كَانَ قَبْلِيْ،

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے پانچ ایسی خصوصیات سے نوازا گیا ہے کہ وہ مجھ سے پہلے کسی بھی نبی کو نہیں دی گئیں، دشمن پر میری ہیبت اور رعب کے ذریعے مدد کی گئی ہے، اس لیے دشمن مجھ سے ایک ماہ کی مسافت پر ہی مرعوب ہو جاتا ہے۔ میرے لیے ساری زمین کو نماز کی جگہ اور طہارت کا ذریعہ بنایا گیا ہے، میرے لیے اموال

(١١٢٤٦) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابن ابی شيبة: ١/ ٤٣٤ (انظر: ٧٦٣)

(١١٢٤٧) تخريج: حديث صحيح، اخرجه ابوداود: ٤٨٩ (انظر: ٢١٢٩٩)

وَبُعِثْتُ إِلَى الْأَحْمَرِ وَالْأَسْوَدِ، وَقِيلَ لِي سَلْ تُعْطَهْ، فَاخْتَبَأْتُهَا شَفَاعَةً لِأُمَّتِي وَهِيَ نَائِلَةٌ مِنْكُمْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا۔)) قَالَ الْأَعْمَشُ: فَكَانَ مُجَاهِدٌ يَرٰى أَنَّ الْأَحْمَرَ الْإِنْسُ وَالْأَسْوَدَ الْجِنُّ۔ (مسند احمد: ٢١٦٢٤)

غنیمت کو حلال کر دیا گیا ہے، جبکہ مجھ سے پہلے کسی نبی کے لیے غنیمتیں حلال نہیں تھیں، مجھے سرخ و سیاہ یعنی تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر مبعوث کیا گیا، مجھ سے کہا گیا کہ آپ کوئی دعا کریں جو مانگیں گے ملے گا، لیکن میں نے اس دعا کو آخرت میں اپنی امت کے حق میں سفارش کے طور پر محفوظ کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تم میں سے جس آدمی نے اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا ہوگا، اسے اس دعا (شفاعت) کا فائدہ ہوگا۔'' اَعمش راوی کہتے ہیں کہ مجاہد کہا کرتے تھے: سرخ و سیاہ میں سرخ سے انسان اور سیاہ سے مراد جن ہیں۔

فوائد:...... ہر نبی کو اس کی مرضی کے مطابق ایک دعا قبول کروانے کا اختیار ہوتا ہے، نبی کریم ﷺ یہ اختیار قیامت والے دن استعمال کریں گے، یہ آپ ﷺ کی کمال شفقت کی علامت ہے۔

(١١٢٤٨)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ نَبِيٌّ قَبْلِي وَلَا أَقُولُهُنَّ فَخْرًا، بُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً الْأَحْمَرِ وَالْأَسْوَدِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا، وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ فَأَخَّرْتُهَا لِأُمَّتِي، فَهِيَ لِمَنْ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا۔)) (مسند احمد: ٢٧٤٢)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے پانچ ایسی خصوصیات عطا کی گئی ہیں، جو مجھ سے پہلے کسی بھی نبی کو عطا نہیں کی گئیں تھیں، میں اس کا اظہار فخر کے طور پر نہیں، بلکہ اللہ کی نعمت اور احسان کے طور پر کر رہا ہوں۔ مجھے سرخ و سیاہ یعنی تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے، ایک ماہ کی مسافت سے میرا رعب و ہیبت دشمن پر طاری کر کے میری مدد کی گئی ہے، اموال غنیمت کو میرے لیے حلال کر دیا گیا ہے، جبکہ مجھ سے پہلے غنیمت کے اموال کسی کے لیے بھی حلال نہیں کیے گئے تھے، میرے لیے ساری زمین کو نماز کی جگہ اور طہارت کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے اور مجھے شفاعت کا اختیار دیا گیا ہے اور میں نے اس دعا کو اپنی امت کے ایسے لوگوں کے لیے مؤخر کر دیا ہے، جو اللہ کے ساتھ شرک کا ارتکاب نہیں کریں گے۔''

فوائد:...... سابقہ امتوں کے لیے ضروری تھا کہ وہ اپنے مخصوص عبادت خانوں اور گرجا گھروں میں عبادت کریں، لیکن آپ ﷺ کی امت کے لیے یہ گنجائش نکالی گئی ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی مسجد میں نہیں جا سکتا تو وہ زمین

(١١٢٤٨) تخريج: حسن، اخرجه ابن ابى شيبة: ٢/ ٤٠٢، والبزار: ٣٤٦٠، والطبرانى: ١١٠٤٧ (انظر: ٢٧٤٢)

کے کسی بھی خطے میں نماز ادا کر سکتا ہے اور اگر وضو اور غسل جنابت کے لیے پانی نہ ملے تو تیمم کیا جا سکتا ہے۔

(۱۱۲٤۹)۔ وَعَنْ أَبِي مُوسٰى بِنَحْوِهِ) وَفِيْهِ: ((وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ وَلَيْسَ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ سَأَلَ شَفَاعَةً، وَإِنِّي أَخْبَأْتُ شَفَاعَتِي، ثُمَّ جَعَلْتُهَا لِمَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِيْ لَمْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا۔)) (مسند احمد: ۱۹۹۷۳)

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، (یہ حدیث گزشتہ حدیث کی مانند ہے) البتہ اس میں ہے: ''مجھے شفاعت کا اختیار دیا گیا ہے اور ہر نبی نے اپنی زندگی میں ہی شفاعت کر لی، لیکن میں نے اپنی شفاعت کو چھپا لیا، (یعنی محفوظ اور مؤخر کر لیا)، اب یہ شفاعت میں اپنی امت کے ایسے لوگوں کے حق میں کروں گا، جنہوں نے اللہ کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ کیا۔''

فوائد:...... رعب سے آپ ﷺ کی مدد کی گئی ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ ظاہری اسباب کے بغیر دشمنوں کے دلوں میں آپ ﷺ کا رعب موجود ہے، رہا مسئلہ ظاہری اسباب کی وجہ سے رعب کا ہونا تو یہ ایک روٹین والا معاملہ ہے۔

(۱۱۲۵۰)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ۔ (مسند احمد: ۷۰٦۸)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کی حدیث نبوی بیان کی ہے۔

(۱۱۲۵۱)۔ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَمَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ: أُوتِيَ نَبِيُّكُمْ ﷺ مَفَاتِيحَ كُلِّ شَيْءٍ غَيْرَ الْخَمْسِ ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ؟ قَالَ: نَعَمْ أَكْثَرَ مِنْ خَمْسِينَ مَرَّةً۔ (مسند احمد: ٤١٦٧)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: تمہارے نبی کو پانچ چیزوں کے علاوہ ہر چیز کی چابیاں عطا کی گئی ہیں۔ وہ پانچ چیزیں یہ ہیں: ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ، إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾...... ''قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے، وہی بارش برساتا ہے، وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے پیٹوں میں کیا پرورش پا رہا ہے، کوئی متنفس نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کمائی کرنے والا ہے اور نہ کسی شخص کو یہ خبر ہے کہ کس سرزمین میں اس کی موت آنی ہے، اللہ ہی سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔'' (سورۂ لقمان: ۳۴) عمرو بن مرہ

(۱۱۲٤۹) تخريج: صحيح لغيره، اخرجه ابن ابی شيبة: ۱۱/ ٤۳۳ (انظر: ۱۹۷۳۵)

(۱۱۲۵۰) تخريج: صحيح (انظر: ۷۰٦۸)

(۱۱۲۵۱) تخريج: صحيح لغيره، اخرجه الطيالسی: ۳۸۵، وابويعلى: ۵۱۵۳ (انظر: ٤١٦٧)

کہتے ہیں: میں نے اپنے شیخ عبداللہ بن سلمہ سے دریافت کیا کہ آیا آپ نے یہ حدیث سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے خود سنی ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، پچاس سے بھی زائد مرتبہ سنی ہے۔

فوائد:...... آپ ﷺ کو ہر چیز کی چابیاں دے دی گئیں، یہ الفاظ تو اگرچہ عام ہیں، لیکن ان سے مراد وہ خاص علم ہے، جو آپ ﷺ کو عطا کیا جاتا تھا، وگرنہ یہ لازم آئے گا کہ آپ ﷺ کا علم لامتناہی ہو اور آپ ﷺ علم غیب بھی جاننے والے ہوں، جبکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ﴾...... ''آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہیں، وہ غیب کو نہیں جانتے، مگر اللہ تعالیٰ۔''

(۱۱۲۵۲)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بُعِثْتُ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ بِالسَّيْفِ حَتّٰى يُعْبَدَ اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَجُعِلَ رِزْقِيْ تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِيْ، وَجُعِلَ الذُّلُّ وَالصَّغَارُ عَلٰى مَنْ خَالَفَ أَمْرِيْ، وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔)) (مسند احمد: ٥٦٦٧)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے تلوار دے کر قیامت سے قبل مبعوث کیا گیا ہے، تاکہ ایک اللہ کی عبادت کی جائے، جس کا کوئی شریک نہیں اور میرا رزق میرے نیزے کی انی کے نیچے رکھا گیا ہے اور جس نے میرے دین کی مخالفت کی، ذلت و رسوائی اس کا مقدر ٹھہری اور جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی، وہ انہی میں سے شمار ہوگا۔''

فوائد:...... جب تلک نبوی منہج کے مطابق جہاد کا سلسلہ جاری رہا اور رہے گا، اس وقت تک آپ ﷺ کی یہ پیشین گوئیاں پوری ہوتی رہیں پوری ہوتی رہیں گی۔

(۱۱۲۵۳)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلَامِ، وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ جِيْءَ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِيْ يَدِيْ۔)) فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: لَقَدْ ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنْتُمْ تَنْتَثِلُوْنَهَا۔ (مسند احمد: ٧٦٢٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دشمن پر میری ہیبت کے ذریعے میری مدد کی گئی، مجھے جامع کلمات عطا کیے گئے ہیں، میں سویا ہوا تھا کہ روئے زمین کے خزانوں کی چابیاں لا کر میرے ہاتھ میں تھما دی گئیں۔'' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ تو تشریف لے گئے ہیں اور تم ان خزانوں کو سمیٹ رہے ہو۔

(۱۱۲۵۲) تخريج: اسناده ضعيف، عبد الرحمن بن ثابت اختلف فيه اقوال المجرحين والعادلين، وخلاصة القول فيه انه حسن الحديث اذا لم ينفرد بما يُنكر، فقد اشار الامام احمد الى ان له احاديث منكرة، وهذا منها اخرجه ابن ابى شيبة: ٥/ ٣١٣، والبخارى معلقا: ٦/ ٩٨ (الفتح)(انظر: ٥٦٦٧)

(۱۱۲۵۳) تخريج: أخرجه البخارى: ٦٩٩٨، ومسلم: ٥٢٣ (انظر: ٧٦٣٢)

فوائد:...... خزانوں کی چابیوں سے مراد فتوحات کے سلسلے ہیں، جن کے نتیجے میں کثیر مال غنیمت ہاتھ آیا۔

(۱۱۲۵۴)۔ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّهُ قَالَ: قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَقَامًا، فَأَخْبَرَنَا بِمَا يَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِهِ إِلَى الْيَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَعَاهُ مَنْ وَعَاهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ۔ (مسند احمد: ۱۸۴۱۱)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے امت میں قیامت تک بپا ہونے والے تمام واقعات بیان فرما دیئے، یاد رکھنے والوں نے یاد رکھا اور بھلا دینے والوں نے بھلا دیا۔

(۱۱۲۵۵)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((إِنِّيْ نُصِرْتُ بِالصَّبَا، وَإِنَّ عَادًا أُهْلِكَتْ بِالدَّبُوْرِ۔)) (مسند احمد: ۱۹۵۵)

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''باد صبا کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے۔ اور قوم عاد کو مغرب کی طرف سے آنے والی تیز ہوا یعنی شدید آندھی کے ذریعے ہلاک کیا گیا تھا۔''

فوائد:...... بادصبا: یہ معروف ہوا ہے، اس کو قَبول بھی کہتے ہیں، کیونکہ یہ خانہ کعبہ کے دروازے کے بالمقابل چلتی ہے، دراصل یہ ہوا مشرق کی سمت سے آتی ہے۔

دبور: یہ ہوا مغرب کی سمت سے چلتی ہے اور بادِصبا کی ضد ہے۔

(۱۱۲۵۶)۔ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((ثَلَاثٌ هُنَّ عَلَيَّ فَرْضٌ وَلَكُمْ تَطَوُّعٌ، اَلْوِتْرُ وَالنَّحْرُ وَصَلَاةُ الضُّحٰى۔)) (مسند احمد: ۲۰۵۰)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین کام مجھ پر فرض اور تمہارے لیے نفل ہیں، وتر، قربانی اور چاشت کی نماز۔''

(۱۱۲۵۷)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ، وَفِيْ مُؤَخَّرِ الصُّفُوْفِ رَجُلٌ فَأَسَاءَ الصَّلَاةَ، فَلَمَّا سَلَّمَ نَادَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا فُلَانُ أَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ أَلَا تَرٰى كَيْفَ تُصَلِّيْ، إِنَّكُمْ تَرَوْنَ أَنَّهُ يَخْفٰى عَلَيَّ شَيْءٌ مِمَّا تَصْنَعُوْنَ، وَاللّٰهِ!

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی، صفوں کے آخر میں ایک آدمی نے نماز اچھی طرح ادا نہیں کی تھی، جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو اس سے فرمایا: ''ارے فلاں! کیا تمہیں اللہ کا خوف نہیں ہے، تم نماز کس طرح ادا کرتے ہو؟ کیا تم سمجھتے ہو کہ تم جو کچھ کرتے ہو وہ مجھ سے پوشیدہ ہے، اللہ کی قسم! میں جس طرح آگے دیکھتا

(۱۱۲۵۴) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ ، اخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۲۰/ ۱۰۷۷ (انظر: ۱۸۲۲۴)
(۱۱۲۵۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۰۳۵، ۳۲۰۵، ومسلم: ۹۰۰ (انظر: ۱۹۵۵)
(۱۱۲۵۶) تخریج: اسناده ضعیف، ابو جناب الکلبی ضعّفه ابن سعد ویحیی بن سعید القطان، وابن معین وابو حاتم وغیرهم اخرجه البزار: ۲۴۳۳، والدارقطنی: ۲/ ۲۱، والحاکم: ۱/ ۳۰۰ (انظر: ۲۰۵۰)
(۱۱۲۵۷) تخریج: اخرجه مسلم: ۴۲۳ (انظر: ۹۷۹۶)

إِنِّی لَأَرٰی مِنْ خَلْفِی کَمَا أَرٰی مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ۔)) (مسند احمد: ۹۷۹۵)

ہوں، اسی طرح پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔''

فوائد:...... نماز میں آپ ﷺ کو یہ خصوصیت اور معجزہ حاصل تھا، جس کا تعلق آپ ﷺ کے مقتدیوں سے تھا، وگرنہ آپ ﷺ کو اس وقت تک اپنے جوتے سے لگی ہوئی نجاست کا علم نہیں ہوا تھا، جب تک جبریل علیہ السلام نے تشریف لا کر بتایا نہیں۔

(۱۱۲۵۸)۔ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ: أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((أُعْطِیتُ مَکَانَ التَّوْرَاةِ السَّبْعَ، وَأُعْطِیتُ مَکَانَ الزَّبُورِ الْمِئِینَ، وَأُعْطِیتُ مَکَانَ الْإِنْجِیلِ الْمَثَانِیَ، وَفُضِّلْتُ بِالْمُفَصَّلِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۱۰۷)

سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے تورات کے عوض سبع طوال (سات مفصل سورتیں)، زبور کے عوض مئیں، انجیل کے عوض مثانی دی گئی ہیں اور مفصل سورتوں کے ذریعے باقی انبیاء پر مجھے فضیلت دی گئی ہے۔

فوائد:...... قرآن کریم کی سورتیں چار قسم کی ہیں:

(۱) طِوَال: سات ہیں، بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، انعام، اعراف اور انفال اور براءت (سورۂ انفال اور سورۂ براءت) کو ایک شمار کیا گیا ہے۔

(۲) المِئِیْنَ: جن سورتوں کی آیات (۱۰۰) سے زائد یا اس کے قریب ہیں۔

(۳) الْمَثَانِی: وہ سورتیں جو تعداد میں مئین کے بعد آتی ہیں، ان کو مثانی اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کو طوال اور مئین کی بہ نسبت بار بار پڑھا جاتا ہے۔

(٤) المُفصَّل: ان کی ابتداء سورۂ ق یا سورۂ حجرات سے ہوتی ہے، یہ مزید تین حصوں میں تقسیم کی جاتی ہیں:

طِوال مُفصَّل: سورۂ ق یا سورۂ حجرات سے لے کر سورۂ نباء یا سورۂ بروج تک۔

اَوْسَاط مُفصَّل: سورہ نباء یا سورۂ بروج سے لے کر سورۂ ضحیٰ یا سورۂ بینہ تک۔

قِصَار مُفصَّل: سورۂ ضحیٰ یا سورۂ بینہ سے آخرِ قرآن تک۔

(۱۱۲۵۹)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی أُحِلَّ لَهُ النِّسَاءُ۔ (مسند احمد: ۲٤٦۳۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی وفات سے پہلے آپ کے لئے مزید عورتوں سے نکاح کرنا حلال کر دیا گیا تھا۔

فوائد:...... دیکھیں حدیث نمبر (۸۷۱۴) اور اس کے فوائد۔

(۱۱۲۵۸) تخریج:اسنادہ حسن، اخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۲۲/ ٤۷۵، والطیالسی: ۱۰۱۲ (انظر: ۱٦۹۸۲)

(۱۱۲۵۹) تخریج: صحیح، قالہ الالبانی، أخرجه الترمذی: ۳۲۱٦، والنسائی: ٦/ ۵٦(انظر: ۲٤۱۳۷)

(۱۱۲۶۰)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: مَا مَاتَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى أَحَلَّ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ أَنْ يَنْكِحَ مَا شَاءَ، قُلْتُ: عَمَّنْ تُؤْثِرُ هٰذَا؟ قَالَ: لَا أَدْرِي حَسِبْتُ أَنِّي سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ۲۶۱۷۱)

(دوسری سند) سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے انتقال سے قبل اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس بات کی اجازت دے دی تھی کہ آپ جس قدر چاہیں، مزید عورتوں سے نکاح کر سکتے ہیں۔ میں نے اپنے شیخ سے دریافت کیا یہ آپ کس سے روایت کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا مجھے یاد نہیں۔ میرا خیال ہے کہ میں نے عبید بن عمیر کو یہ بیان کرتے سنا تھا۔

(۱۱۲۶۱)۔ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ يَدُورُ عَلٰى نِسَائِهِ فِي السَّاعَةِ الْوَاحِدَةِ مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُنَّ إِحْدٰى عَشْرَةَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: وَهَلْ كَانَ يُطِيقُ ذٰلِكَ؟ قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ أُعْطِيَ قُوَّةَ ثَلَاثِينَ۔ (مسند احمد: ۱۴۱۵۵)

سیدنا انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رات اور دن کی ایک گھڑی میں اپنی تمام بیویوں کے پاس جا کر (حق زوجیت ادا) کر لیتے تھے، اس وقت ان کی تعداد گیارہ تھی، میں نے سیدنا انس سے کہا: کیا آپ کو اتنی طاقت تھی، انہوں نے کہا: ہم آپس میں بیان کرتے تھے کہ آپ ﷺ کو تیس آدمیوں کی قوت عطا کی گئی ہے۔

فوائد:...... ان گیارہ میں سے دو لونڈیاں تھیں، سیدہ ماریہ اور سیدہ ریحانہ ؓ۔

اَبْوَابُ مَا أَيَّدَهُ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْمُعْجِزَاتِ وَخَوَارِقِ الْعَادَاتِ

رسول اللہ ﷺ کو عطا کردہ معجزات اور خوارق عادت خصوصیات سے متعلقہ ابواب

بَابُ مَاجَاءَ فِي اخْتِصَاصِهِ ﷺ بِنُزُولِ الْقُرْآنِ عَلَيْهِ وَهُوَ أَفْضَلُ الْمُعْجِزَاتِ عَلَى الْإِطْلَاقِ

اس امر کا بیان کہ آپ پر قرآن مجید نازل کر کے آپ کو خصوصی اعزاز سے نوازا گیا۔ اور یہ معجزہ علی الاطلاق تمام معجزات سے افضل ہے۔

وضاحت: معجزہ: وہ مافوق العادت چیز، جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے کسی نبی کی نبوت کے ثبوت کے لیے نبی سے ظاہر کرائی جاتی ہے اور غیر نبی اس پر قادر نہیں ہوتا۔

(۱۱۲۶۰) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۱۱۲۶۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۶۸ (انظر: ۱۴۱۰۹)

(۱۱۲۶۲)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ اِلَّا وَقَدْ أُعْطِيَ مِنَ الْآيَاتِ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ، وَاِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ أُوْتِيْتُ وَحْيًا اَوْحَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلَيَّ، وَاَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَكْثَرَهُمْ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ۸٤۷۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ہر نبی کو معجزات اور نشانیوں میں سے وہ کچھ عطا کی گئی کہ لوگ اس پر ایمان لاتے رہے، اور جو چیز مجھے عطا کی گئی ہے، وہ صرف وحی [1] ہے، اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے، مجھے امید ہے کہ روز قیامت میرے فرمانبرداروں کی تعداد سب سے زیادہ ہوگی۔“

فوائد:...... ہر نبی کو اس کے زمانے کے مطابق معجزات اور خارق عادت امور عطا کیے گئے، جن سے ان کی تصدیق ہوتی تھی، نبی کریم ﷺ کو بھی مختلف معجزاب عطا کیے گئے، لیکن آپ ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے، جس نے آپ ﷺ کے بعد والے افراد کو بھی حیران وششدر کیے رکھا، آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ پر پر ایمان لانے والوں کی اکثریت قرآن مجید سے متأثر ہوئی، اب پندرہویں صدی جاری ہے، لیکن نبی کریم ﷺ پر نازل ہونے والے کلام اور خود آپ ﷺ کے کلام کا اعجاز قائم ہے اور قائم رہے گا۔

(۱۱۲٦۳)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ عليه السلام فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اِنَّ اُمَّتَكَ مُخْتَلِفَةٌ بَعْدَكَ، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: فَاَيْنَ الْمَخْرَجُ يَا جِبْرِيْلُ؟ قَالَ: فَقَالَ: كِتَابُ اللّٰهِ تَعَالٰى، بِهِ يَقْصِمُ اللّٰهُ كُلَّ جَبَّارٍ، مَنِ اعْتَصَمَ بِهِ نَجَا، وَمَنْ تَرَكَهُ هَلَكَ، مَرَّتَيْنِ، قَوْلٌ فَصْلٌ وَلَيْسَ بِالْهَزْلِ، لَا تَخْتَلِقُهُ الْاَلْسُنُ، وَلَا تَفْنِيْ اَعَاجِيْبُهُ، فِيْهِ نَبَاُ مَا كَانَ قَبْلَكُمْ، وَفَصْلُ مَا بَيْنَكُمْ، وَخَبَرُ مَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ۔)) (مسند احمد: ۷۰٤)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا: اے محمد! آپ کے بعد آپ کی امت اختلاف کا شکار ہو گی، میں نے کہا: اے جبریل! اس اختلاف سے نکلنے کا طریقہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے ہر سرکش کی شان توڑتا ہے، جو اس کو تھامے گا، وہ نجات پائے گا، جو اسے چھوڑ دے گا، وہ ہلاک ہوگا، یہ جملہ دو مرتبہ فرمایا، یہ سارا حق ہے، اس میں باطل کی آمیزش نہیں، زبانیں اس جیسا کلام پیش نہیں کر سکتیں، اس کے عجائبات اور اسرار ختم نہیں ہوتے، اس میں تم سے پہلوں کی خبریں ہیں، تمہارے مابین ہونے والے اختلافات کے فیصلے ہیں اور تمہارے بعد ہونے والی اخبار کا بیان ہے۔“

(۱۱۲٦۲) تخريج: أخرجه البخاری: ٤۹۸۱، ۷۲۷٤، ومسلم: ۱۵۲، ۲۳۹ (انظر: ۷٤۹۱)

(۱۱۲٦۳) تخريج: اسناده ضعيف لضعف الحارث بن عبد الله الاعور، ثم هو منقطع، محمد بن اسحاق، لاتعريف له رواية عن محمد بن كعب القرظی، أخرجه الترمذی: ۲۹۰٦ (انظر: ۷۰٤)

[1] ”وہ صرف وحی ہے“ کا مطلب یہ ہے کہ اعلیٰ درجہ کا معجزہ صرف وحی یعنی قرآن مجید ہے آپ ﷺ کے باقی معجزات اس سے کم درجہ میں ہیں۔ (عبداللہ رفیق)

بَابٌ وَمِنْ مُعْجِزَاتِهِ ﷺ اِنْشِقَاقُ الْقَمَرِ
نبی کریم ﷺ کا معجزہ چاند کا پھٹنا، کا بیان

(١١٢٦٤)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، اِنْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شِقَّتَيْنِ حَتّٰی نَظَرُوْا إِلَيْهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اشْهَدُوْا۔)) (مسند احمد: ٣٥٨٣)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں چاند دو ٹکڑے ہوا، یہاں تک کہ لوگوں نے اسے دیکھ لیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گواہ ہو جاؤ۔''

فوائد: …… یہ ایسا عالمی اور کائناتی معجزہ ہے کہ جو ہمارے نبی کے ساتھ خاص ہے، آپ ﷺ سے پہلے کسی نبی کو ایسا معجزہ عطا نہیں کیا گیا۔

(١١٢٦٥)۔ عَنْ أَنَسٍ سَأَلَ أَهْلُ مَكَّةَ النَّبِيَّ ﷺ آيَةً، فَانْشَقَّ الْقَمَرُ بِمَكَّةَ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ: ﴿اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُسْتَمِرٌّ﴾ [القمر: ١۔٢]۔ (مسند احمد: ١٢٧١٨)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکہ والوں نے نبی کریم ﷺ سے معجزہ طلب کیا تو مکہ میں دو بار چاند دو ٹکڑے ہوا، پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُسْتَمِرٌّ﴾…… ''قیامت کی گھڑی قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا، مگر ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ اگر وہ کوئی نشانی دیکھ لیں منہ موڑ جاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو چلتا ہوا جادو ہے۔''

علامہ عبدالرحمن مبارکپوری نے ترمذی کی شرح تحفۃ الاحوذی (ج ۴، ص ۱۹۱) میں اور حافظ ابن حجر نے صحیح بخاری کی شرح فتح الباری (ج ۷، ص ۱۸۳) میں دیگر روایات کو سامنے رکھ کر اسی بات کو ترجیح دی ہے کہ مرتین کا معنی ''فِلْقَتَيْنِ'' ہے یعنی چاند دو ٹکڑے ہوا نہ کہ دو مرتبہ پھٹا۔ (عبداللہ رفیق)

فوائد: …… اہل مکہ کے مطالبے پر یہ معجزہ دکھایا گیا، علماء کے درمیان یہ بات متفق علیہ ہے کہ انشقاق قمر، نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ہوا اور یہ آپ ﷺ کے واضح معجزات میں سے ہے، صحیح سند ثابت شدہ احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں، لیکن قریش نے ایمان لانے کی بجائے اسے جادو قرار دے کر اپنے اعراض کی روش برقرار رکھی۔

(١١٢٦٦)۔ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُوْلُ: انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٤٠٠٣)

قتادہ کا بیان ہے کہ میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں چاند دو ٹکڑے ہوا تھا۔

(١١٢٦٤) تخریج: أخرجه البخاری: ٣٦٣٦، ٤٨٦٥، ومسلم: ٢٨٠٠ (انظر: ٣٥٨٣)

(١١٢٦٥) تخریج: أخرجه مسلم: ٢٨٠٢ (انظر: ١٢٦٨٨)

(١١٢٦٦) تخریج: اخرجه مسلم: ٢٨٠٢ (انظر: ١٣٩٥٨)

(۱۱۲۶۷)۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَارَ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةً عَلٰى هٰذَا الْجَبَلِ وَفِرْقَةً عَلٰى هٰذَا الْجَبَلِ، فَقَالُوْا: سَحَرَنَا مُحَمَّدٌ، فَقَالُوْا: إِنْ كَانَ سَحَرَنَا فَإِنَّهُ لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَسْحَرَ النَّاسَ كُلَّهُمْ۔ (مسند احمد: ۱۶۸۷۱)

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عہد نبوی میں چاند دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا، ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر اور ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر نظر آ رہا تھا، کافروں نے کہا: محمد (ﷺ) نے ہم پر جادو کر دیا، لیکن بعض لوگوں نے کہا: اگر ہم پر جادو کر دیا ہے تو اس کو اتنی طاقت تو نہیں ہے کہ سب لوگوں پر جادو کر دے۔

بَابٌ وَمِنْ مُعْجِزَاتِهِ شِفَاءُ الْمَرْضٰى بِبَرْكَتِهِ وَشَكْوَى الْجَمَلِ إِلَيْهِ وَانْتِقَالُ الشَّجَرِ مِنْ مَكَانِهِ لِلسَّلَامِ عَلَيْهِ وَانْقِيَادِهِ لِأَمْرِهِ ﷺ

آپ ﷺ کا معجزہ کہ آپ ﷺ کی برکت سے مریضوں کی شفایابی، اونٹ کے آپ کو شکایت کرنے اور آپ ﷺ کو سلام کرنے کے لیے اور آپ ﷺ کے حکم کی بجا آوری کے لیے درخت کے اپنی جگہ سے ہٹ جانے کا تذکرہ

(۱۱۲۶۸)۔ عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثًا، مَا رَآهَا أَحَدٌ قَبْلِي وَلَا يَرَاهَا أَحَدٌ بَعْدِي، لَقَدْ خَرَجْتُ مَعَهُ فِي سَفَرٍ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ مَرَرْنَا بِامْرَأَةٍ جَالِسَةٍ مَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا، فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا صَبِيٌّ أَصَابَهُ بَلَاءٌ، وَأَصَابَنَا مِنْهُ بَلَاءٌ، يُؤْخَذُ فِي الْيَوْمِ، مَا أَدْرِي كَمْ مَرَّةً، قَالَ: ((نَاوِلِيْنِيْهِ۔)) فَرَفَعَتْهُ إِلَيْهِ فَجَعَلَتْهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ وَاسِطَةِ الرَّحْلِ، ثُمَّ فَغَرَ فَاهُ فَنَفَثَ فِيْهِ ثَلَاثًا وَقَالَ: ((بِسْمِ اللّٰهِ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ

سیدنا یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کی تین ایسی باتیں ملاحظہ کی ہیں، جن کو نہ تو مجھ سے پہلے کسی نے دیکھا اور نہ میرے بعد ہی کوئی ان کا ملاحظہ کر سکے گا، ایک دفعہ میں آپ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھا، آپ ﷺ دوران سفر راستہ پر بیٹھی ہوئی ایک عورت کے پاس سے گزرے، اس کے پاس اس کا ایک (چھوٹا سا) بچہ تھا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس بچے کو جنات چمٹے ہوئے ہیں، اس کی وجہ سے ہم بہت زیادہ پریشان ہیں، اس کو ایک ایک دن میں کئی کئی بار دورہ پڑتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ مجھے پکڑاؤ۔'' اس نے بچے کو اٹھا کر آپ ﷺ کے اور پالان کی لکڑی کے درمیان بٹھا دیا، آپ نے اس کا منہ

(۱۱۲۶۷) تخریج: اسناده ضعيف، حصين بن عبد الرحمن لم يسمع هذا الحديث من محمد بن جبير بن مطعم، بينهما جبير بن محمد بن جبير وهو مجهول، أخرجه الترمذي: ۳۲۸۹ (انظر: ۱۶۷۵۰)

(۱۱۲۶۸) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة عبد الرحمن بن عبد العزيز اخرجه ابن ابي شيبة: ۱۱/ ۴۸۸ (انظر: ۱۷۵۴۸)

اخْسَأْ عَدُوَّ اللّٰهِ۔)) ثُمَّ نَاوَلَهَا إِيَّاهُ فَقَالَ:
((الْقَيْنَا فِي الرَّجْعَةِ فِي هٰذَا الْمَكَانِ
فَأَخْبِرِينَا مَا فَعَلَ۔)) قَالَ: فَذَهَبْنَا وَرَجَعْنَا
فَوَجَدْنَاهَا فِي ذٰلِكَ الْمَكَانِ مَعَهَا شِيَاهٌ
ثَلَاثٌ، فَقَالَ: ((مَا فَعَلَ صَبِيُّكِ؟))
فَقَالَتْ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، مَا حَسَسْنَا
مِنْهُ شَيْئًا حَتَّى السَّاعَةِ فَاجْتَرِزْ هٰذِهِ الْغَنَمَ،
قَالَ: ((انْزِلْ فَخُذْ مِنْهَا وَاحِدَةً وَرُدَّ الْبَقِيَّةَ
وَفِي رِوَايَةٍ فَأَهْدَتْ إِلَيْهِ كَبْشَيْنِ وَشَيْءٍ مِنْ
أَقِطٍ وَشَيْءٍ مِنَ السَّمْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ ﷺ خُذِ الْأَقِطَ وَالسَّمْنَ وَأَحَدَ
الْكَبْشَيْنِ وَرُدَّ عَلَيْهَا الْآخَرَ)) قَالَ:
وَخَرَجْتُ ذَاتَ يَوْمٍ إِلَى الْجَبَّانَةِ حَتَّى إِذَا
بَرَزْنَا، قَالَ: ((انْظُرْ وَيْحَكَ هَلْ تَرٰى مِنْ
شَيْءٍ يُوَارِينِي؟)) قُلْتُ: مَا أَرٰى شَيْئًا
يُوَارِيكَ إِلَّا شَجَرَةً مَا أُرَاهَا تُوَارِيكَ، قَالَ:
((فَمَا بِقُرْبِهَا؟)) قُلْتُ: شَجَرَةٌ مِثْلُهَا أَوْ
قَرِيبٌ مِنْهَا، قَالَ: ((فَاذْهَبْ إِلَيْهِمَا فَقُلْ:
إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُكُمَا أَنْ تَجْتَمِعَا
بِإِذْنِ اللّٰهِ)) قَالَ: فَاجْتَمَعَتَا فَبَرَزَ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ
رَجَعَ فَقَالَ: ((اذْهَبْ إِلَيْهِمَا فَقُلْ: لَهُمَا إِنَّ
رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُكُمَا أَنْ تَرْجِعَ كُلُّ
وَاحِدَةٍ مِنْكُمَا إِلَى مَكَانِهَا)) فَرَجَعَتْ،
قَالَ: وَكُنْتُ عِنْدَهُ جَالِسًا ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ جَائَهُ
جَمَلٌ يُخَبِّبُ حَتَّى صَوَّبَ بِجِرَانِهِ بَيْنَ يَدَيْهِ
ثُمَّ ذَرَفَتْ عَيْنَاهُ، فَقَالَ: ((وَيْحَكَ انْظُرْ

کھول کر اس میں تین بار پھونک ماری، جس کے ساتھ تھوک
بھی تھا اور یہ دعا پڑھی: ''بِسْمِ اللّٰہِ أَنَا عَبْدُ اللّٰہِ اخْسَأْ
عَدُوَّ اللّٰہِ۔ '' (میں اللہ کا نام لے کر کہتا ہوں کہ میں اللہ کا
بندہ ہوں، تو ناکام ہو جا اے اللہ کے دشمن) پھر آپ ﷺ
نے وہ بچہ اس عورت کو تھما دیا اور فرمایا: ''تم واپسی پر ہمیں یہیں
ملنا اور بتلانا کہ کیا نتیجہ نکلا ہے۔'' سیدنا یعلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔
ہم آگے چلے گئے، پھر جب ہم واپس آئے تو ہم نے اس
عورت کو اسی جگہ پایا۔ اس کے پاس تین بکریاں تھیں،
آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''تمہارے بچے کا کیا حال
ہے؟'' اس نے کہا: اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے
ساتھ مبعوث کیا ہے! ہم نے اُس وقت سے اب تک کوئی چیز
محسوس نہیں کی۔ آپ یہ بکریاں بطور عطیہ (ہدیہ) قبول
فرمائیں۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''تم اتر کر ایک بکری
لے لو اور باقی واپس کر دو۔'' ایک روایت میں ہے: اس نے دو
مینڈھے اور کچھ پنیر اور کچھ گھی آپ ﷺ کی خدمت میں
پیش کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم پنیر، گھی اور ایک
مینڈھا رکھ لو اور دوسرا مینڈھا واپس لوٹا دیا۔'' سیدنا یعلی رضی اللہ عنہ
کہتے ہیں: میں ایک روز جبانہ (ویرانے) کی طرف نکل گیا،
جب ہم کھلی جگہ پر پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا
بھلا ہو، کوئی ایسی چیز دیکھو جو (قضائے حاجت کے وقت)
میرے لیے آڑ بن سکے۔'' میں نے عرض کیا: مجھے تو ایسی کوئی
نظر نہیں آ رہی، صرف ایک درخت ہے، میرے خیال میں وہ
بھی آپ کی آڑ کا کام نہیں دے سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:
''اس کے قریب کیا چیز ہے؟'' میں نے عرض کیا: اس جیسا
ایک درخت ہے یا یوں کہا کہ اس کے قریب ہی ایک اور
درخت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ان درختوں کے پاس

لِمَنْ هٰذَا الْجَمَلُ إِنَّ لَهُ لَشَأْنًا)) قَالَ: فَخَرَجْتُ أَلْتَمِسُ صَاحِبَهُ فَوَجَدْتُهُ لِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَدَعَوْتُهُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: ((مَا شَأْنُ جَمَلِكَ هٰذَا؟)) فَقَالَ: وَمَا شَأْنُهُ، قَالَ: لَا أَدْرِي وَاللّٰهِ! مَا شَأْنُهُ عَمِلْنَا عَلَيْهِ وَنَضَحْنَا عَلَيْهِ حَتّٰى عَجَزَ عَنِ السِّقَايَةِ فَأْتَمَرْنَا الْبَارِحَةَ أَنْ نَنْحَرَهُ وَنُقَسِّمَ لَحْمَهُ، قَالَ: ((فَلَا تَفْعَلْ هَبْهُ لِي أَوْ بِعْنِيهِ)) فَقَالَ: بَلْ هُوَ لَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: فَوَسَمَهُ بِسِمَةِ الصَّدَقَةِ ثُمَّ بَعَثَ بِهِ۔ (مسند احمد: ۱۷٦۹۰)

جا کر کہو کہ اللہ کے رسول تمہیں حکم دے رہے ہیں کہ تم اللہ کے حکم سے اکٹھے ہو جاؤ۔'' سیدنا یعلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ بات سن کر وہ دونوں درخت آپس میں مل گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی اوٹ میں قضائے حاجت کی اور پھر واپس آ گئے اور فرمایا: ''تم ان درختوں کے پاس جا کر ان سے کہو کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم دونوں اپنی اپنی جگہ پہ واپس چلے جاؤ۔'' چنانچہ وہ اپنی اپنی جگہ لوٹ گئے۔ سیدنا یعلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک دن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اونٹ دوڑتا ہوا آیا اور اس نے اپنی گردن کا نیچے والا حصہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے زمین پر رکھ دیا اور اس کی آنکھ سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تیرا بھلا ہو، پتہ کر کے آؤ کہ یہ اونٹ کس کا ہے؟ اس کا ایک کام ہے۔'' میں اس کے مالک کی تلاش میں نکلا، وہ ایک انصاری کا تھا۔ میں اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بلا لایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تیرے اونٹ کو کیا شکایت ہے؟'' اس نے کہا: اسے کیا شکایت ہے؟ میں تو نہیں جانتا کہ اسے کیا شکایت ہے؟ ہم اس پر کام کرتے رہے اور پانی لاد کر لاتے رہے، اب یہ پانی اٹھا کر لانے سے قاصر ہے، تو ہم نے کل مشورہ کیا کہ اسے نحر (ذبح) کر کے اس کا گوشت تقسیم کر دیں۔ آپ نے فرمایا: ''تم ایسا نہ کرنا، تم یہ اونٹ مجھے ہبہ کر دو یا فروخت کر دو۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ آپ کا ہے، آپ رکھ لیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بیت المال کے صدقہ والے اونٹوں والا نشان لگا کر ادھر بھیج دیا۔

فوائد:...... اگرچہ یہ روایت ضعیف ہے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں یہ امور ثابت ہیں، جمادات، حیوانات، نباتات، غرضیکہ ہر چیز میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا شعور اور احساس ہے، جیسا کہ درج ذیل روایت سے ثابت ہوتا ہے:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ سَفَرٍ، حَتّٰى إِذَا

دَفَعْنَا إِلَى حَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ بَنِي النَّجَّارِ إِذَا فِيهِ جَمَلٌ لَا يَدْخُلُ الْحَائِطَ أَحَدٌ إِلَّا شَدَّ عَلَيْهِ، قَالَ: فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَجَاءَ حَتّٰى أَتَى الْحَائِطَ، فَدَعَا الْبَعِيرَ، فَجَاءَ وَاضِعًا مِشْفَرَهُ إِلَى الْأَرْضِ حَتّٰى بَرَكَ بَيْنَ يَدَيْهِ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَاتُوا خِطَامًا۔)) فَخَطَمَهُ وَدَفَعَهُ إِلَى صَاحِبِهِ، قَالَ: ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى النَّاسِ، قَالَ: ((إِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا يَعْلَمُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ، إِلَّا عَاصِيَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ۔)) ......ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک سفر سے واپس آئے، جب ہم بنونجار کے ایک باغ کے پاس پہنچے تو وہاں ایک سرکش اونٹ تھا، جوکوئی بھی باغ میں جاتا اونٹ اس پر حملہ کر دیتا، انصار نے اس بات کا رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا، آپ ﷺ باغ میں گئے، آپ ﷺ نے اونٹ کو بلایا، اس نے آکر اپنے ہونٹ زمین پر رکھ دیئے اور آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس کی مہار لاؤ۔'' آپ ﷺ نے اس کی رسی اس سے باندھ کر اس کے سر پر رکھ دی اور اونٹ کو اس کے مالک کے سپرد کردیا۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا: ''سرکش اور نافرمان جن وانس کے سوا زمین وآسمان کے درمیان موجود ہر چیز میرے متعلق جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں''۔ (مسند احمد: ۱۴۳۳۳، ابن ابی شیبہ: ۱۱/۴۷۳، دارمی: ۱۸)

یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے مزید تحقیق کے لیے دیکھیں مسند محقق ج: ۲۲، ص: ۲۳۳۔

(۱۱۲۶۹)۔ (وَعَنْهُ عَنْ طَرِيقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ) وَفِيهِ: وَجَاءَ بَعِيرٌ فَضَرَبَ بِجِرَانِهِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ جَرْجَرَ حَتّٰى ابْتَلَّ مَا حَوْلَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَتَدْرُونَ مَا يَقُولُ الْبَعِيرُ؟ إِنَّهُ يَزْعُمُ أَنَّ صَاحِبَهُ يُرِيدُ نَحْرَهُ۔)) فَبَعَثَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَوَاهِبُهُ أَنْتَ لِي۔)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا لِي مَالٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ، قَالَ: ((اسْتَوْصِ بِهِ مَعْرُوفًا۔)) فَقَالَ: لَا جَرَمَ لَا أُكْرِمُ مَالًا لِي كَرَامَتَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَأَتٰى عَلٰى قَبْرٍ يُعَذَّبُ صَاحِبُهُ فَقَالَ: ((إِنَّهُ يُعَذَّبُ فِي غَيْرِ كَبِيرٍ۔)) فَأَمَرَ بِجَرِيدَةٍ فَوُضِعَتْ عَلٰى قَبْرِهِ فَقَالَ: ((عَسَى أَنْ

(دوسری سند) یہ حدیث بھی گزشتہ حدیث کی مانند مروی ہے، البتہ کچھ تفصیل اس میں یوں ہے: ایک اونٹ نے آکر اپنا سینہ زمین پر رکھ دیا اور پھر اس نے اس قدر جھاگ نکالی کہ اردگرد کی جگہ تر ہوگئی، نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: ''آیا تم جانتے ہو یہ اونٹ کیا کہہ رہاہے؟ یہ کہہ رہا ہے کہ اس کا مالک اسے ذبح کرنا چاہتا ہے۔'' نبی کریم ﷺ نے اس کے مالک کو پیغام بھیجا، جب وہ آ گیا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''کیا تم یہ اونٹ مجھے ہبہ کرتے ہو؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ مجھے اپنے سارے مال میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا تو پھر میں تمہیں اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتا ہوں۔'' اس نے کہا: ٹھیک ہے اے اللہ کے رسول! میرا جس قدر بھی مال ہے، میں سب

(۱۱۲۶۹) تخریج: اسناده ضعيف لجهالة حبيب بن ابى جبيرة، اخرجه الطبرانى فى "الكبير": ۲/ ۷۰۵ (انظر: ۱۷۵۵۹)

يُخَفَّفَ عَنْهُ مَا دَامَتْ رَطْبَةً.)) (مسند احمد: ١٧٧٠٢)

سے بڑھ کر اس کا اکرام کروں گا۔'' سیدنا یعلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے، اس قبر والے کو عذاب ہو رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے کسی مشکل کام کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا۔'' پھر آپ ﷺ نے اس کی قبر پر ایک چھڑی رکھنے کا حکم دیا، پس وہ رکھ دی گئی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''امید ہے کہ جب تک یہ تر رہے گی اس کے عذاب میں تخفیف کر دی جائے گی۔''

(١١٢٧٠)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) قَالَ: قَالَ ثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ، رَأَيْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَا نَحْنُ نَسِيرُ مَعَهُ إِذْ مَرَرْنَا بِبَعِيرٍ يُسْنٰى عَلَيْهِ، فَلَمَّا رَآهُ الْبَعِيرُ جَرْجَرَ وَوَضَعَ جِرَانَهُ، فَوَقَفَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَيْنَ صَاحِبُ هٰذَا الْبَعِيرِ؟)) فَجَاءَ فَقَالَ: ((بِعْنِيهِ.)) فَقَالَ: لَا بَلْ أَهَبُهُ لَكَ، فَقَالَ: ((لَا، بِعْنِيهِ.)) قَالَ: لَا بَلْ أَهَبُهُ لَكَ وَإِنَّهُ لِأَهْلِ بَيْتٍ مَا لَهُمْ مَعِيشَةٌ غَيْرُهُ، قَالَ: ((أَمَا إِذْ ذَكَرْتَ هٰذَا مِنْ أَمْرِهِ فَإِنَّهُ شَكَا كَثْرَةَ الْعَمَلِ وَقِلَّةَ الْعَلَفِ فَأَحْسِنُوا إِلَيْهِ.)) قَالَ: ثُمَّ سِرْنَا فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَنَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَجَاءَتْ شَجَرَةٌ تَشُقُّ الْأَرْضَ حَتّٰى غَشِيَتْهُ ثُمَّ رَجَعَتْ إِلٰى مَكَانِهَا، فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ ذَكَرْتُ لَهُ، فَقَالَ: ((هِيَ شَجَرَةٌ اسْتَأْذَنَتْ رَبَّهَا عَزَّوَجَلَّ أَنْ تُسَلِّمَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَذِنَ لَهَا.)) قَالَ: ثُمَّ سِرْنَا فَمَرَرْنَا بِمَاءٍ

(تیسری سند) سیدنا یعلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے تین امور مشاہدہ کئے، ایک دفعہ ہم آپ کے ساتھ جا رہے تھے، ہم ایک اونٹ کے پاس سے گزرے، جس پر کھیتی کو سیراب کرنے کے لیے پانی لادا جاتا تھا۔ اونٹ نے آپ ﷺ کو دیکھا تو وہ جھاگ اگلنے لگا اور اس نے (زمین پر بیٹھ کر) اپنی گردن زمین پر لگا دی۔ نبی کریم ﷺ اس کے پاس کھڑے ہوگئے اور پوچھا: ''اس اونٹ کا مالک کہاں ہے؟'' جب وہ آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم یہ اونٹ مجھے فروخت کر دو۔'' اس نے کہا: میں اسے آپ کے ہاتھ فروخت نہیں کرتا، البتہ آپ کو ہبہ کر دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں بلکہ تم اس کو میرے ہاتھ پر فروخت کر دو۔'' اس نے کہا: جی نہیں، میں اسے فروخت نہیں، بلکہ ہم اسے آپ کے نام ہبہ کرتے ہیں۔ وہ اونٹ ایسے گھرانے کا تھا کہ جن کا اس کے سوا کوئی اور ذریعۂ معاش نہیں تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اس کے متعلق جو کچھ ذکر کیا ہے، وہ اپنی جگہ درست ہے، دراصل بات یہ ہے کہ اس نے کام کی کثرت اور گھاس کی کمی کی شکایت کی ہے، تم اس کے

(١١٢٧٠) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة عبد الله بن حفص، وعطاء بن السائب كان قد اختلط، وانظر الحديثين بالطريقين الاول والثاني (انظر: ١٧٥٦٥)

فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ بِابْنٍ لَهَا بِهِ جِنَّةٌ، فَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَنْخَرِهِ فَقَالَ: ((اخْرُجْ إِنِّي مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ۔)) قَالَ: ثُمَّ سِرْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ سَفَرِنَا مَرَرْنَا بِذٰلِكَ الْمَاءِ، فَأَتَتْهُ الْمَرْأَةُ بِجَزُورٍ وَلَبَنٍ، فَأَمَرَهَا أَنْ تَرُدَّ الْجَزُورَ وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ فَشَرِبَ مِنَ اللَّبَنِ فَسَأَلَهَا عَنِ الصَّبِيِّ، فَقَالَتْ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا رَأَيْنَا مِنْهُ رَيْبًا بَعْدَكَ۔ (مسند احمد: ١٧٧٠٨)

ساتھ اچھا سلوک کیا کرو۔'' سیدنا یعلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس کے بعد ہم آگے گئے اور ایک مقام پر رکے۔ نبی کریم ﷺ سو گئے، ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ایک درخت زمین کو چیرتا ہوا آیا اور اس نے آپ کو ڈھانپ لیا، پھر وہ اپنی جگہ واپس لوٹ گیا۔ جب آپ ﷺ بیدار ہوئے تو میں نے اس واقعہ کا آپ ﷺ سے ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس درخت نے اپنے رب تعالیٰ سے اجازت طلب کی کہ وہ اللہ کے رسول کو سلام کہہ لے، تو اسے اجازت دے دی گئی۔'' سیدنا یعلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم آگے گئے اور پانی کے ایک چشمے (یا تالاب) کے پاس سے گزرے۔ ایک عورت اپنے بیٹے کو لیے آئی، جسے جن چمٹے ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اس بچے کی ناک کو پکڑ کر فرمایا: ''نکل جا، میں اللہ کا رسول محمد (تجھے یہ حکم دے رہا) ہوں۔'' سیدنا یعلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر ہم آگے روانہ ہو گئے، ہم سفر سے واپس آئے اور اس چشمے یا تالاب کے پاس سے گزرے تو وہ عورت ایک موٹی تازی بکری اور دودھ لے کر حاضر ہوئی، آپ ﷺ نے بکری واپس کر دینے کا حکم دیا اور صحابہ کو دودھ پی لینے کا امر صادر فرمایا، آپ ﷺ نے اس سے بچے کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! ہم نے آپ کے بعد اس میں بیماری کا کوئی اثر نہیں دیکھا۔

(١١٢٧١)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ رَابِعٍ) قَالَ: مَا أَظُنُّ أَنَّ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ رَأٰى مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا دُونَ مَا رَأَيْتُ، فَذَكَرَ أَمْرَ الصَّبِيِّ وَالنَّخْلَتَيْنِ، وَأَمْرَ الْبَعِيرِ إِلَّا أَنَّهُ

(چوتھی سند) سیدنا یعلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کی جو باتیں دیکھی ہیں، دوسروں نے ان سے کم ہی دیکھی ہوں گی۔ پھر انہوں نے بچے کا، دو کھجوروں کا اور اونٹ والا واقعہ ذکر کیا۔ البتہ اس روایت میں

(١١٢٧١) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، المنهال بن عمرو لم يسمع من يعلى بن مرة، اخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٢٢/ ٦٨٠، والبيهقى فى "الدلائل": ٦/ ٢٠ (انظر: ١٧٥٦٧)

قَالَ: ((مَا لِبَعِيرِكَ يَشْكُوكَ زَعَمَ أَنَّكَ سَانِيهِ حَتّٰى إِذَا كَبُرَ تُرِيدُ أَنْ تَنْحَرَهُ۔)) قَالَ: صَدَقْتَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ نَبِيًّا، قَدْ أَرَدْتُ ذٰلِكَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَفْعَلُ۔ (مسند احمد: ١٧٧١٠)

یوں ہے کہ آپ نے اونٹ کے مالک سے فرمایا: ''کیا بات ہے، یہ اونٹ تمہاری شکایت کر رہا ہے؟ یہ کہہ رہا ہے کہ تم اس پر پانی لادلاد کر اس سے کام لیتے رہے اور اب جب یہ بوڑھا ہو گیا ہے تو تم اسے نحر کر دینا چاہتے ہو۔'' اس نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر مبعوث کیا ہے! آپ کی بات واقعی درست ہے، میرا یہی ارادہ ہے، اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! میں اسے نحر (ذبح) نہیں کروں گا۔

(١١٢٧٢)۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ الْأَزْدِيِّ قَالَ: حَدَّثَتْنِي أُمِّي أَنَّهَا رَأَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَرْمِي جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي، وَخَلْفَهُ إِنْسَانٌ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ أَنْ يُصِيبُوهُ بِالْحِجَارَةِ وَهُوَ يَقُولُ: ((أَيُّهَا النَّاسُ لَا يَقْتُلْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَإِذَا رَمَيْتُمْ فَارْمُوا بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ۔)) ثُمَّ أَقْبَلَ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ بِابْنٍ لَهَا فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ ابْنِي هٰذَا ذَاهِبُ الْعَقْلِ فَادْعُ اللّٰهَ لَهُ، قَالَ لَهَا: ((ائْتِينِي بِمَاءٍ۔)) فَأَتَتْهُ بِمَاءٍ فِي تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ، فَتَفَلَ فِيهِ وَغَسَلَ وَجْهَهُ، ثُمَّ دَعَا فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: ((اذْهَبِي فَاغْسِلِيهِ بِهِ، وَاسْتَشْفِي اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ۔)) فَقُلْتُ لَهَا: هَبِي لِي مِنْهُ قَلِيلًا لِابْنِي هٰذَا فَأَخَذْتُ مِنْهُ قَلِيلًا بِأَصَابِعِي فَمَسَحْتُ بِهَا شِقَّةَ ابْنِي، فَكَانَ مِنْ أَبَرِّ النَّاسِ، فَسَأَلْتُ

سلیمان بن عمرو بن احوص ازدی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میری والدہ نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو جمرۂ عقبہ کی رمی کرتے ہوئے دیکھا، اس کے بعد آپ ﷺ آگے بڑھے اور ایک عورت اپنے بچے کو لیے آپ ﷺ کے پاس آ گئی اور اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرا یہ بیٹا پاگل ہے، آپ اللہ تعالیٰ سے اس کے حق میں دعا فرمائیں، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''پانی لاؤ۔'' وہ پتھر کے ایک برتن میں پانی لے کر آئی، آپ نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور آپ نے اپنا چہرہ اس برتن کے اوپر دھویا، پانی نیچے اس برتن میں گرا، پھر آپ ﷺ نے اس برتن میں دعا پڑھی اور فرمایا: ''جاؤ بچے کو اس پانی کے ساتھ غسل دینا اور اللہ تعالیٰ سے شفا کی دعا کرنا۔'' میں نے اس سے کہا: تو اس پانی میں سے تھوڑا سا مجھے بھی دے دے تاکہ میں اپنے بیٹے کو پلالوں، پھر میں نے اپنی انگلی کے ساتھ اس میں سے تھوڑا سا پانی لے کر اپنے بیٹے کے ہونٹ پر لگا دیا۔ اس کے نتیجے میں وہ سب سے بڑھ کر نیک ہوا۔ میں نے اس کے بعد اس عورت

(١١٢٧٢) تخريج: حسن لغيره دون قوله: "فأتته بماء ...... الخ"، وهذا اسناد ضعيف لضعف يزيد بن عطاء ويزيد بن ابى زياد الهاشمى، ولجهالة حال سليمان بن عمرو بن الاحوص (انظر: ٢٧١٣٢)

الْمَرْأَةَ بَعْدُ مَا فَعَلَ ابْنُهَا، قَالَتْ: بَرِءَ أَحْسَنَ بَرْءٍ۔ (مسند احمد: ٢٧٦٧٢)

سے اس کے بیٹے کے متعلق دریافت کیا کہ اس کا کیا حال ہے؟ اس نے بتلایا کہ وہ بالکل ٹھیک ہو گیا تھا۔

(١١٢٧٣)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ بِوَلَدِهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ بِهِ لَمَمًا وَإِنَّهُ يَأْخُذُهُ عِنْدَ طَعَامِنَا، فَيُفْسِدُ عَلَيْنَا طَعَامَنَا، قَالَ: فَمَسَحَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَدْرَهُ وَدَعَا لَهُ فَثَعَّ ثَعَّةً، فَخَرَجَ مِنْ فِيهِ مِثْلُ الْجَرْوِ الْأَسْوَدِ فَشُفِيَ۔ (مسند احمد: ٢١٣٣)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس پر جنون یعنی پاگل پن کا اثر ہے اور اسے ہمارے کھانے کے وقت دورہ پڑتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور اس کے لیے دعا کی، تو اسے ایک قے آئی اور اس کے منہ سے کتے کے پلے کی سی کوئی سیاہ چیز نکلی اور وہ شفایاب ہو گیا۔

(١١٢٧٤)۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَثَرَ ضَرْبَةٍ فِي سَاقِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ فَقُلْتُ: يَا أَبَا مُسْلِمٍ! مَا هٰذِهِ الضَّرْبَةُ؟ قَالَ: هٰذِهِ ضَرْبَةٌ أُصِبْتُهَا يَوْمَ خَيْبَرَ، قَالَ: يَوْمَ أُصِبْتُهَا، قَالَ النَّاسُ: أُصِيبَ سَلَمَةُ، فَأُتِيَ بِي رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَنَفَثَ فِيهِ ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ، فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ۔ (مسند احمد: ١٦٦٢٩)

یزید بن عبید سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی پر زخم کا ایک نشان دیکھا، میں نے پوچھا: ابومسلم! یہ نشان کیسا ہے؟ انھوں نے کہا: خیبر کے دن مجھے زخم لگا تھا، یہ اس کا نشان ہے، جس دن مجھے یہ زخم آیا تھا، لوگوں نے کہا: سلمہ رضی اللہ عنہ کو شدید قسم کا زخم آیا ہے، مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا، آپ نے اس زخم پر تھوک کے ساتھ تین پھونکیں ماریں، اس کے بعد اب تک مجھے اس میں کوئی درد محسوس نہیں ہوا۔

(١١٢٧٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَامِرٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَرِنِي الْخَاتَمَ الَّذِي بَيْنَ كَتِفَيْكَ، فَإِنِّي مِنْ أَطَبِّ النَّاسِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أُرِيكَ آيَةً؟)) قَالَ:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: قبیلۂ بنو عامر کا ایک فرد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! آپ کے کندھوں کے درمیان جو ابھرا ہوا گوشت ہے، وہ مجھے دکھلائیں۔ میں ایک ماہر طبیب ہوں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس سے فرمایا: ''آیا میں تجھے

(١١٢٧٣) تخريج: اسناده ضعيف، فرقد السبخي، قال البخاري: في حديثه مناكير، وقال احمد وابوحاتم: ليس بالقوي، اخرجه ابن ابي شيبة: ٨/ ٥٠، والدارمي: ١٩، والطبراني: ١٢٤٦٠ (انظر: ٢١٣٣)

(١١٢٧٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٢٠٦ (انظر: ١٦٥١٤)

(١١٢٧٥) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، اخرجه الترمذي: ٣٦٢٨ (انظر: ١٩٥٤)

بَلٰى، قَالَ: فَنَظَرَ إِلٰى نَخْلَةٍ، فَقَالَ: ((أُدْعُ ذٰلِكَ الْعِذْقَ۔)) قَالَ: فَدَعَاهُ، فَجَاءَ يَنْقُزُ حَتّٰى قَامَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِرْجِعْ۔)) فَرَجَعَ إِلٰى مَكَانِهِ، فَقَالَ الْعَامِرِيُّ: يَا آلَ بَنِي عَامِرٍ! مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ رَجُلاً أَسْحَرَ۔ (مسند احمد ١٩٥٤)

ایک نشانی نہ دکھلاؤں؟'' اس نے کہا ضرور دکھلائیں۔ آپ نے کھجور کے ایک درخت کی طرف دیکھ کر فرمایا: کھجور کے اس درخت کو بلاؤ۔ اس نے اسے بلایا تو وہ چھلانگیں لگاتا ہوا آیا اور آپ کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے واپس لوٹ جانے کا حکم دیا تو وہ اپنی جگہ واپس پلٹ گیا۔ تو اس عامری نے کہا: اے آل بنو عامر! میں نے اس سے بڑا جادوگر کبھی نہیں دیکھا۔

(١١٢٧٦)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: أَرْدَفَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ خَلْفَهُ، فَأَسَرَّ إِلَيَّ حَدِيْثاً لَا أُخْبِرُ بِهِ أَحَداً أَبَداً، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَحَبُّ مَا اسْتَتَرَ بِهِ فِيْ حَاجَتِهِ هَدَفٌ، أَوْحَائِشُ نَخْلٍ، فَدَخَلَ يَوْماً حَائِطاً مِنْ حِيْطَانِ الْأَنْصَارِ، فَإِذَا جَمَلٌ قَدْ أَتَاهُ فَجَرْجَرَ، وَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ، قَالَ بَهْزٌ وَعَفَّانُ: فَلَمَّا رَأَى النَّبِيَّ ﷺ حَنَّ وَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ، فَمَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَرَاتَهُ وَذِفْرَاهُ، فَسَكَنَ۔ فَقَالَ: ((مَنْ صَاحِبُ الْجَمَلِ؟)) فَجَاءَ فَتًى مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: هُوَ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَقَالَ: ((أَمَا تَتَّقِي اللّٰهَ فِي هٰذِهِ الْبَهِيْمَةِ الَّتِيْ مَلَّكَكَهَا اللّٰهُ۔)) إِنَّهُ شَكَا إِلَيَّ أَنَّكَ تُجِيْعُهُ وَتُدْئِبُهُ۔ (مسند احمد: ١٧٤٥)

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اللہ کے رسول ﷺ نے ایک دن مجھے سواری پر اپنے پیچھے سوار کیا اور آپ ﷺ نے مجھ سے راز دارانہ طور پر ایک بات فرمائی، جو میں کبھی بھی کسی کو نہیں بتلاؤں گا۔ اللہ کے رسول ﷺ قضائے حاجت کے وقت کسی بلند عمارت یا کھجوروں کے جھنڈ کو پسند کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ ایک دن انصاریوں کے کھجوروں کے باغات میں سے ایک باغ میں تشریف لے گئے، تو ایک اونٹ نے آپ ﷺ کے پاس آکر بلبلانا اور آنکھوں سے آنسو بہانا شروع کر دیا۔ جعفر اور عفان سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو رونے لگا اور اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی پشت پر اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ پرسکون ہوگیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''اس اونٹ کا مالک کون ہے؟'' ایک انصاری نوجوان نے آکر عرض کی: اے اللہ کے رسول! یہ اونٹ میرا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے تمہیں اس جانور کا مالک بنایا ہے۔ کیا تم اس کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتے؟ اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور مشقت زیادہ لیتے ہو۔''

(١١٢٧٦) تخريج: اخرجه مسلم: ٣٤٢ (انظر: ١٧٤٥)

بَابٌ وَمِنْ مُعْجِزَاتِهِ ﷺ نُطْقُ الْجَمَادَاتِ وَالْحَيْوَانِ وَحَنِيْنُ الْجِذْعِ لِفِرَاقِهِ

اس امر کا بیان کہ جمادات اور حیوانات کا گفتگو کرنا اور کھجور کے تنے کا آپ ﷺ کی جدائی میں رونا بھی آپ ﷺ کے معجزات میں سے ہے

(۱۱۲۷۷)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنِّی لَأَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُبْعَثَ (وَفِي رِوَايَةٍ: لَيَالِيَ بُعِثْتُ) اِنِّي لَأَعْرِفُهُ الْآنَ۔)) (مسند احمد: ۲۱۱۱۳)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک میں مکہ مکرمہ میں ایک پتھر کو پہچانتا ہوں، وہ بعثت سے پہلے یا بعثت والی راتوں کو مجھ کو سلام کہتا تھا، میں اب بھی اس کو پہچانتا ہوں۔''

فوائد:...... اس میں نبی کریم ﷺ کے معجزہ کا بیان ہے، نیز معلوم ہوا کہ جمادات میں بھی تمیز اور شناخت کا شعور موجود ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ﴾ ......''اور بے شک ان سے کچھ پتھر یقیناً وہ ہیں جو اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں'' (سورۂ بقرہ: ۷۴)

(۱۱۲۷۸)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: عَدَا الذِّئْبُ عَلٰى شَاةٍ فَأَخَذَهَا فَطَلَبَهُ الرَّاعِيْ فَانْتَزَعَهَا مِنْهُ فَأَقْعَى الذِّئْبُ عَلٰى ذَنَبِهِ قَالَ: أَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ! تَنْزِعُ عَنِّيْ رِزْقًا سَاقَهُ اللّٰهُ اِلَيَّ؟ فَقَالَ: يَا عَجَبِيْ! ذِئْبٌ مُقْعٍ عَلٰى ذَنَبِهِ يُكَلِّمُنِيْ كَلَامَ الْإِنْسِ، فَقَالَ الذِّئْبُ: أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَعْجَبَ مِنْ ذٰلِكَ؟ مُحَمَّدٌ ﷺ بِيَثْرِبَ يُخْبِرُ النَّاسَ بِأَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ، قَالَ: فَأَقْبَلَ الرَّاعِيْ يَسُوْقُ غَنَمَهُ حَتّٰى دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ فَزَوَاهَا اِلٰى زَاوِيَةٍ مِنْ زَوَايَاهَا، ثُمَّ أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَنُوْدِيَ الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ، ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ لِلرَّاعِيْ: ((أَخْبِرْهُمْ))

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ایک بھیڑیئے نے ایک بکری پر حملہ کیا اور اس کو پکڑ لیا، لیکن چرواہے نے اس کا پیچھا کیا اور اس سے بکری چھین لی، وہ بھیڑیا اپنی دم پر بیٹھ گیا اور اس نے کہا: کیا تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا، تو مجھ سے وہ رزق چھینتا ہے، جو اللہ تعالیٰ مجھے عطا کیا ہے؟ اس نے کہا: بڑا تعجب ہے، اپنی دم پر بیٹھا ہوا یہ بھیڑیا انسان کی طرح مجھ سے کلام کرتا ہے، اتنے میں بھیڑیئے نے پھر کہا: کیا میں تجھے اس سے زیادہ تعجب والی بات بتاؤں؟ محمد ﷺ یثرب میں ظاہر ہو چکے ہیں اور لوگوں کو ماضی کی خبریں بتلاتے ہیں، چرواہے نے اپنے بکریوں کو ہانکنا شروع کیا، یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہوا اور مدینہ کے ایک کونے میں ان کو جمع کیا اور پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور سارے ماجرے کی آپ ﷺ کو خبر دی، پس آپ ﷺ نے حکم دیا اور

(۱۱۲۷۷) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۲۷۷ (انظر: ۲۰۸۲۸)

(۱۱۲۷۸) تخريج: رجاله ثقات رجال الصحيح، اخرجه الترمذی: ۲۱۸۱ (انظر: ۱۱۷۹۲)

فَأَخْبَرَهُمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَدَقَ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُكَلِّمَ السِّبَاعُ الْإِنْسَ، وَيُكَلِّمَ الرَّجُلَ عَذَبَةُ سَوْطِهِ وَشِرَاكُ نَعْلِهِ وَيُخْبِرُهُ فَخِذُهُ بِمَا أَحْدَثَ أَهْلُهُ بَعْدَهُ۔)) (مسند احمد: ١١٨١٤)

''اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ'' کی آواز لگائی گئی، جب لوگ جمع ہو گئے تو آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور چرواہے سے فرمایا: ''اِن لوگوں کو وہ بات بتلاؤ۔'' پس اس نے ان کو یہ بات بتلائی، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ سچ کہہ رہا ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک ایسا نہیں ہوگا کہ درندے لوگوں سے باتیں کریں گے، آدمی کے کوڑے کا کنارہ اور جوتے کا تسمہ اس سے کلام کرے گا اور بندے کی ران اس کو وہ کچھ بتلائے گی، جو اس کے اہل نے اس کے بعد کیا ہوگا۔''

(١١٢٧٩)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: بَيْنَا رَجُلٌ مِنْ أَسْلَمَ فِيْ غُنَيْمَةٍ لَهُ يَهُشُّ عَلَيْهَا فِيْ بَيْدَاءِ ذِي الْحُلَيْفَةِ إِذْ عَدَا عَلَيْهِ الذِّئْبُ فَانْتَزَعَ شَاةً مِنْ غَنَمِهِ فَجَهْجَأَهُ الرَّجُلُ فَرَمَاهُ بِالْحِجَارَةِ حَتّٰى اسْتَنْقَذَ مِنْهُ شَاتَهُ، ثُمَّ إِنَّ الذِّئْبَ أَقْبَلَ حَتّٰى أَقْعٰى مُسْتَذْفِرًا بِذَنَبِهِ مُقَابِلَ الرَّجُلِ، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ شُعَيْبِ بْنِ أَبِيْ حَمْزَةَ۔ (مسند احمد: ١١٨٦٦)

(دوسری سند) بنو اسلم قبیلے کا ایک آدمی ذو الحلیفہ میں بیداء مقام پر اپنی بکریوں پر درختوں کے پتے جھاڑ رہا تھا، اچانک ایک بھیڑیئے نے حملہ کیا اور ایک بکری لے گیا، لیکن اس بندے نے اس کو ڈانٹا، چلّایا اور اس کو پتھر مارا اور اس سے اپنی بکری چھڑا لی، پھر وہ بھیڑیا اپنی دم کو ٹانگوں کے درمیان کر کے اس آدمی کے سامنے بیٹھ گیا، .... آگے وہی روایت ذکر کی۔

فوائد:...... نبی کریم ﷺ کی آمد سے پہلے سابقہ مذہبی ادب میں آپ ﷺ کا واضح تذکرہ ملتا ہے۔ اس ضمن میں سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی روایت میں آپ ﷺ کو بڑا خوبصورت تذکرہ موجود ہے، ملاحظہ ہو حدیث نمبر (١١٧٤٣)، نیز حدیث نمبر (١٠٤٨٦) میں مذکورہ مضمون ملاحظہ ہو۔

(١١٢٨٠)۔ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْخٌ أَدْرَكَ الْجَاهِلِيَّةَ وَنَحْنُ فِيْ غَزْوَةِ رُوْدِسَ يُقَالُ لَهُ: ابْنُ عَبْسٍ، قَالَ: كُنْتُ أَسُوْقُ لِآلٍ

مجاہد کہتے ہیں: جاہلیت کو پانے والے ایک شیخ نے ہم کو بیان کیا، جبکہ ہم غزوۂ رودس میں تھے، اس شیخ کو ابن عبس کہتے تھے، اس نے کہا: میں اپنی آل کی ایک گائے کو ہانک رہا تھا کہ

(١١٢٧٩) تخريج: اسناده ضعيف لضعف شهر بن حوشب (انظر: ١١٨٤١)

(١١٢٨٠) تخريج: هذا الاثر اسناده ضعيف، تفرد به عبيدالله بن ابى زياد وهو ممن لا يحتمل تفرده (انظر: ١٦٦٩٥)

لَنَا بَقَرَةٌ، قَالَ: فَسَمِعْتُ مِنْ جَوْفِهَا يَا آلَ ذرِيحٍ، قَوْلٌ فَصِيحٌ، رَجُلٌ يَصِيحُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، قَالَ: فَقَدِمْنَا مَكَّةَ فَوَجَدْنَا النَّبِيَّ ﷺ قَدْ خَرَجَ بِمَكَّةَ۔ (مسند احمد: ۱٦٨١٥)

میں نے اس کے پیٹ سے یہ آواز سنی: اے آل ذریح! فصاحت والا کلام ہے، ایک آدمی لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی آواز لگا رہا ہے، پھر جب ہم مکہ میں آئے تو نبی کریم ﷺ کو اس حال میں پایا کہ آپ مکہ میں نبوت کا اعلان کر چکے تھے۔

فوائد:...... اس باب سے معلوم ہوا کہ جمادات کو بھی رسول اللہ ﷺ کے نبی و رسول ہونے کا شعور تھا۔ اور مکہ میں ایک پتھر نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل آپ کو سلام کہا کرتا تھا۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ چاہے تو جمادات کو بھی بولنے کی طاقت دے سکتا ہے۔

نیز معلوم ہوا کہ علامات قیامت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قیامت سے قبل درندے یعنی جانور انسانوں سے انسانوں کی طرح ہم کلام ہوں گے اور اللہ چاہے تو جانوروں کو بھی بولنے کی طاقت دے سکتا ہے جیسا کہ بھیڑیے نے چرواہے کے ساتھ گفتگو کی۔

بَابُ حَنِيْنِ الْجِذْعِ لِفِرَاقِهِ ﷺ
نبی کریم ﷺ کی جدائی میں غمگین ہونے پر کھجور کے تنے کا گریہ

(۱۱۲۸۱)۔ عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرُبُ، وَفِي رِوَايَةٍ: يُصَلِّي، إِلَى جِذْعٍ إِذْ كَانَ الْمَسْجِدُ عَرِيْشًا، وَكَانَ يَخْطُبُ إِلَى ذٰلِكَ الْجِذْعِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ لَكَ أَنْ نَجْعَلَ لَكَ شَيْئًا تَقُوْمُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، حَتّٰى يَرَاكَ النَّاسُ وَتُسْمِعَهُمْ خُطْبَتَكَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) فَصُنِعَ لَهُ ثَلَاثُ دَرَجَاتٍ اللَّاتِي عَلَى الْمِنْبَرِ، فَلَمَّا صُنِعَ الْمِنْبَرُ وَوُضِعَ فِي مَوْضِعِهِ الَّذِي وَضَعَهُ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: جب مسجد کھجور کے تنوں اور شاخوں سے بنی ہوئی تھی تو رسول اللہ ﷺ کھجور کے ایک تنے کے پاس نماز ادا کیا کرتے تھے اور اسی کے پاس کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ ایک صحابی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ اجازت دیں تو ہم آپ کے لیے ایک ایسی چیز تیار کر دیں جس کے اوپر کھڑے ہو کر آپ جمعہ کے دن خطبہ دیا کریں، تاکہ سب لوگ آپ کو دیکھ سکیں اور آپ اپنا خطاب (آسانی سے) سب لوگوں کو سنا سکیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے''۔ تو آپ ﷺ کے لیے تین سیڑھیوں والا منبر بنا دیا گیا، جب منبر تیار ہو گیا اور اسے رسول اللہ ﷺ نے اس کی جگہ پر رکھوا

(۱۱۲۸۱) تخريج: صحيح لغيره، دون قصة اخذ ابى بن كعب للجذع، ومداره على عبد الله بن محمد بن عقيل، وهو حسن الحديث فى المتابعات والشواهد، ولم يتابع على هذه القصة، ولم يرد ما يشهد لها، فهى ضعيفة، اخرجه ابن ماجه: ١٤١٤ (انظر: ٢١٢٤٨)

يَأْتِيَ الْمِنْبَرَ مَرَّ عَلَيْهِ، فَلَمَّا جَاوَزَهُ خَارَ الْجِذْعُ حَتّٰى تَصَدَّعَ وَانْشَقَّ، فَرَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَمَسَحَهُ بِيَدِهِ حَتّٰى سَكَنَ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْمِنْبَرِ، وَكَانَ إِذَا صَلّٰى صَلّٰى إِلَيْهِ، فَلَمَّا هُدِمَ الْمَسْجِدُ وَغُيِّرَ، أَخَذَ ذَاكَ الْجِذْعَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، فَكَانَ عِنْدَهُ حَتّٰى بَلِيَ وَأَكَلَتْهُ الْأَرْضَةُ وَعَادَ رُفَاتاً۔ (مسند احمد: ۲۱۵٦۸)

دیا، آپ ﷺ منبر پر جانے کے لیے اس تنے کے پاس سے گزرے تو وہ تنا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا، یہاں تک کہ وہ پھٹ گیا، رسول اللہ ﷺ اس کی طرف واپس پلٹے، اپنا ہاتھ مبارک اس پر پھیرا، یہاں تک کہ وہ پر سکون ہوگیا۔ پھر آپ ﷺ منبر کی طرف گئے۔ آپ ﷺ جب بھی نماز پڑھتے تو اسی تنے کے قریب پڑھا کرتے تھے۔ جب مسجد کو گرا کر اس کی عمارت تبدیل کی گئی، تب اس تنے کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ لے گئے، وہ انہی کے پاس رہا یہاں تک کہ وہ بوسیدہ ہو گیا، اسے دیمک کھا گئی اور وہ ریزہ ریزہ یعنی بھر بھرا ہوگیا۔

(۱۱۲۸۲)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ) وَفِيْهِ: فَصَنَعُوْا لَهُ ثَلَاثَ دَرَجَاتٍ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ كَمَا كَانَ يَقُوْمُ، فَصَغَى الْجِذْعُ إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ: ((اسْكُنْ۔)) ثُمَّ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: ((هٰذَا الْجِذْعُ حَنَّ إِلَيَّ۔)) فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((اُسْكُنْ! إِنْ تَشَأْ غَرَسْتُكَ فِي الْجَنَّةِ، فَتَأْكُلَ مِنْكَ الصَّالِحُوْنَ، وَإِنْ تَشَأْ أُعِيْدُكَ كَمَا كُنْتَ رَطْباً۔)) فَاخْتَارَ الْآخِرَةَ عَلَى الدُّنْيَا، فَلَمَّا قُبِضَ النَّبِيُّ دُفِعَ إِلٰى أُبَيٍّ، فَلَمْ يَزَلْ عِنْدَهُ حَتّٰى أَكَلَتْهُ الْأَرْضَةُ۔ (مسند احمد: ۲۱۵۸۰)

(دوسری سند) اس میں یہ ہے کہ صحابہ نے آپ کے لیے تین سیڑھیوں والا منبر تیار کیا، جب نبی کریم ﷺ حسب معمول خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو وہ تنا آپ سے جدائی پر رونے لگا، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''خاموش ہو جا۔'' پھر آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: ''یہ تنا میری جدائی پر رویا ہے''۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ''خاموش ہو جا، اگر تو چاہتا ہے تو میں تجھے جنت میں لگا دوں تا کہ صالحین تیرا پھل کھائیں اور اگر تو چاہے تو تجھے پہلے کی طرح تر وتازہ کر دوں۔'' پس اس نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی، جب نبی کریم ﷺ نے وفات پائی تو وہ تنا سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا گیا۔ وہ انہی کے پاس رہا یہاں تک کہ اسے دیمک چاٹ گئی۔

(۱۱۲۸۳)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا خَطَبَ يَسْتَنِدُ إِلٰى جِذْعِ نَخْلَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ، فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ مِنْبَرُهُ إِسْتَوٰى عَلَيْهِ، فَاضْطَرَبَتْ تِلْكَ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ خطبہ دیتے وقت مسجد کے ستونوں میں سے کھجور کے ایک تنے کا سہارا لیا کرتے تھے، جب آپ ﷺ کے لیے منبر تیار کر دیا گیا اور آپ ﷺ اس پر کھڑے ہوئے تو وہ ستون (تنا)

(۱۱۲۸۲) تخريج: اسناده ضعيف، فقد تفرد به عبد الله بن محمد بن عقيل بهذه السياقة (انظر: ۲۱۲٦۰)
(۱۱۲۸۳) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٤٩، ۹۱۸، ۳۵۸۵ (انظر: ۱٤۱٤۲)

السَّارِيَةُ كَحَنِيْنِ النَّاقَةِ، حَتّٰى سَمِعَهَا أَهْلُ الْمَسْجِدِ، حَتّٰى نَزَلَ إِلَيْهَا فَاعْتَنَقَهَا، فَسَكَنَتْ، وَفِي رِوَايَةٍ: فَسَكَتَتْ۔ (مسند احمد: ١٤١٨٩)

اونٹنی کی طرح بے چین ہو کر رونے لگا۔ یہاں تک کہ اس کی آواز مسجد میں موجود سب لوگوں نے سنی۔ آپ ﷺ نے منبر سے نیچے اتر کر اس تنے کو اپنے سینے سے لگایا تو وہ خاموش ہو گیا۔

(١١٢٨٤)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ إِلٰى جِذْعِ نَخْلَةٍ، قَالَ: فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ لَهَا غُلَامٌ نَجَّارٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! إِنَّ لِي غُلَامًا نَجَّارًا، أَفَآمُرُهُ أَنْ يَتَّخِذَ لَكَ مِنْبَرًا تَخْطُبُ عَلَيْهِ؟ قَالَ: ((بَلٰى۔)) قَالَ: فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ خَطَبَ عَلَى الْمِنْبَرِ، قَالَ: فَأَنَّ الْجِذْعُ الَّذِي كَانَ يَقُوْمُ عَلَيْهِ كَمَا يَئِنُّ الصَّبِيُّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ هٰذَا بَكٰى لِمَا فَقَدَ مِنَ الذِّكْرِ۔)) (مسند احمد: ١٤٢٥٥)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ کھجور کے ایک تنے کے پاس کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، ایک انصاری خاتون ،جس کا غلام بڑھئی تھا، نے آپ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرا ایک غلام بڑھئی ہے، کیا میں اس سے کہہ کر آپ کے خطبہ دینے کے لیے ایک منبر تیار کروا دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی کیوں نہیں۔'' سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب جمعہ کے دن آپ ﷺ منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمانے لگے، تو وہ تنا جس کے قریب آپ ﷺ کھڑے ہوا کرتے تھے بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کے رونے لگا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس کے قریب جو اللہ کا ذکر کیا جاتا تھا، اس سعادت سے محرومی پر یہ رویا ہے۔''

(١١٢٨٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَخْطُبُ إِلٰى جِذْعٍ قَبْلَ أَنْ يَتَّخِذَ الْمِنْبَرَ، فَلَمَّا اتَّخَذَ الْمِنْبَرَ وَتَحَوَّلَ إِلَيْهِ حَنَّ عَلَيْهِ، فَأَتَاهُ فَاحْتَضَنَهُ فَسَكَنَ، قَالَ: ((وَلَوْ لَمْ أَحْتَضِنْهُ لَحَنَّ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ٢٢٣٦)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ منبر تیار ہونے سے قبل نبی کریم ﷺ ایک ستون کے قریب کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، منبر تیار ہونے پر جب آپ ﷺ ادھر منتقل ہو گئے تو وہ تنا رونے لگا۔ پھر آپ ﷺ نے اس کے قریب آ کر اسے اپنے سینے سے لگایا تو وہ خاموش ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں اسے سینے سے نہ لگاتا تو یہ قیامت تک روتا رہتا''۔

فوائد:...... یہ تنا نبی کریم ﷺ کے ذکر سے متأثر تھا، جب اس نے اس ذکر کو گم پایا تو وہ رونے لگا، اللہ تعالی، اس کی علامات اور اس کے ذکر کے سلسلے میں کائنات کی ہر چیز کو شعور ہے۔

(١١٢٨٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١١٢٨٥) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، اخرجه ابن ماجه: ١٤١٥ (انظر: ٢٢٣٦)

بَابٌ وَمِنْ مُعْجِزَاتِهِ ﷺ اِنْقِيَادُ مَا اسْتَعْصٰى مِنَ الْحَيْوَانَاتِ وَالْجَمَادَاتِ بِبَرَكَتِهِ عَلَيْهِ أَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ وَأَزْكَى التَّسْلِيمَاتِ

اس امر کا بیان کہ نبی کریم ﷺ کی برکت سے سرکش اور باغی جانور اور جمادات بھی فرماں بردار بن جاتے تھے

(۱۱۲۸٦)- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ أَهْلُ بَيْتٍ مِنَ الْأَنْصَارِ لَهُمْ جَمَلٌ يَسْنُونَ عَلَيْهِ، وَإِنَّ الْجَمَلَ اسْتُصْعِبَ عَلَيْهِمْ فَمَنَعَهُمْ ظَهْرَهُ، وَإِنَّ الْأَنْصَارَ جَاءُوْا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: إِنَّهُ كَانَ لَنَا جَمَلٌ نُسْنِيْ عَلَيْهِ، وَإِنَّهُ اسْتُصْعِبَ عَلَيْنَا وَمَنَعَنَا ظَهْرَهُ، وَقَدْ عَطِشَ الزَّرْعُ وَالنَّخْلُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: ((قُوْمُوْا۔)) فَقَامُوْا، فَدَخَلَ الْحَائِطَ وَالْجَمَلُ فِيْ نَاحِيَةٍ، فَمَشَى النَّبِيُّ ﷺ نَحْوَهُ، فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنَّهُ قَدْ صَارَ مِثْلَ الْكَلْبِ الْكَلِبِ، وَإِنَّا نَخَافُ عَلَيْكَ صَوْلَتَهُ، فَقَالَ: ((لَيْسَ عَلَيَّ مِنْهُ بَأْسٌ۔)) فَلَمَّا نَظَرَ الْجَمَلُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَقْبَلَ نَحْوَهُ حَتّٰى خَرَّ سَاجِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ، فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِنَاصِيَتِهِ أَذَلَّ مَا كَانَتْ قَطُّ حَتّٰى أَدْخَلَهُ فِي الْعَمَلِ، فَقَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذِهِ بَهِيْمَةٌ لَا تَعْقِلُ تَسْجُدُ لَكَ وَنَحْنُ نَعْقِلُ فَنَحْنُ أَحَقُّ أَنْ نَسْجُدَ لَكَ، فَقَالَ: ((لَا يَصْلُحُ لِبَشَرٍ،

سیدنا سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انصاریوں کے ایک گھرانے کا اونٹ تھا، جس پروہ پانی لاد کر لاتے اور فصلوں کو سیراب کیا کرتے تھے۔ اونٹ سرکش ہو گیا اور اپنی پشت پر کوئی وزن اٹھانے سے انکاری ہو گیا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہمارا ایک اونٹ تھا، جس پر ہم فصلوں کو سیراب کرنے کے لیے پانی لاد کر لایا کرتے تھے، اب وہ ضدی اور سرکش ہو گیا ہے اور اپنی پشت پر کوئی وزن نہیں لادنے دیتا۔ ہماری کھیتیاں اور کھجوروں کے درخت خشک ہو رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''اٹھو۔'' وہ اٹھ کھڑے ہوئے، آپ ﷺ باغ میں داخل ہوئے، وہ اونٹ باغ کے ایک کونے میں تھا، نبی کریم ﷺ اس کی طرف چل کر گئے، انصار رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! وہ باؤلے کتے کی طرح باؤلا ہو چکا ہے۔ ہمیں خطرہ ہے کہ وہ آپ ﷺ پر حملہ نہ کردے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس کی طرف سے کوئی اندیشہ نہیں۔'' اونٹ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو آپ ﷺ کی طرف لپک کر آیا اور آپ ﷺ کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس کی پیشانی کے بال پکڑے تو وہ ازحد مطیع و تابع فرمان ہو گیا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اسے کام میں لگا دیا، صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

(۱۱۲۸٦) تخریج: صحیح لغیرہ دون قولہ: "والذی نفسی بیدہ لو کان من قدمہ ...... الخ۔" تفرد بہ حسین المروزی عن خلف بن خلیفۃ، وخلف کان قد اختلط قبل موتہ، اخرجہ البزار: ۲٤٥٤ (انظر: ۱۲٦۱٤)

وَلَوْ صَلُحَ لِبَشَرٍ أَنْ يَسْجُدَ لِبَشَرٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا مِنْ عِظَمِ حَقِّهِ عَلَيْهَا، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ كَانَ مِنْ قَدَمِهِ إِلَى مَفْرِقِ رَأْسِهِ قُرْحَةً تَنْبَجِسُ بِالْقَيْحِ وَالصَّدِيدِ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَتْهُ فَلَحَسَتْهُ مَا أَدَّتْ حَقَّهُ.)) (مسند احمد: ١٢٦٤١)

اے اللہ کے رسول! یہ بے عقل جانور آپ ﷺ کے سامنے سجدہ کرتا ہے، جبکہ ہم تو عقل مند ہیں اور ہمیں زیادہ حق پہنچتا ہے کہ ہم آپ ﷺ کو سجدہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی انسان کے سامنے سجدہ کرنا روا نہیں، اگر کسی انسان کے لیے کسی انسان کے سامنے سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے، کیونکہ اس پر شوہر کے بہت حقوق ہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر شوہر پاؤں سے سر کی چوٹی تک پھوڑوں سے بھرا ہوا ہو اور ان میں سے خون اور پیپ رستی ہو، اور بیوی آ کر اسے چاٹ چاٹ کر صاف کرے، تب بھی وہ اپنے شوہر کا حق پوری طرح ادا نہیں کر سکتی۔''

(١١٢٨٧)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ سَفَرٍ، حَتّٰى إِذَ دَفَعْنَا إِلٰى حَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ بَنِي النَّجَّارِ إِذَ فِيْهِ جَمَلٌ لَا يَدْخُلُ الْحَائِطَ أَحَدٌ إِلَّا شَدَّ عَلَيْهِ، قَالَ: فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَجَاءَ حَتّٰى أَتَى الْحَائِطَ، فَدَعَا الْبَعِيرَ، فَجَاءَ وَاضِعًا مِشْفَرَهُ إِلَى الْأَرْضِ حَتّٰى بَرَكَ بَيْنَ يَدَيْهِ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَاتُوْا خِطَامًا۔)) فَخَطَمَهُ وَدَفَعَهُ إِلٰى صَاحِبِهِ، قَالَ: ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى النَّاسِ، قَالَ: ((إِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا يَعْلَمُ أَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ، إِلَّا عَاصِيَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ۔)) (مسند احمد: ١٤٣٨٥)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک سفر سے واپس آئے، جب ہم بنونجار کے ایک باغ کے پاس پہنچے تو وہاں ایک سرکش اونٹ تھا، جو کوئی بھی باغ میں جاتا اونٹ اس پر حملہ کر دیتا، انصار نے اس بات کا رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا، آپ ﷺ باغ میں گئے، آپ ﷺ نے اونٹ کو بلایا، اس نے آ کر اپنے ہونٹ زمین پر رکھ دیئے اور آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس کی مہار لاؤ۔'' آپ ﷺ نے اس کی رسی اس سے باندھ کر اس کے سر پر رکھ دی اور اونٹ کو اس کے مالک کے سپرد کر دیا۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''سرکش اور نافرمان جن و انس کے سوا زمین و آسمان کے درمیان موجود ہر چیز میرے متعلق جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔''

(١١٢٨٧) تخريج: صحيح لغيره، اخرجه ابن ابی شيبة: ١١/ ٤٧٣، والدارمی: ١٨، والطبرانی فی "الكبير": ١٢٧٤٤ (انظر: ١٤٣٣٣)

فوائد: ...... اس حدیثِ مبارکہ میں ایک اہم قانون بیان کیا گیا ہے کہ سرکش اور باغی جن وانس کے علاوہ کائنات کی ہر چیز میں شعور اور احساس ہے، جس شعور کی روشنی میں وہ اللہ تعالی، اس کی علامتوں اور اس کے رسول کو سمجھتی ہے۔

(۱۱۲۸۸)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا، قَالَتْ: کَانَ لِآلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَحْشٌ، فَإِذَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَعِبَ وَاشْتَدَّ وَ أَقْبَلَ وَأَدْبَرَ، فَإِذَا أَحَسَّ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَدْ دَخَلَ، رَبَضَ فَلَمْ یَتَرَمْرَمْ مَا دَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِی الْبَیْتِ کَرَاہِیَةَ أَنْ یُؤْذِیَہُ۔ (مسند احمد: ۲۵۳۲۹)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آل رسول اللہ ﷺ کا ایک وحشی جانور تھا، جب اللہ کے رسول ﷺ باہر چلے جاتے تو وہ کھیلتا کودتا اور آگے پیچھے دوڑتا تھا۔ لیکن جب رسول اللہ ﷺ کی آمد محسوس کرتا تو پرسکون ہو جاتا، پھر جب تک آپ ﷺ گھر میں رہتے، وہ کوئی حرکت نہ کرتا مبادا کہ اس کی وجہ سے آپ ﷺ کو کوئی تکلیف پہنچے۔

(۱۱۲۸۹)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا، قَالَتْ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ، فَلَمَّا کُنَّا بِالْحُرِّ إِنْصَرَفْنَا وَأَنَا عَلٰی جَمَلٍ، وَکَانَ آخِرُ الْعَہْدِ مِنْہُمْ وَأَنَا أَسْمَعُ صَوْتَ النَّبِیِّ ﷺ، وَہُوَ بَیْنَ ظَہْرَیْ ذٰلِكَ السَّمُرِ وَہُوَ یَقُوْلُ: ((وَا عَرُوْسَاہ!)) قَالَتْ: فَوَاللّٰہِ! إِنِّی لَعَلٰی ذٰلِكَ إِذْ نَادٰی مُنَادٍ: أَنْ أَلْقِی الْخِطَامَ، فَأَلْقَیْتُہُ فَأَعْلَقَہُ اللّٰہُ بِیَدِہِ۔ (مسند احمد: ۲۶۶٤۱)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر پر روانہ ہوئے، جب ہم وادی حُر میں پہنچے اور وہاں سے واپس ہوئے، میں ایک اونٹ پر سوار تھی، اس کے بعد وہ دوڑ پڑا۔ رسول اللہ ﷺ ببول کے درختوں کے درمیان زور زور سے پکار رہے تھے: ہائے دلہن! ہائے دلہن! اور میں آپ ﷺ کی آوازیں سن رہی تھی۔ اللہ کی قسم! میں اسی کیفیت سے دوچار تھی کہ کسی نے مجھے پکار کر اس کی مہار نیچے پھینکنے کا کہا: میں نے مہار کو نیچے پھینک دیا تو اللہ تعالی نے اس مہار کو اونٹ کے اگلے پاؤں میں الجھا دیا (اور وہ رک گیا)۔

(۱۱۲۹۰)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِحَفْرِ الْخَنْدَقِ، قَالَ: وَعَرَضَ لَنَا صَخْرَةٌ فِی مَکَانٍ مِنَ الْخَنْدَقِ لَا تَأْخُذُ فِیہَا الْمَعَاوِلُ، قَالَ: فَشَکَوْہَا إِلٰی

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خندق کھودنے کا حکم دیا، کھدائی کے دوران ایک مقام پر چٹان آ گئی، جہاں گینتیاں کام نہیں کرتی تھیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا شکوہ کیا، آپ ﷺ تشریف

(۱۱۲۸۸) تخریج: رجالہ ثقات رجال الصحیح الا ان مجاھد بن جبر لم یصرح بما یفید سماعہ ھذا الحدیث من عائشة، اخرجہ الطحاوی فی "شرح معانی الآثار": ٤/ ۱۹۵، والبزار: ۲٤۵۰، وابویعلی: ٤٤٤۱ (انظر: ۲٤۸۱۸)

(۱۱۲۸۹) تخریج: اسنادہ ضعیف لجھالة ابی شداد (انظر: ۲٦۱۱۲)

(۱۱۲۹۰) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف میمون ابی عبد اللہ، أخرجہ النسائی فی "الکبری": ۸۸۵۸، وابویعلی: ۱٦۸۵ (انظر: ۱۸٦۹٤)

رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ عَوْفٌ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَضَعَ ثَوْبَهُ، ثُمَّ هَبَطَ إِلَى الصَّخْرَةِ فَأَخَذَ الْمِعْوَلَ، فَقَالَ: ((بِسْمِ اللّٰهِ)) فَضَرَبَ ضَرْبَةً فَكَسَرَ ثُلُثَ الْحَجَرِ، وَقَالَ: ((اَللّٰهُ أَكْبَرُ! أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الشَّامِ، وَاللّٰهِ! إِنِّي لَأُبْصِرُ قُصُورَهَا الْحُمْرَ مِنْ مَكَانِي هٰذَا)) ثُمَّ قَالَ: ((بِسْمِ اللّٰهِ)) وَضَرَبَ أُخْرٰى فَكَسَرَ ثُلُثَ الْحَجَرِ فَقَالَ: ((اَللّٰهُ أَكْبَرُ! أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ فَارِسَ، وَاللّٰهِ! إِنِّي لَأُبْصِرُ الْمَدَائِنَ وَأُبْصِرُ قَصْرَهَا الْأَبْيَضَ مِنْ مَكَانِي هٰذَا))، ثُمَّ قَالَ: ((بِسْمِ اللّٰهِ)) وَضَرَبَ ضَرْبَةً أُخْرٰى فَقَلَعَ بَقِيَّةَ الْحَجَرِ، فَقَالَ: ((اَللّٰهُ أَكْبَرُ! أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الْيَمَنِ، وَاللّٰهِ! إِنِّي لَأُبْصِرُ أَبْوَابَ صَنْعَاءَ مِنْ مَكَانِي هٰذَا))۔ (مسند احمد: ۱۸۸۹۸)

لائے، سیدنا عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ سیدنا براء رضی اللہ عنہ نے یہ بھی بیان کیا کہ آپ ﷺ نے آ کر اپنا کپڑا ایک طرف رکھا اور چٹان کی طرف گئے، آپ ﷺ نے گینتی کو پکڑ کر بسم اللہ پڑھی اور اسے زور سے مارا، چٹان کا ایک تہائی حصہ ٹوٹ گیا۔ آپ ﷺ نے زور سے فرمایا: ''اللہ اکبر، مجھے شام کی کنجیاں دے دی گئیں ہیں، اللہ کی قسم! میں اپنی اس جگہ سے اس وقت وہاں کے سرخ محلات کو دیکھ رہا ہوں۔'' پھر آپ ﷺ نے دوبارہ بسم اللہ پڑھ کر دوبارہ گینتی چلائی، چٹان کا دوسرا ایک تہائی ٹوٹ گیا۔ آپ ﷺ نے زور سے اللہ اکبر کہا اور فرمایا: ''مجھے ایران کی چابیاں دے دی گئی ہیں، اللہ کی قسم میں مدائن کو اور وہاں کے سفید محل کو اپنی اس جگہ سے اس وقت دیکھ رہا ہوں۔'' پھر آپ نے بسم اللہ پڑھ کر تیسری مرتبہ گینتی چلائی تو باقی چٹان بھی ریزہ ریزہ ہوگئی، آپ ﷺ نے زور سے اللہ اکبر کہا اور فرمایا: ''مجھے یمن کی چابیاں دے دی گئی ہیں اور میں اس وقت اس جگہ سے صنعاء کے دروازوں کو دیکھ رہا ہوں۔''

(۱۱۲۹۱)۔ عَنْ عَبْدِالْوَاحِدِ بْنِ أَيْمَنَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: مَكَثَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ، وَهُمْ يَحْفِرُوْنَ الْخَنْدَقَ، ثَلَاثًا لَمْ يَذُوْقُوْا طَعَامًا، فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ هَاهُنَا كُدْيَةً مِنَ الْجَبَلِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رُشُّوْهَا بِالْمَاءِ فَرَشُّوْهَا۔)) ثُمَّ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَخَذَ الْمِعْوَلَ أَوِ الْمِسْحَاةَ ثُمَّ قَالَ: ((بِسْمِ اللّٰهِ)) فَضَرَبَ ثَلَاثًا فَصَارَتْ كَثِيبًا يُهَالُ، قَالَ جَابِرٌ: فَحَانَتْ مِنِّي الْتِفَاتَةٌ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ شَدَّ عَلٰى بَطْنِهِ حَجَرًا۔ (مسند احمد: ۱٤۲٦۰)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بغیر کچھ کھائے تین روز تک خندق کھودتے رہے، کھدائی کے دوران صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہاں ایک پہاڑی چٹان ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس پر پانی چھڑک دو۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پر پانی چھڑک دیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے آ کر گینتی اٹھائی اور فرمایا: ''بسم اللہ۔'' آپ ﷺ نے تین بار گینتی چلائی تو وہ چٹان ریزہ ریزہ ہوگئی۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اچانک میری نظر پڑی تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بطن مبارک پر پتھر باندھا ہوا تھا۔

(۱۱۲۹۱) تخريج: أخرجه البخاري: ٤١٠١ (انظر: ١٤٢١١)

فوائد:...... اس باب کی احادیث سے معلوم ہوا کہ، سرکش، باغی اور ضدی قسم کے جانور بھی رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر مطیع و تابع ہو جاتے تھے۔

اونٹ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سجدہ کیا۔ یاد رہے کہ اس حدیث میں اونٹ کے سجدہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس نے اپنا منہ زمین پر رکھ دیا تھا۔ جیسا کہ اسی باب کی حدیث سے واضح ہے۔

بَابٌ وَمِنْ مُعْجِزَاتِهِ ﷺ خَبَرُ بَعِيْرِ جَابِرِ الَّذِيْ اَعْيَاهُ التَّعَبُ فَبَرَكَ بِهِ فِي الطَّرِيْقِ فَضَرَبَهُ ﷺ بِرِجْلِهِ فَقَامَ كَأَنْشَطِ مَا يَكُوْنُ مِنَ الْإِبِلِ

اس امر کا بیان کہ آپ ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے اونٹ والا بھی ہے، جو دوران سفر چلنے سے عاجز آ کر راستے میں بیٹھ گیا تھا، آپ ﷺ نے اسے اپنا قدم مبارک مارا تو وہ انتہائی پھرتیلا ہو گیا

(١١٢٩٢)۔ عَنْ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ، يَقُوْلُ: إِنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ بَرَكَ بِهِ بَعِيْرٌ قَدْ أَزْحَفَ بِهِ، فَمَرَّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ: ((مَالَكَ يَا جَابِرُ؟)) فَأَخْبَرَهُ، فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْبَعِيْرِ، ثُمَّ قَالَ: ((اِرْكَبْ يَا جَابِرُ۔)) فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهُ لَا يَقُوْمُ، فَقَالَ لَهُ: ((اِرْكَبْ۔)) فَرَكِبَ جَابِرٌ الْبَعِيْرَ، ثُمَّ ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْبَعِيْرَ بِرِجْلِهِ، فَوَثَبَ الْبَعِيْرُ وَثْبَةً لَوْ لَا أَنَّ جَابِرًا تَعَلَّقَ بِالْبَعِيْرِ لَسَقَطَ مِنْ فَوْقِهِ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِجَابِرٍ: ((تَقَدَّمْ يَا جَابِرُ الْآنَ عَلٰى أَهْلِكَ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَجِدْهُمْ قَدْ يَسَّرُوْا لَكَ كَذَا وَكَذَا)) حَتّٰى ذَكَرَ الْفُرُشَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ وَفِرَاشٌ لِامْرَأَتِهِ وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ وَالرَّابِعُ

سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کا اونٹ تھک ہار کر اور چلنے سے عاجز ہو کر بیٹھ گیا، رسول اللہ ﷺ اس کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''جابر! کیا بات ہے؟'' انہوں نے آپ ﷺ کو ساری بات بتائی، رسول اللہ ﷺ اپنی سواری سے اتر کر سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے اونٹ کی طرف گئے اور فرمایا: ''جابر! سوار ہو جاؤ۔'' انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ تو کھڑا ہی نہیں ہوتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم سوار تو ہو جاؤ۔'' سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اونٹ پر سوار ہو گئے اور آپ ﷺ نے اپنا پاؤں اونٹ کو مارا اور وہ اچھل کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اگر سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اونٹ کو قابو کر کے پکڑ نہ لیتے تو اوپر سے نیچے جا گرتے۔ پھر آپ ﷺ نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اب تم چلو اور اپنے اہل خانہ میں پہنچو۔ تم گھر جا کر دیکھو گے کہ وہ تمہارے لیے فلاں فلاں چیز تیار کر چکے ہیں۔'' آپ ﷺ نے بستروں تک کا بھی ذکر کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(گھر میں) ایک بستر مرد کے لیے، ایک اس کی بیوی کے لیے، تیسرا مہمان کے لیے

(١١٢٩٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٠٧٩، ٥٢٤٥، ٥٢٤٧، ومسلم: ص ١٠٨٨ (انظر: ١٤١٢٤)

لِلشَّيْطَانِ۔)) (مسند احمد: ١٤١٧٠) اور چوتھا شیطان کے لیے ہوتا ہے۔''

فوائد:...... یہ بھی آپ ﷺ کا معجزہ اور برکت تھی کہ اس طرح کا تھکا ہوا اونٹ خوب چلنے پر قدرت حاصل کر لیتا ہے۔

امام نووی نے کہا: علمائے اسلام کا نظریہ ہے کہ (اس قسم کی) احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب لوگ اس سلسلے میں حاجت اور ضرورت سے بڑھ کر کام کریں گے تو وہ مباہات، تکبر اور دنیوی زینت کے لیے ہوگا اور اس قسم کی چیز مذموم ہوتی ہے، جس کو شیطان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، کیونکہ وہی اس سے راضی ہوتا ہے، لوگوں کو اس قسم کے وسوسے ڈالتا ہے اور ان کو ان کی کاروائیاں خوبصورت بنا کر دکھاتا ہے۔

بَابٌ وَمِنْ مُعْجِزَاتِهِ ﷺ تَفَجُّرِ الْمَاءِ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ عِنْدَ اشْتِدَادِ الْحَاجَةِ إِلَيْهِ

اس امر کا بیان کہ آپ ﷺ کے معجزات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ شدید پیاس کے موقع پر آپ ﷺ کی انگشت ہائے مبارکہ سے پانی پھوٹنے لگا

(١١٢٩٣)۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ يَتَوَضَّأُ مِنْهَا، إِذْ جَهَشَ النَّاسُ نَحْوَهُ، فَقَالَ: ((مَا شَأْنُكُمْ؟)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهُ لَيْسَ لَنَا مَاءٌ نَشْرَبُ مِنْهُ وَلَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ بِهِ إِلَّا مَا بَيْنَ يَدَيْكَ، فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَيْهِ فِي الرَّكْوَةِ، فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُوْرُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُوْنِ، فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا، فَقُلْتُ: كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ: لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَانَا، كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً۔ (مسند احمد: ١٤٥٧٦)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: حدیبیہ کے دن لوگوں کو شدید پیاس لگی، رسول اللہ ﷺ کے سامنے چمڑے کا ایک چھوٹا سا برتن تھا، جس سے آپ ﷺ وضو کیا کرتے تھے، لوگ اس برتن کی طرف للچائی نظروں سے دیکھنے لگے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا بات ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ ﷺ کے سامنے موجود پانی کے علاوہ ہمارے پاس پینے یا وضو کرنے کے لیے پانی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ چمڑے کے اس برتن میں رکھ دیئے۔ آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی چشموں کی مانند پھوٹنے لگا۔ ہم نے پانی پیا اور وضو کیا۔ سالم بن ابی جعد کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ اس دن آپ لوگوں کی تعداد کتنی تھی؟ انہوں نے کہا: اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی ہمیں کافی رہتا، ویسے ہماری تعداد پندرہ سو تھی۔

(١١٢٩٤)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، أَنَا سُفْيَانُ،

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم

(١١٢٩٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٥٧٦، ومسلم: ١٨٥٦ (انظر: ١٤٥٢٢)

(١١٢٩٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٥٧٩ (انظر: ٣٨٠٧)

عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَلَمْ يَجِدُوْا مَاءً، فَأُتِيَ بِتَوْرٍ مِنْ مَاءٍ، فَوَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ فِيهِ يَدَهُ وَفَرَّجَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ، قَالَ: فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَتَفَجَّرُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: ((حَيَّ عَلَى الْوَضُوْءِ وَالْبَرَكَةِ مِنَ اللّٰهِ۔)) قَالَ الْأَعْمَشُ: فَأَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ أَبِي الْجَعْدِ، قَالَ: قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ: كَمْ كَانَ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: كُنَّا أَلْفًا وَخَمْسَ مِائَةٍ۔ (مسند احمد: ۳۸۰۷)

ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، صحابہ کو پانی نہ ملا، پھر پانی سے بھرا ہوا پیتل کا ایک برتن لایا گیا، نبی کریم ﷺ نے اس میں اپنا ہاتھ مبارک رکھ دیا اور اپنی انگلیوں کو کشادہ کر لیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی پھوٹ رہا ہے۔ پھر آپ نے ﷺ فرمایا: ''وضو کے پانی اور اللہ کی طرف سے نازل ہونے والی برکت کی طرف آؤ۔'' اعمش کہتے ہیں: مجھے سالم بن ابی جعد نے بتایا کہ انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: اس دن لوگوں کی تعداد کتنی تھی؟ انہوں نے بتایا: ہم پندرہ سو(1500) تھے۔

(۱۱۲۹۵)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَيْسَ فِي الْعَسْكَرِ مَاءٌ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَيْسَ فِي الْعَسْكَرِ مَاءٌ، قَالَ: ((هَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَأْتِنِيْ بِهِ۔)) قَالَ: فَأَتَاهُ بِإِنَاءٍ فِيهِ شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ قَلِيلٍ، قَالَ: فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَصَابِعَهُ فِي فَمِ الْإِنَاءِ وَفَتَحَ أَصَابِعَهُ، قَالَ: فَانْفَجَرَتْ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ عُيُوْنٌ، وَأَمَرَ بِلَالًا فَقَالَ: ((نَادِ فِي النَّاسِ الْوَضُوْءَ الْمُبَارَكَ۔)) (مسند احمد: ۲۲۶۸)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس حال میں صبح کی کہ لشکر میں (لوگوں کے پاس اپنی ضروریات کے لیے) پانی (بالکل) نہ تھا۔ ایک آدمی نے آپ ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا: اللہ کے رسول! لشکر میں پانی بالکل نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا تمہارے پاس کچھ پانی ہے؟'' اس نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم وہ پانی میرے پاس لاؤ۔'' سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: وہ ایک برتن آپ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا، جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلیاں برتن کے منہ میں ڈال کر انگلیوں کو ذرا کھولا تو آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے۔ آپ ﷺ نے بلال کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں اعلان کر دیں کہ وضو کے لیے بابرکت پانی موجود ہے۔

(۱۱۲۹۵) تخریج: حسن لغیره، اخرجه الدارمی: ۲۵، والبزار: ۲٤١٥، والطبرانی: ۱۲۵٦۰ (انظر: ۲۲٦۸)

(۱۱۲۹۶)۔ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: نُودِيَ بِالصَّلَاةِ، فَقَامَ كُلُّ قَرِيبِ الدَّارِ مِنَ الْمَسْجِدِ وَبَقِيَ مَنْ كَانَ أَهْلُهُ نَائِيَ الدَّارِ، فَأُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِخْضَبٍ مِنْ حِجَارَةٍ فَصَغُرَ أَنْ يَبْسُطَ أَكُفَّهُ فِيهِ، قَالَ: فَضَمَّ أَصَابِعَهُ، قَالَ: فَتَوَضَّأَ بَقِيَّتُهُمْ۔ قَالَ حُمَيْدٌ: وَسُئِلَ أَنَسٌ: كَمْ كَانُوا؟ قَالَ: ثَمَانِينَ أَوْزِيَادَةً۔ (مسند احمد: ۱۲۰۵۵)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نماز کے لیے آواز دی گئی، جن لوگوں کے گھر مسجد کے قریب تھے، وہ سب اٹھ کر گھروں کو چلے گئے، (تا کہ وضو کر کے آئیں)۔ صرف وہ لوگ رہ گئے جن کے گھر مسجد سے دور تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پتھر کا ایک چھوٹا سا برتن لایا گیا، وہ اس قدر چھوٹا تھا کہ آپ ﷺ اس میں ہتھیلی کو نہ پھیلا سکے۔ پس آپ ﷺ نے انگلیوں کو آپس میں ملالیا، سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سب لوگوں نے وضوء کر لیا۔ حمید کہتے ہیں: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ آدمی کتنے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ اسی یا اس سے کچھ زائد افراد تھے۔

(۱۱۲۹۷)۔ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ بِالزَّوْرَاءِ، فَأُتِيَ بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ لَا يَغْمُرُ أَصَابِعَهُ، فَأَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَتَوَضَّئُوا، فَوَضَعَ كَفَّهُ فِي الْمَاءِ، فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ وَأَطْرَافِ أَصَابِعِهِ حَتَّى تَوَضَّأَ الْقَوْمُ، قَالَ: فَقُلْتُ لِأَنَسٍ: كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ: كُنَّا ثَلَاثَمِائَةٍ۔ (مسند احمد: ۱۲۷۷۲)

سیدنا سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ زوراء مقام پر تشریف فرما تھے، آپ ﷺ کی خدمت میں ایک برتن لایا گیا، جس میں محض اس قدر پانی بھی نہیں تھا کہ آپ ﷺ کی انگلیاں اس میں ڈوب جاتیں۔ آپ ﷺ نے صحابہ کو وضو کرنے کا حکم دیا اور اپنی ہتھیلی پانی میں رکھ دی۔ آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے اور ان کے کناروں سے پانی نکلنے لگا، یہاں تک کہ سب لوگوں نے وضوء کر لیا۔ قتادہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: آپ لوگوں کی تعداد کتنی تھی؟ انہوں نے بتایا: ہم تین سو تھے۔

(۱۱۲۹۸)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَحَانَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ، فَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوءَ فَلَمْ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عصر کی نماز کے وقت میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا، لوگوں نے وضو کرنے کے لیے پانی تلاش کیا، مگر انہیں پانی نہ مل سکا، رسول اللہ ﷺ کی

(۱۱۲۹۶) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۵۷۵ (انظر: ۱۲۰۳۲)

(۱۱۲۹۷) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۵۷۲، ومسلم: ۲۲۷۹ (انظر: ۱۲۷٤۲)

(۱۱۲۹۸) تخريج: أخرجه البخاري: ۱٦۹، ۳۵۷۳، ومسلم: ۲۲۷۹ (انظر: ۱۲۳٤۸)

يَجِدُوْا، فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِوَضُوْئِهِ، فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ الْإِنَاءِ يَدَهُ وَأَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَتَوَضَّؤُوْا مِنْهُ، فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ، فَتَوَضَّأَ النَّاسُ حَتّٰى تَوَضَّؤُوْا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ۔ (مسند احمد: ۱۲۳۷۳)

خدمت میں آپ ﷺ کا وضوء کرنے کا پانی پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس برتن میں رکھا اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اس پانی سے وضوء کریں۔ میں نے آپ ﷺ کی انگشت ہائے مبارکہ کے نیچے سے پانی پھوٹتے دیکھا، لوگوں نے وضو کرنا شروع کیا، یہاں تک کہ سب لوگوں نے وضو کرلیا۔

(۱۱۲۹۹)۔ عَنْ ثَابِتٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: حَدِّثْنَا يَا أَبَا حَمْزَةَ مِنْ هٰذِهِ الْأَعَاجِيْبِ شَيْئًا شَهِدْتَهُ لَا تُحَدِّثُهُ عَنْ غَيْرِكَ، قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الظُّهْرِ يَوْمًا، ثُمَّ انْطَلَقَ حَتّٰى قَعَدَ عَلَى الْمَقَاعِدِ الَّتِي كَانَ يَأْتِيْهِ عَلَيْهَا جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَجَاءَ بِلَالٌ فَنَادَاهُ بِالْعَصْرِ، فَقَامَ كُلُّ مَنْ كَانَ لَهُ بِالْمَدِيْنَةِ أَهْلٌ يَقْضِي الْحَاجَةَ وَيُصِيْبُ مِنَ الْوَضُوْءِ، وَبَقِيَ رِجَالٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ أَهَالِي بِالْمَدِيْنَةِ، فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقَدَحٍ أَرْوَحَ فِيْهِ مَاءٌ، فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَفَّهُ فِي الْإِنَاءِ فَمَا وَسِعَ الْإِنَاءُ كَفَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ بِهٰؤُلَاءِ الْأَرْبَعِ فِي الْإِنَاءِ، ثُمَّ قَالَ: ((أُدْنُوْا فَتَوَضَّئُوْا۔)) وَيَدُهُ فِي الْإِنَاءِ، فَتَوَضَّؤُوْا حَتّٰى مَا بَقِيَ مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا تَوَضَّأَ۔ قَالَ: قُلْتُ: يَا أَبَا حَمْزَةَ! كَمْ تَرَاهُمْ؟ قَالَ: بَيْنَ السَّبْعِيْنَ وَالثَّمَانِيْنَ۔ (مسند احمد: ۱۲۴۳۹)

ثابت سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابو حمزہ! آپ ہمیں ان عجیب باتوں (یعنی معجزات) میں سے کچھ ایسے معجزات بیان فرمائیں جو آپ نے خود ملاحظہ کئے ہوں اور وہ آپ کسی دوسرے سے روایت نہ کرتے ہوں۔ انہوں نے کہا: ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی، پھر آپ ﷺ چل کر ان مقامات پر جا بیٹھے، جہاں آپ ﷺ کی خدمت میں جبریل علیہ السلام آیا کرتے تھے۔ اتنے میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے آ کر آپ ﷺ کو عصر کی نماز کے لیے آواز دی۔ (یہ سن کر) جن لوگوں کے رہائش گاہیں مدینہ منورہ میں تھیں، وہ سب اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے تاکہ قضائے حاجت کر کے باوضو ہو کر آئیں، کچھ مہاجرین جن کے اہل و عیال مدینہ منورہ میں نہ تھے، وہ رہ گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس پانی کا ایک کھلا برتن لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اپنی مبارک ہتھیلی اس میں رکھ دی۔ مگر آپ ﷺ کی ہتھیلی برتن میں پوری نہ آ سکی، آپ ﷺ نے چار انگلیاں اکٹھی کر کے برتن میں رکھ دیں اور فرمایا: ''قریب آ جاؤ اور وضو کرلو۔'' اس دوران آپ ﷺ کا ہاتھ برتن میں ہی رہا، یہاں تک کہ سب لوگوں نے وضو کرلیا۔ میں نے دریافت کیا: ابو حمزہ! کیا خیال ہے وہ کتنے لوگ تھے؟ انہوں نے جواب دیا: ستر سے اسی کے درمیان تھے۔

(۱۱۲۹۹) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۰۰، ومسلم: ۲۲۷۹ (انظر: ۱۲۴۱۲)

(۱۱۳۰۰)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ، قَالَ: غَزَوْنَا أَوْ سَافَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ بِضْعَةَ عَشَرَ وَمِائَتَانِ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلْ فِي الْقَوْمِ مِنْ مَاءٍ؟)) فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْعٰى بِإِدَاوَةٍ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ، فَصَبَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي قَدَحٍ، قَالَ: فَتَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ انْصَرَفَ وَتَرَكَ الْقَوْمَ، فَرَكِبَ النَّاسُ الْقَدَحَ يَمْسَحُوْا وَيَمْسَحُوْا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلٰى رِسْلِكُمْ۔)) حِيْنَ سَمِعَهُمْ يَقُوْلُوْنَ ذٰلِكَ، قَالَ: فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَفَّهُ فِي الْمَاءِ وَالْقَدَحِ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بِسْمِ اللّٰهِ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((أَسْبِغُوْا الْوُضُوْءَ۔)) فَوَالَّذِيْ هُوَ ابْتَلَانِي بِبَصَرِيْ! لَقَدْ رَأَيْتُ الْعُيُوْنَ، عُيُوْنَ الْمَاءِ يَوْمَئِذٍ تَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى تَوَضَّؤُوْا أَجْمَعُوْنَ۔ (مسند احمد: ١٤١٦١)

سیدنا جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک غزوہ یا سفر میں تھے، ہماری تعداد دو سو دس سے کچھ زائد تھی، اسی دوران نماز کا وقت ہوگیا، رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا کسی کے پاس پانی ہے؟'' (یہ سن کر) ایک آدمی دوڑتا ہوا ایک برتن لے کر آیا جس میں معمولی سا پانی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ پانی ایک پیالہ میں انڈیلا اور خوب اچھی طرح وضو کیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ پیچھے کو ہٹ گئے اور لوگوں کو وہیں رہنے دیا، سب لوگ پیالے کے قریب اکٹھے ہوگئے اور پانی کو چھونے لگے۔ آپ ﷺ نے ان لوگوں کا ازدحام اور شور دیکھا تو فرمایا: ''حوصلہ کرو۔'' آپ ﷺ نے اپنی ہتھیلی پانی اور پیالے میں رکھی اور فرمایا: ''بسم اللہ۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''وضوء مکمل کرو۔'' (جابر ؓ کہتے ہیں کہ) اس ذات کی قسم جس نے مجھے بصارت کے متعلق آزمائش میں ڈالا ہے: اس دن میں نے رسول اللہ ﷺ کی انگشت ہائے مبارکہ کے درمیان سے پانی کے چشمے رواں دیکھے، یہاں تک کہ سب لوگوں نے وضوء کر لیا۔

فوائد:...... اس باب کی احادیث سے معلوم ہوا کہ متعدد مواقع پر جبکہ پانی کی قلت تھی، اللہ نے اپنے رسول کے ہاتھوں یہ معجزہ ظاہر فرمایا کہ آپ ﷺ کے ہاتھوں کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے اور پورے لشکر نے اپنی پانی کی ضروریات پوری کر لیں۔

سیدنا جابر بن عبداللہ ؓ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے، اس لیے انہوں نے اپنی حدیث میں کہا کہ اس ذات کی قسم! جس نے بصارت کے معاملہ میں مجھے آزمایا ہے۔

(۱۱۳۰۰) تخريج: اسناده صحيح، اخرجه الدارمي: ٢٦، وأخرج نحوه مسلم: ٣٠١٣ (انظر: ١٤١١٥)

بَابٌ وَمِنْ مُعْجِزَاتِهِ ﷺ زِيَادَةُ الطَّعَامِ بِبَرَكَتِهِ

آپ ﷺ کی برکت سے کھانے میں اضافہ ہو جانا بھی آپ ﷺ کا معجزہ ہے

(۱۱۳۰۱)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثِيْنَ وَمِائَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَلْ مَعَ أَحَدٍ مِنْكُمْ طَعَامٌ؟)) فَإِذَا مَعَ رَجُلٍ صَاعٌ مِنْ طَعَامٍ أَوْنَحْوُهُ، فَعُجِنَ، .ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ مُشْعَانٌّ طَوِيْلٌ بِغَنَمٍ يَسُوْقُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَبَيْعًا أَمْ عَطِيَّةً؟)) أَوْ قَالَ: ((أَمْ هَدِيَّةً؟)) قَالَ: لَا، بَلْ بَيْعٌ، فَاشْتَرٰى مِنْهُ شَاةً، فَصُنِعَتْ، وَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِسَوَادِ الْبَطْنِ أَنْ يُشْوٰى، قَالَ: وَأَيْمُ اللّٰهِ! مَا مِنَ الثَّلَاثِيْنَ وَالْمِائَةِ إِلَّا قَدْ حَزَّ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَزَّةً مِنْ سَوَادِ بَطْنِهَا، إِنْ كَانَ شَاهِدًا أَعْطَاهَا إِيَّاهُ، وَإِنْ كَانَ غَائِبًا خَبَأَ لَهُ، قَالَ: وَجَعَلَ مِنْهَا قَصْعَتَيْنِ، قَالَ: فَأَكَلْنَا أَجْمَعُوْنَ وَشَبِعْنَا، وَفَضَلَ فِي الْقَصْعَتَيْنِ، فَجَعَلْنَاهُ عَلَى الْبَعِيْرِ، أَوْ كَمَا قَالَ۔ (مسند احمد: ۱۷۰۳)

سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم ایک سو تیس آدمی نبی کریم ﷺ کی معیت میں تھے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ”کیا کسی کے پاس کھانا ہے؟“ ایک آدمی کے پاس کھانے کی تقریباً ایک صاع کی مقدار تھی، پس اس کا آٹا گوندھا گیا، اس کے بعد ایک مشرک آدمی بکریاں ہانکتے ہوئے آیا، اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے اور پراگندہ تھے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بکریاں فروخت کرو گے یا عطیہ کرو گے؟“ اس نے کہا: عطیہ یا ہبہ نہیں، بلکہ فروخت کروں گا۔ آپ ﷺ نے اس سے ایک بکری خریدی، اسے ذبح کر کے تیار کیا گیا، پھر نبی کریم ﷺ نے اس کی کلیجی گردے وغیرہ بھوننے کا حکم دیا۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے بکری کی کلیجی کا حصہ ہر آدمی کے لیے رکھا، جو کوئی موجود تھا اسے دے دیا اور جو موجود نہیں تھا، اس کے لیے رکھ چھوڑا۔ بکری کے گوشت کے دو تھال تیار کیے گئے۔ ہم سب نے سیر ہو کر کھایا اور دونوں میں گوشت بچا رہا، پھر ہم نے وہ بچا ہوا کھانا اونٹ پر لاد لیا۔

(۱۱۳۰۲)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمًا بِتَمَرَاتٍ، فَقُلْتُ: أُدْعُ اللّٰهَ لِي فِيْهِنَّ بِالْبَرَكَةِ، قَالَ: فَصَفَّهُنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ، قَالَ: ثُمَّ دَعَا، فَقَالَ لِيْ: ((إِجْعَلْهُنَّ فِيْ مِزْوَدٍ، فَأَدْخِلْ يَدَكَ وَلَا تَنْثُرْهُنَّ۔)) قَالَ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک دن نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کھجوریں لے کر حاضر ہوا اور عرض کی: آپ ﷺ میرے لیے ان کھجوروں میں برکت کی دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے ان کھجوروں کو اپنے سامنے بکھیر لیا۔ پھر دعا فرمائی۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”ان

(۱۱۳۰۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۲۱٦، ۲٦۱۸، ومسلم: ۲۰۵٦ (انظر: ۱۷۰۳)

(۱۱۳۰۲) تخریج: اسناده حسن (انظر: ۸٦۲۸)

فَحَمَلْتُ مِنْهُ كَذَا وَكَذَا وَسْقاً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَنَأْكُلُ وَنُطْعِمُ، وَكَانَ لَا يُفَارِقُ حَقْوِيْ، فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ انْقَطَعَ عَنْ حَقْوِيْ فَسَقَطَ۔ (مسند احمد: ٨٦١٣)

کھجوروں کو چمڑے کے تھیلے میں ڈال لو۔ کھوریں نکالنے کے لیے اس کے اندر ہاتھ ڈال کر کھجوریں نکالنا اور اسے الٹ کر جھاڑ نا نہیں۔'' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اس تھیلے سے اتنے اتنے وسق (ایک وسق ساٹھ صاع اور ایک صاع تقریباً دو کلو سو گرام ہوتا ہے) اللہ کی راہ میں نکالے۔ ہم خود کھاتے بھی اور کھلاتے بھی۔ وہ تھیلا کبھی بھی میری کمر سے جدا نہیں ہوتا تھا۔ مگر جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا سانحہ پیش آیا تو وہ میری کمر سے کٹ کر گر گیا (اور گم ہوگیا)

(١١٣٠٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا، فَأَرْمَلَ فِيْهَا الْمُسْلِمُوْنَ وَاحْتَاجُوْا إِلَى الطَّعَامِ، فَاسْتَأْذَنُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ نَحْرِ الْإِبِلِ فَأَذِنَ لَهُمْ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: فَجَاءَ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِبِلُهُمْ تَحْمِلُهُمْ وَتُبَلِّغُهُمْ عَدُوَّهُمْ يَنْحَرُوْنَهَا؟ بَلِ ادْعُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِغَبَرَاتِ الزَّادِ فَادْعُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فِيْهَا بِالْبَرَكَةِ، قَالَ: ((أَجَلْ۔)) قَالَ: فَدَعَا بِغَبَرَاتِ الزَّادِ، فَجَاءَ النَّاسُ بِمَا بَقِيَ مَعَهُمْ فَجَمَعَهُ ثُمَّ دَعَا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فِيْهِ بِالْبَرَكَةِ، وَدَعَا بِأَوْعِيَتِهِمْ فَمَلَأَهَا وَفَضَلَ فَضْلٌ كَثِيْرٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: ((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنِّيْ عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ، وَمَنْ لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ بِهِمَا غَيْرَ شَاكٍّ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔)) (مسند احمد: ٩٤٤٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک غزوہ میں تشریف لے گئے۔ اس دوران مسلمانوں کا زادراہ ختم ہو گیا اور وہ کھانے کے سلسلہ میں محتاج ہو گئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اونٹوں کو نحر کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے انہیں اس کی اجازت مرحمت فرما دی۔ اس کی اطلاع عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو انہوں نے آ کر عرض کی: اللہ کے رسول! یہ اونٹ مسلمانوں کو اپنے اوپر سوار کر کے دشمن تک پہنچاتے ہیں تو کیا یہ ان کو ذبح کر لیں؟ اللہ کے رسول! آپ اس کی بجائے لوگوں کے پاس جو بچا کھچا زاد راہ ہے وہ منگوا کر اللہ عزوجل سے اس میں برکت کی دعا فرمائیں (تو زیادہ مناسب ہوگا)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ٹھیک ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے ان کے پاس بچا ہوا زاد راہ طلب فرمایا۔ لوگوں کے پاس جو جو چیزیں بچی ہوئی تھیں وہ لے آئے۔ آپ ﷺ نے ان سب کو ایک جگہ جمع کر کے اللہ عزوجل سے برکت کی دعا کی۔ پھر آپ ﷺ نے ان کے برتن (اور تھیلے وغیرہ) منگوا کر ان کو کھانے سے بھر دیا اور بہت سا کھانا بچ رہا۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں

(١١٣٠٣) تخريج: حديث صحيح، أخرجه بنحوه مسلم: ٢٧ (انظر: ٩٤٤٧)

گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ جو کوئی صدق دل سے ان دو باتوں کی گواہی دیتا ہوا اللہ سے جا ملے اور اسے ان میں کسی قسم کا تردد نہ ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

(۱۱۳۰٤)۔ ثَنَـا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَـنْ أَبِـيْ سَـعِيْـدٍ اَوْ عَـنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ شَكَّ الْأَعْـمَـشُ، قَـالَ: لَـمَّـا كَانَ غَزْوَةُ تَبُوْكٍ اَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ فَذَكَرَ نَحْوَ الْحَدِيْثِ الْمُتَقَدِّمِ۔ (مسند احمد: ۱۱۰۹٦)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ یا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (یہ شک اعمش کو ہوا ہے) سے روایت ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر لوگوں کو شدید بھوک کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر گزشتہ حدیث کی طرح کی حدیث ذکر کی۔

(۱۱۳۰٥)۔ عَـنْ عَبْـدِ الـرَّحْـمٰـنِ بْنِ أَبِي عَـمْرَةَ الْأَنْصَارِيِّ، حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: كُنَّا مَـعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِـي غَـزْوَةٍ، فَأَصَابَ الـنَّـاسَ مَخْمَصَةٌ، فَاسْتَأْذَنَ النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِـي نَـحْرِ بَعْضِ ظُهُوْرِهِمْ وَقَالُوْا: يُبَـلِّـغُـنَـا الـلّٰـهُ بِـهِ، فَلَمَّا رَأٰى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ هَمَّ أَنْ يَأْذَنَ لَهُـمْ فِـي نَـحْـرِ بَـعْـضِ ظُهُوْرِهِمْ قَالَ: يَا رَسُـوْلَ الـلّٰهِ! كَيْفَ بِنَا إِذَا نَحْنُ لَقِيْنَا الْقَوْمَ غَـدًا جِيَـاعًـا أَوْ رِجَالًا؟ وَلٰكِنْ إِنْ رَأَيْتَ يَا رَسُـوْلَ الـلّٰـهِ أَنْ تَـدْعُوَ لَنَا بِبَقَايَا أَزْوَادِهِمْ فَـنَجْمَعَهَا ثُمَّ تَدْعُوَ اللّٰهَ فِيْهَا بِالْبَرَكَةِ، فَإِنَّ الـلّٰـهَ تَبَـارَكَ وَتَـعَالٰى سَيُبَلِّغُنَا بِدَعْوَتِكَ، فَـدَعَاالنَّبِيُّ ﷺ بِبَـقَـايَا أَزْوَادِهِمْ، فَجَعَلَ الـنَّاسُ يَجِيْئُوْنَ بِالْحَثْيَةِ مِنَ الطَّعَامِ وَفَوْقَ

عبدالرحمن بن ابی عمرۃ انصاری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، اس دوران لوگوں کو شدید بھوک کا سامنا کرنا پڑا، لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے سواری کے بعض اونٹوں کو نحر کرنے کی اجازت طلب کی اور کہا کہ ہمارے اپنی اگلی منزل تک پہنچنے کا اللہ مالک ہے۔ لیکن جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ان کو بعض اونٹوں کے نحر کرنے کی اجازت دینے کو تیار ہیں تو انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کل جب ہم بھوکے یا پیدل دشمن کے مقابل ہوں گے تو ہمارا کیا بنے گا؟ اس کے بدلے اگر آپ مناسب سمجھیں تو لوگوں کے پاس کھانے پینے کی جو اشیاء بچی ہوئی ہوں، وہ منگوائیں۔ ہم ان اشیاء کو ایک جگہ جمع کر دیتے ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ سے ان میں برکت کی دعا فرمائیں، اللہ تعالیٰ آپ کی دعا سے ہمارے لیے برکت فرمائے گا۔ نبی کریم ﷺ نے لوگوں سے کھانے پینے کی بچی ہوئی اشیاء منگوائیں، لوگ کھانے کی ایک ایک مٹھی یا

(۱۱۳۰٤) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۷ (انظر: ۱۱۰۸۰)

(۱۱۳۰٥) تخریج: اسنادہ قوی، اخرجه النسائی فی "الکبری": ۸۷۹۳ (انظر: ۱٥٤٤۹)

ذٰلِكَ، وَكَانَ أَعْلَاهُمْ مَنْ جَاءَ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ، فَجَمَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَامَ فَدَعَا مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَدْعُوَ، ثُمَّ دَعَا الْجَيْشَ بِأَوْعِيَتِهِمْ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَحْتَثُوْا، فَمَا بَقِيَ فِي الْجَيْشِ وِعَاءٌ إِلَّا مَلَؤُوْهُ وَبَقِيَ مِثْلُهُ، فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ فَقَالَ: ((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ، لَا يَلْقَى اللّٰهَ عَبْدٌ مُؤْمِنٌ بِهِمَا إِلَّا حُجِبَتْ عَنْهُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ١٥٥٢٨)

اس سے کچھ زیادہ لانے لگے، کوئی زیادہ سے زیادہ طعام لایا تو وہ ایک صاع کھجور تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان تمام اشیاء کو جمع کر کے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضا کے بقدر دعائیں کیں، پھر آپ ﷺ نے لشکر کو بلوایا کہ وہ اپنے اپنے برتن (تھیلے، بوریاں وغیرہ) لے آئیں اور ان کو کھانے سے بھر لیں، پورے لشکر میں جتنے بھی برتن تھے، انہوں نے ان سب کو کھانے سے بھر لیا اور اتنا ہی کھانا باقی بچا رہا، یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ شدت فرح سے اس حد تک مسکرائے کہ آپ ﷺ کی داڑیں نظر آنے لگیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، جو مومن ان دو باتوں کی شہادت اور دلی اقرار کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملے گا، قیامت کے دن اس سے آگ کو دور ہٹا دیا جائے گا۔''

(١١٣٠٦)۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: عَمَدَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلٰى نِصْفِ مُدِّ شَعِيْرٍ فَطَحَنَتْهُ، ثُمَّ عَمَدَتْ إِلٰى عُكَّةٍ كَانَ فِيْهَا شَيْءٌ مِنْ سَمْنٍ، فَاتَّخَذَتْ مِنْهُ خَطِيْفَةً، قَالَ: ثُمَّ أَرْسَلَتْنِيْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ فِي أَصْحَابِهِ، فَقُلْتُ: إِنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ أَرْسَلَتْنِيْ إِلَيْكَ تَدْعُوْكَ، فَقَالَ: ((أَنَا وَمَنْ مَعِي؟)) قَالَ: فَجَاءَ هُوَ وَمَنْ مَعَهُ، قَالَ: فَدَخَلْتُ فَقُلْتُ لِأَبِي طَلْحَةَ: قَدْ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ وَمَنْ مَعَهُ، فَخَرَجَ أَبُو طَلْحَةَ فَمَشٰى إِلٰى جَنْبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّمَا هِيَ خَطِيْفَةٌ اتَّخَذَتْهَا أُمُّ سُلَيْمٍ مِنْ نِصْفِ مُدِّ شَعِيْرٍ، قَالَ: فَدَخَلَ فَأُتِيَ بِهِ، قَالَ: فَوَضَعَ

سیدنا سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے نصف مد جو پیسے، پھر گھی کے لیے چمڑے کا بنا ہوا ڈبہ اٹھایا، اس میں تھوڑا سا گھی تھا۔ انہوں نے اس سے دلیہ سا بنایا، پھر انہوں نے نبی کریم ﷺ کو بلانے کے لیے مجھے بھیجا۔ میں آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو آپ ﷺ صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کی: ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مجھے بھیجا ہے، وہ آپ کو کھانے کے لئے بلا رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اور میرے ان ساتھیوں کو بھی؟'' چنانچہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ تشریف لائے۔ میں نے گھر جا کر سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا: نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ تشریف لا رہے ہیں۔ سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ باہر نکلے اور نبی کریم ﷺ کے پہلو کے ساتھ چلنے لگے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ تو صرف دلیہ ہے،

(١١٣٠٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٤٥٠ (انظر: ١٢٤٩١)

يَـدَهُ فِيْهَـا ثُمَّ قَالَ: ((أَدْخِلْ عَشَرَةً۔)) قَالَ: فَـدَخَـلَ عَشَـرَ ةٌ فَـأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا، ثُمَّ دَخَـلَ عَشَـرَ ةٌ فَـأَكَـلُـوْا، ثُمَّ عَشَرَةٌ، ثُمَّ عَشَـرَ ةٌ، حَتّٰـى أَكَـلَ مِنْهَا أَرْبَعُوْنَ، كُلُّهُمْ أَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا، قَالَ: وَبَقِيَتْ كَمَا هِيَ، قَالَ: فَأَكَلْنَا۔ (مسند احمد: ۱۲۵۱۹)

جوام سلیم نے نصف مد جو سے تیار کیا ہے (اتنی مقدار تو کھانے کی نہیں ہے کہ اتنے لوگ کھا لیں)۔ بہر حال رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لائے، وہ کھانا آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس میں رکھا اور فرمایا: ''دس آدمیوں کو اندر بلا لو۔'' پس دس آدمیوں نے آ کر پیٹ بھر کر کھایا، پھر دس آدمی آئے، انہوں نے بھی پیٹ بھر کر کھایا، پھر دس آدمی آئے، پھر دس آدمی آئے، یہاں تک کہ چالیس افراد نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور وہ کھانا جیسے تھا، ویسے ہی باقی بچا رہا، پھر ہم گھر والوں نے وہ کھا لیا۔

(۱۱۳۰۷)۔ عَـنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، قَالَ: بَيْـنَـمَا نَحْنُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ أُتِـيَ بِقَصْعَةٍ فِيْهَـا ثَـرِيْدٌ، قَالَ: فَأَكَلَ وَأَكَلَ الْقَوْمُ، فَلَمْ يَـزَلْ يَتَـدَاوَلُـوْنَهَـا إِلٰى قَرِيْبٍ مِنَ الظُّهْرِ، يَـأْكُـلُ كُـلُّ قَوْمٍ، ثُمَّ يَقُوْمُوْنَ وَيَجِيْءُ قَوْمٌ فَيَتَـعَاقَبُوْنَهُ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: هَلْ كَانَتْ تُـمَدُّ بِطَعَامٍ؟ قَالَ: أَمَّا مِنَ الْأَرْضِ فَلَا، إِلَّا أَنْ تَـكُـوْنَ كَانَتْ تُمَدُّ مِنَ السَّمَاءِ۔ (مسند احمد: ۲۰۳۹۷)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں ثرید (وہ کھانا جس میں روٹی شوربے میں بھگو کر نرم کر کے کھائی جاتی ہے) کا ایک پیالہ پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اور دیگر لوگوں نے وہ کھایا، ظہر کے وقت تک لوگ کھانا کھاتے رہے، ایک گروہ کھانا کھا کر اٹھ جاتا تو ان کے بعد دوسرا گروہ آ جاتا۔ ایک شخص نے سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا کھانے میں مزید کھانا شامل کیا جاتا رہا؟ انہوں نے جواب دیا: زمین سے تو شامل نہیں کیا گیا، البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ آسمان سے اس میں اضافہ کیا جاتا رہا ہو۔

(۱۱۳۰۸)۔ حَـدَّثَـنَـا وَكِيْـعٌ، حَـدَّثَـنَـا إِسْمَاعِيْلُ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ دُكَيْنِ بْنِ سَعِيْدٍ الْـخَـثْـعَـمِـيِّ، قَـالَ: أَتَيْـنَـا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ أَرْبَعُوْنَ وَأَرْبَعُمِائَةٍ، نَسْأَلُهُ الطَّعَامَ، فَـقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِـعُمَرَ: ((قُمْ فَأَعْطِهِمْ۔))

سیدنا دکین بن سعید خثعمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم چار سو چالیس آدمی نبی کریم ﷺ خدمت میں آئے، ہم نے آپ ﷺ سے کھانے کا مطالبہ کیا۔ نبی کریم ﷺ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اٹھو اور انہیں کھانا مہیا کرو۔'' انہوں نے عرض کی: اللہ کے رسول! میرے ہاں تو صرف اس

(۱۱۳۰۷) تخریج: حديث صحيح، اخرجه الترمذي: ۳٦۲۵ (انظر: ۲۰۱۳۵)

(۱۱۳۰۸) تخريج: اسناده صحيح اخرجه ابوداود: ۵۲۳۸ (انظر: ۱۷۵۷٦)

قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا عِنْدِيْ إِلَّا مَا يَقِيظُنِيْ وَالصِّبْيَةَ، قَالَ وَكِيعٌ: اَلْقَيْظُ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ، قَالَ: ((قُمْ فَأَعْطِهِمْ۔)) قَالَ عُمَرُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! سَمْعًا وَطَاعَةً، قَالَ: فَقَامَ عُمَرُ وَ قُمْنَا مَعَهُ، فَصَعِدَ بِنَا إِلٰى غُرْفَةٍ لَهُ، فَأَخْرَجَ الْمِفْتَاحَ مِنْ حُجْزَتِهِ فَفَتَحَ الْبَابَ، قَالَ دُكَيْنٌ: فَإِذَا فِي الْغُرْفَةِ مِنَ التَّمْرِ شَبِيهٌ بِالْفَصِيلِ الرَّابِضِ، قَالَ: شَأْنُكُمْ؟ قَالَ: فَأَخَذَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا حَاجَتَهُ مَاشَاءَ، قَالَ: ثُمَّ الْتَفَتُّ، وَإِنِّي لَمِنْ آخِرِهِمْ وَكَأَنَّا لَمْ نَرْزَأْ مِنْهُ تَمْرَةً۔ (مسند احمد: ١٧٧١٩)

قدر کھانا ہے جو میرے لیے اور میری اولاد کے لیے صرف چار ماہ تک کافی ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اٹھو اوران کو کھانا دو۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! سنا اوراطاعت کی (یعنی آپ کا حکم سر آنکھوں پر)۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور ہم بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے، وہ ہمیں اپنے ساتھ لے کر بالا خانے کی طرف گئے۔ انہوں نے اپنی کمر سے چابی نکال کر دروازہ کھولا۔ سیدنا دکین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان کے کمرے میں کم زور قسم کی کھجور پڑی تھی۔ انہوں نے کہا: تم یہاں سے جس قدر چاہو اٹھا لو، ہم میں سے ہر آدمی نے وہاں سے اپنی اپنی ضرورت کے مطابق کھجوریں اٹھا لیں، میں سب سے آخر میں تھا۔ میں نے غور کیا تو مجھے محسوس ہوا کہ گویا ہم نے ان کی کھجوروں میں ایک کھجور بھی کم نہیں کی۔

فوائد:...... ''فَصِيل'' اونٹ اور گائے کے اس بچے کو کہتے ہیں، جس کا دودھ چھڑا دیا گیا ہو اور ''رَابِض'' بیٹھنے والے مقیم بندے کو کہتے ہیں، اس تشبیہ سے مراد کم زور کھجوریں ہیں۔

(١١٣٠٩)۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ، قَالَ: قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي أَرْبَعِمِائَةٍ مِنْ مُزَيْنَةَ، فَأَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِأَمْرِهِ، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا لَنَا طَعَامٌ نَتَزَوَّدُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعُمَرَ: ((زَوِّدْهُمْ۔)) فَقَالَ: مَا عِنْدِيْ إِلَّا فَاضِلَةٌ مِنْ تَمْرٍ وَمَا أُرَاهَا تُغْنِي عَنْهُمْ شَيْئًا، فَقَالَ: ((انْطَلِقْ فَزَوِّدْهُمْ۔)) فَانْطَلَقَ بِنَا إِلٰى عُلِّيَّةٍ لَهُ، فَإِذَا فِيهَا تَمْرٌ مِثْلُ الْبَكْرِ الْأَوْرَقِ، فَقَالَ: خُذُوْا، فَأَخَذَ الْقَوْمُ حَاجَتَهُمْ، قَالَ: وَكُنْتُ أَنَا فِي آخِرِ الْقَوْمِ، قَالَ: فَالْتَفَتُّ وَمَا

سیدنا نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم قبیلہ بنو مزینہ کے چار سو آدمی رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے لوگوں کو حکم دیا۔ بعض لوگوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ان کو دینے کے لیے ہمارے پاس کھانا میسر نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم انہیں کھانا مہیا کرو۔'' انہوں نے عرض کی: میرے پاس تو کچھ ہلکی قسم کی کھجور ہے، میرا خیال ہے کہ وہ ان کو کفایت نہیں کرے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم جا کر انہیں دے دو۔'' وہ ہمیں اپنے ساتھ بالا خانے میں لے گئے، وہاں مٹیالے رنگ کی سی کھجور تھی۔ انہوں نے کہا: یہاں سے اٹھا لو۔ لوگوں نے اپنی اپنی ضرورت کے مطابق کھجوریں

(١١٣٠٩) تخريج: صحيح لغيره، اخرجه البيهقي: ٥/ ٣٦٥ (انظر: ٢٣٧٤٦)

أَفْقِدُ مَوْضِعَ تَمْرَةٍ، وَقَدِ احْتَمَلَ مِنْهُ أَرْبَعُمَائَةِ رَجُلٍ۔ (مسند احمد: ٢٤١٤٧)

اٹھا لیں، میں سب سے آخر میں تھا۔ میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ ہم نے ایک کھجور کے برابر بھی جگہ خالی نہیں کی۔ حالانکہ وہاں سے چار سو افراد نے کھجوریں اٹھائی تھیں۔

(١١٣١٠)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: إِذْهَبْ إِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْ: إِنْ رَأَيْتَ أَنْ تَغَدّٰى عِنْدَنَا فَافْعَلْ، قَالَ: فَجِئْتُهُ فَبَلَّغْتُهُ، فَقَالَ: ((وَمَنْ عِنْدِي؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: ((انْهَضُوْا۔)) قَالَ: فَجِئْتُ فَدَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ سُلَيْمٍ وَأَنَا لَدَهِشٌ لِمَنْ أَقْبَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: مَا صَنَعْتَ يَا أَنَسُ؟ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى إِثْرِ ذٰلِكَ، قَالَ: ((هَلْ عِنْدَكِ سَمْنٌ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ، قَدْ كَانَ مِنْهُ عِنْدِي عُكَّةٌ فِيْهَا شَيْءٌ مِنْ سَمْنٍ، قَالَ: ((فَأْتِ بِهَا۔)) قَالَتْ: فَجِئْتُهُ بِهَا فَفَتَحَ رِبَاطَهَا ثُمَّ قَالَ: ((بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ أَعْظِمْ فِيْهَا الْبَرَكَةَ۔)) قَالَ: فَقَالَ: ((اقْلِبِيْهَا۔)) فَقَلَبْتُهَا فَعَصَرَهَا نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُسَمِّي، قَالَ: فَأَخَذْتُ نَقْعَ قِدْرٍ، فَأَكَلَ مِنْهَا بِضْعٌ وَثَمَانُوْنَ رَجُلًا فَفَضَلَ فِيْهَا فَضْلٌ، فَدَفَعَهَا إِلٰى أُمِّ سُلَيْمٍ، فَقَالَ: ((كُلِي وَأَطْعِمِي جِيْرَانَكِ۔)) (مسند احمد: ١٣٥٨١)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: نبی کریم ﷺ سے کہو کہ ممکن ہو تو کھانا ہمارے ہاں تناول فرمائیں۔ میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں جا کر یہ پیغام آپ ﷺ تک پہنچا دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور جو لوگ میرے پاس ہیں وہ؟'' میں نے کہہ دیا: جی ہاں وہ بھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! اٹھو۔'' میں نے جا کر سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا سے ساری بات کہہ دی۔ مجھے ان لوگوں کا ڈر تھا جو رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ آ رہے تھے کہ اتنے لوگوں کو کھانا کیسے کفایت کرے گا۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: سیدنا انس! تم نے یہ کیا کیا؟ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا آپ کے پاس گھی ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! میرے پاس چمڑے کا ایک ڈبہ تھا، اس میں کچھ گھی تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ڈبہ اٹھا لائیں۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے وہ ڈبہ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، آپ ﷺ نے اس کا ڈھکن کھولا اور فرمایا: ''بسم اللہ، یا اللہ! اس میں خوب برکت فرما۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب اس ڈبے کو پلٹ دو۔'' انہوں نے اسے پلٹ دیا۔ نبی کریم ﷺ نے اللہ کا نام لیتے لیتے اسے اچھی طرح نچوڑا، انہوں نے وہ سارا گھی ہنڈیا میں ڈال دیا۔ اس سے اسی سے زائد آدمیوں نے کھانا کھایا اور کافی کھانا بچا رہا، آپ ﷺ نے وہ ہنڈیا ام سلیم رضی اللہ عنہا کے حوالے کی اور فرمایا: ''لو تم بھی کھاؤ اور ہمسایوں کو بھی کھلاؤ۔''

(١١٣١٠) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٠٤٠ (انظر: ١٣٥٤٧)

(۱۱۳۱۱)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ لَیْلٰی، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: أَتٰی أَبُوْ طَلْحَةَ بِمُدَّیْنِ مِنْ شَعِیْرٍ، فَأَمَرَ بِهِ فَصُنِعَ طَعَامًا، ثُمَّ قَالَ لِیْ: یَا أَنَسُ! انْطَلِقْ ائْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَادْعُهُ وَقَدْ تَعْلَمُ مَا عِنْدَنَا، قَالَ: فَأَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ عِنْدَهُ، فَقُلْتُ: إِنَّ أَبَا طَلْحَةَ یَدْعُوْكَ إِلٰی طَعَامِهِ، فَقَامَ وَقَالَ لِلنَّاسِ: ((قُوْمُوْا۔)) فَقَامُوْا، فَجِئْتُ أَمْشِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ حَتّٰی دَخَلْتُ عَلٰی أَبِیْ طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ، قَالَ: فَضَحْتَنَا، قُلْتُ: إِنِّیْ لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ أَرُدَّ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَمْرَهُ، فَلَمَّا انْتَهَی النَّبِیُّ ﷺ إِلَی الْبَابِ قَالَ لَهُمْ: ((اقْعُدُوْا۔)) وَدَخَلَ عَاشِرَ عَشَرَةٍ، فَلَمَّا دَخَلَ وَأُتِیَ بِالطَّعَامِ تَنَاوَلَ فَأَكَلَ، وَأَكَلَ مَعَهُ الْقَوْمُ حَتّٰی شَبِعُوْا، ثُمَّ قَالَ لَهُمْ: ((قُوْمُوْا، وَلْیَدْخُلْ عَشَرَةٌ مَكَانَكُمْ۔)) حَتّٰی دَخَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَأَكَلُوْا، قَالَ: قُلْتُ: كَمْ كَانُوْا؟ قَالَ: كَانُوْا نَیِّفًا وَ ثَمَانِیْنَ، قَالَ: وَفَضَلَ لِأَهْلِ الْبَیْتِ مَا أَشْبَعَهُمْ۔ (مسند احمد: ۱۳٤٦۱)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ دو مد جو لے کر آئے، انہوں نے اس سے کھانا تیار کرنے کا حکم دیا، پھر مجھ سے کہا: انس! تم جا کر رسول اللہ ﷺ کو بلا لاؤ اور تم جانتے ہی ہو کہ کھانا تھوڑا سا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کے پاس تھے۔ میں نے عرض کیا کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آپ کو کھانے کے لیے بلاتے ہیں۔ آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو بھی کھڑے ہونے کا حکم دیا۔ وہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں آپ ﷺ سے آگے آگے چلتا ہوا سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور ان کو صورت حال سے باخبر کیا (کہ وہ تو سارے لوگ آ رہے ہیں)۔ انھوں نے کہا: تو نے تو آج ہمیں رسوا کر دیا ہے۔ میں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی بات کو رد نہیں کر سکتا تھا، جب نبی کریم ﷺ دروازے پر پہنچے تو آپ ﷺ نے صحابہ کو وہیں بیٹھ جانے کا حکم دیا اور آپ ﷺ خود نو صحابہ کے ہمراہ اندر چلے آئے، آپ ﷺ جب اندر آئے اور کھانا پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے ساتھ والوں نے خوب سیر ہو کر کھایا، پھر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم اٹھ جاؤ اور تمہاری جگہ مزید دس آدمی آ جائیں۔'' یہاں تک کہ سب لوگوں نے آ کر کھانا تناول کیا۔ عبدالرحمن بن ابی لیلی کہتے ہیں: میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ اس دن صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد کیا تھی؟ انہوں نے بتایا کہ اسی سے زائد افراد تھے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر بھی اتنا کھانا بچ گیا جس نے گھر والوں کو سیر کر دیا۔

(۱۱۳۱۱) تخریج: اخرجه مسلم: ۲۰٤۰ (انظر: ۱۳٤۲۷)

(۱۱۳۱۲)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ، قَالَ: عَمِلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْخَنْدَقِ، قَالَ: فَكَانَتْ عِنْدِيْ شُوَيْهَةٌ عَنْزٍ جَذْعٌ سَمِيْنَةٌ، قَالَ: فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ لَوْ صَنَعْنَاهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: فَأَمَرْتُ إِمْرَأَتِي فَطَحَنَتْ لَنَا شَيْئًا مِنْ شَعِيْرٍ، وَصَنَعَتْ لَنَا مِنْهُ خُبْزًا، وَذَبَحْتُ تِلْكَ الشَّاةَ فَشَوَيْنَاهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: فَلَمَّا أَمْسَيْنَا وَأَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْإِنْصِرَافَ عَنِ الْخَنْدَقِ، قَالَ: وَكُنَّا نَعْمَلُ فِيهِ نَهَارًا فَإِذَا أَمْسَيْنَا رَجَعْنَا إِلَى أَهْلِنَا، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي قَدْ صَنَعْتُ لَكَ شُوَيْهَةً كَانَتْ عِنْدَنَا وَصَنَعْنَا مَعَهَا شَيْئًا مِنْ خُبْزِ هٰذَا الشَّعِيْرِ، فَأُحِبُّ أَنْ تَنْصَرِفَ مَعِي إِلَى مَنْزِلِي، وَإِنَّمَا أُرِيْدُ أَنْ يَنْصَرِفَ مَعِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَحْدَهُ، قَالَ: فَلَمَّا قُلْتُ لَهُ ذٰلِكَ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) ثُمَّ أَمَرَ صَارِخًا، فَصَرَخَ أَنِ انْصَرِفُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى بَيْتِ جَابِرٍ، قَالَ: قُلْتُ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، فَأَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَقْبَلَ النَّاسُ مَعَهُ، قَالَ: فَجَلَسَ وَأَخْرَجْنَاهَا إِلَيْهِ، قَالَ: فَبَرَّكَ وَسَمّٰى ثُمَّ أَكَلَ، وَتَوَارَدَهَا النَّاسُ، كُلَّمَا فَرَغَ قَوْمٌ قَامُوْا وَجَاءَ نَاسٌ حَتّٰى صَدَرَ أَهْلُ الْخَنْدَقِ عَنْهَا۔ (مسند احمد: ۱۵۰۹۳)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ خندق میں کام کیا، میرے ہاں موٹی تازی ایک کھیری عمر کی چھوٹی سی بکری تھی۔ میں نے سوچا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے کھانے کے لیے اس بکری کو پکا لیں۔ میں نے اپنی اہلیہ کو حکم دیا تو اس نے کچھ جو پیس کر آٹا تیار کیا اور ہمارے لیے روٹیاں پکائیں۔ اس بکری کو ذبح کیا اور ہم نے اس کو رسول اللہ ﷺ کے لیے بھونا، جب شام ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے خندق سے واپسی کا ارادہ فرمایا، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم دن کو کام کیا کرتے اور شام کے وقت اہل وعیال میں واپس آ جاتے تھے، میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہمارے ہاں ایک چھوٹی سی بکری تھی، میں نے آپ کے لیے وہ تیار کی ہے اور جو کی کچھ روٹیاں بھی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ میرے گھر تشریف لے چلیں۔ سیدنا جابر کہتے ہیں: میں چاہتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ اکیلے ہی میرے ساتھ تشریف لے چلیں، لیکن جب میں نے آپ ﷺ سے گزارش کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے ایک اعلان کرنے والے کو حکم دیا تو اس نے اعلان کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جابر کے گھر چلو۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آپ ﷺ کا اعلان سن کر میں نے ''إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھا۔ بہرحال آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ہمراہ دوسرے لوگ آ گئے۔ آپ ﷺ بیٹھ گئے، ہم نے تیار شدہ کھانا آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا۔ آپ ﷺ نے برکت کی دعا کی اور اللہ کا نام لے کر کھانا کھایا۔ آپ ﷺ کے بعد لوگ باری باری آتے گئے، جب ایک گروہ فارغ ہو کر اٹھ جاتا تو دوسرے لوگ آ جاتے یہاں تک کہ تمام اہل خندق کھانا کھا گئے۔

(۱۱۳۱۲) تخريج: حديث صحيح، أخرجه بنحوه البخاري: ۳۰۷۰، ٤۱۰۲، ومسلم: ۲۰۳۹ (انظر: ۱۵۰۲۸)

(۱۱۳۱۳)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: قُتِلَ أَبِي يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ حَدِيقَتَيْنِ وَيَهُودِيٌّ عَلَيْهِ تَمْرٌ، وَتَمْرُ الْيَهُودِيِّ يَسْتَوْعِبُ مَا فِي الْحَدِيقَتَيْنِ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلْ لَكَ أَنْ تَأْخُذَ الْعَامَ بَعْضًا وَتُؤَخِّرَ بَعْضًا إِلٰى قَابِلٍ؟)) فَأَبٰى، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا حَضَرَ الْجِدَادُ فَآذِنِّي۔)) قَالَ: فَآذَنْتُهُ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَجَعَلْنَا نَجُدُّ وَيُكَالُ لَهُ مِنْ أَسْفَلِ النَّخْلِ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُوْ بِالْبَرَكَةِ، حَتّٰى أَوْفَيْنَاهُ جَمِيعَ حَقِّهِ مِنْ أَصْغَرِ الْحَدِيقَتَيْنِ فِيمَا يَحْسِبُ عَمَّارٌ، ثُمَّ أَتَيْنَاهُمْ بِرُطَبٍ وَمَاءٍ فَأَكَلُوْا وَشَرِبُوْا، ثُمَّ قَالَ: ((هٰذَا مِنَ النَّعِيمِ الَّذِي تُسْأَلُوْنَ عَنْهُ۔)) (مسند احمد: ۱۵۲۷۶)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے والد احد کے دن شہید ہو گئے تھے، وہ اپنے ترکہ میں دو باغ چھوڑ گئے تھے، ان کے ذمہ ایک یہودی کا کھجوروں کی صورت میں قرضہ تھا، یہودی کا قرض دونوں باغوں کے پھل سے بھی زائد تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس یہودی سے فرمایا: ''کیا تم اتنی رعایت دے سکتے ہو کہ کچھ قرض اس سال لے لو اور کچھ آئندہ سال۔'' اس نے انکار کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''جب کھجور کا پھل تیار ہو تو مجھے اطلاع کرنا۔'' جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے آپ ﷺ کو اطلاع دی۔ نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے ہمراہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔ ہم پھل اتارنے لگے اور کھجور کے نیچے یہودی کے لیے کھجوروں کا وزن کیا جانے لگا۔ رسول اللہ ﷺ برکت کی دعا فرماتے رہے۔ ہم نے چھوٹے باغ کے پھل سے یہودی کو سارا قرض ادا کر دیا۔ اس کے بعد ہم نے آپ ﷺ کی خدمت میں تازہ کھجور اور پانی پیش کیا۔ آپ ﷺ نے اور صحابہ نے کھجوریں کھائیں اور پانی پیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بھی ان نعمتوں میں سے ہے، جن کی بابت تم سے پوچھ گچھ ہوگی۔''

(۱۱۳۱٤)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ): أَنَّ أَبَاهُ تُوُفِّيَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، قَالَ: فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ أَبِي تُوُفِّيَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ وَلَيْسَ عِنْدِي إِلَّا مَا يُخْرِجُ نَخْلُهُ، فَلَا يَبْلُغُ مَا يَخْرُجُ سُدُسَ مَا عَلَيْهِ، قَالَ: فَانْطَلِقْ مَعِي لِكَيْلَا تَفَحَّشَ عَلَيَّ الْغُرَمَاءُ، فَمَشٰى

(دوسری سند) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ ان کے والد مقروض شہید ہوئے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا کر عرض کی کہ میرے والد فوت ہو گئے ہیں اور ان کے ذمے قرض ہے، جبکہ میرے پاس کھجوروں کے پھل کے سوا ادائیگی کے لیے اور کچھ نہیں ہے اور کھجوروں کا پھل قرض کا چھٹا حصہ بھی نہیں ہوگا۔ تو آپ میرے ساتھ چلیں

(۱۱۳۱۳) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۵۸۰ (انظر: ۱۵۲۰٦)

(۱۱۳۱٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

حَـوْلَ بَيْدَرٍ مِنْ بَيَادِرِ التَّمْرِ ثُمَّ دَعَا وَجَلَسَ عَـلَيْـهِ، وَقَالَ: ((أَيْنَ غُرَمَاؤُهُ؟)) فَأَوْفَاهُمُ الَّـذِي لَهُـمْ، وَبَـقِـيَ مِثْلُ الَّذِي أَعْطَاهُمْ. (مسند احمد: ١٤٩٩٧)

تا کہ قرض خواہ میرے ساتھ سخت کلام نہ کریں۔ اللہ کے رسول ﷺ کھجور کے ڈھیروں میں سے ایک ڈھیر کے گرد چکر کاٹنے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے دعا کی اور بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''اس کے قرض خواہ کہاں ہیں؟'' آپ ﷺ نے ان کے حق ان کو پورے کر دیئے۔ آپ ﷺ نے جس قدر ان کو دیا اتنا ہی پھل باقی بچا رہا۔

(١١٣١٥)۔ عَـنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ، قَـالَ: جَـاءَ رَجُـلٌ إِلَـى رَسُوْلِ اللّٰـهِ ﷺ يَسْتَـطْعِمُهُ، فَأَطْعَمَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَسْقَ شَـعِيْـرٍ، فَـمَـا زَالَ الـرَّجُـلُ يَأْكُلُ مِنْهُ هُوَ وَامْـرَأَتُـهُ وَوَصِيفٌ لَهُمْ حَتّٰى كَالُوْهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ لَمْ تَكِيْلُوْهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ وَلَقَامَ لَكُمْ۔)) (مسند احمد: ١٤٦٧٦)

سیدنا جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ کر آپ ﷺ سے کھانا طلب کیا۔ آپ ﷺ نے اسے ایک وسق (یعنی ساٹھ صاع) جو عطا فرمائے۔ کافی عرصہ تک وہ آدمی، اس کی بیوی اور ان کا ایک لڑکا اس سے کھاتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ انہوں نے اس کو ماپ لیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم اس کی پیمائش نہ کرتے تو تم اس سے کھاتے رہتے اور وہ تمہارے پاس موجود رہتا۔''

(١١٣١٦)۔ عَـنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، أَنَّ أُمَّ مَـالِكٍ الْبَهْـزِيَّةَ كَـانَـتْ تُهْدِي فِي عُكَّةٍ لَهَا سَـمْـنًـا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَبَيْـنَـا بَنُوْهَا يَسْـأَلُـوْنَهَـا الْـإِدَامَ وَلَيْـسَ عِنْدَهَا شَيْءٌ، فَعَمَدَتْ إِلٰى عُكَّتِهَا الَّتِي كَانَتْ تُهْدِي فِيْهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰه ﷺ، فَوَجَدَتْ فِيهَا سَمْنًا، فَمَا زَالَ يَدُوْمُ لَهَا أُدْمُ بَنِيْهَا حَتّٰى عَصَرَتْهُ، وَ أَتَـتْ رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ فَـقَالَ: ((أَعَصَرْتِيهِ؟)) قَـالَـتْ: نَعَمْ، قَالَ: ((لَوْ تَرَكْتِيهِ مَا زَالَ ذٰلِكَ لَكِ مُقِيْمًا۔)) (مسند احمد: ١٤٧١٩)

سیدنا جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ سیدہ ام مالک بہزیہ ؓ چمڑے کے ایک برتن میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گھی بطور ہدیہ بھیجا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ ان کے بیٹوں نے ان سے سالن طلب کیا، ان کے پاس ایسی کوئی چیز نہ تھی، جسے وہ بطور سالن دیتیں، وہ جس برتن میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گھی بھیجا کرتی تھیں، اس میں انہوں نے تھوڑا سا گھی پایا، ایک عرصہ تک وہی گھی ان کے بیٹوں کے لیے سالن کا کام دیتا رہا۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ انہوں نے اسے نچوڑ دیا۔ پھر اس نے آ کر رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا (کہ برتن کا گھی تو ختم ہو گیا)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو

(١١٣١٥) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٢٨١ (انظر: ١٤٦٢١)

(١١٣١٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٢٨٠ (انظر: ١٤٦٦٤)

نے اسے نچوڑا تھا؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو اسے ویسے ہی استعمال کرتی رہتی تو وہ تیرے لیے کبھی ختم نہ ہوتا۔''

فوائد:...... اس باب میں رسول اللہ ﷺ کے متعدد معجزات بیان ہوئے ہیں کہ آپ کی برکت سے کھانے کی معمولی مقدار میں اس قدر برکت ہوئی کہ وہ کھانا جو بظاہر تھوڑا ہوتا تھا، لیکن بہت بڑی تعداد کی ضرورت پوری کر جاتا۔ حدیث نمبر (۱۱۳۰۳) کے مطابق تو آپ ﷺ کو اس برکت سے خود اتنا تعجب ہوا کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اپنی رسالت کی گواہی دی اور اس شہادت کی بنا پر جنت میں جانے کی خوشخبری بھی سنا دی۔

بَابٌ وَمِنْ مُعْجِزَاتِهِ ﷺ زِيَادَةُ الْمَاءِ وَتَكْثِيرُهِ بِبَرَكَتِهِ ﷺ

یہ بھی آپ ﷺ کا معجزہ ہے کہ آپ ﷺ کی برکت سے پانی میں اضافہ ہو گیا

(۱۱۳۱۷)۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، قَالَ: قَدِمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْحُدَيْبِيَةَ وَنَحْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً، وَعَلَيْهَا خَمْسُوْنَ شَاةً لَا تُرْوِيْهَا، فَقَعَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى جِبَالِهَا، فَإِمَّا دَعَا وَإِمَّا بَصَقَ، فَجَاشَتْ، فَسَقَيْنَا وَاسْتَقَيْنَا۔ (مسند احمد: ۱۶۶۳۳)

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حدیبیہ کے مقام پر پہنچے، ہماری تعداد چودہ سو تھی، وہاں اس قدر معمولی پانی تھا کہ پچاس بکریوں کو بھی سیراب نہ کر سکتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کنوئیں کے کنارے پر بیٹھ گئے، آپ ﷺ نے دعا فرمائی یا اس میں اپنا لعاب ڈالا تو اس کنویں کا پانی جوش مارنے لگا، پس ہم نے پانی پیا اور پلایا۔

(۱۱۳۱۸)۔ عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: إِنْتَهَيْنَا إِلَى الْحُدَيْبِيَةِ، وَهِيَ بِئْرٌ قَدْ نُزِحَتْ، وَنَحْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً، قَالَ: فَنُزِعَ مِنْهَا دَلْوٌ فَتَمَضْمَضَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْهُ ثُمَّ مَجَّهُ فِيْهِ وَدَعَا، قَالَ: فَرُوِيْنَا وَأَرْوَيْنَا۔ (مسند احمد: ۱۸۷۶۲)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: ہم حدیبیہ کے مقام پر پہنچے اور وہاں ایک کنواں تھا، جس کا پانی ختم ہونے کے قریب تھا۔ ہماری تعداد چودہ سو تھی۔ کنوئیں سے پانی کا ایک ڈول نکالا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے کچھ پانی لے کر کلی کر کے وہ اس میں ڈال دیا اور دعا بھی فرمائی۔ پس پھر ہم پانی سے خوب سیراب ہوئے اور دوسروں کو بھی سیراب کیا۔

(۱۱۳۱۹)۔ عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم

(۱۱۳۱۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۸۰۷ (انظر: ۱۶۵۱۸)

(۱۱۳۱۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۵۷۷، ۴۱۵۰ (انظر: ۱۸۵۶۳)

(۱۱۳۱۹) تخریج: اسناده ضعیف لجهالة حال یونس بن عُبید، اخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۱۱۷۷ (انظر: ۱۸۵۸۴)

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی مَسِیْرٍ فَأَتَیْنَا عَلٰی رَکِیٍّ ذَمَّةٍ، یَعْنِی قَلِیْلَةَ الْمَاءِ، قَالَ: فَنَزَلَ فِیْهَا سِتَّةٌ أَنَا سَادِسُهُمْ مَاحَةً، فَأُدْلِیَتْ إِلَیْنَا دَلْوٌ قَالَ: وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی شَفَةِ الرَّکِیِّ، فَجَعَلْنَا فِیْهَا نِصْفَهَا أَوْ قِرَابَ ثُلُثَیْهَا فَرُفِعَتْ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ الْبَرَاءُ: فَکِدْتُ بِإِنَائِی هَلْ أَجِدُ شَیْئًا أَجْعَلُهُ فِی حَلْقِی فَمَا وَجَدْتُ، فَرُفِعَتِ الدَّلْوُ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَغَمَسَ یَدَهُ فِیْهَا فَقَالَ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ یَقُوْلَ، فَعِیْدَتْ إِلَیْنَا الدَّلْوُ بِمَا فِیْهَا، قَالَ: فَلَقَدْ رَأَیْتُ أَحَدَنَا أُخْرِجَ بِثَوْبٍ خَشْیَةَ الْغَرَقِ، قَالَ: ثُمَّ سَاحَتْ یَعْنِی جَرَتْ نَهْرًا۔ (مسند احمد: ۱۸۷۸۵)

ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے، ہم ایک ایسے کنوئیں تک پہنچے جس میں بہت تھوڑا پانی تھا، کنوئیں سے پانی نکالنے کے لیے پانچ آدمی اس میں اترے، میں چھٹا تھا، کنویں میں ہماری طرف ڈول ڈالا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کنویں کے کنارے پر موجود تھے۔ ہم نے اس ڈول میں اس کے نصف تک یا دوتہائی تک پانی بھرا تو اسے رسول اللہ ﷺ کی طرف اوپر کو کھینچ لیا گیا۔ سیدنا براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کوشش کی کہ اپنے برتن میں کچھ پانی ڈال کر اپنے حلق کو تر کرلوں، مگر مجھے اس قدر تھوڑا سا پانی بھی نہ مل سکا۔ ڈول اوپر رسول اللہ ﷺ کی طرف کھینچا گیا، آپ ﷺ نے اس میں ہاتھ ڈبو کر اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی اور ڈول کو پانی سمیت کنویں کے اندر ہماری طرف واپس اتارا گیا۔ اس کی برکت سے کنویں میں اتنا پانی ہوگیا کہ ہمارے ڈوب جانے کے اندیشہ سے ہم میں سے ہر ایک کو کپڑے کے ساتھ باندھ کر باہر نکالا گیا، اس کے بعد وہ نہر کی طرح بہنے لگا۔

(۱۱۳۲۰)۔ عَنْ أَبِی قَتَادَةَ أَنَّهُ کَانَ فِی سَفَرٍ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ وَکَانَ مَعَهُ مِیْضَأَةٌ وَفِیْهَا جَرْعَةُ مَاءٍ، قَالَ أَبُوْ قَتَادَةَ: فَلَمَّا اشْتَدَّتِ الظَّهِیرَةُ رَفَعَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوا: یَا رَسُولَ اللّٰهِ! هَلَکْنَا عَطَشًا تَقَطَّعَتِ الْأَعْنَاقُ، فَقَالَ: ((لَا هُلْكَ عَلَیْکُمْ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((یَا أَبَا قَتَادَةَ ائْتِ بِالْمِیضَأَةِ۔)) فَأَتَیْتُهُ بِهَا فَقَالَ: ((احْلِلْ لِی غُمَرِی۔)) یَعْنِی قَدَحَهُ فَحَلَلْتُهُ فَأَتَیْتُهُ بِهِ فَجَعَلَ یَصُبُّ فِیهِ وَیَسْقِی النَّاسَ فَازْدَحَمَ

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں ایک سفر میں نبی کریم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تھا، ان کے پاس وضو کا ایک برتن تھا، جس میں محض ایک چلو کی مقدار پانی تھا، جب دھوپ خوب تیز ہوئی یعنی گرمی بڑھی تو رسول اللہ ﷺ لوگوں کے سامنے آئے۔ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! پیاس کی شدت کی وجہ سے ہم مر رہے ہیں، ہماری تو گردنیں ٹوٹ رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''آج تم پر ہلاکت نہیں پڑے گی۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابو قتادہ! تم وضو والا برتن لے کر آؤ۔'' میں نے وہ برتن آپ کی خدمت میں پیش کیا، آپ نے فرمایا: ''تم میرا چھوٹا پیالہ کھول لاؤ۔''

(۱۱۳۲۰) تخریج: أخرجه مسلم: ٦٨١ (انظر: ٢٢٥٤٦)

النَّاسُ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَحْسِنُوا الْمَلَأَ فَكُلُّكُمْ سَيَصْدُرُ عَنْ رِيٍّ۔)) فَشَرِبَ الْقَوْمُ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ غَيْرِي وَغَيْرُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَصَبَّ لِي فَقَالَ: ((اشْرَبْ يَا أَبَا قَتَادَةَ!)) قَالَ قُلْتُ: اِشْرَبْ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ إِنَّ سَاقِيَ الْقَوْمِ آخِرُهُمْ فَشَرِبْتُ وَشَرِبَ بَعْدِي وَبَقِيَ فِي الْمِيضَأَةِ نَحْوٌ مِمَّا كَانَ فِيهَا وَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَلَاثُ مِائَةٍ۔...... الحديث۔ (مسند احمد: ٢٢٥٤٦)

میں اسے کھول کر آپ ﷺ کے پاس لایا، آپ اس میں پانی ڈال کر لوگوں کو پلانے لگے، لوگ آپ ﷺ کے ارد گرد جمع ہوگئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! پانی بھرنے کے لیے اچھا رویہ اپناؤ، تم میں سے ہر ایک سیراب ہو کر لوٹے گا۔'' سب لوگوں نے خوب پانی پیا، صرف اللہ کے رسول ﷺ اور میں بچ گئے، آپ نے پیالے میں میرے لیے پانی ڈالا اور فرمایا: ''ابوقتادہ! لو پیو۔'' میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! پہلے آپ پئیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پلانے والا آخر میں پیتا ہے۔ تب میں نے پیا، پھر آپ ﷺ نے میرے بعد نوش فرمایا اور وضو کے برتن میں پانی جتنا تھا، وہ تقریباً اتنا ہی رہا۔ اس دن صحابہ کی تعداد تین سو تھی۔

(١١٣٢١)۔ عَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: كَانَ فِي الْمَاءِ قِلَّةٌ، فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي قَدَحٍ أَوْ فِي جَفْنَةٍ، فَنَضَحْنَا بِهِ، قَالَ: وَالسَّعِيدُ فِي أَنْفُسِنَا مَنْ أَصَابَهُ وَلَا نُرَاهُ إِلَّا قَدْ أَصَابَ الْقَوْمَ كُلَّهُمْ، قَالَ: ثُمَّ صَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الضُّحٰى۔ (مسند احمد: ٢٠٩١٥)

سیدنا عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پانی تھوڑا تھا، رسول اللہ ﷺ نے ایک پیالے یا کھلے برتن میں وضو کیا، ہم نے اس سے پانی لے لے کر مختصر وضو کیا، ہم میں وہ آدمی خوش قسمت تھا، جسے اس پانی میں سے کچھ مل گیا۔ ہمارا خیال ہے کہ پانی ہر آدمی کو مل گیا تھا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ہمیں چاشت کے وقت نماز پڑھائی۔

فوائد:...... اس باب میں رسول اللہ ﷺ کے اس معجزہ کا بیان ہے کہ متعدد مواقع پر آپ ﷺ کی برکت سے پانی میں بہت زیادہ اضافہ ہوا اور لوگوں نے اپنی اپنی ضرورت پوری کر لی، جبکہ اصل پانی انتہائی معمولی مقدار میں ہوتا تھا۔

بَابُ قِصَّةِ الْمَرْأَةِ صَاحِبَةِ الْمَزَادَتَيْنِ
دو مشکیزوں والی خاتون کا واقعہ

(١١٣٢٢)۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى، عَنْ عَوْفٍ، حَدَّثَنَا

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم ایک سفر میں

(١١٣٢١) تخريج: اسناده ضعيف لابهام الراوى عن عائذ بن عمرو، اخرجه الطبرانى فى "الكبير": ١٨/ ٣٤ (انظر: ٢٠٦٣٩)

(١١٣٢٢) تخريج: أخرجه مطولا ومختصرا البخارى: ٣٤٤، ٣٤٨، ومسلم: ٦٨٢ (انظر: ١٩٨٩٨)

أَبُوْ رَجَاءٍ، حَدَّثَنِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ ﷺ، قَالَ: كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَإِنَّا أَسْرَيْنَا، حَتّٰى إِذَا كُنَّا فِي آخِرِ اللَّيْلِ وَقَعْنَا تِلْكَ الْوَقْعَةَ، فَلَا وَقْعَةَ أَحْلٰى عِنْدَ الْمُسَافِرِ مِنْهَا، قَالَ: فَمَا أَيْقَظَنَا إِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ فُلَانٌ ثُمَّ فُلَانٌ، كَانَ يُسَمِّيهِمْ أَبُوْ رَجَاءٍ وَنَسِيَهُمْ عَوْفٌ، ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ﷺ الرَّابِعُ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا نَامَ لَمْ نُوْقِظْهُ حَتّٰى يَكُوْنَ هُوَ يَسْتَيْقِظُ، لِأَنَّا لَا نَدْرِيْ مَا يُحْدِثُ أَوْ يَحْدُثُ لَهُ فِي نَوْمِهِ، فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ عُمَرُ وَرَأٰى مَا أَصَابَ النَّاسَ، وَكَانَ رَجُلًا أَجْوَفَ جَلِيْدًا، قَالَ: فَكَبَّرَ وَرَفَعَ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيرِ حَتّٰى اسْتَيْقَظَ لِصَوْتِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَكَوْا الَّذِي أَصَابَهُمْ، فَقَالَ: ((لَا ضَيْرَ أَوْلَا يَضِيرُ، اِرْتَحِلُوْا۔)) فَارْتَحَلَ، فَسَارَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ نَزَلَ، فَدَعَا بِالْوَضُوْءِ فَتَوَضَّأَ، وَنُوْدِيَ بِالصَّلَاةِ، فَصَلّٰى بِالنَّاسِ، فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ صَلَاتِهِ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُعْتَزِلٍ لَمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ، فَقَالَ: ((مَا مَنَعَكَ يَا فُلَانُ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ؟)) فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ وَلَا مَاءَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلَيْكَ بِالصَّعِيْدِ فَإِنَّهُ يَكْفِيْكَ۔)) ثُمَّ سَارَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَاشْتَكٰى إِلَيْهِ النَّاسُ الْعَطَشَ،

رسول اللہ ﷺ کے ہم راہ تھے، ہم ساری رات چلتے رہے، یہاں تک کہ رات کے آخری حصے میں ہم ایسی کیفیت میں چلے گئے، جس سے زیادہ پسندیدہ کیفیت مسافر کی نظر میں اور کوئی نہیں ہوتی یعنی ہم سو گئے۔ ہمیں سورج کی گرمی نے بیدار کیا، سب سے پہلے فلاں اور اس کے بعد فلاں آدمی بیدار ہوا۔ ابو رجاء (راوی) ان کے نام ذکر کیا کرتے تھے لیکن ان کے شاگرد عوف کو یہ نام بھول گئے۔ ان کے بعد چوتھے نمبر پر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے، معمول یہ تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ جب سوئے ہوتے تو ہم آپ ﷺ کو بیدار نہ کرتے یہاں تک کہ آپ ﷺ خود بیدار نہ ہو جائیں۔ کیونکہ ہمیں یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ نیند کی حالت میں آپ ﷺ کو کیا کیفیت درپیش ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے اور انہوں نے لوگوں کو پیش آمدہ صورت حال ملاحظہ کی، وہ بلند آواز اور بہادر آدمی تھے۔ انہوں نے ''اللہ اکبر'' کہتے ہوئے اپنی آواز بلندی کی۔ یہاں تک کہ ان کی آواز سے رسول اللہ ﷺ بیدار ہوگئے۔ جب آپ ﷺ بیدار ہوئے تو صحابہ نے اپنے ساتھ پیش آمدہ صورت حال کا شکوہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بات نہیں، اب چلو۔'' وہاں سے روانہ ہوکر آپ ﷺ تھوڑی دور جا کر رک گئے۔ آپ ﷺ نے وضو کا پانی طلب فرما کر وضو کیا، نماز کے لیے اذان کہی گئی، آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر مڑے تو آپ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو الگ تھلگ بیٹھا تھا، اس نے لوگوں کے ساتھ مل کر نماز ادا نہ کی تھی۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''اے فلاں! تجھے لوگوں کے ساتھ نماز ادا کرنے سے کس چیز نے منع کیا؟'' اس نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے جنابت کا عارضہ پیش آ گیا ہے اور غسل کے

فَنَزَلَ فَدَعَا فُلَانًا "كَانَ يُسَمِّيهِ أَبُوْ رَجَاءٍ وَنَسِيَهُ عَوْفٌ" وَدَعَا عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقَالَ: ((اذْهَبَا فَابْغِيَا لَنَا الْمَاءَ.)) قَالَ: فَانْطَلَقَا، فَيَلْقَيَانِ امْرَأَةً بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ أَوْ سَطِيحَتَيْنِ مِنْ مَاءٍ عَلَى بَعِيرٍ لَهَا، فَقَالَا لَهَا: أَيْنَ الْمَاءُ؟ فَقَالَتْ: عَهْدِي بِالْمَاءِ أَمْسِ هٰذِهِ السَّاعَةَ، وَنَفَرُنَا خُلُوفٌ، قَالَ: فَقَالَا لَهَا: انْطَلِقِي إِذًا، قَالَتْ: إِلَى أَيْنَ؟ قَالَا: إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَتْ: هٰذَا الَّذِي يُقَالُ لَهُ الصَّابِئُ؟ قَالَا: هُوَ الَّذِيْ تَعْنِيْنَ. فَانْطَلِقِي إِذًا، فَجَاءَ ابِهَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَحَدَّثَاهُ الْحَدِيْثَ، فَاسْتَنْزَلُوْهَا عَنْ بَعِيرِهَا، وَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِإِنَاءٍ، فَأَفْرَغَ فِيْهِ مِنْ أَفْوَاهِ الْمَزَادَتَيْنِ أَوِ السَّطِيحَتَيْنِ وَأَوْكَأَ أَفْوَاهَهُمَا، فَأَطْلَقَ الْعَزَالِيَ وَنُوْدِيَ فِي النَّاسِ أَنِ اسْقُوْا وَاسْتَقُوْا، فَسَقٰى مَنْ شَاءَ وَاسْتَقٰى مَنْ شَاءَ، وَكَانَ آخِرُ ذٰلِكَ أَنْ أَعْطَى الَّذِي أَصَابَتْهُ الْجَنَابَةُ إِنَاءً مِنْ مَاءٍ، فَقَالَ: ((اذْهَبْ فَأَفْرِغْهُ عَلَيْكَ.)) قَالَ: وَهِيَ قَائِمَةٌ تَنْظُرُ مَا يُفْعَلُ بِمَائِهَا، قَالَ: وَأَيْمُ اللّٰهِ! لَقَدْ أَقْلَعَ عَنْهَا، وَإِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْنَا أَنَّهَا أَشَدُّ مِلْأَةً مِنْهَا حِيْنَ ابْتَدَأَ فِيْهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اجْمَعُوْا لَهَا.)) فَجَمَعَ لَهَا مِنْ بَيْنِ عَجْوَةٍ وَ دَقِيْقَةٍ وَ سُوَيْقَةٍ حَتّٰى جَمَعُوْا لَهَا طَعَامًا كَثِيْرًا، وَجَعَلُوْهُ فِي ثَوْبٍ، وَحَمَلُوْهَا عَلٰى بَعِيْرِهَا وَوَضَعُوْا

لیے پانی موجود نہیں ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم مٹی استعمال کرلو (یعنی مٹی سے تیمم کرلو)۔تمہارے لیے یہی کافی ہے۔'' اس کے بعد رسول اللہ ﷺ آگے روانہ ہوئے ۔ لوگوں نے پیاس کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے سواری سے اتر کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ایک آدمی کو بلایا۔ راوی حدیث ابو رجاء اس کا نام بیان کیا کرتے تھے، لیکن ان کے شاگرد عوف بھول گئے۔ آپ ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا: ''تم دونوں جا کر ہمارے لیے پانی تلاش کر کے لاؤ۔'' سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: وہ دونوں چلے گئے۔ان کی ایک عورت سے ملاقات ہوئی، وہ اپنے اونٹ پر پانی کے دو مشکیزے لادے جا رہی تھی۔ انہوں نے اس سے دریافت کیا: پانی کہاں سے ملے گا؟ وہ بولی: پانی یہاں سے بہت دور ہے، میں کل اس وقت سے یہ پانی لے کر چلی ہوں اور ابھی تک سفر میں ہوں، ہمارے مرد موجود نہیں ہیں۔ انہوں نے اس سے کہا: اچھا تو پھر ہمارے ساتھ چلو۔ وہ بولی: کہاں؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی طرف۔ وہ کہنے لگی: آیا اس شخص کی طرف جسے صابی (لا مذہب اور لادین) کہا جاتا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں وہ وہی ہے جسے تو اس طرح سمجھ رہی ہے، پس اب تو چل۔ وہ اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے اور سارا واقعہ آپ ﷺ کے گوش گزار کیا۔ صحابہ نے اس خاتون کو سواری سے اترنے کو کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک برتن منگوا کر مشکیزوں کے منہ کھول کر برتن میں پانی انڈیلا اور لوگوں میں اعلان کر دیا گیا کہ پانی پیو اور جانوروں کو پلاؤ۔ جس نے پینا تھا اس نے پی لیا اور جس نے جانوروں کو پلانا تھا پلا لیا۔ آخر میں آپ ﷺ نے اس آدمی کو بھی پانی کا ایک برتن دیا جسے جنابت کا عارضہ لاحق ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم جا کر یہ پانی اپنے اوپر بہا

الثَّوْبَ بَيْنَ يَدَيْهَا، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَعْلَمِيْنَ وَاللّٰهِ مَا رَزَأْنَاكَ مِنْ مَائِكَ شَيْئًا، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ هُوَ سَقَانَا۔)) قَالَ: فَأَتَتْ أَهْلَهَا، وَقَدِ احْتَبَسَتْ عَنْهُمْ، فَقَالُوا: مَا حَبَسَكِ يَا فُلَانَةُ؟ فَقَالَتِ: الْعَجَبُ! لَقِيَنِي رَجُلَان، فَذَهَبَا بِي إِلٰى هٰذَا الَّذِي يُقَالُ لَهُ الصَّابِئُ، فَفَعَلَ بِمَائِي كَذَا وَكَذَا، لِلَّذِي قَدْ كَانَ، فَوَاللّٰهِ! إِنَّهُ لَأَسْحَرُ مِنْ بَيْنِ هٰذِهِ وَ هٰذِهِ، قَالَتْ بِأُصْبُعَيْهَا الْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةِ فَرَفَعَتْهُمَا إِلَى السَّمَاءِ يَعْنِي السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ، أَوْ إِنَّهُ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا، قَالَ: وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ بَعْدُ يُغِيْرُوْنَ عَلٰى مَاحَوْلَهَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَلَا يُصِيْبُوْنَ الصِّرْمَ الَّذِي هِيَ فِيْهِ، فَقَالَتْ يَوْمًا لِقَوْمِهَا: مَا أَرٰى أَنَّ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ يَدَعُوْنَكُمْ عَمَدًا، فَهَلْ لَكُمْ فِي الْإِسْلَامِ؟ فَأَطَاعُوْهَا، فَدَخَلُوْا فِي الْإِسْلَامِ۔ (مسند احمد: ۲۰۱٤۰)

لو، یعنی غسل کرلو۔'' وہ خاتون کھڑی یہ سارے مناظر دیکھتی رہی کہ اس کے پانی کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ اللہ کی قسم! اس خاتون کو جب جانے کی اجازت دی گئی تو ہمیں یوں لگ رہا تھا کہ اس کے مشکیزے پہلے سے زیادہ بھرے ہوئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اسے دینے کے لیے کچھ سامان جمع کرو۔'' صحابہ نے اس کے لیے عجوہ کھجور، آٹا اور ستو وغیرہ کافی کچھ جمع کر دیا، یہ سارا سامان ایک کپڑے میں ڈالا اور عورت کو اس کے اونٹ پر سوار کر کے یہ کپڑا اس کے آگے رکھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''اللہ کی قسم! تم جانتی ہو کہ ہم نے تیرے پانی میں ذرہ بھر بھی کمی نہیں کی۔ ہمیں تو اللہ تعالیٰ نے پینے کے لیے پانی مہیا کیا ہے۔'' وہ عورت اپنے خاندان میں واپس گئی، وہ کافی لیٹ ہو چکی تھی، اس کے گھر والوں نے تاخیر کی وجہ دریافت کی تو اس نے بتایا کہ ایک عجیب واقعہ پیش آ گیا۔ مجھے دو آدمی ملے۔ وہ مجھے اس آدمی کے پاس گئے جس صابی (لا دین و لا مذہب) کہا جاتا ہے۔ اس نے تو میرے پانی کے ساتھ یہ یہ کیا۔ اس نے وہ سارا واقعہ بیان کیا جو پیش آ چکا تھا۔ اس نے اپنی درمیانی اور شہادت والی انگلی کو آسمان کی طرف اٹھا کر کہا: اللہ کی قسم! وہ یا تو زمین و آسمان کے درمیان موجود لوگوں میں سب سے بڑا جادوگر ہے یا پھر واقعی اللہ کا رسول ہے۔ عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس کے بعد مسلمان اس علاقہ کے مشرکین پر حملہ آور ہوئے۔ لیکن جس قبیلہ کی وہ خاتون تھی اس پر حملہ نہ کرتے تھے۔ وہ ایک دن اپنی قوم سے کہنے لگی: میرا خیال ہے کہ یہ مسلمان جان بوجھ کر تم سے صرف نظر کرتے ہیں۔ کیا تم اسلام قبول نہیں کر لیتے؟ چنانچہ قبیلے کے لوگوں نے اس کی بات مان لی اور وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔

بَابُ وَمِنْ مُعْجِزَاتِهِ ﷺ دَرُّ لَبَنِ الضَّرْعِ بَعْدَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ

یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا کہ تھنوں سے دودھ اتر آیا، حالانکہ اس سے پہلے ان میں دودھ نہیں تھا

(۱/ ۱۱۳۲۲)- عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: كُنْتُ أَرْعَى غَنَمًا لِعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ، فَمَرَّ بِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ: ((يَا غُلَامُ! هَلْ مِنْ لَبَنٍ؟)) قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، وَلَكِنِّي مُؤْتَمَنٌ، قَالَ: ((فَهَلْ مِنْ شَاةٍ لَمْ يَنْزُ عَلَيْهَا الْفَحْلُ؟)) فَأَتَيْتُهُ بِشَاةٍ، فَمَسَحَ ضَرْعَهَا، فَنَزَلَ لَبَنٌ، فَحَلَبَهُ فِي إِنَاءٍ، فَشَرِبَ، وَسَقَى أَبَا بَكْرٍ، ثُمَّ قَالَ لِلضَّرْعِ: ((اقْلِصْ۔)) فَقَلَصَ، قَالَ: ثُمَّ أَتَيْتُهُ بَعْدَ هٰذَا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، عَلِّمْنِي مِنْ هٰذَا الْقَوْلِ، قَالَ: فَمَسَحَ رَأْسِي، وَقَالَ: ((يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، فَإِنَّكَ غُلَيِّمٌ مُعَلَّمٌ۔)) وَفِي رِوَايَةٍ: ثُمَّ أَتَاهُ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِصَخْرَةٍ مُنْقَعِرَةٍ، فَاحْتَلَبَ فِيهَا، فَشَرِبَ، وَشَرِبَ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ شَرِبْتُ، ثُمَّ قَالَ لِلضَّرْعِ: ((اقْلِصْ۔)) فَقَلَصَ، فَأَتَيْتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَقُلْتُ: عَلِّمْنِي مِنْ هٰذَا الْقَوْلِ؟ قَالَ: ((إِنَّكَ غُلَامٌ مُعَلَّمٌ۔)) قَالَ: فَأَخَذْتُ مِنْ فِيهِ سَبْعِينَ سُورَةً، لَا يُنَازِعُنِي فِيهَا أَحَدٌ۔ (مسند احمد: ۳۵۹۸)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں عقبہ بن ابو معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا، ایک رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''لڑکے! کیا دودھ موجود ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں، لیکن مجھے اس مال پر امین بنایا گیا ہے (لہذا میں اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نہیں دے سکتا)، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا کوئی ایسی بکری ہے، جس کی بکرے سے جفتی نہ کرائی گئی ہو؟'' پس میں اس قسم کی ایک بکری لے آیا، جب آپ ﷺ نے اس کے تھن کو چھوا تو اس میں دودھ اتر آیا، پس آپ ﷺ اس کو ایک برتن میں دوہا اور آپ ﷺ نے خود بھی پیا اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھی پلایا، پھر آپ ﷺ نے تھن سے فرمایا: ''سکڑ جا۔'' پس وہ سکڑ گیا۔ پھر میں آپ ﷺ کے پاس گیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اس دین میں کچھ تعلیم دیں، آپ ﷺ نے میرے سر پہ ہاتھ پھیرا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے، تو تو پیارا سا تعلیم یافتہ لڑکا ہے۔'' ایک روایت میں ہے: پھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ، آپ ﷺ کے پاس پیالہ نما پتھر لے کر آئے، آپ ﷺ نے اس میں دودھ دوہا، پھر آپ ﷺ نے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اور میں نے دودھ پیا، پھر آپ ﷺ نے تھن سے فرمایا: ''سکڑ جا۔'' پس وہ سکڑ گیا۔ اس کے بعد میں آپ ﷺ کے پاس گیا اور کہا: آپ ﷺ مجھے اس دین میں کچھ سکھا دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو تو سکھایا ہوا لڑکا ہے۔'' پھر میں نے آپ ﷺ کے دہن مبارک سے ستر سورتیں سیکھی تھیں، اس میں کسی کا مجھ سے کوئی جھگڑا نہیں تھا۔

(۱/ ۱۱۳۲۲) تخریج: اسنادہ حسن اخرجہ ابن حبان: ۷۰۶۱، والطبرانی فی "الکبیر": ۸۴۵۶ (انظر: ۳۵۹۸، ۴۴۱۲)

فوائد: …… یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا کہ ایسی بکری کے تھنوں میں دودھ اتر آیا تو دودھ والی تھی ہی نہیں۔

(۲/ ۱۱۳۲۲)۔ حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ شَيْخًا مِنْ قَيْسٍ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ: جَاءَنَا النَّبِيُّ ﷺ، وَعِنْدَنَا بَكْرَةٌ صَعْبَةٌ، لَا نَقْدِرُ عَلَيْهَا، قَالَ: فَدَنَا مِنْهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَمَسَحَ ضَرْعَهَا، فَحَفَلَ فَاحْتَلَبَ قَالَ: وَلَمَّا مَاتَ أَبِي جَاءَ وَقَدْ شَدَدْتُهُ فِي كَفَنِهِ، وَأَخَذْتُ سُلَّاءَةً فَشَدَدْتُ بِهَا الْكَفَنَ، فَقَالَ: ((لَا تُعَذِّبْ أَبَاكَ بِالسُّلَّى۔)) قَالَهَا حَمَّادٌ: ثَلَاثًا، قَالَ: ثُمَّ كَشَفَ عَنْ صَدْرِهِ، وَأَلْقَى السُّلَّى، ثُمَّ بَزَقَ عَلَى صَدْرِهِ حَتَّى رَأَيْتُ رُضَاضَ بُزَاقِهِ عَلَى صَدْرِهِ۔ (مسند احمد: ۲۰۹۷٤)

حماد بن سلمہ کہتے ہیں: میں نے قیس قبیلہ کے ایک بزرگ سے سنا، وہ اپنے باپ سے بیان کر رہے تھے کہ انھوں نے کہا: نبیٔ کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، جبکہ ہماری ایک سرکش اونٹنی تھی، ہم اس کو قابو نہیں کر سکتے تھے، لیکن آپ ﷺ اس کے قریب ہوئے، اس کے تھنوں کو چھوا، پس وہ تو دودھ سے بھر گئے، پھر آپ ﷺ نے دودھ دوہا۔ جب میرے باپ فوت ہوئے تو میں نے ان کو ان کے کفن میں لپیٹا اور کھجور کے درخت کا کانٹا لے کر اس کے ذریعے ان کے کفن کو باندھ دیا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے باپ کو اس کانٹے کے ذریعے تکلیف نہ دے۔'' پھر آپ ﷺ نے ان کے سینے سے کپڑا ہٹایا، جھلی کو پھینک دیا اور ان کے سینے پر تھوکا، یہاں تک کہ میں نے باقاعدہ ان کے سینے پر آپ ﷺ کے تھوک کے قطرے دیکھے۔

(۳/ ۱۱۳۲۲)۔ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ الْفَائِشِيِّ، عَنِ ابْنَةٍ لِخَبَّابٍ قَالَتْ: خَرَجَ خَبَّابٌ فِي سَرِيَّةٍ، فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَعَاهَدُنَا، حَتَّى كَانَ يَحْلُبُ عَنْزًا لَنَا، قَالَتْ: فَكَانَ يَحْلُبُهَا حَتَّى يَطْفَحَ، أَوْ يَفِيضَ، فَلَمَّا رَجَعَ خَبَّابٌ حَلَبَهَا فَرَجَعَ حِلَابُهَا إِلَى مَا كَانَ، فَقُلْنَا لَهُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَحْلُبُهَا حَتَّى يَفِيضَ۔ وَقَالَ مَرَّةً: حَتَّى تَمْتَلِئَ، فَلَمَّا حَلَبْتَهَا رَجَعَ حِلَابُهَا۔ (مسند احمد: ۲۷٦۳۷)

سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میرے باپ ایک لشکر میں چلے گئے، نبیٔ کریم ﷺ ہمارا بہت خیال رکھتے تھے، یہاں تک کہ ہمارے لیے ہماری بکری بھی دوہ دیتے تھے، جب آپ ﷺ اس کو دوہتے تھے تو دودھ برتن سے بہہ پڑتا تھا، لیکن جب سیدنا خباب رضی اللہ عنہ لوٹے اور اسی بکری سے دودھ دوہا تو پہلے کی طرح دودھ کم ہو گیا، ہم نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ اس بکری کا دودھ دوہتے تھے تو دودھ بہہ پڑتا تھا، لیکن برتن بھر جاتا تھا، لیکن جب آپ نے دودھ دوہا ہے تو یہ دودھ واپس چلا گیا ہے۔

(۲/ ۱۱۳۲۲) تخریج: اسنادہ ضعیف لابھام الشیخ القیسی (انظر: ۲۰٦۹۸)

(۳/ ۱۱۳۲۲) تخریج: اسنادہ ضعیف لجھالۃ عبد الرحمن بن زید الفائشی اخرجہ ابن ابی شیبۃ: ۱۱/ ٤۹٥ (انظر: ۲۷۰۹۷)

فوائد: ...... نبی کریم ﷺ کا وجود مبارک بھی اس قدر برکت والا تھا کہ جو چیز مس ہو جاتی، وہ بھی برکت والی بن جاتی۔

بَابُ وَمِنْ مُعْجِزَاتِهِ ﷺ اِخْبَارُهُ بِالشَّاةِ الْمَسْمُوْمَةِ الَّتِیْ صَنَعَتْهَا لَهُ الْمَرْأَةُ الْیَهُوْدِیَّةُ وَقَدَّمَتْهَا اِلَیْهِ بِصِفَةِ هَدِیَّةٍ

یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا کہ آپ ﷺ اس زہر آلودہ بکری کے بارے میں بتلا دیا، جو ایک یہودی خاتون نے تحفہ کی صورت میں آپ ﷺ کو پیش کی تھی

(۱۱۳۲۲/ ٤)۔ حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ زَیْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ یُحَدِّثُ، أَنَّ یَهُودِیَّةً جَعَلَتْ سُمًّا فِی لَحْمٍ، ثُمَّ أَتَتْ بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَكَلَ مِنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((إِنَّهَا جَعَلَتْ فِیهِ سُمًّا۔)) قَالُوا: یَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَلَا نَقْتُلُهَا؟ قَالَ: ((لَا۔)) قَالَ: فَجَعَلْتُ أَعْرِفُ ذٰلِكَ فِی لَهَوَاتِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۱۳۳۱۸)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی خاتون نے گوشت میں زہر ملایا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا، آپ ﷺ نے وہ گوشت کھایا اور فرمایا: ''اس نے اس کھانے میں زہر ملایا ہے۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم اس کو قتل نہ کر دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں آپ ﷺ کے کوے میں اس زہر کے اثر کو پہچانتا رہتا تھا۔

فوائد: ...... آپ ﷺ کو وحی کے ذریعے معلوم ہوا تھا کہ اس کھانے میں زہر ملایا گیا ہے، جبکہ آپ ﷺ اس کی کچھ مقدار تناول فرما چکے تھے۔

بَابُ وَمِنْ مُعْجِزَاتِهِ اِضَاءَةُ عَصَاهُ لِبَعْضِ اَصْحَابِهٖ حَتّٰی دَخَلَ بَیْتَهٗ

یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا کہ آپ ﷺ کی لاٹھی کسی صحابی کے لیے روشن ہوگئی، یہاں تک کہ وہ گھر پہنچ گیا

(۱۱۳۲۲/ ٥)۔ عَنْ أَبِی سَعِیدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ: هَاجَتِ السَّمَاءُ، مِنْ تِلْكَ اللَّیْلَةِ، فَلَمَّا خَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ، بَرَقَتْ بَرْقَةٌ، فَرَأَى قَتَادَةَ بْنَ النُّعْمَانِ فَقَالَ:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رات کو آسمان بادو باراں والا ہو گیا، جب نبی کریم ﷺ نماز عشا کے لیے گئے اور بجلی چمکی تو آپ ﷺ نے سیدنا قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کو دیکھ لیا اور پوچھا: ''قتادہ! کون سی چیز تم کو اس

(۱۱۳۲۲/ ٤) تخریج: اخرجه البخاری: ۲٦۱۷، ومسلم: ۲۱۹۰ (انظر: ۱۳۲۸٥)

(۱۱۳۲۲/ ٥) تخریج: حدیث حسن اخرجه البزار: ٦۲۰ (انظر: ۱۱٦۲٤)

مَا السُّرَی یَا قَتَادَةُ؟ قَالَ: عَلِمْتُ یَا رَسُولَ اللّٰہِ! أَنَّ شَاہِدَ الصَّلَاۃِ قَلِیلٌ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَشْہَدَہَا۔ قَالَ: ((فَإِذَا صَلَّیْتَ فَاثْبُتْ حَتّٰی أَمُرَّ بِکَ۔)) فَلَمَّا انْصَرَفَ أَعْطَاہُ الْعُرْجُونَ وَقَالَ: ((خُذْ ہٰذَا فَسَیُضِیئُ أَمَامَکَ عَشْرًا، وَخَلْفَکَ عَشْرًا، فَإِذَا دَخَلْتَ الْبَیْتَ، وَتَرَائَیْتَ سَوَادًا، فِی زَاوِیَۃِ الْبَیْتِ، فَاضْرِبْہُ قَبْلَ أَنْ یَتَکَلَّمَ، فَإِنَّہُ شَیْطَانٌ۔)) قَالَ: فَفَعَلَ فَنَحْنُ نُحِبُّ ہٰذِہِ الْعَرَاجِینَ لِذٰلِکَ۔ (مسند احمد: ۱۱۶٤۷)

وقت میں لے آئی ہے؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا خیال تھا کہ نمازی کم ہوں گے، اس لیے میں نے چاہا کہ چلو میں تو پہنچ جاؤں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم نماز پڑھ لوتو میرے آنے تک اپنی جگہ پر ہی بیٹھے رہنا۔'' جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ان کو ایک کھجور کی شاخ دی اور فرمایا: ''یہ شاخ لے لو، یہ تمہارے آگے اور پیچھے دس دس (ہاتھ) تک روشنی پیدا کرے گی، جب تم گھر میں داخل ہو جاؤ اور گھر کے ایک کونے میں کوئی وجود دیکھ لوتو کلام کرنے سے پہلے اس کو مارنا، کیونکہ وہ شیطان ہوگا۔'' پس انھوں نے ایسے ہی کیا، ہم اسی وجہ سے ان شاخوں اور چھڑیوں کو پسند کرتے ہیں۔

فوائد: …… یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا کہ چھڑی نے روشنی دینا شروع کر دی، سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ کو نماز عشا میں آنے کی وجہ سے یہ شرف حاصل ہوا۔

ذہن نشین کر لیں کہ فرائض و واجبات اور مستحبات کی ادائیگی اور ممنوعات ومحرمات سے اجتناب دنیا و آخرت میں باعثِ عزت وشرف ہے اور اسی چیز میں انجام بخیر و عافیت ہے۔

بَابُ وَمِنْ مُعْجِزَاتِہٖ ﷺ اَنَّہُ مَجَّ فِی بِئْرٍ فَفَاحَ مِنْہَا مِثْلُ رَائِحَۃِ الْمِسْکِ

یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا کہ آپ ﷺ نے ایک کنویں میں کلی کی اور اس سے کستوری کی طرح کی خوشبو پھوٹنے لگ گئی

(۱۱۳۲۲/ ٦)۔ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ، قَالَ: حَدَّثَنِی أَہْلِی، عَنْ أَبِی قَالَ: أُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَشَرِبَ مِنْہُ، ثُمَّ مَجَّ فِی الدَّلْوِ، ثُمَّ صَبَّ فِی الْبِئْرِ أَوْ شَرِبَ مِنَ الدَّلْوِ، ثُمَّ مَجَّ فِی الْبِئْرِ، فَفَاحَ مِنْہَا مِثْلُ رِیحِ الْمِسْکِ۔ (مسند احمد: ۱۹۰٤٤)

عبد الجبار بن وائل سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میرے اہل نے مجھے بیان، وہ کہتے ہیں: مجھے میرے باپ نے بیان کیا کہ پانی کا ایک ڈول نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا، آپ ﷺ نے اس سے پیا اور پھر ڈول میں کلی کی اور وہ پانی کنویں میں پھینک دیا، یا اس طرح ہوا کہ آپ ﷺ نے ڈول سے پانی پیا اور کنویں میں کلی کی، پس اس کنویں سے کستوری کی طرح کی خوشبو پھیلنے لگی۔

(۱۱۳۲۲/ ٦) تخریج: حدیث حسن اخرجہ الطبرانی فی "الکبیر": ۲۲/ ۱۱۹ (انظر: ۱۸۸۳۸)

(۷/ ۱۱۳۲۲)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِدَلْوٍ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ، فَتَمَضْمَضَ، فَمَجَّ فِيهِ أَطْيَبَ مِنَ الْمِسْكِ، أَوْ قَالَ: مِسْكٌ، وَاسْتَنْثَرَ خَارِجًا مِنَ الدَّلْوِ۔ (مسند احمد: ۱۹۰۸۰)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ کے پاس ایک ڈول میں زمزم کا پانی لایا گیا، پس آپ ﷺ نے اس سے کلی کی اور وہ پانی اسی ڈول میں پھینکا، پس وہ تو کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا، پھر آپ ﷺ اس ڈول سے باہر ناک جھاڑا تھا۔

فوائد: …… یہ نبی کریم ﷺ کے پاکیزہ وجود کی برکت اور اثر تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَأَدُّبِ الصَّحَابَةِ ﷺ فِي حَضْرَتِهِ ﷺ وَتَبَرُّكِهِمْ بِآثَارِهِ ﷺ

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا آپ ﷺ کی موجودگی میں آپ ﷺ کا ادب کرنا اور آپ ﷺ کے آثار سے تبرک حاصل کرنا

(۸/ ۱۱۳۲۲)۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ الْمُرَادِيِّ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَهُ فِي مَسِيرَةٍ إِذْ نَادَاهُ أَعْرَابِيٌّ بِصَوْتٍ جَهْوَرِيٍّ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، فَقُلْنَا: وَيْحَكَ، اغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ، فَإِنَّكَ قَدْ نُهِيتَ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَا أَغْضُضُ مِنْ صَوْتِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هَاءَ۔)) وَأَجَابَهُ عَلَى نَحْوٍ مِنْ مَسْأَلَتِهِ، وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: وَأَجَابَهُ نَحْوًا مِمَّا تَكَلَّمَ بِهِ، فَقَالَ: أَرَأَيْتَ رَجُلًا أَحَبَّ قَوْمًا، وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ؟ قَالَ: ((هُوَ مَعَ مَنْ أَحَبَّ۔)) (مسند احمد: ۱۸۲۶۸)

سیدنا صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم ایک سفر میں تھے، اچانک ایک بدّو نے نبی کریم ﷺ کو بلند آواز سے پکارا اور کہا: اے محمد! ہم نے اس سے کہا: او تو ہلاک ہو جائے، اپنی آواز کو پست رکھ، تجھے اس طرح آواز بلند کرنے سے منع کیا گیا ہے، لیکن اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں تو اپنی آواز کو پست نہیں کروں گا، اتنے میں رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''میں حاضر ہوں۔'' پھر آپ ﷺ نے اس کے سوال کے انداز کے مطابق ہی جواب دیا، سفیان راوی نے کہا: جیسے اس نے بات کی تھی، اسی طرح کا آپ ﷺ نے جواب دیا، پھر اس نے کہا: اس آدمی کے بارے میں آپ کا خیال ہے، جو کچھ لوگوں سے محبت تو کرتا ہے، لیکن وہ ان کو ملا نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ اسی آدمی کے ساتھ ہوگا، جس سے اس کو محبت ہوگی۔''

فوائد: …… ایک طرف صحابہ نے تو اس بدّو کو آپ ﷺ کے آداب کی تعلیم دی تھی، لیکن دوسری طرف آپ ﷺ نے خود انتہائی اعلی اخلاق کا مظاہرہ کیا اور بے تکلفی سے کام لیتے ہوئے اس آدمی کے ساتھ اسی کے انداز میں بات کی۔

نبی کریم ﷺ سے پست آواز میں بات کرنا، اس مسئلہ کے لیے دیکھیں حدیث نمبر (۸۷۵۸) والا باب۔

(۷/ ۱۱۳۲۲) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول (انظر: ۱۸۸۷٤)

(۸/ ۱۱۳۲۲) تخریج: حسن اخرجه الترمذی: ۳۵۳۵ (انظر: ۱۸۰۹۵)

(۹/ ۱۱۳۲۲)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ بَيْتَ أُمِّ سُلَيْمٍ فَيَنَامُ عَلَى فِرَاشِهَا وَلَيْسَتْ فِيهِ، قَالَ: فَجَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ فَنَامَ عَلَى فِرَاشِهَا، فَأُتِيَتْ، فَقِيلَ لَهَا: هٰذَا النَّبِيُّ ﷺ نَائِمٌ فِي بَيْتِكِ عَلَى فِرَاشِكِ قَالَ: فَجَائَتْ وَقَدْ عَرِقَ، وَاسْتَنْقَعَ عَرَقُهُ عَلَى قِطْعَةِ أَدِيمٍ عَلَى الْفِرَاشِ، قَالَ: فَفَتَحَتْ عَتِيدَتَهَا قَالَ: فَجَعَلَتْ تُنَشِّفُ ذٰلِكَ الْعَرَقَ فَتَعْصِرُهُ فِي قَوَارِيرِهَا، فَفَزِعَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَا تَصْنَعِينَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ؟)) قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، نَرْجُو بَرَكَتَهُ لِصِبْيَانِنَا، قَالَ: ((أَصَبْتِ۔)) (مسند احمد: ۱۳۳٤۳)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ، سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے اور ان کے بستر پر سو جاتے تھے، جبکہ وہ اس میں نہیں ہوتی تھیں، ایک دن ایسے ہی ہوا کہ آپ ﷺ گئے اور ان کے بستر پر سو گئے، کسی نے آ کر سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو خبر دی کہ یہ نبی کریم تمہارے گھر میں تمہارے بستر پر سوئے ہوئے ہیں، پس وہ آئیں اور دیکھا کہ آپ ﷺ کو پسینہ آیا ہوا ہے اور آپ ﷺ کا پسینہ بستر پر چمڑے کے ایک ٹکڑے پر نچڑ رہا ہے، انھوں نے اپنا بیوٹی باکس کھولا اور اس پسینے کو چوس کر اس کو اپنی شیشیوں میں نچوڑنے لگیں، آپ ﷺ گھبرا گئے اور پوچھا: ''او ام سلیم! کیا کر رہی ہو؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم اپنے بچوں کے لیے اس کی برکت کی امید رکھتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے درست کیا ہے۔''

فوائد: ...... ''عَتِیْدَۃ'' سے مراد لکڑی کا وہ صندوق ہے، جس میں خواتین اپنی خوشبو اور تیل وغیرہ رکھتی تھیں، آج کل یہی کام بیوٹی باکس سے لیا جاتا ہے، اس لیے ہم نے یہی معنی بیان کر دیا۔

(۱۰/ ۱۱۳۲۲)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: دَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ عِنْدَنَا، فَعَرِقَ، وَجَائَتْ أُمِّي بِقَارُورَةٍ، فَجَعَلَتْ تَسْلُتُ الْعَرَقَ فِيهَا، فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا هٰذَا الَّذِي تَصْنَعِينَ؟ فَقَالَتْ: هٰذَا عَرَقُكَ نَجْعَلُهُ فِي طِيبِنَا وَهُوَ مِنْ أَطْيَبِ الطِّيبِ۔ (مسند احمد: ۱۲٤۲۳)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارے ہاں قیلولہ کیا، جب آپ ﷺ کو پسینہ آیا تو میری ماں ایک شیشی لے کر آئیں اور اس میں آپ ﷺ کا پسینہ جمع کرنے لگیں، اتنے میں آپ ﷺ بیدار ہو گئے اور فرمایا: ''ام سلیم! یہ کیا کر رہی ہو؟'' انھوں نے کہا: یہ آپ کو پسینہ ہے، ہم اس کو اپنی خوشبو میں مکس کریں گے، جبکہ یہ پسینہ تو سب سے پاکیزہ اور اچھی خوشبو ہے۔

فوائد: ...... جیسے آپ ﷺ کا وجود متبرک تھا، اسی طرح آپ ﷺ کے وجود سے نکلنے والی اور آپ ﷺ کے وجود کو مس کرنے والی چیز بھی تبرک والی ہو جاتی تھی، جیسے کپڑے، پسینہ، بال وغیرہ۔

(۹/ ۱۱۳۲۲) تخریج: اخرجه مسلم: ۲۳۳۱، واخرج البخاری نحوه: ٦۲۸۱ (انظر: ۱۳۳۱۰)
(۱۰/ ۱۱۳۲۲) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول (انظر: ۱۲۳۹٦)

(۱۱/ ۱۱۳۲۲)۔ حَدَّثَنَا حَسَنٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمَّا أَرَادَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَحْلِقَ الْحَجَّامُ رَأْسَهُ، أَخَذَ أَبُو طَلْحَةَ شَعَرَ أَحَدِ شِقَّيْ رَأْسِهِ بِيَدِهِ، فَأَخَذَ شَعَرَهُ، فَجَاءَ بِهِ إِلَى أُمِّ سُلَيْمٍ، قَالَ: فَكَانَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ تَدُوفُهُ فِي طِيبِهَا۔ (مسند احمد: ۱۳۵۴۲)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ارادہ کیا کہ حجام آپ ﷺ کا بال مونڈے تو سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے سر مبارک کے ایک جانب کے بال پکڑے اور سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس لے آئے، وہ ان کو اپنی خوشبو میں ملایا کرتی تھیں۔

(۱۲/ ۱۱۳۲۲)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَمَّا حَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَأْسَهُ بِمِنًى، أَخَذَ شِقَّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنَ بِيَدِهِ، فَلَمَّا فَرَغَ نَاوَلَنِي، فَقَالَ: ((يَا أَنَسُ! انْطَلِقْ بِهٰذَا إِلَى أُمِّ سُلَيْمٍ۔)) فَلَمَّا رَأَى النَّاسُ مَا خَصَّهَا بِهِ مِنْ ذٰلِكَ تَنَافَسُوا فِي الشِّقِّ الْآخَرِ، هٰذَا يَأْخُذُ الشَّيْءَ، وَهٰذَا يَأْخُذُ الشَّيْءَ قَالَ مُحَمَّدٌ: فَحَدَّثْتُهُ عَبِيدَةَ السَّلْمَانِيَّ، فَقَالَ: لَأَنْ يَكُونَ عِنْدِي مِنْهُ شَعَرَةٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ صَفْرَاءَ وَبَيْضَاءَ أَصْبَحَتْ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ وَفِي بَطْنِهَا۔ (مسند احمد: ۱۳۷۲۰)

(دوسری سند) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ منی میں اپنا سر مبارک منڈوائے تو سر کی دائیں جانب کے بال لیے اور مجھے پکڑا کر فرمایا: ''انس! یہ بال ام سلیم کے پاس لے جاؤ۔'' جب لوگوں نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے خاص کر کے ام سلیم کو یہ بال بھیجے ہیں تو وہ سر کی دوسری جانب کے بالوں کی رغبت کرنے لگے، کچھ بال کسی نے لیے اور کچھ کسی نے۔ محمد بن سیرین کہتے ہیں: جب میں نے یہ حدیث عبیدہ سلمانی کو بیان کی تو انھوں نے کہا: اگر میرے پاس ان میں سے ایک بال بھی ہوتا تو وہ مجھے اس سارے سونے اور چاندی سے محبوب ہوتا، جو زمین کے اوپر والی سطح اور اس کے اندر پایا جاتا ہے۔

(۱۳/ ۱۱۳۲۲)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَلَّاقُ يَحْلِقُهُ، وَقَدْ أَطَافَ بِهِ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، جبکہ حجام آپ ﷺ کے بال مونڈ رہا تھا، صحابہ نے آپ ﷺ کو گھیرے میں لے رکھا تھا، وہ چاہتے

(۱۱/ ۱۱۳۲۲) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم اخرج نحوه البخاری: ۱۷۱، ومسلم: ۱۳۰۵ (انظر: ۱۳۵۰۸)

(۱۲/ ۱۱۳۲۲) تخریج: اسناده ضعیف لسوء حفظ مؤمل، وقد صح بغیر هذه السیاقة، وانظر الحدیث السابق بالطریق الاول (انظر: ۱۳۶۸۵)

(۱۳/ ۱۱۳۲۲) تخریج: اخرجه مسلم: ۲۳۲۵ (انظر: ۱۲۳۶۳)

أَصْحَابُهُ، مَا يُرِيدُونَ أَنْ تَقَعَ شَعَرَةٌ إِلَّا فِي يَدِ رَجُلٍ۔ (مسند احمد: ۱۲۳۹۰)

تھے کہ آپ ﷺ کا جو بال بھی گرے، اس کو کوئی نہ کوئی آدمی پکڑ لے۔

(۱۴/ ۱۱۳۲۲)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ، أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ ﷺ عِنْدَ الْمَنْحَرِ وَرَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ وَهُوَ يَقْسِمُ أَضَاحِيَّ فَلَمْ يُصِبْهُ مِنْهَا شَيْءٌ وَلَا صَاحِبَهُ، فَحَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَأْسَهُ فِي ثَوْبِهِ فَأَعْطَاهُ، فَقَسَمَ مِنْهُ عَلَى رِجَالٍ، وَقَلَّمَ أَظْفَارَهُ، فَأَعْطَاهُ صَاحِبَهُ، قَالَ: فَإِنَّهُ لَعِنْدَنَا مَخْضُوبٌ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ، يَعْنِي: شَعْرَهُ۔ (مسند احمد: ۱۶۵۸۸)

سیدنا عبد اللہ بن زید ؓ سے مروی ہے کہ وہ قربان گاہ میں نبی کریم ﷺ اور ایک قریشی آدمی کے پاس موجود تھے، جبکہ آپ ﷺ قربانیاں کر رہے تھے، لیکن نہ قربانی ان کو ملی اور نہ ان کے انصاری ساتھی کو، پھر جب رسول اللہ ﷺ نے ایک کپڑے میں اپنا سر منڈوایا تو وہ بال ان کو دیئے اور انھوں نے وہ بال مردوں میں تقسیم کر دیئے، پھر جب آپ ﷺ نے ناخن تراشے تو وہ ان کے ساتھی کو دیئے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے وہ بال ہمارے پاس موجود ہیں، وہ مہندی اور وسمہ سے رنگے ہوئے تھے۔

فوائد: ...... وسمہ کی وضاحت کے لیے حدیث نمبر (۱۱۱۴۱) دیکھیں۔

آپ ﷺ کا وجود، وجود سے زائل کر دی جانے والی زائد چیز جیسے بال اور ناخن اور وجود کو مس کرنے والی چیز باعثِ برکت تھی، اس لیے صحابۂ کرام ؓ ان چیزوں سے تبرک حاصل کیا کرتے تھے، تبرک کی ان تمام صورتوں کو نبیٔ کریم ﷺ کے ساتھ خاص رکھنا چاہیے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَبَرُّكِهِمْ بِأَثَرِ شُرْبِهِ وَفَضْلِ وُضُوْئِهِ

صحابۂ کرام ؓ کا آپ ﷺ کی پینے کی جگہ اور وضو سے بچے سے پانی سے تبرک حاصل کرنا

(۱۵/ ۱۱۳۲۲)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، دَخَلَ عَلَى أُمِّ سُلَيْمٍ وَفِي الْبَيْتِ قِرْبَةٌ مُعَلَّقَةٌ، فَشَرِبَ مِنْ فِيهَا وَهُوَ قَائِمٌ قَالَ: فَقَطَعَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ فَمَ الْقِرْبَةِ فَهُوَ عِنْدَنَا۔ (مسند احمد: ۱۲۲۱۲)

سیدنا انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ، سیدہ ام سلیم ؓ کے پاس گئے اور جبکہ گھر میں لٹکا ہوا ایک مشکیزہ تھا، آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر اس سے پانی پیا، سیدہ ام سلیم ؓ نے مشکیزے کا منہ کاٹ لیا، اب وہ ہمارے پاس موجود ہے۔

(۱۶/ ۱۱۳۲۲)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ)

(دوسری سند) سیدنا انس ؓ اپنے ماں سے روایت کرتے

(۱۴/ ۱۱۳۲۲) تخریج: اسناده صحیح اخرجه ابن خزیمة: ۲۹۳۲، والحاکم: ۱/ ۴۷۵ (انظر: ۱۶۴۷۴)
(۱۵/ ۱۱۳۲۲) تخریج: اسناده ضعیف لجهالة ابن بنت انس، وهو البراء بن زید اخرجه الترمذی فی "الشمائل": ۲۱۵، والطحاوی فی "شرح مشکل الآثار": ۲۱۱۰ (انظر: ۱۲۱۸۸)
(۱۶/ ۱۱۳۲۲) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول (انظر: ۲۷۴۳۰)

عَنْ أَنَسٍ عَنْ أُمِّهِ، قَالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ قِرْبَةٌ مُعَلَّقَةٌ، فَشَرِبَ مِنْهَا قَائِمًا فَقَطَعْتُ فَاهَا وَإِنَّهُ لَعِنْدِي۔ (مسند احمد: ٢٧٩٧٦)

ہیں، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور گھر میں ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا، آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر اس سے پانی پیا اور اس نے مشکیزہ کا منہ کاٹ لیا، اب وہ میرے پاس موجود ہے۔

فوائد: ...... دراصل یہ واقعہ سیدہ کبشہ بنت ثابت انصاریہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ پیش آیا تھا، آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور کھڑے ہو کر ان کے مشکیزے سے پانی پیا، انھوں نے اس حصے کو کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیا، وہ آپ ﷺ کے دہن مبارک والی جگہ کی برکت کی امیدوار تھیں۔

(ملاحظہ ہو: جامع ترمذی: ۱۸۹۲، ابن ماجہ: ۳۴۲۳، مسند احمد: ۲۷۴۴۸)

(١٧/ ١١٣٢٢)۔ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ قُبَّةً حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمٍ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَأَيْتُ بِلَالًا خَرَجَ بِوَضُوءٍ لِيَصُبَّهُ فَابْتَدَرَهُ النَّاسُ، فَمَنْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهِ، وَمَنْ لَمْ يَجِدْ مِنْهُ شَيْئًا أَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهِ۔ (مسند احمد: ١٨٩٦٧)

سیدنا سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے چمڑے کا سرخ رنگ کا چھوٹا سا خیمہ دیکھا، وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے نصب کیا گیا تھا، پھر میں نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا، وہ وضو کا پانی لائے تا کہ آپ ﷺ پر ڈالیں (اور آپ ﷺ وضو کریں)، پس لوگ (وضو والا پانی سے تبرک حاصل کرنے کے لیے) لپکے، جس کو کچھ پانی مل گیا، اس نے اس کو اپنے جسم پر مل دیا اور جو آدمی پانی حاصل نہ کر سکا، اس نے اپنے ساتھی کے ہاتھ کی تری سے پانی لینا شروع کر دیا۔

فوائد: ...... پہلے یہ بات گزر چکی ہے کہ جہاں آپ ﷺ کا وجود بابرکت تھا، وہاں وہ چیز بھی برکت والی ہو جاتی تھی، جو آپ ﷺ کے وجودِ مبارک کو مس کرتی تھی، تبرک حاصل کرنے کی مزید مثالیں ابھی تک جاری ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَبَرُّكِهِمْ بِأَثَرِ يَدِهِ ﷺ وَأَصَابِعِهِ الشَّرِيفَةِ ﷺ

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا آپ ﷺ کے مبارک ہاتھ اور انگلیوں کے اثر سے تبرک حاصل کرنا

(١٨/ ١١٣٢٢)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَاءَ خَدَمُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ بِآنِيَتِهِمْ فِيهَا الْمَاءُ، فَمَا يُؤْتَى بِإِنَاءٍ إِلَّا غَمَسَ يَدَهُ فِيهَا، فَرُبَّمَا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ فجر کی نماز ادا کر لیتے تو اہل مدینہ کے نوکر چاکر برتن لے کر آ جاتے، ان میں پانی ہوتا تھا، پس آپ ﷺ کے پاس جو برتن بھی لایا جاتا، آپ ﷺ اس میں ہاتھ ڈبو دیتے تھے، بسا اوقات تو

(١٧/ ١١٣٢٢) تخريج: اخرجه البخاری: ٣٧٦، ٥٧٨٦، ومسلم: ٢٥٠ (انظر: ١٨٧٦٠)

(١٨/ ١١٣٢٢) تخريج: اخرجه مسلم: ٢٣٢٤ (انظر: ١٢٤٠١)

جَائُوهُ فِي الْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَغَمَسَ يَدَهُ فِيهَا۔ (مسند احمد: ۱۲٤۲۸)

ایسے ہوتا کہ لوگ سردی والی صبح کو پانی لے آتے تھے، لیکن آپ ﷺ پھر بھی اپنا ہاتھ ڈبو دیتے تھے۔

فوائد: ......اس طرح سے وہ پانی بابرکت ہو جاتا تھا اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس سے برکت حاصل کرتے تھے، اس حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ کے حسن اخلاق کا بیان بھی موجود ہے۔

(۱۱۳۲۲/۱۹)۔ عَنْ ثَابِتٍ أَنَّهُ قَالَ لِأَنَسٍ: يَا أَنَسُ! مَسِسْتَ يَدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِكَ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: أَرِنِي أُقَبِّلْهَا۔ (مسند احمد: ۱۲۱۱۸)

جناب ثابت رحمہ اللہ سے مروی ہے، انھوں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے کہا: اے انس! کیا تم نے اپنے ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ مس کیا ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، تو انھوں نے کہا: لیجیے، مجھے وہ دکھاؤ، میں اس کا بوسہ لیتا ہوں۔

(۱۱۳۲۲/۲۰)۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَطَّافُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَقَالَ غَيْرُ يُونُسَ ابْنُ رَزِينٍ أَنَّهُ نَزَلَ الرَّبَذَةَ هُوَ وَأَصْحَابٌ لَهُ يُرِيدُونَ الْحَجَّ، قِيلَ لَهُمْ: هَاهُنَا سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ صَاحِبُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَأَتَيْنَاهُ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ، ثُمَّ سَأَلْنَاهُ فَقَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِي هَذِهِ، وَأَخْرَجَ لَنَا كَفَّهُ كَفًّا ضَخْمَةً، قَالَ: فَقُمْنَا إِلَيْهِ فَقَبَّلْنَا كَفَّيْهِ جَمِيعًا۔ (مسند احمد: ۱٦٦٦٦)

جناب عطاف کہتے ہیں: عبد الرحمن بن رزین اپنے ساتھیوں سمیت ربذہ مقام پر اترے، وہ حج کرنے کے لیے جا رہے تھے، ان سے کسی نے کہا کہ اللہ کے رسول کے صحابی سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ یہاں موجود ہیں، وہ کہتے ہیں: پس ہم ان کے پاس آئے، ان کو سلام کہا اور پھر ہم نے ان سے سوالات کیے، انھوں نے کہا: میں نے اس ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی، پھر انھوں نے اپنا ہاتھ نکالا، ان کی ہتھیلی بڑی تھی، پس ہم نے اٹھ کر ان کی طرف گئے اور ان کی دونوں ہتھیلیوں کا بوسہ لیا۔

فوائد: ...... یہ تابعین عظام اور سلف صالحین کی نبی کریم ﷺ سے گہری محبت کا نتیجہ ہے۔

(۱۱۳۲۲/۲۱)۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْحَسَنِ بْنِ أَيُّوبَ الْحَضْرَمِيِّ، قَالَ: أَرَانِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُسْرٍ شَامَةً فِي قَرْنِهِ، فَوَضَعْتُ

حسن بن ایوب حضرمی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے اپنے سر کے کنارے پر ایک تل دکھایا، میں نے اپنی انگلی اس پر رکھی، دراصل انھوں نے کہا تھا کہ

(۱۱۳۲۲/۱۹) تخریج: حسن لغیرہ اخرجه الدارمی: ٥٠، والبخاری فی "الادب المفرد": ۹۷٤ (انظر: ۱۲۰۹٤)

(۱۱۳۲۲/۲۰) تخریج: اسنادہ حسن اخرجه البخاری فی "الادب المفرد": ۹۷۳، والطبرانی فی "الاوسط": ٦٦۱ (انظر: ۱٦٥٥۱)

(۱۱۳۲۲/۲۱) تخریج: اسنادہ حسن اخرجه الحاکم: ۲/ ٥٤۹، ٤/ ٥٠٠، والبیهقی فی "الدلائل": ٦/ ٥٠۳ (انظر: ۱۷٦۸۹)

إِصْبُعِي عَلَيْهَا، فَقَالَ: وَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِصْبَعَهُ عَلَيْهَا، ثُمَّ قَالَ: ((لَتَبْلُغَنَّ قَرْنًا۔)) قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: وَكَانَ ذَا جُمَّةٍ۔ (مسند احمد: ١٧٨٤١)

رسول اللہ ﷺ نے اس تل پر اپنی انگشت مبارک رکھی تھی اور فرمایا تھا کہ ''تو ضرور ضرور ایک صدی عمر پائے گا۔'' سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ لمبے لمبے بالوں والے تھے۔

فوائد: ...... حسن بن ایوب نے آپ ﷺ کے ہاتھ کی وجہ سے اس تل پر ہاتھ رکھا تھا، آپ ﷺ کی پیشین گوئی پوری ہوئی تھی اور سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے ایک صدی عمر پائی تھی۔
مونڈھوں تک لٹکی ہوئی زلفوں کو جُمّہ کہتے ہیں۔

(٢٢/ ١١٣٢٢)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ فَأَكَلَ مِنْهُ بَعَثَ بِفَضْلِهِ إِلَى أَبِي أَيُّوبَ، فَكَانَ أَبُو أَيُّوبَ يَتَتَبَّعُ أَثَرَ أَصَابِعِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَضَعُ أَصَابِعَهُ حَيْثُ يَرَى أَثَرَ أَصَابِعِهِ، فَأُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ بِصَحْفَةٍ، فَوَجَدَ مِنْهَا رِيحَ ثُومٍ فَلَمْ يَذُقْهَا، وَبَعَثَ بِهَا إِلَى أَبِي أَيُّوبَ فَلَمْ يَرَ أَثَرَ أَصَابِعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَمْ أَرَ فِيهَا أَثَرَ أَصَابِعِكَ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنِّي وَجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ ثُومٍ۔)) قَالَ: لِمَ تَبْعَثُ إِلَيَّ مَا لَا تَأْكُلُ؟ فَقَالَ: ((إِنَّهُ يَأْتِينِي الْمَلَكُ۔)) (مسند احمد: ٢٠٦٢٢)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس کھانا لایا جاتے تو آپ ﷺ اس سے کھاتے اور بچ جانے والا کھانا سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیتے، وہ آپ ﷺ کی انگلیوں کے نشانات کو تلاش کرتے اور اپنی انگلیاں وہاں رکھتے، جہاں آپ ﷺ کی انگلیوں کا اثر نظر آتا تھا، ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک پلیٹ میں کھانا لایا گیا، لیکن جب آپ ﷺ نے اس سے لہسن کی بومحسوس کی تو آپ ﷺ وہ نہیں کھایا اور سارا سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیا، جب انھوں نے آپ ﷺ کی انگلیوں کے نشان نہیں دیکھے تو وہ آپ ﷺ کے پاس آ گئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! اس کھانے میں آپ کی انگلیوں کے آثار نظر نہیں آ رہے، کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس کھانے میں لہسن کی بومحسوس کی ہے۔'' انھوں نے کہا: تو پھر جو چیز آپ خود نہیں کھاتے، وہ میری طرف کیوں بھیجتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک شان یہ ہے کہ میرا پاس فرشتہ آتا ہے۔''

فوائد: ...... مسند احمد کی اس سے سابقہ حدیث میں ہے کہ جب آپ ﷺ نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا تو سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ نے کہا: جو چیز آپ ناپسند کرتے ہیں، میں بھی اس کو ناپسند کرتا ہوں۔

(٢٢/ ١١٣٢٢) تخريج: حديث صحيح اخرجه الترمذي: ١٨٠٧ (انظر: ٢٠٨٩٨)

اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب مسجد میں نہ جانا ہو تو لہسن اور پیاز وغیرہ کھائے جا سکتے ہیں، لیکن بیچ میں اتنا وقت ہونا چاہیے کہ مسجد میں جانے تک منہ سے بو کے اثرات زائل ہو جائیں۔

(۲۳/ ۱۱۳۲۲)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، مَوْلَى أَسْمَاءَ، عَنْ أَسْمَاءَ قَالَ أَخْرَجَتْ إِلَيَّ جُبَّةَ طَيَالِسَةٍ عَلَيْهَا لَبِنَةُ شَبْرٍ مِنْ دِيبَاجٍ كِسْرَوَانِيٌّ وَفَرْجَاهَا مَكْفُوفَانِ بِهِ، قَالَتْ: هٰذِهِ جُبَّةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَلْبَسُهَا كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَلَمَّا قُبِضَتْ عَائِشَةُ قَبَضْتُهَا إِلَيَّ فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرِيضِ مِنَّا يَسْتَشْفِي بِهَا۔ (مسند احمد: ۲۷٤۸۱)

مولائے اسماء جناب عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے طیالسی جبہ نکالا، اس کے دامن میں فارسی ریشم کا ٹکڑا لگا ہوا تھا اور اس کے چاک بھی ریشم کے تھے۔ کہا یہ نبی کریم ﷺ کا جبہ تھا، جسے آپ ﷺ پہنا کرتے تھے، یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا، جب وہ فوت ہوئیں تو میں نے لے لیا تھا، ہم اسے مریض کے لئے پانی میں ڈال کر اس کی برکت سے شفاء طلب کرتے ہیں۔

فوائد: ...... عجموں کے ایک لباس کو طیالسہ کہتے ہیں۔

أَبْوَابُ مَا جَاءَ فِيْ عَادَاتِهِ ﷺ
نبی کریم ﷺ کی عادات مبارکہ سے متعلقہ ابواب

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَعِيْشَتِهِ ﷺ وَأَهْلِ بَيْتِهِ
آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل بیت کی معیشت کا بیان

فَمِنْ ذَالِكَ مَا رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا
اس موضوع سے متعلقہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی احادیث

(۲٤/ ۱۱۳۲۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا شَبِعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ تِبَاعًا مِنْ خُبْزِ بُرٍّ، حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ۔ (مسند احمد: ۲٤٦٥۲)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تین دن لگا تار گندم کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے، یہاں تک کہ وفات پا گئے۔

(۲۳/ ۱۱۳۲۲) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۰٦۹ (انظر: ۲٦۹٤۲)

(۲٤/ ۱۱۳۲۲) تخریج: اخرجه مسلم: ۲۹۷۰ (انظر: ۲٤۱٥۱)

(۲۵/ ۱۱۳۲۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ يَأْتِي عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ الشَّهْرُ، مَا يُوقِدُونَ فِيهِ نَارًا، لَيْسَ إِلَّا التَّمْرُ وَالْمَاءُ، إِلَّا أَنْ نُؤْتٰى بِاللَّحْمِ۔ (مسند احمد: ۲٤۷۳٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں کہ ایسے بھی ہوتا کہ حضرت محمد ﷺ کی آل کا ایک ایک مہینہ گزر جاتا، لیکن وہ آگ تک نہیں جلاتے تھے، بس کھجور اور پانی کے علاوہ کھانے کے لیے کچھ نہیں ہوتا تھا، البتہ بعض اوقات گوشت آ جاتا تھا۔

(۲٦/ ۱۱۳۲۲)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ يَمُرُّ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِلَالٌ وَهِلَالٌ وَهِلَالٌ مَا يُوقَدُ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِهِ نَارٌ، قُلْتُ: يَا خَالَةُ، عَلٰى أَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تَعِيشُونَ؟ قَالَتْ: عَلَى الْأَسْوَدَيْنِ: التَّمْرِ، وَالْمَاءِ۔ (مسند احمد: ۲۵۰٦۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر ایک چاند، دوسرا چاند اور تیسرا چاند گزر جاتا (یعنی دو تین تین ماہ گزر جاتے تھے) کہ آپ ﷺ کے گھروں میں سے کسی گھر میں آگ نہیں جلائی جاتی تھی۔ عروہ بن زبیر نے کہا: اے خالہ جان! تو پھر تم لوگ کس چیز پر گزارا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: دو سیاہ رنگ کی چیزیں یعنی کھجور اور پانی۔

فوائد: ...... مدینہ منورہ کی زیادہ تر کھجوریں سیاہ رنگ کی ہوتی تھیں، البتہ پانی کا تو کوئی رنگ نہیں ہوتا، دراصل تغلیبی طور پر ان دو چیزوں کے لفظ "اَسْوَدَان" استعمال کیا گیا ہے، لیکن سورج اور چاند کو "قَمَرَیْن" اور دودھ اور پانی کو "بَیْضَان" کہہ دیا جاتا ہے۔

(۲۷/ ۱۱۳۲۲)۔ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: وَالَّذِي بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ، مَا رَأٰى مُنْخُلًا، وَلَا أَكَلَ خُبْزًا مَنْخُولًا، مُنْذُ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى أَنْ قُبِضَ، قُلْتُ: كَيْفَ تَأْكُلُونَ الشَّعِيرَ؟ قَالَتْ: كُنَّا نَقُولُ أُفٌّ۔ (مسند احمد: ۲٤۹۲۵)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! آپ ﷺ نے نہ چھانی دیکھی اور نہ آپ ﷺ نے چھانے ہوئے آٹے کی روٹی کھائی، بعثت سے لے کر وفات تک یہی کیفیت رہی۔ عروہ کہتے ہیں: میں نے کہا: تو پھر آپ لوگ جو کیسے کھاتے تھے (یعنی چھاننے کے بغیر جو کی روٹی کیسے کھاتے تھے)؟ انھوں نے کہا: بس آٹے پر پھونک مار کر چھلکا اڑا دیتی تھیں۔

فوائد: ...... سادگی اور دنیا کو غالب نہ آنے دینا اسی میں ہے کہ چھانی ہوئے آٹے کی روٹی نہ کھائی جائے۔

(۲۵/ ۱۱۳۲۲) تخريج: اخرجه البخاری: ٦٤۵۸، ومسلم: ۲۹۷۲ (انظر: ۲٤۲۳۲)

(۲٦/ ۱۱۳۲۲) تخريج: اخرجه البخاری: ۲۵٦۷، ٦٤۵۹، ومسلم: ۲۹۷۲ (انظر: ۲٤۵٦۱)

(۲۷/ ۱۱۳۲۲) تخريج: اسناده ضعيف مسلسل بالمجاهيل على نسق: دويد، وشيخه ابو سهل وشيخ شيخه سليمان بن رومان (انظر: ۲٤٤۲۱)

''اُف'' کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم پسے ہوئی جو کے آٹے پر پھونک مارتی تھیں، جو چھلکا اڑ جاتا تھا، تو ٹھیک، وگرنہ ہم اس کو گوندھ لیتے تھے۔

اس موضوع سے متعلقہ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسرے صحابہ سے اس موضوع سے متعلقہ مروی احادیث'' والے باب میں یہ حدیث موجود ہے، چند احادیث کے بعد یہ باب آ رہا ہے۔

(۲۸/ ۱۱۳۲۲)۔ عَنْ حُمَيْدٍ، قَال: قَالَتْ عَائِشَة: أَرْسَلَ إِلَيْنَا آلُ أَبِي بَكْرٍ بِقَائِمَةِ شَاةٍ لَيْلًا، فَأَمْسَكْتُ وَقَطَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ قَالَتْ: أَمْسَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَطَعْتُ، قَالَتْ: تَقُولُ لِلَّذِي تُحَدِّثُهُ هَذَا عَلَى غَيْرِ مِصْبَاحٍ: قَال: قَالَتْ عَائِشَة: إِنَّهُ لَيَأْتِي عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ الشَّهْرُ، مَا يَخْتَبِزُونَ خُبْزًا، وَلَا يَطْبُخُونَ قِدْرًا، قَالَ حُمَيْدٌ: فَذَكَرْتُ لِصَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ، فَقَال: لَا، بَلْ كُلُّ شَهْرَيْنِ۔ (مسند احمد: ۲۵۱۳۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: ایک رات کو آلِ ابو بکر نے بکری کی ٹانگ ہماری طرف بھیجی، میں نے اس کو پکڑا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو کاٹا، یا معاملے ایسے تھا کہ آپ ﷺ نے پکڑا اور میں نے کاٹا، ہمارے پاس وہ تیل نہیں ہوتا تھا، جس سے چراغ جلایا جاتا تھا، (اگر وہ ہوتا تو ہم سالن تیار کرتے)، آلِ محمد پر ایسا مہینہ بھی گزرتا تھا کہ وہ نہ اس میں کوئی روٹی پکاتے تھے اور نہ ہنڈیا تیار کرتے تھے۔ حمید راوی کہتے ہیں: جب میں نے یہ حدیث صفوان بن محرز کو بیان کی تو انھوں نے کہا: نہیں، ایک ایک ماہ نہیں، بلکہ دو دو ماہ تک ایسا معاملہ ہو جاتا تھا۔

(۲۹/ ۱۱۳۲۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ شَبِعَ النَّاسُ مِنَ الْأَسْوَدَيْنِ، الْمَاءِ وَالتَّمْرِ۔ (مسند احمد: ۲٤۹٥٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب لوگوں نے دو سیاہ چیزوں پانی اور کھجور سے سیر ہونا شروع کیا تو رسول اللہ ﷺ انتقال فرما گئے۔

فوائد: ......یعنی فتوحات کی وجہ سے لوگوں کے رزق میں وسعت پیدا ہو گئی، لیکن رسول اللہ ﷺ نے وفات تک اپنی حالت میں تبدیلی پیدا نہیں کی۔

(۳۰/ ۱۱۳۲۲)۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: يَا ابْنَ أُخْتِي،

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، انھوں نے کہا: اے میرے بھانجے! رسول اللہ ﷺ کے بال وفرہ سے زیادہ اور جمہ سے

(۲۸/ ۱۱۳۲۲) تخریج: اسناده ضعيف لانقطاعه، حميد بن هلال العدوى لا نعرف له سماعا من عائشة (انظر: ۲٤٦٣۱)

(۲۹/ ۱۱۳۲۲) تخريج: اخرجه البخارى: ٥۳۸۳، ومسلم: ۲۹۷٥ (انظر: ۲٤٤٥۲)

(۳۰/ ۱۱۳۲۲) تخريج: حديث صحيح (انظر: ۲٤۷٦۸)

كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَوْقَ الْوَفْرَةِ، وَدُونَ الْجُمَّةِ، وَايْمُ اللّٰهِ يَا ابْنَ أُخْتِي، إِنْ كَانَ لَيَمُرُّ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ الشَّهْرُ، مَا يُوقَدُ فِي بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَارٍ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ اللُّحَيْمُ، وَمَا هُوَ إِلَّا الْأَسْوَدَانِ: الْمَاءُ وَالتَّمْرُ، إِلَّا أَنَّ حَوْلَنَا أَهْلَ دُورٍ مِنَ الْأَنْصَارِ جَزَّاهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا فِي الْحَدِيثِ وَالْقَدِيمِ، فَكُلُّ يَوْمٍ يَبْعَثُونَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغَزِيرَةِ شَاتِهِمْ، يَعْنِي: فَيَنَالُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَلِكَ اللَّبَنِ، وَلَقَدْ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَمَا فِي رَفِّي مِنْ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ إِلَّا قَرِيبٌ مِنْ شَطْرِ شَعِيرٍ، فَأَكَلْتُ مِنْهُ حَتَّى طَالَ عَلَيَّ لَا يَفْنَى، فَكِلْتُهُ فَفَنِيَ، فَلَيْتَنِي لَمْ أَكُنْ كِلْتُهُ، وَايْمُ اللّٰهِ لَأَنْ كَانَ ضِجَاعُهُ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهُ لِيفٌ۔ (مسند احمد: ٢٥٢٧٧)

کم تھے، اے میرے بھانجے! اللہ کی قسم ہے، آل محمد کا پورا مہینہ اس طرح گزر جاتا ہے کہ گھر میں آگ جلانے تک کی نوبت نہیں آتی تھا، بس کبھی کبھار تھوڑا بہت گوشت (بطورِ ہدیہ) آ جاتا تھا، نہیں تو پانی اور کھجور سے ہی گزارا کرنا پڑتا تھا، البتہ ہمارے اردگرد انصاری لوگوں کے گھر تھے، اللہ تعالی ان کو دنیا و آخرت میں جزائے خیر دے، وہ روزانہ رسول اللہ ﷺ کی طرف زیادہ دودھ والی بکری بھیج دیتے تھے اور آپ ﷺ اس کا دودھ پی لیتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو میری الماری میں نصف (وسق) جو کے تھے، میں ان سے کھاتی رہا، جب کافی عرصہ ہو گیا اور وہ ختم نہیں ہو رہے تھے تو میں نے ان کو ماپ لیا، پس وہ ختم ہو گئے، کاش میں ان کو نہ ماپتی، اللہ کی قسم ہے، آپ ﷺ کا بچھونا چمڑے کا ہوتا تھا اور اس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی تھی۔

فوائد: ......عربی میں سر کے لمبے بالوں کے لیے تین لفظ استعمال کیے جاتے ہیں:

جُمّہ: وہ بال جو کندھوں تک ہوں یا کندھوں کو چھو رہے ہوں۔

وَفرَہ: وہ بال جو کانوں کے برابر تک ہوں۔

لِمَّہ: جو کانوں اور کندھوں کے درمیان ہوں۔

پیارے رسول مکرم ﷺ کے مبارک بالوں کے بارے میں مختلف احادیث میں تینوں الفاظ عام استعمال کیے گئے ہیں، ممکن ہے کہ آپ ﷺ کٹنگ کرواتے وقت کانوں کے نچلے حصے کے برابر بال کاٹ لیتے ہوں، جب وہ بڑھتے بڑھتے کندھوں کو لگنے لگتے تو پھر کاٹ دیتے ہوں۔

(٣١/ ١١٣٢٢)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ دنیا کی تین چیزیں رسول

(٣١/ ١١٣٢٢) تخریج: اسناده ضعيف لابهام الراوى عن عائشة اخرجه ابن سعد: ١/ ٣٩٨ (انظر: ٢٤٤٤٠)

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ مِنَ الدُّنْيَا ثَلَاثَةٌ: الطَّعَامُ، وَالنِّسَاءُ، وَالطِّيبُ، فَأَصَابَ ثِنْتَيْنِ وَلَمْ يُصِبْ وَاحِدَةً، أَصَابَ النِّسَاءَ وَالطِّيبَ، وَلَمْ يُصِبِ الطَّعَامَ۔ (مسند احمد: ٢٤٩٤٤)

اللہ ﷺ کو پسند تھیں: کھانا، عورتیں اور خوشبو، دو چیزیں تو آپ ﷺ کو مل گئیں، یعنی عورتیں اور خوشبو، البتہ تیسری چیز کھانا آپ ﷺ کو نہ مل سکی۔

فوائد: ......کھانے سے مراد کھانے میں وسعت ہے۔

اس موضوع سے متعلقہ درج ذیل روایت صحیح ہے:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((حُبِّبَ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا النِّسَاءُ وَالطِّيبُ وَجُعِلَ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ۔)) ...... ''دنیا میں سے عورتوں اور خوشبو کو میرے لیے محبوب بنا دیا گیا ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔'' (مسند احمد: ۱۲۲۹۳، اس حدیث کا معنی و مفہوم کے لیے حدیث نمبر ۶۸۳۳ کی شرح ملاحظہ فرمائیں)

اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیوی کی آسائشیں اللہ تعالی کی نعمت ہیں، لیکن اس نعمت سے بڑے لوگوں کو دھوکہ ہوا ہے، اس کا انداز آخرت کے نتائج سے پہلے نہیں ہوسکتا، نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں آسائشوں کو ترجیح نہیں دی تاکہ اخروی منازل و مراتب متاثر نہ ہوں۔

قارئین کرام! ہم یہاں بڑا اہم نکتہ بیان کرنا چاہتے ہیں، وہ یہ ہے کہ دین کا کام کرنے کے لیے خلوص اور محنت کی ضرورت ہے، دنیا کے اسباب و وسائل کی نہیں، نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین کے پاس دنیوی نعمتیں نہیں تھیں، لیکن دین کا کام سب سے زیادہ اُن ہستیوں نے ہی سرانجام دیا، تبلیغِ دین کی رغبت رکھنے والوں سے گزارش ہے کہ وہ اپنی مسجد اور محلہ سے دین کی تبلیغ شروع کر دیں، لیکن حکمت اور دانائی کے ساتھ اور دنیوی وسائل کی کمی کا شکوہ نہ کریں، تنخواہ اور کفالت میں زیادتی کا مطالبہ اور بات ہے، لیکن کم تنخواہ کا یہ مطلب نہیں کہ دینی خدمت میں کمی آ جائے۔

فَمِنْ ذَالِكَ مَا رُوِيَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه

اس موضوع سے متعلقہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث

(٣٢/ ١١٣٢٢)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ فَاطِمَةَ نَاوَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كِسْرَةً مِنْ خُبْزِ شَعِيرٍ، فَقَالَ: ((هٰذَا أَوَّلُ طَعَامٍ أَكَلَهُ أَبُوكِ مِنْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ۔)) (مسند احمد: ١٣٢٥٥)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا پکڑایا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''تین دن ہو گئے ہیں، اب یہ پہلی چیز ہے، جو تیرے باپ کو کھانے کے ملی ہے۔''

(٣٢/ ١١٣٢٢) تخریج: حدیث حسن بالشواهد اخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ٧٥٠ (انظر: ١٣٢٢٣)

فوائد: ......سبحان اللہ! نبی کریم ﷺ کے تین دن فاقہ میں گزر گئے، سچ ہے کہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کے لیے دنیوی آسائشوں کو پسند نہیں کیا تھا۔

(۳۳/ ۱۱۳۲۲)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَقَدْ أُخِفْتُ فِي اللّٰهِ وَمَا يَخَافُ أَحَدٌ، وَلَقَدْ أُوذِيتُ فِي اللّٰهِ وَمَا يُؤْذَى أَحَدٌ، وَلَقَدْ أَتَتْ عَلَيَّ ثَلَاثُونَ مِنْ بَيْنِ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، وَمَا لِي وَلَا لِبِلَالٍ طَعَامٌ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ إِلَّا شَيْءٌ يُوَارِيهِ إِبِطُ بِلَالٍ۔)) (مسند احمد: ۱٤۱۰۱)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اللہ تعالی کی راہ میں بہت ڈرایا گیا، اتنا کسی کو نہیں ڈرایا گیا اور مجھے اللہ تعالی کے راستے میں اتنی تکلیف دی گئی کہ اتنی تکلیف کسی کو نہیں دی گئی، ایسے ایسے تیس تیس شب و روز بھی گزرے ہیں کہ میرے لیے اور بلال کے لیے کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی تھی، جس کو کوئی جاندار کھا سکے، ماسوائے اس چیز کے، جس کو بلال کی بغل چھپا لیتی تھی۔''

فوائد: ......یعنی بعض اوقات سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اپنی بغل میں کوئی چیز چھپا کر آپ ﷺ کے لیے لے آتے تھے۔
نبی کریم ﷺ ڈرتے اور گھبراتے نہیں تھے، البتہ دشمنوں نے ڈرانے دھمکانے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑ رکھی تھی۔
جسمانی اذیتوں سے آپ ﷺ کو تکلیف ہوتی تھی، لیکن آپ ﷺ صبر و شکر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔

(۳٤/ ۱۱۳۲۲)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَقَدْ دُعِيَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى خُبْزِ شَعِيرٍ، وَإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ، قَالَ: وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ ذَاتَ يَوْمِ الْمِرَارِ وَهُوَ يَقُولُ: ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، مَا أَصْبَحَ عِنْدَ آلِ مُحَمَّدٍ صَاعُ حَبٍّ، وَلَا صَاعُ تَمْرٍ۔)) وَإِنَّ لَهُ يَوْمَئِذٍ لَتِسْعَ نِسْوَةٍ، وَلَقَدْ رَهَنَ دِرْعًا لَهُ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِالْمَدِينَةِ، أَخَذَ مِنْهُ طَعَامًا فَمَا وَجَدَ لَهَا مَا يَفْتَكُّهَا بِهِ۔ (مسند احمد: ۱۳۵۳۱)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو ایک دن جو کی روٹی اور ایسے سالن کے لیے دعوت دی گئی، جس سے زیادہ دیر تک پڑا رہنے کی وجہ سے بدبو آ رہی تھی اور میں نے خود آپ ﷺ کو ایک دن میں کئی بار فرماتے ہوئے سنا کہ ''اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، آل محمد کے پاس اناج اور کھجور کا ایک صاع بھی نہیں ہے۔'' جبکہ اس وقت آپ ﷺ کی نو بیویاں تھیں، آپ ﷺ نے مدینہ میں ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ گروی رکھی تھی، آپ ﷺ نے اس سے اناج ادھار لیا تھا، اب آپ ﷺ کے پاس (قرض واپس کرنے کے لیے) اتنا مال نہیں تھا کہ وہ زرہ چھڑا سکیں۔

(۳۳/ ۱۱۳۲۲) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم اخرجه ابن ماجه: ۱۵۱، والترمذی: ۲٤۷۲ (انظر: ۱٤۰۵۵)

(۳٤/ ۱۱۳۲۲) تخریج: اخرجه البخاری: ۲۰۶۹، ۲۵۰۸ (انظر: ۱۳٤۹۷)

(۳۵/ ۱۱۳۲۲)۔ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: كُنَّا نَأْتِي أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَخَبَّازُهُ قَائِمٌ قَالَ: فَقَالَ يَوْمًا: كُلُوا فَمَا أَعْلَمُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَغِيفًا مُرَقَّقًا، وَلَا شَاةً سَمِيطًا قَطُّ، قَالَ عَفَّانُ فِي حَدِيثِهِ: حَتَّى لَحِقَ بِرَبِّهِ۔ (مسند احمد: ۱۲۳۲۱)

جنابِ قتادہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آتے، جبکہ ان کا روٹی بنانے والا باورچی ان کے پاس کھڑا ہوتا، ایک دن انھوں نے کہا: کھاؤ، میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے پتلی بڑی چپاتی اور بال اتار کر بھونی ہوئی بکری دیکھی ہو، یہاں تک کہ آپ ﷺ اپنے پروردگار سے جا ملے۔

فوائد: ...... بسا اوقات آپ ﷺ اور پاکیزہ آل کو اس دور کا بہت اچھا کھانا بھی مل جاتا تھا، لیکن زندگی کی زیادہ حصہ فقر و فاقہ کی نظر ہی رہتا تھا۔

(۳۶/ ۱۱۳۲۲)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَجْتَمِعْ لَهُ غَدَاءٌ، وَلَا عَشَاءٌ مِنْ خُبْزٍ وَلَحْمٍ، إِلَّا عَلَى ضَفَفٍ۔ (مسند احمد: ۱۳۸۹۵)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تنگی اور قلت کی وجہ سے آپ ﷺ کے پاس روٹی اور گوشت والا دو پہر کا کھانا اور شام کا کھانا جمع نہیں ہوا۔

فوائد: ...... "ضَفَف" کے مزید دو معانی بھی کیے گئے ہیں: ایک لوگوں کا اجتماع اور اکٹھ، یعنی آپ ﷺ علیحدہ کھانا نہیں کھاتے تھے، بلکہ لوگوں کے ساتھ تناول فرماتے تھے اور دوسرا معنی یہ ہے کہ کھانے والوں کے تعداد کھانے کی مقدار سے زیادہ ہوتی تھی۔

وَمِنْ ذَالِكَ مَا رُوِيَ عَنْ غَيْرِ اَنَسٍ مِنَ الصَّحَابَةِ رضی اللہ عنہم

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسرے صحابہ سے اس موضوع سے متعلقہ مروی احادیث

(۳۷/ ۱۱۳۲۲)۔ عَنْ عُمَرَ، قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْتَوِي مَا يَجِدُ مَا يَمْلَأُ بِهِ بَطْنَهُ مِنَ الدَّقَلِ۔ (مسند احمد: ۱۵۹)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو بل دار اور ٹیڑھا ہوتے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ کے پاس ردّی اور خشک قسم کی کھجوریں بھی اتنی مقدار میں نہیں ہوتی تھیں کہ آپ ﷺ پیٹ بھر کر کھا سکیں۔

فوائد: ...... آج ہمارے گھروں میں دس دس ماہ اور ایک ایک سال کا راشن پڑا ہوتا ہے اور کاروبار اور سرمائے

(۳۵/ ۱۱۳۲۲) تخريج: اخرجه البخاري: ۵۳۸۵، ۵۴۲۱، ۶۴۵۷ (انظر: ۱۲۲۹۶)

(۳۶/ ۱۱۳۲۲) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم اخرجه الترمذي في "الشمائل": ۱۳۸، وابويعلى: ۳۱۰۸ (انظر: ۱۳۸۵۹)

(۳۷/ ۱۱۳۲۲) تخريج: اسناده حسن اخرجه ابن ماجه: ۴۱۴۶ (انظر: ۱۵۹)

کی یہ صورت ہے کہ اگلے سالوں کی بھی فکر نہیں ہے، کہیں اس کا معنی یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کو ہم سے محبت کم ہے یا وہ ہمارے درجات کو کم کرنا چاہتا ہو، بہرحال سرمایہ داروں کو شکر کے تقاضے پورے کرنے چاہئیں۔

(۳۸/ ۱۱۳۲۲)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَبِيتُ اللَّيَالِي الْمُتَتَابِعَةَ طَاوِيًا، وَأَهْلُهُ لَا يَجِدُونَ عَشَاءً، قَالَ: وَكَانَ عَامَّةُ خُبْزِهِمْ خُبْزَ الشَّعِيرِ۔ (مسند احمد: ۲۳۰۳)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی آل لگاتار کئی راتیں بھوک کی حالت میں گزارتے تھے، ان کے پاس شام کا کھانا نہیں ہوتا تھا اور ان کی عام روٹی جو کی ہوتی تھی۔

(۳۹/ ۱۱۳۲۲)۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ، أَخْبَرَنَا رَجُلٌ، وَالرَّجُلُ كَانَ يُسَمَّى فِي كِتَابِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ: عَمْرَو بْنَ عُبَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيُّ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ مَأْدُومٍ حَتَّى مَضَى لِوَجْهِهِ۔ قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: وَكَانَ أَبِي رَحِمَهُ اللَّهُ قَدْ ضَرَبَ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ فِي كِتَابِهِ، فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِي بِهِ، وَكَتَبَ عَلَيْهِ صَحَّ صَحَّ إِنَّمَا ضَرَبَ أَبِي عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ؛ لِأَنَّهُ لَمْ يَرْضَ الرَّجُلَ الَّذِي حَدَّثَ عَنْهُ يَزِيدُ۔ (مسند احمد: ۲۰۲۱۱)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی آل سالن اور گندم کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے، یہاں تک کہ آپ ﷺ (دنیائے فانی سے) روانہ ہو گئے۔ ابو عبد الرحمن نے کہا: میرے باپ امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں اس حدیث پر کراس لگا دیا تھا، جب میں نے ان سے اس کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے مجھے یہ حدیث بیان کی اور اس پر "صَحَّ صَحَّ" کی علامت لگائی اور انھوں نے کہا: میرے باپ نے اس حدیث پر اس لیے کراس لگا دیا تھا کہ وہ اس راوی کو پسند نہیں کرتے تھے، جس سے یزید بیان کرتا ہے۔

(۴۰/ ۱۱۳۲۲)۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ، حَدَّثَنَا حَرِيزٌ، حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ الْخَبَائِرِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ الْبَاهِلِيَّ يَقُولُ: مَا كَانَ يَفْضُلُ عَنْ أَهْلِ بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ خُبْزُ الشَّعِيرِ۔ (مسند احمد: ۲۲۶۵۲)

سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں سے جو کی روٹی باقی نہیں بچتی تھی، (یعنی کھانے کی مقدار اتنی ہوتی تھی کہ بمشکل ہی گھر والوں کو کفایت کرتی تھی)۔

(۳۸/ ۱۱۳۲۲) تخریج: اسناده صحيح اخرجه الترمذی: ۲۳۶۰، وابن ماجه: ۳۳۴۷ (انظر: ۲۳۰۳)

(۳۹/ ۱۱۳۲۲) تخريج: اسناده ضعيف جدّا، عمرو بن عبيد البصری متروك وبعضهم اتهمه اخرجه البزار فی "مسنده": ۳۶۰۶، والطبرانی فی "الكبير": ۱۸/ ۲۹۱ (انظر: ۱۹۹۶۹)

(۴۰/ ۱۱۳۲۲) تخريج: اسناده صحيح اخرجه الترمذی: ۲۳۵۹ (انظر: ۲۲۲۹۶)

فوائد: ......سبحان اللہ! آج کل تو کوڑا کرکٹ کی ٹوکریوں اور ڈھیروں میں روٹی اور نان کے بہترین ٹکڑے اور بچ جانے والا سالن پایا جاتا ہے۔

(۴۱/ ۱۱۳۲۲)۔ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: هَلْ رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ قَبْلَ مَوْتِهِ بِعَيْنِهِ، يَعْنِي الْحُوَّارَى؟ قَالَ: مَا رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ النَّقِيَّ بِعَيْنِهِ حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَقِيلَ لَهُ: هَلْ كَانَ لَكُمْ مَنَاخِلُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: مَا كَانَتْ لَنَا مَنَاخِلُ قِيلَ لَهُ: فَكَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ بِالشَّعِيرِ؟ قَالَ: نَنْفُخُهُ فَيَطِيرُ مِنْهُ مَا طَارَ۔ (مسند احمد: ۲۳۲۰۲)

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اپنے وفات سے پہلے سفید آٹا دیکھا تھا؟ انھوں نے کہا: جی نہیں، رسول اللہ ﷺ نے اپنی آنکھوں سے سفید آٹا نہیں دیکھا تھا، یہاں تک کہ وفات پا گئے، پھر سیدنا سہل سے یہ پوچھا گیا کہ کیا عہد نبوی میں تمہارے پاس چھاننیاں ہوتی تھیں؟ انھوں نے کہا: ہمارے پاس چھاننیاں نہیں ہوتی تھیں، ان سے کہا گیا: پھر تم لوگ جو کے آٹے کا کیا کرتے تھے (اس میں چھلکا ہوتا ہے)؟ انھوں نے کہا: بس پھونک مار لیتے تھے، سو جو چھلکا اڑ گیا، وہ اڑ گیا، (باقی آٹا گوندھ دیتے تھے)۔

فوائد: ......نان، روغنی نان، قیمے والا نان، آلو کی روٹی، معدے کی روٹی وغیرہ وغیرہ، یہ سب آسودہ حالی اور دنیا پسندی کی علامتیں ہیں، جبکہ آپ ﷺ دنیا سے دور رہنا چاہتے تھے۔

بَابٌ فِيمَا كَانَ يُعْجِبُهُ ﷺ مِنَ الْأَطْعِمَةِ
نبی کریم ﷺ کے پسندیدہ ماکولات کا بیان

(۴۲/ ۱۱۳۲۲)۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَتْ تُعْجِبُهُ الْفَاغِيَةُ وَكَانَ أَعْجَبُ الطَّعَامِ إِلَيْهِ الدُّبَّاءِ۔ (مسند احمد: ۱۲۵۷۴)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو فاغیہ بہت پسند تھا اور کھانوں میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ کھانا آپ ﷺ کو کدو کا سالن تھا۔

فوائد: ......فاغیہ کے تین معانی ہیں: خوشبو، حنا کی کلی، ہر خوشبودار پودے کی کلی۔

(۴۳/ ۱۱۳۲۲)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قُدِّمَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصْعَةٌ فِيهَا قَرْعٌ، قَالَ: وَكَانَ يُعْجِبُهُ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک پیالہ نبی کریم ﷺ کے قریب کیا گیا، اس میں کدو بھی تھے، جبکہ یہ چیز آپ ﷺ کو پسند بھی بڑی تھی، پس آپ ﷺ اپنی انگلی

(۴۱/ ۱۱۳۲۲) تخریج: اخرجه البخاری: ۵۴۱۰، ۵۴۱۳ (انظر: ۲۲۸۱۴)

(۴۲/ ۱۱۳۲۲) تخریج: اسناده حسن (انظر: ۱۲۵۴۶)

(۴۳/ ۱۱۳۲۲) تخریج: حدیث صحیح (انظر: ۱۲۶۳۰)

الْقَرْعُ، قَالَ: فَجَعَلَ يَلْتَمِسُ الْقَرْعَ بِأُصْبُعِهِ أَوْ قَالَ بِأَصَابِعِهِ۔ (مسند احمد: ١٢٦٥٧)

یا انگلیوں کی مدد سے کدو تلاش کرنے لگے۔

(١١٣٢٢/٤٤)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: دَعَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ، فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ مَعَهُ، قَالَ: فَجِيءَ بِمَرَقَةٍ فِيهَا دُبَّاءٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ ذٰلِكَ الدُّبَّاءَ وَيُعْجِبُهُ، فَلَمَّا رَأَيْتُ ذٰلِكَ جَعَلْتُ أُلْقِيهِ إِلَيْهِ وَلَا أَطْعَمُ مِنْهُ شَيْئًا، فَقَالَ أَنَسٌ: فَمَا زِلْتُ أُحِبُّهُ قَالَ سُلَيْمَانُ: فَحَدَّثْتُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيَّ فَقَالَ: مَا أَتَيْنَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَطُّ فِي زَمَانِ الدُّبَّاءِ إِلَّا وَجَدْنَاهُ فِي طَعَامِهِ۔ (مسند احمد: ١٣٣٩٢)

سیدنا انس بن مالک سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کو دعوت دی، پس آپ ﷺ تشریف لے گئے اور میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ گیا، پس کھانے میں شوربا لایا گیا، اس میں کدو تھے، رسول اللہ ﷺ اس سے کدو کھانے لگے، دراصل کدو آپ ﷺ کو پسند تھے، جب میں نے اس چیز کا مشاہدہ کیا تو میں کدو ڈال کر آپ ﷺ کو دینے لگا اور میں خود نہیں کھا رہا تھا (تاکہ آپ ﷺ سیر ہو کر کھا لیں)۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پس میں اس وجہ سے ہمیشہ کدو پسند کرتا رہا، سلیمان تیمی کہتے ہیں: کدو کے موسم میں ہم جب بھی سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آتے تھے تو ان کے کھانے میں کدو پاتے تھے۔

فوائد: …… یہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت تھی کہ کھانے میں بھی اس چیز کو پسند کرتے تھے، جو آپ ﷺ کو پسند تھی۔

(١١٣٢٢/٤٥)۔ عَنْ قَتَادَةَ، سَمِعَ أَنَسًا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعْجِبُهُ الدُّبَّاءُ، قَالَ أَنَسٌ: فَجَعَلْتُ أَضَعُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ۔ (مسند احمد: ١٤٠١١)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کدو پسند تھے، پس میں وہ کدو آپ ﷺ کے سامنے رکھتا تھا۔

(١١٣٢٢/٤٦)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: بَعَثَتْ مَعِي أُمُّ سُلَيْمٍ بِمِكْتَلٍ فِيهِ رُطَبٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ أَجِدْهُ،

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدہ ام سلیم نے مجھے ایک ٹوکرا دے کر رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا، اس میں تازہ کھجوریں تھیں، میں نے آپ ﷺ کو گھر پر نہیں پایا،

(١١٣٢٢/٤٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٠٤١ (انظر: ١٣٣٥٩)

(١١٣٢٢/٤٥) تخريج: حديث صحيح اخرجه الترمذى فى الشمائل: ١٦١، وابويعلى: ٣٠٠٦ (انظر: ١٣٩٦٦)

(١١٣٢٢/٤٦) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين اخرجه ابن ماجه: ٣٣٠٣، وأخرج بنحوه البخارى: ٥٤٢٠، ٥٤٣٣ (انظر: ١٢٠٥٢)

وَخَرَجَ قَرِيبًا إِلَى مَوْلًى لَهُ، دَعَاهُ صَنَعَ لَهُ طَعَامًا۔ قَالَ: فَأَتَيْتُهُ، فَإِذَا هُوَ يَأْكُلُ، فَدَعَانِي لِآكُلَ مَعَهُ قَالَ: وَصَنَعَ لَهُ ثَرِيدًا بِلَحْمٍ وَقَرْعٍ قَالَ: وَإِذَا هُوَ يُعْجِبُهُ الْقَرْعُ قَالَ: فَجَعَلْتُ أَجْمَعُهُ وَأُدْنِيهِ مِنْهُ۔ قَالَ: فَلَمَّا طَعِمَ رَجَعَ إِلَى مَنْزِلِهِ، قَالَ: وَوَضَعْتُ لَهُ الْمِكْتَلَ بَيْنَ يَدَيْهِ، قَالَ: فَجَعَلَ يَأْكُلُ، وَيَقْسِمُ حَتَّى فَرَغَ مِنْ آخِرِهِ۔ (مسند احمد: ١٢٠٧٥)

آپ ﷺ قریب ہی اپنے ایک غلام کی طرف گئے ہوئے تھے، دراصل اس نے کھانا تیار کر کے آپ ﷺ کو دعوت دی تھی، میں آپ ﷺ کے پاس گیا اور آپ ﷺ کو اس حال میں پایا کہ آپ ﷺ کھانا تناول فرما رہے تھے، پس آپ ﷺ نے مجھے بھی کھانے کے لیے بلایا، اس آدمی نے آپ ﷺ کے لیے گوشت اور کدو کا ثرید بنایا تھا، میں کیا دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ کو تو کدو بہت پسند تھے، پس میں کدو جمع کر کے آپ ﷺ کے قریب کرنے لگا، جب آپ ﷺ کھانے سے فارغ ہو کر گھر تشریف لے آئے تو میں نے وہ ٹوکرا آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا، آپ ﷺ نے وہ کھجوریں کھانا اور ان کو تقسیم کرنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ وہ ختم ہو گئیں۔

(١١٣٢٢/٤٧)۔ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهِ، فَرَأَيْتُ عِنْدَهُ قَرْعًا فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا قَرْعٌ نُكَثِّرُ بِهِ طَعَامَنَا۔ (مسند احمد: ١٩٣١١)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آپ ﷺ کے گھر گیا اور آپ ﷺ کے ہاں کدو دیکھے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کدو ہیں، ہم زیادہ تر اس کو اپنے کھانے میں استعمال کرتے ہیں۔

فوائد: ...... کدو کے طبی فوائد بھی ہیں، لیکن ہمیں نبی کریم ﷺ کی پسند سمجھ کر ہی استعمال کرنا چاہیے، اس چیز کی برکت زیادہ ہو گی۔

(١١٣٢٢/٤٨)۔ حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الْمَدَائِنِيُّ، حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعْجِبُهُ الثُّفْلُ قَالَ عَبَّادٌ يَعْنِي: ثُفْلَ الْمَرَقِ۔ (مسند احمد: ١٣٣٣٣)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو شوربے والا ثرید بہت پسند تھا۔

(١١٣٢٢/٤٧) تخريج: اسناده صحيح اخرجه ابن ماجه: ٣٣٠٤ (انظر: ١٩١٠١)

(١١٣٢٢/٤٨) تخريج: حديث صحيح اخرجه الترمذی فی "الشمائل": ٨٥، والحاكم: ٤/ ١١٥ (انظر: ١٣٣٠٠)

فوائد: ...... یہ بڑا مزیدار، مفید اور زود ہضم کھانا ہوتا ہے۔

(۴۹/ ۱۱۳۲۲)۔ عَنْ أَبِي رَافِعٍ، قَالَ: صُنِعَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ مَصْلِيَّةٌ فَأُتِيَ بِهَا فَقَالَ لِي: ((يَا أَبَا رَافِعٍ نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ۔)) فَنَاوَلْتُهُ فَقَالَ: ((يَا أَبَا رَافِعٍ نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ۔)) فَنَاوَلْتُهُ ثُمَّ قَالَ: ((يَا أَبَا رَافِعٍ نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ۔)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَهَلْ لِلشَّاةِ إِلَّا ذِرَاعَانِ؟ فَقَالَ: ((لَوْ سَكَتَّ لَنَاوَلْتَنِي مِنْهَا مَا دَعَوْتُ بِهِ۔)) قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعْجِبُهُ الذِّرَاعُ۔ (مسند احمد: ۲۴۳۶۰)

سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے بکری بھونی گئی اور پھر آپ ﷺ کو پیش کی گئی، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اے ابو رافع! مجھے دستی پکڑاؤ۔'' پس میں نے آپ ﷺ کو دستی پکڑا دی، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''ابو رافع! مجھے دستی پکڑاؤ۔'' سو میں نے آپ ﷺ کو تھما دی، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''ابو رافع! مجھے دستی پکڑاؤ۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بکری کی دو ہی دستیاں ہوتی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو خاموش رہتا تو جب تک میں مطالبہ کرتا رہتا، تو مجھے دستیاں پکڑاتا جاتا۔'' رسول اللہ ﷺ کو یہ دستی بڑی پسند تھی۔

فوائد: ...... یہ آپ ﷺ کا معجزہ ہوتا کہ معمول سے زیادہ دستیاں نکالی جاتیں، لیکن سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ کی بات کی وجہ اس معجزے کا انعقاد نہیں ہوا۔

(۵۰/ ۱۱۳۲۲)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُحِبُّ الذِّرَاعَ۔ (۸۳۵۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو دستی پسند تھی۔

(۵۱/ ۱۱۳۲۲)۔ عَنْ ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، أَنَّهَا ذَبَحَتْ فِي بَيْتِهَا شَاةً، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَطْعِمِينَا مِنْ شَاتِكُمْ۔ فَقَالَتْ لِلرَّسُولِ: وَاللّٰهِ مَا بَقِيَ عِنْدَنَا إِلَّا الرَّقَبَةُ، وَإِنِّي أَسْتَحْيِي أَنْ أُرْسِلَ إِلَى

سیدہ ضباعہ بنت زبیر بن عبد المطلب رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے اپنے گھر میں ایک بکری ذبح کی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ ہمیں بھی اپنی بکری میں سے کچھ کھلا دو، انھوں نے قاصد کو جواباً کہا: اللہ کی قسم! صرف گردن بچی پڑی ہے اور مجھے رسول اللہ ﷺ سے شرم آتی ہے کہ میں وہ گردن آپ ﷺ کی طرف بھیجوں، پس قاصد لوٹ آیا اور

(۴۹/ ۱۱۳۲۲) تخریج: حسن لغیرہ اخرجہ الطبرانی فی "الکبیر": ۹۷۰ (انظر: ۲۳۸۵۹)

(۵۰/ ۱۱۳۲۲) تخریج: اسنادہ قوی اخرجہ بنحوہ الترمذی: ۱۸۳۷، وابن ماجہ: ۳۳۰۷ (انظر: ۸۳۷۷)

(۵۱/ ۱۱۳۲۲) تخریج: اسنادہ ضعیف لجهالة الفضل بن الفضل المدنی اخرجہ النسائی فی "الکبری": ۶۶۵۸، والطبرانی فی "الکبیر": ۲۴/ ۸۴۴ (انظر: ۲۷۰۳۱)

رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالرَّقَبَةِ، فَرَجَعَ الرَّسُولُ، فَأَخْبَرَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((ارْجِعْ إِلَيْهَا، فَقُلْ: أَرْسِلِي بِهَا، فَإِنَّهَا هَادِيَةُ الشَّاةِ، وَأَقْرَبُ الشَّاةِ إِلَى الْخَيْرِ، وَأَبْعَدُهَا مِنَ الْأَذَى۔)) (مسند احمد: ۲۷۵۷۱)

رسول اللہ ﷺ کو صورتحال سے آگاہ کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو لوٹ جا اور ان سے کہو کہ وہ یہی گردن ہی بھیج دیں، کیونکہ یہ بکری کا ابتدائی حصہ ہے، لذت اور پکنے میں سب سے بہتر ہے اور پیشاب اور مینگنیوں وغیرہ سے بھی دور ہے۔''

فوائد: ......بہر حال گردن کا گوشت مزید دار اور مفید ہوتا ہے۔

(۱۱۳۲۲/ ۵۲)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَنَعْنَا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَارَةً فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَوَضَعْتُهَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَاطَّلَعَ فِيهَا فَقَالَ: ((حَسِبْتُهُ لَحْمًا۔)) فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِأَهْلِي فَذَبَحُوا لَهُ شَاةً۔ (مسند احمد: ۱٤٦۳۵)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے نبیٔ کریم ﷺ کے لیے سنگریزوں کا ایک برتن بنایا ہوا تھا، میں وہ برتن آپ کے پاس لایا اور اسے آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا، آپ ﷺ نے اس میں جھانکا اور فرمایا: ''میرا خیال ہے کہ اس میں گوشت ہے۔'' میں نے اس چیز کا ذکر گھر والوں سے کیا (اور ہم سمجھ گئے کہ آپ ﷺ کو گوشت کھانے کی خواہش ہے) پس انہوں نے آپ ﷺ کے لیے بکری ذبح کی۔

فوائد: ......سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اینڈ فیملی کو اس سے اندازہ ہو گیا کہ آپ ﷺ کو گوشت کی چاہت ہو رہی، لہٰذا انھوں نے آپ ﷺ کی اس چاہت کو پورا کیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَدَبِهِ ﷺ فِي الْأَكْلِ

کھانے سے متعلقہ آپ ﷺ کے آداب کا بیان

(۱۱۳۲۲/ ۵۳)۔ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مُتَّكِئًا قَطُّ، وَلَا يَطَأُ عَقِبَهُ رَجُلَانِ قَالَ عَفَّانُ: عَقِبَيْهِ۔ (مسند احمد: ٦٥٤٩)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے کبھی ٹیک لگا کر کھانا کھایا ہو اور دو افراد نے آپ ﷺ کی ایڑھیوں کا نہیں روندا۔

(۱۱۳۲۲/ ۵۲) تخريج: حديث صحيح أخرجه ابويعلى: ۲۰۷۹، ۲۰۸۰، وابن حبان: ۷۰۲۰، والحاكم: ٤/ ۱۱۱ (انظر: ۱٤۵۸۱)

(۱۱۳۲۲/ ۵۳) تخريج: اسناده حسن اخرجه ابوداود: ۳۷۷۰، وابن ماجه: ۲٤٤ (انظر: ٦٥٤٩)

فوائد: ...... ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ((لَا تَأْكُلْ مُتَّكِئاً۔)) ''تو ٹیک لگا کر نہ کھا۔''
(ملاحظہ ہو: سلسلہ صحیحہ: ۳۱۲۲)

دوسرے جملے کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کے سامنے اور آگے نہیں چلتے تھے۔
صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا آپ ﷺ کے آگے چلنے کی وجہ اس حدیث میں مذکور ہے:
سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: كَانَ أَصْحَابُهُ يَمْشُوْنَ أَمَامَهُ إِذَا خَرَجَ وَيَدَعُوْنَ ظَهْرَهُ لِلْمَلَائِكَةِ۔ (ابن ماجہ، صحیحہ: ٤٣٦) ......صحابۂ کرام آپ ﷺ کے سامنے چلتے تھے اور آپ ﷺ کی پشت فرشتوں کے لیے چھوڑ دیتے تھے۔
جبکہ سیدنا جابر کی دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: ((اِمْشُوْا اَمَامِيْ وَخَلُّوْا ظَهْرِيْ لِلْمَلَائِكَةِ۔)) (صحیحہ: ١٥٥٧، الحلية لابی نعیم: ٧/ ١١٧) ......''میرے آگے چلا کرو اور میری پشت کو فرشتوں کے لیے خالی چھوڑ دیا کرو۔''

(١١٣٢٢/ ٥٤)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: مَا عَابَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ، كَانَ إِذَا اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ، وَإِذَا لَمْ يَشْتَهِهِ تَرَكَهُ۔ (مسند احمد: ١٠١٤٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی کھانے کا عیب نہیں نکالا، اگر چاہا تو کھا لیا اور اگر نہ چاہا تو نہیں کھایا۔

فوائد: ...... یہ نبی کریم ﷺ کے حسن اخلاق کی اعلی مثال تھی، کھانے کا عیب نکالنے سے تیار کرنے والے کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے اور اس کا دل ٹوٹ جاتا ہے، جبکہ نبیٔ مہربان ﷺ تو کسی کا دل توڑنے والے نہیں تھے، آپ ﷺ تو اپنے خون کے پیاسوں کا دل مول لے لیتے تھے۔

(١١٣٢٢/ ٥٥)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَا أَكَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى خِوَانٍ، وَلَا فِي سُكُرُّجَةٍ، وَلَا خُبِزَ لَهُ مُرَقَّقٌ قَالَ: قُلْتُ لِقَتَادَةَ: فَعَلَامَ كَانُوا يَأْكُلُونَ؟ قَالَ: عَلَى السُّفَرِ۔ (مسند احمد: ١٢٣٥٠)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نہ نبی کریم ﷺ دستر خوان پر کھاتے تھے، نہ چھوٹے چھوٹے برتنوں میں اور نہ آپ ﷺ کے لیے پتلی بڑی روٹی بنائی جاتی تھی۔ میں نے جناب قتادہ سے کہا: تو پھر وہ کس چیز پر کھانا کھایا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: بس عام سے دستر خوان پر (جو زیادہ تر چمڑے کا گولائی کی شکل میں ہوتا تھا)۔

فوائد: ......آپ ﷺ سادہ سا کھانا سادے سے انداز میں تناول فرما لیتے اور بس، اب دورِ حاضر میں جو

(١١٣٢٢/ ٥٤) تخريج: اخرجه البخاری: ٥٤٠٩، ومسلم: ٢٠٦٤ (انظر: ١٠١٤١)
(١١٣٢٢/ ٥٥) تخريج: اخرجه البخاری: ٥٣٨٦، ٥٤١٥ (انظر: ١٢٣٢٥)

اہتمام کھانے پینے کے لیے ہوتا ہے، عصرِ نبوی میں اس قسم کا اہتمام عبادت کے لیے ہوتا تھا، جو چیز اس وقت اصل تھی، وہ ہمارے دور میں فرع بن گئی اور اُس دور کی فرعی چیز ہمارے لیے اصل بن گئی۔

(٥٦/ ١١٣٢٢)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَتْ يَمِينُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامِهِ وَصَلَاتِهِ، وَكَانَتْ شِمَالُهُ لِمَا سِوَى ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ٢٥٨٣٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا دائیں ہاتھ کھانے اور نماز وغیرہ کے لیے ہوتا تھا اور بائیاں ہاتھ دوسرے (مکروہ) امور کے لیے۔

فوائد: ......مکروہ سے امور سے مراد استنجا کرنا، لیٹرین میں داخل ہونا، کپڑا اتارنا، ناک صاف کرنا وغیرہ ہے، بائیں ہاتھ اور بائیں طرف سے یہ کام کرنے چاہئیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ نَوْمِهِ ﷺ وَ فِرَاشِهِ
رسول اللہ ﷺ کی نینداور بستر کا تذکرہ

(١١٣٢٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَنَامُ عَيْنِي وَلَا يَنَامُ قَلْبِي۔)) (مسند احمد: ٧٤١١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری آنکھ سوجاتی ہے اور میرا دل نہیں سوتا۔''

(١١٣٢٧)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا نَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَلَا سَمَرَ بَعْدَهَا۔ (مسند احمد: ٢٦٨١٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز عشاء سے قبل سوتے نہیں تھے اور عشاء کے بعد بات چیت نہیں کرتے تھے۔

فوائد:...... نمازِ عشاء کے بعد گپ شپ اور بات چیت کرنا مکروہ ہے، کسی شرعی عذر کے بغیر عشاء کے بعد وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے، الا یہ کہ خیر اور علم شرعی والی مجلس ہو یا دنیا کی کوئی اہم ضرورت ہو۔

(١١٣٢٨)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا كُنْتُ أَلْقَى النَّبِيَّ ﷺ مِنَ السَّحَرِ، وَفِي رِوَايَةٍ: مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ إِلَّا وَهُوَ عِنْدِي نَائِمًا۔ (مسند احمد: ٢٥٥٧٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کو سحری کے وقت یا رات کے آخری حصہ میں اپنے ہاں سویا ہوا پاتی۔

(٥٦/ ١١٣٢٢) تخريج: حديث حسن بطرقه وشواهده (انظر: ٢٥٣٢١)

(١١٣٢٦) تخريج: اسناده قوى، اخرجه ابن خزيمة: ٤٨، وابن حبان: ٦٣٨٦(انظر: ٧٤١٧)

(١١٣٢٧) تخريج:حديث صحيح، اخرجه ابن ماجه: ٧٠٢(انظر: ٢٦٢٨٠)

(١١٣٢٨) تخريج:اخرجه مسلم: ٧٤٢(انظر: ٢٥٠٦١)

فوائد:...... آپ ﷺ رات کے مختلف حصوں میں قیام کرتے تھے، رات کے بالکل آخری میں آپ ﷺ کچھ دیر آرام کر کے نمازِ فجر ادا کرتے تھے۔

جیسے نبی کریم ﷺ نے اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کے بارے فرمایا: افضل قیام قیام داؤد ہے، وہ آدھی رات آرام کرتے پھر ایک تہائی رات قیام کرتے، پھر آخری چھٹا حصہ آرام کرتے۔ اسی طرح رات کا آخری حصہ آپ ﷺ بھی آرام فرماتے۔ (عبداللہ رفیق)

(۱۱۳۲۹)۔ عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى تَحْتَ خَدِّهِ الْأَيْمَنِ، وَكَانَتْ يَمِينُهُ لِطَعَامِهِ وَطُهُوْرِهِ وَصَلَاتِهِ وَثِيَابِهِ، وَكَانَتْ شِمَالُهُ لِمَا سِوٰى ذٰلِكَ، وَكَانَ يَصُوْمُ الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسَ۔ (مسند احمد: ۲۶۹۹۳)

زوجۂ رسول سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بستر پر دراز ہوتے تو اپنا دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھ لیتے، جبکہ آپ ﷺ کا دایاں ہاتھ (اور دائیں جانب) کھانا کھانے، وضوء کرنے، نماز پڑھنے اور کپڑے پہننے کے لیے مخصوص تھا اور بایاں ہاتھ (اور بائیں جانب) باقی کاموں کے لیے مخصوص تھا۔ آپ ﷺ سوموار اور جمعرات کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

(۱۱۳۳۰)۔ عَنْ حَفْصَةَ ابْنَةِ عُمَرَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا آوٰى إِلٰى فِرَاشِهِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى تَحْتَ خَدِّهِ، وَقَالَ: ((رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ)) ثَلَاثًا۔ (مسند احمد: ۲۶۹۹۴)

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بستر پر تشریف لاتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھ لیتے اور تین بار یہ دعا پڑھتے: "رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ" (اے میرے رب! تو جس دن اپنے بندوں کو اٹھائے گا، اس دن مجھے اپنے عذاب سے محفوظ رکھنا۔"

(۱۱۳۳۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: كَانَ ضِجَاعُ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِي يَنَامُ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ مِنْ أَدَمٍ مَحْشُوًّا لِيْفًا۔ (مسند احمد: ۲۴۷۱۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس پر رات کو سویا کرتے تھے، چمڑے کا تھا، اس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی تھی۔

(۱۱۳۳۲)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُوْلَ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(۱۱۳۲۹) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ، اخرجہ ابوداود: ۳۲، والنسائی: ٤/ ۲۰۳ (انظر: ۲٦٤٦۱)

(۱۱۳۳۰) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ، اخرجہ ابویعلی: ۷۰۳٤، والنسائی فی "الکبری": ۱۰٥۹۹ (انظر: ۲٦٤٦۲)

(۱۱۳۳۱) تخریج: أخرجہ البخاری: ٦٤٥٦، ومسلم: ۲۰۸۲ (انظر: ۲٤۲۰۹)

(۱۱۳۳۲) تخریج: اسنادہ صحیح، اخرجہ ابن حبان: ٦۳٥۲، والطبرانی: ۱۱۸۹۸، والحاکم: ٤/ ۳۰ (انظر: ۲۷٤٤)

اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهِ عُمَرُ رضی اللہ عنہ وَهُوَ عَلٰى حَصِيرٍ قَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِهِ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! لَوِ اتَّخَذْتَ فِرَاشًا أَوْثَرَ مِنْ هٰذَا، فَقَالَ: ((مَالِي وَلِلدُّنْيَا؟ مَا مَثَلِي وَمَثَلُ الدُّنْيَا إِلَّا كَرَاكِبٍ سَارَ فِي يَوْمٍ صَائِفٍ، فَاسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا۔)) (مسند احمد: ٢٧٤٤)

ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے اور اس نے آپ ﷺ کے جسم پر اثر کیا ہوا تھا، اسی حالت میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے، یہ منظر دیکھ کر انھوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! اگر آپ ﷺ اس سے ذرا نرم بستر بنوالیں تو بہتر ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے دنیا سے کیا تعلق؟ میری اور دنیا کی مثال اس سوار کی سی ہے، جو سخت گرمی میں سفر کرے اور دن کے کسی وقت کسی درخت کے سائے میں آرام کرے۔ پھر اسے وہیں چھوڑ کر آگے روانہ ہو جائے۔''

فوائد:...... یہ نبی کریم ﷺ کی سادگی اور دنیوی آسائشوں اور ساز و سامان سے دوری تھی، تاکہ آپ ﷺ کی آخرت کا کوئی پہلو متاثر نہ ہو سکے۔

(١١٣٣٣)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى سَرِيْرٍ مُرْمَلٌ بِشَرِيْطٍ، وَتَحْتَ رَأْسِهِ وِسَادَةٌ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ وَدَخَلَ عُمَرُ، فَانْحَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ انْحِرَافَةً، فَلَمْ يَرَ عُمَرُ بَيْنَ جَنْبِهِ وَبَيْنَ الشَّرِيطِ ثَوْبًا، وَقَدْ أَثَّرَ الشَّرِيْطُ بِجَنْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَبَكٰى عُمَرُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا يُبْكِيْكَ يَا عُمَرُ؟)) قَالَ: وَاللّٰهِ! إِلَّا أَنْ أَكُوْنَ أَعْلَمَ، أَنَّكَ أَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ كِسْرٰى وَقَيْصَرَ وَهُمَا يَعْبَثَانِ فِي الدُّنْيَا فِيمَا يَعْبَثَانِ فِيهِ، وَأَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَكَانِ الَّذِي أَرٰى، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُوْنَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْآخِرَةُ؟)) قَالَ: بَلٰى،

سیدنا سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں گئے۔ آپ ﷺ کھجور کے تنوں سے بنی ہوئی چار پائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کے سر کے نیچے چمڑے کا ایک تکیہ تھا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ چند صحابہ اسی عالم میں آپ ﷺ کے ہاں آئے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے پہلو بدلا تو عمر رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کے پہلو اور چار پائی کے بان کے درمیان کوئی کپڑا نظر نہ آیا۔ اور بان کے نشانات رسول اللہ ﷺ کے پہلو پر ثبت تھے۔ یہ منظر دیکھ کر عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا: ''عمر! تجھے کس چیز نے رلایا ہے؟'' انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس لیے رو رہا ہوں کہ میں جانتا ہوں کہ آپ اللہ کے ہاں کسریٰ اور قیصر کے مقابلے میں بہت زیادہ معزز ہیں۔ وہ دنیا میں خوب عیش و عشرت کی زندگی گزارتے ہیں اور اللہ کے رسول! آپ کی وہ حالت ہے جو میں دیکھ رہا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(١١٣٣٣) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابويعلى: ٢٧٨٢، وابن حبان: ٦٣٦٢ (انظر: ١٢٤١٧)

قَالَ: ((فَإِنَّهُ كَذَالِكَ۔)) (مسند احمد: ١٢٤٤٤)

''کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ ان کے لیے دنیا ہو اور ہمارے لیے آخرت؟'' انھوں نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو پھر بات ایسے ہی ہے۔''

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ لِبَاسِهِ ﷺ وَزِيْنَةِ

رسول اللہ ﷺ کے لباس اور زینت کا بیان

(١١٣٣٤)۔ عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَيُّ اللِّبَاسِ كَانَ أَعْجَبَ، (قَالَ عَفَّانُ: أَوْ أَحَبَّ) إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: الْحِبَرَةُ۔ (مسند احمد: ١٢٤٠٤)

قتادہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: رسول اللہ ﷺ کو کونسا لباس سب سے زیادہ پسند تھا؟ انہوں نے جواب دیا: یمن کی سوتی اور دھاری دار چادر۔

فوائد:...... یہ یمن کا سب سے پسندیدہ اور قیمتی کپڑا ہوتا تھا، یہ نرم ہوتا تھا اور خوبصورتی اور مضبوطی سے بنا جاتا تھا، جبکہ آپ ﷺ کا جسد اطہر بھی نرم اور خوبصورت تھا، اس لیے یہ لباس آپ ﷺ کے لیے زیادہ موافق تھا، ایسا لباس جلدی میلا بھی نہیں ہوتا۔

(١١٣٣٥)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ ثَوْبٌ اَحَبَّ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ قَمِيْصٍ۔ (مسند احمد: ٢٧٢٣٠)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ لباس میں سب سے زیادہ پسندیدہ لباس نبی کریم ﷺ کے ہاں قمیص کا پہننا تھا۔

فوائد:...... قمیص بہت باپردہ اور خوبصورت لباس ہے، ایک دفعہ پہن کر آدمی بے فکر ہو جاتا ہے، یہ لباس نہ دوڑنے سے متاثر ہوتا ہے اور نہ اس سے کوئی کام کرنے میں حرج محسوس ہوتا ہے۔

(١١٣٣٦)۔ عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُضْطَبِعًا بِرِدَاءٍ حَضْرَمِيٍّ۔ (مسند احمد: ١٨١١٦)

سیدنا یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضر موت کی تیار شدہ چادر سے اضطباع کیا ہوا تھا۔

(١١٣٣٧)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُضْطَبِعًا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ بِبُرْدٍ لَهُ نَجْرَانِيٍّ۔ (مسند احمد: ١٨١١٩)

(دوسری سند) سیدنا یعلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو صفا اور مروہ کے درمیان دیکھا۔ آپ ﷺ نے نجران کی تیار شدہ چادر سے اضطباع کر رکھا تھا۔

(١١٣٣٤) تخريج: أخرجه البخاری: ٥٨١٢، ومسلم: ٢٠٧٩(انظر: ١٢٣٧٧)

(١١٣٣٥) تخريج: صحيح، قاله الالبانی، أخرجه ابوداود: ٤٠٢٦، والترمذی: ١٧٦٣ (انظر: ٢٦٦٩٥)

(١١٣٣٦) تخريج:اسناده قوی، اخرجه ابوداود: ١٨٨٣، والترمذی: ٨٥٩، وابن ماجه: ٢٩٥٤(انظر: ١٧٩٥٢)

(١١٣٣٧) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۱۳۳۸)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا قَدِمَ طَافَ بِالْبَيْتِ وَهُوَ مُضْطَبِعٌ بِبُرْدٍ لَهُ حَضْرَمِيٍّ۔ (مسند احمد: ۱۸۱۲۰)

(تیسری سند) جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف کیا، جبکہ آپ ﷺ نے اس وقت حضر موت کی تیار شدہ چادر سے اضطباع کیا ہوا تھا۔

فوائد:...... اضطباع: دائیں بغل سے چادر وغیرہ نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا، جیسے احرام والا آدمی پہلے طواف میں کرتا ہے۔

(۱۱۳۳۹)۔ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا جَعَلَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ بُرْدَةً سَوْدَاءَ مِنْ صُوفٍ، فَذَكَرَ سَوَادَهَا وَبَيَاضَهُ فَلَبِسَهَا، فَلَمَّا عَرِقَ وَجَدَ رِيحَ الصُّوفِ قَذَفَهَا، وَكَانَ يُحِبُّ الرِّيحَ الطَّيِّبَةَ۔ (مسند احمد: ۲۵۵۱۷)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کے لئے اون کی سیاہ رنگ کی چادر بنائی، پھر انھوں نے اس چادر کی سیاہی اور آپ ﷺ کی سفیدی کا ذکر کیا، آپ ﷺ نے وہ چادر پہن لی، جب آپ ﷺ کو پسینہ آیا اور آپ ﷺ نے اون کی بو محسوس کی تو آپ ﷺ نے اس کو اتار کر پھینک دیا، دراصل آپ ﷺ پاکیزہ اور اچھی خوشبو پسند کرتے تھے۔

(۱۱۳۴۰)۔ عَنْ أَبِي رِمْثَةَ التَّمِيمِيِّ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَوَجَدْنَاهُ جَالِسًا فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ۔ (مسند احمد: ۱۷۶۳۳)

سیدنا ابو رمثہ تمیمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اپنے والد کے ہمراہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا، ہم نے آپ ﷺ کو کعبہ کے سائے میں بیٹھے دیکھا، آپ ﷺ نے سبز رنگ کی دو دھاری دار چادریں زیب تن کر رکھی تھیں۔

فوائد:...... ''بُرْد'' دھاری دار کپڑے کو کہتے ہیں، یعنی اس کپڑے پر سبز رنگ کی دھاریاں تھیں۔

(۱۱۳۴۱)۔ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ أَبِي: لَوْ شَهِدْتَنَا وَنَحْنُ مَعَ نَبِيِّنَا ﷺ إِذَا أَصَابَتْنَا السَّمَاءُ، حَسِبْتَ أَنَّ رِيحَنَا رِيحُ الضَّأْنِ، إِنَّمَا لِبَاسُنَا الصُّوفُ۔ (مسند احمد: ۱۹۹۹۶)

سیدنا عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: کاش کہ تم وہ منظر دیکھتے کہ جب ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوتے اور بارش ہونے لگتی، تو تم گمان کرتے کہ ہماری بو بھیڑوں والی بو ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا لباس اون کا ہوتا تھا۔

فوائد:...... یہ مکروہ اور ناپسندیدہ بو ہوتی ہے، جو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو بڑی ناپسند تھی لیکن لباس کے سلسلے میں کوئی اور چارۂ کار نہیں تھا۔

(۱۱۳۳۸) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۱۱۳۳۹) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه ابوداود: ٤٠٧٤ (انظر: ٢٥٠٠٣)

(۱۱۳۴۰) تخریج: اسناده صحیح، اخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۲۲/ ۷۲۱ (انظر: ۱۷٤۹٤)

(۱۱۳۴۱) تخریج: حدیث صحیح، [illegible] ٤٠٣٣، [illegible]رمذی: ٢٤٧٩، وابن ماجه: ٣٧٥٨ (انظر: ١٩٧٥٨)

(۱۱۳٤۲)۔ عَنْ أَبِي عُمَرَ مَوْلَى أَسْمَاءَ، قَالَ: اَخْرَجَتْ اِلَيْنَا اَسْمَاءُ جُبَّةً مَزْرُورَةً بِالدِّيبَاجِ، فَقَالَتْ: فِي هٰذِهِ كَانَ يَلْقٰى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ الْعَدُوَّ۔ (مسند احمد: ۲۷٤۸۳)

مولائے اسماء ابو عمر سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے ہمارے سامنے ایک جبہ رکھا، جس میں ریشم کے بٹن تھے، انھوں نے کہا: یہ وہ جبہ ہے، جس میں نبی کریم ﷺ دشمن سے بھی ملاقات کرتے تھے۔

فوائد:...... زینت یا کسی عام ضرورت کے لیے چار انگلیوں کے بقدر ریشم استعمال کیا جا سکتا ہے

(۱۱۳٤۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُرٰى عَضَلَةُ سَاقِهِ مِنْ تَحْتِ إِزَارِهِ إِذَا اتَّزَرَ۔ (مسند احمد: ۸٦۹۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ چادر باندھتے تو چادر کے نیچے سے آپ ﷺ کی پنڈلی کا موٹا گوشت دکھائی دیا کرتا تھا۔

فوائد:...... ازار اور شلوار کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ وہ کم از کم ٹخنوں سے اوپر ہو اور افضل یہ ہے کہ تہبند وغیرہ نصف پنڈلی تک رکھا جائے۔

(۱۱۳٤٤)۔ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ، فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا إِزَارًا غَلِيظًا مِمَّا صُنِعَ بِالْيَمَنِ، وَكِسَاءً مِنَ الَّتِي يَدْعُونَ الْمُلَبَّدَةَ، قَالَ بَهْزٌ: تَدْعُونَ، فَقَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قُبِضَ فِي هٰذَيْنِ الثَّوْبَيْنِ۔ (مسند احمد: ۲۵۵۱۱)

سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا، انہوں نے ہمیں یمن میں تیار ہونے والی ایک موٹی سی چادر اور ایک ایسی چادر نکال کر دکھائی جسے تم لوگ ''مُلَبَّدَة'' کہتے ہو اور کہا: رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ یہ دو چادریں زیب تن کئے ہوئے تھے۔

فوائد:...... ''مُلَبَّدَة'' سے مراد وہ کپڑا ہے، جس کو پیوند لگایا گیا ہو۔

(۱۱۳٤۵)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عِصَابَةٌ دَسِمَةٌ ❶۔ (مسند احمد: ۲۰۷٤)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے لوگوں سے خطاب کیا، جبکہ آپ ﷺ نے سیاہ رنگ کی پگڑی باندھی ہوئی تھی۔

(۱۱۳٤۲) تخريج: اسناده ضعيف لضعف حجاج بن ارطاة، أخرجه ابن ماجه: ۲۸۱۹ (انظر: ۲٦۹٤٤)

(۱۱۳٤۳) تخريج: اسناده ضعيف، صالح مولى التوأمة قد اختلط، وزهير بن محمد روى عنه بعد الاختلاط (انظر: ۸۷۰٦)

(۱۱۳٤٤) تخريج: اخرجه البخارى: ۵۸۱۸، ومسلم: ۲۰۸۰ (انظر: ۲٤۹۹۷)

(۱۱۳٤۵) تخريج: اخرجه البخارى: ۹۲۷، ۳٦۲۸، ۳۸۰۰ (انظر: ۲۰۷٤)

❶ دَسِمَةٌ کا معروف معنی ''چکناہٹ والی'' ہے۔ ممکن ہے کہ تیل کے استعمال کی وجہ سے پگڑی کو تیل لگ گیا ہو۔

(١١٣٤٦)۔ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ۔ (مسند احمد: ١٨٩٤١)

سیدنا عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے لوگوں سے خطاب کیا، جبکہ آپ ﷺ نے کالے رنگ کی پگڑی باندھی ہوئی تھی۔

(١١٣٤٧)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ۔ (مسند احمد: ١٤٩٦٦)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے دن جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے سر پر سیاہ پگڑی تھی۔

(١١٣٤٨)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَتْ نِعَالُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَهَا قِبَالَانِ۔ (مسند احمد: ١٣٦٠٣)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے جوتوں کے سامنے کی جانب دو دھاگے تھے، جن کے ساتھ وہ تسمہ باندھتے تھے۔

(١١٣٤٩)۔ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ الشِّخِّيْرِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَعْرَابِيٌّ لَنَا قَالَ: رَأَيْتُ نَعْلَ نَبِيِّكُمْ مَخْصُوْفَةً۔ (مسند احمد: ٢٠٣١٧)

مطرف بن شخیر سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ایک بدّو نے ہمیں بتایا اور کہا: میں نے تمہارے نبی کا جوتا دیکھا ہے، جس کو مرمت کیا گیا تھا۔

(١١٣٥٠)۔ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا أَرْكَبُ الْأُرْجُوَانَ وَلَا أَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَ وَلَا أَلْبَسُ الْقَمِيصَ الْمُكَفَّفَ بِالْحَرِيرِ قَالَ وَأَوْمَأَ الْحَسَنُ إِلَى جَيْبِ قَمِيصِهِ وَقَالَ أَلَا وَطِيبُ الرِّجَالِ رِيحٌ لَا لَوْنَ لَهُ أَلَا وَطِيبُ النِّسَاءِ لَوْنٌ لَا رِيحَ لَهُ۔)) (مسند احمد: ٢٠٢١٧)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں نہ سرخ رنگ کی ریشم کی چادر پر سوار ہوں گا، نہ عصفر بوٹی سے رنگا کپڑا پہنوں گا اور نہ ایسی قمیص پہنوں گا، جس کے گریبان اور آستینوں پر ریشم لگا ہوا ہو۔'' ساتھ ہی حسن نے اپنی قمیص کے گریبان کی طرف اشارہ کیا، آپ ﷺ نے مزید فرمایا: ''خبردار! مردوں کی خوشبو وہ ہے، جس کی مہک ہو لیکن اس میں رنگ نہ ہو اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے، جس میں رنگ ہو اور خوشبو کی مہک نہ ہو۔''

(١١٣٤٦) تخريج: أخرجه مسلم: ١٣٥٩ (انظر: ١٨٧٣٤)

(١١٣٤٧) تخريج: أخرجه مسلم: ١٣٥٨ (انظر: ١٤٩٠٤)

(١١٣٤٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٣١٠٧، ٥٨٥٨ (انظر: ١٣٥٦٨)

(١١٣٤٩) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ٢٠٠٥٨)

(١١٣٥٠) تخريج: حسن لغيره دون قوله: "ولا البس القميص المكفف بالحرير" فقد صح ما يخالفه، وهذا اسناد لم يسمع الحسن البصري من عمران، أخرجه ابوداود: ٤٠٤٨، وأخرجه مختصرا الترمذي: ٢٧٨٨ (انظر: ١٩٩٧٥)

فوائد:...... دیکھیں حدیث نمبر (۸۱۶۸)

(۱۱۳۵۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كُنْتُ إِذَا فَرَقْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَأْسَهُ صَدَعْتُ فَرْقَهُ عَنْ يَافُوْخِهِ، وَأَرْسَلْتُ نَاصِيَتَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ۔ (مسند احمد: ۲٦٨٨٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں جب نبی کریم ﷺ کے بالوں کی مانگ نکالا کرتی تھی تو آپ کے سر کی چوٹی سے بالوں کو دوحصوں میں تقسیم کر دیتی تھی اور پیشانی کے بال آپ کی آنکھوں کے درمیان یعنی آپ ﷺ کی پیشانی پر چھوڑ دیتی تھی۔

فوائد:...... دیکھیں حدیث نمبر (۸۲۲۰) والا باب

(۱۱۳۵۲)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: ذُكِرَ الْمِسْكُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((هُوَ أَطْيَبُ الطِّيْبِ۔)) (مسند احمد: ۱۱۲۸۹)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کستوری کا ذکر کیا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ سب سے عمدہ خوشبو ہے۔''

(۱۱۳۵۳)۔ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُرْوَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُوْلُ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا بِأَيِّ شَيْءٍ طَيَّبْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَتْ: بِأَطْيَبِ الطِّيْبِ۔ (مسند احمد: ۲٤٦٠٦)

سیدنا عروہ کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ آپ نبی کریم ﷺ کو کونسی خوشبو لگاتی تھیں؟ انھوں نے کہا: سب سے عمدہ خوشبو لگاتی تھی۔

(۱۱۳۵٤)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((حُبِّبَ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا النِّسَاءُ وَالطِّيْبُ، وَجُعِلَ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلَاةِ۔)) (مسند احمد: ۱۲۳۱۸)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دنیا میں سے میرے نزدیک پسندیدہ چیزیں بیویاں اور خوشبو ہے اور نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک رکھ دی گئی ہے۔''

فوائد:...... دیکھیں حدیث نمبر (۸۱۵۷)

(۱۱۳۵۵)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَكْتَحِلُ بِالْإِثْمِدِ كُلَّ لَيْلَةٍ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ، وَكَانَ يَكْتَحِلُ فِيْ كُلِّ عَيْنٍ ثَلَاثَةَ أَمْيَالٍ۔ (مسند احمد: ۳۳۲۰)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر رات کو سونے سے پہلے اثمد سرمہ ڈالا کرتے تھے، آپ ﷺ ہر آنکھ میں تین سرچو ڈالتے تھے۔

(۱۱۳۵۱) تخريج: اسناده ضعيف، أخرجه ابوداود: ٤١٨٩، و ابن ماجه: ٣٦٣٣ (انظر: ٢٦٣٥٥)
(۱۱۳۵۲) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٢٥٢ (انظر: ١١٢٦٩)
(۱۱۳۵۳) تخريج: أخرجه مسلم: ١١٨٩ (انظر: ٢٤١٠٥)
(۱۱۳۵٤) تخريج: اسناده حسن، أخرجه النسائي: ٧/ ٦١ (انظر: ١٢٢٨٣)
(۱۱۳۵۵) تخريج: حسن، أخرجه الترمذي في "الشمائل": ٤٩ (انظر: ٣٣٢٠)

(۱۱۳۵۶)۔ عَنْ اَبِیْ رِمْثَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَخْضِبُ بِالْحِنَّاءِ وَالْکَتَمِ، وَکَانَ شَعْرُہُ یَبْلُغُ کَتِفَیْهِ اَوْ مَنْکِبَیْهِ۔ (مسند احمد: ۱۷۶۳۶)

سیدنا ابو رمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مہندی اور کتم بوئی کے ساتھ بال رنگتے تھے، آپ کے بال کندھوں تک پہنچتے تھے۔

فوائد:...... کتم: یمن میں پائی جانے والی ایک بوٹی ہے، یہ سرخی مائل سیاہ رنگ نکالتی ہے، جبکہ مہندی کا رنگ سرخ ہوتا ہے، اگر کتم اور مہندی کو ملایا جائے تو سیاہی اور سرخی کا درمیانہ رنگ نکلتا ہے، جس کو ہم (Dack bcown) کہتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ داڑھی اور سر کے بالوں کو وہ رنگ نہیں لگایا جا سکتا جو واضح طور پر کالا نظر آتا ہو، مزید دیکھیں حدیث نمبر (۸۲۰۱) والا باب اور اس سے اگلا باب۔

(۱۱۳۵۷)۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ: سَدَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَاصِیَتَهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَسْدُلَهَا ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ۔ (مسند احمد: ۱۳۲۸۷)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب تک چاہا نبی کریم ﷺ نے اپنے بالوں کو سیدھا چھوڑے رکھا، پھر مانگ نکالنا شروع کر دی۔

فوائد:...... عادات میں جب تک نہی نہ آئے، جواز قائم رہتا ہے، چونکہ مانگ نکالنے سے نہی وارد نہیں ہوئی، لہذا مانگ نکالنا جائز ہے اور نہ نکالنا بھی جائز ہے، کیونکہ نکالنے کا حکم بھی وارد نہیں ہوا، آپ ﷺ سے مانگ نکالنا بھی ثابت ہے اور نہ نکالنا بھی، اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اس کی بابت شریعت نے کوئی مخصوص حکم نہیں دیا، حالات کے تحت دونوں میں سے کسی کو بھی اختیار کیا جا سکتا ہے، ایسے مسائل میں آپ ﷺ کا اہل کتاب کی موافقت کرنا ان کی تالیف قلبی کے لیے تھا کہ شاید وہ اسلام کی طرف مائل ہو جائیں، مگر جب محسوس ہوا کہ ان کی موافقت مفید نہیں تو آپ ﷺ نے ان کی موافقت چھوڑ دی۔ رسول اللہ ﷺ کو اہل کتاب کی موافقت اس لیے بھی پسند تھی کہ وہ کم از کم، دعوے کی حد تک ہی سہی، سماوی دین پر عمل پیرا ہونے کے دعویدار تھے، اس کے برعکس مشرکین تو پکے بت پرست تھے۔ مانگ درمیان میں نکالنی چاہیے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ درمیان سے مانگ نکالنا ہی تھی۔ واللہ اعلم۔

مزید دیکھیں حدیث نمبر (۸۲۲۵) والا باب۔

(۱۱۳۵۶) تخریج: صحیح لغیرہ، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۲۲/ ۷۲۶، والبیهقی فی "دلائل النبوة": ۱/ ۲۳۸ (انظر: ۱۷۴۹۷)

(۱۱۳۵۷) تخریج: رجاله ثقات رجال الشیخین غیر حماد بن خالد فمن رجال مسلم، والصواب فی هذا الحدیث الارسال، أخرجه الحاکم: ۲/ ۶۰۶ (انظر: ۱۳۲۵۴)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عِبَادَاتِهِ ﷺ
نبی کریم ﷺ کی عبادات کا بیان

(۱۱۳۵۸)۔ عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: أَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَخُصُّ شَيْئًا مِنَ الْأَيَّامِ يَعْنِي بِالْعِبَادَةِ؟ قَالَتْ: كَانَ عَمَلُهُ دِيمَةً، وَأَيُّكُمْ كَانَ يُطِيقُ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُطِيقُ۔ (مسند احمد: ۲٦۰۷۷)

علقمہ سے مروی ہے کہ انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ آیا رسول اللہ ﷺ عبادت کے لیے ایام مخصوص فرمایا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: آپ ﷺ عبادات کے لیے ایام مخصوص یا متعین نہیں کیا کرتے تھے، آپ ﷺ کے اعمال دائمی ہوتے تھے۔ عمل کرنے کے لیے جس قدر استطاعت رسول اللہ ﷺ رکھتے تھے تم میں سے کون اتنی استطاعت رکھتا ہے؟

فوائد:...... زیادہ تر آپ ﷺ کی عبادات دائمی اور مسلسل ہوتی تھیں، ماسوائے چند مواقع کے، جیسے شعبان میں روزے رکھنا، شب قدر میں قیام کرنا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ قِيَامِهِ ﷺ بِاللَّيْلِ وَوِتْرِهِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ
نبی کریم ﷺ کے قیام اللیل اور وتر وغیرہ کا بیان

(۱۱۳۵۹)۔ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفٰى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، أَنَّهُ أَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ فَسَأَلَهُ عَنِ الْوِتْرِ، فَقَالَ: أَلَا أُنَبِّئُكَ بِأَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ بِوِتْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ائْتِ عَائِشَةَ، فَسْأَلْهَا ثُمَّ ارْجِعْ إِلَيَّ، فَأَخْبِرْنِي بِرَدِّهَا عَلَيْكَ، قَالَ: فَأَتَيْتُ عَلٰى حَكِيْمِ بْنِ أَفْلَحَ فَاسْتَلْحَقْتُهُ إِلَيْهَا، فَقَالَ: مَا أَنَا بِقَارِبِهَا، إِنِّي نَهَيْتُهَا أَنْ تَقُوْلَ فِي هَاتَيْنِ الشِّيْعَتَيْنِ شَيْئًا فَأَبَتْ فِيْهِمَا إِلَّا مُضِيًّا، فَأَقْسَمْتُ عَلَيْهِ فَجَاءَ مَعِي، فَدَخَلْنَا عَلَيْهَا، فَقَالَتْ: حَكِيْمٌ، وَعَرَفَتْهُ،

زرارہ بن اوفی سعد بن ہشام سے روایت کرتے ہیں کہ وہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گئے اور ان سے وتر کے متعلق سوالات کیے۔ انہوں نے جواب دیا: کیا میں تجھے یہ نہ بتلاؤں کہ روئے زمین پر رسول اللہ ﷺ کے وتروں کے متعلق سب سے زیادہ علم کسے ہے؟ سعد نے کہا: جی بتایئے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: تم ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر ان سے دریافت کرو۔ پھر واپس آ کر مجھے بھی ان کے جواب سے مطلع کرنا۔ ابن ہشام کہتے ہیں: ان کی بات سن کر میں حکیم بن افلح کے ہاں گیا اور ان کو بھی اپنے ساتھ ام المؤمنین کے ہاں لے جانا چاہا تو انہوں نے کہا کہ میں ان کے ہاں نہیں جاؤں گا۔ میں نے انہیں ان

(۱۱۳۵۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۹۸۷، ومسلم: ۷۸۳ (انظر: ۲۵۵٦۲)

(۱۱۳۵۹) تخریج: اخرجه مسلم: ۷٤٦ (انظر: ۲٤۲٦۹)

قَالَ: نَعَمْ أَوْ بَلَى، قَالَتْ: مَنْ هٰذَا مَعَكَ؟ قَالَ: سَعْدُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَتْ: مَنْ هِشَامٌ؟ قَالَ: ابْنُ عَامِرٍ، قَالَ: فَتَرَحَّمَتْ عَلَيْهِ وَقَالَتْ: نِعْمَ الْمَرْءُ كَانَ عَامِرٌ، قُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! أَنْبِئِينِي عَنْ خُلُقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَتْ: أَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ قُلْتُ: بَلَى، قَالَتْ: فَإِنَّ خُلُقَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ الْقُرْآنَ، فَهَمَمْتُ أَنْ أَقُوْمَ فَبَدَا لِي قِيَامُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! أَنْبِئِيْنِي عَنْ قِيَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَتْ: أَلَسْتَ تَقْرَأُ هٰذِهِ السُّوْرَةَ ﴿يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ؟﴾ قُلْتُ: بَلَى، قَالَتْ: فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ افْتَرَضَ قِيَامَ اللَّيْلِ فِي أَوَّلِ هٰذِهِ السُّوْرَةِ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ حَوْلًا، حَتّٰى انْتَفَخَتْ أَقْدَامُهُمْ، وَأَمْسَكَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ خَاتِمَتَهَا فِي السَّمَاءِ اثْنَيْ عَشَرَ شَهْرًا، ثُمَّ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ التَّخْفِيْفَ فِي آخِرِ هٰذِهِ السُّوْرَةِ، فَصَارَ قِيَامُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَطَوُّعًا مِنْ بَعْدِ فَرِيْضَةٍ، فَهَمَمْتُ أَنْ أَقُوْمَ ثُمَّ بَدَا لِي وِتْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! أَنْبِئِيْنِي عَنْ وِتْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَتْ: كُنَّا نُعِدُّ لَهُ سِوَاكَهُ وَطُهُوْرَهُ، فَيَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِمَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَتَسَوَّكُ، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهِنَّ إِلَّا عِنْدَ الثَّامِنَةِ،

(سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین ہونے والی جنگ جمل کے) دوگروہوں کے متعلق کسی قسم کی بات کرنے سے منع کیا تھا لیکن انہوں نے میری بات نہیں مانی، بلکہ وہ خود سیاست میں نکل آئیں۔ ابن ہشام کہتے ہیں: لیکن جب میں نے ان کو قسم دی تو وہ میرے ساتھ چلے آئے، ہم ان کے ہاں گئے۔ انہوں نے حکیم کو پہچان کر پوچھا: حکیم ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ انہوں نے پوچھا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ حکیم نے جواب دیا: یہ سعد بن ہشام ہے۔ انہوں نے پوچھا: ہشام کون؟ حکیم نے بتایا کہ عامر کا بیٹا تو انہوں نے عامر کے حق میں رحمت کی دعا کی اور کہا: عامر بہت اچھا آدمی تھا۔ میں نے (حکیم نے) عرض کی: ام المؤمنین! آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق سے آگاہ فرمائیں۔ انہوں نے کہا: کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ کہنے لگیں: قرآن ہی تو رسول اللہ ﷺ کا اخلاق ہے۔ یہ سن کر میں نے اٹھنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے قیام اللیل کی بات یاد آ گئی۔ میں نے عرض کی: اے ام المؤمنین! آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کے قیام اللیل کے متعلق آگاہ فرمائیں۔ انہوں نے کہا: کیا تم سورۂ مزمل نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں پڑھتا ہوں۔ کہنے لگیں: اللہ تعالیٰ نے اس سورت کے شروع والے حصے میں قیام اللیل فرض کیا تھا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب ایک سال تک اس قدر طویل قیام کرتے رہے کہ ان کے پاؤں سوج جاتے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے اس سورت کے آخری حصہ کو بارہ ماہ تک آسمانوں پر روک کے رکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس سورت کے آخر میں اس حکم کی تخفیف نازل فرمائی۔ قیام اللیل جو پہلے رسول اللہ ﷺ پر فرض تھا، اس کے بعد وہ آپ ﷺ کے لیے نفل قرار پایا۔

فَيَجْلِسُ وَيَذْكُرُ رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ وَيَدْعُو وَيَسْتَغْفِرُ، ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ، ثُمَّ يُصَلِّي التَّاسِعَةَ فَيَقْعُدُ فَيَحْمَدُ رَبَّهُ وَيَذْكُرُهُ وَيَدْعُو، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ، فَتِلْكَ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَا بُنَيَّ، فَلَمَّا أَسَنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَخَذَ اللَّحْمَ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ، فَتِلْكَ تِسْعٌ يَا بُنَيَّ، وَكَانَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ إِذَا صَلَّى صَلَاةً أَحَبَّ أَنْ يُدَاوِمَ عَلَيْهَا، وَكَانَ إِذَا شَغَلَ عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ بِنَوْمٍ أَوْ وَجَعٍ أَوْ مَرَضٍ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً، وَلَا أَعْلَمُ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ، وَلَا قَامَ لَيْلَةً حَتّٰى أَصْبَحَ، وَلَا صَامَ شَهْرًا كَامِلًا غَيْرَ رَمَضَانَ۔ فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَحَدَّثْتُهُ بِحَدِيثِهَا فَقَالَ: صَدَقَتْ، أَمَا لَوْ كُنْتُ أَدْخُلُ عَلَيْهَا لَأَتَيْتُهَا حَتّٰى تُشَافِهَنِي مُشَافَهَةً۔ (مسند احمد: ٢٤٧٧٣)

اس کے بعد میں نے پھر اٹھنے کا ارادہ کیا تو مجھے یاد آیا کہ رسول اللہ ﷺ کے وتر کے بارے میں تو پوچھ لوں۔ میں نے عرض کی: ام المؤمنین! مجھے رسول اللہ ﷺ کی نماز وتر کے متعلق بھی آگاہ فرما دیں۔ انہوں نے کہا: ہم آپ ﷺ کے لیے مسواک اور وضو کا پانی تیار کر کے رکھ دیتے، اللہ تعالیٰ کو جب منظور ہوتا وہ آپ ﷺ کو رات کے کسی حصہ میں بیدار کر دیتا۔ آپ ﷺ مسواک کرتے، پھر وضو کرتے، پھر مسلسل آٹھ رکعات یوں پڑھتے کہ آٹھویں میں (تشہد کے لیے) بیٹھ جاتے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے دعائیں اور استغفار کرتے، پھر سلام نہ پھیرتے اور کھڑے ہو کر نویں رکعت ادا کرتے۔ پھر بیٹھ کر (آخری تشہد میں) اللہ کی حمد اور اس کا ذکر کرتے اور دعائیں کرتے۔ پھر اس قدر مناسب آواز سے سلام پھیرتے کہ ہمیں سلام کی آواز سنائی دے جاتی۔ پھر اس کے بعد آپ ﷺ بیٹھے بیٹھے دو رکعتیں ادا کرتے۔ بیٹے! اس طرح کل گیارہ رکعات ہوتیں۔ لیکن جب آپ ﷺ کا وزن بڑھ گیا (اور عمر زیادہ ہونے لگی) تو آپ ﷺ سات وتر ادا کرتے اور سلام کے بعد بیٹھے بیٹھے دو رکعات ادا فرماتے۔ بیٹے! یہ اس طرح نو رکعات ہو گئیں۔ اور نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ جب کبھی کسی وقت میں نماز ادا فرماتے تو اس وقت میں نماز ادا کرنے پر دوام فرماتے۔ اور کبھی نیند یا خرابی طبع یا بیماری کی وجہ سے قیام اللیل نہ کر سکتے تو دن کے وقت بارہ رکعات ادا فرماتے۔ میرے علم میں ایسا کوئی واقعہ نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک رات میں سارا قرآن پڑھا ہو یا صبح تک قیام کیا ہو۔ آپ ﷺ نے ماہ رمضان کے علاوہ کبھی بھی پورا مہینہ مسلسل روزے نہیں رکھے۔ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جا کر ام المؤمنین رضی اللہ عنہا

کی حدیث ان کو سنائی تو کہنے لگے: انہوں نے بالکل درست بیان کیا ہے۔ اگر میں ان کے ہاں جاتا ہوتا تو میں خود ان کی خدمت میں حاضر ہوتا تا کہ وہ براہ راست مجھے بیان فرمائیں۔

فوائد:...... نماز وتر اور قیام اللیل کی تمام کیفیات ان سے متعلقہ ابواب میں گزر چکی ہیں۔

(۱۱۳۶۰)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا صَلَّى الْعِشَاءَ دَخَلَ الْمَنْزِلَ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهُمَا رَكْعَتَيْنِ أَطْوَلَ مِنْهُمَا، ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ لَا يَفْصِلُ فِيهِنَّ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، يَرْكَعُ وَهُوَ جَالِسٌ، وَيَسْجُدُ وَهُوَ قَاعِدٌ جَالِسٌ۔ (مسند احمد: ۲۵۷۳۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز عشاء ادا کرنے کے بعد گھر تشریف لاتے تو دو رکعتیں ادا فرماتے، پھر ان سے زیادہ طویل دو رکعتیں ادا فرماتے، اس کے بعد آپ ﷺ تین وتر ادا کرتے اور ان میں کوئی فاصلہ نہیں کرتے تھے، اس کے بعد آپ ﷺ بیٹھ کر دو رکعتیں ادا فرماتے اوران کے رکوع وسجود بھی بیٹھ کر ہی ادا کر لیتے۔

(۱۱۳۶۱)۔ عَنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنْ صَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ، فَقَالَتْ: يَنَامُ أَوَّلَهُ وَيَقُوْمُ آخِرَهُ، وَفِي رِوَايَةٍ: كَانَ يَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَيُحْيِي آخِرَهُ۔ (مسند احمد: ۲۴۸۴۶)

اسود کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کی رات کی نماز کی بابت دریافت کیا، انہوں نے بتایا: آپ ﷺ رات کے ابتدائی حصہ میں سو جاتے اور آخری حصہ میں قیام فرمایا کرتے تھے۔

فوائد:...... آپ ﷺ سے رات کے ہر حصے میں قیام کرنا ثابت ہے، البتہ آپ ﷺ کی ترجیح یہی ہوتی تھی کہ رات کے آخری حصے میں قیام کیا جائے، کیونکہ یہ وقت افضل ہوتا ہے۔ تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

(۱۱۳۶۲)۔ عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ: أَنَّهُ سَأَلَ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ صَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ، قَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ ثُمَّ يُسَبِّحُ، ثُمَّ يُصَلِّي بَعْدَهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ مِنَ

یعلی بن مملک سے مروی ہے کہ انہوں زوجۂ رسول سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کی رات کی نماز کے بارے میں دریافت کیا: انہوں نے جواب دیا: آپ ﷺ عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد نوافل ادا فرماتے، اس کے بعد رات کو جس

(۱۱۳۶۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۷۴۶ (انظر: ۲۵۲۲۳)

(۱۱۳۶۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۷۳۹(انظر: ۲۴۳۴۲)

(۱۱۳۶۲) تخریج: اسناده ضعيف لجهالة يعلى بن مملك، اخرجه عبد الرزاق: ۴۷۰۹، وابن حبان: ۲۶۳۹ (انظر: ۲۶۵۴۷)

اللَّيْلِ، ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَرْقُدُ مِثْلَ مَا صَلَّى، ثُمَّ يَسْتَيْقِظُ مِنْ نَوْمَتِهِ تِلْكَ فَيُصَلِّي مِثْلَ مَا نَامَ، وَصَلَاتُهُ الْآخِرَةُ تَكُونُ إِلَى الصُّبْحِ۔ (مسند احمد: ۲۷۰۸۲)

قدر اللہ توفیق دیتا آپ ﷺ نماز ادا فرماتے۔ اس کے بعد آپ ﷺ جائے نماز سے ہٹ کر تقریباً اتنی دیر سو جاتے جتنی دیر آپ ﷺ نے قیام کیا ہوتا۔ پھر نیند سے بیدار ہو کر اتنی ہی دیر پھر قیام کرتے۔ آپ ﷺ کی نماز کا یہ سلسلہ صبح تک جاری رہتا۔

(۱۱۳۶۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَكَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي صَلَاةَ الضُّحٰى؟ قَالَتْ: لَا، إِلَّا أَنْ يَجِيْءَ مِنْ مَغِيبَةٍ، قَالَ: قُلْتُ: أَكَانَ يُصَلِّي جَالِسًا؟ قَالَتْ: بَعْدَ مَا حَطَمَهُ النَّاسُ، قَالَ: قُلْتُ: أَكَانَ يَقْرَأُ السُّوْرَةَ؟ فَقَالَتْ: الْمُفَصَّلَ، قَالَ: قُلْتُ: أَكَانَ يَصُومُ شَهْرًا كُلَّهُ؟ قَالَتْ: مَا عَلِمْتُهُ صَامَ شَهْرًا كُلَّهُ إِلَّا رَمَضَانَ، وَلَا أَعْلَمُهُ أَفْطَرَ شَهْرًا كُلَّهُ حَتّٰى يُصِيبَ مِنْهُ حَتّٰى مَضٰى لِوَجْهِهِ، قَالَ يَزِيدُ: يَقْرِنُ، وَكَذٰلِكَ قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ۔ (مسند احمد: ۲۵۸۹۹)

عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: کیا نبی کریم ﷺ چاشت کی نماز ادا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: نہیں، ہاں جب آپ ﷺ سفر سے واپس تشریف لاتے تو پڑھ لیتے۔ میں نے پوچھا: کیا نبی کریم ﷺ بیٹھ کر نماز ادا کیا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: جب آپ ﷺ زیادہ عمر والے ہو گئے تو بیٹھ کر نماز ادا کیا کرتے تھے۔ میں نے پوچھا: کیا آپ ﷺ سورتوں کو ملا کر پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ ﷺ مفصل سورتیں پڑھا کرتے تھے۔ میں نے سوال کیا: آیا رسول اللہ ﷺ پورا مہینہ بھی روزے رکھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: میرے علم کے مطابق آپ ﷺ نے ماہ رمضان کے علاوہ کبھی بھی پورا مہینہ روزے نہیں رکھے اور میرے علم کے مطابق آپ ﷺ نے کبھی بھی پورا مہینہ روزوں کا ناغہ بھی نہیں کیا۔ وفات تک آپ ﷺ کا یہ معمول رہا کہ آپ ﷺ ہر ماہ کچھ نہ کچھ روزے ضرور رکھا کرتے تھے۔ یزید کی روایت میں ''یقرأ'' کی بجائے ''یقرن'' کا لفظ ہے۔ (یعنی آپ ﷺ مفصل سورتیں ملا کر پڑھا کرتے تھے)۔

فوائد:...... ان تمام مسائل کی وضاحت ان سے متعلقہ ابواب میں ہو چکی ہے۔

''حَطَمَهُ النَّاسُ'': لوگوں نے اسے بوڑھا کر دیا، یعنی وہ آدمی لوگوں کے مسائل و مشاکل حل کرنے کی وجہ سے وقت سے پہلے بوڑھا ہو گیا۔

(۱۱۳۶۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۷۱۷ (انظر: ۲۵۳۸۵)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صِيَامِهِ تَطَوُّعًا
آپ ﷺ کے نفلی روزوں کا بیان

(١١٣٦٤)۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ الْأَيَّامَ يَسْرُدُ حَتّٰى يُقَالَ: لَا يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ الْأَيَّامَ حَتّٰى لَا يَكَادُ أَنْ يَصُوْمَ، إِلَّا يَوْمَيْنِ مِنَ الْجُمُعَةِ، إِنْ كَانَا فِيْ صِيَامِهِ وَإِلَّا صَامَهُمَا، وَلَمْ يَكُنْ يَصُوْمُ مِنْ شَهْرٍ مِنَ الشُّهُوْرِ مَا يَصُوْمُ مِنْ شَعْبَانَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّكَ تَصُوْمُ لَا تَكَادُ أَنْ تُفْطِرَ، وَ تُفْطِرُ حَتّٰى لَا تَكَادُ أَنْ تَصُوْمَ، إِلَّا يَوْمَيْنِ إِنْ دَخَلَا فِيْ صِيَامِكَ وَإِلَّا صُمْتَهُمَا، قَالَ: ((أَيُّ يَوْمَيْنِ؟)) قَالَ: قُلْتُ: يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ وَ يَوْمُ الْخَمِيْسِ، قَالَ: ((ذَانِكَ يَوْمَانِ تُعْرَضُ فِيْهِمَا الْأَعْمَالُ عَلٰى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَأُحِبُّ أَنْ يُعْرَضَ عَمَلِيْ وَأَنَا صَائِمٌ۔)) قَالَ: قُلْتُ: وَلَمْ أَرَكَ تَصُوْمُ مِنْ شَهْرٍ مِنَ الشُّهُوْرِ مَا تَصُوْمُ مِنْ شَعْبَانَ، قَالَ: ((ذَاكَ شَهْرٌ يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَبٍ وَ رَمَضَانَ، وَهُوَ شَهْرٌ يُرْفَعُ فِيْهِ الْأَعْمَالُ إِلٰى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، فَأُحِبُّ أَنْ يُرْفَعَ عَمَلِيْ وَأَنَا صَائِمٌ۔)) (مسند احمد: ٢٢٠٩٦)

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کئی کئی دن تک مسلسل روزے رکھتے یہاں تک کہ کہا جاتا کہ لگتا ہے کہ اب آپ ناغہ نہیں کریں گے، لیکن کبھی آپ ﷺ طویل عرصہ تک ہفتہ کے دو دنوں کے سوا کوئی روزہ نہ رکھتے اور آپ جس قدر نفلی روزے ماہ شعبان میں رکھتے اتنے روزے دوسرے کسی مہینہ میں نہیں رکھتے تھے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ روزے رکھنے لگتے ہیں تو چھوڑتے ہی نہیں اور اگر ترک کرنے لگتے ہیں تو ہفتہ میں دو دنوں کے سوا روزے رکھتے ہی نہیں؟ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کون سے دو دن؟'' میں نے عرض کیا: سوموار اور جمعرات کا دن۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان دو دنوں میں انسانوں کے اعمال اللہ رب العالمین کے حضور پیش کیے جاتے ہیں اور مجھے یہ بات پسند ہے کہ میرے اعمال اللہ کے سامنے جب پیش کیے جائیں تو میں روزے کی حالت میں ہوں۔'' میں نے دریافت کیا کہ آپ جتنے نفلی روزے ماہ شعبان میں رکھتے ہیں اتنے روزے دوسرے کسی اور مہینے میں نہیں رکھتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رجب اور رمضان کے درمیان والا یعنی شعبان ایسا مہینہ ہے کہ لوگ اس سے غفلت برتتے ہیں، جبکہ اس مہینے میں اعمال اللہ رب العالمین کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں اور میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال اللہ کے حضور اس حال میں پیش کیے جائیں تو میں روزے سے ہوں۔''

(١١٣٦٥)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ، قَالَ:

عبداللہ بن شقیق سے مروی ہے کہ انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

(١١٣٦٤) تخريج: اسناده حسن، اخرجه النسائي: ٤/ ٢٠١ (انظر: ٢١٧٥٣)

(١١٣٦٥) تخريج: أخرجه مسلم: ٧٣٨ (انظر: ٢٤٣٣٤)

سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنْ صَوْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَتْ: مَا عَلِمْتُهُ صَامَ شَهْرًا حَتّٰى يُفْطِرَ مِنْهُ، وَلَا أَفْطَرَهُ حَتّٰى يَصُوْمَ مِنْهُ حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيْلِهِ۔ (مسند احمد: ۲٤٨٣٨)

سے رسول اللہ ﷺ کے روزوں کی بابت دریافت کیا، انہوں نے کہا: میرے علم کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے جس مہینے بھی (نفلی) روزے رکھے اس میں سے کچھ دن ناغہ بھی کیا اور جس مہینے میں آپ ﷺ نے روزوں کا ناغہ کیا، اس میں کچھ نہ کچھ روزے بھی ضرور رکھے ہیں، وفات تک آپ ﷺ کا یہی معمول رہا۔

(۱۱۳٦٦)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ مَا يُرِيْدُ اَنْ يُفْطِرَ، وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ مَا يُرِيْدُ اَنْ يَصُوْمَ، وَكَانَ يَقْرَءُ كُلَّ لَيْلَةٍ بَنِي إِسْرَائِيْلَ وَالزُّمَرَ۔ (مسند احمد: ۲٥٤۲۰)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ بعض اوقات تو اس قدر کثرت سے روزے رکھتے کہ ہم کہنے لگتے کہ اب آپ ﷺ روزے نہیں چھوڑیں گے، لیکن پھر آپ ﷺ اتنے لمبے عرصے کے لیے روزے چھوڑ دیتے کہ ہمیں یہ خیال آنے لگتا کہ اب آپ ﷺ روزے نہیں رکھیں گے اور آپ ﷺ ہر رات کو سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ زمر کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

فوائد:...... تمام مسائل کی وضاحت ان سے متعلقہ ابواب میں ہو چکی ہے۔

بَابُ بَعْضِ مَا جَاءَ فِيْ حَجَّتِهِ ﷺ
حج نبوی ﷺ کا تذکرہ

(۱۱۳٦٧)۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: تَمَتَّعَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ وَأَهْدٰى فَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ، وَبَدَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ، ثُمَّ أَهَلَّ بِالْحَجِّ وَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ، فَإِنَّ مِنَ النَّاسِ مَنْ أَهْدٰى فَسَاقَ الْهَدْيَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُهْدِ،

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر حج کے ساتھ عمرہ کیا اور آپ ﷺ ذوالحلیفہ سے قربانی کا جانور ہمراہ لے گئے تھے۔ آپ ﷺ نے احرام کے دوران پہلے عمرہ اور پھر حج کا تلبیہ پڑھا اور لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حج کے ساتھ عمرہ بھی کیا، کچھ لوگ تو قربانی کا جانور ہمراہ لے گئے تھے، لیکن کچھ لوگوں کے پاس قربانی کے جانور نہیں تھے، رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ پہنچے تو آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: ''جن

(۱۱۳٦٦) تخریج: حدیث صحیح، اخرجه الترمذی: ۲۹۲۰، ۳٤۰٥، والنسائی: ٤/ ۱۹۹ (انظر: ۲٤۹۰۸)
(۱۱۳٦٧) تخریج: أخرجه البخاری: ۱٦۹۱، ومسلم: ۱۲۲۷ (انظر: ٦۲٤٧)

فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِلنَّاسِ: ((مَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَهْدٰى فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى يَقْضِيَ حَجَّه، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَهْدٰى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْيُقَصِّرْ وَلْيَحْلِلْ، ثُمَّ لِيُهِلَّ بِالْحَجِّ وَلْيُهْدِ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعَ إِلٰى أَهْلِهِ۔)) وَطَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ قَدِمَ مَكَّةَ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ أَوَّلَ شَيْءٍ ثُمَّ خَبَّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ مِنَ السَّبْعِ وَمَشٰى أَرْبَعَةَ أَطْوَافٍ، ثُمَّ رَكَعَ حِيْنَ قَضٰى طَوَافَهُ بِالْبَيْتِ عِنْدَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَانْصَرَفَ، فَأَتَى الصَّفَا فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ لَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى قَضٰى حَجَّهُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ، وَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَهْدٰى وَسَاقَ الْهَدْيَ مِنَ النَّاسِ۔ (مسند احمد: ٦٢٤٧)

کے ساتھ قربانی کا جانور ہے، ان پر احرام کی وجہ سے جو حلال چیز حرام ہو چکی ہے، وہ حج پورا ہونے تک حلال نہیں ہوگی، لیکن جن کے ہمراہ قربانی کا جانور نہیں ہے، وہ بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کے بعد بال کٹوا کر احرام کھول دیں، پھر وہ حج کے لیے علیحدہ احرام باندھیں گے اور قربانی کریں گے، جو آدمی قربانی کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ تین روزے حج کے ایام میں اور سات روزے گھر جا کر رکھے گا۔'' پھر رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ آئے تو آپ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف کیا، سب سے پہلے حجر اسود کا بوسہ لیا، اس کے بعد بیت اللہ کے گرد سات چکروں میں سے پہلے تین میں آپ ﷺ نے رمل کیا اور باقی چار میں عام رفتار سے چلے، طواف مکمل کرنے کے بعد آپ ﷺ نے مقام ابراہیم کے قریب دو رکعتیں ادا کی اور جب سلام پھیر کر فارغ ہوئے تو صفا پر تشریف لے گئے، اور صفا مروہ کی سعی کی اور حج سے فارغ ہونے تک احرام کی وجہ سے حرام ہونے والی کوئی چیز آپ ﷺ پر حلال نہ ہوئی، دس ذوالحجہ کو آپ ﷺ نے قربانی کی اور بیت اللہ کا طواف کیا، اس کے بعد آپ ﷺ پر احرام کی وجہ سے حرام ہونے والی ہر چیز حلال ہوگئی، جو لوگ قربانی کے جانور اپنے ساتھ لائے تھے، انھوں نے بھی اسی طرح کے اعمال سرانجام دیئے، جو رسول اللہ ﷺ نے ادا کیے تھے۔

فوائد:...... حدیث کے شروع میں مذکورہ ''تَمَتَّعَ'' کے لغوی معنی مراد ہے، یعنی آپ ﷺ نے حج کے ساتھ عمرے کا فائدہ بھی حاصل کر لیا، جبکہ آپ ﷺ حج قران ادا کر رہے تھے، لغوی اعتبار سے حج قران پر حج تمتع کا اطلاق بھی ہو جاتا ہے، اصطلاحی طور پر ان کی تعریفات میں فرق ہے۔

آپ ﷺ نے سب سے پہلے حج کا تلبیہ پکارا تھا، پھر اس کے ساتھ عمرہ کا تلبیہ بھی شامل کر لیا۔ اس حدیث کے الفاظ'' آپ ﷺ نے احرام کے دوران پہلے عمرہ اور پھر حج کا تلبیہ پڑھا'' سے مراد یہ کہ جب آپ ﷺ احرام کے دوران تلبیہ کہتے تو پہلے عمرے کا ذکر کر دیتے اور پھر حج کا، اس سے مراد ابتدائے احرام کی حالت نہیں ہے۔

(۱۱۳۶۸)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ طَافَ بِالْبَیْتِ وَهُوَ عَلٰی بَعِیْرِهِ، وَاسْتَلَمَ الْحَجَرَ بِمِحْجَنٍ كَانَ مَعَهُ، قَالَ: وَأَتَی السِّقَایَةَ فَقَالَ: ((اسْقُوْنِیْ۔)) فَقَالُوْا: إِنَّ هٰذَا یَخُوْضُهُ النَّاسُ وَلٰكِنَّا نَأْتِیْكَ بِهِ مِنَ الْبَیْتِ، فَقَالَ: ((لَا حَاجَةَ لِیْ فِیْهِ، اِسْقُوْنِیْ مِمَّا یَشْرَبُ مِنْهُ النَّاسُ۔)) (مسند احمد: ۱۸٤۱)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اونٹ پر سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا اور اپنی چھڑی کے ساتھ حجر اسود کا استلام کیا، پھر آپ ﷺ وہاں تشریف لائے، جہاں زمزم کا پانی پلایا جا رہا تھا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے بھی پلاوٴ۔'' انہوں نے کہا: اس پانی کو تو لوگ متأثر کرتے رہتے ہیں، ہم آپ کے لیے گھر سے (صاف) پانی لے آتے ہیں، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی ضرورت نہیں ہے، جہاں سے لوگ پی رہے ہیں، وہیں سے مجھے بھی پلا دیں۔''

فوائد:...... یہ آپ ﷺ کی تواضع، عدم تکلف، سادگی اور حسن اخلاق کا ایک انداز تھا کہ جو چیز عام لوگ استعمال کر رہے ہیں، اسی کو آپ ﷺ نے اپنی ذات کے لیے ترجیح دی، جبکہ صاف پانی مہیا کرنے والے لوگ موجود تھے۔

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اونٹ پر سوار ہونے کی حالت ہی میں بیت اللہ کا طواف کیا اور اپنی لاٹھی سے حجر اسود کا استلام کیا تھا۔ اس کے بعد آپ ﷺ زمزم پینے کے مقام پر تشریف لے گئے اور فرمایا: ''مجھے زمزم پلاوٴ۔'' پلانے والوں نے عرض کی کہ یہاں تو لوگ بکثرت آتے رہتے ہیں۔ (یعنی یہ پانی صاف نہیں ہے) ہم آپ کے لیے گھر سے صاف ستھرا پانی لا دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ مجھے بھی وہیں سے پلاوٴ جہاں سے عام لوگ پیتے ہیں۔''

فوائد:...... کتاب الحج میں تفصیل کے ساتھ یہ مسائل گزر چکے ہیں۔

(۱۱۳٦۸) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه البخاری: ۱٦۳۵ بلفظ: ...... عن ابن عباس: ان رسول الله ﷺ جاء الی السقایة فاستسقی، فقال العباس: یا فضل! اذهب الی امك فأت رسول الله ﷺ بشراب من عندها، فقال: ((اسقنی۔)) قال: یا رسول الله! انهم یجعلون ایدیهم فیه، قال: ((اسقنی۔)) فشرب منه (انظر: ۱۸٤۱)

اَبْوَابُ مَا جَاءَ فِيْ ذِكْرِ اَوْلَادِهِ ﷺ وَآلِ بَيْتِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَزَوْجَاتِهِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بَابُ مَا جَاءَ فِيْ ذِكْرِ اَوْلَادِهِ ﷺ وَشَيْءٍ مِنْ مَنَاقِبِهِمْ

نبی کریم ﷺ کی اولاد، اہل بیت اور آپ ﷺ کی ازواج امہات المؤمنین کا تذکرہ

فَمِنْهُمْ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کا تذکرہ

(۱۱۳۶۹)۔ عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: أَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، تَمْشِي كَأَنَّ مَشْيَتَهَا مَشْيَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((مَرْحَباً بِابْنَتِي.)) ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِيْنِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ إِنَّهُ أَسَرَّ اِلَيْهَا حَدِيْثًا فَبَكَتْ، فَقُلْتُ لَهَا: اسْتَخَصَّكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِحَدِيْثِهِ ثُمَّ تَبْكِيْنَ؟ ثُمَّ إِنَّهُ أَسَرَّ اِلَيْهَا حَدِيْثاً فَضَحِكَتْ، فَقُلْتُ: مَارَأَيْتُ كَالْيَوْمِ فَرَحاً أَقْرَبَ مِنْ حُزْنٍ، فَسَأَلْتُهَا عَمَّا قَالَ، فَقَالَتْ: مَا كُنْتُ لَأُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، حَتّٰى إِذَا قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ سَأَلْتُهَا، فَقَالَتْ: إِنَّهُ أَسَرَّ اِلَيَّ فَقَالَ: ((إِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يُعَارِضُنِي بِالْقُرْآنِ فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّةً، وَإِنَّهُ عَارَضَنِي بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ، وَلَا أُرَاهُ إِلَّا قَدْ حَضَرَ أَجَلِي، وَإِنَّكِ أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِي لُحُوْقًا بِي، وَنِعْمَ السَّلَفُ أَنَا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اس طرح چلتی ہوئی تشریف لائیں، گویا ان کی چال رسول اللہ ﷺ کی چال جیسی تھی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''پیاری بیٹی کو خوش آمدید۔'' پھر آپ ﷺ نے ان کو اپنی دائیں یا بائیں جانب بٹھا لیا اور ان سے راز دارانہ طور پر کوئی بات کی تو وہ رونے لگیں۔ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ) میں نے ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو آپ کے ساتھ بطور خاص بات کی اور تم رونے لگ گئیں؟ اس کے بعد پھر آپ ﷺ نے ان سے راز دارانہ طور پر کوئی بات کی تو وہ مسکرا دیں۔ میں نے کہا کہ میں نے آج تک غم اور خوشی کو اس قدر اکٹھا کبھی نہیں دیکھا۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ سے کیا بات کہی ہے؟ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے راز کو فاش نہیں کروں گی، یہاں تک کہ جب نبی کریم ﷺ کا انتقال ہو گیا تو میں نے دوبارہ اس کی بابت ان سے دریافت کیا تو اب کی بار انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے چپکے سے کہا: ''جبریل علیہ السلام ہر سال

(۱۱۳۶۹) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۶۲۳، ۳۶۲٤، ومسلم: ۲٤٥٠ (انظر: ۲٦٤١۳)

لَكِ۔)) فَبَكَيْتُ لِذٰلِكِ، ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُوْنِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَوْ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ؟)) قَالَتْ: فَضَحِكْتُ لِذٰلِكِ۔ (مسند احمد: ٢٦٩٤٥)

میرے ساتھ قرآن مجید کا دور ایک بار کیا کرتے تھے، لیکن اس سال قرآن مجید کا دور دو بار کیا ہے، میرا خیال ہے کہ میری وفات کا وقت قریب آ چکا ہے اور میرے اہل بیت میں سے تم ہی سب سے پہلے مجھ سے آ ملو گی، میں تمہارے لیے بہترین پیش رو ہوں۔'' یہ سن کر میں رونے لگی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ تم (آخرت میں) اس امت یا اہل ایمان کی خواتین کی سردار بنو؟'' یہ بات سن کر میں مسکرا دی۔

فوائد:...... سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئی تھیں، صفر (۲) سن ہجری میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ان کی شادی ہوئی، ان کے بچوں کے نام سیدنا حسن، سیدنا حسین، سیدہ ام کلثوم، سیدہ زینب اور ایک قول کے مطابق سیدنا محسن رضی اللہ عنہم ہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آل رسول کا داماد بننے کا شرف حاصل کرنے کے لیے اپنے دور خلافت میں چالیس ہزار درہم کا حق مہر دے کر سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے شادی کی تھی۔

(١١٣٧٠)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَشْبَهَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِيْنَ۔ (مسند احمد: ١٢٧٠٣)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں میں سے سیدنا حسن بن علی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کوئی بھی رسول اللہ ﷺ کے مشابہ نہیں تھا۔

(١١٣٧١)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَلِيًّا ذَكَرَ ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: ((إِنَّمَا فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي، يُؤْذِيْنِي مَا آذَاهَا وَيُنْصِبُنِي مَا أَنْصَبَهَا۔)) (مسند احمد: ١٦٢٢٢)

سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کی باتیں کیں، جب یہ خبر نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے، جس بات سے اسے دکھ پہنچتا ہے، مجھے بھی اس سے دکھ پہنچتا ہے اور جو بات اسے غمگین کرتی ہے، مجھے بھی اس بات سے رنج ہوتا ہے۔''

فوائد:...... ابوجہل کی یہ بیٹی مسلمان تھی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ان سے نکاح کرنا جائز تھا، چونکہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تکلیف اور پریشانی ہو سکتی تھی، جیسا کہ سوکنوں کے مسائل ہوتے ہیں، اس لیے آپ ﷺ نے اپنی بیٹی کا دفاع کیا، جبکہ آپ ﷺ نے سیدنا علی کے لیے اس نکاح کو حرام نہیں قرار دیا تھا۔

(١١٣٧٠) تخریج: أخرجه البخاري: ٣٧٥٢ (انظر: ١٢٦٧٤)

(١١٣٧١) تخریج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، اخرجه الترمذي: ٣٨٦٩ (انظر: ١٦١٢٣)

(۱۱۳۷۲)۔ عَنْ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ: أَنَّ الْمِسْوَرَبْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَلِیَّ بْنَ أَبِی طَالِبٍ خَطَبَ ابْنَةَ أَبِی جَهْلٍ وَعِنْدَهُ فَاطِمَةُ ابْنَةُ النَّبِیِّ ﷺ، فَلَمَّا سَمِعَتْ بِذٰلِكَ فَاطِمَةُ أَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَتْ لَهُ: إِنَّ قَوْمَكَ یَتَحَدَّثُوْنَ أَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ، وَهٰذَا عَلِیٌّ نَاكِحٌ ابْنَةَ أَبِی جَهْلٍ، قَالَ الْمِسْوَرُ: فَقَامَ النَّبِیُّ ﷺ فَسَمِعْتُهُ حِیْنَ تَشَهَّدَ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ! فَإِنِّی أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِیْعِ فَحَدَّثَنِی فَصَدَقَنِی، وَإِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ بَضْعَةٌ مِنِّی وَأَنَا أَكْرَهُ أَنْ یَفْتِنُوْهَا، وَإِنَّهَا وَاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ ابْنَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَابْنَةُ عَدُوِّ اللّٰهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ أَبَدًا۔)) قَالَ: فَتَرَكَ عَلِیٌّ الْخِطْبَةَ۔ (مسند احمد: ۱۹۱۱۹)

علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے ان کو بتلایا کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھجوایا، جبکہ نبی کریم ﷺ کی دختر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ان کی زوجیت میں تھیں، جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات سنی تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ہاں آ کر عرض کی کہ آپ کی قوم باتیں بنائے گی کہ آپ اپنی بیٹیوں کے حق میں کسی کے ساتھ غصہ نہیں کرتے ،اب دیکھیں ناں کہ یہ علی رضی اللہ عنہ ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے کی تیاریوں میں ہیں۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے، آپ ﷺ نے خطبۂ شہادت پڑھا اور پھر فرمایا: ''میں نے اپنی ایک بیٹی کا نکاح ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ سے کیا، پس اس نے میرے ساتھ کی ہوئی بات پوری کی، بے شک فاطمہ بنت محمد میرے جگر کا گوشہ ہے، میں یہ پسند نہیں کرتا کہ لوگ اسے رنجیدہ اور غمگین کریں، اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کی دختر اور اللہ کے دشمن کی بیٹی کبھی بھی ایک آدمی کی زوجیت میں جمع نہیں ہو سکتیں۔'' یہ سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنا پروگرام ختم کر دیا۔

فوائد:...... نبی کریم ﷺ بردبار تھے، ذاتی مسائل میں غصہ نہیں کرتے تھے، اس مقام پر آپ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خاطر غصے کا اظہار کیا، جبکہ یہ واقعہ بھی فتح مکہ کے بعد کا ہے، اس وقت آپ ﷺ کی اولاد میں سے صرف سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا باقی رہ گئی تھیں، اس سے پہلے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنی ماں اور بہنوں کی فوتگیوں کا غم بھی لاحق ہو چکا تھا، اس لیے آپ ﷺ نے ان کی خوشنودی کا زیادہ لحاظ رکھا۔

سیدنا ابو العاص رضی اللہ عنہ، آپ ﷺ کی سب سے بڑی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے خاوند تھے، حافظ ابن حجر نے کہا: ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے ان پر یہ پابندی لگائی ہو کہ وہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں دوسری شادی نہ کریں۔

قریشیوں نے نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد سیدنا ابو العاص رضی اللہ عنہ سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ وہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دیں، لیکن انھوں نے انکار کر دیا اور اپنی بیوی سے حسن سلوک والا رویہ اپنائے رکھا۔

(۱۱۳۷۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۹۲۶، ۳۷۲۹، ومسلم: ۲۴۴۹ (انظر: ۱۸۹۱۲)

(۱۱۳۷۳)۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَنَّ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ حَدَّثَهُ، أَنَّهُمْ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ مِنْ عِنْدِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ مَقْتَلَ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ لَقِيَهُ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَقَالَ: هَلْ لَكَ إِلَيَّ مِنْ حَاجَةٍ تَأْمُرُنِي بِهَا؟ قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: لَا، قَالَ: هَلْ أَنْتَ مُعْطِيَّ سَيْفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَغْلِبَكَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ، وَأَيْمُ اللّٰهِ لَئِنْ أَعْطَيْتَنِيهِ لَا يُخْلَصُ إِلَيْهِ أَبَدًا حَتّٰى تَبْلُغَ نَفْسِي، إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَطَبَ ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ عَلٰى فَاطِمَةَ، فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ فِي ذٰلِكَ عَلٰى مِنْبَرِهِ هٰذَا وَأَنَا يَوْمَئِذٍ مُحْتَلِمٌ فَقَالَ: ((إِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِنِّي وَأَنَا أَتَخَوَّفُ أَنْ تُفْتَنَ فِي دِينِهَا۔)) قَالَ: ثُمَّ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ، فَأَثْنٰى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ فَأَحْسَنَ، قَالَ: ((حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي وَوَعَدَنِي فَوَفٰى لِي، وَإِنِّي لَسْتُ أُحَرِّمُ حَلَالًا وَلَا أُحِلُّ حَرَامًا، وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ ابْنَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَابْنَةُ عَدُوِّ اللّٰهِ مَكَانًا وَاحِدًا أَبَدًا۔)) (مسند احمد: ۱۹۱۲۰)

علی بن حسین نے بیان کیا کہ جب یہ لوگ شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد یزید بن معاویہ کے ہاں سے مدینہ منورہ آئے تو سیدنا مسور بن مخرمہ نے آ کر ان سے ملاقات کی اور کہا: میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بتائیں۔ میں نے ان سے کہا: جی کوئی نہیں ہے۔ مسور نے کہا: کیا آپ مجھے رسول اللہ ﷺ والی تلوار عنایت کر سکتے ہیں؟ مجھے اندیشہ ہے کہ اس تلوار کے بارے میں لوگ آپ پر حاوی ہو جائیں گے۔ اللہ کی قسم! اگر آپ وہ تلوار مجھے عنایت فرمائیں گے تو جب تک میں زندہ رہوں گا، اس وقت تک کسی کو نہیں پہنچنے دوں گا، جبکہ تک وہ مجھے ختم نہیں کر دے گا، بے شک سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں ابو جہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجا تھا۔ اس موقع پر میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے سنا جبکہ میں ان دنوں بالغ ہو چکا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے، مجھے اندیشہ ہے کہ اسے دین کے بارے میں مشکلات میں ڈال دیا جائے گا۔'' اس کے بعد آپ ﷺ نے بنو عبد شمس سے تعلق رکھنے والے اپنے داماد (ابو العاص رضی اللہ عنہ) کا ذکر کیا اور آپ ﷺ نے ان کی خوب تعریف کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے میرے ساتھ جو عہد و پیاں کیا اسے پورا کیا، ہاں ہاں میں کسی حلال کو حرام یا حرام کو حلال نہیں کرتا، لیکن اللہ کی قسم! رسول اللہ کی دختر اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک جگہ (یعنی ایک آدمی کی زوجیت میں) کبھی اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔''

فوائد:...... اس حدیث سے وضاحت ہوگئی کہ آپ ﷺ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اس نکاح کو حرام نہیں قرار دے رہے تھے، بلکہ آپ ﷺ کا مقصد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پریشانی سے بچانا تھا۔

(۱۱۳۷۳) تخریج: أخرجه البخاري: ۳۱۱۰، ومسلم: ۲٤٤۹ (انظر: ۱۸۹۱۳)

(١١٣٧٤)۔ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ: ((إِنَّ بَنِي هِشَامِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ اسْتَأْذَنُوْنِي فِي أَنْ يَنْكِحُوا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَلَا آذَنُ لَهُمْ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((لَا آذَنُ، فَإِنَّمَا ابْنَتِي بَضْعَةٌ مِنِّي، يُرِيْبُنِي مَا أَرَابَهَا وَيُؤْذِيْنِي مَا آذَاهَا۔)) (مسند احمد: ١٩١٣٤)

سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بنو ہشام بن مغیرہ نے مجھ سے اجازت طلب کی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کر دیں، میں انہیں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔'' آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''میں انہیں اس کی اجازت نہیں دیتا، میری بیٹی میرے جگر کا ٹکڑا ہے، جو بات اسے رنجیدہ کرتی ہے، اس سے مجھے بھی رنج ہوتا ہے اور جس بات سے اسے دکھ ہوتا ہے، مجھے بھی اس سے دکھ پہنچتا ہے۔''

(١١٣٧٥)۔ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، أَنَّهُ بَعَثَ إِلَيْهِ حَسَنُ بْنُ حَسَنٍ يَخْطُبُ ابْنَتَهُ، فَقَالَ لَهُ: قُلْ لَهُ فَلْيَأْتِنِي فِي الْعَتَمَةِ، قَالَ: فَلَقِيَهُ فَحَمِدَ الْمِسْوَرُ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ: أَمَّا بَعْدُ! وَاللّٰهِ مَا مِنْ نَسَبٍ وَلَا سَبَبٍ وَلَا صِهْرٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ سَبَبِكُمْ وَصِهْرِكُمْ، وَلٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((فَاطِمَةُ مُضْغَةٌ مِنِّي، يَقْبِضُنِي مَا قَبَضَهَا وَيَبْسُطُنِي مَا بَسَطَهَا، وَإِنَّ الْأَنْسَابَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَنْقَطِعُ غَيْرَ نَسَبِي وَسَبَبِي وَصِهْرِي۔)) وَعِنْدَكَ ابْنَتُهَا وَلَوْ زَوَّجْتُكَ لَقَبَضَهَا ذٰلِكَ، قَالَ: فَانْطَلَقَ عَاذِرًا لَهُ۔ (مسند احمد: ١٩١١٤)

سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حسن بن حسن نے ان سے ان کی دختر کا رشتہ طلب کیا، اس نے جواباً یہ پیغام بھیجا کہ حسن بن حسن آج رات خود مجھ سے ملو۔ جب ان کی ان سے ملاقات ہوئی تو سیدنا مسور رضی اللہ عنہ نے پہلے تو اللہ کی حمد و ثناء کی اور پھر کہا: اللہ کی قسم! مجھے تمہاری رشتہ داری اور دامادی سے بڑھ کر دوسری کوئی چیز محبوب نہیں ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جگر کا ٹکڑا ہے، جس بات سے وہ رنجیدہ ہو میں بھی اس سے رنجیدہ خاطر ہوتا ہوں اور جس بات سے وہ خوش ہو مجھے بھی اس سے خوشی ہوتی ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے تعلق، رشتہ داری اور دامادی کے علاوہ باقی تمام رشتہ داریاں قیامت کے دن منقطع ہو جائیں گی۔'' تمہارے نکاح میں ان (یعنی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا) کی ایک دختر موجود ہیں۔ اگر میں تمہارے ساتھ اپنی دختر کا نکاح کر دوں تو اس سے ان کا دل دکھے گا، چنانچہ وہ انہیں اس بارے میں معذور سمجھ کر چلے گئے۔

(١١٣٧٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٢٣٠، ٥٢٧٨، ومسلم: ٢٤٤٩ (انظر: ١٨٩٢٦)
(١١٣٧٥) تخريج: حديث صحيح، اخرجه الحاكم: ٣/ ١٥٤ (انظر: ١٨٩٠٧)

(۱۱۳۷٦)۔ عَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَائِهِمْ اِلَّا مَا كَانَ لِمَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ۔)) (مسند احمد: ۱۱٦٤۱)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جنتی نوجوانوں کے سردار اور فاطمہ جنتی خواتین کی سردار ہوں گی، ماسوائے مریم بنت عمران کے۔''

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ مَرَضِهَا وَوَفَاتِهَا رضی اللہ عنہا
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیماری اور وفات کا تذکرہ

(۱۱۳۷۷)۔ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ ، حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِي رَافِعٍ ، عَنْ اَبِيهِ، عَنْ اُمِّ سَلْمٰى، قَالَتِ: اشْتَكَتْ فَاطِمَةُ رضی اللہ عنہا شَكْوَاهَا الَّتِي قُبِضَتْ فِيهِ، فَكُنْتُ اُمَرِّضُهَا فَاَصْبَحَتْ يَوْمًا كَاَمْثَلِ مَارَاَيْتُهَا فِي شَكْوَاهَا تِلْكَ، قَالَتْ: وَخَرَجَ عَلِيٌّ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ فَقَالَتْ: يَا اُمَّهْ! اسْكُبِي لِي غُسْلًا، فَسَكَبْتُ لَهَا غُسْلًا، فَاغْتَسَلَتْ كَاَحْسَنِ مَارَاَيْتُهَا تَغْتَسِلُ، ثُمَّ قَالَتْ: يَا اُمَّهْ! اَعْطِينِي ثِيَابِي الْجُدُدَ، فَاَعْطَيْتُهَا فَلَبِسَتْهَا، ثُمَّ قَالَتْ: يَا اُمَّهْ! قَدِّمِي لِي فِرَاشِي وَسَطَ الْبَيْتِ، فَفَعَلْتُ، وَاضْطَجَعَتْ فَاسْتَقْبَلَتِ الْقِبْلَةَ، وَجَعَلَتْ يَدَهَا تَحْتَ خَدِّهَا، ثُمَّ قَالَتْ: يَا اُمَّهْ! اِنِّي لَمَقْبُوضَةٌ الْآنَ، وَقَدْ تَطَهَّرْتُ فَلَا يَكْشِفُنِي اَحَدٌ، فَقُبِضَتْ مَكَانَهَا، قَالَتْ: فَجَاءَ عَلِيٌّ فَاَخْبَرْتُهُ۔ (مسند احمد: ۲۸۱٦۷)

سیدہ ام سلمی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جب مرض الموت میں مبتلا ہوئیں تو میں ان دنوں ان کی تیمارداری کیا کرتی تھی، ایام مرض کے دوران وہ ایک دن کافی ہشاش بشاش تھیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کسی کام سے باہر گئے تو سیدہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اماں جان! میرے نہانے کے لیے پانی رکھ دیں، میں نے ان کے لیے غسل کا پانی رکھ دیا، انہوں نے بہت اچھا غسل کیا اور پھر کہا: اماں جان! مجھے میرے نئے کپڑے لا دیں، میں نے ان کو نئے کپڑے لا دیئے جو انہوں نے زیب تن کیے۔ پھر کہا: اماں جان! میرا بستر کمرے کے درمیان لگا دیں، میں نے اسی طرح کر دیا۔ انہوں نے قبلہ رو لیٹ کر اپنا ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ لیا۔ پھر کہا: اماں جان! میں اب فوت ہونے والی ہوں، میں نے غسل کر لیا ہے، کوئی بھی مجھے غسل دینے کے لیے میرا لباس نہ اتارے، چنانچہ وہیں ان کا انتقال ہو گیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے تو میں نے ان کو سیدہ رضی اللہ عنہا کی وفات کی خبر دی۔

(۱۱۳۷٦) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ، أخرجه ابویعلی: ۱۱٦۹ ، والنسائی فی "الکبری": ۸٥۱٤ (انظر: ۱۱٦۱۸)

(۱۱۳۷۷) تخریج: اسنادہ ضعیف لعنعنة ابن اسحاق ولضعف عبید اللہ بن علی (انظر: ۲۷٦۱٥)

(۱۱۳۷۸)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ رضي الله عنها زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ، أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَأَلَتْ أَبَابَكْرٍ رضي الله عنه بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَقْسِمَ لَهَا مِيْرَاثَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا نُوْرَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ۔)) فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ، فَهَجَرَتْ أَبَا بَكْرٍ رضي الله عنه، فَلَمْ تَزَلْ مُهَاجِرَتَهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ، قَالَ: وَعَاشَتْ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سِتَّةَ أَشْهُرٍ۔ (مسند احمد: ۲۵)

سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا دختر رسول ﷺ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد امیر المؤمنین ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے مال فے کے حصہ سے ان کا حصہ ان کو دے دیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمارا ترکہ ورثاء میں تقسیم نہیں کیا جاتا۔ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔“ یہ سن کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ناراض ہوگئیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بات چیت منقطع کر لی۔ یہ سلسلہ انکی وفات تک رہا۔ عروہ کہتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد چھ ماہ زندہ رہی تھیں۔

فوائد:...... راجح بات یہی ہے کہ نبی کریم کی وفات کے چھ ماہ بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا وفات پا گئی تھیں۔

بَابٌ وَمِنْهُمْ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

دختر رسول ﷺ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا تذکرہ

(۱۱۳۷۹)۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَمَّا بَعَثَ أَهْلُ مَكَّةَ فِي فِدَاءِ أَسْرَاهُمْ، بَعَثَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي فِدَاءِ أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ بِمَالٍ، وَبَعَثَتْ فِيهِ بِقِلَادَةٍ لَهَا كَانَتْ لِخَدِيجَةَ أَدْخَلَتْهَا بِهَا عَلٰى أَبِي الْعَاصِ حِينَ بَنٰى عَلَيْهَا، قَالَتْ: فَلَمَّا رَآهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَقَّ لَهَا رِقَّةً شَدِيدَةً وَقَالَ: ((إِنْ رَأَيْتُمْ أَنْ تُطْلِقُوْا لَهَا أَسِيرَهَا، وَتَرُدُّوا عَلَيْهَا الَّذِي لَهَا فَافْعَلُوْا؟)) فَقَالُوْا: نَعَمْ

زوجۂ رسول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کو چھڑانے کے لیے مال وغیرہ بھیجا تو سیدہ زینب بنتِ رسول رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند ابوالعاص بن ربیع کے فدیے میں مال بھیجا، اس میں اس نے اپنا ایک ہار بھی بھیجا، یہ ہار دراصل سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تھا، جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی ابوالعاص کے ساتھ رخصتی ہوئی تھی تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو دیا تھا، جب رسول اللہ ﷺ نے وہ ہار دیکھا تو آپ ﷺ پر رقت طاری ہوگئی اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم لوگ مناسب سمجھو تو میری بیٹی کے قیدی کو ایسے ہی آزاد کر دو اور اس کا ہار اس کو واپس کر دو۔“ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: جی ہاں،

(۱۱۳۷۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۰۹۲، ومسلم: ۱۷۵۹ (انظر: ۲۵)

(۱۱۳۷۹) تخریج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ۲۶۹۲ (انظر: ۲۶۳۶۲)

يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَأَطْلَقُوهُ وَرَدُّوا عَلَيْهَا الَّذِي لَهَا۔ (مسند أحمد: ٢٦٨٩٤)

اے اللہ کے رسول! پس انھوں نے ابو العاص کو رہا کر دیا اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو ان کا ہار واپس کر دیا۔

فوائد:...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے بڑے صاحبزادے سیدنا قاسم رضی اللہ عنہ تھے، ان کے بعد سیدہ زینب رضی اللہ عنہا پیدا ہوئی تھیں، ان کی شادی ان کے خالہ زاد سیدنا ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی، سیدنا ابو العاص کو وہ ہار تو واپس کر دیا گیا، لیکن اس شرط پر رہا کیا گیا کہ وہ سیدہ زینب بنت رسول رضی اللہ عنہا کی راہ چھوڑ دیں، ابو العاص نے ایسے ہی کیا اور مکہ جا کر ان کا راستہ چھوڑ دیا اور وہ مدینہ ہجرت کر آئیں، بعد میں سیدنا ابو العاص رضی اللہ عنہ بھی مسلمان ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے نکاح کے ساتھ ہی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ان کو لوٹا دیں، پھر ۸ھ میں سیدہ انتقال کر گئیں۔

بَابٌ وَمِنْهُمْ رُقَيَّةُ وَأُمُّ كُلْثُومٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِبْنَتَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

دختران رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا تذکرہ

(۱۱۳۸۰)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رُقَيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَمَّا مَاتَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَدْخُلِ الْقَبْرَ رَجُلٌ قَارَفَ أَهْلَهُ.)) فَلَمْ يَدْخُلْ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْقَبْرَ۔ (مسند احمد: ۱۳۴۳۱)

''سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے آج رات اپنی بیوی سے ہم بستری کی ہو وہ قبر میں داخل نہ ہو۔'' پس سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ قبر میں داخل نہ ہوئے۔''

فوائد:...... سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح بالترتیب انکے چچا زادوں عتبہ بن ابی لہب اور عتیبہ بن ابی لہب سے ہوا، لیکن جب سورۂ لہب نازل ہوئی اور انھوں نے ابولہب کی مذمت سنی تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض کا ثبوت دیتے ہوئے ہم بستری سے پہلے ہی ان دونوں بیٹیوں کو طلاق دے دی تھی، پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی اور ان سمیت حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے، پھر مکہ واپس لوٹ آئے اور پھر ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچ گئے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ بدر میں مصروف تھے، اس وقت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا تھا، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ان ہی کی خدمت کی وجہ سے غزوۂ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ بدر سے لوٹے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ذریعے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو دوبارہ داماد بنا لیا، اس لیے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کہتے ہیں، لیکن زندگی نے ساتھ نہ دیا اور شعبان (۹) سن ہجری میں سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیر محرم اور اجنبی بھی عورت کو دفنا سکتا ہے، کیونکہ سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیوں کے لیے اجنبی تھے۔ بہرحال کسی میت کی تدفین کے سب سے زیادہ مستحق اس کے رشتہ دار ہیں، جیسا کہ ارشادِ

(۱۱۳۸۰) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم أخرجه الحاكم: ٤/ ٤٧، والطحاوي في "شرح مشكل الآثار": ٢٥١٢ (انظر: ١٣٣٩٨)

باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ﴾ (سورۂ انفال: ۷۵) یعنی: ''اور اللہ تعالیٰ کی کتاب میں رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ مستحق ہیں۔'' نیز آپ ﷺ کو سیّدنا علی، سیّدنا عباس، سیّدنا فضل اور مولائے رسول سیّدنا صالح رضی اللہ عنہم نے دفنایا تھا، اگر رشتہ دار نہ ہوں یا معذور ہوں تو دوسرے لوگوں کو تعاون کرنا چاہیے۔ نیز یہ بھی پتہ چلا کہ قبر میں اترنے والے کے لیے شرط یہ ہے کہ اس نے گزشتہ رات کو حق زوجیت ادا نہ کیا ہو۔

(۱۱۳۸۱)۔ عَنْ أَبِی أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا وُضِعَتْ أُمُّ كُلْثُوْمٍ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی الْقَبْرِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ﴿مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرٰى﴾ قَالَ: ثُمَّ لَا أَدْرِی أَقَالَ بِاسْمِ اللّٰهِ، وَفِی سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ أَمْ لَا، فَلَمَّا بُنِیَ عَلَيْهَا لَحْدُهَا طَفِقَ يَطْرَحُ إِلَيْهِمُ الْجَبُوْبَ، وَيَقُوْلُ: ((سُدُّوْا خِلَالَ اللَّبِنِ.)) ثُمَّ قَالَ: ((أَمَا إِنَّ هٰذَا لَيْسَ بِشَیْءٍ وَلٰكِنَّهُ يَطِيْبُ بِنَفْسِ الْحَیِّ.)) (مسند احمد: ۲۲۵٤۰)

سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کی بیٹی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو قبر میں رکھا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ﴿مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرٰى﴾ ...... ''ہم نے تمہیں اسی مٹی سے پیدا کیا اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے اور پھر اسی سے تم کو دوبارہ نکالیں گے۔'' (سورۂ طہ، ۵۵) سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں یہ نہیں جانتا کہ اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ دعا پڑھی تھی یا نہیں: بِاسْمِ اللّٰهِ، وَفِی سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ (اللہ کے نام کے ساتھ، اللہ کی راہ میں اور اللہ کے رسول کے طریقے کے مطابق دفن کرتے ہیں)۔ جب لحد کی چنائی کر دی گئی تو آپ ﷺ نے لوگوں کی طرف گارا پھینکا اور فرمایا: ''اس سے اینٹوں کے شگافوں کو پر کر دو۔'' پھر فرمایا: ''یہ کوئی ضروری چیز نہیں ہے، بس زندہ لوگوں کا نفس ذرا مطمئن ہو جاتا ہے۔''

فوائد:...... بعض لوگ میت کو قبر میں اتارتے وقت یا اس میں مٹی ڈالتے وقت یہ آیت پڑھتے ہیں، ان کا یہ عمل درست نہیں ہے، کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے، البتہ میت کو قبر میں اتارتے وقت یہ دعائیں پڑھنی چاہئیں:

بِاسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

بِاسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

بِاسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

(۱۱۳۸۱) تخریج: اسناده ضعيف جدا، عبيد الله بن زحر الافريقي و علي بن يزيد الالهاني ضعيفان، وقال الذهبي: على بن يزيد متروك أخرجه الحاكم: ۲/ ۳۷۹، والبيهقي: ۳/ ٤۰۹ (انظر: ۲۲۱۸۷)

بَابٌ وَمِنْهُمْ اِبْرَاهِيمُ بْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ
سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(١١٣٨٢)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((وُلِدَ لِي اللَّيْلَةَ غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ بِاسْمِ أَبِي إِبْرَاهِيمَ)) قَالَ ثُمَّ دَفَعَهُ إِلَى أُمِّ سَيْفٍ امْرَأَةِ قَيْنٍ، يُقَالُ لَهُ: أَبُو سَيْفٍ بِالْمَدِينَةِ، قَالَ: فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَأْتِيهِ وَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَانْتَهَيْتُ إِلَى أَبِي سَيْفٍ، وَهُوَ يَنْفُخُ بِكِيرِهِ وَقَدِ امْتَلَأَ الْبَيْتُ دُخَانًا، قَالَ: فَأَسْرَعْتُ الْمَشْيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَقُلْتُ: يَا أَبَا سَيْفٍ! جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَأَمْسَكَ، قَالَ: فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا بِالصَّبِيِّ فَضَمَّهُ إِلَيْهِ، قَالَ أَنَسٌ: فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَكِيدُ بِنَفْسِهِ، قَالَ: فَدَمَعَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ، وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يُرْضِي رَبَّنَا عَزَّ وَجَلَّ، وَاللّٰهِ! إِنَّا بِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ۔)) (مسند احمد: ١٣٠٤٥)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے آج رات مجھے بیٹا عطا فرمایا ہے، میں نے اپنے باپ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے نام پر اس کا نام رکھا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے ان کو رضاعت کے لیے مدینہ کے ایک لوہار سیدنا ابو سیف رضی اللہ عنہ کی اہلیہ سیدہ ام سیف رضی اللہ عنہا کے حوالے کیا، ایک بار رسول اللہ ﷺ ان کو دیکھنے کے لیے چل کر گئے، میں بھی آپ کے ساتھ گیا، جب میں وہاں پہنچا تو ابو سیف اپنی بھٹی میں پھونک مار رہا تھا اور کمرہ دھوئیں سے بھر چکا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ سے آگے آگے جلدی چل کر گیا اور میں نے ان سے کہا: ابو سیف! اللہ کے رسول ﷺ تشریف لائے ہیں۔ تو وہ اپنے کام سے رک گیا۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ نے بچے کو بلوا کر اسے سینے سے لگایا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اسے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس حال میں دیکھا کہ وہ اپنی جان اللہ کے سپرد کر رہا تھا۔ یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آنکھ آنسو بہار رہی ہے، اور دل غمگین ہے، لیکن ہم زبان سے وہی بات کہیں گے، جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور اے ابراہیم ہم تیری جدائی پر بہت زیادہ غمگین ہیں۔''

(١١٣٨٣)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَرْحَمَ بِالْعِيَالِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر اپنے اہل و عیال کے حق میں مہربان کسی کو نہیں پایا، آپ ﷺ کے بیٹے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ

(١١٣٨٢) تخريج: أخرجه بنحوه البخاري: ١٣٠٣، وأخرجه مسلم: ٢٣١٥ (انظر: ١٣٠١٤)

(١١٣٨٣) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٣١٦ (انظر: ١٢١٠٢)

إِبْرَاهِيمُ مُسْتَرْضَعًا فِي عَوَالِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ يَنْطَلِقُ، وَنَحْنُ مَعَهُ، فَيَدْخُلُ الْبَيْتَ وَإِنَّهُ لَيُدَّخَنُ وَكَانَ ظِئْرُهُ قَيْنًا، فَيَأْخُذُهُ فَيُقَبِّلُهُ ثُمَّ يَرْجِعُ، قَالَ عَمْرٌو: فَلَمَّا تُوُفِّيَ إِبْرَاهِيمُ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ إِبْرَاهِيمَ ابْنِي وَإِنَّهُ مَاتَ فِي الثَّدْيِ، فَإِنَّ لَهُ ظِئْرَيْنِ يُكَمِّلَانِ رَضَاعَهُ فِي الْجَنَّةِ۔)) (مسند احمد: ١٢١٢٦)

مدینہ منورہ کی بالائی بستیوں میں رضاعت کے لیے بھیجے ہوئے تھے، آپ ﷺ ان کو دیکھنے کے لیے تشریف لے جاتے، ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہوتے، آپ ﷺ ان کے گھر میں داخل ہو جاتے، حالانکہ اس گھر میں دھواں اٹھ رہا ہوتا تھا، کیونکہ ان کا رضائی والد لوہار تھا، پھر رسول اللہ ﷺ سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کو اٹھاتے، اسے بوسے دیتے اور پھر واپس تشریف لے آتے۔ عمرو راوی کہتے ہیں: جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک ابراہیم میرا بیٹا ہے، چونکہ یہ دودھ پینے کی مدت کے اندر اندر فوت ہوا ہے، اس لیے اس کی جنت میں دو رضائی مائیں ہوں گی، جو اس کی رضاعت کو پورا کریں گی۔''

فوائد:...... سید الاولین والآخرین نے اپنے بچے کو دودھ پلانے کے لیے لوہار کے گھر بھیج دیا اور پھر آپ ﷺ اس لوہار کے گھر جانے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے تھے، یہی بندگی ہے، یہی بندگی ہے۔

(١١٣٨٤)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: مَاتَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ ابْنُ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا، فَأَمَرَبِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُدْفَنَ فِي الْبَقِيعِ، وَقَالَ: ((إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا يُرْضِعُهُ فِي الْجَنَّةِ۔)) (مسند احمد: ١٨٧٤٩)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پسر رسول ﷺ سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کا سولہ ماہ کی عمر میں انتقال ہوگیا، رسول اللہ ﷺ نے اسے جنت البقیع میں دفن کرنے کا حکم دیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے جنت میں ایک دایہ دودھ پلائے گی۔''

(١١٣٨٥)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: لَقَدْ تُوُفِّيَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَهْرًا فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ۔)) (مسند احمد: ٢٦٨٣٦)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کا اٹھارہ ماہ کی عمر میں انتقال ہوا تھا، آپ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی تھی۔

فوائد:...... کتاب الجنائز میں بچے کی نماز جنازہ کا حکم بیان ہو چکا ہے۔

(١١٣٨٦)۔ عَنِ السُّدِّيِّ قَالَ: سَمِعْتُ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اگر

(١١٣٨٤) تخریج: حدیث صحیح، اخرجه البخاری: ١٣٨٢، ٣٢٥٥، ٦١٩٥ (انظر: ١٨٥٥٠)

(١١٣٨٥) تخریج: اسنادہ حسن، اخرجه ابوداود: ٣١٨٧ (انظر: ٢٦٣٠٥)

(١١٣٨٦) تخریج: اسنادہ حسن (انظر: ١٢٣٥٨)

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ يَقُولُ: لَوْ عَاشَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ النَّبِيِّ ﷺ لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا۔ نبی کریم ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم کے بیٹے سیدنا ابراہیم ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ زندہ رہتے تو وہ سچے نبی ہوتے۔

(مسند احمد: ۱۲۳۸۳)

فوائد:...... اس موضوع کی موقوف روایات کو بھی مرفوع کا حکم دیا جائے گا، کیونکہ ان کا رائے اور اجتہاد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسماعیل کہتے ہیں: میں نے سیّدنا ابن ابی اوفی ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے پوچھا کہ کیا اس نے آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم کے بیٹے ابراہیم کو دیکھا ہے۔ انھوں نے کہا: وہ چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو گئے تھے، اگر یہ فیصلہ ہو چکا ہوتا کہ محمد ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم کے بعد کسی نبی نے آنا ہے تو ان کو زندگی عطا کر دی جاتی، لیکن آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (صحیح بخاری: ۶۱۹۴)

سیّدنا عبداللہ بن عباس ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کہتے ہیں: جب سیّدنا ابراہیم ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ فوت ہوئے تو آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے فرمایا: ((اِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا.)) یعنی: ''بیشک اس کو دودھ پلانے والی جنت میں ہے، اور اگر یہ (میرا بیٹا) زندہ رہتا تو صِدِّیق اور نبی ہوتا۔'' (ابن ماجہ: ۱۵۱۱، و لھذا القدر من الحدیث شواھد)

قادیانی ذہن کے لوگوں نے اس حدیث اور ان اقوال کی روشنی میں نبی کریم ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا انکار کیا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ان واضح ترین شرعی دلائل کا کیا جائے گا، جن میں آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم پر نبوت و رسالت کے ختم ہو جانے کی وضاحت کی گئی ہے، دوسری بات یہ ہے کہ تعلیق بالمحال کا نتیجہ بھی محال ہوتا ہے، یعنی نہ سیّدنا ابراہیم ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ زندہ رہے اور نہ ان کو نبوت ملی۔ اس قسم کی تعلیق تو قرآن مجید میں بھی کثرت سے استعمال ہوئی ہے۔ مثلا:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ.﴾ (سورۂ زمر: ۶۵) یعنی: ''(اے محمد!) اگر تو نے شرک کیا تو تیرے عمل ضائع ضرور ضرور ضائع ہو جائیں گے اور ضرور ضرور تو خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔''

مزید ارشاد ہوا: ﴿وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاءَ هُمْ بَعْدَ مَا جَاءَ كَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ.﴾ (سورۂ بقرہ: ۱۲۰) یعنی: ''(اے محمد!) اگر تو نے اپنے پاس علم آ جانے کے بعد ان کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیرا کوئی دوست اور مددگار نہیں ہوگا۔''

سوچنے والی بات یہ ہے کہ نہ آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم سے یہ امور ہونے تھے اور نہ آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے ان کا انجام بد بھگتنا تھا، اسے تعلیق بالمحال کہتے ہیں، قرآن مجید میں کئی مقامات پر ایسی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ اس لیے سیّدنا ابراہیم ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے متعلقہ اس حدیثِ مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ فیصلہ ہو چکا ہوتا کہ سیّدنا ابراہیم ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ زندہ رہیں تو وہ صِدِّیق اور نبی ہوتے، لیکن چونکہ حضرت محمد ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم کے بعد نبوت کا سلسلہ بند ہو چکا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کے ارادے نے یہ تقاضا کیا کہ وہ بچپنے میں ہی فوت جائیں، لہٰذا اس سے آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم کی ختم نبوت کی نفی نہیں ہوتی۔

شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: یہ روایات اگرچہ موقوف ہیں، لیکن ان کا حکم مرفوع کا ہے، کیونکہ ان کا تعلق ایسے غیبی امور سے ہے کہ جن میں رائے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، بہرحال ان کی معرفت کے بعد ان سے قادیانیوں کا نبوت کے جاری رہنے کا استدلال کرنا باطل ہو جاتا ہے، بلکہ یہ دلیل الٹا ان کے خلاف جا رہی ہے، کیونکہ اس میں تو یہ وضاحت کر دی گئی ہے کہ سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی بچپنے میں وفات کا سبب ہی یہی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا۔

(سلسلہ ضعیفہ: ۲۲۰)

اس قسم کی ایک مثال یہ ہے: سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ، لَكَانَ عُمَرَ.)) (جامع الترمذی: ۲/۲۹۳، الصحیحۃ: ۳۲۷)

یعنی: ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر (رضی اللہ عنہ) ہوتا۔'' چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا تھا، اس لیے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی اس درجے پر فائز نہ ہو سکے، دراصل اس حدیث میں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی صلاحیت، لیاقت، قابلیت اہلیت، حق گوئی اور حق کے قریب ہونے کی نشاندہی کی گئی ہے۔

(۱۱۳۸۷)۔ ثَنَا ابْنُ أَبِي خَالِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُوْلُ: لَوْ كَانَ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ نَبِيٌّ مَا مَاتَ اِبْنُهُ إِبْرَاهِيمُ۔ (مسند احمد: ۱۹۳۱۹)

اسماعیل بن ابی خالد سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی آنا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے سیدنا ابراہیم علیہ السلام فوت نہ ہوتے۔

فوائد:...... اس باب سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرزند کا نام ابراہیم تھا، یہ سیدہ ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے رضاعت کے لیے سیدنا ابو سیف کی اہلیہ سیدہ ام سیف کے حوالے کیا تھا، یہ اٹھارہ ماہ کی عمر میں وفات پا گئے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ ذِكْرِ آلِ بَيْتِهِ الْمُطَهَّرِيْنَ
اہل بیت اطہار کا ذکر خیر

(۱۱۳۸۸)۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ أُمَّ سَلَمَةَ، تَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي بَيْتِهَا فَأَتَتْهُ فَاطِمَةُ بِبُرْمَةٍ فِيهَا خَزِيرَةٌ فَدَخَلَتْ بِهَا عَلَيْهِ فَقَالَ لَهَا:

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف فرما تھے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک ہنڈیا لے کر آئیں، جس میں گوشت سے تیار شدہ خزیرہ تھا، جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس داخل ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۱۱۳۸۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۶۰۰، ۱۷۹۱، ٤٢٥٥ (انظر: ۱۹۱۰۹)

(۱۱۳۸۸) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ٢٦٦٥، والحاکم: ۲/ ٤١٦، والبیهقی: ۲/ ۱۵۰ (انظر: ٢٦٥٠٨)

((أُدْعِي زَوْجَكِ وَابْنَيْكِ۔)) قَالَتْ: فَجَاءَ عَلِيٌّ وَالْحُسَيْنُ وَالْحَسَنُ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَجَلَسُوْا يَأْكُلُوْنَ مِنْ تِلْكَ الْخَزِيرَةِ، وَهُوَ عَلٰى مَنَامَةٍ لَهُ عَلٰى دُكَّانٍ تَحْتَهُ كِسَاءٌ لَهُ خَيْبَرِيٌّ، قَالَتْ: وَأَنَا أُصَلِّي فِي الْحُجْرَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ [الأحزاب: ٣٣] قَالَتْ فَأَخَذَ فَضْلَ الْكِسَاءِ فَغَشَّاهُمْ بِهِ ثُمَّ أَخْرَجَ يَدَهُ فَأَلْوٰى بِهَا إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَخَاصَّتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا، اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَخَاصَّتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا۔)) قَالَتْ: فَأَدْخَلْتُ رَأْسِي الْبَيْتَ فَقُلْتُ: وَأَنَا مَعَكُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ إِنَّكِ إِلٰى خَيْرٍ إِنَّكِ إِلٰى خَيْرٍ۔)) قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ: وَحَدَّثَنِي أَبُو لَيْلٰى عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ مِثْلَ حَدِيثِ عَطَاءٍ سَوَاءً، قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ: وَحَدَّثَنِي دَاوُدُ بْنُ أَبِي عَوْفٍ أَبُو الْجَحَّافِ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ بِمِثْلِهِ سَوَاءً۔ (مسند احمد: ٢٧٠٤١)

''اپنے خاوند اور اپنے دونوں بیٹوں کو بلا کر لاؤ۔'' اتنے میں سیدنا علی، سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے پاس پہنچ گئے اور وہ سارے خزیرہ کھانے لگے، آپ ﷺ ایک دکان نما جگہ پر تھے، جو آپ کی خواب گاہ تھی، نیچے خیبر کی بنی ہوئی چادر بچھا رکھی تھی۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں حجرے میں نماز پڑھ رہی تھی، اللہ تعالیٰ نے اس وقت یہ آیت اتاری: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾...... ''اللہ تعالیٰ تو صرف یہ ارادہ کرتا ہے کہ اے اہل بیت! تم سے پلیدی دور کر دیں اور تمہیں مکمل طور پر پاک کر دیں۔'' اس کے بعد آپ ﷺ نے زائد چادر کے حصہ کو لیا اور انہیں ڈھانپ لیا، پھر اپنا ہاتھ آسمان کی جانب بلند کیا اور فرمایا: ''اے میرے اللہ! یہ میرے گھر والے اور میرے خاص ہیں، ان سے پلیدی دور کر دے اور انہیں پاک کر دے۔ اے میرے اللہ! یہ میرے گھر والے اور میرے خاص ہیں، ان سے پلیدی دور کر دے اور انہیں پاک کر دے۔'' اتنے میں ام سلمہ نے جو کمرہ سے باہر تھی نے اس چادر کے اندر سر داخل کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں بھی تمہارے ساتھ شامل ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک تم خیر پر ہو، بلاشبہ تم خیر پر ہو۔''

فوائد:...... درج ذیل آیات کے ذریعے مذکورہ بالا آیت کے سیاق وسباق کو سمجھیں:

﴿يٰنِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۔ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا۔﴾...... ''اے نبی

کی بیویو! تم عورتوں میں سے کسی ایک جیسی نہیں ہو، اگر تقویٰ اختیار کرو تو بات کرنے میں نرمی نہ کرو کہ جس کے دل میں بیماری ہے طمع کر بیٹھے اور وہ بات کہو جو اچھی ہو۔ اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو اور پہلی جاہلیت کے زینت ظاہر کرنے کی طرح زینت ظاہر نہ کرو اور نماز قائم کرو اور زکوۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کر دے اے گھر والو! اور تمھیں پاک کر دے، خوب پاک کرنا۔ اور تمھارے گھروں میں اللہ کی جن آیات اور دانائی کی باتوں کی تلاوت کی جاتی ہے انھیں یاد کرو۔ بے شک اللہ ہمیشہ سے نہایت باریک بین، پوری خبر رکھنے والا ہے۔'' (سورۂ احزاب: ۳۲، ۳۳، ۳۴)

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں نبی کریم ﷺ کی بیویوں یعنی امہات المؤمنین سے خطاب کیا ہے۔

بہر حال اہل بیت سے کون مراد ہیں؟ اس کی تعیین میں کچھ اختلاف ہے، بعض نے ازواج مطہرات کو مراد لیا ہے، جیسا کہ یہاں قرآن مجید کے سیاق سے واضح ہے، قرآن نے یہاں امہات المؤمنین ہی کو اہل بیت کہا ہے، قرآن کے دوسرے مقامات پر بھی بیوی کو اہل بیت کہا گیا ہے، ایک مقام درج ذیل ہے:

جب فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام کو بڑھاپے کی عمر میں اسحاق علیہ السلام کے پیدا ہونے کی بشارت دی تو ان کی اہلیہ نے اس وقت جس تعجب کا اظہار کیا، اس کو اللہ تعالیٰ نے اس انداز میں بیان کیا اور اس کا جواب بھی دیا:

﴿قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ. قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُه عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّه حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ﴾ ...... ''اس نے کہا ہائے میری بربادی! کیا میں جنوں گی، جب کہ میں بوڑھی ہوں اور یہ میرا خاوند ہے بوڑھا، یقیناً یہ تو ایک عجیب چیز ہے۔ انھوں نے کہا کیا تو اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہے؟ اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں تم پر اے گھر والو! بے شک وہ بے حد تعریف کیا گیا، بڑی شان والا ہے۔'' (سورۂ ہود: ۷۲، ۷۳)

اس لیے نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کا اہل بیت ہونا نص قرآنی سے واضح ہو گیا۔

جبکہ بعض حضرات، بعض احادیث کی رو سے اہل بیت کا مصداق صرف سیدنا علی، سیدہ فاطمہ، سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم کو مانتے ہیں، جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہو رہا ہے۔

تاہم اعتدال کی راہ اور نقطۂ متوسطہ یہ ہے کہ دونوں ہی اہل بیت ہیں، امہات المؤمنین نص قرآن کی وجہ سے اور آپ ﷺ کا داماد اور اولاد ان احادیث کی رو سے، یہ آیت دراصل ازواجِ مطہرات کے بارے میں نازل کی گئی تھیں، لیکن مذکورہ بالا حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ نے باقی چار ہستیوں کو بھی اس کے مفہوم میں داخل کیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اہل بیت کا اطلاق آل علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس سب پر ہوتا ہے۔

خزیرہ: ایک کھانا جو قیمہ اور آٹے سے تیار کیا جاتا ہے۔

(۱۱۳۸۹)۔ عَنْ أَبِي الْمُعَذَّلِ عَطِيَّةَ الطُّفَاوِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ، قَالَتْ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِي يَوْمًا، إِذْ قَالَتِ الْخَادِمُ إِنَّ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ بِالسُّدَّةِ، قَالَتْ: فَقَالَ لِي: ((قُومِي فَتَنَحَّيْ لِي عَنْ أَهْلِ بَيْتِي۔)) قَالَتْ: فَقُمْتُ فَتَنَحَّيْتُ فِي الْبَيْتِ قَرِيبًا، فَدَخَلَ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَمَعَهُمَا الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ، وَهُمَا صَبِيَّانِ صَغِيرَانِ، فَأَخَذَ الصَّبِيَّيْنِ فَوَضَعَهُمَا فِي حِجْرِهِ فَقَبَّلَهُمَا، قَالَ: وَاعْتَنَقَ عَلِيًّا بِإِحْدَى يَدَيْهِ وَفَاطِمَةَ بِالْيَدِ الْأُخْرٰى، فَقَبَّلَ فَاطِمَةَ وَقَبَّلَ عَلِيًّا، فَأَغْدَفَ عَلَيْهِمْ خَمِيصَةً سَوْدَاءَ فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ إِلَيْكَ لَا إِلَى النَّارِ أَنَا وَأَهْلُ بَيْتِي۔)) قَالَتْ: فَقُلْتُ: وَأَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، فَقَالَ: ((وَأَنْتِ۔)) (مسند احمد: ۲۷۰۷۵)

ابو معذل عطیہ طفاوی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو بیان کرتے ہوئے کہا: ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں تشریف فرما تھے کہ خادم نے کہا: سیدنا علی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا دروازے پر آئے ہوئے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ام سلمہ! تم اٹھ کر میرے اہل بیت سے ذرا الگ ہو جاؤ، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہ کہتی ہیں: میں اٹھ کر ان کے قریب ہی کمرے میں ایک طرف ہوگئی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ آئے، ان کے ہمراہ سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما بھی تھے، وہ ابھی چھوٹے بچے تھے، آپ ﷺ نے دونوں بچوں کو پکڑ کر اپنی گود میں بٹھا لیا، ان کو بوسے دیئے اور آپ ﷺ نے ایک ہاتھ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اور دوسرے ہاتھ سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے ساتھ ملا لیا اور آپ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بوسے دیئے اور ایک سیاہ چادر ان سب کے اوپر ڈال دی اور فرمایا: ''یا اللہ! میں اور میرے اہل بیت تیری طرف آتے ہیں، جہنم کی طرف نہیں۔'' ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے عرض کیا: ''اللہ کے رسول! اور میں بھی؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور تم بھی۔''

(۱۱۳۹۰)۔ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِفَاطِمَةَ: ((ائْتِينِي بِزَوْجِكِ وَابْنَيْكِ۔)) فَجَاءَتْ بِهِمْ فَأَلْقَى عَلَيْهِمْ كِسَاءً فَدَكِيًّا، قَالَ: ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ إِنَّ هٰؤُلَاءِ آلُ

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''تم اپنے شوہر اور دونوں بیٹوں کو میرے پاس لے آؤ۔'' وہ ان کو بلا کر لے آئیں، آپ ﷺ نے فدک (خیبر کے علاقے) کی تیار شدہ ایک چادر ان کو اوڑھا دی اور اپنا ہاتھ سب کے اوپر رکھ کر فرمایا: ''یا اللہ! یہ لوگ آل

(۱۱۳۸۹) تخریج: اسنادہ ضعیف، ابو المعذل عطیۃ الطفاوی، وابوہ من رجال التعجیل، اخرجہ ابن ابی شیبۃ: ۱۲/ ۷۳، والطبرانی فی "الکبیر": ۲۶۶۷ (انظر: ۲۶۵٤۰)

(۱۱۳۹۰) تخریج: حدیث صحیح، اخرجہ الترمذی: ۳۸۷۱ (انظر: ۲٦۷٤٦)

مُـحَـمَّـدٍ، فَاجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰی مُـحَـمَّـدٍ وَعَـلٰـی آلِ مُـحَـمَّدٍ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَـجِيـدٌ)) قَـالَـتْ أُمُّ سَلَمَةَ: فَرَفَعْتُ الْكِسَاءَ لِأَدْخُـلَ مَـعَـهُـمْ، فَـجَـذَبَهُ مِنْ يَدِي، وَقَالَ: ((إِنَّكِ عَلٰى خَيْرٍ.)) (مسند احمد: ٢٧٢٨٢)

محمد ہیں، تو اپنی رحمتیں اور برکتیں محمد اور آل محمد پر نازل فرما، بے شک تو ہی قابل تعریف اور بزرگی کے لائق ہے۔'' سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے چادر اٹھا کر ان کے ساتھ اندر داخل ہونے کی کوشش کی تو آپ ﷺ نے میرے ہاتھ سے چادر کو کھینچ لیا اور فرمایا: ''تم تو پہلے ہی خیر اور بھلائی پر ہو۔''

فوائد:...... ''بیشک تم خیر پر ہو۔'' ان الفاظ کا ظاہری مفہوم تو یہ ہے کہ وہ ان میں داخل نہیں ہیں، جبکہ قرآن مجید کے ظاہری مفہوم کا تقاضا یہ ہے کہ بیویاں داخل ہیں، ممکن ہے کہ حدیثِ مبارکہ کے اس جملے کا معنی یہ ہو کہ وہ تو بہر صورت ان میں داخل ہونے کی وجہ سے خیر و بھلائی پر ہی ہے۔

یہی دوسرا مفہوم ہی واضح ہے۔ (عبداللہ رفیق)

(١١٣٩١)۔ عَـنْ شَـدَّادٍ أَبِـي عَمَّارٍ، قَالَ: دَخَـلْتُ عَلَى وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ وَعِنْدَهُ قَوْمٌ فَـذَكَـرُوا عَـلِـيًّـا، فَـلَـمَّا قَامُوْا قَالَ لِي: أَلَا أُخْبِرُكَ بِمَا رَأَيْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: بَـلٰـى، قَالَ: أَتَيْتُ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَـنْهَـا أَسْأَلُهَا عَنْ عَلِيٍّ، قَالَتْ: تَوَجَّهَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَجَلَسْتُ أَنْتَظِرُهُ حَتّٰى جَاءَ رَسُـولُ الـلّٰـهِ ﷺ وَمَـعَـهُ عَـلِـيٌّ وَحَسَنٌ وَحُسَيْنٌ رضی اللہ عنہم، آخِذٌ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِيَدِهِ حَتّٰـى دَخَـلَ، فَـأَدْنَـى عَـلِـيًّـا وَفَـاطِمَةَ فَـأَجْـلَـسَـهُـمَـا بَـيْـنَ يَدَيْهِ، وَأَجْلَسَ حَسَنًا وَحُسَيْـنًـا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلٰى فَخِذِهِ، ثُمَّ لَفَّ عَـلَـيْـهِـمْ ثَوْبَهُ أَوْ قَالَ كِسَاءً ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْـآيَةَ: ﴿إِنَّـمَـا يُـرِيـدُ الـلّٰـهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الـرِّجْـسَ أَهْـلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾

ابو عمار شداد کہتے ہیں: میں سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، ان کے ہاں بہت سے لوگ بیٹھے تھے، انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ذکر چھیڑ دیا۔ (یعنی ان کے بارے میں ناگوار اور ناپسندیدہ باتیں کرنے لگے)، جب وہ اٹھ کر چلے گئے تو سیدنا واثلہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کا ایک چشم دید واقعہ بیان نہ کر دوں؟ میں نے عرض کیا: جی ضرور بیان فرمائیں۔ انہوں نے کہا: میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گیا اور ان سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ کہاں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ تو رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے ہوئے ہیں، میں ان کی انتظار میں بیٹھ گیا، اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ دونوں کو ایک ایک ہاتھ میں اٹھایا ہوا تھا، یہاں تک کہ آپ ﷺ اندر چلے آئے اور آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے سامنے بٹھا لیا اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ دونوں کو اپنی ران پر بٹھا

(١١٣٩١) تخريج: حديث صحيح اخرجه ابن ابى شيبة: ١٢/ ٧٢، وابويعلى: ٧٤٨٦، والطبرانى فى "الكبير": ٢٢/ ١٦٠ (انظر: ١٦٩٨٨)

وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَأَهْلُ بَيْتِي أَحَقُّ۔)) (مسند احمد: ۱۷۱۱۳)

لیا، پھر آپ ﷺ نے ایک چادر یا اپنا کپڑا ان سب کے اوپر ڈال دیا۔ پھر یہ آیت تلاوت کی: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ ...... کہ اللہ تم سے یعنی نبی کے اہل بیت سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور کر کے مکمل طور پر پاک صاف کرنا چاہتا ہے۔'' (سورۂ احزاب: ۳۳) ساتھ ہی آپ ﷺ نے فرمایا: ''یا اللہ! یہ بھی میرے اہل بیت ہیں اور میرے اہل بیت اس سعادت کے زیادہ حق دار ہیں۔''

(۱۱۳۹۲)۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَمُرُّ بِبَيْتِ فَاطِمَةَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ إِذَا خَرَجَ إِلَى الْفَجْرِ فَيَقُولُ: ((الصَّلَاةَ يَا أَهْلَ الْبَيْتِ ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ [الاحزاب: ۳۳]۔ (مسند احمد: ۱۳۷٦٤)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا چھ ماہ تک یہ معمول رہا کہ جب آپ ﷺ نماز فجر کے وقت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے پاس سے گزرتے تو فرماتے: ''اے اہل بیت! نماز ادا کرو۔'' سوائے اس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم (اہل بیت) سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور کر کے مکمل طور پر پاک صاف کرنا چاہتا ہے۔''

(۱۱۳۹۳)۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَيَّانَ التَّيْمِيِّ قَالَ: اِنْطَلَقْتُ أَنَا وَحُصَيْنُ بْنُ سَبْرَةَ وَعُمَرُ بْنُ مُسْلِمٍ اِلَى زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ (رضی اللہ عنہ) فَلَمَّا جَلَسْنَا اِلَيْهِ قَالَ لَهُ حُصَيْنٌ: لَقَدْ لَقِيتَ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيرًا، رَأَيْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَسَمِعْتَ حَدِيثَهُ وَغَزَوْتَ مَعَهُ وَصَلَّيْتَ مَعَهُ، لَقَدْ رَأَيْتَ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيرًا، حَدِّثْنَا يَا زَيْدُ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ!

یزید بن حیان تیمی کہتے ہیں: میں، حصین بن سبرہ اور عمر بن مسلم، سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، جب ہم ان کے پاس بیٹھ گئے تو حصین نے کہا: اے زید! تم نے بہت زیادہ خیر پائی ہے، رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے، آپ ﷺ کی احادیث سنی ہیں، آپ ﷺ کے ساتھ جہاد کیا ہے، آپ ﷺ کے ساتھ نمازیں پڑھی ہیں، زید! بس تم نے بہت زیادہ خیر پائی ہے، زید! تم نے جو احادیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں، وہ ہمیں بھی بیان کرو، انھوں نے کہا: اے بھتیجے! میری عمر بڑی ہو

(۱۱۳۹۲) تخریج: اسناده ضعيف لضعف على بن زيد، اخرجه ابن ابى شيبة: ۱۲/ ۱۲۷، وابويعلى: ۳۹۷۹، والطيالسى: ۲۰۵۹ (انظر: ۱۳۷۲۸)

(۱۱۳۹۳) تخريج: أخرجه مسلم: ۲٤۰۸ (انظر: ۱۹۲٦٥)

فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِيْ! وَاللّٰهِ! لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّيْ وَقَدُمَ عَهْدِيْ وَنَسِيتُ بَعْضَ الَّذِيْ كُنْتُ أَعِيْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَمَا حَدَّثْتُكُمْ فَاقْبَلُوْا وَمَا لَا فَلَا تُكَلِّفُوْنِيْهِ، ثُمَّ قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا خَطِيبًا فِيْنَا بِمَاءٍ يُدْعٰى خُمًّا، يَعْنِي بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَوَعَظَ وَذَكَّرَ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ! أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، يُوْشِكُ أَنْ يَأْتِيَنِيْ رَسُوْلُ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ فَأُجِيْبُ، وَإِنِّيْ تَارِكٌ فِيْكُمْ ثَقَلَيْنِ، أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فِيْهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ، فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاسْتَمْسِكُوْا بِهِ۔)) فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيْهِ، قَالَ: ((وَأَهْلُ بَيْتِيْ، أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ أَهْلِ بَيْتِيْ، أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ أَهْلِ بَيْتِيْ، أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ أَهْلِ بَيْتِيْ۔)) فَقَالَ لَهُ حُصَيْنٌ: وَمَنْ أَهْلُ بَيْتِهِ يَا زَيْدُ؟ أَلَيْسَ نِسَاءُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ؟ قَالَ: إِنَّ نِسَاءَهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ وَلٰكِنَّ أَهْلَ بَيْتِهِ مَنْ حُرِمَ الصَّدَقَةَ بَعْدَهُ، قَالَ: وَمَنْ هُمْ؟ قَالَ: آلُ عَلِيٍّ وَآلُ جَعْفَرٍ وَآلُ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَكُلُّ هٰؤُلَاءِ حُرِمَ الصَّدَقَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ (مسند أحمد: ١٩٤٧٩)

گئی ہے، آپ ﷺ کی صحبت کو بھی کافی عرصہ گزر چکا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی جو احادیث یاد کی تھیں، ان میں سے بعضوں کو بھول بھی گیا ہوں، اس لیے میں تم کو جو کچھ بیان کر دوں، اس کو قبول کر لو اور جو نہ کر سکوں، اس کی مجھے تکلیف نہ دو۔ پھر انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ غدیر خم، جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے، کے مقام پر خطاب کرنے کے لیے کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور وعظ و نصیحت کیا اور پھر یہ بھی فرمایا: "أَمَّا بَعْدُ ! خبردار! اے لوگو! میں ایک بشر ہی ہوں، قریب ہے کہ میرے ربّ کا قاصد میرے پاس آ جائے اور میں اس کی بات قبول کر لوں، بات یہ ہے کہ میں تم میں دو بیش قیمت اور نفیس چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ان میں سے ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، اس میں ہدایت اور نور ہے، پس اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پکڑ لو اور اس کے ساتھ چمٹ جاؤ۔" پس آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پر آمادہ کیا اور اس کے بارے میں ترغیب دلائی، اور پھر فرمایا: ''دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں، میں تم کو اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں، میں تم کو اپنے اہل بیت کے معاملے میں اللہ تعالیٰ یاد کرواتا ہوں، میں تم کو اپنے اہل بیت کے حق میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں۔'' حصین نے کہا: اے زید! آپ ﷺ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ ﷺ کی بیویاں بھی اہل بیت میں سے ہیں؟ انھوں نے کہا: بیشک آپ ﷺ کی بیویاں آپ ﷺ کے اہل بیت میں سے ہیں، لیکن آپ ﷺ کے اہل بیت وہ ہیں، جن پر صدقہ حرام ہے۔ حصین نے کہا: وہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا: وہ آلِ علی، آلِ جعفر اور آلِ عباس ہیں۔ اس نے کہا: کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔

فوائد: ...... "ثَقَل" کے معانی بیش قیمت نفیس چیز اور سامان کے ہیں، قرآن مجید اور اہل بیت کی شان وعظمت یا اس نصیحت کے مطابق کیے جانے والے عمل کے بھاری ہونے کی وجہ سے ان دو چیزوں کو "ثَقَلَیْن" کہا گیا ہے۔

امہات المؤمنین اس اعتبار سے تو نبی کریم ﷺ کی آل ہیں کہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ رہتی ہیں، آپ ﷺ ان کے کفیل ہیں، آپ ﷺ کے بعد ان سے نکاح نہیں کیا جا سکتا، نیز ان کے احترام واکرام اور حقوق کے تقاضوں کو پورا کرنے کا خاص حکم دیا گیا ہے، لیکن یہ اس آل میں داخل نہیں ہیں، جن پر صدقہ حرام ہے۔

(۱۱۳۹٤)۔ عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَخَذَ بِيَدِ حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ رضی اللہ عنہما فَقَالَ: ((مَنْ أَحَبَّنِیْ وَأَحَبَّ هٰذَيْنِ وَأَبَاهُمَا كَانَ مَعِی فِیْ دَرَجَتِیْ فِی الْجَنَّةِ۔)) (مسند احمد: ٥٧٦)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ''جس نے مجھ سے اور ان دونوں سے اور ان کے باپ سے محبت کی وہ جنت میں میرے درجہ میں میرے ساتھ ہوگا۔''

(۱۱۳۹٥)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّی تَارِكٌ فِيكُمْ خَلِيفَتَيْنِ كِتَابُ اللّٰهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَوْ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، وَعِتْرَتِی أَهْلُ بَيْتِی وَإِنَّهُمَا لَنْ يَتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ۔)) (مسند احمد: ٢١٩١١)

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہارے درمیان دو باقی رہنے والی چیزیں چھوڑ رہا ہوں، ایک تو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، یہ ایک رسی ہے جو آسمان اور زمین کے درمیان لٹکی ہوئی ہے اور میرا خاندان جو کہ میرے اہل بیت ہیں، لوگوں کے حوض کوثر پر آنے تک یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے۔

(۱۱۳۹٦)۔ عَنْ أَبِی سَعِيدٍ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((إِنِّی أُوشِكُ أَنْ أُدْعٰى فَأُجِيبَ، وَإِنِّی تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ كِتَابَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعِتْرَتِی، كِتَابُ اللّٰهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، وَعِتْرَتِی أَهْلُ بَيْتِی، وَإِنَّ اللَّطِيفَ الْخَبِيرَ أَخْبَرَنِی

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''بیشک قریب ہے کہ مجھے بلایا جائے اور میں اس دعوت کو قبول کر لوں، میں تمہارے درمیان دو اہم اور مضبوط چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک تو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور دوسری چیز میرا خاندان، اللہ کی کتاب وہ رسی ہے، جو آسمان سے زمین کی طرف لٹک رہی ہے اور میرا خاندان میرے اہل

(۱۱۳۹٤) تخريج: ضعيف، على بن جعفر بن محمد روى عنه جمع، ولكنه لايعرف بجرح ولا تعديل، اخرجه الترمذى: ٣٧٣٣ (انظر: ٥٧٦)

(۱۱۳۹٥) تخريج: حديث صحيح بشواهده دون قوله "وانهما لن يتفرقا حتى يردا على الحوض" وهذا اسناد ضعيف لسوء حفظ شريك، اخرجه الطبرانى: ٤٩٢١ (انظر: ٢١٥٧٨)

(۱۱۳۹٦) تخريج: حديث صحيح بشواهده دون قوله: "وان اللطيف الخبير اخبرنى انهما لن يتفرقا حتى يردا على الحوض" وهذا اسناد ضعيف لضعف عطية العوفى، اخرجه الترمذى: ٣٧٨٨ (انظر: ١١١٣١)

أَنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتّٰى يَرِدَ عَلَيَّ الْحَوْضَ، فَانْظُرُوْنِیْ هُمْ تَخْلُفُوْنِیْ فِيْهِمَا۔)) (مسند احمد: ١١١٤٨)

بیت ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہت باریک بیں اور ہر چیز سے باخبر ہے، اس نے مجھے اطلاع دی ہے کہ یہ دونوں حوض پر آنے تک یعنی قیامت تک ایک دوسری سے جدا نہ ہوں گی، تم میرا خیال رکھنا کہ تم میرے بعد ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کرتے ہو؟''

(١١٣٩٧)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا نَائِمٌ عَلَى الْمَنَامَةِ فَاسْتَسْقَى الْحَسَنُ أَوِ الْحُسَيْنُ، قَالَ: فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ إِلٰى شَاةٍ لَنَا بَكِيْءٍ فَحَلَبَهَا فَدَرَّتْ فَجَاءَهُ الْحَسَنُ فَنَحَّاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَأَنَّهُ أَحَبُّهُمَا إِلَيْكَ، قَالَ: ((لَا، وَلٰكِنَّهُ اسْتَسْقَى قَبْلَهُ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((إِنِّی وَإِيَّاكِ وَهٰذَيْنِ وَهٰذَا الرَّاقِدَ فِی مَكَانٍ وَاحِدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ٧٩٢)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں بستر پر سویا ہوا تھا کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ یا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے پینے کے لیے کوئی چیز طلب کی، نبی کریم ﷺ ہماری ایک بکری کی طرف کھڑے ہوئے، جس کا دودھ بہت ہی قلیل تھا یا بالکل ختم ہو گیا تھا۔ جب آپ ﷺ اسے دوہنے لگے تو اس نے دودھ اتار دیا، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی طرف گئے تو آپ ﷺ نے ان کو ایک طرف کر دیا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں میں سے آپ کو حسن رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ لیکن اس (حسن رضی اللہ عنہ) نے پہلے طلب کیا تھا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں، تم، یہ دونوں بچے اور یہ سویا ہوا آدمی یعنی سیدنا علی قیامت کے دن ہم سب ایک ہی جگہ ہوں گے۔''

فوائد:...... مسند بزار کی روایت میں ''فَاسْتَسْقَى الْحَسَنُ أَوْ الْحُسَيْنُ '' کے بجائے ''فَاسْتَسْقَى الْحَسَنُ '' کے الفاظ ہیں، ان الفاظ کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ ''فَجَاءَهُ الْحَسَنُ '' والے الفاظ کی اصل صورت یہ ہے: ''فَجَاءَهُ الْحُسَيْنُ ''، اس طرح معنی درست ہوتا ہے۔

(١١٣٩٨)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: نَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَفَاطِمَةَ رضی اللہ عنہم، فَقَالَ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا حسن، سیدنا حسین اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہم کی طرف دیکھ کر

(١١٣٩٧) تخريج: اسناده ضعيف جدا، قيس بن الربيع مضطرب الحديث وضعّفه غير واحد، وآفته من ابن له كان يأخذ حديثَ الناس، فيدخله فی كتاب قيس ولا يعرف الشيخ ذالك (انظر: ٧٩٢)

(١١٣٩٨) تخريج: اسناده ضعيف جدا، تليد بن سليمان اتفقوا على ضعفه، واتّهم بالكذب، اخرجه الحاكم: ٣/ ١٤٩، والطبرانی فی "الكبير": ٢٦٢١ (انظر: ٩٦٩٨)

((أَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَكُمْ وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَكُمْ۔)) (مسند احمد: ٩٦٩٦)

فرمایا: ''جو کوئی تمہارا مخالف ہو میں اس کا مخالف ہوں اور جو تم لوگوں سے صلح رکھے گا میری بھی اس سے صلح ہوگی۔''

(١١٣٩٩)۔ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ قُرَيْشًا إِذَا لَقِيَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا لَقُوهُمْ بِبِشْرٍ حَسَنٍ وَإِذَا لَقُونَا لَقُونَا بِوُجُوهٍ لَا نَعْرِفُهَا، قَالَ: فَغَضِبَ النَّبِيُّ ﷺ غَضَبًا شَدِيدًا وَقَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الْإِيمَانُ حَتّٰى يُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ۔)) (مسند احمد: ١٧٧٢)

سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! قریش جب ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو خندہ روئی سے ملتے ہیں اور جب ہم سے ملتے ہیں تو بے رخی اور ترش روئی سے ملتے ہیں۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے شدید غضب ناک ہوکر فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، کسی بھی آدمی کے دل میں ایمان اس وقت تک جاگزیں نہیں ہوسکتا، جب تک کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی رضا مندی کے لیے تمہارے ساتھ دلی محبت نہیں رکھے گا۔''

(١١٤٠٠)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) بِلَفْظٍ: إِنَّا لَنَخْرُجُ فَنَرٰى قُرَيْشًا تُحَدِّثُ فَإِذَا رَأَوْنَا سَكَتُوا، فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَدَرَّ عِرْقٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((وَاللّٰهِ! لَا يَدْخُلُ قَلْبَ امْرِئٍ إِيمَانٌ حَتّٰى يُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ وَلِقَرَابَتِي۔)) (مسند احمد: ١٧٧٧)

(دوسری سند) سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم باہر نکلیں تو ہم قریش کو آپس میں باتیں کرتے دیکھتے ہیں، لیکن جب وہ ہمیں دیکھتے ہیں تو خاموش ہو جاتے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ اس قدر غضب ناک ہوگئے کہ آپ کی آنکھوں کے درمیان سے پسینہ بہنے لگا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! کسی آدمی کے دل میں ایمان اس وقت تک داخل نہیں ہوسکتا، جب تک وہ اللہ کے لیے اور میرے ساتھ قرابت کا لحاظ کرتے ہوئے تم لوگوں سے محبت نہیں کرے گا۔''

(١١٤٠١)۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ سَالِمٍ أَبُو جَهْضَمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ:

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند بندے تھے۔ اللہ کی قسم! آپ کو اللہ کی طرف سے جو پیغام دیا گیا،

(١١٣٩٩) تخريج: اسناده ضعيف، يزيد بن ابى زياد القرشى ضعيف، اخرجه الترمذى: ٣٧٥٨ (انظر: ١٧٧٢)

(١١٤٠٠) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١١٤٠١) تخريج: اسناده صحيح، اخرجه ابوداود: ٨٠٨، والترمذى: ١٧٠١، وابن ماجه: ٤٢٦، والنسائى: ١/ ٨٩ (انظر: ١٩٧٧)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَبْدًا مَأْمُورًا، بَلَّغَ وَاللّٰهِ مَا أُرْسِلَ بِهِ، وَمَا اخْتَصَّنَا دُونَ النَّاسِ بِشَيْءٍ لَيْسَ ثَلَاثًا، أَمَرَنَا أَنْ نُسْبِغَ الْوُضُوءَ وَأَنْ لَا نَأْكُلَ الصَّدَقَةَ وَأَنْ لَا نُنْزِيَ حِمَارًا عَلٰى فَرَسٍ، قَالَ مُوسٰى: فَلَقِيتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ حَسَنٍ فَقُلْتُ: إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِي كَذَا وَكَذَا؟ فَقَالَ: إِنَّ الْخَيْلَ كَانَتْ فِي بَنِي هَاشِمٍ قَلِيلَةً فَأَحَبَّ أَنْ تَكْثُرَ فِيهِمْ۔ (مسند احمد: ۱۹۷۷)

آپ ﷺ نے اس کو اسی طرح آگے پہنچا دیا اور عام امت سے ہٹ کر تین باتوں کے سوا ہمیں علیحدہ کوئی خاص حکم نہیں دیا: آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم مکمل وضو کیا کریں، صدقہ نہ کھائیں اور گدھوں سے گھوڑیوں سے جفتی نہ کرائیں۔ موسیٰ بن سالم کہتے ہیں کہ جب میری عبدالرحمٰن بن حسن سے ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے کہا: عبداللہ بن عبید اللہ بن عباس نے مجھے یوں بیان کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ بنو ہاشم میں گھوڑے کم تھے اور آپ ﷺ نے چاہا کہ ان کے ہاں گھوڑوں کی تعداد میں اضافہ ہو جائے، اس لیے آپ ﷺ نے ان کو اس عمل سے منع فرمایا تھا۔

فوائد:...... وضو مکمل کرنا اور گھوڑیوں کی گدھوں سے جفتی کرانا، یہ دو حکم عام امت کے لیے بھی یہی ہیں، جو اس حدیث میں بیان ہوئے ہیں، البتہ آپ ﷺ کی آل صدقہ نہیں کھا سکتے۔

گھوڑیوں کی گدھوں سے جفتی کروانے کا حکم کیا ہے؟ دیکھیں حدیث نمبر (۵۱۹۵) اور اس سے پہلے والی احادیث۔

(۱۱٤۰۲)۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: لَمَّا قَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَهْمَ الْقُرْبٰى مِنْ خَيْبَرَ بَيْنَ بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ، جِئْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هٰؤُلَاءِ بَنُو هَاشِمٍ لَا يُنْكَرُ فَضْلُهُمْ لِمَكَانِكَ الَّذِي وَصَفَكَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ مِنْهُمْ، أَرَأَيْتَ إِخْوَانَنَا مِنْ بَنِي الْمُطَّلِبِ أَعْطَيْتَهُمْ وَتَرَكْتَنَا، وَإِنَّمَا نَحْنُ وَهُمْ مِنْكَ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ، قَالَ: ((إِنَّهُمْ لَمْ يُفَارِقُونِي فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ، وَإِنَّمَا هُمْ بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَاحِدٌ۔)) قَالَ ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ۔ (مسند أحمد: ۱۶۸۶۲)

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر کا حصہ بنو ہاشم اور بنو مطلب میں تقسیم کیا تو میں (جبیر) اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس گئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ بنو ہاشم ہیں، ان کی فضیلت کا انکار نہیں کیا جا سکتا، آپ ﷺ کے ان سے اس مقام کی وجہ سے، جو اللہ تعالیٰ نے بیان کیا، لیکن آپ غور کریں کہ یہ جو ہمارے بھائی بنو مطلب ہیں، آپ نے ان کو دے دیا اور ہمیں چھوڑ دیا، جبکہ ہم اور بنو مطلب آپ سے ایک مقام پر ہیں، (یعنی آپ سے ہمارا اور ان کا رشتہ داری کا درجہ ایک ہے)، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ لوگ نہ مجھ سے جاہلیت میں جدا ہوئے ہیں اور نہ اسلام میں، بس بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہی چیز ہیں۔“ پھر آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں میں تشبیک ڈالی۔

(۱۱٤۰۲) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۱٤۰، ۳۵۰۲ (انظر: ۱۶۷٤۱)

(١١٤٠٣)۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((خَيْرُ عَطَاءٍ هٰذَا يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ، وَيَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! إِنْ كَانَ لَكُمْ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ فَلَأَعْرِفَنَّ مَا مَنَعْتُمْ أَحَدًا يَطُوفُ بِهٰذَا الْبَيْتِ أَيَّ سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ۔)) (مسند احمد: ١٦٨٦٤)

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے (بنوعبد مناف کو کوئی چیز دی اور) فرمایا: ''اے بنی عبد مناف! یہ بہترین عطیہ ہے اور اے بنوعبدالمطلب! اگر تمہیں حکومت اور اقتدار مل جائے تو تم کسی کو بھی دن رات کی کسی گھڑی میں بیت اللہ کا طواف کرنے سے نہ روکنا۔''

أَبْوَابُ ذِكْرِ أَزْوَاجِهِ الطَّاهِرَاتِ وَإِلَيْكَ ذِكْرَهُنَّ عَلَى التَّرْتِيبِ

نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کا تذکرہ، لیجئے بالترتیب ان کا ذکر کیا جاتا ہے

نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں، ہر ایک کو ام المؤمنین کے لقب سے نوازا گیا، ذہن نشین رہنا چاہیے کہ یہ امہات المومنین کا خاصہ ہے کہ ان کا اجر بھی دوگنا ہے اور ان کی سزا بھی دوگنا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَا اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ﴾ ...... ''اور تم میں سے جو کوئی اللہ کی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی اور نیک کام کرے گی، ہم اسے اجر بھی دوہرا دیں گے۔'' (سورۂ احزاب: ۳۱)

نیز فرمایا: ﴿يٰنِسَاءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ﴾ ...... ''اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو بھی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کرے گی، اسے دوہرا دوہرا عذاب دیا جائے گا۔'' (سورۂ احزاب: ۳۰)

لیکن کسی ام المؤمنین سے کوئی ایسا جرم سرزد نہ ہو سکا کہ اس کو دوگنا سزا دے کر اس آیت کا مصداق بنایا جاتا، دراصل اس آیت میں امہات المؤمنین کی عظمت بیان کی گئی ہے کہ ان کا مقام اتنا اعلی ہے کہ برا کام زیب نہیں دیتا۔

یہ ضروری تھا کہ امہات المؤمنین کا غیر محرم ان سے پردے کے پیچھے سے سوال کرے، امہات المؤمنین میں افضل سیدہ خدیجہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں، البتہ ان دو میں سے فضیلت کس کی زیادہ ہے، اس بارے میں اختلاف ہے۔

نبی کریم ﷺ کی بیویوں کی تعداد کے بارے میں اختلاف ہے، ان میں سے گیارہ بیویوں پر تو سب کا اتفاق ہے۔

ان میں سے چھ قریشی ہیں: سیدہ خدیجہ بنت خویلد، سیدہ عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا، سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا، سیدہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا، سیدہ ام سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا، سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا۔

چار عرب کی تھیں: سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا، سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا، سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا، سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا۔

اور ایک غیر عربی بنو اسرائیل میں سے تھیں اور وہ سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا تھیں۔

(١١٤٠٣) تخريج: حديث صحيح، اخرجه ابوداود: ١٨٩٤، والترمذي: ٨٦٨، وابن ماجه: ١٢٥٤، والنسائي: ١/ ٢٨٤ (انظر: ١٦٧٤٣)

نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں دو امہات المؤمنین وفات پا گئی تھیں: سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا۔

جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو درج ذیل امہات المؤمنین زندہ تھیں:

سیدہ عائشہ، سیدہ سودہ، سیدہ حفصہ، سیدہ ام سلمہ، سیدہ زینب بنت جحش، سیدہ صفیہ، سیدہ جویریہ، سیدہ ام حبیبہ اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہن۔

فَالْأُوْلَى مِنْهُنَّ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ
سب سے پہلی ام المؤمنین سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ہیں

پہلے سیدہ خدیجہ کے فضائل و مناقب گزر چکے ہیں، ملاحظہ ہوں درج ذیل احادیث کے ابواب:

(۱۰۴۱۱)(۱۰۴۷۴)(۱۰۵۱۰)(۱۰۵۵۱)(۱۰۵۵۳)

اَلثَّانِيَةُ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ رضی اللہ عنہا
دوسری زوجۂ رسول ام المؤمنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ

(۱۱٤۰٤)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجَتْ سَوْدَةُ لِحَاجَتِهَا لَيْلًا بَعْدَ مَا ضُرِبَ عَلَيْهِنَّ الْحِجَابُ، قَالَتْ: وَكَانَتْ امْرَأَةً تَفْرَعُ النِّسَاءَ جَسِيمَةً، فَوَافَقَهَا عُمَرُ فَأَبْصَرَهَا فَنَادَاهَا: يَا سَوْدَةُ! إِنَّكِ وَاللّٰهِ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا إِذَا خَرَجْتِ فَانْظُرِي كَيْفَ تَخْرُجِينَ أَوْ كَيْفَ تَصْنَعِينَ؟ فَانْكَفَأَتْ فَرَجَعَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَإِنَّهُ لَيَتَعَشّٰى فَأَخْبَرَتْهُ بِمَا قَالَ لَهَا عُمَرُ، وَإِنَّ فِي يَدِهِ لَعَرْقًا فَأُوحِيَ إِلَيْهِ ثُمَّ رُفِعَ عَنْهُ وَإِنَّ الْعَرْقَ لَفِي يَدِهِ، فَقَالَ: ((لَقَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ۔)) (مسند احمد: ۲٤۷۹٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ پردے کا حکم نازل ہو چکا تھا، اس کے بعد سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا رات کے وقت قضائے حاجت کے لیے باہر گئیں۔ وہ کافی جسیم تھیں اور ان کا قد کافی طویل تھا، راستے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مل گئے، انہوں نے ان کو دیکھا تو زور سے کہا: سودہ! اللہ کی قسم! تم جب باہر آتی ہو تو ہم سے مخفی نہیں رہ سکتیں، اب دیکھ لو کہ تم کو کیسے نکلنا چاہیے یا کیا کرنا چاہیے؟ وہ وہیں سے لوٹ آئیں، رسول اللہ ﷺ رات کا کھانا تناول فرما رہے تھے، انہوں نے آ کر رسول اللہ ﷺ کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بات بتلائی اور شکایت کی۔ گوشت والی ہڈی آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہی تھی کہ آپ ﷺ پر وحی کا نزول شروع ہوگیا، اس کے بعد وحی کا سلسلہ منقطع ہوا تو ابھی تک وہ ہڈی آپ کے ہاتھ ہی میں تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب تمہیں اپنی ضرورت کے لیے گھر سے باہر جانے کی اجازت مل گئی ہے۔''

(۱۱٤۰٤) تخريج: أخرجه البخاري: ۱٤۷، ٤۷۹٥، ٥۲۳۷، ومسلم: ۲۱۷۰ (انظر: ۲٤۲۹۰)

(۱۱٤۰٥)۔ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ، وَكَانَ يَقْسِمُ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا غَيْرَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ كَانَتْ وَهَبَتْ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ تَبْتَغِي بِذَالِكَ رِضَا النَّبِيِّ ﷺ۔ (مسند احمد: ۲٥۳۷۱)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کرتے، جس کے حق میں قرعہ نکلتا، اسے ساتھ لے کر جاتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ہر بیوی کے لئے اس کی رات اور اس کا دن تقسیم کیا کرتے تھے، ما سوائے سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے، کیونکہ انہوں نے اپنا دن اور رات ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے ہبہ کر دیا تھا، سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا مقصد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا تلاش کرنا تھا۔

فوائد:...... جب سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا عمر رسیدہ ہوئیں اور ان کو یہ شبہ ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو جدا کر دیں تو انھوں نے اپنا دن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا یہ ہبہ قبول کر لیا، یہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا کمال حکیمانہ فیصلہ تھا۔

(۱۱٤۰٦)۔ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا كَبِرَتْ سَوْدَةُ وَهَبَتْ يَوْمَهَا لِي فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْسِمُ لِي بِيَوْمِهَا مَعَ نِسَائِهِ، قَالَتْ: وَكَانَتْ أَوَّلَ امْرَأَةٍ تَزَوَّجَهَا بَعْدَهَا۔ (مسند احمد: ۲٤۸۹۹)

ہشام اپنے والد (عروہ) سے بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ام المومنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا جب عمر رسیدہ ہوگئیں تو انہوں نے اپنی باری مجھے ہبہ کر دی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی باری والا دن بھی مجھے دیا کرتے تھے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد یہ پہلی بیوی تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت میں آئیں۔

فوائد:...... حافظ ابن حجر نے کہا: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ کہنا کہ وہ پہلی خاتون تھیں، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے بعد شادی کی، اس سے مراد نکاح ہے، یعنی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا سے پہلے ہوا تھا، لیکن بالاتفاق ان کی رخصتی سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے بعد ہوئی تھی۔

(۱۱٤۰٥) تخريج: أخرجه البخاري: ۲٥۹۳، ۲٦۸۸ (انظر: ۲٤۸٥۹)

(۱۱٤۰٦) تخريج: حديث صحيح دون قولها: "وكانت اول امرأة تزوجها بعدي" فقد تفرد به شريك النخعي وهو سيىء الحفظ، اخرجه البخاري: ٥۲۱۲ دون الجملة المنكرة، وأخرجه مسلم: ۱٤٦۳ ولم يسق لفظه، انما احال على حديث جرير وقال: وزاد في حديث شريك: قالت: وكانت اول امرأة تزوجها بعدي (انظر: ۲٤۳۹٥)

أَبْوَابُ مَا جَاءَ فِيْ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رضي الله عنهما

ام المؤمنین سیدہ عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا کے تذکرے کے ابواب

وَهِيَ الثَّالِثَةُ مِنْ أَزْوَاجِهِ ﷺ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی تیسری بیوی تھیں

بَابٌ فِيْ تَارِيْخِ الْعَقْدِ عَلَيْهَا وَالْبِنَاءِ بِهَا وَكَمْ كَانَ عُمُرُهَا وَقِصَّةِ زِفَافِهَا

رسول اللہ ﷺ کے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عقد نکاح کی تاریخ، رخصتی کا بیان، اس وقت ان کی عمر اور رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضری کا تذکرہ

(١١٤٠٧)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: تَزَوَّجَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ شَوَّالٍ، وَأُدْخِلْتُ عَلَيْهِ فِيْ شَوَالٍ، فَأَيُّ نِسَائِهِ كَانَ أَحْظٰى عِنْدَهُ مِنِّيْ؟ فَكَانَتْ تَسْتَحِبُّ أَنْ تُدْخِلَ نِسَاءَ هَا فِيْ شَوَالٍ۔ (مسند احمد: ٢٤٧٧٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے شوال کے مہینے میں نکاح کیا اور مجھے شوال ہی کے مہینہ میں آپ کے ہاں روانہ کیا گیا۔ تو آپ ﷺ کی کونسی بیوی آپ کی نظروں میں مجھ سے زیادہ وقعت والی تھی؟ چنانچہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے خاندان کی عورتوں کی شادیاں ماہ شوال میں کرنا زیادہ پسند کیا کرتی تھیں۔

فوائد:...... عربوں کے ہاں ماہ شوال کو منحوس سمجھا جاتا تھا، اس لیے وہ شوال کے مہینے میں نکاح وغیرہ کے کرنے سے اجتناب کرتے تھے، اسلام نے ایسی توہم پرستی اور بد خیالی کا انکار کیا ہے، اسی سلسلہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرے ساتھ تو رسول اللہ ﷺ کا نکاح بھی اسی مہینے میں اور رخصتی بھی اسی مہینے میں ہوئی تھی، جبکہ آپ ﷺ کے نزدیک سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بڑی وقعت والی تھیں۔

(١١٤٠٨)۔ قَالَتْ تَزَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ، وَمَاتَ عَنْهَا وَهِيَ بِنْتُ ثَمَانِ عَشْرَةَ۔ (مسند احمد: ٢٤٦٥٣)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ان سے شادی کی تو اس وقت ان کی عمر نو سال تھی اور جب آپ ﷺ کا انتقال ہوا تو اس وقت سیدہ رضی اللہ عنہا کی عمر اٹھارہ برس تھی۔

(١١٤٠٩)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تَزَوَّجَنِيْ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ام المؤمنین

(١١٤٠٧) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤٢٣ (انظر: ٢٤٢٧٢)

(١١٤٠٨) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤٢٢ (انظر: ٢٤١٥٢)

(١١٤٠٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٨٩٤، ٥١٣٣، ومسلم: ١٤٢٢ (انظر: ٢٦٣٩٧)

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُتَوَفَّى خَدِيجَةَ قَبْلَ مَخْرَجِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ بِسَنَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ، وَأَنَا بِنْتُ سَبْعِ سِنِينَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ جَائَتْنِي نِسْوَةٌ وَأَنَا أَلْعَبُ فِي أُرْجُوحَةٍ وَأَنَا مُجَمَّمَةٌ فَذَهَبْنَ بِي فَهَيَّأْنَنِي وَصَنَعْنَنِي، ثُمَّ أَتَيْنَ بِي رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَبَنَى بِي وَأَنَا بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ۔ (مسند احمد: ٢٦٩٢٩)

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد مدینہ منورہ کی طرف روانگی سے دو یا تین سال قبل نکاح کیا، جبکہ میری عمر سات سال تھی۔ جب ہم مدینہ منورہ آئے تو چند خواتین میرے پاس آئیں، جبکہ میں جھولا جھول رہی تھی اور میرے بال کندھوں تک تھے، وہ عورتیں مجھے لے گئیں اور انہوں نے مجھے تیار کیا اور بنا سنوار دیا اور پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئیں اور میری رخصتی کر دی۔ اس وقت میری عمر نو برس تھی۔

فوائد:...... شریعتِ اسلامیہ میں عقل، نقلی علوم کے تابع ہے، نقلی علوم سے مراد قرآن و حدیث ہیں، شادی اور نکاح کے بارے ایک قانون یہ ہے کہ جب رخصتی ہونے لگے تو وہ مرد اور عورت بالغ ہوں اور ایک دوسرے کے ساتھ شادی کرنے پر رضامند ہوں، نبی کریم ﷺ کی پہلی شادی پر غور کریں کہ آپ ﷺ پچیس برس کے نوجوان تھے اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا چالیس برس کی بیوہ تھیں، چونکہ دونوں راضی تھے، اس لیے ہر ایک نے قبول کیا، یہی معاملہ ان احادیث کا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نو برس کی عمر میں بالغ ہو گئیں، جبکہ اس عمر میں خواتین کے بالغ ہو جانے کی دیگر مثالیں بھی موجود ہیں، اس وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر ترپن برس تھی، چونکہ دونوں طرف سے رضامندی تھی، بلکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو تو بڑی سعادت کا حصول ہو رہا تھا، اس لیے ہمیں یہ حق نہیں ہے کہ ہم اپنی عقل کو دخل دیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر نو برس ہو اور رسول اللہ ﷺ کی ترپن برس اور شادی کر دی جائے۔

بَابٌ فِي مُلَاطَفَةِ النَّبِيِّ ﷺ عَائِشَةَ وَإِدْخَالِهِ السُّرُورَ عَلَيْهَا

نبی کریم ﷺ کی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دل لگی اور ان کو خوش کرنے کا تذکرہ

(١١٤١٠)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ وَيَجِيءُ صَوَاحِبِي فَيَلْعَبْنَ مَعِي فَإِذَا رَأَيْنَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ انْقَمَعْنَ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُدْخِلُهُنَّ عَلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِي۔ (مسند احمد: ٢٤٨٠٢)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں اپنی گڑیوں کے ساتھ کھیلتی تھی اور میری سہیلیاں بھی آ کر میرے ساتھ مل کر کھیلتی تھیں، جب وہ نبی کریم ﷺ کو دیکھتیں تو چلی جاتیں، لیکن پھر آپ ﷺ خود ان کو میرے پاس بھیجتے، پس وہ میرے پاس آ کر کھیلتی تھیں۔

فوائد:...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نو برس میں شادی ہوئی تھی، انھوں نے کل دس سال نبی کریم ﷺ کی صحبت میں گزارے، چونکہ وہ نوعمر تھیں، اس لیے آپ ﷺ ان کو عمر کے تقاضے پورے کرنے کا موقع دیتے تھے۔

(١١٤١٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٦١٣٠، ومسلم: ٢٤٤٠ (انظر: ٢٤٢٩٨)

(۱۱۴۱۱)۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ لَهَا: ((إِنِّي أَعْرِفُ غَضَبَكِ إِذَا غَضِبْتِ، وَرِضَاكِ إِذَا رَضِيتِ)) قَالَتْ: وَكَيْفَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، قَالَ: ((إِذَا غَضِبْتِ قُلْتِ: يَا مُحَمَّدُ، وَإِذَا رَضِيتِ قُلْتِ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ۔)) (مسند احمد: ۲۴۵۱۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان سے فرمایا کرتے تھے: ''تم جب ناراض یا خوش ہوتی ہو تو میں تمہاری ناراضی یا خوشی کو جان جاتا ہوں۔'' انہوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ کیسے جان جاتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم ناراض ہوتی ہو تو یوں کہتی ہو: اے محمد اور جب تم راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو: اے اللہ کے رسول۔''

(۱۱۴۱۲)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنِّي لَأَعْلَمُ إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً، وَإِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبٰى)) قَالَتْ: فَقُلْتُ: مِنْ أَيْنَ تَعْلَمُ ذَاكَ؟ قَالَ: ((إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً فَإِنَّكِ تَقُولِينَ: لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ، وَإِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبٰى تَقُولِينَ: لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَام)) قُلْتُ: أَجَلْ وَاللّٰهِ، مَا أَهْجُرُ إِلَّا اسْمَكَ۔ (مسند احمد: ۲۴۸۲۲)

(دوسری سند) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے یہ فرمایا: ''تم جب مجھ سے خوش یا ناراض ہوتی ہو تو مجھے پتہ چل جاتا ہے۔'' میں نے دریافت کیا کہ آپ کو کیسے پتہ چلتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم راضی ہوتی ہو تو یوں کہتی ہو: محمد کے رب کی قسم۔ اور جب تم ناراض ہوتی ہو تو یوں کہتی ہو: ابراہیم کے رب کی قسم۔'' میں نے عرض کیا: بالکل ٹھیک ہے، لیکن اللہ کی قسم میں صرف آپ کا نام ترک کرتی ہوں (دل میں آپ کی محبت اور مقام وہی رہتا ہے)۔

(۱۱۴۱۳)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ وَرَجُلٌ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ فَيَقُولُ: هٰذِهِ امْرَأَتُكَ، فَأَقُولُ إِنْ يَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يُمْضِهِ۔)) (مسند احمد: ۲۴۶۴۳)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم دو مرتبہ مجھے خواب میں دکھائی گئیں، کوئی آدمی تمہیں ایک سفید ریشمی ٹکڑے میں اٹھائے ہوئے تھا، وہ کہتا تھا کہ یہ آپ کی بیوی ہے۔ میں کہتا تھا کہ اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو وہ اسے پورا کرے گا۔''

(۱۱۴۱۴)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے

(۱۱۴۱۱) تخریج: حدیث غیر محفوظ بھذہ السیاقة، وانظر الحدیث الآتی (انظر: ۲۴۰۱۲)
(۱۱۴۱۲) تخریج: اخرجه البخاری: ۵۲۲۸، ومسلم: ۲۴۳۹ (انظر: ۲۴۳۱۸)
(۱۱۴۱۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۱۲۵، ۷۰۱۲، ومسلم: ۲۴۳۸ (انظر: ۲۴۱۴۲)
(۱۱۴۱۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۱۹۰، ومسلم: ۸۹۲ (انظر: ۲۶۱۰۱)

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی بَابِ حُجْرَتِیْ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ بِحِرَابِهِمْ يَسْتُرُنِیْ بِرِدَائِهِ لِكَیْ أَنْظُرَ إِلٰی لَعِبِهِمْ ثُمَّ يَقُوْمُ حَتّٰی أَكُوْنَ أَنَا الَّتِیْ أَنْصَرِفُ۔ (مسند احمد: ٢٦٦٣٠)

رسول اللہ ﷺ کو اپنے حجرے کے دروازے پر دیکھا، جبکہ حبشی جنگی ہتھیاروں کے ساتھ کھیل رہے تھے اور آپ ﷺ میرے لئے اپنی چادر سے پردہ کررہے تھے، تاکہ میں ان کے کھیل کو دیکھ سکوں، پھر آپ کھڑے رہتے تھے، یہاں تک کہ میں خود واپس پھرتی تھی۔

فوائد:...... نبی کریم ﷺ اس طرح بھی اپنی بیویوں کا دل بہلانے کی کوشش کرتے تھے۔

(١١٤١٥)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَقْنِی عَلٰی مَنْكِبَيْهِ لِأَنْظُرَ إِلٰی زَفْنِ الْحَبَشَةِ حَتّٰی كُنْتُ الَّتِی مَلِلْتُ فَانْصَرَفْتُ عَنْهُمْ۔ (مسند احمد: ٢٥٣٦٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میری ٹھوڑی اپنے کندھوں پر رکھوائی تاکہ میں حبشیوں کے جنگی کرتب دیکھ لوں، یہاں تک کہ انہیں دیکھ دیکھ کر میں ہی تھک کر پیچھے ہٹ گئی۔

(١١٤١٦)۔ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ الْحَبَشَةَ لَعِبُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَانِیْ، فَنَظَرْتُ مِنْ فَوْقِ مَنْكِبِهِ حَتّٰی شَبِعْتُ۔ (مسند احمد: ٢٦٤٨٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حبشیوں نے رسول اللہ ﷺ کو دکھانے کے لیے جنگی کھیلوں کا مظاہرہ پیش کیا، آپ ﷺ نے مجھے بلا لیا، میں آپ ﷺ کے کندھے کے اوپر سے دیکھتی رہی، یہاں تک کہ میں نے جی بھر کر یہ منظر دیکھا۔

(١١٤١٧)۔ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْجِدَ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ فَزَجَرَهُمْ عُمَرُ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((دَعْهُمْ يَا عُمَرُ، فَإِنَّهُمْ بَنُو أَرْفِدَةَ۔)) (مسند احمد: ١٠٩٨٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے، وہاں حبشی لوگ نیزوں سے کھیل رہے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو ڈانٹ دیا۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عمر! ان کو رہنے دو، یہ بنو ارفدہ ہیں، (یعنی ایسا کرنا ان کے معمولات میں سے ہے۔)''

فوائد:...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی (صحیح بخاری: ٩٥٠) کی روایت کے مطابق یہ عید کا دن تھا اور عید کے دن کھیلنا ویسے بھی جائز ہے، جب تک کھیل کسی حرام کام پر مشتمل نہ ہو۔ رہا مسئلہ حبشی لوگوں کا تو ان کا کھیلنا محض کھیل نہیں تھا، بلکہ وہ جنگی آلات کے ذریعے جنگی مہارت کا اظہار کر رہے تھے، جو کہ مطلوبِ شریعت ہے۔

بنو ارفدہ، حبشی لوگوں کا لقب تھا، یہ لوگ عید کے روز دوسرے صحابہ کی بہ نسبت کھیل کود کا زیادہ شوق رکھتے تھے۔

(١١٤١٥) تخريج: انظر الحديث السابق

(١١٤١٦) تخريج: انظر الحديث السابق

(١١٤١٧) تخريج: أخرجه البخاری: ٢٩٠١، ومسلم: ٨٩٣ (انظر: ١٠٩٦٧)

مسجد کے تقدس کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں زجروتوبیخ کی، لیکن بعد میں آپ ﷺ نے وضاحت کر دی کہ مسجد میں اس قسم کے امور جائز ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: مہلب کہتے ہیں: مسلمانوں کی جماعت کے معاملات مسجد کے ساتھ معلق ہیں، اس لیے جن امور کا تعلق دین اور اہل دین کی منفعت سے ہو، نہ کہ فردِ واحد کی ذات سے، ان کا مسجد میں سرانجام دینا جائز ہے۔ (فتح الباری: ۱/ ۷۲۱)

(۱۱٤۱۸)۔ أَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ: عَنْ أَبِي الزِّنَادِ قَالَ: قَالَ لِي عُرْوَةُ: إِنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ لَتَعْلَمُ يَهُودُ أَنَّ فِي دِينِنَا فُسْحَةً: ((إِنِّي أُرْسِلْتُ بِحَنِيفِيَّةٍ سَمْحَةٍ۔)) (مسند احمد: ۲٦٤٨۹)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اس روز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(عمر! ان کو کھیلنے دو) تا کہ یہودیوں کو پتہ چل جائے کہ ہمارے دین میں کافی وسعت ہے، بے شک مجھے آسان دین و شریعت دے کر مبعوث کیا گیا ہے۔''

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ حِظْوَتِهَا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَحُبِّهِ اِيَّاهَا وَاِجَابَةِ طَلَبِهَا فِيْ غَيْرِ مَحْظُوْرٍ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رسول اکرم ﷺ کے ہاں مقبولیت، آپ ﷺ کی ان سے محبت اور مباح کاموں میں آپ ﷺ کا اپنی اہلیہ کی خواہش کو پورا کرنے کا بیان

(۱۱٤۱۹)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: أَيُّ النَّاسِ كَانَ أَحَبَّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَتْ: عَائِشَةُ، قُلْتُ: فَمِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَتْ: أَبُوْهَا۔ (مسند احمد: ۲٦٥۷٤)

عبداللہ بن شقیق سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبت کس سے تھی؟ انھوں نے کہا: عائشہ سے، میں نے کہا: مردوں میں سے؟ انھوں نے کہا: اس کے باپ سے۔

(۱۱٤۲۰)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّهُ لَيُهَوِّنُ عَلَيَّ أَنِّيْ رَأَيْتُ بَيَاضَ كَفِّ عَائِشَةَ فِي الْجَنَّةِ۔ (مسند احمد: ۲٥٥۹۰)

ام المؤمنین سید عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے لیے یہ بات اطمینان بخش ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہتھیلی کی چمک جنت میں دیکھی۔

فوائد:...... اس روایت کو شیخ البانی نے درج ذیل الفاظ کے ساتھ صحیحہ میں ذکر کیا ہے:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: ((إِنَّهُ لَيُهَوِّنُ عَلَيَّ الْمَوْتَ اَنْ اُرِيْتُكِ زَوْجَتِيْ فِي الْجَنَّةِ۔)) ...... ''مجھ پر موت کی سختیاں اس بنا پر آسان ہو رہی ہیں کہ تم جنت میں مجھے اپنی بیوی دکھائی دے رہی ہو۔'' (صحیحہ: ۲۸٦۷)

(۱۱٤۱۸) تخریج: اسنادہ حسن (انظر: ۲٥۹٦۲) (۱۱٤۱۹) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ۲٥۰٤٦)

(۱۱٤۲۰) تخریج: اسنادہ ضعیف لجهالة مصعب بن اسحاق (انظر: ۲٥۰۷٦)

اس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عظیم منقبت بیان کی گئی ہے کہ وہ جنت میں نہ صرف آپ ﷺ کی بیوی ہوں گی، بلکہ آپ ﷺ اس چیز پر اتنے خوش ہیں کہ آپ ﷺ کو موت کے سکرات اور سختیاں ہلکی محسوس ہو رہی ہیں۔

(۱۱۴۲۱)۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أُمِّ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أُهْدِيَتْ لَهُ هَدِيَّةٌ فِيهَا قِلَادَةٌ مِنْ جَزْعٍ، فَقَالَ: ((لَأَدْفَعَنَّهَا إِلٰى أَحَبِّ أَهْلِي إِلَيَّ۔)) فَقَالَتِ النِّسَاءُ ذَهَبَتْ بِهَا ابْنَةُ أَبِي قُحَافَةَ فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ فَعَلَّقَهَا فِي عُنُقِهَا۔ (مسند احمد: ۲۵۲۱۱)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک ہدیہ پیش کیا گیا، اس میں یمنی موتیوں کا ایک ہار بھی تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں یہ ہار اپنے اہل میں سے اس کو دوں گا، جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔'' عورتوں نے سمجھا کہ اس ہار کو ابو قحافہ کی بیٹی یعنی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا لے جائیں گی، مگر نبی کریم ﷺ نے اپنی نواسی سیدہ امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا کو بلوا کر وہ ہار ان کی گردن میں ڈال دیا۔

فوائد:...... اس روایت کا درج ذیل سیاق صحیح ہے:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ حِلْيَةٌ مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ أَهْدَاهَا لَهُ فِيهَا خَاتَمٌ مِنْ ذَهَبٍ فِيهِ فَصٌّ حَبَشِيٌّ، فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِعُودٍ بِبَعْضِ أَصَابِعِهِ مُعْرِضًا عَنْهُ ثُمَّ دَعَا أُمَامَةَ بِنْتَ أَبِي الْعَاصِ ابْنَةَ ابْنَتِهِ فَقَالَ: ((تَحَلَّيْ بِهٰذَا يَا بُنَيَّةُ۔)) ...... نبی کریم ﷺ کے پاس نجاشی کی جانب سے تحفہ میں زیورات آئے، جن میں ایک سونے کی انگوٹھی تھی، اس کا نگینہ حبشی تھا، نبی کریم ﷺ نے اپنی بعض انگلیوں کی مدد سے ایک لکڑی کے ذریعے اس سے اعراض کرتے ہوئے اس کو پکڑا اور پھر اپنی نواسی سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور کہا: ''پیاری بیٹی! اسے بطور زیور پہن لو۔'' (ابوداود: ۴۲۳۵، مسند احمد ۲۴۸۸۰)

(۱۱۴۲۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْسِمُ بَيْنَ نِسَائِهِ فَيَعْدِلُ وَيَقُولُ: ((هٰذِهِ قِسْمَتِي، (ثُمَّ يَقُولُ) اَللّٰهُمَّ هٰذَا فِعْلِي فِيمَا أَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِي فِيمَا تَمْلِكُ وَلَا أَمْلِكُ۔)) (مسند احمد: ۲۵۶۲۴)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی بیویوں کے درمیان عادلانہ تقسیم کرتے اور پھر فرماتے: ''یہ میری تقسیم ہے، اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے اور یہ میرے بس میں ہے، لہٰذا مجھے اس تقسیم میں ملامت نہ کرنا، جس کا تو مالک ہے اور میں مالک نہیں ہوں۔''

فوائد:...... کسی ایک بیوی کی طرف دلی میلان تو زیادہ ہو سکتا ہے، لیکن بظاہر ہر ایک کے ساتھ برابری کرنی چاہیے۔

(۱۱۴۲۱) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف علی بن زید بن جدعان، وجهالة ام محمد، اخرجه ابویعلی: ۴۴۷۱ (انظر: ۲۴۷۰۴)

(۱۱۴۲۲) تخريج: ضعيف، لكن قوله "كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْسِمُ بَيْنَ نِسَائِهِ فَيَعْدِلُ" صحيح لغيره، أخرجه ابوداود: ۲۱۴۳، والترمذي: ۱۱۴۰، وابن ماجه: ۱۹۷۱ (انظر: ۲۵۱۱۱)

(۱۱۴۲۳)۔ عَنْ سُمَيَّةَ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَجَدَ عَلٰى صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ فِي شَيْءٍ، فَقَالَتْ صَفِيَّةُ: يَا عَائِشَةُ! أَرْضِي عَنِّي رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَلَكِ يَوْمِي، فَقَالَتْ: نَعَمْ، فَأَخَذَتْ خِمَارًا لَهَا مَصْبُوغًا بِزَعْفَرَانٍ فَرَشَّتْهُ بِالْمَاءِ لِيَفُوحَ رِيحُهُ، فَقَعَدَتْ إِلٰى جَنْبِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِلَيْكِ يَا عَائِشَةُ، إِنَّهُ لَيْسَ يَوْمَكِ۔)) قَالَتْ: ﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ وَأَخْبَرَتْهُ بِالْأَمْرِ فَرَضِيَ عَنْهَا۔ (مسند احمد: ۲۵۱۴۷)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے ناراض ہوگئے، انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ کر ان سے کہا کہ آپ اللہ کے رسول ﷺ کو مجھ سے راضی کرا دیں تو میں اپنی ایک باری آپ کو دوں گی۔ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے، پس انہوں نے زعفران سے رنگا ہوا اپنا دوپٹہ لیا اور اس پر پانی چھڑکا، تاکہ اس کی خوشبو مہک اٹھے، اور پھر جا کر رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں بیٹھ گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! پرے ہٹ جاؤ، آج تمہاری باری نہیں ہے۔'' لیکن سیدہ نے جواباً یہ آیت پڑھی: ﴿ذَلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ ...... ''یہ تو اللہ کا فضل ہے، وہ جسے چاہے عطا کر دیتا ہے۔'' پھر انہوں نے ساری بات آپ ﷺ کو بتلائی اور آپ ﷺ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے راضی ہوگئے۔

(۱۱۴۲۴)۔ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كُلُّ نِسَائِكَ لَهَا كُنْيَةٌ غَيْرِي، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اكْتَنِي أَنْتِ أُمَّ عَبْدِ اللّٰهِ۔)) فَكَانَ يُقَالُ لَهَا: أُمُّ عَبْدِ اللّٰهِ حَتّٰى مَاتَتْ وَلَمْ تَلِدْ قَطُّ۔ (مسند احمد: ۲۵۶۹۶)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے سوا آپ کی تمام ازواج نے کنیت رکھی ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم ام عبداللہ کنیت رکھ لو۔'' پس ان کو ام عبداللہ کہا جاتا رہا، یہاں تک کہ کوئی بچہ جنم دیئے بغیر سیدہ وفات پا گئیں۔

فوائد:...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہن سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے بیٹے کا نام عبداللہ تھا، سیدہ عائشہ کی کنیت ام عبداللہ اسی ان کے بھانجے کی وجہ سے رکھی گئی تھی۔

(۱۱۴۲۳) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة سمية بصرية، اخرجه ابن ماجه: ۱۹۷۳ (انظر: ۲۴٦٤۰)

(۱۱۴۲۴) تخريج: حديث صحيح، اخرجه الطبراني في "الكبير": ۲۳/ ۳۵، عبد الرزاق: ۱۹۸۵۸ (انظر: ۲۵۱۸۱)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ غَيْرَةِ ضَرَائِرِهَا مِنْ مَحَبَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِيَّاهَا وَانْتِصَارِهَا عَلَيْهِنَّ

رسول اللہ ﷺ کی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت پر دیگر ازواج کی غیرت نیز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دیگر ازواج پر غلبہ کا بیان

(١١٤٢٥)۔ سُلَيْمُ بْنُ أَخْضَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أُمِّ مُحَمَّدٍ امْرَأَةِ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَتْ عِنْدَنَا أُمُّ سَلَمَةَ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ جُنْحِ اللَّيْلِ، قَالَتْ: فَذَكَرْتُ شَيْئًا صَنَعَهُ بِيَدِهِ، قَالَتْ: وَجَعَلَ لَا يَفْطِنُ لِأُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: وَجَعَلْتُ أُومِئُ إِلَيْهِ حَتَّى فَطَنَ، قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: أَهٰكَذَا الْآنَ أَمَا كَانَتْ وَاحِدَةٌ مِنَّا عِنْدَكَ إِلَّا فِي خِلَابَةٍ كَمَا أَرٰى وَسَبَّتْ عَائِشَةَ، وَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْهَاهَا فَتَأْبَى، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((سُبِّيهَا)) فَسَبَّتْهَا حَتَّى غَلَبَتْهَا فَانْطَلَقَتْ أُمُّ سَلَمَةَ إِلَى عَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ، فَقَالَتْ: إِنَّ عَائِشَةَ سَبَّتْهَا، وَقَالَتْ لَكُمْ وَقَالَتْ لَكُمْ، فَقَالَ عَلِيٌّ لِفَاطِمَةَ: اذْهَبِي إِلَيْهِ فَقُولِي إِنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَنَا وَقَالَتْ لَنَا، فَأَتَتْهُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّهَا حِبَّةُ أَبِيكِ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ۔)) فَرَجَعَتْ إِلَى عَلِيٍّ فَذَكَرَتْ لَهُ الَّذِي قَالَ لَهَا، فَقَالَ: أَمَا كَفَاكِ إِلَّا أَنْ قَالَتْ لَنَا عَائِشَةُ وَقَالَتْ لَنَا حَتَّى أَتَتْكِ فَاطِمَةُ، فَقُلْتَ لَهَا: ((إِنَّهَا حِبَّةُ أَبِيكِ وَرَبِّ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہمارے ہاں تشریف فرما تھیں، رات کے کسی حصے میں نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک کام کا ذکر کیا، جو اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے ہاتھ سے کیا (جیسے میاں بیوی آپس میں کرتے ہیں)۔ آپ کو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی کا علم نہ تھا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں آپ ﷺ کو اشارے سے سمجھانے لگی یہاں تک کہ آپ کو بات سمجھ آ گئی۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا اب یہ کچھ ہونے لگا ہے؟ کیا ہم میں سے کوئی زوجہ آپ کی نظروں میں دھوکے میں ہے، جیسا کہ میں دیکھ رہی ہوں اور انہوں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بھی برا بھلا کہا۔ نبی کریم ﷺ ان کو روکتے رہے، مگر وہ نہ رکیں۔ بالآخر نبی کریم ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''اب تم بولو۔'' جب وہ بولیں تو ان پر غالب آ گئیں، پھر ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گئیں اور ان سے کہا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے برا بھلا کہا ہے اور انہوں نے آپ لوگوں کے متعلق بھی اس قسم کی باتیں کی ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سید فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا تم رسول اللہ ﷺ سے جا کر کہو کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمارے متعلق اس قسم کی باتیں کی ہیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا کر ساری بات بتلائی تو نبی کریم ﷺ نے ان

(١١٤٢٥) تخريج: اسناده ضعيف على نكارة فى متنه، على بن زيد بن جدعان ضعيف، وام محمد امرأة والد على بن زيد مجهولة (انظر: ٢٤٩٨٦)

الْكَعْبَةِ۔)) (مسند احمد: ۲۵۵۰۰)

سے فرمایا: ''رب کعبہ کی قسم! وہ تمہارے باپ کی محبوبہ ہے۔'' یہ سن کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس واپس گئیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کا ان سے ذکر کیا۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکوہ کے طور پر کہا کیا آپ کی طرف سے اتنا ہی کافی نہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمارے متعلق اس قسم کی باتیں کیں اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے ان کا ذکر بھی کیا (اور آپ نے پھر ان باتوں کا کوئی نوٹس نہیں لیا)، صرف اتنا کہا کہ ''رب کعبہ کی قسم! وہ تو تمہارے باپ کی محبوبہ ہے۔''

(۱۱٤۲٦)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) أَزْهَرُ قَالَ: أَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ أَنْبَأَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أُمِّ مُحَمَّدٍ اِمْرَأَةِ أَبِيهِ قَالَتْ: وَكَانَتْ تَغْشَى عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَتْ عِنْدَنَا زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَذَكَرَتْ نَحْوَ حَدِيثِ سُلَيْمِ بْنِ أَخْضَرِ إِلَّا اِنَّ سُلَيْمًا قَالَ: أُمُّ سَلَمَةَ۔ (مسند احمد: ۲۵۵۰۱)

(دوسری سند) ام محمد سے مروی ہے، جبکہ وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا جایا کرتی تھیں، انھوں نے کہا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا کہ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ہمارے ہاں تشریف فرما تھیں۔ اس سے آگے انہوں نے اسی طرح حدیث بیان کی جیسے سلیم بن اخضر نے بیان کی ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ سلیم کی روایت میں سیدہ زینب بنت جحش کی بجائے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ذکر ہے۔

(۱۱٤۲۷)۔ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اجْتَمَعْنَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ فَأَرْسَلْنَ فَاطِمَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْنَ لَهَا: قُولِي لَهُ: إِنَّ نِسَاءَكَ يَنْشُدْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ، قَالَتْ: فَدَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ مَعَ عَائِشَةَ فِي مِرْطِهَا، فَقَالَتْ لَهُ: إِنَّ نِسَاءَكَ أَرْسَلْنَنِي إِلَيْكَ وَهُنَّ يَنْشُدْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: ((أَتُحِبِّينِي۔)) قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج نے اکٹھے ہو کر مشورہ کیا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور ان سے کہا کہ آپ جا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہیں کہ آپ کی ازواج ابو قحافہ کی بیٹی کے بارے میں آپ سے عدل کا مطالبہ کرتی ہیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں گئی تو آپ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی چادر میں ان کے ساتھ تھے۔ انہوں نے جا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ آپ کی ازواج نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے، وہ ابو قحافہ کی بیٹی کے بارے میں آپ سے عدل کا مطالبہ کرتی

(۱۱٤۲٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۱٤۲۷) تخريج: حديث صحيح، اخرجه النسائي: ۷/ ٦۷ (انظر: ۲٥۱۷٤)

((فَأَحِبِّيهَا۔)) فَرَجَعَتْ إِلَيْهِنَّ فَأَخْبَرَتْهُنَّ مَا قَالَ لَهَا، فَقُلْنَ إِنَّكِ لَمْ تَصْنَعِي شَيْئًا فَارْجِعِي إِلَيْهِ، فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ لَا أَرْجِعُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبَدًا، قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَكَانَتْ ابْنَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَقًّا، فَأَرْسَلْنَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ قَالَتْ عَائِشَةُ: هِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: إِنَّ أَزْوَاجَكَ أَرْسَلْنَنِي إِلَيْكَ وَهُنَّ يَنْشُدْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ، قَالَتْ: ثُمَّ أَقْبَلَتْ عَلَيَّ تَشْتُمُنِي، فَجَعَلْتُ أُرَاقِبُ النَّبِيَّ ﷺ وَأَنْظُرُ إِلَى طَرْفِهِ هَلْ يَأْذَنُ لِي فِي أَنْ أَنْتَصِرَ مِنْهَا، فَلَمْ يَتَكَلَّمْ، قَالَتْ: فَشَتَمَتْنِي حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهُ لَا يَكْرَهُ أَنْ أَنْتَصِرَ مِنْهَا، فَاسْتَقْبَلْتُهَا فَلَمْ أَلْبَثْ أَنْ أَفْحَمْتُهَا، قَالَتْ: فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّهَا ابْنَةُ أَبِي بَكْرٍ۔)) قَالَتْ عَائِشَةُ: وَلَمْ أَرَ امْرَأَةً خَيْرًا مِنْهَا، وَأَكْثَرَ صَدَقَةً، وَأَوْصَلَ لِلرَّحِمِ، وَأَبْذَلَ لِنَفْسِهَا فِي كُلِّ شَيْءٍ يُتَقَرَّبُ بِهِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ زَيْنَبَ، مَا عَدَا سَوْرَةً مِنْ غَرْبِ حَدٍّ كَانَ فِيهَا تُوشِكُ مِنْهَا الْفِيئَةُ۔

(مسند احمد: ٢٥٦٨٩)

ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ''کیا تمہیں مجھ سے محبت ہے؟'' زہری نے کہا: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر تم بھی اس عائشہ سے محبت رکھو۔'' دوسری روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیٹی! جو کچھ مجھے پسند ہے کیا تمہیں پسند نہیں ہے؟'' سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: کیوں نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر تم بھی ان سے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت رکھو۔'' سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کی بات سن کر واپس آ گئیں اور آپ ﷺ کے جواب سے انہیں مطلع کیا، ان سب نے کہا: تم نے تو کچھ بھی نہیں کیا؟ تم دوبارہ آپ ﷺ کی طرف جاؤ، لیکن سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم! اس بارے میں میں آپ ﷺ کے پاس بالکل نہیں جاؤں گی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا واقعی رسول اللہ ﷺ کی بیٹی تھیں۔ اس کے بعد ازواج نے ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو (تیار کر کے) بھیجا۔ ازواج مطہرات میں صرف وہی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مد مقابل تھیں۔ انہوں نے جا کر کہا: آپ کی بیویوں نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے، وہ آپ سے ابو قحافہ کی دختر کے بارے میں عدل و مساوات کا مطالبہ کرتی ہیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: وہ یہ کہتے ہی میری طرف متوجہ ہوئیں اور مجھے براہ راست برا بھلا کہنے لگیں۔ میں نبی کریم ﷺ کا انتظار کرنے اور ان کی آنکھ کی طرف دیکھنے لگی کہ کیا آپ ﷺ مجھے ان سے بدلہ لینے کی اجازت دیتے ہیں؟ لیکن آپ ﷺ نے کچھ بھی نہ فرمایا، انہوں نے مجھے اس قدر کوسا کہ مجھے یقین ہو گیا کہ اب اگر میں ان سے بدلہ لوں تو آپ ﷺ کو گراں نہ گزرے گا۔ چنانچہ میں نے ان کا رخ کیا اور جلد ہی ان پر غالب آ گئی، یہ صورت حال دیکھ کر نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ''آخر یہ ابو بکر

کی بیٹی ہے۔'' دوسری روایت کے الفاظ یوں ہیں: میری باتیں سن کر نبی کریم ﷺ نے تبسم کیا اور فرمایا: ''یہ تو ابو بکر کی بیٹی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ازواج مطہرات میں سے میں نے کسی کو ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر بہتر زیادہ صدقہ کرنے والی، زیادہ صلہ رحمی کرنے والی اور اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے سعی کرنے والی ان سے بڑھ کر کسی کو نہیں پایا، ان میں صرف ایک خامی تھی کہ انہیں جوش اور غصہ بہت جلد آ جاتا تھا، لیکن پھر جلد ہی اس کو ختم کر دیتی تھیں۔

(۱۱٤۲۸)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: مَا عَلِمْتُ حَتّٰى دَخَلَتْ عَلَيَّ زَيْنَبُ بِغَيْرِ إِذْنٍ وَهِيَ غَضْبٰى، ثُمَّ قَالَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَحْسِبُكَ إِذَا قَلَبَتْ لَكَ بُنَيَّةُ أَبِي بَكْرٍ ذُرَيِّعَيْهَا، ثُمَّ أَقْبَلَتْ إِلَيَّ فَأَعْرَضْتُ عَنْهَا حَتّٰى قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((دُونَكِ فَانْتَصِرِي۔)) فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهَا حَتّٰى رَأَيْتُهَا قَدْ يَبِسَ رِيقُهَا فِي فِمِهَا مَا تَرُدُّ عَلَيَّ شَيْئًا، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ۔ (مسند احمد: ۲۵۱۲۷)

(دوسری سند) ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: مجھے پتہ ہی نہ چل سکا حتیٰ کہ ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا غصے میں بھری ہوئی بلا اجازت آ دھمکیں اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: میں سمجھتی ہوں کہ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی آپ کے سامنے اپنے ہاتھوں اور کلائیوں کے اشارے کرتی ہے تو آپ اسی کی بات مانتے ہیں۔ اس کے بعد وہ میری طرف متوجہ ہوئیں اور میں ان کی باتیں خاموشی سے سنتی رہی، میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ خود نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''تم بھی کچھ کہو اور بدلہ لو۔'' چنانچہ میں نے ان کی طرف رخ کیا۔ (یعنی ایسی جوابی کاروائی کی) میں نے دیکھا کہ ان کا منہ خشک ہو گیا اور وہ مجھے کچھ نہ کہہ سکیں۔ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔

(۱۱٤۲۹)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَلَّمَنِي صَوَاحِبِي أَنْ أُكَلِّمَ رَسُولَ اللّٰهِ أَنْ يَأْمُرَ النَّاسَ، فَيُهْدُونَ لَهُ حَيْثُ

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج نے مجھ سے کہا کہ میں ان کی نمائندگی کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا کر آپ ﷺ سے کہوں

(۱۱٤۲۸) تخریج: اسناده حسن، أخرجه ابن ماجه: ۱۹۸۱ (انظر: ۲٤٦۲۰)

(۱۱٤۲۹) تخریج: أخرجه البخاري: ۲۵۸۰ (انظر: ۲٦۵۱۲)

كَانَ، فَإِنَّهُمْ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدِيَّتِهِ يَوْمَ عَائِشَةَ، وَإِنَّا نُحِبُّ الْخَيْرَ كَمَا تُحِبُّهُ عَائِشَةُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ صَوَاحِبِي كَلَّمْنَنِي أَنْ أُكَلِّمَكَ لِتَأْمُرَ النَّاسَ أَنْ يُهْدُوْا لَكَ حَيْثُ كُنْتَ، فَإِنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ، وَإِنَّمَا نُحِبُّ الْخَيْرَ كَمَا تُحِبُّ عَائِشَةُ، قَالَتْ: فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ وَلَمْ يُرَاجِعْنِي، فَجَائَتِنِي صَوَاحِبِي فَأَخْبَرْتُهُنَّ أَنَّهُ لَمْ يُكَلِّمْنِي فَقُلْنَ: لَا تَدَعِيهِ وَمَا هٰذَا حِينَ تَدَعِينَهُ، قَالَتْ: ثُمَّ دَارَ فَكَلَّمْتُهُ، فَقُلْتُ: إِنَّ صَوَاحِبِي قَدْ أَمَرْنَنِي أَنْ أُكَلِّمَكَ تَأْمُرُ النَّاسَ فَلْيُهْدُوْا لَكَ حَيْثُ كُنْتَ، فَقَالَتْ لَهُ مِثْلَ تِلْكَ الْمَقَالَةِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا كُلُّ ذٰلِكَ يَسْكُتُ عَنْهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: ((يَا أُمَّ سَلَمَةَ لَا تُؤْذِينِي فِي عَائِشَةَ، فَإِنَّهُ وَاللّٰهِ! مَا نَزَلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَأَنَا فِي بَيْتِ امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِي غَيْرَ عَائِشَةَ)) فَقَالَتْ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ أَنْ أَسُوءَكَ فِي عَائِشَةَ۔ (مسند احمد: ٢٧٠٤٧)

کہ آپ لوگوں کو حکم دیں کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں یعنی جس بیوی کے ہاں ہوں، لوگ اپنے تحائف اُدھر ہی بھیج دیا کریں۔ لوگ اپنے ہدایا اور تحائف بھیجنے کے لیے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کی انتظار کیا کرتے تھے۔ ،جس طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس قسم کی چیزوں کو کو پسند کرتی ہیں، ہم بھی پسند کرتی ہیں۔ سو میں نے جا کر کہا: اللہ کے رسول! میری صاحبات یعنی آپ کی ازواج نے مجھ سے کہا ہے کہ میں آپ سے اس بارے میں بات کروں کہ آپ لوگوں کو یہ حکم دیں کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوا کریں، وہ اپنے تحائف آپ کی خدمت میں بھیج دیا کریں۔ لوگ اپنے تحائف بھیجنے کے لیے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کی انتظار کرتے رہتے ہیں۔ ہم بھی بھلائی کو اسی طرح پسند کرتی ہیں، جیسے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پسند کرتی ہیں۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میری بات سن کر نبی کریم ﷺ خاموش رہے اور مجھے کچھ جواب نہ دیا، جب میری صاحبات میرے پاس آئیں تو میں نے انہیں بتلایا کہ نبی کریم ﷺ نے تو مجھے جواب میں کچھ نہیں فرمایا۔ انھوں نے کہا: تم رسول اللہ ﷺ کو اس طرح نہ چھوڑو اور آپ سے اس بارے میں دوبارہ بات کرو۔ تمہارے خاموش رہنے کا کیا فائدہ؟ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: اس کے بعد میں دو بارہ رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کے لیے گئی اور میں نے پھر یہی بات کی اور عرض کیا کہ میری سوکنوں نے مجھ سے کہا ہے کہ میں آپ سے یہ بات کروں کہ آپ لوگوں کو حکم فرمائیں کہ آپ جہاں کہیں بھی یعنی کسی زوجہ کے ہاں ہوں، لوگ اپنے تحائف ادھر ہی بھیج دیا کریں۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات دو یا تین بار کی۔ رسول اللہ ﷺ ہر بار خاموش رہتے۔ بالآخر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ام سلمہ! تم عائشہ کے بارے

میں ایسی باتیں کر کے مجھے ایذا مت پہنچاؤ۔ اللہ کی قسم! عائشہ کا تو یہ مقام اور مرتبہ ہے کہ اس کے بستر کے سوا میری کسی بھی دوسری زوجہ کے بستر میں مجھ پر کبھی وحی نازل نہیں ہوئی۔'' یہ سن کر سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں اللہ تعالیٰ سے اس بات سے پناہ چاہتی ہوں کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کوئی بات کر کے آپ کا دل دکھاؤں۔

فوائد:...... امہات المؤمنین اگرچہ اس امت کی نہایت ہی افضل خواتین تھیں، تاہم بسا اوقات بشری تقاضوں کے پیش نظر ان کے درمیان بھی سوتنوں والی کیفیت پیدا ہو جاتی اور وہ ایک دوسری کو کوسنے لگتی تھیں۔
رسول اللہ ﷺ کو اپنی تمام ازواج میں سے سب سے زیادہ قلبی لگاؤ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مَحَبَّتِهَا النَّبِيَّ ﷺ وَغَيْرَتِهَا عَلَيْهِ وَمُحَافَظَتِهَا عَلٰى مَا كَانَ عَلٰى عَهْدِهِ

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نبی کریم ﷺ کے ساتھ محبت، آپ کے بارے میں ان کی غیرت اور سیدہ رضی اللہ عنہا آپ کی حیاتِ مبارکہ میں جو جو عمل کیا کرتی تھیں، بعد میں بھی ان کی حفاظت کرنے کا بیان

(۱۱٤۳۰)۔ ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ، أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ بْنِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ قَالَ يَوْمًا: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي وَعَنْ أُمِّي؟ فَظَنَنَّا أَنَّهُ يُرِيْدُ أُمَّهُ الَّتِيْ وَلَدَتْهُ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي وَعَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ؟ قُلْتُ: بَلٰى۔ قَالَ: قَالَتْ: لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِيَ الَّتِيْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا عِنْدِي، انْقَلَبَ، فَوَضَعَ رِدَائَهُ وَخَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَبَسَطَ طَرَفَ إِزَارِهِ عَلٰى فِرَاشِهِ فَاضْطَجَعَ، فَلَمْ يَلْبَثْ

ایک دن محمد بن قیس نے کہا: کیا میں تمہیں اپنی اور اپنی والدہ سے ایک حدیث بیان نہ کر دوں؟ ہم نے سمجھا کہ اس کی مراد اس کی حقیقی والدہ ہے، پھر انہوں نے کہا: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا میں تمہیں اپنا اور رسول اللہ ﷺ کا ایک واقعہ بیان کروں؟ میں نے عرض کیا: جی کیوں نہیں، پھر انھوں نے کہا: جب میری رات تھی اور نبی کریم ﷺ میرے پاس تھے، آپ ﷺ (عشاء کے بعد) واپس تشریف لائے، چادر رکھی، جوتے اتار کر پائنتی کی طرف رکھ دیئے اور چادر کا ایک حصہ بستر پر بچھا کر لیٹ گئے۔ آپ ﷺ کچھ دیر لیٹے رہے، (میرے خیال کے مطابق) جب آپ ﷺ نے سمجھا کہ میں سو گئی ہوں تو آپ ﷺ نے آہستہ سے اپنی چادر اٹھائی، آرام سے جوتے پہنے اور دروازہ کھول کر باہر تشریف لے گئے اور آہستگی سے اسے بند کر دیا۔ اُدھر میں نے بھی اپنا دوپٹہ سنبھالا، سر پر

(۱۱٤۳۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۹۷٤ (انظر: ۲۵۸۵۵)

إِلَّا رَيْثَمَا ظَنَّ أَنِّي قَدْ رَقَدْتُ فَأَخَذَ رِدَائَهُ رُوَيْدًا، وَانْتَعَلَ رُوَيْدًا وَفَتَحَ الْبَابَ فَخَرَجَ ثُمَّ أَجَافَهُ رُوَيْدًا، فَجَعَلْتُ دِرْعِي فِي رَأْسِي وَاخْتَمَرْتُ وَتَقَنَّعْتُ إِزَارِي ثُمَّ انْطَلَقْتُ عَلَى أَثَرِهِ حَتّٰى جَاءَ الْبَقِيعَ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ انْحَرَفَ فَانْحَرَفْتُ فَأَسْرَعَ فَأَسْرَعْتُ فَهَرْوَلَ فَهَرْوَلْتُ، فَأَحْضَرَ فَأَحْضَرْتُ، فَسَبَقْتُهُ، فَدَخَلْتُ فَلَيْسَ إِلَّا أَنِ اضْطَجَعْتُ فَدَخَلَ فَقَالَ: ((مَالَكِ يَا عَائِشَةُ! حَشْيَا رَابِيَةً؟)) قَالَتْ: قُلْتُ: لَا شَيْءَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((لَتُخْبِرِنِّي أَوْ لَيُخْبِرَنِّي اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ.)) قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، فَأَخْبَرْتُهُ، قَالَ: ((فَأَنْتِ السَّوَادُ الَّذِي رَأَيْتُ أَمَامِي؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، فَلَهَزَنِي فِي ظَهْرِي لَهْزَةً أَوْجَعَتْنِي وَقَالَ: ((أَظَنَنْتِ أَنْ يَحِيْفَ عَلَيْكِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ؟)) قَالَتْ: مَهْمَا يَكْتُمِ النَّاسُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ، قَالَ: ((نَعَمْ فَإِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَانِي حِيْنَ رَأَيْتِ فَنَادَانِي فَأَخْفَاهُ مِنْكِ فَأَجَبْتُهُ فَأَخْفَيْتُهُ مِنْكِ، وَلَمْ يَكُنْ لِيَدْخُلَ عَلَيْكِ وَقَدْ وَضَعْتِ ثِيَابَكِ وَظَنَنْتُ أَنَّكِ قَدْ رَقَدْتِ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوْقِظَكِ وَخَشِيْتُ أَنْ تَسْتَوْحِشِي، فَقَالَ: إِنَّ رَبَّكَ جَلَّ وَعَزَّ يَأْمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَ أَهْلَ الْبَقِيعِ فَتَسْتَغْفِرَ لَهُمْ.)) قَالَتْ: فَكَيْفَ أَقُوْلُ

رکھا، چادر اوڑھی، شلوار پہنی اور آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑی۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ بقیع قبرستان میں جا پہنچے، وہاں کافی دیر کھڑے رہے اور تین مرتبہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے، بعد ازاں آپ ﷺ واپس لوٹے اور میں بھی لوٹنے لگی، آپ ﷺ تیز تیز چلے تو میں نے بھی رفتار تیز کر دی، جب آپ ﷺ کچھ دوڑے تو میں بھی دوڑنے لگی۔ پھر جب آپ ﷺ مزید تیز ہو گئے تو میں بھی مزید تیز ہو گئی اور آپ ﷺ سے آگے نکل گئی اور گھر پہنچ کر ابھی لیٹی ہی تھی کہ آپ ﷺ بھی تشریف لے آئے اور فرمایا: ''عائشہ! کیا بات ہے، سانس پھولا ہوا ہے، پیٹ اٹھا ہوا ہے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کوئی بات نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم خود ہی مجھے بتا دو، ورنہ باریک بین اور باخبر رب مجھے بتلا دے گا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے والدین آپ پر قربان ہوں، پھر میں نے سارا واقعہ آپ کو بیان کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو مجھے اپنے سامنے کالا سا وجود نظر آ رہا تھا، یہ تم تھی؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے میری کمر میں مکا مارا، جس سے مجھے تکلیف ہوئی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے یہ سمجھ لیا تھا کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر زیادتی کریں گے؟'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: لوگ جیسے مرضی چھپا لیں، لیکن اللہ تعالیٰ تو اسے جانتا ہی ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں، بات یہ تھی کہ جب تم نے مجھے دیکھا تھا اس وقت جبریل علیہ السلام نے آ کر مجھے آواز دی اور آواز کو تم سے پوشیدہ رکھا، میں نے بھی اپنی آواز کو تم سے مخفی رکھتے ہوئے اس کی بات کا جواب دیا، وہ اس وقت تمہارے پاس تو آ نہیں سکتا تھا، کیونکہ تم نے کپڑے وغیرہ ایک طرف رکھے ہوئے تھے، جبکہ میں نے سمجھا تھا تم سو چکی ہو

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ!؟ فَقَالَ: ((قُوْلِیْ: اَلسَّلَامُ عَلٰی أَہْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَیَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِیْنَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰہُ لَلَاحِقُوْنَ۔)) (مسند احمد: ۲۶۳۸۰)

اور تمہیں جگانا بھی مناسب نہ سمجھا، تاکہ تم اکیلی پریشان نہ ہو جاؤ، جبریل علیہ السلام نے مجھے کہا: آپ کا ربّ آپ کو حکم دے رہا ہے کہ آپ ﷺ بقیع والوں کے پاس جا کر اس کے لیے بخشش کی دعا کریں، (اس لیے میں چلا گیا تھا)۔'' پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں کیسے دعا پڑھا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم یوں کہا کرو: اَلسَّلَامُ عَلٰی أَہْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُسْلِمِیْنَ وَیَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِیْنَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰہُ لَلَاحِقُوْنَ۔ (سلامتی ہو ان گھروں والے مومنوں اور مسلمانوں پر اور اللہ تعالیٰ ہم سے پہلے والوں اور بعد والوں پر رحم کرے اور ہم بھی ان شاء اللہ ملنے والے ہیں۔'')

فوائد:...... حدیثِ مبارکہ اپنے مفہوم میں واضح ہے کہ مسلمانوں کے قبرستان میں جا کر ان کے لیے مغفرت کی دعا کرنا اتنا اہم معاملہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جبریل علیہ السلام کے ذریعے اس چیز کا خاص طور پر حکم دیا۔ اس حدیث میں آپ ﷺ کے اخلاقِ عالیہ کی بھی ایک بڑی مثال پیش کی گئی ہے کہ آپ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نیند کا لحاظ کرتے ہوئے سارے امور چپکے چپکے سرانجام دیئے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس ظن میں مبتلا ہو گئی تھیں کہ آپ ﷺ کسی اور بیوی کے گھر جا رہے ہیں۔

اس حدیث کا یہ جملہ بدعقیدہ لوگوں کے لیے قابل توجہ ہے: ''عائشہ! تم خود ہی مجھے بتا دو، ورنہ بہت باریک بین اور ہر چیز سے باخبر ربّ مجھے بتلا دے گا۔'' اگر نبی کریم ﷺ عالم الغیب ہوتے تو آپ ﷺ کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ساری نقل وحرکت کا علم ہوتا، یہ نقطہ بھی غور طلب ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جاگ رہی تھیں، جبکہ آپ ﷺ نے تو یہ سمجھ لیا تھا کہ سیدہ سو رہی ہیں۔ دراصل جب کوئی آدمی شرعی علوم سے دور ہو جاتا ہے تو وہ کسی بھی عقیدے اور بدعت کو رواج دے سکتا ہے۔

(۱۱۴۳۱)۔ عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے عہد

(۱۱۴۳۱) تخریج: رجالہ ثقات، غیر والد وکیع وھو الجراح بن ملیح فمختلف فیہ، ام حکیم صحابیۃ، فان لم تکن لہ صحبۃ فھی متابعۃ، اخرجہ ابن ابی شیبۃ: ۲/ ۴۱۰، والبخاری فی "التاریخ الصغیر" ۱/ ۱۷۲ (انظر: ۲۵۰۷۸)

صَلَّيْتُ صَلَاةً كُنْتُ أُصَلِّيهَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ لَوْ أَنَّ أَبِي نَشَرَ فَنَهَانِي عَنْهَا مَا تَرَكْتُهَا۔ (مسند احمد: ٢٥٥٩٠)

میں ایک (نفل) نماز پڑھا کرتی تھی۔ اب اگر میرے والد بھی قبر سے اٹھ کر آ کر مجھے اس سے منع کریں تو میں اس نماز کو ترک نہ کروں گی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ حَدِيْثِ الْإِفْكِ وَمِحْنَةِ عَائِشَةَ وَنُزُوْلِ بَرَاءَ تِهَا مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوَاتٍ

واقعۂ افک، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی آزمائش اور سات آسمانوں کے اوپر سے ان کی براءت کا نزول

(١١٤٣٢)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ، وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوْا فَبَرَّأَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَكُلُّهُمْ حَدَّثَنِي بِطَائِفَةٍ مِنْ حَدِيثِهَا، وَبَعْضُهُمْ كَانَ أَوْعَى لِحَدِيثِهَا مِنْ بَعْضٍ، وَأَثْبَتَ اقْتِصَاصًا، وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمُ الْحَدِيثَ الَّذِي حَدَّثَنِي، وَبَعْضُ حَدِيثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا، ذَكَرُوْا أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَعَهُ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ فِيهَا سَهْمِي فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَذٰلِكَ بَعْدَمَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ فَأَنَا أُحْمَلُ فِي هَوْدَجِي،

امام زہری نے کہا: مجھے سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، علقمہ بن وقاص، عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے زوجۂ نبی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ بیان کیا، جب ان کے متعلق اہل افک نے ان پر الزام تراشی کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی براءت نازل فرمائی، زہری نے کہا کہ میرے ان تمام مشائخ نے اس حدیث کا تھوڑا تھوڑا حصہ بیان کیا، ان میں سے بعض دوسروں کی بہ نسبت اس واقعہ کو زیادہ یاد رکھنے والے اور بہتر طور پر بیان کرنے والے تھے۔ ان مشائخ میں سے ہر ایک سے میں نے وہ یاد کی ہے، ان میں سے بعض کا بیان دوسرے بعض کے بیان کی تصدیق کرتا ہے، ان حضرات نے بیان کیا کہ زوجۂ نبی ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر روانہ ہوتے تو اپنی ازواج کے درمیان قرعہ ڈالتے، جس کے نام کا قرعہ نکل آتا، آپ ﷺ سفر میں اسے اپنے ساتھ لے جاتے۔ آپ ایک غزوہ کے لیے جانے لگے تو آپ ﷺ نے ہمارے درمیان قرعہ اندازی کی۔ اس میں میرا نام نکل آیا۔ تو رسول اللہ کے ہمراہ سفر پر میں روانہ ہوئی۔ یہ واقعہ نزول حجاب سے بعد کا ہے۔ میں ہودج میں ہوتی۔ دوران سفر اسی طرح مجھے اونٹ سے اتارا اور اٹھا کر سوار کیا جاتا۔ رسول اللہ ﷺ جب غزوہ سے فارغ ہو کر واپس روانہ

(١١٤٣٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٨٧٩، ٤٠٢٥، ٤١٤١، ٤٦٩٠، ٤٧٥٠، ٦٦٦٢، ٧٥٠٠، ومسلم: ٢٧٧٠ (انظر: ٢٥٦٢٣)

وَأُنْزِلُ فِيهِ مَسِيرَنَا حَتَّى إِذَا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ غَزْوِهِ وَقَفَلَ وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيلِ، فَقُمْتُ حِينَ آذَنُوا بِالرَّحِيلِ، فَمَشَيْتُ حَتَّى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ، فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِي أَقْبَلْتُ إِلَى الرَّحْلِ فَلَمَسْتُ صَدْرِي فَإِذَا عِقْدٌ مِنْ جَزْعِ ظَفَارٍ قَدْ انْقَطَعَ، فَرَجَعْتُ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِي فَاحْتَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهُ وَأَقْبَلَ الرَّهْطُ الَّذِي كَانُوا يَرْحَلُونَ بِي، فَحَمَلُوا هَوْدَجِي فَرَحَلُوهُ عَلَى بَعِيرِي الَّذِي كُنْتُ أَرْكَبُ، وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنِّي فِيهِ، قَالَتْ: كَانَتِ النِّسَاءُ إِذْ ذَاكَ خِفَافًا لَمْ يُهَبِّلْهُنَّ وَلَمْ يَغْشَهُنَّ اللَّحْمُ، إِنَّمَا يَأْكُلْنَ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ، فَلَمْ يَسْتَنْكِرْ الْقَوْمُ ثِقَلَ الْهَوْدَجِ حِينَ رَحَلُوهُ وَرَفَعُوهُ، وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيثَةَ السِّنِّ، فَبَعَثُوا الْجَمَلَ وَسَارُوا، فَوَجَدْتُ عِقْدِي بَعْدَمَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ، فَجِئْتُ مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا دَاعٍ وَلَا مُجِيبٌ، فَيَمَّمْتُ مَنْزِلِي الَّذِي كُنْتُ فِيهِ وَظَنَنْتُ أَنَّ الْقَوْمَ سَيَفْقِدُونِي فَيَرْجِعُوا إِلَيَّ، فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسَةٌ فِي مَنْزِلِي غَلَبَتْنِي عَيْنِي فَنِمْتُ، وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ، ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ قَدْ عَرَّسَ وَرَاءَ الْجَيْشِ، فَأَدْلَجَ فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ فَأَتَانِي فَعَرَفَنِي حِينَ رَآنِي وَقَدْ كَانَ يَرَانِي قَبْلَ أَنْ يُضْرَبَ عَلَيَّ

ہوئے اور ہم مدینہ کے قریب آ پہنچے تو آپ نے ایک رات قیام و نزول کے بعد رات کے وقت ہی روانگی کا حکم فرمایا۔ جب ان لوگوں نے روانگی کا اعلان کیا تو میں اٹھ کر لشکر سے ذرا دور قضائے حاجت کے لیے گئی۔ میں فارغ ہو کر اپنی سواری کے قریب پہنچی تو میں نے اپنے سینے پر ہاتھ لگایا۔ تو مجھے پتہ چلا کہ ارض یمن میں مقام ظفار کی کوڑیوں سے بنا ہوا میرا ہار ٹوٹ کر کہیں گر چکا تھا۔ میں وہاں سے ادھر کو ہار کی تلاش میں واپس گئی۔ ہار کی تلاش میں مجھے دیر لگ گئی۔ جو لوگ میرا ہودج اٹھانے پر مامور تھے۔ انہوں نے آ کر میرا ہودج اٹھا کر اس اونٹ پر رکھ دیا۔ جس پر میں سفر کرتی اور سوار ہوتی تھی۔ انہوں نے سمجھا کہ میں ہودج کے اندر موجود ہوں۔ ان دنوں عورتیں ہلکی پھلکی ہوتی تھیں۔ ان پر گوشت کی تہیں چڑھی ہوئی نہ ہوتی تھی۔ وہ بہت کم کھانا کھایا کرتی تھیں۔ ان لوگوں نے جب ہودج کو اٹھا کر اونٹ پر رکھا تو انہیں ہودج کے وزن کا کچھ احساس نہ ہو سکا۔ میں بھی ان دنوں نو عمر تھی۔ وہ اونٹ کو اٹھا کر چل پڑے۔ لشکر روانہ ہو جانے کے بعد مجھے ہار ملا۔ میں لشکر والی جگہ آئی تو وہاں کوئی بلانے والا یا جواب دینے والا فرد بشر نہ تھا۔ تو میں اسی جگہ گئی جہاں میں ٹھہری ہوئی تھی۔ مجھے یقین تھا کہ یہ لوگ عنقریب مجھے ہودج میں نہ پائیں گے تو میری تلاش میں ادھر ہی آئیں گے۔ میں اپنی اسی جگہ بیٹھی تھی کہ مجھے نیند نے آ لیا۔ اور میں سو گئی۔ صفوان بن معطل السلمی الزکوانی وہ لشکر کے پیچھے کہیں رات کے آخری حصہ میں آرام کر کے آئے۔ تو صبح کے وقت وہ اس جگہ آ پہنچے جہاں میں موجود تھی۔ انہوں نے سوئے ہوئے ایک آدمی کا ہیولا دیکھا۔ وہ میرے قریب آئے تو انہوں نے مجھے دیکھتے ہی پہچان لیا۔ کیونکہ حجاب کا حکم نازل ہونے سے قبل انہوں نے مجھے دیکھا

الْحِجَابُ، فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِينَ عَرَفَنِي فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي، فَوَاللَّهِ! مَا كَلَّمَنِي كَلِمَةً وَلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهِ، حَتّٰى أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ فَوَطِءَ عَلٰى يَدِهَا فَرَكِبْتُهَا فَانْطَلَقَ يَقُودُ بِي الرَّاحِلَةَ حَتّٰى أَتَيْنَا الْجَيْشَ بَعْدَمَا نَزَلُوا مُوغِرِينَ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ فِي شَأْنِي، وَكَانَ الَّذِي تَوَلّٰى كِبْرَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنِ سَلُولَ، فَقَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَاشْتَكَيْتُ حِينَ قَدِمْنَا شَهْرًا وَالنَّاسُ يُفِيضُونَ فِي قَوْلِ أَهْلِ الْإِفْكِ، وَلَمْ أَشْعُرْ بِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ، وَهُوَ يَرِيبُنِي فِي وَجَعِي أَنِّي لَا أَعْرِفُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ اللُّطْفَ الَّذِي كُنْتُ أَرٰى مِنْهُ حِينَ أَشْتَكِي، إِنَّمَا يَدْخُلُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَيُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُولُ: ((كَيْفَ تِيكُمْ)) فَذَاكَ يَرِيبُنِي وَلَا أَشْعُرُ بِالشَّرِّ حَتّٰى خَرَجْتُ بَعْدَمَا نَقِهْتُ، وَخَرَجَتْ مَعِي أُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ وَهُوَ مُتَبَرَّزُنَا وَلَا نَخْرُجُ إِلَّا لَيْلًا إِلٰى لَيْلٍ، وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ تُتَّخَذَ الْكُنُفُ قَرِيبًا مِنْ بُيُوتِنَا وَأَمْرُنَا أَمْرُ الْعَرَبِ الْأُوَلِ فِي التَّنَزُّهِ، وَكُنَّا نَتَأَذّٰى بِالْكُنُفِ أَنْ نَتَّخِذَهَا عِنْدَ بُيُوتِنَا، وَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ وَهِيَ بِنْتُ أَبِي رُهْمِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ، وَأُمُّهَا بِنْتُ صَخْرِ بْنِ عَامِرٍ خَالَةُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَابْنُهَا مِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ، وَأَقْبَلْتُ أَنَا وَبِنْتُ أَبِي رُهْمٍ

ہوا تھا۔ انہوں نے مجھے پہچانتے ہی بطور اظہار پریشانی بلند آواز سے "انا للّٰہ وانا الیہ راجعون" پڑھا۔ان کی آواز سے میں بیدار ہوگئی۔ میں نے جلدی سے اپنی چادر سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا۔ اللہ کی قسم انہوں نے مجھے ایک بھی لفظ نہ کہا اور نہ میں نے ان کی زبان سے انا للّٰہِ کے سوا دوسرا کوئی لفظ سنا۔ انہوں نے اپنا اونٹ بٹھلا کر اس کے ہاتھ پر یعنی اگلی ٹانگ پر اپنا پاؤں رکھ دیا تا کہ وہ کھڑا نہ ہو۔ میں اس پر سوار ہوگئی۔ وہ مجھے سواری پر سوار کر کے آگے چلتے گئے۔ یہاں تک کہ دوپہر کے وقت جبکہ لشکر ایک مقام پر ستانے کے لیے رکا ہوا تھا۔ہم بھی لشکر میں جا پہنچے۔ بات صرف اتنی ہی تھی لیکن میرے بارے میں باتیں کر کے جن لوگوں نے ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہوئے۔ ان کا سرغنہ عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔ مدینہ منورہ پہنچ کر میں تو ایک مہینہ تک بیمار پڑی رہی۔ اور لوگ اہل افک کی باتوں میں آ کر چہ میگوئیاں کرتے رہے۔ مجھے ان میں سے کسی بھی بات کا علم نہ ہوا۔ صرف اتنا تھا کہ اس سے قبل میں جب بیمار ہوتی تو رسول اللہ ﷺ کی جس قدر توجہ میری طرف ہوتی تھی۔ اس دفعہ میں ویسی توجہ محسوس نہ کر رہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے اور سلام کہہ کر صرف اتنا دریافت کرتے کہ کیسے ہو؟ اس سے مجھے کچھ شک سا گزرتا تھا۔ لیکن مجھے اس فتنہ کا اندازہ نہ تھا جو بپا ہو چکا تھا۔ مجھے کافی نقاہت ہو چکی تھی کہ میں ایک دن باہر گئی۔ میرے ساتھ ام مسطح رضی اللہ عنہا بھی مناصع کی طرف ساتھ آئیں۔ یہ ہماری قضائے حاجت کی جگہ تھی۔ اور ہم صرف رات کو ہی قضائے حاجت کے لیے باہر جایا کرتی تھیں۔ یہ گھروں کے قریب بیوت الخلاء بنائے جانے سے پہلے کی بات ہے۔ اور قضائے حاجت کے بارے میں ہمارا معمول پہلے عربوں کا تھا۔ ہم گھروں کے

قِبَلَ بَيْتِي حِينَ فَرَغْنَا مِنْ شَأْنِنَا فَعَثَرَتْ أُمُّ مِسْطَحٍ فِي مِرْطِهَا، فَقَالَتْ: تَعِسَ مِسْطَحٌ، فَقُلْتُ لَهَا: بِئْسَمَا قُلْتِ تَسُبِّينَ رَجُلًا قَدْ شَهِدَ بَدْرًا، قَالَتْ: أَيْ هَنْتَاهُ أَوَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالَ؟ قُلْتُ: وَمَاذَا قَالَ؟ فَأَخْبَرَتْنِي بِقَوْلِ أَهْلِ الْإِفْكِ فَازْدَدْتُ مَرَضًا إِلَى مَرَضِي، فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: ((كَيْفَ تِيكُمْ؟)) قُلْتُ: أَتَأْذَنُ لِي أَنْ آتِيَ أَبَوَيَّ، قَالَتْ: وَأَنَا حِينَئِذٍ أُرِيدُ أَنْ أَتَيَقَّنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا، فَأَذِنَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ ﷺ فَجِئْتُ أَبَوَيَّ، فَقُلْتُ لِأُمِّي: يَا أُمَّتَاهْ! مَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ؟ فَقَالَتْ: أَيْ بُنَيَّةُ! هَوِّنِي عَلَيْكِ، فَوَاللّٰهِ لَقَلَّمَا كَانَتْ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيئَةٌ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا وَلَهَا ضَرَائِرُ إِلَّا كَثَّرْنَ عَلَيْهَا، قَالَتْ: قُلْتُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! أَوَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهٰذَا، قَالَتْ: فَبَكَيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتّٰى أَصْبَحْتُ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ، ثُمَّ أَصْبَحْتُ أَبْكِي، وَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِينَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ لِيَسْتَشِيرَهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ، قَالَتْ: فَأَمَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَأَشَارَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالَّذِي يَعْلَمُ مِنْ بَرَائَةِ أَهْلِهِ وَبِالَّذِي يَعْلَمُ فِي نَفْسِهِ لَهُمْ مِنَ الْوُدِّ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هُمْ أَهْلُكَ وَلَا نَعْلَمُ

قریب بیوت الخلاء بنانے میں تکلیف اور ناگواری محسوس کیا کرتے تھے۔ام مسطح رضی اللہ عنہا، یہ ابورہم بن مطلب بن عبد مناف کی دختر تھیں اور ان کی ماں صخر بن عامر کی بیٹی اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں۔ ان کا بیٹا مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب تھا۔ میں اور ام مسطح بنت ابی رھم قضائے حاجت کے بعد میرے گھر کی طرف آ رہی تھیں کہ ام مسطح رضی اللہ عنہا اپنی چادر میں الجھ کر گر گئیں۔ اور بولیں مسطح ہلاک ہو۔ میں نے ان سے کہا آپ نے بہت غلط بات کہہ دی۔ آپ ایک ایسے آدمی کو برا بھلا کہہ رہی ہیں جو کہ بدری ہے۔ انہوں نے کہا، اری! کیا تم نے اس کی بات نہیں سنی کہ اس نے کیا کہا ہے؟ میں نے پوچھا...... اس نے کیا کہا ہے؟ تب انہوں نے مجھے اہل افک کی ساری بات بتلائی۔ یہ سن کر میری تو بیماری میں اضافہ ہو گیا۔ میں گھر آئی تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ اور سلام کہا۔ اور پوچھا کیسی ہو؟ میں نے عرض کیا کیا آپ مجھے اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ میں اپنے والدین کے ہاں چلی جاؤں؟ میں اس وقت ان باتوں کے متعلق اپنے والدین سے تصدیق کرانا چاہتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے میرے والدین کے ہاں جانے کی اجازت دے دی۔ میں اپنے والدین کے ہاں آ گئی۔ میں نے کہا اماں جان! لوگ یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟ تو انہوں نے کہا بیٹی! صبر کرو۔ برداشت کرو۔ اللہ کی قسم! جو عورت خوبصورت ہو اور اس کا شوہر بھی اس سے محبت کرتا ہو اور اس کی سوتنیں بھی ہوں تو وہ اس کے بارے میں بہت سی باتیں بنایا کرتی ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے کہا سبحان اللہ! تو کیا عام لوگ بھی ایسی باتیں کرنے لگے ہیں؟ سیدہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ساری رات صبح تک روتی رہی۔ میرے آنسو رکتے نہ تھے۔ اور

إِلَّا خَيْرًا، وَأَمَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ: لَمْ يُضَيِّقِ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكَ، وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ، وَإِنْ تَسْأَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ، قَالَتْ: فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَرِيرَةَ قَالَ: ((أَيْ بَرِيرَةُ! هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيبُكِ مِنْ عَائِشَةَ؟)) قَالَتْ لَهُ بَرِيرَةُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنْ رَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا قَطُّ أَغْمِصُهُ عَلَيْهَا أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ ابْنِ سَلُولَ، فَقَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي، فَوَاللّٰهِ! مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا، وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا، وَمَا كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا مَعِي)) فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ: لَقَدْ أَعْذِرُكَ مِنْهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْنَا عُنُقَهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ، قَالَتْ: فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ وَكَانَ رَجُلًا صَالِحًا وَلٰكِنْ اجْتَهَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ، فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ: لَعَمْرُ اللّٰهِ لَا تَقْتُلُهُ وَلَا تَقْدِرُ عَلَى قَتْلِهِ، فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدِ بْنِ

نہ آنکھوں میں نیند ہی آتی تھی۔ آخر روتے روتے صبح ہوگئی۔ ایک طویل عرصہ تک وحی بھی نازل نہ ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بلوایا آپ ان سے اپنی زوجہ کو طلاق دینے کے بارے میں مشورہ کرنا چاہتے تھے۔ تو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے اپنے علم کے مطابق زوجۂ نبی کی براءت کا اظہار کیا البتہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی تنگی نہیں کی۔ عورتیں اس کے علاوہ بھی بہت ہیں۔ اور اگر آپ لونڈی سے پوچھ لیں وہ آپ سے صحیح صحیح بیان کرے گی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلوا کر فرمایا اے بریرہ! کیا تم نے عائشہ رضی اللہ عنہا میں کبھی کوئی ایسی بات دیکھی ہے جو تجھے اچھی نہ لگی ہو؟ تو بریرہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں نے تو ان میں کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جو ذکر کر سکوں۔ زیادہ سے زیادہ صرف اتنا ہے کہ وہ نوعمر لڑکی ہے۔ آٹے کی طرف سے غافل ہو کر سو جاتی ہے اور بکری آ کر آٹا کھا جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر عبداللہ بن ابی ابن سلول کے متعلق لوگوں کے سامنے اپنی معذوری پیش کی۔ آپ نے منبر پر فرمایا اے مسلمانو! کونسا آدمی مجھے اس آدمی کے بارے میں معذور سمجھتا ہے۔ جس کی ایذاء اب تجاوز کر کے میرے اہل بیت تک جا پہنچی ہے۔ اللہ کی قسم! میں اپنے اہل کے متعلق خیر اور بہتر ہی جانتا ہوں۔ ان تہمت لگانے والوں نے ایک ایسے آدمی کا نام لیا یعنی اس پر تہمت لگائی ہے اس کے متعلق بھی میں خیر اور بہتر ہی جانتا ہوں۔ وہ میرے گھر میں میری غیر موجودگی میں کبھی نہیں آیا۔ وہ جب بھی میرے گھر آیا میرے ہم راہ ہی آیا۔ یہ سن کر سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بولے اللہ کے رسول! میں آپ کو اس

مُعَاذٍ فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ: كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَنَقْتُلَنَّهُ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِينَ، فَثَارَ الْحَيَّانِ الْأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتّٰى هَمُّوا أَنْ يَقْتَتِلُوا وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُخَفِّضُهُمْ حَتّٰى سَكَتُوا وَسَكَتَ، قَالَتْ: وَبَكَيْتُ يَوْمِي ذَاكَ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ، ثُمَّ بَكَيْتُ لَيْلَتِي الْمُقْبِلَةَ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ، وَأَبَوَايَ يَظُنَّانِ أَنَّ الْبُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِي، قَالَتْ: فَبَيْنَمَا هُمَا جَالِسَانِ عِنْدِي وَأَنَا أَبْكِي اِسْتَأْذَنَتْ عَلَيَّ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَذِنْتُ لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِي مَعِي، فَبَيْنَمَا نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ، قَالَتْ: وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِي مُنْذُ قِيلَ لِي مَا قِيلَ، وَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا لَا يُوحٰى إِلَيْهِ فِي شَأْنِي شَيْءٌ، قَالَتْ: فَتَشَهَّدَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ جَلَسَ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ! فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي عَنْكِ كَذَا وَكَذَا، فَإِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ ثُمَّ تُوبِي إِلَيْهِ، فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبٍ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، قَالَتْ: فَلَمَّا قَضٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَقَالَتَهُ قَلَصَ دَمْعِي حَتّٰى مَا أُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً، فَقُلْتُ لِأَبِي: أَجِبْ عَنِّي رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِيمَا قَالَ، فَقَالَ: مَا أَدْرِي

بارے میں معذور سمجھتا ہوں۔ اگر وہ قبیلۂ اوس میں سے ہو تو ہم اس کی گردن اڑانے کو تیار ہیں۔ اور اگر وہ ہمارے بھائی بند قبیلے خزرج میں سے ہو تو حکم فرمائیں ہم آپ کے حکم کی تعمیل کریں گے۔ تو اس کی بات سن کر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اٹھے جو کہ ایک صالح آدمی تھے۔ لیکن ان پر قومی غیرت وحمیت غالب آ گئی انہوں نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ اللہ کی قسم! تم اسے نہ تو قتل کرو گے اور نہ قتل کر سکو گے۔ یہ سن کر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا چچا زاد اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کھڑا ہوا اور اس نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا آپ غلط کہہ رہے ہیں۔ تم غلط کہہ رہے ہو۔ اللہ کی قسم! ہم ایسے آدمی کو ضرور قتل کر دیں گے۔ تم تو منافق ہو اور منافقین کا دفاع کر رہے ہو۔ قبیلہ اوس اور خزرج دونوں آپ میں الجھ گئے۔ یہاں تک کہ وہ لڑائی کے لیے تیار ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ منبر پر ہی تھے۔ آپ انہیں خاموش کراتے رہے یہاں تک کہ سب لوگ خاموش ہو گئے۔ اور آپ بھی خاموش ہو گئے۔ میں اس دن بھی روتی ہی رہی۔ میرے آنسو تھمتے نہ تھے اور نہ نیند آئی تھی۔ میں اسی طرح اگلی رات بھی روتی رہی نہ آنسو رکے اور نہ نیند ہی آئی۔ میرے والدین کو یقین ہو گیا کہ میرا یہ رونا میرے جگر کو پھاڑ ڈالے گا میں رو رہی تھی اور میرے والدین میرے پاس ہی بیٹھے تھے۔ اسی حال میں ایک انصاری خاتون نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔ میں نے اسے آنے کی اجازت دے دی۔ وہ بیٹھ کر میرے ساتھ رونے لگی۔ ہم اسی کیفیت میں بیٹھے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور سلام کہہ کر بیٹھ گئے۔ جب سے میرے متعلق اس قسم کی باتیں اور شوشے پھیلے تھے آپ میرے پاس نہ بیٹھے تھے۔ ایک مہینہ گزر چکا تھا میرے متعلق آپ پر کچھ بھی وحی نہ آ رہی تھی۔ رسول

وَاللّٰهِ مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ لِأُمِّي: أَجِيبِي عَنِّي رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: فَقُلْتُ وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ لَا أَقْرَأُ كَثِيرًا مِنَ الْقُرْآنِ: إِنِّي وَاللّٰهِ قَدْ عَرَفْتُ أَنَّكُمْ قَدْ سَمِعْتُمْ بِهٰذَا حَتَّى اسْتَقَرَّ فِي أَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهِ، وَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ: إِنِّي بَرِيئَةٌ وَاللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ لَا تُصَدِّقُونِي بِذٰلِكَ، وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ وَاللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ تُصَدِّقُونِي، وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَجِدُ لِي وَلَكُمْ مَثَلًا إِلَّا كَمَا قَالَ أَبُو يُوسُفَ: ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُونَ﴾ قَالَتْ: ثُمَّ تَحَوَّلْتُ فَاضْطَجَعْتُ عَلٰى فِرَاشِي، قَالَتْ: وَأَنَا وَاللّٰهِ حِينَئِذٍ أَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ وَأَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ مُبَرِّئِي بِبَرَاءَتِي، وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنْ يَنْزِلَ فِي شَأْنِي وَحْيٌ يُتْلَى وَلَشَأْنِي كَانَ أَحْقَرَ فِي نَفْسِي مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلَى، وَلٰكِنْ كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَرَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا، قَالَتْ: فَوَاللّٰهِ مَا رَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَجْلِسِهِ، وَلَا خَرَجَ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ أَحَدٌ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى نَبِيِّهِ، وَأَخَذَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنَ الْبُرَحَاءِ عِنْدَ الْوَحْيِ حَتّٰى إِنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِثْلُ

اللہ ﷺ نے بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرمایا پھر کہا اما بعد، عائشہ! تمہارے متعلق مجھ تک اس قسم کی باتیں پہنچی ہیں۔ اگر تم ان الزامات سے بری ہو تو اللہ تعالیٰ تمہاری براءت کا اعلان کر دے گا۔ اور اگر تم سے کوئی غلطی سرزد ہوگئی ہے تو اللہ سے معافی مانگ لو اور توبہ کرو۔ کیونکہ انسان جب گناہ کا اعتراف کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ بھی اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔ سیدہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی بات پوری کر لی تو میرے آنسو رک گئے۔ مجھے آنکھوں میں ایک بھی قطرہ کا احساس نہ ہوا۔ میں نے اپنے والد سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ کہا ہے آپ میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو جواب دیں۔ تو انھوں نے کہا اللہ کی قسم مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دوں؟ اس کے بعد میں نے اپنی والدہ سے کہا امی جان آپ میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو جواب دیں تو انہوں نے بھی کہا اللہ کی قسم مجھے سمجھ نہیں آتی کہ میں رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دوں؟ سیدہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ان دنوں نوعمر لڑکی تھی۔ زیادہ قرآن پڑھی ہوئی نہ تھی۔ میں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں جانتی ہوں کہ یہ باتیں سن سن کر تمہارے دلوں میں جاگزیں ہو چکی ہیں۔ اور تم ان کو صحیح سمجھنے لگے ہو۔ اگر میں یوں کہو کہ میں اس الزام سے بری ہوں اور اللہ تعالیٰ بھی جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو تم میری بات کی تصدیق نہ کرو گے اور اگر میں غلطی کا اعتراف کر لوں جبکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں اس الزام سے بری ہوں تو تم میری تصدیق کر دو گے۔ اللہ کی قسم! میں اس موقعہ پر اپنے اور تمہارے لیے وہی مثال صادق پاتی ہوں جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے والد یعقوب علیہ السلام نے کہا تھا: ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُونَ﴾ ...... ''صبر ہی

الْجُمَانِ مِنَ الْعَرَقِ فِي الْيَوْمِ الشَّاتِي مِنْ ثِقَلِ الْقَوْلِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْهِ، قَالَتْ: فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَ أَوَّلُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا أَنْ قَالَ: ((أَبْشِرِي يَا عَائِشَةُ! أَمَّا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَقَدْ بَرَّأَكِ)) فَقَالَتْ لِي أُمِّي: قُومِي إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ! لَا أَقُومُ إِلَيْهِ (وَفِي رِوَايَةٍ: وَلَا أَحْمَدُهُ وَلَا أَحْمَدُكُمَا لَقَدْ سَمِعْتُمُوهُ فَمَا أَنْكَرْتُمُوهُ وَلَا غَيَّرْتُمُوهُ) وَلَا أَحْمَدُ إِلَّا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ بَرَاءَتِي، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ﴾ عَشْرَ آيَاتٍ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هٰذِهِ الْآيَاتِ بَرَاءَتِي قَالَتْ: فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ وَفَقْرِهِ: وَاللّٰهِ لَا أُنْفِقُ عَلَيْهِ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ الَّذِي قَالَ لِعَائِشَةَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ إِلَى قَوْلِهِ أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَاللّٰهِ إِنِّي لَأُحِبُّ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لِي فَرَجَعَ إِلَى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِي كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ، وَقَالَ: لَا أَنْزِعُهَا مِنْهُ أَبَدًا، قَالَتْ عَائِشَةُ: وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَأَلَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ أَمْرِي: ((وَمَا عَلِمْتِ أَوْ مَا رَأَيْتِ أَوْ مَا بَلَغَكِ)) قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَحْمِي سَمْعِي وَبَصَرِي، وَأَنَا مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا، قَالَتْ

بہتر ہے اور تم جو کچھ کہہ رہے ہو اس بارے میں اللہ ہی کی مدد کا خواستگار ہوں۔'' (سورۂ یوسف :۱۸) سیدہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں اتنی بات کہہ کر منہ دوسری طرف کر کے اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ اللہ کی قسم میں اس وقت بھی جانتی تھی کہ میں اس الزام سے بری ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ میری برأت کا اعلان فرما دے گا۔ لیکن اللہ کی قسم میں یہ نہ سمجھتی تھی کہ میرے بارے میں کوئی ایسی وحی نازل ہوگی جس کی تلاوت کی جائے گی۔ میں اپنے آپ کو اس سے کہیں کم اور حقیر سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے متعلق کوئی ایسی بات ارشاد فرمائے گا جس کی تلاوت کی جائے گی مجھے تو صرف اس قدر امید تھی کہ رسول اللہ ﷺ کو نیند میں کوئی خواب دکھا کر اللہ تعالیٰ اس انداز سے میری برأت کر دے گا۔ سیدہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ ابھی اپنی جگہ سے نہ اٹھے اور نہ گھر سے باہر تشریف لے گئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ پر وحی نازل فرما دی۔ اور آپ کو پسینہ آنے لگا جیسا کہ نزول وحی کے وقت آپ کو آیا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ وحی کی شدت کی وجہ سے سردی کے دنوں میں بھی آپ کا پسینہ موتیوں کی طرح گرنے لگتا تھا۔ سیدہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی یہ کیفیت زائل ہوئی تو آپ ہنس رہے تھے۔ آپ نے سب سے پہلے یہ بات کہی کہ عائشہ! خوش ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری برأت کا فیصلہ نازل کیا ہے۔ تو میری والدہ نے مجھ سے کہا کہ تم اٹھ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف جاؤ۔ تو میں نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں اٹھ کر آپ کی طرف نہ جاؤں گی۔ دوسری روایت میں یوں ہے کہ نہ ہی میں رسول اللہ ﷺ کی حمد کروں گی اور نہ آپ دونوں یعنی والدین کی حمد کروں گی کیونکہ آپ لوگوں نے یہ باتیں سن کر نہ تو ان کا انکار کیا اور نہ انہیں بدلنے کی کوشش کی۔

عَائِشَةُ: وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فَعَصَمَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِالْوَرَعِ، وَطَفِقَتْ أُخْتُهَا حَمْنَةُ بِنْتُ جَحْشٍ تُحَارِبُ لَهَا فَهَلَكَتْ فِيمَنْ هَلَكَ، قَالَ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَهٰذَا مَا انْتَهٰى إِلَيْنَا مِنْ أَمْرِ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطِ۔ (مسند احمد: ٢٦١٤١)

میں صرف اللہ تعالیٰ کی حمد کروں گی جس نے میری برأت کا فیصلہ نازل کیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوْا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ﴾ دس آیت نازل فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات میری برأت کے اعلان کے طور پر نازل کیں۔ سیدہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مسطح رضی اللہ عنہ کے ساتھ رشتہ داری اور ان کے فقر کے سبب ان کو نفقہ دیا کرتے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ اللہ کی قسم! اب جبکہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق الزام تراشی کر چکا ہے اس کے بعد میں اسے نفقہ بالکل نہ دوں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ إِلٰى قَوْلِهِ أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾......

''اور تم میں سے جو لوگ بزرگی والے اور مال دار ہیں وہ اس بات کی قسم نہ اٹھائیں کہ وہ رشتے داروں کو، مساکین کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت کر کے آنے والوں کو صدقات نہ دیں گے۔ بلکہ انہیں چاہیے کہ معاف کر دیں اور درگزر کریں کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ اللہ تمہیں بخش دے۔ اور اللہ بہت بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔'' (سورۂ نور:۲۲) اس کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں تو چاہتا ہوں کہ اللہ مجھے بخش دے۔ چنانچہ وہ مسطح رضی اللہ عنہ کو جو نفقہ اس سے قبل دیا کرتے تھے وہ بحال کر دیا۔ اور فرمایا کہ اب میں اسے اس سے کبھی بھی منقطع نہیں کروں گا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زوجہ ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے بھی میرے متعلق دریافت کیا تھا کہ تم اس کے بارے میں کیا کچھ جانتی ہو؟ تم نے ان کو کیسا دیکھا یا ان کے متعلق تم تک کیا بات پہنچی ہے؟ تو انہوں نے کہا اللہ کے رسول! میں اپنے کانوں اور آنکھوں کی حفاظت کرتی ہوں۔

اللہ کی قسم! میں تو ان کے متعلق اچھا ہی جانی ہوں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ازواج النبی میں سے صرف یہی ایک ایسی تھیں جو میرا مقابلہ کر سکتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کی پرہیز گاری کی وجہ سے کوئی ایسی ویسی بات کہنے سے محفوظ رکھا۔ البتہ ان کی خواہر حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا اپنی بہن کی طرف سے لڑائی میں کود پڑیں۔ اور ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہوئیں۔ ابن شھاب زہری نے کہا کہ ان لوگوں کے متعلق ہمیں یہی کچھ معلوم ہوا۔

(۱۱۴۳۳)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بِنَحْوِهِ إِلَّا أَنَّهُ (يَعْنِي ابْنَ شِهَابٍ) قَالَ: آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيلِ فَقُمْتُ حِينَ آذَنُوا بِالرَّحِيلِ، وَقَالَ مِنْ جَزْعِ ظَفَارِ وَقَالَ: يُهَبَّلْنَ، وَقَالَ: فَيَمَّمْتُ مَنْزِلِي، وَقَالَ: قَالَ عُرْوَةُ: أُخْبِرْتُ أَنَّهُ كَانَ يُشَاعُ وَيُحَدَّثُ بِهِ عِنْدَهُ فَيُقِرُّهُ وَيَسْتَمِعُهُ وَيَسْتَوْشِيهِ، وَقَالَ عُرْوَةُ أَيْضًا: لَمْ يُسَمَّ مِنْ أَهْلِ الْإِفْكِ إِلَّا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَمِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ وَحَمْنَةُ بِنْتُ جَحْشٍ فِي نَاسٍ آخَرِينَ لَا عِلْمَ لِي بِهِمْ إِلَّا أَنَّهُمْ عُصْبَةٌ كَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَإِنَّ كِبْرَ ذٰلِكَ كَانَ يُقَالُ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيِّ ابْنِ سَلُولَ، قَالَ عُرْوَةُ: وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَكْرَهُ أَنْ يُسَبَّ عِنْدَهَا حَسَّانُ، وَتَقُولُ: إِنَّهُ الَّذِي قَالَ: فَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَهُ وَعِرْضِي لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ، وَقَالَتْ: وَأَمْرُنَا أَمْرُ الْعَرَبِ الْأُوَلِ

(دوسری زید) ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے گزشتہ حدیث کی مانند ہی مروی ہے۔ البتہ ابن شہاب زہری نے یوں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات روانگی کا حکم دیا تو اس اعلان کو سن کر میں اٹھی۔ اسی طرح زہری نے ہار کے متعلق بیان کیا کہ وہ مقام ظفار کے موتیوں سے بنا ہوا تھا۔ نیز اس نے لفظ ''يُهَبَّلْنَ'' کہا ہے، یعنی عورتیں زیادہ بھاری جسامت والی نہیں ہوتی تھیں۔ اسی طرح اس نے ''فَيَمَّمْتُ مَنْزِلِي'' (میں نے اپنے مقام کا قصد کیا) کہا ہے، نیز امام زہری نے بیان کیا کہ عروہ نے کہا مجھے بتایا گیا کہ یہ باتیں پھیلائی جارہی تھیں اور اس کے پاس یعنی عبداللہ بن ابی کے سامنے یہ باتیں کی جاتیں وہ ان کی تصدیق کرتا، غور سے سنتا اور چغلی کھاتا یعنی دوسروں سے جاجا کر بھی کہتا۔ عروہ نے یہ بھی کہا ہے کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والوں میں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش اور کچھ دوسرے لوگوں کے نام ہیں جن کے ناموں سے میں واقف نہیں۔ صرف اتنا جانتا ہوں کہ وہ ایک جماعت تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو عصبہ یعنی ایک جماعت

(۱۱۴۳۳) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

فِي التَّنَزُّهِ، وَقَالَ لَهَا ضَرَائِرُ: وَقَالَ بِالَّذِي يَعْلَمُ مِنْ بَرَائَةِ أَهْلِهِ، وَقَالَ: فَتَأْتِي الدَّاجِنُ تَأْكُلُهُ، وَقَالَ: وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا لِخَزْرَجِ، وَقَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْخَزْرَجِ وَكَانَتْ أُمُّ حَسَّانَ بِنْتَ عَمِّهِ مِنْ فَخِذِهِ وَهُوَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ، قَالَتْ: وَكَانَ قَبْلَ ذَلِكَ رَجُلًا صَالِحًا وَلَكِنِ احْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ، وَقَالَ: قَلَصَ دَمْعِي، وَقَالَ: وَطَفِقَتْ أُخْتُهَا حَمْنَةُ تُحَارِبُ لَهَا، وَقَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: وَاللَّهِ إِنَّ الرَّجُلَ الَّذِي قِيلَ لَهُ مَا قِيلَ لَيَقُولُ: سُبْحَانَ اللَّهِ! فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا كَشَفْتُ عَنْ كَنَفِ أُنْثَى قَطُّ، قَالَتْ: ثُمَّ قُتِلَ بَعْدَ ذَلِكَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ شَهِيدًا۔ (مسند احمد: ٢٦١٤٢)

کہا ہے۔ اس بات میں سب سے زیادہ دلچسپی عبداللہ بن ابی سلول نے لی اور اس بات کو خوب ہوا دی۔ عروہ نے یہ بھی بیان کیا کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس بات کو پسند نہ کرتی تھی کہ ان کے پاس حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے متعلق کوئی بات کی جائے۔ وہ فرمایا کرتی تھیں کہ حسان رضی اللہ عنہ نے ہی تو رسول اللہ ﷺ سے عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہوئے یہ کہا ہے: ''فَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَهُ وَعِرْضِي لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ '' (تمہارے تیروں اور نشتر سے محمد ﷺ کی جان اور عزت کو بچانے کے لیے میرا باپ اور اس کا باپ اور میری عزت سب کچھ ان پر فدا ہے۔) نیز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہے کہ ان دنوں قضائے حاجت کے بارے میں ہماری معاشرت اور یعنی عرب کی سی تھی۔ اسی طرح زہری نے اس سند میں ''لها ضرائر'' کہا (جبکہ پچھلی روایت میں ''ولها ضرائر'' تھا)۔ اسی طرح اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے الفاظ یوں بیان کیے ہیں: اس ذات کی قسم جو آپ ﷺ کے اہل کی براء ت کو جانتی ہے، بریرہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ یوں ہیں کہ بکری آ کر آٹا کھا جاتی ہے، گزشتہ طریق میں بھی یہ الفاظ اسی طرح ہیں۔ اس طریق میں سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ کے الفاظ یوں ہیں۔ اس طریق میں سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ کے الفاظ یوں ہیں: اگرچہ وہ ہمارے بھائیوں خزرج میں سے ہے۔ جبکہ گزشتہ طریق میں ''من الخزرج'' ہے۔ مفہوم ایک ہی ہے۔ اس طریق میں ''فقام رجل من الخزرج'' ہے۔ جبکہ گزشتہ طریق میں ''فقام سعد بن عبادة'' ہے۔ دونوں سے مراد ایک ہی ہے۔ اس طریق میں حسان کی والدہ کے متعلق یہ بیان ہے کہ ''وكانت ام حسان بنت عمه من فخذه'' کہ حسان رضی اللہ عنہ کی والدہ اس کی چچازاد اور اسی کے خاندان میں

سے تھی۔ یہ جملہ گزشتہ طریق میں نہیں ہے، اس طریق میں ہے: ﴿وهو سعد بن عبادة وهو سيد الخزرج قالت وكان قبل ذلك رجلا صالحًا ولكن احتملة الحمية﴾ جبکہ گزشتہ طریق کے الفاظ یوں ہیں: ﴿فقام سعد بن عبادة وكان رجلاً صالحًا ولكن اجتهلته الحميته﴾ نیز اس طریق میں زہری نے: ﴿قلص دمعي﴾ کہا ہے جبکہ گزشتہ طریق میں بھی اسی طرح ہے۔ زہری نے اس طریق میں کہا ہے: ﴿وطفقت اختها حمنة تجارب لها﴾ گزشتہ طریق میں ہے: ﴿وطفقت اختها حمنة بنت جحش تجارب لها﴾ ہے عروہ نے بیان کیا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ کی قسم! وہ آدمی جس کے متعلق کہا گیا جو کچھ بھی کہا گیا، اس نے کہا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں نے کبھی بھی کسی عورت کے پہلو سے کپڑا نہیں اٹھایا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ وہ یعنی صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ اس واقعہ کے بعد اللہ کی راہ میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔

(١١٤٣٤)۔ عَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَ عُذْرِیْ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَی الْمِنْبَرِ، فَذَکَرَ ذٰلِكَ وَتَلَا الْقُرْآنَ، فَلَمَّا نَزَلَ أَمَرَ بِرَجُلَیْنِ وَامْرَأَةٍ فَضَرَبُوْا حَدَّهُمْ۔ (مسند احمد: ٢٤٥٦٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے میری براءت کا اعلان نازل ہوا، تو رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے، آپ ﷺ نے اس کا تذکرہ کیا اور قرآن کی نازل شدہ آیت کی تلاوت فرمائی اور منبر سے نیچے اتر کر آپ نے دو مردوں اور ایک عورت پر تہمت کی حد جاری کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

(١١٤٣٤) تخريج: حديث حسن، اخرجه ابوداود: ٤٤٧٤، والترمذي: ٣١٨١، وابن ماجه: ٢٥٦٧ (انظر: ٢٤٠٦٦)

بَابٌ وَمِنْ بَرَكَتِهَا نُزُوْلُ رُخْصَةِ التَّيَمُّمِ بِسَبَبِهَا

امت کے لیے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی برکتوں میں سے ایک برکت یہ بھی ہے کہ ان کی وجہ سے تیمّم کی رخصت کا حکم نازل ہوا

(١١٤٣٥)۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ، فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رِجَالًا فِيْ طَلَبِهَا فَوَجَدُوْهَا، فَأَدْرَكَتْهُمُ الصَّلَاةُ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوْءٍ فَشَكَوْا ذٰلِكَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ التَّيَمُّمَ، فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ لِعَائِشَةَ: جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا، فَوَاللّٰهِ! مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ تَكْرَهِيْنَهُ اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ لَكِ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ خَيْرًا۔ (مسند أحمد: ٢٤٨٠٣)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے ایک ہار بطورِ استعارہ لیا تھا، لیکن وہ گم ہو گیا، رسول اللہ ﷺ کچھ افراد کو اس کو تلاش کرنے کے لیے بھیجا، ان کو وہ مل گیا، لیکن نماز نے ان کو اس حال میں پالیا کہ ان کے پاس پانی نہیں تھا، پس انھوں نے بغیر وضو کے نماز پڑھی اور نبی کریم ﷺ کی طرف یہ شکایت کی، پس اللہ تعالیٰ نے تیمّم کی رخصت نازل کر دی، سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: اللہ تعالیٰ تم کو جزائے خیر دے، جب بھی تمہارا کوئی ایسا معاملہ بنتا ہے، جس کو تم ناپسند کرتی ہے، اللہ تعالیٰ اس میں تمہارے لیے اور مسلمانوں کے لیے خیر و بھلائی بنا دیتا ہے۔

(١١٤٣٦)۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِتُرْبَانَ بَلَدٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمَدِينَةِ بَرِيدٌ وَأَمْيَالٌ، وَهُوَ بَلَدٌ لَا مَاءَ بِهِ وَذٰلِكَ مِنَ السَّحَرِ انْسَلَّتْ قِلَادَةٌ لِي مِنْ عُنُقِي فَوَقَعَتْ، فَحُبِسَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِالْتِمَاسِهَا حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ وَلَيْسَ مَعَ الْقَوْمِ مَاءٌ، قَالَتْ: فَلَقِيتُ مِنْ أَبِي مَا اللّٰهُ بِهِ عَلِيمٌ مِنَ التَّعْنِيفِ وَالتَّأْفِيفِ، وَقَالَ فِي كُلِّ سَفَرٍ: لِلْمُسْلِمِينَ مِنْكِ عَنَاءٌ وَبَلَاءٌ، قَالَتْ: فَأَنْزَلَ اللّٰهُ الرُّخْصَةَ بِالتَّيَمُّمِ، قَالَتْ:

زوجۂ نبی ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ واپس آ رہے تھے۔ جب ہم مدینہ منورہ سے چند میل کے فاصلے پر سحری کے وقت ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں پانی کا نام و نشان تک نہ تھا، میری گردن سے ہار اتر کر گر گیا۔ اس کی تلاش میں رسول اللہ ﷺ کو رکنا پڑا یہاں تک کہ فجر طلوع ہوگئی، کسی کے پاس پانی نہ تھا، اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس موقعہ پر مجھے اپنے والد کی طرف سے کس قدر ڈانٹ پڑی۔ انہوں نے یہ بھی کہا کر سفر میں تمہاری وجہ سے مسلمانوں کو مشکل اور تکلیف کا ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ اس موٓ کی رخصت کا حکم نازل فرما دیا۔ اور لوگور

(١١٤٣٥) تخريج: أخرجه البخاری: ٣٧٧٣، ٤٥٨٣، ومسلم: ٣٦٧ (انظر: ٢٤٢٩٩

(١١٤٣٦) تخريج: حديث صحيح (انظر: ٢٦٣٤١)

فَتَيَمَّمَ الْقَوْمُ وَصَلَّوْا، قَالَتْ: يَقُولُ أَبِي حِينَ جَاءَ مِنَ اللّٰهِ مَا جَاءَ مِنَ الرُّخْصَةِ لِلْمُسْلِمِينَ: وَاللّٰهِ! مَا عَلِمْتُ يَا بُنَيَّةُ إِنَّكِ لَمُبَارَكَةٌ مَاذَا جَعَلَ اللّٰهُ لِلْمُسْلِمِينَ فِي حَبْسِكِ إِيَّاهُمْ مِنَ الْبَرَكَةِ وَالْيُسْرِ۔ (مسند احمد: ۲٦۸۷۲)

ادا کی، جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کے لیے رخصت کا یہ حکم آیا تو میرے ابا جان نے کہا: بیٹی! اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا تھا کہ تم اس قدر با برکت ہو۔ تمہارے ہار کی تلاش میں مسلمانوں کو یہاں روکے جانے کے نتیجہ میں ان کے لیے اللہ نے کیا برکت اور آسانی رکھ دی ہے۔

فوائد:...... اگر چہ تیمم کی رخصت محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، لیکن جو آدمی اس رخصت کے نزول کا سبب بنا، اس کو مبارکباد دی جا رہی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي شِدَّةِ ذَكَائِهَا وَفَهْمِهَا وَعِلْمِهَا بِالشِّعْرِ وَالتَّارِيخِ وَالطِّبِّ وَ الْفِقْهِ الَّذِي عَمَّ جَمِيعَ الْآفَاقِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ذہانت وفہم کی شدت وکثرت اور اشعار، تاریخ، طب اور شہرۂ آفاق فقہ سے واقفیت کا بیان

(۱۱٤۳۷)۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، قَالَ: كَانَ عُرْوَةُ يَقُولُ لِعَائِشَةَ: يَا أُمَّتَاهُ! لَا أَعْجَبُ مِنْ فَهْمِكِ، أَقُولُ: زَوْجَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَبِنْتُ أَبِي بَكْرٍ، وَلَا أَعْجَبُ مِنْ عِلْمِكِ بِالشِّعْرِ وَأَيَّامِ النَّاسِ، أَقُولُ: ابْنَةُ أَبِي بَكْرٍ وَكَانَ أَعْلَمَ النَّاسِ أَوْ وَمِنْ أَعْلَمِ النَّاسِ، وَلٰكِنْ أَعْجَبُ مِنْ عِلْمِكِ بِالطِّبِّ، كَيْفَ هُوَ؟ وَمِنْ أَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: فَضَرَبَتْ عَلَى مَنْكِبِهِ، وَقَالَتْ: أَيْ عُرَيَّةُ! إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَسْقَمُ عِنْدَ آخِرِ عُمْرِهِ أَوْ فِي آخِرِ عُمْرِهِ، فَكَانَتْ تَقْدَمُ عَلَيْهِ وُفُودُ الْعَرَبِ مِنْ كُلِّ وَجْهٍ، فَتَنْعَتُ لَهُ الْأَنْعَاتَ وَكُنْتُ أُعَالِجُهَا لَهُ

عروہ سے مروی ہے کہ وہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا کرتے تھے: اماں جان! میں آپ کی ذہانت اور سمجھ داری پر تعجب نہیں کرتا، کیونکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ آپ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی دختر ہیں۔ (اس لیے سمجھ دار ہونا تعجب انگیز نہیں)، مجھے آپ کے علم اشعار اور تاریخی معلومات پر بھی تعجب نہیں، میں کہہ سکتا ہوں کہ آپ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی دختر ہیں، جو کہ اشعار اور تاریخ کے متعلق سب سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ مجھے تو آپ کی طبی معلومات پر تعجب ہے کہ یہ آپ کو کیسے حاصل ہوا؟ تو انہوں نے میری بات سن کر میرے کاندھے پر اپنا ہاتھ مار کر کہا: اے عُرَیَّۃ! آخری عمر میں رسول اللہ ﷺ بیمار رہتے تھے تو آپ کی خدمت میں اطراف واکناف سے عرب وفود آیا کرتے تھے اور وہ آپ ﷺ کے سامنے مختلف دوائیں اور نسخے بیان کرتے اور میں آپ کا علاج معالجہ کیا

(۱) تخریج: خبر صحیح، اخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۳/ ۲۹۵، والبزار: ۲٦٦۲ (انظر: ۲٤۳۸۰)

فَمِنْ ثَمَّ۔ (مسند احمد: ۲۴۸۸۴)

کرتی تھی۔ مجھے یہ معلومات اس طرح حاصل ہوئیں۔

فوائد:...... عروہ کی تصغیر ''عُرَيَّةٌ''، پیار کی وجہ سے ایسے کہا۔

(۱۱۴۳۸)۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ مُرَّةَ عَنْ لَمِيسَ أَنَّهَا قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ لَهَا: الْمَرْأَةُ تَصْنَعُ الدُّهْنَ تَحَبَّبُ إِلَى زَوْجِهَا، فَقَالَتْ: أَمِيطِي عَنْكِ تِلْكَ الَّتِي لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهَا، قَالَتْ وَقَالَتْ امْرَأَةٌ لِعَائِشَةَ: يَا أُمَّهْ! فَقَالَتْ عَائِشَةُ إِنِّي لَسْتُ بِأُمِّكُنَّ وَلٰكِنِّي أُخْتُكُنَّ، قَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَخْلِطُ الْعِشْرِينَ بِصَلَاةٍ وَنَوْمٍ فَإِذَا كَانَ الْعَشْرُ شَمَّرَ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ وَشَمَّرَ۔ (مسند احمد: ۲۵۶۴۹)

لمیس سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ ایک عورت خاوند کے ہاں محبت حاصل کرنے کے لئے تیل لگاتی ہے کہ چہرہ زیادہ صاف ہوجائے تو کیا یہ لگا سکتی ہے۔ انہوں نے کہا: اسے خود سے دور رکھو، اللہ تعالیٰ اس خاتون کی طرف نہیں دیکھتے، جو یہ لگاتی ہے۔ ایک اور عورت نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: اے اماں! سیدہ نے کہا: میں تمہاری ماں نہیں ہوں، تمہاری بہن ہوں، پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: نبی کریم ﷺ (رمضان کے پہلے) بیس دنوں میں نماز بھی ادا کرتے اور سوتے بھی تھے، لیکن جب آخری عشرہ شروع ہوتا تو تہبند مضبوط کر لیتے اور عبادت کے لیے کمربستہ ہوجاتے۔

فوائد:...... وقار، احترام، اکرام اور نکاح کے حرام ہونے میں نبی کریم ﷺ کی بیویاں ماؤں کی طرح ہیں، چونکہ نکاح کا حکم تو مردوں کے لیے ہے، اس لیے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے آپ کو خواتین کی بہن ظاہر کر رہی ہیں، یہ روایت ضعیف ہے، بہر حال امہات المؤمنین کا یہ حکم نسب کی وجہ سے نہیں ہے۔

عورت کا چہرے پر تیل، کریم اور پاؤڈر وغیرہ لگانا درست ہے، جس سے زینت میں اضافہ ہو، ہاں اگر ان میں کوئی ایسے کیمیکل ہوں، جن سے چہرے کے بال بھی صاف ہو جائیں تو وہ ناجائز ہوگا، باقی اس قسم کے مسائل پہلے گزر چکے ہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا انتہائی ذہین، سمجھ دار، اشعار اور علم تاریخ کی عالمہ ہونے کے ساتھ ساتھ علم طب کی معلومات سے بھی بہرہ ور تھیں، جب مختلف وفود آ کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے مختلف دواؤں اور نسخوں کا ذکر کرتے، تو آپ کے علاج معالجہ کی خدمات سیدہ رضی اللہ عنہا ادا کیا کرتی تھیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي رُؤْيَتِهَا لِجِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَلَامُهُ عَلَيْهَا وَمَا وَرَدَ فِي فَضْلِهَا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے جبریل علیہ السلام کو دیکھنے، اُن کا اِن کو سلام کہنے اور ان کے دیگر فضائل کا بیان

(۱۱۴۳۹)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَعْرَفَةِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک گھوڑے کی گردن پر ہاتھ رکھے ہوئے ایک

(۱۱۴۳۸) تخريج: اسناده ضعيف لضعف جابر بن يزيد الجعفي ويزيد بن مرة، ولجهالة لميس (انظر: ۲۵۱۳۶)

(۱۱۴۳۹) تخريج: اسناده ضعيف لضعف مجالد الهمداني، أخرجه الطبراني في "الكبير": ۲۳/ ۹۵ (انظر: ۲۴۴۶۲)

فَرَسٍ وَهُوَ يُكَلِّمُ رَجُلًا، قُلْتُ: رَأَيْتُكَ وَاضِعًا يَدَيْكَ عَلٰى مَعْرَفَةِ فَرَسِ دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ وَأَنْتَ تُكَلِّمُهُ، قَالَ: ((وَرَأَيْتِ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: ((ذَاكَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَهُوَ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ۔)) قَالَتْ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، جَزَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا مِنْ صَاحِبٍ وَدَخِيلٍ، فَنِعْمَ الصَّاحِبُ وَنِعْمَ الدَّخِيلُ، قَالَ سُفْيَانُ: الدَّخِيلُ الضَّيْفُ۔ (مسند احمد: ٢٤٩٦٦)

آدمی سے باتیں کرتے دیکھا، میں نے عرض کیا کہ میں نے آپ کو دحیہ کلبی کے گھوڑے کی گردن پر ہاتھ رکھے ہوئے ان سے باتیں کرتے دیکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے دیکھا ہے؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو وہ جبریل علیہ السلام تھے اور وہ تمہیں سلام کہہ رہے تھے۔'' میں نے جواباً کہا: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اللہ تعالیٰ اس ساتھی اور مہمان کو جزائے خیر دے، وہ بہترین ساتھی اور بہترین مہمان ہے۔ امام احمد کے شیخ امام سفیان بن عیینہ نے ''الدخیل'' کا معنی ''مہمان'' بیان کیا۔

(١١٤٤٠)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عَائِشَةُ! هٰذَا جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ۔)) فَقُلْتُ: عَلَيْكَ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، تَرَى مَا لَا نَرَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ۔ (مسند احمد: ٢٥٣٦٩)

(دوسری سند) ام المؤمنین سیدۂ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! یہ جبریل علیہ السلام ہیں اور وہ تمہیں سلام کہہ رہے ہیں۔'' میں نے کہا: عَلَيْكَ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اے اللہ کے رسول! آپ وہ دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھ سکتے۔

(١١٤٤١)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ: ((إِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ۔)) (مسند احمد: ١٣٨٢١)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ کی باقی تمام عورتوں پر فضیلت ایسے ہے، جیسے سارے کھانوں پر ثرید کی فضیلت ہے۔''

(١١٤٤٢)۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: ((فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ۔)) (مسند احمد: ٢٥٧٧٤)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ کو باقی تمام عورتوں پر اسی طرح فضیلت حاصل ہے، جیسے ثرید کو باقی سارے کھانوں پر۔''

فوائد:...... ثرید ایک قسم کا زود ہضم اور بابرکت کھانا ہوتا ہے جسے دوسرے کھانوں پر ترجیح دی جاتی ہے۔ یہی معاملہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے کہ وہ مسلم خواتین میں اعلی مقام رکھتی ہیں۔

(١١٤٤٠) تخريج: اخرجه البخاري: ٣٧٦٨، ومسلم: ٢٤٤٧ (انظر: ٢٤٨٥٧)

(١١٤٤١) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٤٤٦ (انظر: ١٣٧٨٥)

(١١٤٤٢) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه النسائي: ٧/ ٦٨ (انظر: ٢٥٢٦٠)

(۱۱٤٤٣)۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ، وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ غَيْرُ مَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ وَآسِيَةَ امْرَأَةِ فِرْعَوْنَ، وَإِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ۔)) (مسند احمد: ۱۹۹۰٤)

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مردوں میں سے بہت سے لوگوں کو درجۂ کمال حاصل ہوا ہے، البتہ عورتوں میں سے صرف مریم بنت عمران اور آسیہ زوجۂ فرعون ہی درجۂ کمال تک پہنچی ہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو باقی تمام عورتوں پر اسی طرح فضیلت ہے جیسے ثرید کو باقی سارے کھانوں پر۔''

فوائد:...... مردوں میں بڑے بڑے باکمال اور کثیر تعداد میں افراد گزرے ہیں، جیسے انبیاء ورسل، صالحین، شہید، پرہیزگار، مجاہدین اور ذاکرین وغیرہ، لیکن خواتین میں ایسا کمال کم عورتوں کے نصیبے میں آیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مَرَضِ مَوْتِهَا وَتَزْكِيَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِيَّاهَا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مرض الموت کا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف سے ان کی تعریف وتوصیف کا بیان

(۱۱٤٤٤)۔ عَنْ ذَكْوَانَ مَوْلَى عَائِشَةَ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ لِابْنِ عَبَّاسٍ عَلَى عَائِشَةَ وَهِيَ تَمُوتُ وَعِنْدَهَا ابْنُ أَخِيهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، فَقَالَ: هٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكِ وَهُوَ مِنْ خَيْرِ بَنِيكِ، فَقَالَتْ: دَعْنِي مِنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَمِنْ تَزْكِيَتِهِ، (وَفِي لَفْظٍ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُزَكِّيَنِي) فَقَالَ لَهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: إِنَّهُ قَارِءٌ لِكِتَابِ اللهِ، فَقِيهٌ فِي دِينِ اللهِ فَأْذَنِي لَهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْكِ وَلْيُوَدِّعْكِ، قَالَتْ: فَأْذَنْ لَهُ إِنْ شِئْتَ، قَالَ: فَأَذِنَ لَهُ فَدَخَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ ثُمَّ سَلَّمَ وَجَلَسَ وَقَالَ: أَبْشِرِي يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! فَوَاللّٰهِ مَا بَيْنَكِ وَبَيْنَ أَنْ يَذْهَبَ عَنْكِ كُلُّ أَذًى وَنَصَبٍ (أَوْ قَالَ: وَصَبٍ) وَتَلْقَى

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام ذکوان سے روایت ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فوت ہونے کے قریب تھیں، ان کے پاس ان کا برادر زادہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بیٹھا ہوا تھا کہ ذکوان نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اندر آنے کی اجازت طلب کرتے ہوئے کہا کہ آپ کے بہترین بیٹے ابن عباس آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا: مجھے ابن عباس اور ان کی تعریف وتوصیف سے محفوظ ہی رکھو۔ دوسری روایت کے لفظ یوں ہیں: مجھے اندیشہ ہے کہ وہ آکر میری مدح وتوصیف کرنے لگیں گے۔ لیکن عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے ان سے کہا: وہ اللہ کی کتاب کے قاری ہیں، اللہ کے دین کے بہت بڑے فقیہ یعنی عالم ہیں، آپ انہیں اندر آنے کی اجازت دے دیں تاکہ وہ آپ کو سلام کہہ لیں اور آپ کو دنیا سے جاتے ہوئے الوداع کرلیں۔ سو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا: اگر تم چاہتے ہو تو اجازت دے دو۔ عبداللہ نے ان کو آنے کی اجازت دے

(۱۱٤٤٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٤١٨، ومسلم: ٢٤٣١ (انظر: ١٩٦٦٨)

(۱۱٤٤٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٧٧١، ٤٧٥٣، ٤٧٥٤ (انظر: ٣٢٦٢)

الْأَحِبَّةَ مُحَمَّدًا وَحِزْبَهُ (أَوْ قَالَ أَصْحَابَهُ) إِلَّا أَنْ تُفَارِقَ رُوحُكِ جَسَدَكِ، فَقَالَتْ: وَأَيْضًا؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كُنْتِ أَحَبَّ أَزْوَاجِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ يُحِبُّ إِلَّا طَيِّبًا، وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بَرَاءَتَكِ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوَاتٍ فَلَيْسَ فِي الْأَرْضِ مَسْجِدٌ إِلَّا وَهُوَ يُتْلٰى فِيهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ، وَسَقَطَتْ قِلَادَتُكِ بِالْأَبْوَاءِ فَاحْتَبَسَ النَّبِيُّ ﷺ فِي الْمَنْزِلِ وَالنَّاسُ مَعَهُ فِي ابْتِغَائِهَا (أَوْ قَالَ: فِي طَلَبِهَا) حَتّٰى أَصْبَحَ الْقَوْمُ عَلٰى غَيْرِ مَاءٍ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ الْآيَةَ، فَكَانَ فِي ذٰلِكِ رُخْصَةٌ لِلنَّاسِ عَامَّةً فِي سَبَبِكِ، فَوَاللّٰهِ إِنَّكِ لَمُبَارَكَةٌ، فَقَالَتْ: دَعْنِي يَا ابْنَ عَبَّاسٍ مِنْ هٰذَا، فَوَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا۔ (مسند احمد: ٣٢٦٢)

دی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آ کر سلام کہا اور بیٹھ گئے اور پھر کہا: ام المؤمنین! آپ کو مبارک ہو، اللہ کی قسم! اب آپ کے اور ہر قسم کی تکلیف و مصیبت کے درمیان اور محمد ﷺ اور ان کی جماعت کے ساتھ ملاقات کے درمیان صرف آپ کی روح آپ کے جسد سے نکلنے کی دیر ہے۔ سیدہ نے کہا: جی ہاں ٹھیک ہے اور کیا؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ کو اپنی تمام ازواج میں سے سب سے زیادہ محبت آپ سے تھی اور رسول اللہ ﷺ اچھی چیز کو ہی پسند کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سے آپ کی برأت کا حکم نازل کیا۔ دوسری روایت میں یہ اضافہ ہے کہ اس حکم کو جبریل علیہ السلام لے کر آئے تھے۔ روئے زمین کی ہر مسجد میں دن رات ان آیات برأت کی تلاوت کی جاتی ہے اور ابواء کے مقام پر آپ کا ہار گر گیا تو نبی کریم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس کی تلاش میں وہاں رکے رہے، یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور لوگوں کے پاس وضوء کے لیے پانی موجود نہ تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے: ﴿فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا....﴾ (سورۂ مائدہ: ٦) کا حکم نازل کر دیا کہ اگر تمہیں پانی دستیاب نہ ہو تو پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو، یہ آپ کے اس واقعہ کی وجہ سے سب لوگوں کو رخصت مل گئی۔ اللہ کی قسم، آپ انتہائی بابرکت ہیں۔ یہ باتیں سن کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ابن عباس! چھوڑو ان باتوں کو، میں تو یہ پسند کرتی ہوں کہ میں بالکل بھولی بسری ہو جاؤں۔

(١١٤٤٥)۔ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ لَيْثٍ، عَنْ رَجُلٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ لَهَا: إِنَّمَا سُمِّيْتِ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ لِتَسْعَدِيْ وَإِنَّهُ لَاسْمُكِ قَبْلَ أَنْ تُوْلَدِيْ۔ (مسند احمد: ١٩٠٦)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: محض آپ کی فضیلت کے اظہار کے لیے آپ کو ''ام المؤمنین'' کہا گیا ہے، ورنہ آپ کی ولادت سے قبل ہی (اللہ تعالیٰ کے ہاں) آپ کے لیے یہ اعزاز مقدر تھا۔

(١١٤٤٥) تخريج: اسناده ضعيف، ليث بن ابى سليم ضعيف وشيخه مجهول (انظر: ١٩٠٦)

(۱۱٤٤٦)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: مَاتَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها فَدَفَنَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ لَيْلًا۔ (مسند احمد: ۲۵۵۱۹)

عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا انتقال رات کو ہوا تھا اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے رات کو ہی ان کی تدفین کر دی تھی۔

فوائد:...... عبداللہ بن زبیر، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ولادت نبوت کے چوتھے سال کو ہوئی اور وفات (۱۸) رمضان (۵۷ یا ۵۸) سن ہجری کو ہوئی، بوقت وفات آپ کی عمر ٦٦ برس تھی، آپ کی نماز جنازہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

بَابُ الرَّابِعَةِ مِنْ أَزْوَاجِهِ ﷺ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رضي الله عنهما
رسول اللہ ﷺ کی چوتھی زوجہ محترمہ ام المؤمنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما

(۱۱٤٤٧)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ: تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ أَوْ حُذَيْفَةَ شَكَّ عَبْدُ الرَّزَّاقِ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا فَتُوُفِّيَ بِالْمَدِيْنَةِ، قَالَ: فَلَقِيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ، قَالَ: سَأَنْظُرُ فِيْ ذٰلِكَ، فَلَبِثْتُ لَيَالِي فَلَقِيَنِي فَقَالَ: مَا أُرِيْدُ أَنْ أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هٰذَا، قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ ابْنَةَ عُمَرَ، فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا، فَكُنْتُ أَوْجَدُ عَلَيْهِ مِنِّي عَلٰى عُثْمَانَ، فَلَبِثْتُ لَيَالِي فَخَطَبَهَا إِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاه، فَلَقِيَنِي أَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ: لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِيْنَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ شَيْئًا؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنَّهُ لَمْ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میری بیٹی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سیدنا خنیس بن حذافہ یا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد بیوہ ہوگئی، یہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے تھے اور غزوۂ بدر میں حاضر ہوئے تھے اور انھوں نے مدینہ میں وفات پائی تھی، میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ملا اور ان پر حفصہ کو پیش کیا اور میں نے کہا: اگر تم چاہتے ہو تو میں حفصہ سے تمہارا نکاح کر دیتا ہوں؟ انہوں نے کہا: میں اس بارے میں غور کروں گا، میں نے کچھ دنوں تک انتظار کیا، پھر وہ مجھے ملے اور کہا: میں ان دنوں شادی کا ارادہ نہیں رکھتا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور میں نے کہا: اگر تم چاہتے ہو تو میں اپنی بیٹی حفصہ کا تم سے نکاح کر دیتا ہوں، انہوں نے کوئی جواب نہ دیا، اس وجہ سے ان پر مجھے عثمان سے بھی زیادہ افسوس ہوا، بہر حال میں چند دن ٹھہرا رہا، اتنے میں نبی کریم ﷺ کی جانب سے میری بیٹی کے نکاح کا پیغام آ گیا اور میں نے اس کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا، بعد میں جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھے ملے تو انہوں نے کہا: جب تم نے مجھ پر حفصہ کو پیش کیا تھا

(۱۱٤٤٦) تخريج: اخرجه مسلم: ۹٤۱ (انظر: ۲۵۰۰۵)

(۱۱٤٤٧) تخريج: أخرجه البخاري: ۵۱۲۹، ٤۰۰۵، ۵۱۲۲ (انظر: ۷٤)

يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ شَيْئًا حِينَ عَرَضْتَهَا عَلَيَّ إِلَّا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَذْكُرُهَا وَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَوْ تَرَكَهَا لَنَكَحْتُهَا۔ (مسند احمد: ٧٤)

اور میں نے کوئی جواب نہیں دیا تھا تو تم مجھ سے ناراض ہوئے ہو گے؟ میں نے کہا: جی بالکل، انھوں نے کہا: مجھے آپ کی پیشکش کا جواب دینے میں صرف ایک چیز رکاوٹ تھی کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کرتے ہوئے سنا تھا، یہ ایک راز تھا اور میں نبی کریم ﷺ کا راز افشا نہیں کرنا چاہتا تھا، اگر آپ ﷺ یہ رشتہ نہ کرتے تو میں حفصہ سے نکاح کر لیتا۔

فوائد:...... کتنی بڑی بات ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو عظیم سمجھ کر ان پر اپنی بیٹی پیش کی، لیکن ان کو کیا پتہ ہے کہ ان کی بیٹی ام المومنین بننے والی ہے، یہ سب شریعت کا پاس ولحاظ کرنے کی برکتیں ہیں۔ غور کریں کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کس انداز میں رسول اللہ ﷺ کے راز کی حفاظت کی، وہ کس قدر گہرائی سے آپ ﷺ کی شان وعظمت کو سمجھتے تھے۔

(١١٤٤٨)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَمَّا تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ وَكَانَتْ تَحْتَ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ لَقِيَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عُثْمَانَ فَعَرَضَهَا عَلَيْهِ، فَقَالَ عُثْمَانُ: مَا لِي فِي النِّسَاءِ حَاجَةٌ وَسَأَنْظُرُ، فَلَقِيَ أَبَا بَكْرٍ فَعَرَضَهَا عَلَيْهِ فَسَكَتَ، فَوَجَدَ عُمَرُ فِي نَفْسِهِ عَلَى أَبِي بَكْرٍ، فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ خَطَبَهَا فَلَقِيَ عُمَرُ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ: إِنِّي كُنْتُ عَرَضْتُهَا عَلَى عُثْمَانَ فَرَدَّنِي وَإِنِّي عَرَضْتُهَا عَلَيْكَ فَسَكَتَّ عَنِّي فَلَأَنَا عَلَيْكَ كُنْتُ أَشَدَّ غَضَبًا مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ وَقَدْ رَدَّنِي، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّهُ قَدْ كَانَ ذَكَرَ مِنْ أَمْرِهَا وَكَانَ سِرًّا فَكَرِهْتُ أَنْ أُفْشِيَ السِّرَّ۔ (مسند احمد: ٤٨٠٧)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا، سیدنا خنیس رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں، جب وہ بیوہ ہوگئیں تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی پیش کش کی۔ لیکن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے بیویوں کی حاجت نہیں ہے، تاہم میں اس بارے میں سوچوں گا۔ اس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملے اور انہیں بھی حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی پیش کش کی۔ لیکن وہ خاموش رہے (اور کوئی جواب ہی نہیں دیا)۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے متعلق ناراضگی آ گئی، اس کے بعد جلد ہی رسول اللہ ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا پیغام بھیج دیا، اس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے جا کر ملے اور کہا: میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی پیش کش کی تھی تو انہوں نے انکار کر دیا تھا، اس کے بعد میں نے آپ کو

(١١٤٤٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٠٠٥، ٥١٢٢ (انظر: ٤٨٠٧)

حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کی پیش کش کی تو آپ خاموش رہے اور مجھے واپسی جواب تک نہ دیا۔ تو مجھے عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ آپ پر غصہ آیا، کیونکہ انہوں نے واضح طور پر انکار تو کر دیا تھا۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: دراصل رسول اللہ ﷺ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کا تذکرہ کیا تھا، جبکہ آپ ﷺ کی یہ بات ابھی تک راز تھی، اس لیے میں نے آپ ﷺ کے راز کو افشاء کرنا جائز نہ سمجھا۔ (اور خاموش رہا)۔

(۱۱٤٤۹)۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ طَلَّقَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ثُمَّ ارْتَجَعَهَا۔ (مسند احمد: ۱٦۰۲۰)

عاصم بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ام المؤمنین سیدہ حفصہ بنت عمر کو طلاق دی تھی اور پھر رجوع کر لیا تھا۔

فوائد:...... شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کا ایک درج ذیل شاہد بھی بیان کیا: قیس بن زید کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی، ان کے دو ماموں قدامہ اور عثمان، جو مظعون کے بیٹے تھے، ن کے پاس گئے، وہ رونے لگ گئیں اور انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! آپ ﷺ نے سیر ہو جانے کی وجہ سے مجھے طلاق نہیں دی، نبی کریم ﷺ ان کے پاس آئے اور کہا: ((قَالَ لِیْ جِبْرِیْلُ علیہ السلام: رَاجِعْ حَفْصَةَ، فَاِنَّهَا صَوَّامَةٌ قَوَّامَةٌ، وَاِنَّهَا زَوْجَتُكَ فِی الْجَنَّةِ۔)) ......''جبریل علیہ السلام نے مجھے کہا: حفصہ سے رجوع کر لو، وہ تو بہت روزے رکھنے والی اور بہت قیام کرنے والی ہے اور جنت میں آپ کی بیوی ہے۔'' (ابونعیم نے اس کو الحلیة: ۲/ ۵۰ میں اور امام حاکم نے روایت کیا ہے اور یہ مرسل ہے۔)

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آدمی کا اپنی بیوی کو طلاق دینا جائز ہے، اگر چہ وہ روزے رکھنے والی اور قیام کرنے والی ہو۔ کبھی کبھار تو ایسے ہوتا ہے کہ میاں بیوی آپس میں شیر وشکر نہیں ہو پاتے اور بیوی اپنے خاوند کی اطاعت کے سارے تقاضے پورے نہیں کر پاتی، نتیجہ طلاق کی صورت میں نکلتا ہے اور بسا اوقات بعض ایسے داخلی امور طلاق کا سبب بن جاتے ہیں کہ دوسرے لوگ جن پر مطلع نہیں ہو سکتے۔ ان وجوہات کی بنا پر طلاق کو قاضی کی موافقت یا مخالفت پر موقوف کر دینا اس وقت کی سب سے بڑی کم عقلی اور بری بات ہے۔ اکثر حاکموں، قاضیوں اور خطیبوں کی زبانوں پر یہ حدیث رواں ہے: ((اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰهِ الطَّلَاقُ۔)) ......''اللہ تعالیٰ کو حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسند طلاق ہے۔'' جبکہ یہ ضعیف ہے، میں نے (ارواء الغلیل: ۲۰۴۰) وغیرہ میں اس کی وضاحت کی ہے۔

(صحیحہ: ۲۰۰۷)

(۱۱٤٤۹) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ، اخرجہ الطبرانی فی "الکبیر": ۱۷/ ٤٦٦ (انظر: ۱۵۹۲٤)

بَابُ الْخَامِسَةِ مِنْ أَزْوَاجِهِ ﷺ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ کی پانچویں زوجہ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ کی سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تفصیل کے لیے دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۷۴۸) والا باب۔

بَابُ السَّادِسَةِ مِنْ أَزْوَاجِهِ ﷺ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أُمِّ حَبِيْبَةَ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ کی چھٹی زوجہ ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

(۱۱٤٥٠)۔ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ، وَكَانَ أَتَى النَّجَاشِيَّ، وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ إِسْحَاقَ: وَكَانَ رَحَلَ إِلَى النَّجَاشِيِّ فَمَاتَ، وَأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَزَوَّجَ أُمَّ حَبِيبَةَ، وَإِنَّهَا بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ زَوَّجَهَا إِيَّاهُ النَّجَاشِيُّ، وَمَهَرَهَا أَرْبَعَةَ آلَافٍ، ثُمَّ جَهَّزَهَا مِنْ عِنْدِهِ وَبَعَثَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَعَ شُرَحْبِيلَ بْنِ حَسَنَةَ، وَجِهَازُهَا كُلُّهُ مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ، وَلَمْ يُرْسِلْ إِلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِشَيْءٍ، وَكَانَ مُهُورُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعَ مِائَةِ دِرْهَمٍ۔ (مسند احمد: ۲۷۹۵۳)

عروہ سے روایت ہے، وہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ وہ عبید اللہ بن جحش کی زوجیت میں تھی، وہ نجاشی کے ہاں گیا تھا اور وہیں (مرتد ہوکر) مرگیا۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حبشہ ہی میں تھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کرلیا، ان کا رسول اللہ ﷺ سے نکاح نجاشی نے کیا تھا اور اسی نے آپ کی طرف سے ان کو چار ہزار دینار بطور مہر ادا کئے تھے۔ پھر اس نے ان کے سفر کی تیاری کرکے ان کو شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔ ان کی مکمل تیاری اور ساز وسامان نجاشی کی طرف سے تھا، اللہ کے رسول ﷺ نے کوئی چیز نہیں بھیجی تھی۔ باقی ازواج کے مہر چار سو درہم تھے۔

فوائد:...... سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نام رملہ تھا، سیدنا ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں، یہ بعثت سے سترہ ماہ قبل پیدا ہوئی تھیں، عبید اللہ بن جحش سے ان کی شادی ہوئی، پھر یہ میاں بیوی دونوں مسلمان ہوگئے اور ہجرت کرکے حبشہ چلے گئے، وہاں عبید اللہ تو نصرانی ہوکر مرگیا، لیکن سیدہ اسلام پر قائم رہیں، پھر نجاشی نے ان کا رسول اللہ ﷺ سے نکاح کردیا تھا۔

بَابُ السَّابِعَةِ مِنْ أَزْوَاجِهِ ﷺ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ ساتویں زوجہ ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

وضاحت: حدیث نمبر (۱۰۷۷۸) والے باب میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی شادی کی تفصیل گزر چکی ہے۔

(۱۱٤٥١)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اجْتَمَعَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج

(۱۱٤٥٠) تخریج: صحیح، قالہ الالبانی، اخرجہ ابوداود: ۲۱۰۷، ۲۱۰۸، والنسائی: ٦/ ۱۱۹ (انظر: ۲۷٤۰۸)

(۱۱٤٥۱) تخریج: أخرجہ البخاری: ۱٤۲۰، ومسلم: ۲٤٥۲ (انظر: ۲٤۸۹۹)

أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَقُلْنَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَيَّتُنَا أَسْرَعُ بِكَ لُحُوقًا، فَقَالَ: ((أَطْوَلُكُنَّ يَدًا۔)) فَأَخَذْنَا قَصَبًا فَذَرَعْنَاهَا فَكَانَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ أَطْوَلَنَا ذِرَاعًا، فَقَالَتْ: تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ فَكَانَتْ سَوْدَةُ أَسْرَعَنَا بِهِ لُحُوقًا، فَعَرَفْنَا بَعْدُ إِنَّمَا كَانَ طُولُ يَدِهَا مِنَ الصَّدَقَةِ، وَكَانَتِ امْرَأَةً تُحِبُّ الصَّدَقَةَ رضی اللہ عنہا۔ (مسند احمد: ٢٥٤١١)

ایک دن آپ کے پاس جمع تھیں، انہوں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا: اے اللہ کے نبی! ہم میں سے سب سے پہلے کون سی بیوی آپ کو جا ملے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہیں، وہ سب سے پہلے مجھے آکر ملے گی۔'' ہم نے ایک سرکنڈا لے کر ہاتھوں کی پیائش کی، تو ہم میں سے سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ سب سے طویل تھا۔ نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو ہم میں سے سب سے پہلے سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ سے جا ملیں، یعنی ازواج مطہرات میں سب سے پہلے ان کا انتقال ہوا، تو ہمیں بعد میں اس حقیقت کا پتہ چلا کہ ان کا ہاتھ صدقہ کرنے میں لمبا تھا، وہ صدقہ کرنے کو بہت زیادہ پسند کرتی تھیں۔

فوائد:...... ''ہم میں سے سب سے پہلے سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ سے جا ملیں۔'' یہ نام لینا کسی راوی کا سہو ہے، صحیح یہ ہے کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سب سے پہلے فوت ہوئی تھیں۔ لمبے ہاتھ سے آپ ﷺ کی مراد کثرت سے صدقہ کرنا تھا اور یہ صفت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی تھی، امہات المؤمنین نے پہلے پہل یہ سمجھا کہ آپ ﷺ کی مراد ہاتھ کی حسی لمبائی ہے، جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو تب ان کو پتہ چلا کہ آپ ﷺ کی مراد تو صدقہ کرنا تھا۔

(١١٤٥٢)۔ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: مَا أَوْلَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهِ أَكْثَرَ أَوْ أَفْضَلَ مِمَّا أَوْلَمَ عَلٰى زَيْنَبَ، فَقَالَ ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ: فَمَا أَوْلَمَ؟ قَالَ: أَطْعَمَهُمْ خُبْزًا وَلَحْمًا حَتّٰى تَرَكُوهُ۔ (مسند احمد: ١٢٧٨٩)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جیسا ولیمہ ام المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کے موقع پر کیا تھا، ویسا ولیمہ آپ ﷺ نے دوسری کسی اہلیہ کے ساتھ نکاح کے موقع پر نہیں کیا۔ ثابت بنانی نے دریافت کیا کہ آپ ﷺ نے کیا ولیمہ کیا تھا؟ انھوں نے کہا: آپ نے لوگوں کو اس قدر گوشت روٹی کھلائی کہ لوگوں سے کھانا بچ رہا۔

(١١٤٥٣)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ تَفْخَرُ عَلٰى نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْكَحَنِي مِنَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی باقی بیویوں پر فخر کرتے ہوئے کہا کرتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میرا

(١١٤٥٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٧٩٣، ومسلم: ١٤٢٨ (انظر: ١٢٧٥٩)

(١١٤٥٣) تخريج: اخرجه البخاري: ٧٤٢٠، ٧٤٢١ (انظر: ١٣٣٦١)

السَّمَاءِ۔ (الحدیث)(مسند احمد: ۱۳۳۹۴) نکاح اللہ تعالیٰ نے آسمان پر سے کیا تھا۔

فوائد:...... یہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا اعزاز تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کا نکاح آسمانوں پر سے خود اللہ تعالیٰ نے کیا تھا۔

بَابُ الثَّامِنَةِ مِنْ أَزْوَاجِهِ ﷺ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ زَيْنَبَ بِنْتِ خُزَيْمَةَ الْهِلَالِيَّةِ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ کی آٹھویں بیوی ام المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ ہلالیہ رضی اللہ عنہا

مسند احمد میں سیدہ زینب بن خزیمہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ نہیں ہے، یہ زینب بنت خزیمہ بن عبداللہ بن عمر بن عبد مناف تھی، ان کی کنیت ''ام المساکین'' تھی، یہ پہلے سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں، غزوۂ احد میں جب ان کی شہادت ہوگئی تو نبی کریم ﷺ نے ان سے نکاح کر لیا، سیدہ نے آپ ﷺ کے ہاں دو یا تین ماہ ہی گزارے تھے کہ ان کا انتقال ہوگیا، نبی کریم ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں مدینہ کے قبرستان ''بقیع غرقد'' میں دفن کیا گیا۔

بَابُ التَّاسِعَةِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ خَالَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہم

رسول اللہ ﷺ کی نویں زوجہ ام المؤمنین سیدہ میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا، یہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں

(۱۱۴۵۴)۔ عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ حَلَالٌ، بَعْدَمَا رَجَعْنَا مِنْ مَكَّةَ۔ (مسند احمد: ۲۷۳۵۲)

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: جب ہم مکہ سے واپس ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا اور ہم دونوں احرام کی حالت میں نہیں تھے۔

(۱۱۴۵۵)۔ عَنْ أَبِي رَافِعٍ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ حَلَالًا، وَبَنَى بِهَا حَلَالًا، وَكُنْتُ الرَّسُولَ بَيْنَهُمَا۔ (مسند احمد: ۲۷۷۳۹)

مولائے رسول سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور جب ان کی رخصتی ہوئی تو آپ ان دونوں مواقع پر احرام کی حالت میں نہیں تھے، میں ان دونوں ہستیوں کے درمیان قاصد تھا۔

(۱۱۴۵۶)۔ عَنْ أَبِي رَافِعٍ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ فِي بَعْثٍ مَرَّةً فَقَالَ

مولائے رسول سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ایک دفعہ ایک دستے میں میرے نام کا بھی اندراج کیا گیا،

(۱۱۴۵۴) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۱۰ (انظر: ۲۶۸۱۵)

(۱۱۴۵۵) تخریج: حدیث حسن، اخرجه الترمذی: ۸۴۱ (انظر: ۲۷۱۹۷)

(۱۱۴۵۶) تخریج: قال الهیثمی: رجاله رجال الصحیح، غیر الحسن بن علی بن ابی رافع، وهو ثقة، أخرجه ابن خزیمة: ۲۵۲۸، وسعید بن منصور فی "سننه": ۲۴۹۰ (انظر: ۲۷۱۸۵)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اذْهَبْ فَأْتِنِي بِمَيْمُونَةَ۔)) فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنِّي فِي الْبَعْثِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَسْتَ تُحِبُّ مَا أُحِبُّ؟)) قَالَ: بَلٰى، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهَا۔)) فَذَهَبْتُ فَجِئْتُ بِهَا۔ (مسند احمد: ٢٧٧٢٧)

رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''تم جا کر میمونہ کو لے آؤ۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میرا نام تو فلاں دستے میں لکھا جا چکا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہیں وہ کام پسند نہیں، جو مجھے پسند ہے؟'' میں نے عرض کیا: جی بالکل، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر تم جا کر میمونہ کو میرے پاس لے کر آؤ۔'' چنانچہ میں گیا اور ان کو لے آیا۔

یہ حدیث دلیل ہے کہ قابل اعتماد مسلمان غلام کو دوران سفر عورت کے ساتھ روانہ کیا جا سکتا ہے۔ (عبداللہ رفیق)

(١١٤٥٧)۔ عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَزَوَّجَهَا حَلَالًا، وَبَنٰى بِهَا حَلَالًا، وَمَاتَتْ بِسَرِفَ فَدَفَنَّاهَا فِي الظُّلَّةِ الَّتِي بَنٰى بِهَا فِيهَا، فَنَزَلْنَا فِي قَبْرِهَا أَنَا وَابْنُ عَبَّاسٍ۔ (مسند احمد: ٢٧٣٦٥)

ابو فزارہ سے روایت ہے، وہ یزید بن اصم سے اور وہ زوجۂ نبی سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ان سے نکاح کیا اور جب ان کی رخصتی ہوئی تو آپ ان دونوں مواقع پر احرام کی حالت میں نہیں تھے اور ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی وفات سرف کے مقام پر ہوئی تھی، (عجیب حسن اتفاق ہے کہ) جس مقام پر ان کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خلوت ہوئی تھی، ان کو وہیں دفن کیا گیا اور ان کی قبر میں میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہ اترے تھے۔

فوائد:...... دیکھیں حدیث نمبر (١٠٨٣٨)

بَابُ الْعَاشِرَةِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

رسول اللہ ﷺ کی دسویں زوجہ ام المومنین سیدہ جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا

(١١٤٥٨)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: لَمَّا قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَبَايَا بَنِي الْمُصْطَلِقِ، وَقَعَتْ جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ فِي السَّهْمِ لِثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ أَوْ لِابْنِ عَمٍّ لَهُ وَكَاتَبَتْهُ عَلٰى نَفْسِهَا، وَكَانَتْ امْرَأَةً حُلْوَةً مَلَّاحَةً

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: جب اللہ کے رسول ﷺ نے بنو مصطلق کے قیدیوں کو صحابہ میں تقسیم کیا تو جویریہ بنت حارث، سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ یا ان کے چچا زاد کے حصہ میں آئیں۔ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے فوراً ان سے مکاتبت کر لی (کہ وہ اتنے عرصے میں اتنی رقم دے کر آزاد ہو جائے گی)، یہ کافی دل کش خاتون تھیں، جو کوئی انہیں دیکھتا،

(١١٤٥٧) تخريج: اخرجه مسلم: ١٤١١ (انظر: ٢٦٨٢٨)

(١١٤٥٨) تخريج: اسناده حسن، اخرجه ابوداود: ٣٩٣١ (انظر: ٢٦٢٦٥)

لَا يَرَاهَا أَحَدٌ إِلَّا أَخَذَتْ بِنَفْسِهِ، فَأَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَسْتَعِينُهُ فِي كِتَابَتِهَا، قَالَتْ: فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُهَا عَلٰى بَابِ حُجْرَتِي فَكَرِهْتُهَا، وَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَرٰى مِنْهَا مَا رَأَيْتُ، فَدَخَلَتْ عَلَيْهِ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنَا جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ أَبِي ضِرَارٍ سَيِّدِ قَوْمِهِ، وَقَدْ أَصَابَنِي مِنَ الْبَلَاءِ مَا لَمْ يَخْفَ عَلَيْكَ، فَوَقَعْتُ فِي السَّهْمِ لِثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ الشَّمَّاسِ أَوْ لِابْنِ عَمٍّ لَهُ فَكَاتَبْتُهُ عَلٰى نَفْسِي، فَجِئْتُكَ أَسْتَعِينُكَ عَلٰى كِتَابَتِي، قَالَ: ((فَهَلْ لَكِ فِي خَيْرٍ مِنْ ذٰلِكِ؟)) قَالَتْ: وَمَا هُوَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((أَقْضِي كِتَابَتَكِ وَأَتَزَوَّجُكِ۔)) قَالَتْ: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((قَدْ فَعَلْتُ۔)) قَالَتْ: وَخَرَجَ الْخَبَرُ إِلَى النَّاسِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَزَوَّجَ جُوَيْرِيَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ، فَقَالَ النَّاسُ: أَصْهَارُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَرْسَلُوا مَا بِأَيْدِيهِمْ، قَالَتْ: فَلَقَدْ أَعْتَقَ بِتَزْوِيجِهِ إِيَّاهَا مِائَةَ أَهْلِ بَيْتٍ مِنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ، فَمَا أَعْلَمُ امْرَأَةً كَانَتْ أَعْظَمَ بَرَكَةً عَلٰى قَوْمِهَا مِنْهَا۔ (مسند احمد: ٢٦٨٩٧)

بس وہ دیکھتا ہی رہ جاتا۔ یہ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں آئیں تا کہ اپنی مکاتبت کے سلسلہ میں آپ ﷺ سے تعاون حاصل کر سکیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب میں نے ان کو اپنے کمرہ کے دروازے پر دیکھا تو غیرت کے مارے وہ مجھے اچھی نہ لگیں، میں جانتی تھی کہ ان کے متعلق میں جو کچھ دیکھ رہی ہوں، آپ بھی ضرور وہی محسوس کریں گے (کہ یہ کافی خوبصورت ہے اور اس سے شادی کر لینی چاہیے)۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گئیں اور کہا: میں اپنی قوم کے سردار حارث بن ابی ضرار کی دختر ہوں، مجھ پر جو آزمائش آئی ہے، وہ آپ سے پوشیدہ نہیں۔ اب میں ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ یا ان کے چچا زاد کے حصے میں آ گئی ہوں، میں نے اپنی آزادی کا ان سے ایک معاہدہ کیا ہے، میں اس سلسلہ میں آپ سے تعاون حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوئی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہیں اس سے بہتر چیز کی رغبت ہے؟'' انہوں نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ یہ کہ تمہارے معاہدہ کی ساری رقم میں ادا کر دوں اور تمہارے ساتھ نکاح کر لوں۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ ٹھیک ہے، میں راضی ہوں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب لوگوں میں یہ خبر پھیلی کہ رسول اللہ ﷺ نے جویریہ بنت حارث سے نکاح کر لیا ہے۔ تو لوگوں نے کہا کہ یہ قیدی تو رسول اللہ ﷺ کے سسرال ہوئے۔ تو انہوں نے اپنے اپنے حصے کے قیدیوں کو آزاد کر دیا۔ ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے جویریہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کے نتیجہ میں بنو مصطلق کے سو گھروں کے لوگ آزاد ہو گئے، میں کسی ایسی عورت کو نہیں جانتی جو ان سے بڑھ کر اپنی قوم کے لیے با برکت ثابت ہوئی۔

فوائد:...... غزوہ بنوالمصطلق میں اس قبیلہ کے بہت سے لوگ قیدی ہوئے۔ انہی میں اس قبیلہ کے سردار حارث بن ابی ضرار کی دختر جویریہ بھی تھیں۔ یہ گرفتاری ان کے لیے باعث سعادت بن گئی۔ قیدیوں کی تقسیم ہوئی تو یہ ثابت بن قیس بن شماس یا ان کے چچا زاد کے حصہ میں آئیں۔ انہوں نے اس سے مکاتبت یعنی کچھ رقم دے کر آزاد ہونے کا معاہدہ کر لیا۔ تعاون کے سلسلہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئیں تو آپ نے ان کی ساری رقم ادا کر کے ان سے نکاح کا عندیہ دیا۔ انہوں نے اس سے موافقت کر لی۔ اور اس طرح انہیں ام المؤمنین اور زوجۂ نبی ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔

نکاح کے سبب بنومصطلق نبی کریم ﷺ کے سسرال قرار پائے۔ تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے سسرالی قبیلہ کے افراد کو قیدی بنا کر رکھنا گوارانہ کیا اور انہیں آزاد کر دیا۔ شرح مسند میں ہے کہ ان کی تعداد سات سو تھی۔ اس طرح ام المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا اپنی قوم کے لیے انتہائی بابرکت ثابت ہوئیں۔ ''الاصابہ'' میں ہے کہ غزوۂ بنی المصطلق کو غزوۃ المریسیع بھی کہا جاتا ہے۔ یہ پانچ یا چھ ہجری میں پیش آیا۔ ابن سعد ابن ابی خیثمہ اور ابوعمر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ اس سے قبل ان کا نام ''برہ'' تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے بدل کر ''جویریہ'' رکھا۔

بَابُ الْحَادِيَةَ عَشَرَةَ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ رضی اللہ عنہا

نبی کریم ﷺ کی گیارہویں زوجۂ ام المؤمنین سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا

(۱۱۴۵۹)۔ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنْتُ رَدِيفَ أَبِي طَلْحَةَ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَقَدَمِي تَمَسُّ قَدَمَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَأَتَيْنَاهُمْ حِينَ بَزَغَتِ الشَّمْسُ وَقَدْ أَخْرَجُوا مَوَاشِيَهُمْ وَخَرَجُوا بِفُؤُوسِهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ وَمُرُورِهِمْ، فَقَالُوْا: مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اَللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ۔)) قَالَ: فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ، قَالَ: وَوَقَعَتْ فِي سَهْمِ دِحْيَةَ جَارِيَةٌ جَمِيلَةٌ فَاشْتَرَاهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِسَبْعَةِ أَرْؤُسٍ، ثُمَّ دَفَعَهَا إِلَى أُمِّ سُلَيْمٍ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے دن میں سواری پر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھا تھا اور میرا قدم رسول اللہ ﷺ کے قدم کو لگ رہا تھا، ہم وہاں پہنچے تو آفتاب طلوع ہو چکا تھا، وہ لوگ اپنے جانوروں کو ہانک کر باہر نکلے اور اپنی کلہاڑیاں، ٹوکریاں اور رسیاں لے کر روانہ ہوئے یعنی وہ لوگ بالکل بے خبر تھے اور عام معمول کے مطابق اپنے اپنے کام کو روانہ ہوئے۔ اچانک ہی وہ حیران ہو کر کہنے لگے یہ تو محمد ﷺ اور ان کا لشکر ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اکبر، اب خیبر کی خیر نہیں، ہم جب کسی قوم کے علاقے میں جا اتریں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہوتی ہے۔'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ان یہود کو شکست سے دوچار کیا اور ایک خوبصورت لونڈی دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی۔

(۱۱۴۵۹) تخريج: أخرجه مسلم: ص ۱۰۴۵ (انظر: ۱۳۵۷۵)

تُصْلِحُهَا وَتُهَيِّئُهَا وَهِيَ صَفِيَّةُ ابْنَةُ حُيَيٍّ، قَالَ: فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَلِيمَتَهَا التَّمْرَ وَالْأَقِطَ وَالسَّمْنَ، قَالَ: فُحِصَتِ الْأَرْضُ أَفَاحِيصَ، قَالَ: وَجِيءَ بِالْأَنْطَاعِ فَوُضِعَتْ فِيهَا، ثُمَّ جِيءَ بِالْأَقِطِ وَالتَّمْرِ وَالسَّمْنِ فَشَبِعَ النَّاسُ، قَالَ: وَقَالَ النَّاسُ: مَا نَدْرِي أَتَزَوَّجَهَا أَمِ اتَّخَذَهَا أُمَّ وَلَدٍ، فَقَالُوا: إِنْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ امْرَأَتُهُ وَإِنْ لَمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ أُمُّ وَلَدٍ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَبَ حَجَبَهَا حَتّٰى قَعَدَتْ عَلٰى عَجُزِ الْبَعِيرِ فَعَرَفُوا أَنَّهُ قَدْ تَزَوَّجَهَا، فَلَمَّا دَنَوْا مِنَ الْمَدِينَةِ دَفَعَ وَدَفَعْنَا، قَالَ: فَعَثَرَتِ النَّاقَةُ الْعَضْبَاءُ، قَالَ: فَنَدَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَنَدَرَتْ، قَالَ: فَقَامَ فَسَتَرَهَا، قَالَ: وَقَدْ أَشْرَفَتِ النِّسَاءُ فَقُلْنَ: أَبْعَدَ اللّٰهُ الْيَهُودِيَّةَ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا حَمْزَةَ! أَوَقَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟، قَالَ: إِي وَاللّٰهِ لَقَدْ وَقَعَ، وَشَهِدْتُ وَلِيمَةَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَأَشْبَعَ النَّاسَ خُبْزًا وَلَحْمًا، وَكَانَ يَبْعَثُنِي فَأَدْعُو النَّاسَ، فَلَمَّا فَرَغَ قَامَ وَتَبِعْتُهُ وَتَخَلَّفَ رَجُلَانِ اسْتَأْنَسَ بِهِمَا الْحَدِيثُ لَمْ يَخْرُجَا، فَجَعَلَ يَمُرُّ بِنِسَائِهِ وَيُسَلِّمُ عَلٰى كُلِّ وَاحِدَةٍ: ((سَلَامٌ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْبَيْتِ كَيْفَ أَصْبَحْتُمْ؟)) فَيَقُولُونَ: بِخَيْرٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ وَجَدْتَ أَهْلَكَ فَيَقُولُ: ((بِخَيْرٍ)) فَلَمَّا رَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ، فَلَمَّا

رسول اللہ ﷺ نے سات غلام دے کر ان سے اسے خرید لیا اور اسے ام سلیم رضی اللہ عنہا کے سپرد کیا تا کہ وہ اس کو تیار کرے۔ یہ حیی کی دختر صفیہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ولیمہ میں کھجور، پنیر اور گھی پیش کیا۔ زمین میں چھوٹے چھوٹے گڑھے بنا کر ان پر دستر خوان بچھا دیے گئے پھر پنیر کھجور اور گھی ان پر ڈال دیا گیا۔ لوگوں نے سیر ہو کر کھایا۔ لوگوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں کہ آپ نے اس سے نکاح کیا ہے یا ام ولد (لونڈی) کی حیثیت دی ہے؟ پھر لوگوں نے کہا: اگر آپ ﷺ نے ان کو پردہ کرایا تو وہ آپ ﷺ کی بیوی ہیں اور اگر پردہ نہ کرایا تو وہ لونڈی ہیں، جب آپ نے سوار ہونے کا یعنی روانگی کا ارادہ کیا تو ان کو پردہ کرایا یہاں تک کہ وہ اونٹ کی پشت پر سوار ہو گئیں۔ لوگ جان گئے کہ آپ نے ان سے نکاح کر کے ان کو بیوی کی حیثیت دی ہے۔ جب لوگ مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ تیز چلے اور ہم بھی تیز تیز چلنے لگے۔ تیز چلنے کی وجہ سے آپ ﷺ کی عضباء اونٹنی کا پاؤں الجھ گیا اور وہ گر گئی اور رسول اللہ ﷺ اور ام المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بھی گر گئے، آپ ﷺ نے اٹھ کر ان پر پردہ کر دیا، سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: عورتوں نے آ کر کہا: اللہ اس یہودی عورت کو ہلاک کرے۔ (کہ اس کی وجہ سے آپ گر گئے ہیں) میں نے یعنی ثابت نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اے ابوحمزہ! کیا رسول اللہ ﷺ گر گئے تھے؟ انہوں نے کہاں: ہاں ہاں، اللہ کی قسم آپ ﷺ گر گئے تھے اور میں ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ولیمہ میں شریک ہوا تھا، آپ نے لوگوں کو گوشت روٹی کھلا کر خوب سیر کیا تھا، آپ مجھے بھیجتے تھے اور میں لوگوں کو بلا کر لاتا تھا، آپ جب کھانا کھلانے سے فارغ ہوئے تو اٹھ کر چل دیئے، میں بھی

بَلَغَ الْبَابَ إِذَا هُوَ بِالرَّجُلَيْنِ قَدِ اسْتَأْنَسَ بِهِمَا الْحَدِيثُ، فَلَمَّا رَآهُ قَدْ رَجَعَ قَامَا فَخَرَجَا، قَالَ: فَوَاللّٰهِ مَا أَدْرِي أَنَا أَخْبَرْتُهُ أَوْ نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ بِأَنَّهُمَا قَدْ خَرَجَا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ، فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي أُسْكُفَّةِ الْبَابِ أَرْخَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، وَأَنْزَلَ اللّٰهُ الْحِجَابَ هٰذِهِ الْآيَاتِ: ﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ﴾ حَتّٰى فَرَغَ مِنْهَا۔ (مسند احمد: ۱۳۶۱۰)

آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ دو آدمی باتیں کرتے کرتے بیٹھے رہے اور وہ پیچھے رہ گئے اور وہ اٹھ کر نہ گئے۔ آپ اپنی ازواج کے ہاں چکر لگانے لگے اور ہر ایک کو ان الفاظ کے ساتھ سلام کہتے: "سَلَامٌ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْبَيْتِ" اے اہل بیت! تم پر سلامتی ہو۔تمہارا کیا حال ہے؟ ''وہ کہتیں: اے اللہ کے رسول! ہم ٹھیک ہیں اور آپ نے اپنے اہل کو کیسا پایا؟ آپ ﷺ بھی فرماتے تھے: ''خیر کے ساتھ پایا۔'' جب آپ ﷺ واپس آئے تو میں بھی آپ کے ساتھ واپس آ گیا۔ آپ ابھی تک دروازے پر پہنچے تو آپ نے ان دونوں آدمیوں کو دیکھا، وہ ابھی تک سلسلہ کلام جاری رکھے ہوئے تھے، انہوں نے جب دیکھا کہ آپ جا کر واپس آ گئے ہیں تو وہ اٹھ کر چلے گئے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! مجھے یاد نہیں کہ آپ کو میں نے بتلایا یا آپ پر وحی نازل ہوئی کہ وہ دونوں جا چکے ہیں۔ آپ واپس آئے۔ اور میں بھی آپ کے ساتھ واپس آ گیا۔ آپ نے جب اپنا پاؤں دروازے کی چوکھٹ پر رکھا تو اپنے اور میرے درمیان آپ نے پردہ لٹکا دیا۔ اور اللہ نے حجاب کے متعلق یہ آیات نازل کر دیں: ﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ﴾ ...... ''تم نبی کے گھروں میں بلا اجازت مت جاؤ، الا یہ کہ تمہیں کھانے کے لیے بلایا جائے تو ایسے وقت جاؤ کہ تمہیں کھانے کے پکنے کا انتظار نہ کرنا پڑے۔'' (سورۂ احزاب: ۵۳)

فوائد:...... مزید دیکھیں حدیث نمبر (۸۷۱۹) والا باب

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا، بنونضیر کے سردار حیی کی بیٹی اور کنانہ کی بیوی تھیں، خیبر والے دن کنانہ قتل ہو گیا تھا اور سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا قیدیوں میں آ گئی تھیں۔

(۱۱٤٦۰)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ عَنْ أَنَسٍ أَيْضًا بِنَحْوِهِ) وَفِيهِ: فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَدِينَةِ أَوْضَعَ النَّاسُ، وَأَوْضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَكَذٰلِكَ كَانُوا يَصْنَعُونَ، فَعَثَرَتِ النَّاقَةُ فَخَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَخَرَّتْ مَعَهُ، وَأَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ يَنْظُرْنَ فَقُلْنَ: أَبْعَدَ اللّٰهُ الْيَهُودِيَّةَ وَفَعَلَ بِهَا وَفَعَلَ، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَسَتَرَهَا وَأَرْدَفَهَا خَلْفَهُ۔ (مسند احمد: ۱۲۲٦٥)

(دوسری سند) سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے اسی طرح ہے، البتہ اس میں یہ اضافہ ہے: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو لوگوں نے اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی اپنی سواریوں کو دوڑانا شروع کر دیا، وہ اسی طرح کرتے جا رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی گر گئی اور رسول اللہ ﷺ اور ان کے ساتھ ہی ام المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بھی گر گئیں، نبی کریم ﷺ کی باقی ازواج یہ منظر دیکھ رہی تھیں، وہ بولیں: اللہ اس یہودن کو ہلاک کرے، اللہ کے رسول ﷺ نے اٹھ کر ان پر پردہ کر دیا اور ان کو دوبارہ اپنے پیچھے سوار کر لیا۔

(۱۱٤٦۱)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ) حَدَّثَنَا بَهْزٌ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: صَارَتْ صَفِيَّةُ لِدِحْيَةَ فِي قَسْمِهِ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: حَتّٰى إِذَا جَعَلَهَا فِي ظَهْرِهِ نَزَلَ، ثُمَّ ضَرَبَ عَلَيْهَا الْقُبَّةَ۔ (مسند احمد: ۱۲۲٦٦)

(تیسری سند) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مال غنیمت کی تقسیم میں سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا، سیدنا دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئیں۔ اس سے آگے گزشتہ حدیث کی مانند ہی ہے۔ البتہ اس طریق میں یوں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو اونٹنی پر اپنے پیچھے بٹھایا، پھر نیچے اتر کر ان کے اوپر قبہ بنایا۔

(۱۱٤٦۲)۔ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلٰى، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: أَقْبَلْنَا مِنْ خَيْبَرَ أَنَا وَأَبُو طَلْحَةَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَصَفِيَّةُ رَدِيفَتُهُ، قَالَ: فَعَثَرَتْ نَاقَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَصُرِعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَصُرِعَتْ صَفِيَّةُ، قَالَ: فَاقْتَحَمَ أَبُو طَلْحَةَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاكَ،

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ خیبر سے واپس ہوئے تو سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سواری پر آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی پھسلی اور رسول اللہ ﷺ اور سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا گر گئے۔ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ تیزی سے لپک کر آگے بڑھے اور کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ مجھے آپ پر فدا کرے، اس جملہ کے بارے میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے اس جملے کے متعلق

(۱۱٤٦۰) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۱۱٤٦۱) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۱۱٤٦۲) تخریج: اخرجه البخاری: ۳۰۸۵، ۳۰۸٦، ۵۹٦۸، ٦۱۸۵، ومسلم: ۱۳٤۵ (انظر: ۱۲۹٤۷)

(قَالَ: أَشُكُّ قَالَ ذَاكَ أَمْ لَا) أَضُرِرْتَ؟ قَالَ: ((لَا، عَلَيْكَ الْمَرْأَةَ)) قَالَ: فَأَلْقَى أَبُو طَلْحَةَ عَلَى وَجْهِهِ الثَّوْبَ فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا فَمَدَّ ثَوْبَهُ عَلَيْهَا، ثُمَّ أَصْلَحَ لَهَا رَحْلَهَا فَرَكِبْنَا، ثُمَّ اكْتَنَفْنَاهُ أَحَدُنَا عَنْ يَمِينِهِ وَالْآخَرُ عَنْ شِمَالِهِ، فَلَمَّا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ أَوْ كُنَّا بِظَهْرِ الْحَرَّةِ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((آيِبُونَ عَابِدُونَ تَائِبُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ۔)) فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُهُنَّ حَتّٰى دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ۔ (مسند احمد: ۱۲۹۷۷)

شک ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے یہ کہا تھا یا نہیں کہا تھا، پھر انھوں نے کہا: آپ کو چوٹ تو نہیں آئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، تم اس عورت یعنی سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی خبر لو۔'' پس سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے چہرے کو کپڑے سے ڈھانپ لیا اور ان کی طرف جا کر اپنا کپڑا ان کے اوپر پھیلا دیا، پھر ان کے پالان کو درست کیا، پھر ہم سوار ہو کر چل دیئے۔ اس کے بعد ہم دونوں آپ کے دائیں بائیں ہوگئے۔ جب ہم مدینہ منورہ کے قریب یا حرہ کے قریب پہنچے، تو رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا پڑھنا شروع کردی: ''آيِبُونَ عَابِدُونَ تَائِبُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ۔'' (ہم واپس آنے والے، اللہ کی عبادت کرنے والے، توبہ کرنے والے اور اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔) آپ ان الفاظ کو دہراتے رہے، یہاں تک کہ ہم مدینہ منورہ میں داخل ہوگئے۔

(۱۱٤٦٣)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا۔ (مسند احمد: ۱۳۵٤۰)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ صفیہ بنت حیی کو آزاد کیا اور ان کی آزادی کو ہی ان کا حق مہر مقرر کر دیا۔

فوائد:...... یہ رمضان ۷ ھ کا واقعہ ہے، یہ غزوہ بنو مصطلق میں قید ہو کر آئیں۔ حیی یہودی کی بیٹی تھیں آپ ﷺ نے انہیں غلامی سے آزاد کر دیا اور اسی آزادی کو حق مہر قرار دیتے ہوئے ان سے نکاح کر لیا اور اس طرح سیدہ صفیہ ام المومنین بن گئیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِهَا وَأَنَّهَا مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَهَجَرَ النَّبِيُّ ﷺ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ مِنْ أَجْلِهَا

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے فضائل اور اس کا بیان کہ وہ امہات المؤمنین میں سے ہیں، نیز اس چیز کی وضاحت کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے تین ماہ تک مقاطعہ کر لیا تھا

(۱۱٤٦٤)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: بَلَغَ صَفِيَّةَ أَنَّ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو یہ خبر ملی کہ

(۱۱٤٦۳) تخريج: أخرجه البخاری: ۵۰۸٦، ومسلم: ص ۱۰٤۵ (انظر: ۱۳۵۰٦)

(۱۱٤٦٤) تخريج: اسناده صحيح علی شرط الشيخين، اخرجه الترمذی: ۳۸۹٤ (انظر: ۱۲۳۹۲)

حَفْصَةَ قَالَتْ: إِنِّي ابْنَةُ يَهُودِيٍّ فَبَكَتْ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ وَهِيَ تَبْكِي، فَقَالَ: ((مَا شَأْنُكِ؟)) فَقَالَتْ: قَالَتْ لِي حَفْصَةُ: إِنِّي ابْنَةُ يَهُودِيٍّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّكِ ابْنَةُ نَبِيٍّ، وَإِنَّ عَمَّكِ لَنَبِيٌّ، وَإِنَّكِ لَتَحْتَ نَبِيٍّ، فَفِيمَ تَفْخَرُ عَلَيْكِ؟)) فَقَالَ: ((اتَّقِ اللّٰهَ يَا حَفْصَةُ۔)) (مسند احمد: ١٢٤١٩)

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہے کہ یہ صفیہ تو ایک یہودی کی بیٹی ہے، اس سے وہ رونے لگ گئیں، جب نبی کریم ﷺ ان کے پاس آئے اور وہ رو رہی تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں کیا ہو گیا ہے؟'' انھوں نے کہا: حفصہ نے میرے بارے میں کہا ہے کہ میں یہودی کی بیٹی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم تو ایک نبی کی بیٹی ہو، تمہارا چچا بھی نبی ہے اور تم ایک نبی کی بیوی بھی ہو، سو وہ حفصہ کس بنا پر تجھ پر فخر کرتی ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''حفصہ! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔''

فوائد:...... باپ سے مراد ہارون علیہ السلام، چچا سے مراد موسی علیہ السلام اور خاوند سے مراد خود آپ ﷺ ہیں۔
سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے باپ کا نام حیی بن اخطب تھا، یہ بنو نضیر سے تھا، بنو نضیر لاوی بن یعقوب کی نسل سے ہیں اور پھر یہ سلسلہ ہارون بن عمران علیہ السلام تک جا پہنچتا ہے، اس طرح سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے باپ ہارون علیہ السلام قرار پائے، اور ان کے بھائی موسی علیہ السلام تھے، پس وہ چچا قرار پائے۔

(١١٤٦٥)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: لَمَّا دَخَلَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فُسْطَاطَهُ حَضَرَ نَاسٌ وَحَضَرْتُ مَعَهُمْ لِيَكُونَ فِيهَا قَسْمٌ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((قُومُوا عَنْ أُمِّكُمْ۔)) فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَشِيِّ حَضَرْنَا فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْنَا فِي طَرَفِ رِدَائِهِ نَحْوٌ مِنْ مُدٍّ وَنِصْفٍ مِنْ تَمْرِ عَجْوَةٍ، فَقَالَ: ((كُلُوا مِنْ وَلِيمَةِ أُمِّكُمْ۔)) (مسند احمد: ١٤٦٣٠)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ جب ام المؤمنین سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا، رسول اللہ ﷺ کے خیمہ میں داخل ہوئیں تو لوگ آ گئے، میں بھی لوگوں کے ساتھ آ گیا، تاکہ ان کے ساتھ ولیمہ میں میں بھی شریک ہو جاؤں۔ لیکن نبی کریم ﷺ خیمہ سے باہر چلے گئے اور فرمایا: ''تم بھی اپنی ماں کے پاس سے اٹھ آؤ۔'' پھر جب پچھلا پہر ہوا تو ہم پھر جمع ہو گئے اور نبی کریم ﷺ ہماری طرف تشریف لائے، آپ کی چادر کے ایک پلو میں ڈیڑھ مد کے قریب عجوہ کھجوریں تھیں، آپ نے فرمایا: ''یہ کھاؤ، یہ تمہاری ماں کا ولیمہ ہے۔''

(١١٤٦٦)۔ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ: أَنَّ النَّبِيَّ حَجَّ بِنِسَائِهِ، فَلَمَّا كَانَ فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ، نَزَلَ رَجُلٌ فَسَاقَ بِهِنَّ فَأَسْرَعَ،

سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیویوں کے ساتھ حج کیا، آپ ﷺ کہیں راستہ میں تھے کہ ایک آدمی اترا، اور عورتوں کی سواریوں کو تیز تیز چلانے

(١١٤٦٥) تخريج: اسناده حسن، اخرجه ابويعلى: ٢٢٥١ (انظر: ١٤٥٧٦)
(١١٤٦٦) تخريج: صحيح، قاله الالبانى (انظر: ٢٦٨٦٦)

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((كَذَاكَ سَوْقُكَ بِالْقَوَارِيرِ۔)) فَبَيْنَمَا هُمْ يَسِيرُوْنَ بَرَكَ بَصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ جَمَلُهَا، وَكَانَتْ مِنْ أَحْسَنِهِنَّ ظَهْرًا فَبَكَتْ۔ وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ أُخْبِرَ بِذٰلِكَ فَجَعَلَ يَمْسَحُ دُمُوْعَهَا بِيَدِهِ، وَجَعَلَتْ تَزْدَادُ بُكَاءً وَهُوَ يَنْهَاهَا، فَلَمَّا أَكْثَرَتْ زَبَرَهَا وَانْتَهَرَهَا، وَأَمَرَ النَّاسَ بِالنُّزُوْلِ فَنَزَلُوْا، وَلَمْ يَكُنْ يُرِيْدُ أَنْ يَنْزِلَ، قَالَتْ: فَنَزَلُوْا، وَكَانَ يَوْمِي، فَلَمَّا نَزَلُوْا ضُرِبَ خِبَاءُ النَّبِيِّ ﷺ وَدَخَلَ فِيْهِ، قَالَتْ: فَلَمْ أَدْرِ عَلَامَ أَهْجُمُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَخَشِيْتُ أَنْ يَكُوْنَ فِي نَفْسِهِ شَيْءٌ مِنِّي۔ قَالَتْ: فَانْطَلَقْتُ إِلٰى عَائِشَةَ فَقُلْتُ لَهَا: تَعْلَمِيْنَ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَبِيْعُ يَوْمِي مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِشَيْءٍ أَبَدًا وَإِنِّي قَدْ وَهَبْتُ يَوْمِي لَكِ عَلٰى أَنْ تُرْضِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِّي! قَالَتْ: نَعَمْ قَالَتْ: فَأَخَذَتْ عَائِشَةُ خِمَارًا لَهَا قَدْ ثَرَدَتْهُ بِزَعْفَرَانَ، فَرَشَّتْهُ بِالْمَاءِ لِيُذَكِّي رِيْحُهُ، ثُمَّ لَبِسَتْ ثِيَابَهَا، ثُمَّ انْطَلَقَتْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَرَفَعَتْ طَرْفَ الْخِبَاءِ، فَقَالَ لَهَا: ((مَا لَكِ يَا عَائِشَةُ؟! إِنَّ هٰذَا لَيْسَ بِيَوْمِكِ۔)) قَالَتْ: ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَشَاءُ فَقَالَ مَعَ أَهْلِهِ فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ الرَّوَاحِ، قَالَ لِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ: ((يَا زَيْنَبُ! أَفْقِرِيْ أُخْتَكِ صَفِيَّةَ جَمَلًا۔))

لگا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس طرح شیشوں (عورتوں) کو لے کر چلتے ہیں؟'' سو وہ چل رہے تھے کہ صفیہ بنت حیی کا اونٹ بیٹھ گیا، حالانکہ ان کی سواری سب سے اچھی تھی، وہ رونے لگ گئیں۔ جب آپ ﷺ کو پتہ چلا تو آپ تشریف لائے اور اپنے ہاتھ سے ان کے آنسو پونچھنے لگ گئے، وہ اور زیادہ رونے لگیں اور آپ ﷺ ان کو منع کرتے رہے۔ جب وہ بہت زیادہ رونے لگ گئیں تو آپ ﷺ نے ان کو ڈانٹ ڈپٹ کی اور لوگوں کو اترنے کا حکم دے دیا، سو وہ اتر گئے، اگرچہ آپ ﷺ کا اترنے کا ارادہ نہیں تھا۔ وہ کہتی ہیں: صحابہ کرام اتر پڑے اور اس دن میری باری تھی۔ جب صحابہ اترے تو نبی ﷺ کا خیمہ نصب کیا گیا، آپ اس میں داخل ہو گئے۔ وہ کہتی ہیں: یہ بات میری سمجھ میں نہ آ سکی کہ میں کیسے آپ ﷺ کے پاس گھس جاؤں اور مجھے یہ ڈر بھی تھا کہ (ممکن ہے کہ) آپ کے دل میں میری بارے میں کوئی ناراضی ہو۔ وہ کہتی ہیں: میں عائشہ کے پاس گئی اور ان سے کہا: تم جانتی ہو کہ میں کسی چیز کے عوض اپنے دن کا سودا نہیں کروں گی، لیکن میں تجھے اپنی باری کا دن اس شرط پر ہبہ کرتی ہوں کہ تم رسول اللہ ﷺ کو مجھ سے راضی کروا دو۔ انھوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ اب وہ کہتی ہیں: عائشہ رضی اللہ عنہا نے زعفران میں رنگی ہوئی چادر لی اور اس پر پانی چھڑکا تا کہ اس کی خوشبو تر و تازہ ہو جائے، پھر اپنے کپڑے زیب تن کئے، پھر رسول اللہ کی طرف چلی گئیں اور (جا کر) خیمہ کا ایک کنارہ اٹھایا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''اے عائشہ! تجھے کیا ہوا؟ یہ دن تیرا تو نہیں ہے۔'' انھوں نے کہا: یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے، عطا کرتا ہے۔ آپ نے اپنی اہلیہ کے پاس دو پہر کو آرام کیا۔ جب شام ہوئی تو آپ ﷺ نے زینب بنت جحش سے فرمایا: ''اے

وَكَانَتْ مِنْ أَكْثَرِ هِنَّ ظَهْرًا، فَقَالَتْ: أَنَا أُفْقِرُ يَهُودِيَّتَكَ! فَغَضِبَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنْهَا، فَهَجَرَهَا فَلَمْ يُكَلِّمْهَا حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ وَأَيَّامَ مِنًى فِي سَفَرِهِ، حَتّٰى رَجَعَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، وَالْمُحَرَّمُ وَصَفَرٌ، فَلَمْ يَأْتِهَا وَلَمْ يَقْسِمْ لَهَا، وَيَئِسَتْ مِنْهُ فَلَمَّا كَانَ شَهْرُ رَبِيْعِ الْأَوَّلِ، دَخَلَ عَلَيْهَا، فَرَأَتْ ظِلَّهُ، فَقَالَتْ: إِنَّ هٰذَا لَظِلُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَا يَدْخُلُ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَمَنْ هٰذَا؟ فَدَخَلَ النَّبِيُّ فَلَمَّا رَأَتْهُ قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا أَدْرِي مَا أَصْنَعُ حِيْنَ دَخَلْتَ عَلَيَّ؟ قَالَتْ: وَكَانَتْ لَهَا جَارِيَةٌ وَكَانَتْ تُخْبِئُهَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: فُلَانَةُ لَكَ، فَمَشَى النَّبِيُّ ﷺ إِلٰى سَرِيْرِ زَيْنَبَ وَكَانَ قَدْ رُفِعَ فَوَضَعَهُ بِيَدِهِ، ثُمَّ أَصَابَ أَهْلَهُ، وَرَضِيَ عَنْهُمْ۔ (مسند احمد:)

زینب! اپنی بہن صفیہ کو ایک اونٹ مستعار دے دو۔'' کیونکہ ان کے پاس سواریاں زیادہ تھیں۔ زینب نے کہا: کیا میں آپ کی یہودیہ کو مستعار دے دوں؟ یہ بات سن کر آپ ﷺ اس سے ناراض ہو گئے اور اس سے بولنا ترک کر دیا اور اس سے کوئی بات نہ کی، حتی کہ مکہ پہنچ گئے، پھر منی والے دن (بیت گئے) یہاں تک کہ آپ ﷺ مدینہ واپس آ گئے اور محرم اور صفر کے (دو ماہ) بھی گزر گئے، لیکن آپ ﷺ نہ زینب کے پاس گئے اور نہ ہی اس کے لیے کوئی باری مقرر کی۔ وہ بھی آپ سے ناأمید ہوگئی۔ جب ربیع الاوّل کا مہینہ تھا تو آپ ﷺ اس کے پاس گئے۔ زینب نے آپ کا سایہ دیکھا اور کہا: یہ تو رسول اللہ ﷺ کا سایہ ہے اور آپ ﷺ تو میرے پاس آتے ہی نہیں، سو یہ (سائے والا) کون ہوسکتا ہے؟ نبی کریم ﷺ ان کے پاس داخل ہوئے، جب زینب نے آپ کو دیکھا تو کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کے آنے سے (مجھے اتنی خوشی ہوئی ہے) کہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ میں کیا کروں۔ وہ کہتی ہیں: ان کی ایک لونڈی تھی، جس کو وہ نبی کریم ﷺ سے چھپا کر رکھتی تھیں۔ پھر اُس نے کہا: فلاں لونڈی آپ ﷺ کے لیے ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ زینب کی چارپائی کی طرف گئے، اُسے اٹھا لیا گیا تھا، آپ نے اُس کو اپنے ہاتھ سے بچھایا، پھر اپنی اہلیہ سے مباشرت کی اور اُن سے راضی ہوئے۔

فوائد:...... سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے بتقاضائے بشریت اپنی سوکن کے بارے میں سخت بات کر دی تھی، اس لیے آپ ﷺ نے ان کو سمجھانے کے لیے دو ماہ سے زیادہ عرصہ تک ان سے قطع تعلقی کی۔ خاوند اور دوسرے مصلح حضرات کو حکمت و دانائی سے متصف ہونا چاہیے تاکہ جرم اور مجرم کی نوعیت و کیفیت کو سمجھ کر فیصلہ کیا جائے کہ یہ معاملہ نرمی سے حل ہو جائے گا یا سختی سے کام لینا پڑے گا، جو رویہ باعثِ عبرت ہوگا، اسے اختیار کیا جائے گا۔

اس حدیث سے درج ذیل امور کی توضیح بھی ہو رہی ہے:

یہ نبی کریم ﷺ کی اپنی زوجات کے حق میں نرمی ہے کہ ان کی سواریوں کو تیز چلانے سے روک دیا، نیز اپنی بیوی

کوحوصلہ دلانے کے لیے اس کے آنسو پونچھنا کمال شفقت کا انداز ہے۔ کسی شخص کو اس کے سابقہ مذہب یا اس کے کسی گناہ کی وجہ سے اس پر طعن نہیں کیا جا سکتا، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو اس کے جرم کی سزا ملی اور دو ماہ سے زیادہ عرصہ تک آپ ﷺ اس کے قریب نہیں گئے۔ نبی کریم ﷺ کو نورِ مجسم ثابت کرنے والے لوگوں کا خیال ہے کہ آپ ﷺ کا سایہ نہیں تھا، اس حدیث سے اس خیال کی تردید ہو رہی ہے، کیونکہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے سائے کی وضاحت کر دی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ ﷺ کو بشر تسلیم نہ کرنا ہی عقیدے کی خرابی ہے، کئی آیات و احادیث میں اس کی وضاحت موجود ہے۔

حدیث کے شروع میں عورتوں کو شیشے سے تشبیہ دی گئی ہے، اس سے مراد عورتوں کی رقت، ضعف اور نزاکت ہے اور یہ مفہوم بھی بیان کیا گیا ہے کہ عام طور پر خواتین وفا پر دوام اختیار نہیں کر سکتیں اور بہت جلدی رضامندی کی حالت سے پھر جاتی ہیں، جیسے شیشہ جلدی ٹوٹ جاتا ہے۔ بہرحال یہ ایک بدیع استعارہ ہے، جس کے ذریعے عورتوں سے نرمی کرنے پر آمادہ کیا جا رہا ہے۔

(١١٤٦٧)۔ عَنْ شُمَيْسَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ فِي سَفَرٍ لَهُ فَاعْتَلَّ بَعِيرٌ لِصَفِيَّةَ، وَفِي إِبِلِ زَيْنَبَ فَضْلٌ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ بَعِيرًا لِصَفِيَّةَ اعْتَلَّ فَلَوْ أَعْطَيْتِهَا بَعِيرًا مِنْ إِبِلِكِ؟)) فَقَالَتْ: أَنَا أُعْطِي تِلْكَ الْيَهُودِيَّةَ، قَالَ: فَتَرَكَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَا الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمَ شَهْرَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً لَا يَأْتِيهَا، قَالَتْ: حَتّٰى يَئِسْتُ مِنْهُ وَحَوَّلْتُ سَرِيرِي، قَالَتْ: فَبَيْنَمَا أَنَا يَوْمًا بِنِصْفِ النَّهَارِ إِذَا أَنَا بِظِلِّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُقْبِلٌ، قَالَ عَفَّانُ: حَدَّثَنِيهِ حَمَّادٌ عَنْ شُمَيْسَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ سَمِعْتُهُ بَعْدُ يُحَدِّثُهُ عَنْ شُمَيْسَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ: بَعْدُ فِي حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ، قَالَ: وَلَا أَظُنُّهُ إِلَّا قَالَ: فِي حَجَّةِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے کہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیمار پڑ گیا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس زائد اونٹ تھا، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیمار ہو گیا ہے، کیا خیال ہے کہ اگر تم اپنے اونٹوں میں سے ایک اونٹ ان کو دے دو۔'' انھوں نے کہا: میں اس یہودن کو اونٹ دوں؟ اس بات پر رسول اللہ ﷺ ان سے ناراض ہو گئے اور ذوالحجہ و محرم کے دو تین مہینے تک ان سے لاتعلق رہے۔ آپ ﷺ ان کے ہاں اتنے عرصہ تک نہ گئے، نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں آپ کے راضی ہونے سے مایوس ہو گئی اور میں نے اپنی چارپائی اٹھا کر ایک طرف کھڑی کر دی تھی کہ اچانک ایک دن دوپہر کے وقت میں نے رسول اللہ ﷺ کے آنے کا سایہ دیکھا۔ عفان نے کہا: حماد نے یہ حدیث شمیسہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی۔ عفان کہتے ہیں کہ اس کے بعد ایک دفعہ حماد نے مجھے یہی

(١١٤٦٧) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة شميسة (انظر: ٢٥٠٠٢)

الْوَدَاعِ۔ (مسند احمد: ٢٥٥١٦)

حدیث ثمیسہ سے بیان کی کہ انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی۔ اور بعد میں انہوں نے یوں کہا کہ یہ واقعہ حج کا تھا یا عمرے کا۔ عفان کہتے ہیں مجھے یقین ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ یہ واقعہ حجۃ الوداع میں پیش آیا تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ ذِکْرِ مَنْ تَزَوَّجَهُنَّ أَوْ وَهَبُهُنَّ أَنْفُسَهُنَّ لَهُ ﷺ وَلَمْ يَدْخُلْ بِهِنَّ أَوْ وَعَدَ بِزَوَاجِهِنَّ

ان خواتین کا تذکرہ جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کیا، یا جنہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہبہ کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ساتھ خلوت اختیار نہیں کی یا وہ خواتین کہ جن سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کا وعدہ کیا

(١١٤٦٨)۔ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ وَعَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَا: مَرَّ بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابٌ لَهُ، فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتّٰى انْطَلَقْنَا إِلٰى حَائِطٍ يُقَالُ لَهُ: الشَّوْطُ حَتّٰى انْتَهَيْنَا إِلٰى حَائِطَيْنِ مِنْهُمَا فَجَلَسْنَا بَيْنَهُمَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اجْلِسُوْا۔)) وَدَخَلَ هُوَ وَقَدْ أُوتِيَ بِالْجَوْنِيَّةِ فِي بَيْتِ أُمَيْمَةَ بِنْتِ النُّعْمَانِ بْنِ شَرَاحِيلَ وَمَعَهَا دَايَةٌ لَهَا، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((هَبِي لِي نَفْسَكِ۔)) قَالَتْ: وَهَلْ تَهَبُ الْمَلِكَةُ نَفْسَهَا لِلسُّوقَةِ، قَالَتْ: إِنِّي أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ، قَالَ: ((لَقَدْ عُذْتِ بِمُعَاذٍ۔)) ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ: ((يَا أَبَا أُسَيْدٍ اكْسُهَا رَازِقِيَّتَيْنِ وَأَلْحِقْهَا بِأَهْلِهَا۔)) قَالَ: وَقَالَ

سیدنا ابو اسید اور سیدنا سہل رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا ہمارے پاس سے گزر ہوا، ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم ایک باغ تک گئے جس کا نام ''الشوط'' تھا، ہم وہاں دو اور باغوں کے پاس جا پہنچے اور ہم ان دونوں کے درمیان بیٹھ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ۔'' اور آپ آگے چلے گئے، جونیہ خاتون کو امیمہ بنت نعمان بن شراحیل کے گھر میں لایا گیا تھا، اس کے ہمراہ اس کی ایک دایہ بھی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس گئے اور فرمایا: ''تم اپنے آپ کو میرے لیے ہبہ کر دو۔'' اس نے کہا: کیا کوئی ملکہ اپنے آپ کو اپنی رعایا کے لیے ہبہ کر سکتی ہے؟ ساتھ ہی وہ کہنے لگی: میں آپ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تو نے اس ذات کا نام لے کر پناہ مانگی ہے کہ صرف وہی ذات ایسی ہے جس کی پناہ طلب کی جاتی ہے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری طرف آ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابو اسید!

(١١٤٦٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٢٥٥، ٥٢٥٧ (انظر: ١٦٠٦١)

غَیْرُ أَبِی أَحْمَدَ: امْرَأَةٌ مِنْ بَنِی الْجَوْنِ یُقَالُ لَهَا أَمِینَةُ. (مسند احمد: ١٦١٥٨)

تم اسے روئی کے دو سفید کپڑے دے کر اس کو اس کے اہل خانہ کے ہاں پہنچا دو۔'' ابو احمد کے علاوہ باقی اور راویوں نے ''جونیہ'' کی بجائے یوں کہا ہے کہ امیمہ بنت نعمان کے گھر میں بنو جون قبیلہ کی ''امینہ'' نامی ایک عورت کو لایا گیا تھا۔

فوائد:...... اس خاتون کے نام میں اختلاف ہے۔ اسماء، عمیرہ اور امیمہ وغیرہ اس کے نام ذکر کیے جاتے ہیں۔

(١١٤٦٩)۔ جَمِیلُ بْنُ زَیْدٍ قَالَ: صَحِبْتُ شَیْخًا مِنَ الْأَنْصَارِ، ذَکَرَ أَنَّهُ کَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ یُقَالُ لَهُ: کَعْبُ بْنُ زَیْدٍ أَوْ زَیْدُ بْنُ کَعْبٍ، فَحَدَّثَنِی أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ بَنِی غِفَارٍ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَیْهَا وَضَعَ ثَوْبَهُ وَقَعَدَ عَلَی الْفِرَاشِ أَبْصَرَ بِکَشْحِهَا بَیَاضًا فَانْحَازَ عَنِ الْفِرَاشِ، ثُمَّ قَالَ: ((خُذِی عَلَیْکِ ثِیَابَکِ۔)) وَلَمْ یَأْخُذْ مِمَّا أَتَاهَا شَیْئًا۔ (مسند احمد: ١٦١٢٨)

جمیل بن زید کہتے ہیں: مجھے ایک انصاری بزرگ کی صحبت میں بیٹھنے کا موقعہ ملا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ اسے رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہے۔ اس کا نام کعب بن زید یا زید بن کعب تھا، اس نے مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ بنو غفار کی ایک خاتون سے نکاح کیا، جب آپ اس کے ہاں داخل ہوئے تو اپنا کپڑا ایک طرف رکھا اور بستر پر بیٹھ گئے، جب آپ ﷺ کو اس کی کوکھ پر برص کا سفید نشان نظر آیا تو آپ ﷺ بستر سے دور ہو گئے اور فرمایا: ''اپنے کپڑے پہن لو۔'' اور آپ ﷺ نے اسے جو کچھ عنایت کیا تھا، اس میں سے کوئی بھی چیز آپ نے واپس نہیں لی۔

فوائد:...... برص: ایک بیماری جس سے بدن پر سفید داغ پڑ جاتے ہیں۔

(١١٤٧٠)۔ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أُمِّ شَرِیکٍ: إِنَّهَا کَانَتْ مِمَّنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِیِّ ﷺ۔ (مسند احمد: ٢٨١٧٣)

سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ ان خواتین میں سے ہے، جنھوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے لیے ہبہ کیا تھا۔

فوائد:...... خاتون کا اپنے آپ کو کسی کے لیے ہبہ کر دینا، یہ صرف رسول اللہ ﷺ کا خاصہ تھا، یعنی خواتین اپنے آپ کو آپ ﷺ کے لیے ہبہ سکتی تھیں، اس کے بعد آپ ﷺ کی مرضی ہوتی تھے کہ آپ ﷺ ان سے خود نکاح کر لیں یا کسی سے کروا دیں۔

(١١٤٦٩) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف جمیل بن زید الطائی، ثم ان فی اسناد حدیثه هذا اضطرابا، اخرجه البیهقی: ٧/ ٢٥٦ (انظر: ١٦٠٣٢)

(١١٤٧٠) تخریج: اسنادہ صحیح، اخرجه النسائی فی "الکبری": ٨٩٢٨ (انظر: ٢٧٦٢١)

(۱۱۴۷۱)۔ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ عَبَّاسٍ وَهِيَ فَوْقَ الْفَطِيمِ، قَالَتْ: فَقَالَ: لَئِنْ بَلَغَتْ بُنَيَّةُ الْعَبَّاسِ هٰذِهِ وَأَنَا حَيٌّ لَأَتَزَوَّجَنَّهَا۔ (مسند احمد: ۲۷۴۰۷)

سیدہ ام فضل بنت سے حارث سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ام حبیبہ بنت عباس کو اس عمر میں دیکھا کہ ابھی ان کا دودھ کچھ عرصہ قبل ہی چھڑایا گیا تھا۔ تو آپ نے فرمایا: ’’اگر میری زندگی میں عباس کی یہ بیٹی بالغ ہوگئی تو میں اس سے ضرور نکاح کروں گا۔‘‘

أَبْوَابُ مَا جَاءَ فِي مُعَاشَرَتِهِ زَوْجَاتِهِ وَكَرَمِ أَخْلَاقِهِ ﷺ

نبی کریم ﷺ کے اپنی ازواج کے ساتھ میل جول اور آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ کا تذکرہ

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَدْلِهِ ﷺ بَيْنَهُنَّ فِي كُلِّ شَيْءٍ وَطَوَافِهِ عَلَيْهِنَّ جَمِيعًا فِي سَاعَةٍ أَوْ ضَحْوَةٍ

نبی کریم ﷺ کے اپنی ازواج کے درمیان ہر چیز میں انصاف کرنے اور دن کے کسی حصہ میں سب کے ہاں چکر لگانے کا بیان

(۱۱۴۷۲)۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ بَعَثَتْهُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِقِنَاعٍ عَلَيْهِ رُطَبٌ، فَجَعَلَ يَقْبِضُ قَبْضَتَهُ فَيَبْعَثُ بِهَا إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ، وَيَقْبِضُ الْقَبْضَةَ فَيَبْعَثُ بِهَا إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ، ثُمَّ جَلَسَ فَأَكَلَ بَقِيَّتَهُ أَكْلَ رَجُلٍ يُعْلَمُ أَنَّهُ يَشْتَهِيهِ۔ (مسند احمد: ۱۲۲۹۲)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی والدہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان کو کھجوروں کی ایک پلیٹ یا کھلا برتن دے کر رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا، آپ مٹھیاں بھر بھر کر کھجوریں اپنی ازواج کے ہاں بھجوانے لگے، اس کے بعد باقی کھجوریں آپ ﷺ نے اس طرح کھائیں کہ واضح طور پر پتہ چل رہا تھا کہ آپ ﷺ کو کھانے کی حاجت تھی۔

(۱۱۴۷۳)۔ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کرتے،

(۱۱۴۷۱) تخریج: اسنادہ ضعیف، حسین بن عبد اللہ ضعیف، اخرجہ ابویعلی: ۷۰۷۵، والطبرانی فی "الکبیر": ۲۵/ ۲۳۸(انظر: ۲۶۸۷۰)

(۱۱۴۷۲) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین، اخرجہ ابویعلی: ۲۸۹۶، وابن حبان: ۶۹۵ (انظر: ۱۲۲۶۷)

(۱۱۴۷۳) تخریج: أخرجہ البخاری: ۲۵۹۳، ۲۶۸۸ (انظر: ۲۴۸۵۹)

أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ، وَكَانَ يَقْسِمُ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا غَيْرَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ كَانَتْ وَهَبَتْ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ تَبْتَغِيْ بِذَالِكَ رِضَا النَّبِيِّ ﷺ۔ (مسند احمد: ٢٥٣٧١)

جس کا قرعہ نکلتا، اسے ساتھ لے کر جاتے تھے اور آپ ﷺ اپنی ہر بیوی کے لئے اس کی رات اور اس کا دن تقسیم کیا کرتے تھے، لیکن سیدنا سودہ رضی اللہ عنہا اس سے مستثنیٰ تھیں، کیونکہ انہوں نے اپنا دن اور رات ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا تھا، سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا مقصد نبی کریم ﷺ کی رضا تلاش کرنا تھا۔

فوائد:...... جب سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا عمر رسیدہ ہوئیں اور ان کو یہ شبہ ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ ان کو جدا کر دیں تو انھوں نے اپنا دن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا اور آپ ﷺ نے ان کا یہ ہبہ قبول کر لیا، یہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا کمال حکیمانہ فیصلہ تھا۔

(١١٤٧٤)۔ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ يَدُوْرُ عَلٰى نِسَائِهِ فِي السَّاعَةِ الْوَاحِدَةِ مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُنَّ إِحْدٰى عَشْرَةَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: وَهَلْ كَانَ يُطِيْقُ ذٰلِكَ؟ قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ أُعْطِيَ قُوَّةَ ثَلَاثِيْنَ۔ (مسند احمد: ١٤١٥٥)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رات اور دن کی ایک گھڑی میں اپنی تمام بیویوں کے پاس جا کر (حق زوجیت ادا) کر لیتے تھے، اس وقت ان کی تعداد گیارہ تھی، میں نے سیدنا انس سے کہا: کیا آپ کو اتنی طاقت تھی، انہوں نے کہا: ہم آپس میں بیان کرتے تھے کہ آپ ﷺ کو تیس آدمیوں کی قوت عطا کی گئی ہے۔

فوائد:...... ان گیارہ میں سے دو لونڈیاں تھیں، سیدہ ماریہ اور سیدہ ریحانہ رضی اللہ عنہما۔

(١١٤٧٥)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يَطُوْفُ عَلَى تِسْعِ نِسْوَةٍ فِيْ ضَحْوَةٍ۔ (مسند احمد: ١٣٥٣٩)

(دوسری سند) سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ چاشت کے وقت اپنی نو ازواج کے ہاں چکر لگایا کرتے تھے۔

(١١٤٧٦)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ يَوْمٍ إِلَّا وَهُوَ يَطُوْفُ عَلَيْنَا جَمِيْعًا امْرَأَةً امْرَأَةً فَيَدْنُوْا وَيَلْمِسُ مِنْ غَيْرِ مَسِيْسٍ حَتّٰى يُفْضِيَ إِلَى الَّتِيْ هُوَ يَوْمُهَا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ ہر روز ایک ایک کر کے اپنی تمام بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے تھے، پھر ہر ایک کے قریب ہوتے اور اس کو مس کرتے، البتہ جماع نہیں کرتے تھے، یہاں تک کہ اس بیوی کے پاس

(١١٤٧٤) تخريج: أخرجه البخاری: ٢٦٨ (انظر: ١٤١٠٩)

(١١٤٧٥) تخريج: حديث صحيح (انظر: ١٣٥٠٥)

(١١٤٧٦) تخريج: اسناده ضعيف، ابن ابی الزناد، و هو عبد الرحمن، قد تفرد به، وهو ممن لا يحتمل تفرده، أخرجه ابوداود: ٢١٣٥ (انظر: ٢٤٧٦٤)

فَيَبِيْتُ عِنْدَهَا۔ (مسند احمد: ٢٥٢٧٤)

پہنچ جاتے تھے، جس کی باری ہوتی تھی، پھر اس کے پاس رات گزارتے تھے۔

فوائد:...... اس باب کی درج بالا تینوں احادیث کتاب النکاح میں گزر چکی ہیں۔

بَابُ ظُهُوْرِ عَدْلِهِ وَ كَرَمِ أَخْلَاقِهِ فِيْ قِصَّةِ الْقَصْعَةِ الَّتِيْ كَسَرَتْهَا عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پیالہ توڑنے کے واقعہ میں رسول اللہ ﷺ کے عدل اور آپ کے اخلاق کا ظہور

(١١٤٧٧)۔ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ، قَالَ: أَظُنُّهَا عَائِشَةَ، فَأَرْسَلَتْ إِحْدٰى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ مَعَ خَادِمٍ لَهَا بِقَصْعَةٍ فِيهَا طَعَامٌ، قَالَ: فَضَرَبَتِ الْأُخْرٰى بِيَدِ الْخَادِمِ فَكُسِرَتِ الْقَصْعَةُ بِنِصْفَيْنِ، قَالَ: فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((غَارَتْ أُمُّكُمْ۔)) قَالَ: وَأَخَذَ الْكَسْرَتَيْنِ فَضَمَّ إِحْدَاهُمَا إِلَى الْأُخْرٰى فَجَعَلَ فِيهَا الطَّعَامَ، ثُمَّ قَالَ: ((كُلُوْا۔)) فَأَكَلُوا وَحَبَسَ الرَّسُولَ وَالْقَصْعَةَ حَتّٰى فَرَغُوْا فَدَفَعَ إِلَى الرَّسُولِ قَصْعَةً أُخْرٰى وَتَرَكَ الْمَكْسُورَةَ مَكَانَهَا۔ (مسند احمد: ١٢٠٥٠)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یا کسی دوسری اہلیہ کے ہاں موجود تھے، کسی دوسری ام المؤمنین نے اپنے خادم کے ہاتھ کھانے کا ایک پیالہ بھیج دیا، تو آپ جس کے گھر تھے، اس نے اس خادم کے ہاتھ پر جھپٹا مار کر پیالے کو توڑ ڈالا۔ یہ عالم دیکھ کر رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے: ''تمہاری ماں کو غیرت آ گئی ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے پیالے کے ٹوٹے ہوئے دونوں ٹکڑوں کو اٹھا کر ایک دوسرے کے ساتھ ملایا اور کھانا اٹھا کر اس ٹوٹے ہوئے پیالے ہی میں ڈالنے لگے اور فرمایا: ''لو کھا لو۔'' دوسرے موجود لوگوں نے کھانا کھا لیا، رسول اللہ ﷺ نے کھانا لانے والے خادم اور پیالے کو روک لیا، جب وہ کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ نے اس خادم کو دوسرا پیالہ دے دیا اور ٹوٹا ہوا پیالہ رکھ لیا۔

(١١٤٧٨)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ) وَفِيهِ: وَحَبَسَ الرَّسُولَ حَتّٰى جَاءَتِ الْأُخْرٰى بِقَصْعَتِهَا، فَدَفَعَ الْقَصْعَةَ الصَّحِيحَةَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الَّتِي كُسِرَتْ قَصْعَتُهَا، وَتَرَكَ الْمَكْسُورَةَ لِلَّتِي كَسَرَتْ۔ (مسند احمد: ١٣٨٠٨)

(دوسری سند) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، یہ حدیث گزشتہ حدیث کی طرح ہے۔ البتہ اس میں یہ الفاظ بھی ہیں: آپ ﷺ نے خادم کو روک لیا، یہاں تک کہ دوسری ام المؤمنین نے اپنا پیالہ لا کر دیا تو جس ام المؤمنین کا پیالہ ٹوٹا تھا، اس کی طرف دوسرا صحیح پیالہ اس خادم کے ہاتھ بھیج دیا اور ٹوٹا ہوا ان کے پاس رہنے دیا جنہوں نے توڑا تھا۔

(١١٤٧٧) تخريج: أخرجه البخارى: ٢٤٨١، ٥٢٢٥ (انظر: ١٢٠٢٧)

(١١٤٧٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۱٤۷۹)۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ صَانِعَةَ طَعَامٍ مِثْلَ صَفِيَّةَ، أَهْدَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ إِنَاءً فِيهِ طَعَامٌ وَفِي لَفْظٍ وَهُوَ عِنْدِي، فَمَا مَلَكْتُ نَفْسِي أَنْ كَسَرْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا كَفَّارَتُهُ؟ فَقَالَ: ((إِنَاءٌ كَإِنَاءٍ وَطَعَامٌ كَطَعَامٍ۔)) (مسند احمد: ۲٥٦۷۰)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے ام المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا جیسا کھانا تیار کرتے کسی کو نہیں دیکھا، انہوں نے کھانے کا ایک پیالہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھجوایا۔ دوسری روایت کے الفاظ ہیں کہ اس روز نبی کریم ﷺ میرے ہاں تھے، میں غیرت کی وجہ سے اپنے آپ کو کنٹرول نہ کر سکی اور میں نے وہ پیالہ توڑ ڈالا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اب اس کا کفارہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''برتن جیسا برتن اور کھانے جیسا کھانا۔''

فوائد:...... نبی کریم ﷺ کی بیویاں آپ کی خواہشات کا خیال رکھتیں اور آپ کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتی رہتی تھیں۔ آپ اگر کسی دوسری اہلیہ کے ہاں ہوتے تو کھانا وغیرہ ادھر ہی بھیج دیتی تھیں تا کہ آپ کھانا تناول کر لیں۔
عام عورتوں کی طرح امہات المؤمنین کو بھی آپس میں ایک دوسری پر غیرت آ جاتی تھی، یہ ایسا طبعی معاملہ ہے کہ شاید ہی اس پر کنٹرول کیا جا سکے، اسی لیے آپ ﷺ نے بھی اس کو زیادہ محسوس نہیں کیا، کہتے ہیں کہ ایک خاتون پورے جہاں کو اپنے اندر سما سکتی ہے، البتہ ایک سوکن کو نہیں سما سکتی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي رِفْقِهِ بِهِنَّ وَاهْتِمَامِهِ ﷺ بِأَمْرِهِنَّ

رسول اللہ ﷺ کی اپنی ازواج کے ساتھ نرمی اور ان کے امور کا اہتمام کرنے کا بیان

(۱۱٤۸۰)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يَسُوقُ بِأُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ يُقَالُ لَهُ: أَنْجَشَةُ، فَاشْتَدَّ فِي السِّيَاقَةِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا أَنْجَشَةُ رُوَيْدَكَ سَوْقًا بِالْقَوَارِيرِ۔)) (مسند احمد: ۱۲۰٦٤)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک صحابی امہات المؤمنین کے اونٹوں کو ہانکا کرتا تھا، اس کو انجشہ کہا جاتا تھا، ایک بار اس نے اونٹوں کو تیز تیز چلانا شروع کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''انجشہ! ان آبگینوں کو آرام آرام سے لے کر چلو۔''

(۱۱٤۸۱)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَسِيرُ وَحَادٍ يَحْدُو بِنِسَائِهِ فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ قَدْ تَنَحَّى بِهِنَّ، قَالَ: فَقَالَ

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ چل رہے تھے اور ایک حدی خوان حدی کرتے ہوئے آپ ﷺ کی بیویوں والے اونٹوں کو چلا رہا تھا، رسول اللہ ﷺ مسکرا پڑے، اس سے اس نے (مزید حدی کے ذریعے) ان کو تیزی

(۱۱٤۸۰) تخريج: انظر الحديث بالطريق الثاني

(۱۱٤۸۱) تخريج:..... أخرجه البخاري: ٦١٦١، ٦٢٠٩، ومسلم: ۲۳۲۳ (انظر: ۱۲۷٦۱، ۱۳۳۷۷)

لَـــهُ: ((يَـــا أَنْــجَشَةُ! وَيْــحَكَ أَرْفُــقْ بِالْقَوَارِيْرِ.)) (مسند احمد: ۱۲۷۹۱)

کے ساتھ چلانا شروع کر دیا، جس پر آپ ﷺ نے اس کو فرمایا: ''انجشہ! تجھ پر افسوس ہے، شیشوں کے ساتھ نرمی کر۔''

(۱۱۴۸۲)۔ حَـدَّثَـنَـا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَـنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَـى عَلٰى أَزْوَاجِهِ وَسَـوَّاقٌ يَسُـوقُ بِهِـنَّ، يُقَالُ لَهُ: أَنْجَشَةُ، فَـقَالَ: ((وَيْحَكَ يَا أَنْجَشَةُ رُوَيْدَكَ سَوْقَكَ بِـالْـقَـوَارِيرِ)) قَالَ أَبُو قِلَابَةَ: تَكَلَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِـكَـلِـمَةٍ لَـوْ تَـكَلَّمَ بِهَا بَعْضُكُمْ لَـعِبْتُـمُـوهَـا عَـلَيْـهِ يَعْنِي قَوْلَـهُ: سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيرِ۔ (مسند احمد: ۱۲۹۶۶)

ابو قلابہ سے روایت ہے کہ وہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنی ازواج کے پاس آئے۔ تو ایک شتر بان (حدی خوان) ان کے اونٹوں کو ہانکے جا رہا تھا۔ اس کا نام ''انجشہ'' تھا۔ آپ نے فرمایا، انجشہ! تمہارا بھلا ہو۔ تم ان آ بگینوں کو ذرا آرام سے لے چلو۔ ابو قلابہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسا لفظ بولا کہ اگر تم میں سے کوئی اور آدمی یہ لفظ بولتا تو تم اسے معیوب گردانتے۔ یعنی آپ نے اس سے کہا کہ ان آ بگینوں کو آرام سے لے چلو۔

فوائد:...... ان احادیث میں عورتوں کو شیشے سے تشبیہ دی گئی ہے، اس سے مراد عورتوں کی رقت، ضعف اور نزاکت ہے اور یہ مفہوم بھی بیان کیا گیا ہے کہ عام طور پر خواتین وفا پر دوام اختیار نہیں کر سکتیں اور بہت جلدی رضامندی کی حالت سے پھر جاتی ہیں، جیسے شیشہ جلدی ٹوٹ جاتا ہے۔

بہرحال یہ ایک بدیع استعارہ ہے، جس کے ذریعے عورتوں سے نرمی کرنے پر آمادہ کیا جا رہا ہے۔

سیّدنا انجشہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے حبشی غلام تھے، ان کی کنیت ابو ماریہ تھی۔

(۱۱۴۸۳)۔ عَـنْ أَنَـسٍ أَنَّ جَـارًا لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَارِسِيًّا، كَانَ طَيِّبَ الْمَرَقِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ كَـانَـتْ مَـرَقَـتُـهُ أَطْيَبَ شَيْءٍ رِيْحًا) فَصَنَعَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ جَاءَهُ يَدْعُوهُ، فَـقَـالَ: ((وَهٰـذِهِ لِـعَـائِشَةَ۔)) فَقَالَ: لَا، فَـقَـالَ: رَسُـولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا۔)) ثُـمَّ عَادَ يَـدْعُـوهُ فَـقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((وَهٰذِهِ)) قَـالَ: لَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((وَهٰذِهِ)) قَـالَ: نَـعَـمْ، فِي الثَّالِثَةِ، فَقَامَا يَتَدَافَعَانِ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک ہمسایہ فارس کا رہنے والا تھا، وہ بہترین قسم کا شوربا بناتا تھا۔ (دوسری روایت کے لفظ ہیں کہ اس کا تیار کردہ شوربا انتہائی مزیدار ہوتا تھا۔) اس نے رسول اللہ ﷺ کے لیے شوربا تیار کیا، پھر آپ کو وہ بلانے آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ (یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا) بھی؟ (یعنی ان کو بھی ساتھ لاؤں)''؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا: ''کیا یہ عائشہ بھی؟'' اس نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''اور یہ عائشہ؟'' اب کی بار اس نے کہا: جی ہاں، اس

(۱۱۴۸۲) تخريج: انظر الحديث السابق

(۱۱۴۸۳) تخريج: اخرجه مسلم: ۲۰۳۷ (انظر: ۱۲۲۴۳)

حَتّٰی أَتَیَا مَنْزِلَهُ۔ (مسند احمد: ۱۲۲۶۸)

کے بعد آپ دونوں خوشی خوشی اس کے گھر گئے۔

(۱۱۴۸۴)۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِینَ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ لَهُنَّ: ((إِنَّ أَمْرَكُنَّ لَمِمَّا يُهِمُّنِي بَعْدِي، وَلَنْ يَصْبِرَ عَلَيْكُنَّ إِلَّا الصَّابِرُونَ۔)) (مسند احمد: ۲۴۹۹۰)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان سے فرمایا کرتے تھے کہ ''تم ازواج کے معاملے نے مجھے اپنے بعد تمہارے بارے میں فکر مند کر رکھا ہے اور تمہاری باتوں کو وہی لوگ برداشت کر سکیں گے جو صبر کرنے والے ہوں گے۔''

فوائد:...... پھر سیدہ عائشہ نے ابو سلمہ سے کہا: اللہ تعالیٰ تیرے باپ کو جنت کی سلسبیل سے مشروب پلائے۔ انھوں نے واقعی صلہ رحمی کا ثبوت دیتے ہوئے امہات المؤمنین کو (ایک باغ) دیا، جو چالیس ہزار کا فروخت کیا گیا۔

امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کا ایک شاہد یہ بھی نقل کیا ہے: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول للہ ﷺ نے اپنی بیویوں سے فرمایا: ((إِنَّ الَّذِي يَحْنُوْ عَلَيْكُنَّ بَعْدُ هُوَ الصَّادِقُ الْبَارُّ، اَللّٰهُمَّ اسْقِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ مِنْ سَلْسَبِيلِ الْجَنَّةِ۔)) (حاکم) ......''(میری بیویو!) بیشک جو آدمی تم پر شفقت و مہربانی کرے گا، وہی سچا اور نیک ہوگا، اے اللہ! تو عبد الرحمٰن بن عوف کو جنت کی سلسبیل سے سیراب فرما دے۔''

معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی بیویوں کا انتہائی درجے کا احترام و اکرام اور ان کے ساتھ شفقت و رافت والا معاملہ ہونا چاہئے۔ آج اگرچہ امہات المؤمنین موجود نہیں ہیں، لیکن ان کا تذکرۂ خیر کرنا اور ان کے بشری تقاضوں کو سامنے رکھ کر ان پر کیچڑ نہ اچھالنا ہمارے ایمان و ایقان کا تقاضا ہے۔

(۱۱۴۸۵)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَحْنٰى عَلَيَّ، فَقَالَ: ((إِنَّكُنَّ لَأَهَمُّ مَا أَتْرُكُ إِلٰى وَرَاءِ ظَهْرِي، وَاللّٰهِ لَا يَعْطِفُ عَلَيْكُنَّ إِلَّا الصَّابِرُونَ أَوِ الصَّادِقُونَ۔)) (مسند احمد: ۲۵۴۰۵)

(دوسری سند) ابو سلمہ کہتے ہیں کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے اوپر جھک کر انتہائی شفقت سے فرمایا: ''میں اپنے بعد جو امور چھوڑ کر جاؤں گا، تم میری بیویوں کا معاملہ میرے نزدیک ان سب سے زیادہ اہم ہے۔ اللہ کی قسم! تمہارے اوپر جو لوگ شفقت کریں گے، وہ صبر اور صدق کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوں گے۔''

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَيْدِ بَعْضِهِنَّ لَهُ وَاحْتِمَالِهِ إِيْذَاءَهُنَّ وَعَفْوِهِ عَنْهُنَّ وَتَوَاضُعِهِ فِي بَيْتِهِ ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کی بعض ازواج کا حیلہ کرنے کا اور آپ ﷺ کے ان کی ایذاؤں کو برداشت کرنے، ان سے درگزر کرنے اور گھر کے اندر انکساری کا رویہ اختیار کرنے کا بیان

(۱۱۴۸۶)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا كَانَ رَسُولُ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو میٹھی چیز

(۱۱۴۸۴) تخریج: اسناده حسن، اخرجه الترمذی: ۳۷۴۹ (انظر: ۲۴۴۸۵)

(۱۱۴۸۵) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول.

(۱۱۴۸۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۴۳۱، ۵۵۹۹، ۵۶۱۴، ومسلم: ۱۴۷۴ (انظر: ۲۴۳۱۶)

اللّٰهِ ﷺ يُحِبُّ الْحَلْوٰى وَيُحِبُّ الْعَسَلَ ، وَكَانَ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ دَارَ عَلٰى نِسَائِهِ ، فَيَدْنُو مِنْهُنَّ فَدَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ فَاحْتَبَسَ عِنْدَهَا أَكْثَرَ مِمَّا كَانَ يَحْتَبِسُ ، فَسَأَلْتُ: عَنْ ذٰلِكَ فَقِيلَ لِي أَهْدَتْ لَهَا امْرَأَةٌ مِنْ قَوْمِهَا عُكَّةَ عَسَلٍ فَسَقَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مِنْهُ ، فَقُلْتُ: أَمَا وَاللّٰهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهُ ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِسَوْدَةَ ، وَقُلْتُ: إِذَا دَخَلَ عَلَيْكِ فَإِنَّهُ سَيَدْنُو مِنْكِ فَقُولِي لَهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَكَلْتَ مَغَافِرَ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَكِ: لَا ، فَقُولِي لَهُ مَا هٰذِهِ الرِّيحُ؟ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ أَنْ يُوجَدَ مِنْهُ رِيحٌ ، فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَكِ: سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ ، فَقُولِي لَهُ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ ، وَسَأَقُولُ لَهُ ذٰلِكَ ، فَقُولِي لَهُ أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلٰى سَوْدَةَ قَالَتْ سَوْدَةُ: وَالَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَقَدْ كِدْتُ أَنْ أُبَادِئَهُ بِالَّذِي قُلْتِ لِي ، وَإِنَّهُ لَعَلَى الْبَابِ فَرَقًا مِنْكِ ، فَلَمَّا دَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَكَلْتَ مَغَافِرَ؟ قَالَ: ((لَا۔)) قُلْتُ: فَمَا هٰذِهِ الرِّيحُ؟ قَالَ: ((سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ۔)) قُلْتُ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيَّ قُلْتُ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ ، ثُمَّ دَخَلَ عَلٰى صَفِيَّةَ فَقَالَتْ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا أَسْقِيكَ مِنْهُ ، قَالَ: ((لَا

اور شہد خوب مرغوب تھا، آپ ﷺ عصر کی نماز ادا فرمانے کے بعد اپنی ازواج کے ہاں چکر لگایا کرتے اور ان کے پاس جایا کرتے تھے، ایک بار آپ ﷺ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے اور سابقہ معمول سے ذرا زیادہ دیر تک وہاں ٹھہرے، میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو مجھے بتلایا گیا کہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو ان کی قوم کی ایک عورت نے شہد کا ایک بڑا ڈبہ ہدیہ بھیجا ہے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس شہد میں سے پلایا ہے۔ میں نے سوچا کہ اللہ کی قسم! ہم اس سلسلہ میں ضرور کوئی پروگرام بنائیں۔ تو میں نے اس بات کا سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا، میں نے ان سے کہا کہ اللہ کے رسول جب آپ کے پاس آ کر آپ کے قریب آئیں تو کہہ دینا کہ اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ ﷺ کہیں گے کہ نہیں، تو تم نے کہنا ہے کہ تو پھر آپ سے یہ کیسی مہک (بو) آرہی ہے؟ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بالکل گوارا نہ تھی کہ آپ سے کسی قسم کی بو آئے۔ آپ ﷺ فرمائیں گے کہ مجھے حفصہ رضی اللہ عنہا نے شہد پلایا ہے۔ تو تم کہہ دینا کہ شہد کی مکھی اس درخت پر جا بیٹھی ہو گی، جب آپ میرے پاس تشریف لائیں گے تو میں بھی یہی بات آپ سے کہوں گی۔ اور صفیہ! جب اللہ کے رسول آپ کے ہاں آئیں تو تم بھی رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح کہنا۔ چنانچہ جب آپ ﷺ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے تو انہوں وہ بیان کرتی ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ابھی رسول اللہ ﷺ دروازے پر ہی تھے کہ میں تمہارے ڈر کی وجہ سے جلدی میں آپ سے وہ بات کہنے والی تھی، جو تم نے مجھ سے کہی تھی۔ بہرحال جب رسول اللہ ﷺ آئے تو میں نے کہہ دیا: اللہ کے رسول! کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ ﷺ نے

حَاجَةَ لِي بِهِ۔)) قَالَ: تَقُولُ سَوْدَةُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ! لَقَدْ حَرَمْنَاهُ، قُلْتُ لَهَا: أُسْكُتِيْ۔ (مسند احمد: ٢٤٨٢٠)

فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے عرض کیا: تو پھر یہ بو کیسی ہے؟ آپ نے فرمایا: مجھے تو حفصہ نے شہد پلایا ہے۔ میں نے کہا: پھر شہد کی مکھی مغافیر پر جا بیٹھی ہوگی، اسی طرح جب آپ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے تو میں نے بھی اسی طرح کہا۔ اس کے بعد جب آپ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے تو انہوں نے بھی آپ سے ایسی ہی بات کی۔ بعد میں جب آپ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا میں آپ کو وہ شہد نہ پلاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، مجھے اس کی حاجت نہیں۔'' سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: سبحان اللہ! ہم نے آپ کو اس شہد سے محروم کر دیا ہے۔ تو میں نے ان سے کہا: چپ رہ

فوائد:...... مغافیر ایک قسم کا پھول ہوتا ہے، جس میں بساند ہوتی ہے۔

(١١٤٨٧)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ وَقَدْ كَانَ بَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ وَبَيْنَ نِسَائِهِ شَيْءٌ، فَجَعَلَ يَرُدُّ بَعْضَهُنَّ عَنْ بَعْضٍ فَجَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ: احْثُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فِيْ أَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ وَاخْرُجْ إِلَى الصَّلَاةِ۔ (مسند احمد: ١٢٠٣٧)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز کے لیے اقامت ہو چکی تھی یا نماز کی اقامت کا وقت ہو چکا تھا کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کی ازواج کے مابین کوئی بحث ہو رہی تھی اور آپ ﷺ ان کو ایک دوسری سے چھڑانے کی کوشش کر رہے تھے۔ اتنے میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان کے مونہوں میں مٹی ڈالیں اور آپ نماز کے لیے تشریف لے چلیں۔

(١١٤٨٨)۔ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ فِيْ أَهْلِهِ؟ قَالَتْ: كَانَ فِيْ مِهْنَةِ أَهْلِهِ، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ۔ (مسند احمد: ٢٤٧٣٠)

اسود سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ گھر آ کر کیا کچھ کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: آپ ﷺ اہل خانہ کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے، نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔

(١١٤٨٧) تخريج: اخرجه مسلم مطولا: ١٤٦٢ (انظر: ١٢٠١٤)

(١١٤٨٨) تخريج: اخرجه البخارى: ٦٧٦ (انظر: ٢٤٢٢٦)

فوائد:...... امہات المؤمنین اگرچہ نبی کی بیویاں اور ساری امت میں سے نہایت نمایاں مقام کی حامل تھیں، تاہم بتقاضائے بشریت ان کے مابین بھی سوکنوں والی لڑائی اور ناراضگی کی نوبت آ ہی جاتی تھی، یہ خواتین کا ایسا طبعی معاملہ ہے کہ آپ ﷺ آسانی کے ساتھ اس کو برداشت کر جاتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ ذِكْرِ بَعْضِ خَدَمِهِ ﷺ مِنْهُمْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ

خادمِ رسول سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور دیگر خدامِ رسول کا تذکرہ

(۱۱۴۸۹)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: خَدَمْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَشْرَ سِنِيْنَ، فَمَا أَمَرَنِي بِأَمْرٍ فَتَوَانَيْتُ عَنْهُ أَوْ ضَيَّعْتُهُ فَلَامَنِي، فَإِنْ لَامَنِي أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ إِلَّا قَالَ: ((دَعُوهُ فَلَوْ قُدِّرَ۔)) أَوْ قَالَ: ((لَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ كَانَ۔)) (مسند احمد: ۱۳۴۵۱)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی رسول کریم ﷺ کی دس برس تک خدمت کی۔ (ایک روایت میں نو سال کا ذکر ہے) آپ ﷺ نے مجھے جو حکم بھی دیا اور پھر مجھ سے اس بارے میں کوتاہی ہوگئی یا نقصان ہو گیا اور آپ ﷺ کے گھر میں سے کسی نے بھی مجھے برا بھلا کہا تو آپ ﷺ فرماتے: ''اسے چھوڑ دو، اگر ایسا ہونا مقدر میں ہوتا تو وہ ہو جاتا۔''

فوائد:...... سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ہو جانے والے نقصان کو آپ ﷺ تقدیر کی طرف منسوب کر کے بچے کو تسلی دے دیتے۔

دس سال کے طویل عرصے میں نبی کریم ﷺ نے خدمت کرنے والے ایک بچے کو ملامت تک نہیں کیا، سبحان اللہ! یہ آپ ﷺ کا درگزر کرنے کا پہلو تھا، بلکہ آپ ﷺ تو اپنے خون کے پیاسوں اور اپنے دشمنوں کو بھی معاف کر دینے والے تھے، اب قابل غور بات یہ ہے کہ ہمارا اپنے خادموں اور نوکروں کے ساتھ کیسا سلوک ہے؟

(۱۱۴۹۰)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أُهْدِيَتْ لَهُ بَغْلَةٌ شَهْبَاءُ فَرَكِبَهَا فَأَخَذَ عُقْبَةُ يَقُودُهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِعُقْبَةَ: ((اقْرَأْ۔)) فَقَالَ: وَمَا أَقْرَأُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اقْرَأْ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾۔)) فَأَعَادَهَا عَلَيْهِ حَتّٰى قَرَأَهَا فَعَرَفَ أَنِّي لَمْ أَفْرَحْ بِهَا جِدًّا فَقَالَ:

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو تحفے میں ایک سفید خچر دیا گیا، آپ ﷺ اس پر سوار ہوئے، سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ اس کو چلا رہے تھے، نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: ''پڑھو۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کیا پڑھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ پڑھو۔'' آپ ﷺ نے اس سورت کو دہرایا، یہاں تک کہ سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ نے اس سورت کو پڑھ لیا، لیکن جب

(۱۱۴۸۹) تخریج: حدیث صحیح (انظر: ۱۳۴۱۸)

(۱۱۴۹۰) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه النسائی: ۸/ ۲۵۲ (انظر: ۱۷۳۴۲)

((لَعَلَّكَ تَهَاوَنْتَ بِهَا فَمَا قُمْتَ تُصَلِّي بِشَيْءٍ مِثْلِهَا۔)) (مسند احمد: ١٧٤٧٥)

آپ ﷺ نے دیکھا کہ میں اس سورت سے زیادہ خوش نہیں ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''لگتا ہے، تم اس کو معمولی سمجھ رہے ہو، تو نے نماز میں اس جیسی سورت نہیں پڑھی ہوگی (یعنی یہ بے مثال سورت ہے، جس کو نماز میں پڑھا جائے)۔''

فوائد:...... اس باب سے معلوم ہوا کہ سیدنا انس اور سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہما ، نبی کریم ﷺ کے خادمین میں سے تھے۔

وَمِنْهُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَأُمُّهُ رضی اللہ عنہما

سیدنا عبداللہ بن مسعود اور ان کی ماں رضی اللہ عنہما بھی خدام رسول میں سے تھے

(١١٤٩١)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذْنُكَ عَلَيَّ أَنْ تَرْفَعَ الْحِجَابَ وَأَنْ تَسْتَمِعَ سِوَادِي حَتّٰى أَنْهَاكَ۔)) قَالَ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: قَالَ أَبِيْ: بِسَوَادِيْ، سِرِّيْ، قَالَ: اَذِنَ لَهُ أَنْ يَسْمَعَ سِرَّهُ۔ (مسند احمد: ٣٦٨٤)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پردہ کو اٹھا دیا جانا تمہارے لیے آگے آ جانے کی اجازت کے مترادف ہے اور تم میری راز کی باتوں کو سننے کے بھی مجاز ہو، یہاں تک کہ میں تمہیں اس سے روک دوں۔'' ابو عبدالرحمن نے کہا: ''سِــوَاد'' کے معانی راز کے ہیں، یعنی آپ ﷺ نے انہیں راز کی باتیں سننے کی اجازت دے رکھی تھی۔

فوائد:...... کسی کو اجازت دینے کے لیے کوئی علامت مقرر کی جا سکتی ہے۔

آزاد لوگوں میں سے نبی کریم ﷺ کے کل گیارہ خادم تھے، ان کے نام درج ذیل ہیں:

سیدنا انس، سیدنا ہند بن حارثہ، سیدنا اسماء بن حارثہ، سیدنا ربیعہ بن کعب، سیدنا عبداللہ بن مسعود اور ان کی ماں، سیدنا عقبہ بن عامر، سیدنا بلال بن رباح، سیدنا سعد، سیدنا بکیر بن شداخ، سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہم ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ ذِكْرِ بَعْضِ مَوَالِيْهِ ﷺ

نبی کریم ﷺ کے بعض غلاموں کا تذکرہ

(١١٤٩٢)۔ عَنْ سَفِيْنَةَ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: اَعْتَقَتْنِيْ أُمُّ سَلَمَةَ وَاشْتَرَطَتْ عَلَيَّ أَنْ أَخْدُمَ النَّبِيَّ ﷺ مَا عَاشَ۔ (مسند احمد: ٢٢٢٧٢)

ابو عبدالرحمن سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: مجھے ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آزاد کیا اور مجھ پر یہ شرط عائد کی کہ نبی کریم ﷺ جب تک زندہ رہیں، میں ان کی خدمت کرتا رہوں گا۔

فوائد:...... سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ فارسی تھے، ان کی وجہ تسمیہ کے لیے دیکھیں حدیث نمبر (١١٧٣٦)

(١١٤٩١) تخريج: أخرجه مسلم: ٢١٦٩ (انظر: ٣٦٨٤)

(١١٤٩٢) تخريج: اسناده حسن، اخرجه ابوداود: ٣٩٣٢، وابن ماجه: ٢٥٢٦ (انظر: ٢١٩٢٧)

سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ اس اعتبار سے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے، کیونکہ انھوں نے ان کو آزاد کیا تھا، لیکن اس نسبت سے رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے کہ انھوں نے آپ ﷺ کی خدمت کی شرط لگائی تھی۔

(۱۱۴۹۳)۔ عَنْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ مِنْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ: اِنَّ سَلْمَانَ الْفَارِسِيَّ ﷺ نَظَرَ اِلَى الْخَاتَمِ الَّذِيْ عَلٰى ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَآمَنَ بِهِ وَكَانَ لِلْيَهُوْدِ فَاشْتَرَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِكَذَا وَكَذَا، الْحَدِيْثَ۔ (مسند احمد: ۲۴۱۳۸)

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، یہ ایک طویل حدیث ہے، اس میں ہے کہ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی پشت مبارک پر مہر نبوت کو دیکھا اور ایمان لے آئے، یہ یہودیوں کی ملکیت میں تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو خرید لیا تھا۔

فوائد:...... سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مناقب میں اس طویل حدیث کا ذکر آئے گا۔

(۱۱۴۹۴)۔ عَنِ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ رَجُلًا مِنْ بَنِي مَخْزُوْمٍ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَقَالَ لِأَبِي رَافِعٍ: ((اصْحَبْنِي كَيْمَا تُصِيبَ مِنْهَا۔)) قَالَ: لَا حَتّٰى آتِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَسْأَلَهُ فَانْطَلَقَ إِلَى النَّبِيِّ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: ((الصَّدَقَةُ لَا تَحِلُّ لَنَا، وَإِنَّ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ۔)) (مسند احمد: ۲۷۷۲۴)

سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو مخزوم کے ایک فرد کو صدقات کی وصولی کے لیے بھیجا تو اس نے سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے کہا: تم بھی میرے ساتھ جانے کے لیے تیار ہو جاؤ تاکہ آپ کو بھی کچھ حصہ مل جائے؟ انہوں نے کہا: نہیں، جب تک میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت نہ کر لوں، نہیں جاؤں گا، پس وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گئے اور آپ ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے لیے صدقہ لینا حلال نہیں ہے اور کسی قوم کا غلام بھی اسی قوم کا فرد ہوتا ہے۔''

فوائد:...... سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ کا نام ابراہیم یا اسلم یا ثابت یا ہرمز تھا۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی جس آل پر صدقہ حرام ہے، ان کے غلاموں کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

(۱۱۴۹۵)۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: اَتَيْتُ أُمَّ كُلْثُوْمِ اِبْنَةَ عَلِيٍّ بِشَيْءٍ مِنَ الصَّدَقَةِ

عطاء بن سائب کہتے ہیں: میں سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا کی خدمت میں صدقہ کی ایک چیز لے کر حاضر ہوا، لیکن انہوں نے

(۱۱۴۹۳) تخریج: اسناده حسن (انظر: ۲۳۷۳۷)

(۱۱۴۹۴) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین، اخرجه ابوداود: ۱۶۵۰، والترمذی: ۶۵۷، والنسائی: ۵/ ۱۰۷ (انظر: ۲۷۱۸۲)

(۱۱۴۹۵) تخریج: صحیح بالشواهد، اخرجه ابن ابی شیبة: ۳/ ۳۱۵، وعبد الرزاق: ۶۹۴۲ (انظر: ۱۵۷۰۸)

فَرَدَّتْهَا وَقَالَتْ: حَدَّثَنِي مَوْلًى لِلنَّبِيِّ ﷺ يُقَالُ لَهُ مِهْرَانُ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّا آلُ مُحَمَّدٍ لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ وَمَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ۔)) (مسند احمد: ١٥٧٩٩)

وہ چیز واپس کر دی اور کہا: مولائے نبی سیدنا مہران نے مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''ہم آلِ محمد ﷺ ہیں، ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں ہے، نیز قوم کا غلام ان ہی میں شمار ہوتا ہے۔''

فوائد: ......دیکھیں حدیث نمبر (٣٣٨٠)

(١١٤٩٦)۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ غُلَامٌ يُسَمَّى رَبَاحًا۔ (مسند احمد: ١٦٦٠٩)

سلمہ بن اکوع ؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ایک غلام کا نام رباح تھا۔

(١١٤٩٧)۔ عَنْ أَبِي مُوَيْهِبَةَ مَوْلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: أُمِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى أَهْلِ الْبَقِيعِ، فَصَلَّى عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الثَّانِيَةُ قَالَ: ((يَا أَبَا مُوَيْهِبَةَ أَسْرِجْ لِي دَابَّتِي۔)) قَالَ: فَرَكِبَ فَمَشَيْتُ حَتَّى انْتَهَى إِلَيْهِمْ فَنَزَلَ عَنْ دَابَّتِهِ وَأَمْسَكْتِ الدَّابَّةُ وَوَقَفَ عَلَيْهِمْ، أَوْ قَالَ قَامَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ: ((لِيَهْنِكُمْ مَا أَنْتُمْ فِيهِ۔)) الْحَدِيْثَ۔ (مسند احمد: ١٦٠٩٢)

رسول اللہ ﷺ کے غلام سیدنا ابومویہبہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ آپ ﷺ اہل بقیع کے حق میں دعائے مغفرت کریں تو رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ ان کے حق میں دعائیں کیں، جب دوسری رات تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابومویہبہ! میری سواری پر پلان کسو۔'' اس پر آپ سوار ہوگئے اور میں بھی ساتھ ساتھ پیدل چلتا گیا، آگے جا کر آپ اپنی سواری سے نیچے اترے اور میں سواری کو پکڑے کھڑا رہا، آپ ﷺ اہل بقیع کے پاس جا کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''تم جس حال میں ہو تمہیں یہ حالت مبارک ہو۔''

فوائد: ...... آپ ﷺ کے مزید غلاموں کے نام درج ذیل ہیں:

سیدنا اسامہ، سیدنا زید بن حارثہ، سیدنا ثوبان، سیدنا ابوکبشہ اوس، سیدنا صالح حبشی معروف شقران، سیدنا رباح اسود نوبی، سیدنا یسار راعی، سیدنا ابو یسار زید، سیدنا مدعم، سیدنا رفاعہ بن زید جزامی، سیدنا مامور قبطی، سیدنا واقد، سیدنا ابو واقد، سیدنا انجشہ، سیدنا شمعون بن زید، سیدنا ابو ریحانہ اور سیدنا ابوبکرہ نفیع بن حارث ؓ۔

آپ ﷺ کی بعض لونڈیوں کے نام درج ذیل ہیں:

(١١٤٩٦) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم (انظر: ١٦٤٩٥)

(١١٤٩٧) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة عبيد بن جبير ، والحكمُ بن فصيل مختلف فيه ، اخرجه ابن ابى شيبة: ٣/ ٣٤٠، والطبرانى فى "الكبير": ٢٢/ ٨٧٢ (انظر: ١٥٩٩٦)

سیدہ ام ایمن، سیدہ سلمٰی ام رافع، سیدہ ماریہ اور ان کی بہن سیدہ قیصر اور سیدہ ریحانہ رضی اللہ عنہن۔ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے (۴۳) غلام اور گیارہ لونڈیاں تھیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ كُتُبُهِ وَكُتَّابِهِ وَفِيْهِ فُصُوْلٌ
نبی کریم ﷺ کے خطوط اور کاتبین کا بیان اور اس میں کئی فصلیں ہیں

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ فِيْ كُتُبِهِ إِلَى مُلُوْكِ الْكُفَّارِ وَغَيْرِهِمْ
فصل اول: غیر مسلم حکمرانوں کے نام رسول اللہ ﷺ کے مکتوبات کا بیان

(١١٤٩٨)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلْعَبْدُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ۔)) وَكَتَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ أَنْ يَمُوْتَ إِلٰى كِسْرٰى وَقَيْصَرَ وَإِلٰى كُلِّ جَبَّارٍ۔ (مسند احمد: ١٤٦٥٩)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آخرت میں انسان اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔'' نیز رسول اللہ ﷺ نے وفات سے قبل کسری، قیصر اور تمام سرکشوں کے نام خطوط لکھے تھے۔

فوائد:...... مسلم حکمرانوں کو بھی چاہیے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی نیابت کا حق ادا کریں اور کفریہ مملکتوں کے وزرا و سلاطین کو اسلام کی طرف دعوت دیں اور انجام کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیں۔

جب رسول اللہ ﷺ قریش سے حدیبیہ کے مقام پر معاہدہ کر کے اور ان کی طرف سے مطمئن ہو کر مدینہ منورہ واپس تشریف لائے تو بادشاہوں اور امرا کے نام خطوط لکھ کر انہیں دعوتِ اسلام دی اور ان کو ان کی دوہری ذمہ داری یاد دلائی۔

(١١٤٩٩)۔ ثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: وَجَدْتُ مَرْثَدَ بْنَ ظَبْيَانَ قَالَ جَائَنَا كِتَابٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَمَا وَجَدْنَا لَهُ كَاتِبًا يَقْرَؤُهُ عَلَيْنَا حَتّٰى قَرَأَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي ضُبَيْعَةَ: ((مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ، أَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا۔)) (مسند احمد: ٢٠٩٤٣)

قتادہ کا بیان ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے مرثد بن ظبیان کو پایا، انھوں نے کہا: ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کا مکتوب آیا اور ہمیں کوئی ایسا آدمی نہ مل سکا جو ہمیں وہ پڑھ کر سناتا، بالآخر بنو ضبیعہ کے ایک آدمی نے وہ مکتوب پڑھا، اس میں یہ تحریر تھی: ''اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے ابو بکر بن وائل کے نام، تم مسلمان ہو جاؤ، سلامت رہو گے۔''

(١١٤٩٨) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ١٤٦٠٤م)

(١١٤٩٩) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٢٠٦٦٧)

(۱۱۵۰۰)۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ بْنِ الشِّخِّيرِ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ مُطَرِّفٍ فِي سُوقِ الْإِبِلِ فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ مَعَهُ قِطْعَةُ أَدِيمٍ أَوْ جِرَابٍ، فَقَالَ: مَنْ يَقْرَأُ؟ أَوَفِيكُمْ مَنْ يَقْرَأُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، فَأَخَذْتُهُ فَإِذَا فِيهِ: ((بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لِبَنِي زُهَيْرِ بْنِ أُقَيْشٍ حَيٍّ مِنْ عُكْلٍ، إِنَّهُمْ إِنْ شَهِدُوا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ وَفَارَقُوا الْمُشْرِكِينَ وَأَقَرُّوا بِالْخُمُسِ فِي غَنَائِمِهِمْ وَسَهْمِ النَّبِيِّ ﷺ وَصَفِيِّهِ فَإِنَّهُمْ آمِنُونَ بِأَمَانِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ۔)) فَقَالَ لَهُ بَعْضُ الْقَوْمِ: هَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا تُحَدِّثُنَاهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالُوا: فَحَدِّثْنَا رَحِمَكَ اللّٰهُ، قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنْ وَحَرِ صَدْرِهِ فَلْيَصُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ أَوْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ۔)) فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ أَوْ بَعْضُهُمْ: أَأَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ، أَلَا أُرَاكُمْ تَتَّهِمُونِي أَنْ أَكْذِبَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ مَرَّةً: تَخَافُونَ وَاللّٰهِ! لَا حَدَّثْتُكُمْ حَدِيثًا سَائِرَ الْيَوْمِ ثُمَّ انْطَلَقَ۔ (مسند احمد: ۲۱۰۱۷)

ابو علاء بن شخیر سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں مطرف کے ہمراہ اونٹوں کی منڈی میں تھا کہ ایک بدّو مطرف کے پاس آیا، اس کے پاس چمڑے کا ایک ٹکڑا تھا، اس نے کہا: کیا تم میں سے کوئی یہ پڑھ سکتا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں، اس نے مجھے پکڑا دیا تو دیکھا کہ اس میں لکھا ہوا تھا: ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے عکل خاندان کی ایک شاخ بنو زہیر کے نام ہے، یہ لوگ اگر اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور وہ مشرکین سے الگ تھلگ ہو جائیں اور اموال غنیمت میں سے خمس کے متعلق اقرار کریں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کا ہے اور اللہ کے رسول مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے بھی مال غنیمت میں سے جو لینا چاہیں لے سکتے ہیں، تو انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے امان دی جائے گی۔'' یہ سن کر کچھ لوگوں نے اس سے کہا: تم نے اللہ کے رسول ﷺ سے جو کچھ سنا ہے، کیا تم اس میں سے کچھ ہمیں بیان کر سکتے ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ لوگوں نے کہا: آپ پر اللہ کی رحمت ہو، آپ ہمیں وہ سنائیں۔ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ ''جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کے سینے میں سے غصہ اور کینہ نکل جائے اسے چاہیے کہ وہ صبر والے مہینے یعنی ماہ رمضان کے اور ہر ماہ تین روزے رکھے۔'' اس کی یہ بات سن کر کچھ لوگوں نے کہا: کیا آپ نے خود رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے؟ اس نے کہا: خبردار! میرا خیال ہے، میں سمجھتا ہوں کہ تم لوگ اس بارے میں میرے متعلق یہ بدگمانی کر رہے ہو کہ شاید میں نے یہ بات کہہ کر اللہ کے رسول پر بہتان باندھ دیا ہے، تم تو یہ سن کر ڈر گئے ہو، اللہ کی قسم! میں

(۱۱۵۰۰) تخریج: اسنادہ صحیح۔ اخرجہ ابوداود: ۲۹۹۹، والنسائی: ۷/ ۱۳۴ (انظر: ۲۰۷۳۷)

تمہیں مزید کوئی حدیث بیان نہ کروں گا، اس کے بعد وہ آگے چل دیے۔

(۱۱۵۰۱)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ قَالَ: كُنَّا بِالْمِرْبَدِ جُلُوسًا فَأَتٰى عَلَيْنَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ يَعْنِي نَحْوَ حَدِيْثِ الْجُرَيْرِيِّ الْمُتَقَدِّمِ۔ (مسند احمد: ۲۱۰۲۰)

(دوسری سند) سیدنا یزید بن عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم جانوروں کے باڑے میں بیٹھے تھے کہ ایک دیہاتی ہمارے پاس آیا، اس سے آگے گزشتہ حدیث کی مانند ذکر کیا۔

(۱۱۵۰۲)۔ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ حُذَافَةَ بِكِتَابِهِ إِلٰى كِسْرٰى، قَالَ: فَدَفَعَهُ إِلٰى عَظِيمِ الْبَحْرَيْنِ، يَدْفَعُهُ عَظِيمُ الْبَحْرَيْنِ إِلٰى كِسْرٰى، قَالَ يَعْقُوبُ: فَدَفَعَهُ عَظِيمُ الْبَحْرَيْنِ إِلٰى كِسْرٰى، فَلَمَّا قَرَأَهُ مَزَّقَهُ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَحَسِبْتُ ابْنَ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِأَنْ يُمَزَّقُوا كُلَّ مُمَزَّقٍ۔ (مسند احمد: ۲۱۸٤)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو اپنا مکتوب دے کر کسریٰ کی طرف روانہ فرمایا، انہوں نے وہ مکتوب بحرین کے حاکم کے سپرد کیا تاکہ وہ اسے کسریٰ تک پہنچا دے، پس حاکم بحرین نے وہ مکتوب کسریٰ تک پہنچا دیا، اس نے جب وہ مکتوب پڑھا تو اسے پھاڑ ڈالا۔ سعید بن میسب رحمہ اللہ نے یہ بھی بیان کیا کہ اس کے اس عمل کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے ان پر یہ بددعا کی کہ (ان کو یوں ہلاک کیا جائے کہ) وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔

فوائد:...... درج ذیل روایت میں اس حدیث کا مفصل ذکر موجود ہے:

محمد بن عمر اسلمی اپنی سندوں کے ساتھ چند ایک صحابہ، جن میں سے بعض کی احادیث کے الفاظ دوسروں کی احادیث میں خلط ملط ہو گئے، سے بیان کرتے ہیں، انھوں نے کہا: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ حُذَافَةَ السَّهْمِيَّ، وَهُوَ أَحَدُ السِّتَّةِ، إِلٰى كِسْرٰى يَدْعُوْهُ إِلَى الْإِسْلَامِ وَكَتَبَ مَعَهُ كِتَابًا: قَالَ عَبْدُاللّٰهِ فَدَفَعْتُ إِلَيْهِ كِتَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُرِءَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَخَذَهُ فَمَزَّقَهُ، فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ مَزِّقْ مُلْكَهُ۔)) وَكَتَبَ كِسْرٰى إِلٰى بَاذَانَ عَامِلِهِ عَلَى الْيَمَنِ أَنِ ابْعَثْ مِنْ عِنْدِكَ رَجُلَيْنِ جَلْدَيْنِ إِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ بِالْحِجَازِ، فَلْيَأْتِيَانِيْ بِخَبَرِهِ، فَبَعَثَ بَاذَانُ قَهْرَمَانَهُ وَرَجُلًا آخَرَ وَكَتَبَ مَعَهُمَا كِتَابًا، فَقَدِمَا الْمَدِيْنَةَ، فَدَفَعَا كِتَابَ بَاذَانَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَتَبَسَّمَ

(۱۱۵۰۱) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۱۵۰۲) تخريج: أخرجه البخارى: ۲۹۳۹، ٤٤۲٤ (انظر: ۲۱۸٤)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَدَعَاهُمَا إِلَى الْإِسْلَامِ وَفَرَائِصُهُمَا تَرْعَدُ وَقَالَ: ((ارْجِعَا عَنِّيْ يَوْمَكُمَا هٰذَا حَتّٰى تَأْتِيَانِي الْغَدَ فَأُخْبِرُكُمَا بِمَا أُرِيْدُ۔)) فَجَاءَ اهُ مِنَ الْغَدِ فَقَالَ لَهُمَا: ((أَبْلِغَا صَاحِبَكُمَا أَنَّ رَبِّيْ قَدْ قَتَلَ رَبَّهُ كِسْرٰى فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ۔)) ......رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ ، جو چھ میں ایک تھے، کو کسری کی طرف اسلام کی دعوت دینے کے لیے بھیجا اور ایک خط بھی لکھا۔ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کا خط کسری تک پہنچایا، وہ اس پر پڑھا گیا، اس نے خط پکڑا اور پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ جب نبی کریم ﷺ کو اس صورتحال کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اس کی بادشاہت کے پرخچے اڑا دے۔'' پھر کسری نے یمن کے گورنر باذان کی طرف خط لکھا کہ کوئی دو باہمت آدمی اس حجاز والے شخص (نبی کریم ﷺ) کے پاس بھیج تاکہ وہ ہمیں اس کی حقیقت سے آگاہ کریں۔ باذان نے اپنے میر منشی اور ایک دوسرے آدمی کو اپنا خط دے کر بھیجا۔ یہ دونوں مدینہ پہنچے اور باذان کا خط نبی کریم ﷺ کو دیا۔ آپ ﷺ مسکرائے اور انھیں دعوتِ اسلام دی، اس وقت ان کے مونڈھوں کا گوشت کانپ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ ''تم دونوں آج چلے جاؤ، کل مجھے ملنا، میں تمھیں اپنے ارادے پر مطلع کروں گا۔'' جب وہ دوسرے دن آئے تو آپ ﷺ نے انھیں فرمایا: ''میری بات اپنے لیڈر (باذان) تک پہنچا دو کہ اِس رات میرے ربّ نے اس کے ربّ کسری کو ہلاک کر دیا ہے۔''

(ابن سعد: ۱/ ۲۵۸۔۲۶۰، صحیحہ: ۱۴۲۹)

خسرو پرویز کی بادشاہت آپ ﷺ کی بد دعا کا مصداق بنی، رومیوں نے کسری کے لشکر کو بدترین شکست دی، پھر خسرو کے بیٹے شیرویہ نے اس کے خلاف بغاوت کی اور اسے قتل کر کے بادشاہت پر قبضہ کر لیا، پھر وہاں افتراق و انتشار کا ایک سلسلہ قائم ہو گیا، تا آنکہ خلیفۂ ثانی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اسلامی لشکر نے اس ملک پر قبضہ کر لیا اور یہ بادشاہت ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئی۔

(۱۱۵۰۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهُ، وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَتُنْفِقُنَّ كُنُوزَهُمَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ۔)) (مسند احمد: ۷۱۸٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ اس کا جانشین نہیں ہوگا اور جب قیصر (رومی بادشاہ) ہلاک ہو گا تو اس کے بعد بھی کوئی قیصر نہیں ہوگا یعنی ان کی بادشاہت ختم ہو جائے گی، اللہ کی قسم! تم ضرور ضرور ان کے خزانوں کو اللہ کے راستے میں خرچ کرو گے۔''

(۱۱۵۰٤)۔ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

عمرو بن عوف اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے

(۱۱۵۰۳) تخريج: أخرجه البخاري: ۳٦۱۸، ومسلم: ۲۹۱۸ (انظر: ۷۱۸٤)

(۱۱۵۰٤) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابوداود: ۳۰٦۲، ۳۰٦۳ (انظر: ۲۷۸۵)

بْـنِ عَـوْفٍ الْـمُـزَنِـيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَقْـطَـعَ بِلَالَ بْنَ الْحَارِثِ مَـعَـادِنَ الْـقَبَلِيَّةِ جَلْسِيَّهَا وَغَوْرِيَّهَا وَحَيْثُ يَـصْـلُـحُ لِـلـزَّرْعِ مِنْ قُدْسٍ وَلَمْ يُعْطِهِ حَقَّ مُسْـلِـمٍ وَكَتَـبَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((بِسْـمِ اللّٰهِ الـرَّحْـمٰـنِ الرَّحِيْمِ، هٰذَا مَا أَعْطَى مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِلَالَ بْنَ الْحَارِثِ الْمُزَنِيَّ أَعْـطَـاهُ مَـعَـادِنَ الْقَبَلِيَّةِ جَلْسِيَّهَا وَغَوْرِيَّهَا وَحَيْـثُ يَصْلُحُ لِلزَّرْعِ مِنْ قُدْسٍ وَلَمْ يُعْطِهِ حَقَّ مُسْلِمٍ۔)) (مسند احمد: ۲۷۸۵)

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کو قبلیہ علاقے کی کانیں برائے جاگیر عنایت فرما دیں، اس مقام کی بلند اور پست زمین اور قدس پہاڑ میں جو کاشت کے قابل تھی، وہ سب انہیں دے دی تھی، جبکہ آپ ﷺ نے ان کو کسی مسلمان کا حق نہیں دیا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کے حق میں یہ تحریر لکھی تھی: ”بِسْـمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، یہ وہ زمین ہے، جو محمد رسول اللہ ﷺ نے بلال بن حارث مزنی کو دی ہے، آپ ﷺ نے ان کو قبلیہ علاقے کی کانیں دی ہیں، اس مقام کی بلند اور پست زمین اور قدس پہاڑ میں جو کاشت کے قابل ہے، وہ ان کو دے دی ہے، جبکہ یہ کسی مسلمان کا حق نہیں تھا، جو ان کو دے دیا ہو۔“

فوائد:...... یہ زمین بھی کسی کی مملوکہ نہ تھی، حاکم وقت ایسی قیمتی چیز بھی کسی کو الاٹ کر سکتا ہے، لیکن یہاں ایک اور روایت بھی قابل توجہ ہے:

سیدنا ابیض بن حمال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے سوال پر نبی کریم ﷺ نے ان کو نمک کی کان عنایت کر دی، یہ معاملہ دیکھ کر حاضرین میں سے ایک آدمی نے کہا: آپ نے تو اس شخص کو دائمی منفعت عطا کر دی ہے، یہ سن کر آپ ﷺ نے اس سے یہ کان واپس لے لی۔ (ابوداود: ۳۰۶۴، ترمذی: ۱۳۸۰)

اس باب کی حدیث کے مطابق آپ ﷺ نے کان الاٹ کر دی، لیکن سیدنا ابیض رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کان جیسی چیز کسی خاص بندے کو الاٹ نہیں کرنی چاہیے، ان دو احادیث میں جمع و تطبیق کی صورت یہ ہے کہ کان کی دو قسمیں ہوتی ہیں:

(۱) باطنی کانیں: یہ وہ کانیں ہوتی ہیں، جن کے حصول کے لیے محنت و مشقت درکار ہوتی ہے، مثلا لوہا اور تانبا وغیرہ۔

(۲) ظاہری کانیں: یہ وہ کانیں ہوتی ہیں، جن کے حصول کے لیے مشقت درکار نہیں ہوتی، جیسے نمک، تیل اور سرمہ وغیرہ۔

حکمران کسی کو باطنی کانیں تو الاٹ کر سکتا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے سیدنا بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کو دی تھی، لیکن ظاہری کانیں کسی کو عنایت نہیں کرنی چاہئیں، تاکہ سارے لوگ برابر کا فائدہ حاصل کر سکیں اور ان پر کوئی تنگی نہ ہو، سیدنا ابیض رضی اللہ عنہ کی حدیث کا یہی مفہوم ہے۔

(١١٥٠٥)۔ عَنِ الْحٰرِثِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ الْحٰرِثِ التَّمِيمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَتَبَ لَهُ كِتَابًا بِالْوَصَاةِ لَهُ إِلٰى مَنْ بَعْدَهُ مِنْ وُلَاةِ الْأَمْرِ، وَخَتَمَ عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ١٨٢١٩)

حارث بن مسلم بن حارث تمیمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو ایک تحریر لکھ کر دی، جس میں اپنے بعد آنے والے خلفاء کے نام ان کے حق میں وصیت کر کے اس پر مہر ثبت فرمائی تھی۔

(١١٥٠٦)۔ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! اكْتُبْ لِي بِأَرْضِ كَذَا وَكَذَا بِأَرْضِ الشَّامِ، لَمْ يَظْهَرْ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ حِينَئِذٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَلَا تَسْمَعُونَ إِلٰى مَا يَقُولُ هٰذَا؟)) فَقَالَ أَبُو ثَعْلَبَةَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَظْهَرُنَّ عَلَيْهَا، قَالَ: فَكَتَبَ لَهُ بِهَا، قَالَ: قُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أَرْضَنَا أَرْضُ صَيْدٍ، فَأُرْسِلُ كَلْبِيَ الْمُكَلَّبَ وَكَلْبِيَ الَّذِي لَيْسَ بِمُكَلَّبٍ، قَالَ: ((إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ الْمُكَلَّبَ وَسَمَّيْتَ فَكُلْ مَا أَمْسَكَ عَلَيْكَ كَلْبُكَ الْمُكَلَّبُ وَإِنْ قَتَلَ، وَإِنْ أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ الَّذِي لَيْسَ بِمُكَلَّبٍ فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْ، وَكُلْ مَا رَدَّ عَلَيْكَ سَهْمُكَ وَإِنْ قَتَلَ وَسَمِّ اللّٰهَ)) قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنَّ أَرْضَنَا أَرْضُ أَهْلِ كِتَابٍ وَإِنَّهُمْ يَأْكُلُونَ لَحْمَ الْخِنْزِيرِ، وَيَشْرَبُونَ الْخَمْرَ فَكَيْفَ أَصْنَعُ بِآنِيَتِهِمْ وَقُدُورِهِمْ؟ قَالَ: ((إِنْ لَمْ تَجِدُوا غَيْرَهَا فَارْحَضُوهَا

سیدنا ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ سرزمین شام کی فلاں فلاں زمین کے متعلق میرے حق میں تحریر لکھ دیں، حالانکہ ابھی تک وہ سرزمین نبی کریم ﷺ کے قبضے میں نہیں آئی تھی۔ تو اس کی بات پر نبی کریم ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: ''کیا تم سن رہے ہو یہ کیا کہہ رہا ہے؟'' سیدنا ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، آپ ضرور بالضرور اس سر زمین کے مالک بنیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے اس زمین کے بارے میں تحریر لکھ دی، سیدنا ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہمارا علاقہ شکار کا علاقہ ہے، میں اپنے سدھائے ہوئے اور غیر سدھائے کتے کو شکار کی طرف بھیجتا ہوں، اس بارے میں ہدایت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم اپنے سدھائے ہوئے کتے کو شکار کی طرف بھیجو اور بھیجنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کا نام لے لو تو تمہارا سدھایا ہوا کتا تمہارے لیے جو جانور پکڑ کر لائے گا، تم اسے کھا سکتے ہو، خواہ وہ مر چکا ہو اور اگر تم اپنا غیر سدھایا کتا شکار کی طرف بھیجو اور وہ جس جانور کو پکڑ کر لائے اسے تم خود ذبح کر لو تو کھا سکتے ہو اور جس شکار کو تمہارا تیر جا لگا خواہ وہ چیز

(١١٥٠٥) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة التابعي، اخرجه ابوداود: ٥٠٨٠ (انظر: ١٨٠٥٥)

(١١٥٠٦) تخريج: صحيح دون قصة الارض، وهذا اسناد منقطع، ابو قلابة الجرمى لم يسمع من ابى ثعلبة، أخرجه الترمذى: ١٧٩٧ (انظر: ١٧٧٣٧)

وَاطْبُخُوا فِيهَا وَاشْرَبُوا)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا يَحِلُّ لَنَا مِمَّا يُحَرَّمُ عَلَيْنَا، قَالَ: ((لَا تَأْكُلُوا لُحُومَ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ، وَلَا كُلَّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۸۸۹)

مر جائے تو اللہ کا نام لے کر کھا لو۔'' سیدنا ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! ہمارا علاقہ اہل کتاب کا ہے، وہ لوگ خنزیر کا گوشت کھاتے اور شراب پیتے ہیں۔ہم ان کے برتنوں کو کیسے استعمال کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہیں ان کے سوا کوئی دوسرا برتن نہ ملے تو اسے اچھی طرح مانجھ کر ان میں پکا سکتے ہو اور پی بھی سکتے ہو۔'' سیدنا ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے کونسے جانور حلال ہیں اور کونسے حرام؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم گھریلو گدھے اور کچلی والے درندے نہیں کھا سکتے۔''

فوائد:...... شکار وغیرہ کے احکام ''کتاب الصید والذبائح'' میں گزر چکے ہے، یہاں اس روایت سے مقصود زمین کے بارے میں تحریر کرنا ہے۔

(۱۱۵۰۷)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَتَبَ كِتَابًا بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ أَنْ يَعْقِلُوْا مَعَاقِلَهُمْ، وَأَنْ يَفْدُوْا عَانِيَهِمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَالْإِصْلَاحِ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (مسند احمد: ۲۴۴۳)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مہاجرین و انصار کے ما بین ایک تحریر لکھی کہ وہ ایک دوسرے کی دیت یعنی خون بہا ادا کریں گے اور ان کے قیدی کو چھڑانے کے لیے معروف فدیہ ادا کریں گے اور مسلمانوں کے ما بین اصلاح کے لیے کوشاں رہیں گے۔

(۱۱۵۰۸)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ الْوَفَاةُ قَالَ: ((هَلُمَّ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ۔)) وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ، حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ، قَالَ: فَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ فَاخْتَصَمُوا، فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ: يَكْتُبُ لَكُمْ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''آؤ میں تمہیں ایک تحریر لکھ دوں، اس کے بعد تم کبھی بھی گمراہ نہیں ہو گے۔'' اس وقت گھر میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور دوسرے لوگ موجود تھے، آپ کی بات سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ پر تکلیف کا غلبہ ہے، تمہارے پاس قرآن ہے، ہمیں اللہ کی کتاب ہی کافی ہے، گھر میں موجود افراد کا اس بارے میں اختلاف ہو گیا اور وہ جھگڑنے لگے۔

(۱۱۵۰۷) تخريج: اسناده ضعيف لتدليس الحجاج (انظر: ۲۴۴۳)

(۱۱۵۰۸) تخريج: أخرجه البخاري: ۴۴۳۲، ۵۶۶۹، ومسلم: ۱۶۳۷ (انظر: ۳۱۱۱)

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَوْ قَالَ: قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ: مَا قَالَ عُمَرُ، فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغَطَ وَالِاخْتِلَافَ وَغُمَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((قُومُوا عَنِّي۔)) فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَبَيْنَ أَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتَابَ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ۔ (مسند احمد: ٣١١١)

بعض کہنے لگے کہ اللہ کے رسول تمہارے لیے جو لکھنا چاہتے ہیں، وہ لکھ دیں اور بعض نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ والی بات کی، جب ان کا اختلاف اور شور بہت زیادہ ہوا اور رسول اللہ ﷺ غمگین ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم سب میرے ہاں سے اٹھ کر چلے جاؤ۔'' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ سب سے بڑی مصیبت وہ اختلاف اور شور تھا جو رسول اللہ ﷺ اور آپ کی تحریر کے درمیان حائل ہوا۔

فوائد:...... دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۹۹۴)

(۱۱۵۰۹)۔ عَنِ ابْنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّ أَبَاهُ كَتَبَ إِلَى النَّبِيِّ فَبَدَأَ بِنَفْسِهِ۔ (مسند احمد: ١٩١٩٥)

ابن علاء حضرمی سے روایت ہے کہ ان کے والد نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک تحریر بھیجی، اس کی ابتدا اپنے آپ سے کی تھی۔

فوائد:...... اس باب کا خلاصہ یہ ہے کہ بادشاہوں کو خطوط لکھنے، معاہدے لکھنے، بعض احادیث لکھنے اور بعض احکام لکھنے کی صورت میں جب کبھی تحریر کی ضرورت پڑتی تھی، آپ ﷺ اس ذریعہ کو بھی استعمال کرتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كُتَّابِهِ ﷺ
نبی کریم ﷺ کے کاتبین کا تذکرہ

مِنْهُمْ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ
ان میں سے عثمان بن عفان کا تذکرہ

(۱۱۵۱۰)۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْيَشْكُرِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أُمِّي تُحَدِّثُ: أَنَّ أُمَّهَا انْطَلَقَتْ إِلَى الْبَيْتِ حَاجَّةً، وَالْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ لَهُ بَابَانِ، قَالَتْ: فَلَمَّا قَضَيْتُ

عمر بن ابراہیم یشکری سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے اپنی والدہ کو بیان کرتے سنا کہ وہ حج کے ارادے سے بیت اللہ کی طرف گئیں، ان دنوں بیت اللہ کے دو دروازے تھے، وہ کہتی ہیں: میں طواف سے فارغ ہو کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی

(۱۱۵۰۹) تخریج: اسناده ضعيف لجهالة ابن العلاء، اخرجه ابوداود: ٥١٣٤ (انظر: ١٨٩٨٦)

(۱۱۵۱۰) تخریج: اسناده ضعيف، عمر بن ابراهيم اليشكري لا يعرف (انظر: ٢٦٢٤٧)

طَوَافِي دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّ بَعْضَ بَنِيكِ بَعَثَ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ، وَإِنَّ النَّاسَ قَدْ أَكْثَرُوا فِي عُثْمَانَ، فَمَا تَقُولِينَ فِيهِ؟ قَالَتْ: لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَهُ لَا أَحْسِبُهَا إِلَّا قَالَتْ ثَلَاثَ مِرَارٍ، لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُسْنِدٌ فَخِذَهُ إِلَى عُثْمَانَ، وَإِنِّي لَأَمْسَحُ الْعَرَقَ عَنْ جَبِينِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَإِنَّ الْوَحْيَ يَنْزِلُ عَلَيْهِ، وَلَقَدْ زَوَّجَهُ ابْنَتَيْهِ إِحْدَاهُمَا عَلٰى إِثْرِ الْأُخْرٰى، وَإِنَّهُ لَيَقُولُ: اكْتُبْ عُثْمَانُ، قَالَتْ: مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُنْزِلَ عَبْدًا مِنْ نَبِيِّهِ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ إِلَّا عَبْدًا عَلَيْهِ كَرِيمًا۔ (مسند احمد: ٢٦٧٧٧)

خدمت میں گئی، میں نے عرض کیا: اے ام المؤمنین آپ کا ایک بیٹا آپ کو سلام کہتا ہے، ان دنوں لوگ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں بہت غلط اور نار واقسم کی باتیں کرتے تھے، آپ اس بارے میں کیا کہتی ہیں؟ انہوں نے کہا: جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر لعنت کرے، اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے یہ بات تین بار دہرائی تھی، میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں دیکھا ہے کہ آپ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی ران پر سر رکھا ہوا تھا اور میں رسول اللہ ﷺ کی پیشانی سے پسینہ صاف کر رہی تھی اور آپ ﷺ پر وحی کا نزول ہو رہا تھا، آپ ﷺ نے یکے بعد دیگرے اپنی دو بیٹیوں کا نکاح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا اور آپ ﷺ ان سے فرمایا کرتے تھے: ''عثمان! لکھو۔'' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ تعالیٰ اپنے کسی برگزیدہ بندے کو ہی اپنے نبی کے ہاں ایسا مقام دیتے ہیں۔

وَمِنْهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ

کاتبین میں سے ایک سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ تھے

(١١٥١١)۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ قُرَيْشًا صَالَحُوا النَّبِيَّ ﷺ فِيهِمْ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَلِيٍّ: ((اكْتُبْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ)) فَقَالَ سُهَيْلٌ: أَمَّا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، فَلَا نَدْرِي مَا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ؟ وَلٰكِنِ اكْتُبْ مَا نَعْرِفُ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ فَقَالَ: ((اُكْتُبْ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ)) قَالَ: لَوْ عَلِمْنَا أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ لَاتَّبَعْنَاكَ وَلٰكِنِ اكْتُبْ اسْمَكَ وَاسْمَ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قریش نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک معاہدہ کیا، ان کے وفد میں سہیل بن عمرو بھی تھا، نبی کریم ﷺ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ لکھو۔'' سہیل نے کہا: ہم تو نہیں جانتے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ کیا ہے؟ آپ وہی کلمہ لکھیں جسے ہم جانتے ہیں، بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''لکھو یہ معاہدہ محمد رسول اللہ کی طرف سے ہے۔'' اس پر پھر سہیل بولا کہ اگر ہم یہ مانتے ہوتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کی اقتدا کر لیتے، آپ اس طرح کریں کہ

(١١٥١١) تخریج: أخرجه مسلم: ١٧٨٤ (انظر: ١٣٨٢٧)

أَبِيكَ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اكْتُبْ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ)) وَاشْتَرَطُوا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ مَنْ جَاءَ مِنْكُمْ لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكُمْ، وَمَنْ جَاءَ مِنَّا رَدَدْتُمُوهُ عَلَيْنَا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَتَكْتُبُ هٰذَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ، إِنَّهُ مَنْ ذَهَبَ مِنَّا إِلَيْهِمْ فَأَبْعَدَهُ اللّٰهُ))۔ (مسند احمد: ۱۳۸۶۳)

اپنا اور اپنے والد کا نام لکھیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لکھو یہ معاہدہ محمد بن عبداللہ کی طرف سے ہے۔'' انہوں نے نبی کریم ﷺ سے یہ شرط طے کی کہ آپ لوگوں میں سے کوئی آیا تو ہم اسے واپس نہیں کریں گے، لیکن ہمارا جو آدمی آپ کے پاس آیا، آپ اسے ہماری طرف واپس کر دیں گے۔ یہ سن کر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم یہ شرط بھی لکھیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! جو آدمی ہمیں چھوڑ کر ان کی طرف جائے، اللہ تعالیٰ اسے ہم سے دور ہی رکھے۔''

وَمِنْهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ

کاتبین میں سے ایک سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے

(۱۱۵۱۲)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَرْسَلَ إِلَيْهِ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ فَإِذَا عُمَرُ عِنْدَهُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ: إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ بِأَهْلِ الْيَمَامَةِ مِنْ قُرَّاءِ الْقُرْآنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَأَنَا أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ فِي الْمَوَاطِنِ، فَيَذْهَبَ قُرْآنٌ كَثِيرٌ لَا يُوعٰى، وَإِنِّي أَرٰى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ، فَقُلْتُ لِعُمَرَ: وَكَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ، فَلَمْ يَزَلْ يُرَاجِعُنِي فِي ذٰلِكَ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ صَدْرِي، وَرَأَيْتُ فِيهِ الَّذِي رَأٰى عُمَرُ، قَالَ زَيْدٌ: وَعُمَرُ عِنْدَهُ جَالِسٌ لَا يَتَكَلَّمُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: إِنَّكَ شَابٌّ عَاقِلٌ لَا نَتَّهِمُكَ، وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یمامہ کی لڑائی میں حفاظ کی شہادت کے سانحہ کے بعد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا، جب میں حاضر ہوا تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس بیٹھے تھے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ یمامہ میں حفاظِ قرآن کی شہادتیں کثرت سے ہوئی ہیں، مجھے اندیشہ ہے کہ اگر حفاظ قرآن کی شہادتوں کا یہ سلسلہ یونہی جاری رہا تو قرآن مجید کا بیشتر حصہ ضائع ہو جائے گا اور اس کو یاد نہیں رکھا جائے گا، اس لئے میری رائے یہ ہے کہ قرآن مجید کو جمع کرنے کا حکم دے دیں، لیکن میں نے ان کو یہ جواب دیا کہ میں وہ کام کیسے کروں، جو نبی کریم ﷺ نے نہیں کیا، لیکن انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! یہ کام بہتر ہے، پھر یہ اس بارے میں مجھ سے تکرار کرتے رہے ہیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ کھول دیا ہے اور میں نے بھی اس رائے کو پسند کر لیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خاموش بیٹھے رہے۔ پھر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا:

(۱۱۵۱۲) تخريج: أخرجه البخاري: ۴۶۷۹، ۴۹۸۶، ۴۹۸۹، ۷۱۹۱، ۷۴۵۲ (انظر: ۷۶)

لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَاجْمَعْهُ، قَالَ زَيْدٌ: فَوَاللّٰهِ، لَوْ كَلَّفُونِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ بِأَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ، فَقُلْتُ: كَيْفَ تَفْعَلُونَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مسند احمد: ٧٦)

اے زید! تم ایک عقلمند نوجوان اور قابل اعتماد آدمی ہو اور تم نبی کریم ﷺ کی وحی بھی لکھا کرتے تھے، لہٰذا یہ خدمت تم نے ہی سرانجام دینی ہے، سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر یہ مجھے کسی پہاڑ کو دوسری جگہ منتقل کرنے کی تکلیف دیتے تو اس کا میرے اوپر اتنا بوجھ نہ ہوتا جو انہوں نے قرآن مجید جمع کرنے کی مجھ پر ذمہ داری ڈالی ہے، پس میں نے کہا: آپ لوگ وہ کام کس طرح کرو گے، جو نبی کریم ﷺ نے نہیں کیا، تاہم ان کی تکرار کے بعد میں نے یہ ذمہ داری قبول کر لی۔

فوائد:...... عہد نبوی میں قرآن مجید مختلف چیزوں پر لکھا گیا تھا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایک جلد میں قرآن مجید کو جمع کیا گیا۔

خلافتِ صدیقی میں یمامہ کی لڑائی مدعیٔ نبوت مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی تھی، اس میں سات سو سے زائد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے تھے، ان میں اکثر قرآن کریم کے حفاظ وقراء تھے۔

اس روایت سے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی منقبت ثابت ہوتی ہے، مؤخر الذکر نے حفاظتِ قرآن کی رائے دی اور اول الذکر نے اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا، بہر حال یہ دو ہستیاں اور ان کے معاونین ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ کا مصداق بنتی ہیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: أَعْظَمُ النَّاسِ اَجْرًا فِي الْمَصَاحِفِ أَبُو بَكْرٍ، إِنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ أَوَّلَ مَنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ۔ ...... قرآنی مصاحف کے معاملے میں لوگوں میں سب سے زیادہ اجر پانے والے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں، بیشک سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص ہیں، جنھوں نے قرآن مجید کو دو جلدوں کے اندر جمع کیا۔ (فضائل القرآن لابی عبید: ص ١٥٦، المصاحف لابن ابی داود: ص ١١)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بارے خوبصورت باتیں کرتے ہوئے کہا: فَجَمَعَ الصِّدِّيْقُ الْخَيْرَ وَكَفَّ الشُّرُوْرَ۔ ...... پس جنابِ صدیق نے خیر کو جمع کر دیا اور شرور کو روک دیا۔ (تفسیر ابن کثیر: ۱/ ۲۵)

اس باب میں تو صرف چند کاتبین کا ذکر ہے، آپ ﷺ کے بعض کاتبین درج ذیل تھے:

سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا طلحہ بن عبید اللہ، سیدنا زبیر بن عوام، سیدنا سعید بن عاص، سیدنا خالد، سیدنا سعد بن ابی وقاص، سیدنا عامر بن فہیرہ، سیدنا عبد اللہ بن ارقم، سیدنا ابی بن کعب، سیدنا ثابت بن قیس، سیدنا حنظلہ بن ربیع، سیدنا ابوسفیان، سیدنا معاویہ، سیدنا زید بن ثابت، سیدنا شرحبیل بن حسنہ، سیدنا علاء بن حضرمی، سیدنا مغیرہ بن شعبہ، سیدنا عبد اللہ بن رواحہ، سیدنا حذیفہ بن یمان، سیدنا حویطب بن عبد العزی العامری، سیدنا عبد اللہ بن سعد رضی اللہ عنہم۔

بَابٌ فِيْ ذِكْرِ دَوَابِّهِ وَغَنَمِهِ وَلِقَاحِهِ وَخَيْلِهِ وَسَلَاحِهِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ

نبی کریم ﷺ کے جانوروں، اونٹوں، اونٹنیوں، گھوڑوں اور اسلحہ وغیرہ کا بیان

(١١٥١٣)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أُهْدِيَتْ لَهُ بَغْلَةٌ شَهْبَاءُ فَرَكِبَهَا فَأَخَذَ عُقْبَةُ يَقُودُهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِعُقْبَةَ: ((اقْرَأْ۔)) فَقَالَ: وَمَا أَقْرَأُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اقْرَأْ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾۔)) فَأَعَادَهَا عَلَيْهِ حَتّٰى قَرَأَهَا فَعَرَفَ أَنِّي لَمْ أَفْرَحْ بِهَا جِدًّا فَقَالَ: ((لَعَلَّكَ تَهَاوَنْتَ بِهَا فَمَا قُمْتَ تُصَلِّي بِشَيْءٍ مِثْلِهَا۔)) (مسند احمد: ١٧٤٧٥)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو تحفے میں ایک سفید خچر دیا گیا، آپ ﷺ اس پر سوار ہوئے، سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ اس کو چلا رہے تھے، نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: ''پڑھو۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کیا پڑھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ پڑھو۔'' آپ ﷺ نے اس سورت کو دہرایا، یہاں تک کہ سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ نے اس سورت کو پڑھ لیا، لیکن جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ وہ اس سورت سے زیادہ خوش نہیں ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''لگتا ہے، تم اس کو معمولی سمجھ رہے ہو، تو نے نماز میں اس جیسی سورت نہیں پڑھی ہو گی (یعنی یہ بے مثال سورت ہے، جس کو نماز میں پڑھا جائے)۔''

(١١٥١٤)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَرْكَبُ حِمَارًا اِسْمُهُ عُفَيْرٌ۔ (مسند احمد: ٨٨٦)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک گدھے پر سواری کیا کرتے تھے۔ اس کا نام ''عفیر'' تھا۔

فوائد:...... عفیر کے معانی مٹیالہ رنگ کے ہیں، ممکن ہے کہ اس گدھے کا رنگ ایسے ہی ہو۔

آپ ﷺ کے ایک گدھے کا نام یعفور تھا، یعفور کا معنی ہرن کا بچہ ہے، ممکن ہے کہ تیز چلنے کی وجہ سے اس کو یہ نام دیا گیا ہو۔

(١١٥١٥)۔ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ: اِنِّيْ لَآخِذَةٌ بِزِمَامِ الْعَضْبَاءِ نَاقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ الْمَائِدَةُ كُلُّهَا، فَكَادَتْ مِنْ ثِقْلِهَا تَدُقُّ بِعَضُدِ النَّاقَةِ۔ (مسند احمد: ٢٨١٢٧)

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نبی کریم ﷺ کی عضباء اونٹنی کی لگام تھامے ہوئے تھی کہ آپ پر سورۂ مائدہ نازل ہوئی، اس وحی کے بوجھ سے قریب تھا کہ اونٹنی کا بازو ٹوٹ جاتا۔''

(١١٥١٣) تخريج: حديث صحيح، أخرجه النسائي: ٨/ ٢٥٢ (انظر: ١٧٣٤٢)

(١١٥١٤) تخريج: حسن لغيره (انظر: ٨٨٦)

(١١٥١٥) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٤/ ٤٤٨ (انظر: ٢٧٥٧٥)

فوائد:...... عضباء کا معنی وہ اونٹنی ہے، جس کے کان کٹے ہوئے ہوں، جبکہ آپ ﷺ کی اونٹنی کے کان تو کٹے ہوئے نہیں تھے، بس کسی وجہ سے اس اونٹنی کا یہی نام منقول ہوتا چلا آ رہا تھا، بعض اہل علم نے کہا ہے کہ ممکن ہے کہ اس اونٹنی کے کان کٹے ہوئے ہوں۔

نزولِ وحی کے وقت آپ ﷺ پر بوجھ پڑتا تھا، اگر آپ ﷺ سواری پر سوار ہوتے، یا آپ ﷺ کا وزن کسی انسان پر پڑا ہوتا تو وہ بھی اس بوجھ کو محسوس کرتا تھا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا﴾ ...... ''یقیناً ہم ضرور تجھ پر ایک بھاری کلام نازل کریں گے۔'' (سورۂ مزمل: ۵)

(۱۱۵۱٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعْدٍ الْكَاتِبُ قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ سِيرِينَ: صَنَعْتُ سَيْفِي عَلَى سَيْفِ سَمُرَةَ، وَقَالَ سَمُرَةُ: صَنَعْتُ سَيْفِي عَلَى سَيْفِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ حَنَفِيًّا۔ (مسند احمد: ۲۰٤۹۲)

عثمان بن سعد کاتب سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: مجھے ابن سیرین نے کہا: میں نے اپنی تلوار سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی تلوار جیسی بنوائی ہے اور سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ میں نے اپنی تلوار نبی کریم ﷺ کی تلوار جیسی بنوائی ہے، وہ تلوار (مسیلمہ کذاب کی قوم) بنوحنیفہ کی تلواروں کے ڈیزائن پر تھی۔

(۱۱۵۱۷)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَنَفَّلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَيْفَهُ ذَا الْفَقَارِ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ الَّذِي رَأَى فِيهِ الرُّؤْيَا يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ رَأَيْتُ فِي سَيْفِي ذِي الْفَقَارِ فَلًّا فَأَوَّلْتُهُ فَلًّا يَكُونُ فِيكُمْ وَرَأَيْتُ أَنِّي مُرْدِفٌ كَبْشًا فَأَوَّلْتُهُ كَبْشَ الْكَتِيبَةِ وَرَأَيْتُ أَنِّي فِي دِرْعٍ حَصِينَةٍ فَأَوَّلْتُهَا الْمَدِينَةَ وَرَأَيْتُ بَقَرًا تُذْبَحُ فَبَقَرٌ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَبَقَرٌ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَكَانَ الَّذِي قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مسند احمد: ۲٤٤۵)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ذوالفقار تلوار جنگ بدر کے دن بطور نفل (یا مال غنیمت سے) لی یہ وہی تلوار ہے جس کے بارے میں آپ نے احد کے دن خواب دیکھا تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنی اس تلوار ذوالفقار میں ایک دندانہ دیکھا ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ تمہیں شکست ہوگی میں نے دیکھا ہے کہ میں نے مینڈھے کو پیچھے سوار کیا ہوا ہے میں نے تاویل کی ہے کہ لشکر کا بہادر شہید ہوگا میں نے دیکھا ہے کہ میں نے محفوظ زرہ پہنی ہوئی ہے میں نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ مدینہ محفوظ رہے گا میں نے دیکھا ہے کہ گائے ذبح کی جارہی ہے اللہ کی قسم یہ بہتر ہے۔'' وہی ہوا جو نبی کریم ﷺ نے کہا تھا۔

فوائد:...... تلوار میں دندانہ یہ تھا، جو احد میں مسلمانوں کو پہلے شکست ہوئی بعد میں سنبھل گئے تھے اور مینڈھے

(۱۱۵۱٦) تخریج: اسناده ضعیف لضعف عثمان بن سعد الکاتب، اخرجه الترمذی: ۱٦۸۳ (انظر: ۲۰۲۲۹)

(۱۱۵۱۷) تخريج: اسناده حسن، أخرج أوله الى قوله "يوم احد": الترمذی: بعد الحديث: ۱۵٦۱، وابن ماجه: ۲۸۰۸، وأخرج بأطول مما هنا الحاكم: ۲/ ۱۲۸، والبيهقی: ۷/ ٤۱ (انظر: ۲٤٤۵)

کے ذبح ہونے کی صورت میں سیدنا طلحہ بن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت دکھائی گئی، جنہوں نے اس دن جھنڈا اٹھایا ہوا تھا اور گائے ذبح ہونے کی صورت میں حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ستر آدمیوں کی شہادت کی نشاندہی کی گئی تھی اور مدینہ بہترین پناہ گاہ ثابت ہوا، شکست و شہادت کے بعد مسلمان سرخرو ہوئے تھے اور آپ کے گھر والوں میں سید الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت مینڈھے کے ذبح ہونے کی صورت میں دکھائی گئی۔

(۱۱۵۱۸)۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ظَاهَرَ بَيْنَ دِرْعَيْنِ يَوْمَ أُحُدٍ۔ (مسند احمد: ۱۵۸۱۳)

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن دو زرہیں اوپر تلے زیب تن کی تھیں۔

(۱۱۵۱۹)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ، وَعَلٰى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ، فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ، وَقَالَ: اِبْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ: ((اُقْتُلُوْهُ۔)) قَالَ مَالِكٌ: وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ مُحْرِمًا، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ۔ (مسند احمد: ۱۲۹۶۲)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے موقع پر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، اس وقت آپ کے سر پر خود تھا، جب آپ ﷺ نے اسے اتارا تو ایک آدمی نے آ کر آپ ﷺ سے عرض کیا کہ ابن خطل کافر کعبہ کے پردوں کے ساتھ لٹکا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے قتل کر دو۔'' امام مالک کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس روز احرام کی حالت میں نہیں تھے۔ واللہ اعلم۔

(۱۱۵۲۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُكْحُلَةٌ يَكْتَحِلُ بِهَا عِنْدَ النَّوْمِ ثَلَاثًا فِيْ كُلِّ عَيْنٍ۔ (مسند احمد: ۳۳۱۸)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ کی ایک سرمہ دانی تھی، آپ ﷺ سوتے وقت اس سے ہر آنکھ میں تین مرتبہ سرمہ ڈالتے تھے۔

(۱۱۵۲۱)۔ عَنْ عَاصِمٍ قَالَ: رَأَيْتُ عِنْدَ أَنَسٍ قَدَحَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْهِ ضَبَّةٌ مِنْ فِضَّةٍ۔ (مسند احمد: ۱۲۴۳۷)

عاصم احول ﷺ کا بیان ہے کہ میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے پاس نبی کریم ﷺ کا ایک پیالہ دیکھا جس پر چاندی کا جوڑ لگا ہوا تھا۔

فوائد:...... سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا حرام ہے، لیکن اگر کسی ٹوٹے ہوئے برتن کو جوڑنے کے لیے یہ دھاتیں استعمال کرنی پڑ جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے، آجکل ایسے برتن کو جوڑنے کے لیے مختلف اور سستے طریقے

(۱۱۵۱۸) تخریج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، اخرجه ابوداود: ۲۵۹۰ (انظر: ۱۵۷۲۲)

(۱۱۵۱۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۸۴٦، ۳۰٤٤، ومسلم: ۱۳۵۷ (انظر: ۱۲۹۳۲)

(۱۱۵۲۰) تخریج: حسن، أخرجه ابن ماجه: ۳٤۹۹، والترمذی: ۲۰٤۸ (انظر: ۳۳۱۸)

(۱۱۵۲۱) تخریج: أخرجه مطولا البخاری: ۵٦۳۸ (انظر: ۱۲٤۰۹)

دستیاب ہیں، لہٰذا ان ہی کا استعمال ہونا چاہیے، اس مقصد کے لیے سونے اور چاندی کے استعمال سے بچنا چاہیے، کیونکہ اب ان کا استعمال مجبوری نہیں رہا۔

فوائد: …… نبی کریم ﷺ کے استعمال کی چند چیزوں کا ذکر اس باب میں ہے، ظاہر ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں کئی چیزیں استعمال کی ہوں گی اور اصحابِ سیر و تاریخ نے ان کا ذکر بھی ہے، لیکن اب مختلف مساجد اور عجائب گھروں نبی کریم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب کر کے جو چیزیں بطورِ تبرکات سجادی گئی ہیں، ان کی نسبت کی کوئی سند نہیں ہے، بلکہ حیرانی کی بات یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ جس علاقے میں رہتے تھے، اس میں ایسے تبرکات نہیں ملتے اور عرب سے دور دور کے علاقے میں پائے جاتے ہیں۔

﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ وَازْكَى التَّحِيَّةِ، اَللّٰهُمَّ أَحْيِنَا عَلٰى سُنَّتِهِ وَتَوَفَّنَا عَلٰى مِلَّتِهِ وَاحْشُرْنَا فِي زُمْرَتِهِ، وَتَحْتَ لِوَائِهِ وَاجْعَلْنَا مِنْ رُفَقَاءِهِ وَاَوْرِدْنَا حَوْضَهُ وَاسْقِنَا مِنْ يَدِهِ الشَّرِيْفَةِ شَرْبَةً هَنِيْئَةً مَرِيْئَةً لَا نَظْمَأُ بَعْدَهَا اَبَداً، اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَاِمَامِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَالتَّابِعِيْنَ وَتَابِعِي التَّابِعِيْنَ وَمَنْ تَبِعَ هُدَاهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ، وَسَلِّمْ تَسْلِيْماً كَثِيْراً﴾